الخصائص الکبریٰ

جلد دوم

مؤلف

ابی الفضل جلال الدین عبدالرحمن ابی بکر السیوطی

زیر نگرانی

ادارہ ضیاء المصنفین

بھیرہ شریف

مترجم

علامہ مقبول احمد

فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ○ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	الخصائص الکبریٰ (جلد دوم)
مصنف	حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
زیر نگرانی	ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف
سال اشاعت	اگست 2001ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
قیمت	فی سیٹ -/450 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

فیکس:۔ 042-7238010

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔ 021-2210212-2212011-2630411

احمد رضا بک سنٹر، عمر خیل شرقی، ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com

Green Dome International Ltd.

148-164 Gregory Boulevard, Nottingham. NG7 5JE U.K.

Tel:- 0115-911 7222 Fax:- 0115 911 7220

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختلف فرماں رواؤں کے نام، گرامی نامے ارسال کرنے کے وقت معجزات کا ظہور

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ داعیٔ برحق، سید الانبیاء، محبوب رب العالمین ﷺ نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور اس وقت کے ہر بڑے حکمران کی طرف گرامی نامے ارسال فرمائے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا۔ یاد رہے کہ جس نجاشی کی نماز جنازہ حضور نبی رحمت ﷺ نے پڑھی تھی، وہ اور تھا۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (مصنف میں) حاتم بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ جعفر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار سمتوں میں چار سفیر بھیجے۔ ایک کسریٰ کی طرف، دوسرا قیصر کی طرف، تیسرا مقوقس کی طرف جبکہ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو نجاشی کی طرف روانہ فرمایا۔ جن لوگوں کی طرف ان سفیروں کو بھیجا گیا تھا، جب یہ وہاں پہنچے تو انہی کی زبان میں گفتگو کرنا شروع کر دی۔

ابن سعد، بریدہ، زہری، زید بن رومان اور شعبی رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چند آدمیوں کو مختلف اطراف میں روانہ فرمایا اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ اللہ کے بندوں کو دین حق کی تبلیغ اور وعظ و نصیحت کریں۔ جب یہ قاصد ان لوگوں کے پاس پہنچے جن کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا تو انہی کی زبان میں گفتگو کرنے لگے۔ حضور ﷺ کے سامنے جب اس بات کا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اپنے بندوں کو ہدایت دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ عظیم فضل و کرم فرمایا ہے۔"

قیصر روم کے نام مکتوب گرامی

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتایا کہ جس عرصے میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور کفار قریش کو مہلت دی تھی اس وقت قریش کا ایک تجارتی قافلہ

ملک شام گیا۔ وہ بھی اس قافلے کے ساتھ تھے۔ یہ قافلہ ایلیاء پہنچا تو شہنشاہ روم ہرقل نے انہیں بلا بھیجا۔ اس وقت ہرقل کی چاروں طرف بڑے بڑے سردار بیٹھے ہوئے تھے اس نے قریش کے آدمیوں کو سامنے بلایا اور اپنے ترجمان کو بھی بلا لیا۔ ہرقل نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا:

''آپ کے ہاں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے اس کا قریبی رشتہ دار کون ہے؟''

ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ''میں ان کا قریبی رشتہ دار ہوں۔''

ہرقل بولا: ''اس کو میرے قریب کر دو اور اس کے ساتھیوں کو بھی اس کے پیچھے قریب ہی بٹھا دو۔''

پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہہ دے کہ میں ابوسفیان سے اس نبی کے بارے میں سوالات کروں گا۔ اگر یہ غلط بات کہے تو تم اس کی تکذیب کر دینا۔ ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ وہ مجھے جھوٹا کہہ دیں گے تو میں ضرور حضور ﷺ کے متعلق جھوٹی باتیں کہہ دیتا۔ ہرقل نے مجھ سے پہلا سوال یہ کیا:

''ان کا نسب کیسا ہے؟''

میں نے کہا: ''وہ بڑے اعلیٰ نسب والے ہیں۔''

ہرقل بولا: ''وہاں کبھی پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟''

میں نے کہا: ''نہیں۔''

وہ بولا: ''کیا ان کے آباء واجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟''

میں نے نفی میں جواب دیا۔

ہرقل نے مزید پوچھا: ''اچھا یہ بتاؤ۔ امیر اور بااثر لوگ ان کی اتباع کر رہے ہیں یا غریب اور کمزور لوگ؟''

میں نے کہا: ''ان کے پیروکار غریب لوگ ہیں۔''

اس نے کہا: ''ان کے پیروکاروں میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی؟''

میں نے کہا: ''وہ مسلسل بڑھ رہے ہیں۔''

ہرقل کہنے لگا: ''ان کے دین میں داخل ہو جانے کے بعد کیا کبھی کوئی مرتد بھی ہوا ہے؟''

میں نے جواب دیا: ''ایسا کبھی نہیں ہوا۔'' اس نے پوچھا: ''نبی بننے سے پہلے کیا تم ان پر جھوٹا ہونے کا الزام لگایا کرتے تھے؟''

"میں نے کہا:"نہیں۔"

اس نے سلسلۂ سوالات آگے بڑھاتے ہوئے کہا:

"اچھا یہ بتاؤ۔ وہ عہد شکنی یا خیانت کا ارتکاب کرتے ہیں؟"

میں نے کہا"ابھی تک تو ایسا نہیں ہوا۔ البتہ اب ہمارا ان سے ایک معاہدہ ہوا ہے۔ نہ جانے اس کے متعلق وہ کیا کرتے ہیں۔"ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس بات کے علاوہ مجھے حضور ﷺ کے خلاف کچھ کہنے کا موقع نہ ملا۔

ہرقل نے پوچھا:"کیا کبھی تم نے ان سے جنگ کی ہے؟"

میں نے کہا:"ہاں۔"

وہ بولا:"جنگ کا نتیجہ کیسا رہتا تھا؟"

میں نے کہا:"جنگ تقریباً برابر رہتی تھی۔ کبھی وہ جیت جاتے اور کبھی ہم۔"

اس نے مزید کہا:

"وہ تمہیں کون سے احکامات کا حکم دیتے ہیں؟"

میں نے کہا:

"وہ کہتے ہیں کہ خدائے واحد کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ آباؤاجداد کی (فضول) باتوں کو چھوڑ دو۔ علاوہ ازیں وہ ہمیں نماز، زکوٰۃ، سچائی، پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔"

اپنے سوالات کے جوابات سننے کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا:

"ابوسفیان سے کہہ دو کہ میں نے حضور ﷺ کے نسب کے بارے میں پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ بڑے اعلیٰ نسب والے ہیں۔ اللہ کے رسول ہمیشہ بہترین خاندان میں ہی مبعوث ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا کسی اور نے بھی تمہارے خاندان میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ تم نے کہا: نہیں۔ اگر کوئی پیش روایسا دعویٰ کرتا تو میں کہہ دیتا کہ یہ بھی اس کی تقلید کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا ان کے آباؤاجداد میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے؟ تم نے کہا: نہیں۔ اگر ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ یہ اپنے باپ دادا کی بادشاہی کے طلب گار ہیں۔ پھر میں نے یہ پوچھا کہ کیا تم دعویٰ نبوت سے پہلے ان پر جھوٹا ہونے کا الزام لگاتے تھے؟ تم نے کہا: نہیں۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ جو لوگوں کے ساتھ جھوٹ بول سکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی جھوٹی نسبت قائم کر سکتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ امیر اور بااثر لوگ ان کی پیروی کر رہے ہیں یا کمزور اور

غریب لوگ؟ تو تم نے بتایا کہ ان کے پیروکار کمزور اور غریب لوگ ہیں۔ دراصل انبیاء ورسل کے پیروکار ایسے ہی ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان کے پیروکاروں میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی؟ تو تم نے بتایا کہ وہ روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ ایمان ہمیشہ اسی طرح بڑھتے بڑھتے پایہ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا کبھی ایسا ہوا کہ کوئی شخص ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد بیزار ہو کر کر مرتد ہو گیا ہو؟ تم نے کہا: نہیں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ایمان کی محبت جب دلوں میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو وہ کمزور نہیں پڑتی بلکہ راسخ ہوتی چلی جاتی ہے۔ میں نے پوچھا کیا کبھی انہوں نے عہد شکنی اور خیانت کا ارتکاب کیا ہے تو تم نے بتایا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ دراصل اللہ کے رسول عہد شکنی اور خیانت نہیں کیا کرتے۔ میرا آخری سوال یہ تھا کہ وہ کونسی باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ تم نے کہا: وہ یہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ بتوں کی پرستش سے منع فرماتے ہیں اور نماز، سچائی اور پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں۔"

یہ کہہ کر ہرقل نے فیصلہ کن لہجے میں کہا:

"اگر تمہاری باتیں سچی ہیں تو ایک دن آئے گا کہ وہ میرے پاؤں کی اس جگہ کے بھی مالک ہو جائیں گے۔ مجھے اتنا تو پہلے بھی علم تھا کہ نبی آخرالزمان ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے مگر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ آپ کے ہاں ظہور فرمائیں گے۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں ان تک پہنچ جاؤں گا تو ساری مشقتیں جھیل کر بھی ان سے ملاقات کی کوشش کرتا اور اگر ان کی بارگاہ میں حاضری نصیب ہو جاتی تو ان کے قدم مبارک دھلانے کی سعادت حاصل کرتا۔"

عظیم بصریٰ کے نام جو مکتوب نبوی حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے کر گئے تھے ہرقل نے وہ خط منگوایا اور پڑھنے لگا۔ اس میں یہ عبارت درج تھی:

"اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ یہ خط اللہ کے بندے اور رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام ہے۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اما بعد!

"میں تمہیں اسلام کی دعوت پیش کرتا ہوں۔ مسلمان ہو جاؤ، عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ اگر تم نے روگردانی کی تو روگردانی کرنے والے سب لوگوں کے گناہ کے ذمہ دار بھی تم ہو گے۔" اس کے بعد یہ آیت کریمہ لکھی ہوئی تھی۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ

تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ.

(میرے نبی!) آپ کہئے۔ اے اہل کتاب! اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب نہ بنائے۔ پھر اگر وہ روگردانی کریں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہنا۔ ہم مسلمان ہیں۔

ابو سفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ جب ہرقل اپنی گفتگو سے اور مکتوب گرامی پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے درباریوں کی زوردار چیخیں بلند ہوئیں۔ ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ میں نے ساتھیوں سے کہا۔ ابن ابی کبشہ کی بات بہت بڑھ گئی ہے۔ بنو اصفر کا بادشاہ بھی ان سے گھبرا رہا ہے۔ مجھے یقین تھا کہ حضور ﷺ غالب آجائیں گے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے مجھے دولت اسلام سے مالا مال کر دیا۔

ابن ناطور ایلیاء کا حکمران تھا اور ہرقل شام کے عیسائیوں کا اسقف تھا۔ ابن ناطور کہا کرتا تھا کہ جب ہرقل ایلیاء پہنچا تو خبیث اور بدمزاج ہو گیا۔ ایک بطریق نے پوچھا۔ ہمیں آپ کی حالت بدلی ہوئی دکھائی دیتی ہے؟ آخر کیا وجہ ہے؟ ابن ناطور کہتا ہے کہ ہرقل کاہن تھا اور ستاروں میں غور و فکر کر کے باتیں معلوم کرتا تھا۔ اس نے مذکورہ سوال کے جواب میں کہا۔ آج رات جب میں نے ستاروں میں غور و فکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ ظاہر ہو گیا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ اس امت کے کون سے لوگ ختنہ کیا کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا ہمارے علم کے مطابق صرف یہود ہی ختنہ کیا کرتے ہیں۔ لیکن آپ یہود سے پریشان نہ ہوں۔ اپنی سلطنت کے شہروں کے والیوں کی طرف حکم نامہ لکھ بھیجو کہ وہ اپنی رعایا میں سے یہودیوں کو قتل کر دیں۔ یہ بات چیت جاری تھی کہ اچانک ہرقل کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جسے شہنشاہ غسان نے اس لئے بھیجا تھا تاکہ وہ ہرقل کو رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے آگاہ کر دے۔ جب ہرقل نے یہ بات سنی تو کہنے لگا۔ اس قاصد کو دیکھو کیا یہ ختنہ شدہ ہے یا نہیں۔ لوگوں نے دیکھ کر اسے بتایا کہ یہ تو ختنہ شدہ ہے۔ اس کے بعد ہرقل نے اس سے اہل عرب کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ تمام اہل عرب ختنہ کیا کرتے ہیں۔ یہ سن کر ہرقل نے کہا۔ "بس یہی شخص اس امت کا بادشاہ ہے جو ظاہر ہو گیا ہے۔"

رومیہ میں ہرقل کے پایہ کا ایک عالم دوست رہتا تھا۔ اس نے حقیقت حال جاننے کے لئے اس کی طرف خط لکھا۔ خط کا جواب آیا تو اس نے ہرقل کی اس بات کی تصدیق کی کہ واقعی حضور

نبی کریم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے۔ یہ خط ملتے ہی ہرقل حمص چلا گیا۔ روم کے تمام زعماء اور سر بر آوردہ افراد کو حمص میں اپنے دفتر میں بلایا اور حکم دیا کہ دروازے بند کر دیئے جائیں۔ پھر وہ سٹیج پر نمودار ہوا اور کہنے لگا۔

"اے رومیو! کیا تم فوز و فلاح اور رشد و ہدایت سے ہمکنار ہونا چاہتے ہو؟ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا ملک سلامت رہے؟ اگر رشد و ہدایت اور ملک کی سلامتی کے خواہاں ہو تو اس نبی کے ہاتھ پر بیعت کر لو۔"

یہ سن کر سامعین وحشی گدھوں کی طرح سرگرداں بھاگنے لگے۔ دروازوں پر پہنچے تو انہیں بند پایا۔ جب ہرقل نے دیکھا کہ ان لوگوں کو دین اسلام سے نفرت ہے اور ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہیں تو کہنے لگا۔

"ان سب کو واپس بلا لاؤ۔"

پھر بولا:

"میں نے تمہیں آزمانے کے لئے یہ بات کی ہے۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ اپنے دین کے ساتھ تمہاری وابستگی کتنی مضبوط ہے۔ اب میں نے آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ تم اپنے دین سے برگشتہ نہیں ہو گے۔" ہرقل کی یہ چال کامیاب رہی۔ سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے اور اس سے راضی ہو گئے۔ ہرقل کے حالات کے متعلق یہ آخری واقعہ تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تجارت کی غرض سے ملک شام گئے۔ قیصر روم نے انہیں اپنے پاس بلا لیا اور پوچھا۔ بتایئے: جو نبی تمہارے ہاں پیدا ہوا ہے، کیا وہ ہر دفعہ تم پر غالب آ جاتا ہے؟ ابوسفیان نے کہا۔ وہ صرف اس وقت ہم پر غالب آیا جب میں موجود نہ تھا۔ قیصر نے پوچھا: تمہارا کیا خیال ہے وہ سچا نبی ہے یا جھوٹا؟ ابوسفیان نے کہا: وہ جھوٹا ہے۔ قیصر بولا: ایسی بات نہ کرو۔ جھوٹ کے سہارے کوئی بھی غالب نہیں آ سکتا۔ اگر تمہارے خاندان میں اللہ کے نبی پیدا ہو گئے ہیں تو انہیں قتل نہ کرنا کیونکہ انبیاء کو قتل کرنا یہود کا کام ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ سے اس دن مرعوب ہوا جب قیصر نے اپنی بادشاہی اور سلطنت کے اندر سہمی سہمی باتیں کیں۔ جب حضور نبی پاک ﷺ کا گرامی نامہ اس کے پاس پہنچا تو وہ اتنا خوفزدہ ہوا کہ اس کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگا۔ اس

کے بعد میرے دل پر حضور نبی کریم ﷺ کا رعب طاری رہا حتیٰ کہ میں مسلمان ہو گیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ابن اسحاق، زہری رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ایک عیسائی پادری نے بتایا جو اس وقت موجود تھا جب حضور نبی کریم ﷺ کا گرامی نامہ لے کر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیصر کے پاس پہنچے تھے۔ پادری نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی میں یہ عبارت درج تھی:

"اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے ہرقل شہنشاہ روم کے نام۔ سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اما بعد! اسلام لے آؤ، سلامتی پا جاؤ گے۔ اسلام لے آؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں دوگنا اجر عطا فرمائے گا۔ اگر تم نے انکار کیا تو سب رعایا کا گناہ بھی تمہارے ذمہ ہو گا۔"

جب حضور ﷺ کا خط مبارک پہنچا تو اس نے پڑھ کر خط کو اپنی ران اور کمر کے درمیان رکھ لیا۔ رومیہ کا ایک آدمی عبرانی زبان کو اتنی عمدگی سے پڑھتا تھا کہ کوئی اور اس کی طرح نہیں پڑھ سکتا تھا۔ ہرقل نے اس شخص کی طرف خط لکھا اور اس میں حضور ﷺ کے گرامی نامے کا تذکرہ کیا۔ اس نے جوابی خط میں لکھا کہ واقعی وہ وہی نبی ہیں جن کا انتظار تھا اور ان کے نبی برحق ہونے میں ذرا بھی شک نہیں۔ پس تم بھی ان کی پیروی کر لو۔ رومیہ کے شخص کا خط پڑھ کر اس نے روم کے سرکردہ افراد کو اپنی سلطنت کے شاہی محل میں بلایا۔ پھر حکم دیا کہ محل کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔ چنانچہ سب دروازے مقفل کر دیئے گئے۔ پھر وہ سٹیج پر نمودار ہوا اور سخت گھبرایا ہوا تھا۔ کہنے لگا:

"اے رومیو! میرے پاس احمد (ﷺ) کا خط آیا ہے۔ قسم بخدا۔ یہ وہی نبی ہیں جن کی آمد کا ہم انتظار کر رہے تھے اور جن کی علامات اور زمانے کا تذکرہ ہمیں اپنی کتابوں میں ملتا ہے۔ پس تم مسلمان ہو جاؤ اور ان کی اتباع کر لو، تمہاری دنیا و آخرت سنور جائے گی۔"

ہرقل کی یہ باتیں سن کر سبھی لوگ سیخ پا ہو گئے اور یک زبان ہو کر نفرت آمیز باتیں کرنے لگے پھر محل کے دروازوں کی طرف لپکے تا کہ باہر نکل جائیں مگر دروازے بند تھے۔ ادھر ہرقل کو اندیشہ ہائے گوناگوں پریشان کرنے لگے۔ اس نے حکم دیا کہ ان سب کو واپس بلا لاؤ۔ چنانچہ سب کو واپس بلایا گیا۔ ہرقل نے کہا:

"اے رومیو! میں نے تمہیں آزمانے کے لئے یہ بات کی ہے۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ تم اپنے دین میں کس قدر پکے ہو۔ اپنے دین کے ساتھ تمہاری یہ مضبوط وابستگی دیکھ کر مجھے بڑی خوشی

ہوئی ہے۔"

ہرقل کی یہ بات سن کر سب اس کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔ اس کے بعد محل کے دروازے کھول دیئے گئے اور سب لوگ باہر چلے گئے۔

بزار اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا گرامی نامہ عطا فرما کر بادشاہ روم قیصر کے پاس بھیجا۔ اس کے پاس پہنچ کر میں نے اجازت لیتے وقت کہا۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے قاصد کو اندر آنے کی اجازت دو۔ قیصر کو بتایا گیا کہ دروازے پر ایک آدمی کھڑا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ وہ اللہ کے رسول کا قاصد ہے۔ یہ بات سن کر سب لوگ گھبرا گئے۔ بہر حال قیصر نے کہا۔ اسے لے آو۔ چنانچہ مجھے اس کے پاس اندر لے جایا گیا۔ وہاں بڑے بڑے پادری موجود تھے۔ میں نے اسے حضور ﷺ کا یہ گرامی نامہ دیا۔ جب مکتوب نبوی پڑھا گیا تو اس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى قَيْصَرَ صَاحِبِ الرُّوْمِ.

(اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے قیصر صاحب روم کے نام)

قیصر کا ایک بھتیجا بھی دربار میں موجود تھا اس کی رنگت سرخ اور نیلی تھی جبکہ بال لمبے تھے۔ اس نے مکتوب گرامی کے یہ ابتدائی کلمات سنے تو ناک بھوں چڑھا کے کہنے لگا۔

"یہ خط نہ پڑھو۔ ایک تو اس نے اپنا نام پہلے اور قیصر کا نام بعد میں لکھا ہے۔ دوسرا قیصر کو صرف صاحب روم لکھا ہے۔"

جب خط مبارک پڑھ لیا گیا تو قیصر نے سب کو وہاں سے باہر چلے جانے کا حکم دے دیا۔ سب چلے گئے۔ پھر مجھے اپنے پاس بلایا اور مجھ سے کئی سوالات کئے۔ میں نے سب کچھ بتا دیا۔ پھر اس نے ایک بشب کو بلایا۔ جملہ کاروبار حکومت میں اس بشب کی رائے کا بڑا عمل دخل تھا۔ جب اس نے مکتوب گرامی کو پڑھا تو کہنے لگا:

هُوَ وَاللّٰهِ الَّذِىْ بَشَّرَنَا بِهٖ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَ مُوْسٰى اَلَّذِىْ كُنَّا نَنْتَظِرُهٗ.

"اللہ کی قسم! یہ وہی نبی ہیں جن کے متعلق حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام نے ہمیں بشارت سنائی تھی اور جن کے لئے ہم انتظار کر رہے تھے۔"

قیصر نے بشب سے پوچھا۔ "اب آپ مجھے کیا مشورہ دیں گے ؟"

بشب نے کہا۔ "میں تو ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کی اتباع کرتا ہوں۔"

قیصر بولا۔ "مجھے معلوم ہے واقعی وہ نبی ہیں مگر میں ان کی تصدیق نہیں کر سکتا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو میرا ملک میرے ہاتھ سے نکل جائے گا اور اہل روم مجھے قتل کر دیں گے۔"

اس کے بعد قیصر نے کہا۔ "کسی عربی شخص کو تلاش کر کے لے آؤ۔" ان دنوں ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تجارت کی غرض سے وہاں گئے ہوئے تھے۔ انہیں قیصر کے پاس لے جایا گیا۔ قیصر نے ان سے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق سوال کرتے ہوئے کہا۔

"وہ شخص کیسا ہے جو تمہاری سرزمین میں ظاہر ہوا ہے؟"

ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): "وہ نوجوان ہیں۔"

قیصر: "ان کا حسب و نسب کیسا ہے؟"

ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): "وہ بڑے اعلیٰ حسب و نسب والے ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی ان پر فضیلت نہیں رکھتا۔" قیصر نے کہا۔ "یہ علامت نبوت ہے۔"

قیصر: "ان کے پیروکار کون لوگ ہیں؟"

ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): "نوجوان اور نچلے طبقہ کے لوگ۔" قیصر بولا۔ یہ بھی علامت نبوت ہے۔

قیصر: "جو لوگ تمہارے دین سے نکل کر ان کا دین قبول کر لیتے ہیں کیا وہ کبھی تمہاری طرف واپس بھی آئے ہیں؟"

ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): "نہیں ایسا کبھی نہیں ہوا۔" قیصر نے پھر کہا یہ بھی نبوت کی علامت ہے۔

قیصر: اچھا۔ یہ بتاؤ ان کے ساتھیوں میں سے جو کوئی تمہاری طرف آتا ہے کیا وہ ان کے پاس واپس پلٹ جاتا ہے؟

ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): "جی ہاں۔" قیصر نے کہا یہ بھی نبوت کی نشانی ہے۔

قیصر: "جب وہ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مل کر تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں تو کیا کبھی ان کی صفوں میں پسپائی کے آثار پیدا ہوئے ہیں؟"

ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): "جی ہاں۔" قیصر بولا۔ یہ بھی نبی ہونے کی علامت ہے۔

ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ پھر قیصر نے مجھے اپنے قریب بلایا اور کہا:

"اپنے آقا علیہ السلام کو جا کر میرا یہ پیغام پہنچادو کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ سچے نبی ہیں مگر میں اپنے اقتدار کو نہیں چھوڑ سکتا۔"

پھر قیصر نے حضور نبی ﷺ کا مکتوب گرامی اپنے ہاتھوں میں لیا، سر پر رکھا، چوما، ریشمی کپڑے میں لپیٹا اور ایک ٹوکری میں رکھ دیا۔

مذکورہ بشپ کی صورت حال یہ تھی کہ وہ اپنے عبادت خانے میں پورا ہفتہ مصروف عبادت رہتا۔ عیسائی ہر اتوار کو اس کے پاس جمع ہو جاتے۔ وہ باہر نکل کر انہیں وعظ و نصیحت کیا کرتا اور کئی واقعات سناتا۔ پھر اندر چلا جاتا اور اگلے اتوار تک گوشہ نشین رہتا۔ میں اس کے پاس جایا کرتا تھا اور وہ مجھ سے کئی سوالات کیا کرتا۔ ایک اتوار لوگ اس کے باہر آنے کا انتظار کرتے رہے مگر وہ باہر نہ آیا۔ اس نے بیماری کا بہانہ بنالیا۔ اس کے بعد کئی بار اس نے یہی عمل کیا یعنی بیماری کا بہانہ بنا کر اندر ہی بیٹھا رہتا۔ لوگ ہر بار انتظار کر کے خائب و خاسر پلٹ جاتے۔ آخر کار وہ تنگ آ گئے۔ بشپ کی طرف انہوں نے پیغام بھیجا کہ باہر نکل آؤ ورنہ ہم حملہ کر دیں گے۔ جس دن سے یہ عربی شخص آیا ہے، تمہاری حالت ہی بدل گئی ہے۔ حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے اس پادری نے اندر بلا لیا اور کہا۔ "اپنے نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر انہیں میرا اسلام عرض کرنا اور انہیں بتانا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔" پھر بشپ باہر آ گیا اور لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ابو سفیان سے روایت کرتے ہیں کہ ہرقل نے پادریوں اور سرداران قوم کو جمع کیا۔ وہ خود ایک بلند جگہ پر بیٹھ گیا۔ اس جگہ تک دوسرے لوگوں کے لئے پہنچنا ممکن نہ تھا۔ اس کے حکم سے کنیسہ کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ پھر سامعین سے اس طرح مخاطب ہوا۔

"یہ وہی نبی ہیں جن کی آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ پس تم ان کی اتباع کر لو اور ان پر ایمان لے آؤ۔"

ہرقل کی یہ بات سن کر لوگوں نے غصے اور نفرت کا اظہار کرنا شروع کر دیا اور کنیسہ سے باہر نکلنے کی راہ تلاش کرنے کے لئے سرگرداں پھرنے لگے۔ سب دروازے بند تھے اور ہرقل بھی ان کی دست اندازی سے ماوراء تھا۔ جب ہرقل نے ان کا یہ نفرت آمیز رویہ دیکھا تو کہنے لگا۔

"بیٹھ جاؤ۔ میں نے تمہیں صرف آزمانا چاہا تھا۔ مجھے یہ ڈر تھا کہ وہ کہیں دھوکے سے تمہیں اپنے دین سے برگشتہ نہ کر دے۔ اپنے دین کے ساتھ تمہاری اتنی مضبوط وابستگی دیکھ کر مجھے از حد خوشی ہوئی۔"

ہرقل کے قاضی نے کہا۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔"

لوگوں نے فوراً قاضی کو گرفتار کر لیا۔ پھر اسے مارنے لگے اور اس کو اپنے دانتوں سے کاٹنے لگے۔ بالآخر اسے قتل کر دیا۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن شداد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صاحب روم کی طرف خط مبارک لکھا جس کے الفاظ یہ تھے:

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ إِلٰى هِرَقْلَ صَاحِبِ الرُّوْمِ.

"محمد رسول اللہ کی طرف سے ہرقل صاحب روم کے نام۔"

جب ہرقل کے پاس حضور ﷺ کا گرامی نامہ پہنچا اور اس نے پڑھنا شروع کیا تو اس کا بھائی اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔

"یہ خط نہ پڑھو۔ اس نے آپ کے نام سے پہلے اپنا نام لکھا ہے اور آپ کے نام کے ساتھ "بادشاہ" نہیں لکھا بلکہ صرف صاحب روم لکھا ہے۔" ہرقل نے کہا۔

"اگر انہوں نے اپنے نام سے خط کی ابتدا کی ہے تو کیا مضائقہ! خط لکھنے والے بھی تو وہی ہیں۔ اسی طرح اگر نہوں نے مجھے صاحب روم کہا ہے تو بھی کوئی بات نہیں۔ میں رومیوں کا صاحب ہی تو ہوں۔ میرے علاوہ ان کا کوئی صاحب نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر ہرقل نے خط پڑھنا شروع کر دیا۔ خط کے مندرجات سے وہ اتنا گھبرا اٹھا کہ سخت سردی کے باوجود اس کی پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگا۔

کہنے لگا۔ "کیا کوئی اس شخص کو پہچانتا ہے؟"

چنانچہ ابوسفیان کو بلایا گیا۔ ہرقل نے پوچھا۔ "کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟" ابوسفیان نے کہا۔ ہاں۔ میں انہیں پہچانتا ہوں۔ ہرقل نے کہا "اس کا نسب کیسا ہے؟" ابوسفیان نے بتایا کہ وہ بہترین نسب والے ہیں۔ ہرقل نے پھر سوال کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارے گاؤں میں ان کا گھر کہاں واقع ہے؟"

ابوسفیان بولا۔ "گاؤں کے عین وسط میں۔"

ہرقل نے کہا۔ "یہ نبوت کی علامات ہیں۔" اس کے بعد راوی نے مذکورہ حدیث بیان کی جس میں پادری کے قتل ہونے کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

حضرت سعید بن منصور، ابن مسیب (رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیصر

روم نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی پڑھا تو کہنے لگا۔

"حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے بعد میں نے ایسا خط کبھی نہیں سنا۔"

اس نے ابو سفیان اور مغیرہ بن شعبہ کو بلایا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے حالات دریافت کئے۔ انہوں نے قیصر کو حالات سے آگاہ کیا تو وہ بولا۔

"یہ شخص میرے قدموں کے نیچے کی سرزمین کا مالک بن جائے گا۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "المعرفہ" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"شہنشاہ روم کے پاس کون میرا خط لے جائے گا؟ جو شخص یہ کام کرے گا اسے جنت ملے گی۔"

یہ ارشاد نبوت سن کر عبید اللہ بن عبدالخالق نامی ایک انصاری شخص اٹھا اور عرض کی۔ "حضور! یہ خدمت میں بجالاؤں گا۔" چنانچہ یہ صحابی مکتوب نبوی لے کر روم کے بادشاہ کے پاس جا پہنچے وہاں جا کر کہا۔ "میں رب العالمین کے رسول کا قاصد ہوں۔" انہیں اندر جانے کی اجازت دی گئی۔ شہنشاہ روم کو یقین ہو گیا کہ یہ قاصد نبی مرسل کی جانب سے پیغام حق لے کر آیا ہے۔ صحابی رسول نے حضور ﷺ کا گرامی نامہ پیش کیا۔ قیصر نے اہل روم کو بلا کر انہیں حضور ﷺ کے خط مبارک سے آگاہ کیا۔ مگر سب نے نفرت اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ البتہ ایک شخص فوراً ایمان لے آیا جسے موقع پر ہی قتل کر دیا گیا۔ پھر یہ صحابی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے اور آپ کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا اور قتل ہونے والے شخص کے متعلق بھی بتایا۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ اس مقتول کو تنہا ایک امت کی صورت میں مبعوث فرمائے گا۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا نامہ مبارک عطا فرما کر مجھے شہنشاہ روم کی طرف بھیجا۔ وہ ان دنوں دمشق میں تھا۔ میں نے جب اسے مکتوب گرامی دیا تو اس نے اپنی انگشتری اتاری اور جس مسند پر وہ براجمان تھا اس کے نیچے رکھ دی پھر لوگوں کو اپنی طرف بلایا۔ پادری اور دیگر لوگ جمع ہو گئے۔ اس وقت اہل فارس اور اہل روم کے ہاں منبر رکھنے کا رواج نہیں تھا۔ منبر کی بجائے اوپر تلے تکیے رکھ دیتے جاتے تھے۔ قیصر ایسے ہی تکیوں پر چڑھ گیا اور لوگوں سے یوں مخاطب ہوا۔

"یہ اس نبی کا خط ہے جس کی آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی تھی۔ اس کا تعلق اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد سے ہے۔"

قیصر کی یہ باتیں سن کر لوگوں نے غصے اور نفرت کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے قیصر نے پینترا بدل کر کہا۔

"ٹھہرو۔ میں تمہیں محض آزمانا چاہتا تھا تاکہ مجھے پتہ چل جائے کہ تم عیسائیت میں کس قدر پکے ہو۔"

حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگلے دن قیصر نے مجھے چپکے سے اندر بلا لیا۔ وہ مجھے ایک بڑے ہال میں لے گیا جس میں تین سو تیرہ تصویریں آویزاں تھیں۔ یہ دراصل انبیاء و رسل کی تصاویر تھیں۔ قیصر نے کہا۔ "دیکھو! کیا ان میں تمہارے نبی کی تصویر ہے؟" میں نے دیکھا تو ایک جگہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ جیسی صورت دکھائی دی گویا حضور محو کلام ہیں۔ میں نے کہا۔ یہ حضور کی تصویر معلوم ہوتی ہے۔ قیصر بولا۔ تم سچ کہہ رہے ہو۔ اس نے پوچھا۔

"اس تصویر کی داہنی جانب کس کی تصویر ہے؟"

میں نے کہا۔ "یہ آپ کی قوم کا ایک شخص ہے۔ ان کا نام ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔"

قیصر نے مزید پوچھا۔

"اچھا۔ یہ بتاؤ۔ بائیں جانب کس کی تصویر ہے؟"

میں نے کہا۔ "یہ بھی آپ کی قوم کا آدمی ہے۔ ان کا نام عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔"

قیصر بولا۔

"ہمیں اپنی کتاب میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ ان دو شخصوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس دین کو اوج کمال تک پہنچائے گا۔" حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب میں واپس آیا اور حضور نبی کریم ﷺ سے سارا ماجرا عرض کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اس نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں سچ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے بعد اس دین کو ان کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچائے گا اور اسے فتح عطا فرمائے گا۔"

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ایک قریشی آدمی کے ہمراہ مجھے شہنشاہ روم ہرقل کے پاس بھیجا گیا تاکہ اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے۔ ہم روانہ ہو کر غوطہ یعنی دمشق جا پہنچے اور جبلہ بن ایہم غسانی کے پاس چلے گئے۔ وہ شاہی تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ ہم سے بات چیت کرنے کے لئے اس نے ایک قاصد بھیجا۔ ہم نے کہا ہم کسی قاصد سے بات نہیں کریں گے۔ ہمیں بادشاہ کی طرف بھیجا گیا

ہے۔ اگر اس سے بات کرنے کی اجازت مل گئی تو ہم اظہار مدعا کریں گے ورنہ کسی قاصد وغیرہ سے بات نہیں کریں گے۔ قاصد نے واپس جا کر جبلہ کو ہمارے ارادہ سے آگاہ کیا تو اس نے اجازت دے دی۔ چنانچہ ہشام نے اس کے ساتھ بات چیت کی اور اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس وقت جبلہ نے سیاہ کپڑے پہن رکھے تھے۔ ہشام نے کالے کپڑوں کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا میں نے یہ لباس پہن کر قسم کھائی ہے کہ میں جب تک تمہیں شام سے نکال نہ دوں گا اس وقت تک یہ لباس نہیں اتاروں گا۔ ہم نے کہا۔

"(یہ تمہاری بھول ہے) ہم تجھ سے تیرا یہ شاہی دربار بھی چھین لیں گے اور انشاء اللہ یہ عظیم سلطنت بھی سلب کر لیں گے۔ یہ سب کچھ ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں بتایا ہے۔"

جبلہ نے کہا "تم وہ نہیں ہو۔ وہ تو ایسے لوگ ہوں گے جو دن کو روزے رکھیں اور رات کو بغیر روزہ کے رہیں گے۔ بتاؤ تمہارا روزہ کیسا ہوتا ہے؟" ہم نے اسے اپنے روزے کے متعلق بتایا تو اس کا چہرہ کالا سیاہ ہو گیا۔ پھر بولا:

"اب تم چلے جاؤ۔"

پھر ایک قاصد کے ساتھ ہمیں بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ہم شہنشاہ روم کے پاس پہنچے تو ہم اپنی سواریوں پر سوار تھے اور تلواریں ہماری گردنوں میں حمائل تھیں۔ اس کے محل کی بنیادوں کے پاس ہم نے اپنی سواریاں بٹھا دیں۔ وہ ہمیں دیکھ رہا تھا۔ اس وقت ہماری زبانوں پر یہ کلمات جاری تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

"نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔"

ان کلمات کی تاثیر سے بادشاہ کے محل میں دراڑیں پیدا ہو گئیں اور اس کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ محل نہیں، کسی درخت کی شاخ ہے جسے ہوا حرکت دے رہی ہے۔ اس کے بعد ہم بادشاہ کے پاس جا پہنچے۔ اس نے ہمیں دیکھ کر کہا "جس طرح تم ایک دوسرے کو سلام کہتے ہو، اگر اسی طرح مجھے بھی سلام کہتے تو اس میں ہرج ہی کیا تھا۔" ہم نے کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ.

اس نے کہا: "تم اپنے بادشاہ کو کون سے کلمات کے ساتھ سلام کیا کرتے ہو؟"

ہم نے کہا: "انہی کلمات کے ساتھ۔"

اس نے کہا: "وہ تمہیں کس طرح جواب دیتا ہے؟"

ہم نے کہا: ''انہی کلمات کے ساتھ۔''

اس نے پوچھا: ''تمہارے نزدیک عظمت والا کلام کون سا ہے؟''

ہم نے کہا: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔''

جونہی یہ کلمات ہماری زبان سے نکلے، فوراً محل کے ٹوٹنے کی آواز پیدا ہوئی۔ بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا۔

''جن کلمات کے پڑھنے سے میرے محل کے ٹوٹنے کی آواز پیدا ہوئی، جب تم اپنے مکانوں کے اندر یہ کلمات پڑھتے ہو تو کیا یہی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے؟''

ہم نے کہا: ''نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ایسا صرف تمہارے ہاں ہوا ہے۔''

اس نے کہا: ''میری خواہش ہے کہ تم جس مکان میں جب بھی یہ کلمات کہو، اس میں دراڑیں پیدا ہو جائیں اور میں اپنی آدھی سلطنت سے نکل جاؤں۔''

ہم نے کہا: ''وہ کیوں؟'' بولا۔ ''ہو سکتا ہے اس کا تعلق معجزات نبوت سے نہ ہو بلکہ لوگوں کی فریب کاری سے ہو۔'' اس کے بعد اس نے ہم سے کئی سوالات کئے اور ہم نے اسے ساری صورت حال سے آگاہ کر دیا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے حلیہ مبارکہ کا بیان

حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہرقل نے ہم سے پوچھا کہ تمہاری نماز اور روزوں کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ ہم نے اسے نماز روزے کے متعلق بتایا۔ اس نے کہا اٹھو۔ ہم اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کے حکم سے ہمیں عمدہ مکان میں ٹھہرایا گیا اور طرح طرح کے کھانوں سے ضیافت کی گئی۔ ہم وہاں تین دن رہے۔ ایک رات اس نے ہمیں اندر بلایا۔ ہم اس کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ وہ باتیں دوبارہ سناؤ۔ ہم نے اپنی گفتگو کا اعادہ کیا۔ ہرقل نے سونے کا طلائی شدہ ایک بڑا سا صندوق منگوایا۔ اس میں چھوٹے چھوٹے خانے بنے ہوئے تھے جن کے دروازے مقفل تھے۔ اس نے ایک دروازہ کھولا اور اس میں سے سیاہ ریشمی کپڑا نکال کر اسے پھیلا دیا۔ اس پر سرخ رنگ کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ یہ موٹی آنکھوں والے اور بڑے کانوں والے شخص کی تصویر تھی۔ اتنی طویل گردن میں نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس شخص کی داڑھی بھی نہیں تھی۔ اس کی دو خوبصورت مینڈھیاں تھیں۔ ہرقل نے کہا:

''کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو؟''

ہم نے کہا: "نہیں۔"

اس نے کہا: "یہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔" ان کے بال بھی کافی گھنے تھے۔

اس کے بعد ہرقل نے دوسرا دروازہ کھولا اور اندر سے ایک سیاہ ریشمی کپڑا نکالا جس پر سفید رنگ کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ اس کے بال گھنگریالے، آنکھیں سرخ، سر موٹا اور داڑھی خوبصورت تھی۔ ہرقل نے پوچھا:

"کیا تم اس تصویر کو پہچانتے ہو؟"

ہم نے کہا: "نہیں۔"

اس نے کہا: "یہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر ہے۔"

اس نے پھر ایک اور دروازہ کھولا اور کالا ریشمی کپڑا نکالا جس پر ایسے شخص کی تصویر موجود تھی جس کی رنگت انتہائی سفید، آنکھیں خوبصورت، پیشانی ہموار، رخسار طویل اور داڑھی سفید تھی۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ رقصاں تھی۔ ہرقل نے کہا:

"کیا تم اسے پہچانتے ہو؟"

ہم نے کہا: "نہیں۔"

اس نے کہا: "یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔"

پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اور کالے رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا جس پر سفید رنگ کی تصویر موجود تھی۔ یہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ ہرقل نے کہا:

"کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟"

ہم نے کہا: "ہاں۔ یہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔"

یہ سن کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ پھر بیٹھ گیا اور حیرت سے بولا:

"کیا واقعی یہ وہی ہیں؟"

ہم نے کہا: "ہاں۔ یقیناً یہ وہی ہیں۔"

وہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گیا۔ پھر بولا: "یہ اس صندوق کا آخری خانہ تھا۔ میں نے ارادۃً اسے جلدی سے پہلے کھول دیا تاکہ تمہارے خیالات جان سکوں۔"

پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اور سیاہ ریشمی کپڑا نکالا جس پر سیاہی مائل گندمی رنگ کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ یہ ایسے شخص کی تصویر تھی جس کے بال گھنگریالے، آنکھیں چھوٹی، نگاہ تیز، چہرے پر درشتی نمایاں، دانت باہم دگر پیوست اور ہونٹ ذرا سکڑے ہوئے تھے۔ گویا وہ غصے کی

حالت میں ہے۔اس نے پوچھا:

"کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟"

ہم نے کہا: "نہیں۔"

بولا: "یہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔"

آپ کی تصویر کے پاس ایک اور تصویر بھی تھی جو آپ کی تصویر سے کافی حد تک مشابہ تھی۔ البتہ اس کے سر پر تیل لگا ہوا تھا۔ پیشانی چوڑی اور آنکھوں کی سیاہی ناک کی جانب مائل تھی۔اس نے پوچھا:

"کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟"

ہم نے کہا: "نہیں۔"

بولا: "یہ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔"

پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا۔اس کے اندر سے سفید ریشمی کپڑا نکالا۔اس پر ایسے شخص کی تصویر تھی جس کی رنگت گندمی، گیسو دراز اور قد میانہ تھا۔گویا ان پر غیظ و غضب کی کیفیت طاری ہو۔اس نے کہا:

"کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو؟"

ہم نے کہا: "نہیں۔" وہ بولا: "یہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔" پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اور اس میں سے سفید ریشمی کپڑا نکالا۔اس پر ایسے شخص کی تصویر تھی جس کی رنگت سفید مائل بہ سرخی، ناک ستواں، رخسار کم گوشت اور چہرہ انتہائی حسین و جمیل تھا۔اس نے پوچھا:

"کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو؟"

ہم نے کہا: "نہیں۔"

وہ بولا: "یہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔"

اس کے بعد اس نے ایک اور دروازہ کھول کر سفید ریشمی کپڑا نکالا تو اس کی تصویر حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر سے ملتی جلتی تھی البتہ اس کے ہونٹ پر تل کا نشان تھا۔اس نے پوچھا:

"کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟"

ہم نے کہا: "نہیں۔"

اس نے کہا: "یہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔"

پھر ایک اور دروازہ کھولا اور کالا ریشمی کپڑا نکالا۔ اس پر ایسے شخص کی تصویر تھی جس کی رنگت سفید، چہرہ دلکش، ناک ستواں، قد و قامت دلربا، چہرہ پر نور اور عجز و انکساری کا غماز پھر سفید رنگت میں سرخی کی حسین آمیزش۔

اس نے کہا: "کیا تم انہیں جانتے ہو؟"

ہم نے کہا: "نہیں۔"

وہ بولا: "یہ تمہارے نبی کریم ﷺ کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔"

پھر اس نے ایک اور دروازہ کھول کر سفید ریشمی کپڑا نکالا۔ اس پر موجود سفید تصویر حضرت آدم علیہ السلام جیسی تھی۔ چہرہ گویا آفتاب عالمتاب۔ پوچھا: "کیا انہیں پہچانتے ہو؟"

ہم نے نفی میں جواب دیا تو وہ بولا: "یہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔"

پھر ایک اور دروازہ کھولا اور سفید ریشمی کپڑا نکالا۔ اس پر ایسے شخص کی تصویر تھی جس کا رنگ سرخ، پنڈلیاں باریک، آنکھیں چھوٹی، پیٹ بڑا اور قد میانہ تھا۔ اس کے گلے میں تلوار حمائل تھی۔ اس نے پوچھا:

"کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو؟"

ہم نے کہا: "نہیں۔"

وہ بولا: "یہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔"

پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اور سفید ریشمی کپڑا نکالا جس پر ایک گھڑسوار کی تصویر تھی جس کے سرین پر گوشت اور ٹانگیں لمبی تھیں۔ اس نے پوچھا:

"کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟"

ہم نے کہا: "نہیں۔"

وہ بولا: "یہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔"

اس نے ایک اور دروازہ کھولا اور کالے رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا۔ اس پر موجود تصویر بالکل سفید تھی...... ایک نوجوان شخص کی تصویر...... جس کی داڑھی بالکل سیاہ، بال گھنے اور چہرہ دلکش و دلربا تھا۔ اس نے پوچھا:

"کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟"

ہم نے کہا: "نہیں۔"

اس نے کہا: "یہ حضرت ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔"

جب اس نے ہمیں مذکورہ انبیاء کرام کی یہ نایاب تصاویر دکھائیں تو ہم نے اس سے پوچھا: یہ بتاؤ یہ تصویریں تمہارے پاس کہاں سے آئی ہیں۔ لگتا ہے یہ انبیاء کرام کی اصل تصویریں ہیں کیونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی تصویر حضور ﷺ کی شکل و صورت کی مانند ہے۔ اس نے کہا:
"حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے سوال کیا تھا کہ یا اللہ میری اولاد میں جو انبیاء پیدا ہوں گے مجھے ان کی صورتیں دکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر انبیاء کرام کی تصویریں نازل فرمادیں۔ یہ تصاویر سورج کے مقام غروب میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صندوق میں موجود رہیں۔ پھر وہاں سے ذوالقرنین نے انہیں نکالا اور حضرت دانیال علیہ السلام کو دے دیا۔ اس کے بعد ہر قل نے کہا:
"واللہ! میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنی سلطنت سے دستبردار ہو جاؤں اور تم میں سے کسی باہمت اور طاقتور شخص کا غلام بن جاؤں یہاں تک کہ میں دنیا سے کوچ کر جاؤں۔"
پھر اس نے ہمیں بہترین انعامات دے کر رخصت کیا۔ جب ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے تو انہیں ہر قل کے حالات اور اس کی گفتگو سے آگاہ کیا۔ یہ باتیں سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور فرمایا:
"اس بے چارے کے ساتھ اگر اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا تو اسے قبول حق کی توفیق بخش دیتا۔"

پھر فرمایا:
"ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کہ یہ عیسائی اور یہودی لوگ (حضرت) محمد مصطفیٰ ﷺ کے اوصاف و کمالات کا تذکرہ اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔"
ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مذکورہ روایت نقل کی پھر فرمایا کہ جب مسلمانوں نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے کلمات ادا کئے تو شاہی محل کے ٹوٹنے کی آواز پیدا ہوئی چونکہ اس واقعہ کا تعلق عہد صدیقی سے ہے لہٰذا اس سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کرام کے وصال کے بعد بھی ان کے معجزات کا ظہور رہتا ہے۔ اسی طرح ان کی بعثت سے پہلے بھی معجزات رونما ہوا کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ ان کی بعثت کا وقت قریب ہے۔
ابو یعلی، عبداللہ بن احمد (زوائد المسند میں)، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سعید بن ابو راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہر قل نے رسول اللہ ﷺ کی طرف جو قاصد بھیجا تھا وہ تنوخی تھا۔ میں نے اس سے ملاقات کی اور پوچھا: کیا تم مجھے ہر قل کے خط

کے متعلق کچھ بتاؤ گے ؟اس نے کہا: کیوں نہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ مقام تبوک میں تشریف لائے تو دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرامی نامہ عطا فرما کر ہرقل کے پاس بھیجا۔ جب اس کے پاس مکتوب نبوی پہنچا تو اس نے روم کے تمام بڑے بڑے علماء اور پادریوں کو بلا لیا۔ مکان کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ ہرقل سامعین سے یوں مخاطب ہوا۔

"اس شخص (حضور نبی کریم ﷺ) نے میری طرف پیغام حق بھیجا ہے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ اللہ کی قسم! تم اپنی کتابوں میں پڑھتے آئے ہو کہ یہ شخص اس سرزمین کو چھین لے گا جو میرے قدموں کے نیچے ہے۔ پس آؤ ہم سب اس کی اتباع کر لیں۔"

ہرقل کا یہ غیر متوقع خطاب سن کر سب نے یک زبان ہو کر غصے اور نفرت کا اظہار کر دیا۔ ہرقل نے سوچا کہ اگر یہ افراد اسی حالت غیظ و غضب میں یہاں سے چلے گئے تو پورے ملک روم میں فساد مچا دیں گے۔ اس نے کہا:

"میں نے یہ بات محض اس لئے کہی ہے تاکہ یہ جان سکوں کہ تم اپنے دین کے معاملے میں کس قدر پکے ہو۔"

اس کے بعد ہرقل نے مجھے بلایا اور کہا:

"میرا یہ خط اس شخص کے پاس لے جاؤ اور وہ جو بات کہیں اسے نہ بھولنا۔ خصوصاً تین باتیں ضرور یاد رکھنا۔ ایک یہ بات یاد رکھنا کہ انہوں نے میری طرف جو خط لکھا ہے کیا اس کے متعلق کوئی بات کہتے ہیں۔ دوسری یہ بات یاد رکھنا کہ جب وہ میرا خط پڑھیں تو کیا "رات" کا تذکرہ کرتے ہیں۔ تیسری یہ بات دیکھنا کہ کیا ان کی پشت پر کوئی حیران کن چیز موجود ہے؟"

تنوخی کہتا ہے کہ میں ہرقل کا خط لے کر مقام تبوک آپہنچا۔ بارگاہ نبوی میں اس کا خط پیش کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اے تنوخی بھائی! میں نے کسریٰ کی طرف خط لکھا ہے۔ اس نے میرے خط کے ٹکڑے کر دیئے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے (ملک کے) ٹکڑے کر دے گا اور میں اس پر قابض ہو جاؤں گا۔ میں نے نجاشی کی طرف بھی خط لکھا۔ اس نے بھی میرے خط کو پھاڑ دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ملک کو پارہ پارہ کر دے گا۔ میں نے آپ کے بادشاہ کی طرف بھی خط لکھا۔ اس نے میرے خط کو اپنے پاس رکھ لیا۔ جب تک وہ زندہ ہے، لوگ اس سے مرعوب رہیں گے۔" تنوخی کہتا ہے کہ حضور ﷺ کی یہ گفتگو سن کر میں نے دل ہی دل میں کہا کہ ہرقل نے مجھے جو تین باتیں یاد رکھنے کو کہا تھا ان میں سے ایک تو یہی ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہرقل کا خط بائیں طرف بیٹھے ہوئے شخص کو تھما دیا۔ اس نے خط پڑھ کر سنایا۔ خط میں یہ لکھا تھا: ''آپ نے مجھے ایسی جنت کی طرف بلایا ہے جس کی چوڑائی آسمان وزمین کے برابر ہے۔ تو بتایئے دوزخ کہاں ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''سبحان اللہ! جب دن آجائے تو رات کہاں چلی جاتی ہے۔'' پھر فرمایا:

''اے تنوخی بھائی! ادھر آؤ۔'' اس وقت آپ نے ایک کپڑے کی مدد سے اپنی پنڈلیوں اور پشت مبارک کو ملا رکھا تھا۔ آپ نے یہ کپڑا کھولا اور فرمایا:

''یہاں آؤ۔ جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، اسے کر گزرو۔'' آپ کا حکم مبارک سنتے ہی میں حضور کی پشت انور کی طرف چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کندھے مبارک کی نرم ہڈی کے مقام پر مہر نبوت بالکل اس طرح نمایاں دکھائی دے رہی ہے جیسے پچھنے لگانے کا بڑا سا آلہ ہو۔

باب

کسریٰ کے نام مکتوب گرامی بھیجنے کے وقت معجزات کا ظہور

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ (ایران کے بادشاہ) کی طرف گرامی نامہ ارسال فرمایا۔ جب کسریٰ نے آپ کا خط مبارک پڑھا تو (اس بدبخت نے) اسے پھاڑ دیا۔ اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے یہ بددعا فرمائی کہ خدا کرے اہل فارس پارہ پارہ ہو جائیں۔

بیہقی بہ سند ابن شہاب رحمہما اللہ تعالیٰ، حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کی جانب مکتوب گرامی بھیجا تو اس نے اسے پھاڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَزَّقَ كِسْرىٰ مُلْكَهٗ.

''کسریٰ نے اپنی سلطنت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔''

بزار، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے کسریٰ کی طرف خط مبارک تحریر فرمایا تو کسریٰ نے صنعاء کے والی کو ایک دھمکی آمیز خط لکھا کہ تمہارے علاقے میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو مجھے دعوت دیتا ہے کہ میں اس کا دین قبول کر لوں۔ پس تم اس سے نمٹ لو۔ ورنہ میں تمہارا برا حشر کروں گا۔

کسریٰ کا یہ حکم پاتے ہی صنعاء کے والی نے اپنا خط دے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چند آدمی روانہ کر دیئے۔ جب حضور ﷺ نے اس کا خط پڑھا تو پندرہ راتوں تک ان مہمانوں کو کوئی جواب مرحمت نہ فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

"تم اپنے حاکم کے پاس چلے جاؤ اور اس سے کہو۔ میرے رب نے تیرے رب کو آج رات مروادیا ہے۔"

والی صنعاء کے قاصدوں کا یہ وفد واپس آ گیا اور اسے فرمان نبوی سے آگاہ کر دیا۔

حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اتنے میں یہ خبر آ پہنچی کہ اسی رات کسریٰ کو قتل کر دیا گیا۔

ابن اسحاق، بیہقی، ابو نعیم اور خرائطی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کسریٰ ایوان شاہی میں موجود تھا کہ اچانک اس کے پاس ایک شخص آیا۔ اس کے ہاتھ میں عصا تھا۔ بادشاہ کے پاس آ کر کہنے لگا:

"اے کسریٰ! اس سے پہلے کہ میں یہ عصا توڑ دوں کیا تم اسلام قبول کرنا چاہتے ہو؟"

کسریٰ نے کہا: "ہاں ہاں۔ یہ عصا نہ توڑنا، یہ عصا نہ توڑنا۔"

پھر وہ آدمی واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد کسریٰ نے اپنے دربانوں کو بلایا اور ان سے پوچھا: اس شخص کو میرے پاس آنے کی اجازت کس نے دی تھی؟ دربان بولے: "آپ کے پاس تو کوئی نہیں آیا۔" کسریٰ نے کہا: "تم جھوٹ بول رہے ہو۔" وہ غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور انہیں سخت سزا دی پھر چھوڑ دیا۔ ایک سال گزرا تھا کہ پھر وہی شخص بادشاہ کے پاس آ گیا۔ اب بھی اس کے ہاتھ میں وہی عصا تھا کہنے لگا:

"اے کسریٰ! اس سے پہلے کہ میں یہ عصا توڑ دوں کیا تم اسلام قبول کرنا چاہتے ہو؟"

اس نے کہا: "ہاں۔ مگر یہ عصا نہ توڑنا، یہ عصا نہ توڑنا۔" جب وہ چلا گیا تو کسریٰ نے دربانوں کو بلا لیا۔ پوچھا:

"اس شخص کو اندر آنے کی اجازت کس نے دی تھی؟"

سب حیران تھے۔ کہنے لگے: "اندر تو کوئی بھی داخل نہیں ہوا؟"

اس بار بھی کسریٰ نے انہیں سخت سزا دی۔ اگلے سال پھر وہی شخص اسی طرح ہاتھ میں عصا لئے آ موجود ہوا۔ کہنے لگا:

"اے کسریٰ! اس سے پہلے کہ میں یہ عصا توڑ دوں کیا تم اسلام لانا چاہتے ہو؟"

کسریٰ بولا: "اسے نہ توڑنا، اسے نہ توڑنا۔"

کسریٰ کے منع کرنے کے باوجود اس نے عصا توڑ دیا۔ پھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ انہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا۔

یہ حدیث مرسل اور صحیح الاسناد ہے۔ اسے زہری اور عمر بن عبد القوی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ نیز حضرت عقیل، حضرت عبد اللہ بن ابو بکر اور حضرت صالح بن کیسان رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔

واقدی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس روایت کو حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً روایت کیا ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح کی روایت ذکر کر کے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ یہی وجہ تھی کہ کسریٰ کے بیٹے نے باذان کی طرف خط لکھا اور اسے حضور نبی کریم ﷺ کے خلاف کارروائی کرنے سے منع کیا اور اس نے جو کچھ دیکھا تھا، وہ اس سے سخت خوفزدہ تھا۔

ابو نعیم اور ابن نجار رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کی:

"یا رسول اللہ ﷺ! کسریٰ کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے کون سی حجت قائم کی؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ جس مکان میں کسریٰ موجود تھا فرشتے نے اس کی دیوار میں سے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ روشن ہو گیا۔ جب کسریٰ نے یہ نورانی ہاتھ دیکھا تو ڈر گیا۔ فرشتہ بولا: "اے کسریٰ! گھبرائیے مت۔ اللہ تعالیٰ نے ایک رسول بھیجا ہے اور اس پر ایک کتاب نازل کی ہے۔ پس تم ان کی اتباع کر لو، تمہاری دنیا و آخرت بچ جائے گی۔" یہ سن کر کسریٰ نے کہا: "میں دیکھوں گا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ حضرت سند ابن عوف، حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ اور قیصر کی طرف خطوط لکھے۔ قیصر نے حضور کے خط مبارک کو اپنے پاس رکھ لیا جبکہ کسریٰ نے نامہ گرامی کو پھاڑ دیا۔ جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا:

"یہ لوگ (اہل فارس) پارہ پارہ ہو جائیں گے اور وہ لوگ (اہل روم) باقی رہیں گے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسریٰ کے سامنے (ایک فرشتہ) انسانی شکل میں آیا۔ اس نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں اس کے پاس ایک سبز چھڑی بھی تھی اور اس کی کمر جھکی ہوئی تھی۔ کسریٰ کے پاس آ کر کہنے لگا:

"اے کسریٰ! مسلمان ہو جا۔ ورنہ میں اس عصا کی طرح تیرے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔"

کسریٰ نے کہا: "ایسا نہ کرو۔" پھر وہ چلا گیا۔

ابو نعیم، محمد بن کعب قرظی رحمہما اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مدائن میں ایک صاحب نے انہیں بتایا کہ کسریٰ نے خواب دیکھا کہ زمین سے آسمان تک سیڑھی لگی ہوئی ہے۔ لوگوں کا جم غفیر موجود ہے۔ اچانک ایک شخص نمودار ہوتا ہے جس نے عمامہ اور دو چادریں زیب تن کر رکھی ہیں۔ وہ آتے ہی سیڑھی پر چڑھ جاتا ہے۔ ابھی چڑھ ہی رہا تھا کہ آواز آئی۔

"فارس کہاں ہے؟ اس کے مرد وزن اور خزانے کہاں ہیں؟" چنانچہ اہل فارس آ گئے۔ انہیں بوریوں میں بند کر دیا گیا۔ پھر یہ بوریاں اس شخص کے حوالے کر دی گئیں۔

کسریٰ نیند سے بیدار ہوا تو خواب کی وجہ سے از حد پریشان تھا۔ اس نے وزیروں مشیروں کے ساتھ اس معاملے پر بات چیت کی۔ انہوں نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی مگر وہ مسلسل غم و اضطراب کا شکار رہا حتیٰ کہ حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی اس کے پاس آ پہنچا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسریٰ نے خواب میں سیڑھی دیکھی...... پھر مذکورہ حدیث ذکر کی...... البتہ اس میں اتنا اضافہ کیا کہ کسریٰ نے یمن کے گورنر باذان کی طرف لکھا کہ اس شخص کی طرف پیغام بھیج کر اس سے کہو کہ وہ اپنی قوم کے دین کی طرف پلٹ آئے۔ اگر تم اسے آج ایسا کرنے پر مجبور نہیں کرو گے تو کل وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہارے ساتھ جنگ کرے گا۔ کسریٰ کا حکم پاتے ہی باذان نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دو قاصد بھیج دیئے۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کہ کچھ دن ہمارے پاس ٹھہرے۔ چنانچہ وہ چند دن ٹھہر گئے پھر ایک دن آپ نے انہیں بلا کر فرمایا۔

"باذان کے پاس چلے جاؤ اور اس سے کہو کہ میرے رب نے آج رات کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔"

یہ سن کر قاصد باذان کے پاس واپس چلے گئے اور اسے فرمان نبوی ﷺ سے آگاہ کیا۔ پھر جب کسریٰ کی موت کی خبر پہنچی تو حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کی تصدیق ہو گئی۔

ابن سعد بہ سند واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ، حضرت ابن عباس، حضرت مسور بن رفاعہ اور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان حضرات کی روایات کے الفاظ ایک دوسرے سے خلط ملط ہو گئے ہیں۔ بہرحال یہ روایت کرتے ہیں کہ جب کسریٰ کے پاس مکتوب نبوی ﷺ پہنچا تو اس نے یمن کے گورنر باذان کی طرف خط لکھا کہ حجاز کے رہنے والے اس شخص کی طرف دو تنومند نوجوان بھیج کر اسے میرے پاس بلاؤ۔ باذان نے حسب حکم دو آدمی بھیج دیئے اور انہیں اپنا خط بھی دے دیا۔ جب ان قاصدوں نے باذان کا خط بارگاہ نبوت میں پیش کیا تو حضور ﷺ مسکرا دیئے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں قبول اسلام کی دعوت دی۔ وہ مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم آج چلے جاؤ۔ کل آ جانا پھر میں تمہیں اپنے ارادہ سے آگاہ کروں گا۔"

اگلے دن وہ قاصد پھر حاضر خدمت ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"باذان کو جا کر بتا دو کہ میرے رب نے اس کے رب کسریٰ کو آج رات سات گھڑیاں گزرنے کے بعد قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کے اپنے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا ہے جس نے اسے جان سے مار ڈالا ہے۔"

یہ خبر لے کر وہ باذان کے پاس لوٹ آئے جب فرمان رسالت کی تصدیق ہو گئی تو علوم نبوت کی یہ معجزہ نمائی دیکھ کر باذان اور اہل یمن مسلمان ہو گئے۔

ابو نعیم اور ابن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ (شرف المصطفیٰ میں) بہ سند ابن اسحاق، زہری رحمہما اللہ تعالیٰ سے اور وہ حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک کسریٰ کے پاس پہنچا تو اس نے یمن کے گورنر باذان کی طرف لکھا کہ حجاز کے اس باشندے کی طرف دو تنومند شخص بھیج کر اسے میرے پاس لے آؤ۔ باذان نے شاہی حکم نامہ ملتے ہی امور داخلہ و خارجہ کے سیکرٹری کے ہمراہ ایک شخص کو روانہ کر دیا اور انہیں اپنا خط بھی دے دیا جس میں لکھا تھا کہ آپ میرے ان قاصدوں کے ساتھ کسریٰ کے پاس چلے جائیں پھر اس نے امور داخلہ و خارجہ کے سیکریٹری کو خصوصی حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کا بغور جائزہ لے۔ باذان کے یہ قاصد بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور اپنا مدعا بیان کیا تو شہنشاہ کون و مکاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم آج چلے جاؤ۔ کل آ جانا۔"

اگلے دن وہ پھر حاضر خدمت ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کروادیا ہے۔ فلاں مہینہ کی فلاں رات کا کچھ حصہ گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے اپنے بیٹے کو مسلط کر دیا۔" قاصد کہنے لگے۔ "آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم جا کر بادشاہ کو یہ بات بتادیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں ہاں۔ اسے میری طرف سے یہ بتادینا اور اسے یہ بھی کہنا کہ جہاں تک کسریٰ کی سلطنت پھیلی ہوئی ہے، وہاں تک میرا دین اور میری سلطنت جا پہنچے گی بلکہ میری مملکت کا دائرہ وہاں تک پھیل جائے گا جہاں پیدل یا گھڑ سوار پہنچ سکتے ہیں اور اسے یہ بھی کہنا کہ اگر تم اسلام قبول کرلو تو میں تمہاری مملکت تمہارے حوالے کر دوں گا۔"

باذان کے قاصد واپس لوٹ آئے اور اسے صورت حال سے آگاہ کیا۔ باذان نے تاجدار انبیاء ﷺ کے ارشادات قاصدوں سے سنے تو کہنے لگا:

"یہ کسی دنیاوی بادشاہ کی باتیں نہیں لگتیں۔ اچھا ہم دیکھیں گے کہ کیا ان کی باتیں سچ ثابت ہوتی ہیں؟"

زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ باذان کے پاس شیرویہ کا شاہی حکم نامہ آپہنچا۔ اس نے لکھا تھا:

"اما بعد! میں نے اہل فارس کے مفاد کے لئے غصے میں آکر کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ وہ بڑے بڑے سرداروں کے قتل کو روا سمجھنے لگا تھا۔ لہٰذا اب تم اپنے علاقہ کے لوگوں سے میرے لئے اطاعت کا عہد لے لو اور جس شخص کے متعلق کسریٰ نے تمہیں کچھ کارروائی کرنے کے بارے میں لکھا تھا اب اس معاملے کو رہنے دو۔"

جب باذان نے شیرویہ کا خط پڑھا تو بول اٹھا:

اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ لَنَبِيٌّ مُرْسَلٌ.

"بلاشبہ یہ شخص نبی مرسل ہے۔"

چنانچہ باذان بھی مسلمان ہو گیا اور کئی اہل فارس بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اب باذان کے دل میں حضور ﷺ کے حالات جاننے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اس نے امور داخلہ و خارجہ کے سیکریٹری کو بلا کر پوچھا:

"حضور ﷺ کیسے شخص ہیں؟"

اس نے کہا: "جب میں نے ان سے گفتگو کی تو ایسا احساس مرعوبیت پیدا ہوا جو کبھی کسی کے سامنے پیدا نہیں ہوا تھا۔"

باذان نے سوال کیا: "کیا ان کے ساتھ کوئی حفاظتی دستہ بھی تھا؟"

سیکریٹری نے کہا: "نہیں، کوئی حفاظتی دستہ نہ تھا۔"

اسی طرح کی روایت ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی نقل کی ہے۔

احمد، بزار، طبرانی، ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کو دعوت حق کا خط لکھا تو اس نے یمن کے گورنر باذان کی طرف یہ حکم نامہ لکھ بھیجا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کے علاقہ میں ایک ایسا شخص ظاہر ہوا ہے جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا نبی گردانتا ہے۔ اس سے کہو کہ وہ دعویٰ نبوت سے باز آجائے ورنہ میں ایسا لشکر بھیجوں گا جو اس کی قوم سمیت اسے قتل کر دے گا۔ باذان نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف آدمی بھیج کر کسریٰ کی دھمکی آپ تک پہنچا دی۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:
"اگر یہ کام میں نے خود شروع کیا ہوتا تو اس سے باز آجاتا۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔"

باذان کا قاصد چند دن حضور ﷺ کے پاس ٹھہرا رہا۔ ایک دن نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا:
"میرے پروردگار نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا ہے۔ آج کے بعد کسریٰ نابود ہو جائے گا۔ قیصر بھی قتل ہو گیا ہے۔ آج کے بعد قیصر بھی نہ رہے گا۔"

جس لمحے حضور نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تو قاصد نے وقت، دن اور مہینہ لکھ لیا پھر باذان کے پاس واپس پلٹ آیا۔ یہاں آکر فرمان نبوی کی تصدیق ہو گئی۔ کسریٰ بھی مر گیا اور قیصر بھی لقمہ اجل بن گیا۔

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جب کسریٰ نے اپنے دو قاصد بھیجے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:
"میرے رب کریم نے آج رات تمہارے رب کو قتل کروا دیا ہے۔ اس کے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے اس پر مسلط کر دیا جس نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جا کر اپنے صاحب سے کہہ دو کہ اگر تو مسلمان ہو جائے تو تیری سلطنت میں تیرے حوالے کر دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ تیرے خلاف ہماری مدد فرمائے گا۔"

باب

حارث غسانی کے نام مکتوب گرامی کا بیان

ابن سعد بہ سند واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرامی نامہ عطا فرما کر حارث بن ابو شمر غسانی کی طرف بھیجا۔ شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں مکتوب نبوی لے کر غوطہ دمشق میں حارث کے پاس جا پہنچا۔ سب سے پہلے اس کے دربان سے ملا اور اسے بتایا کہ میں رسول خدا ﷺ کا قاصد ہوں۔ اس نے کہا: "فی الفور اس سے ملنا ممکن نہیں۔ البتہ فلاں دن وہ باہر آئے گا تو اس سے تمہاری ملاقات ہو جائے گی۔" یہ دربان روم کا باشندہ تھا اور اس کا نام مری تھا۔ وہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق سوالات کرنے لگا۔ میں نے حضور ﷺ کی صفات عالیہ اور دعوت حق کا تذکرہ کیا تو اس پر رقت طاری ہو گئی اور وہ رونے لگا پھر بولا:

"میں نے انجیل پڑھی ہے۔ اس میں اس نبی کی بعینہ یہی صفات مذکور ہیں۔ میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں مگر مجھے حارث سے اس بات کا خطرہ ہے کہ وہ مجھے مار ڈالے گا۔"

جب حارث شاہی محل سے باہر آیا تو اس نے اپنے سر پر تاج شاہی سجا رکھا تھا۔ وہ باہر نکل کر شاہی مسند پر بیٹھ گیا۔ حضرت شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کا نامہ مبارک اسے دے دیا۔ جب اس نے حضور ﷺ کا خط پڑھا تو اسے پھینک دیا اور بولا:

"مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے! میں خود اس کی جانب پیش قدمی کروں گا۔ خواہ وہ یمن میں بھی ہو، میں اسے لوگوں (کے لشکر) کی مدد سے اپنے پاس یہاں لے آؤں گا۔"

الغرض اس نے دعوت حق سے روگردانی کا رویہ اپنائے رکھا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا اور حکم دیا کہ گھوڑوں کی نسل بندی کی جائے۔ حضور ﷺ کے قاصد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:

"جو صورت حال تم دیکھ رہے ہو، جا کر اس سے اپنے صاحب (نبی) کو آگاہ کر دو۔"

پھر اس نے قیصر کو خط لکھ کر صورت حال سے آگاہ کیا۔ قیصر نے اس کے خط کے جواب میں لکھا کہ اس (نبی) کی طرف پیش قدمی نہ کرو اور اس معاملے کو بالکل نظر انداز کر دو۔

حضرت شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حارث کے پاس قیصر کا خط آیا تو اس نے مجھے اپنے پاس بلا کر کہا:

"تم کب واپس جاؤ گے؟"

میں نے کہا: "کل۔"
پھر اس کے حکم سے سو مثقال سونا مجھے دیا گیا۔ پھر کہنے لگا:
"رسول اللہ ﷺ کو میرا سلام کہنا۔"
میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آگیا اور آپ کو سب کچھ بتا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
"اس کا ملک تباہ و برباد ہو گیا۔"
پھر یہی حارث فتح مکہ کے سال مر گیا۔

باب

مقوقس کے نام مکتوب نبوی کا بیان

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اسکندریہ مقوقس کی طرف بھیجا میں آپ کا گرامی نامہ لے کر اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے شاہی مکان میں ٹھہرایا۔ میں نے وہاں قیام کیا۔ پھر مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ اس نے بڑے بڑے پادریوں کو اپنے دربار میں بلا لیا تھا۔ مجھ سے کہنے لگا:

"میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ آپ اسے سمجھنے کی کوشش کریں۔"

میں نے کہا: "کہیے۔ کیا بات ہے؟"

اس نے کہا: "مجھے اپنے صاحب کے متعلق بتائیے۔ کیا وہ نبی نہیں۔"

میں نے کہا: "کیوں نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں۔"

بولا: "تو پھر یہ کیا ہوا کہ ان کی قوم کے لوگوں نے انہیں اپنے شہر سے نکال دیا اور انہوں نے بددعا بھی نہیں دی۔"

میں نے کہا: "کیا آپ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا رسول نہیں مانتے۔ پھر یہ کیا ہوا کہ ان کی قوم کے لوگوں نے انہیں پکڑ کر سولی پر لٹکانا چاہا مگر انہوں نے یہ بددعا نہ دی کہ یا اللہ انہیں ہلاک کر دے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے (خود ان کی حفاظت فرمائی اور) انہیں آسمان کی طرف اٹھا لیا۔"

میرا یہ جواب سن کر مقوقس بولا:

"آپ بڑے دانا شخص ہیں اور حکیم و دانا شخص کے پاس سے آئے ہیں۔"

واقدی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ وہ بنو مالک کے ساتھ روانہ ہو کر مقوقس کے پاس جا پہنچے۔ اس نے پوچھا: "تم رات کے پہریداروں سے بچ کر میرے پاس کیسے پہنچ گئے حالانکہ (حضرت) محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی میرے اور تمہارے درمیان حائل تھے؟"

بنو مالک نے کہا:

"ہم خوفزدہ تو تھے مگر سمندر والے راستے پر مسلسل گامزن رہے اور آپ تک آ پہنچے۔"

اس نے کہا: "ان کی دعوت کے متعلق تمہارا کیا رویہ تھا۔"

وہ بولے: "ہم میں سے کسی شخص نے ان کی اتباع نہیں کی۔"

مقوقس نے کہا: "تم نے ایسا کیوں کیا؟"

انہوں نے کہا: "وہ ہمارے پاس ایک نیا دین لے کر آئے ہیں جو نہ ہمارے آباؤ اجداد کا دین ہے اور نہ کسی بادشاہ کا۔ ہم تو صرف اپنے آباؤ اجداد کے دین پر قائم ہیں۔"

اس نے کہا: "ان کی اپنی قوم کا رویہ کیسا رہا؟"

انہوں نے کہا: "نو عمر لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے۔ البتہ ان کی قوم کے کچھ لوگوں اور دوسرے عربوں کے ساتھ ان کی جنگیں بھی ہوئی ہیں۔ جن میں کبھی وہ شکست کھا جاتے تھے اور کبھی یہ۔"

مقوقس نے کہا: "اچھا یہ بتاؤ۔ وہ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟"

انہوں نے کہا: "وہ اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ ہم اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کریں اور آباؤ اجداد کے معبودوں سے بیزاری کا اظہار کر دیں۔ نیز وہ نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے ہیں۔"

اس نے مزید پوچھا: "کیا نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے کوئی مخصوص وقت اور مقدار مقرر ہے؟"

کہا: "ہاں۔ دن رات میں کل پانچ نمازیں ادا کرتے ہیں۔ ہر نماز کے لئے وقت اور تعداد رکعات کا تعین کیا گیا ہے۔ اسی طرح سونا بیس مثقال تک پہنچ جائے تو اس میں سے زکوٰۃ نکالتے ہیں۔ اونٹ پانچ ہو جائیں تو ایک بکری بطور زکوٰۃ دیتے ہیں۔" اس کے بعد انہوں نے باقی مال و دولت کی زکوٰۃ کا تذکرہ کیا۔

مقوقس نے کہا: "جب وہ زکوٰۃ کا مال وصول کر لیتے ہیں تو اسے کہاں خرچ کرتے ہیں؟"

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "فقراء کو دے دیتے ہیں۔ وہ صلہ رحمی اور ایفائے عہد کا حکم دیتے ہیں۔ زنا، سود اور شراب کو حرام بتاتے ہیں اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور

کے نام پر ذبح کی جائے اسے نہیں کھاتے۔"

اس نے اپنے سوالات کے جوابات سن کر کہا:

"وہ نبی مرسل ہیں۔ انہیں سارے لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ اگر وہ قبطیوں اور رومیوں تک پہنچ گئے تو وہ بھی ان کی اتباع کر لیں گے۔ انہیں اس بات کا حکم حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دیا تھا۔ حضور ﷺ کے متعلق تم نے جو حالات بیان کئے، انبیائے کرام کی بعثت ایسے ہی حالات میں ہوتی ہے۔ انجام کار کامیابی انہی کی ہو گی۔ حتیٰ کہ کوئی بھی ان کی مخالفت نہیں کرے گا اور چار دانگ عالم میں ان کے دین کا ڈنکا بجے گا۔"

ہم نے کہا: "خواہ سب لوگ دین اسلام قبول کر لیں، ہم ہرگز قبول نہیں کریں گے۔"

مقوقس نے اپنا سر جھاڑا اور کہا:

"تم کھیل تماشے میں ہو۔"

پھر بولا: "اپنی قوم میں ان کا نسب کیسا ہے؟"

ہم نے کہا: "وہ بہترین حسب و نسب کے مالک ہیں۔"

اس نے کہا: "انبیائے کرام اسی طرح بہترین نسب کے مالک ہوتے ہیں۔"

پھر کہا: "ان کی حق گوئی اور راست بازی کے متعلق بتائیے۔"

ہم نے کہا: "ہمیشہ سچ بولنے کی وجہ سے انہیں (صادق و امین) کہا جاتا ہے۔"

اس نے کہا:

"خود سوچو۔ جو باہمی معاملات میں ہمیشہ سچ بولتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کیسے جھوٹ بول سکتے ہیں۔"

پھر کہا: "ان کے پیروکار کون لوگ ہیں؟"

ہم نے کہا: "نو عمر لوگ۔"

کہنے لگا: "ان سے پہلے انبیاء کے پیروکار بھی ایسے ہی لوگ ہوتے تھے۔"

پھر پوچھا: "یثرب کے یہودی جو کہ اہل تورات ہیں انہوں نے کیا طرز عمل اختیار کیا؟"

ہم نے کہا: "انہوں نے آپ کی مخالفت کی پھر آپ نے ان سے جنگ کی۔ بعض کو قتل کیا اور بعض کو قید کیا پھر وہ ادھر ادھر بھاگ گئے۔"

مقوقس بولا: "یہ حاسد لوگ ہیں۔ انہوں نے حسد کی وجہ سے مخالفت کی ہے حالانکہ وہ ہماری طرح بخوبی جانتے ہیں کہ یہ نبی برحق ہیں۔"

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجلس برخاست ہوئی تو مقوقس کی گفتگو کی وجہ سے ہمارے دل بارگاہ نبوت میں جھکتے جارہے تھے۔ ہم سوچ رہے تھے کہ عجم کے بادشاہوں کا ان سے کوئی نسبی تعلق بھی نہیں۔ اس دوری کے باوجود وہ ان کی تصدیق کر رہے ہیں اور ان سے خوفزدہ ہیں جبکہ ہم ان کے قریبی رشتہ دار بھی ہیں، پڑوسی بھی ہیں پھر وہ ہمارے گھروں میں آکر ہمیں حق کی دعوت بھی دیتے ہیں مگر ہم ہیں کہ ان کا دین قبول ہی نہیں کرتے۔ میں مزید تفتیش احوال کے لئے اسکندریہ میں قیام پذیر ہو گیا۔ مجھے جو کلیسا دکھائی دیتا، اس میں داخل ہو جاتا اور قبطی و رومی پادریوں سے پوچھا کرتا کہ وہ اپنی کتابوں میں حضرت محمد ﷺ کی کیا صفات پاتے ہیں۔ مجھے ایک بڑا ہی ریاضت و مجاہدہ کرنے والا قبطی پادری ملا۔ میں نے اس سے پوچھا:

"بتایئے۔ کیا کوئی نبی باقی رہ گیا ہے؟"

اس نے کہا: "ہاں۔ ایک آخری نبی آنا باقی ہے۔ ان کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حکم فرمایا ہے کہ جب وہ تشریف لائیں تو ان کی اتباع کریں۔ وہ نبی امی اور عربی ہوں گے۔ ان کا نام احمد ہوگا، نہ زیادہ دراز قامت نہ کوتاہ قد، ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی، ان کی رنگت نہ بالکل سفید اور نہ زیادہ گندمی ہوگی، گیسوئے مبارک دراز ہوں گے، موٹے کپڑے زیب تن فرمائیں گے، جو کھانا مل جائے گا اسی پر قناعت کریں گے۔ ان کی تلوار ان کے کندھے پر ہوگی۔ مدمقابل کی ذرا بھی پروا نہیں کریں گے۔ بذات خود جنگ میں حصہ لیں گے۔ ان کے ایسے جاں نثار صحابہ ہوں گے جو ان پر اپنی جانیں قربان کریں گے۔ وہ اپنے باپ دادوں اور اولاد سے بڑھ کر اپنے محبوب نبی سے محبت کریں گے۔ وہ نبی آخر الزماں ایک حرم سے دوسرے حرم کی طرف ہجرت فرمائیں گے۔ ان کی ہجرت گاہ شور زدہ اور نخلستانوں والی سرزمین ہوگی اور وہ دین ابراہیمی کے پیروکار ہوں گے۔"

میں نے کہا: "نبی آخر الزماں ﷺ کے مزید اوصاف و کمالات کا تذکرہ کیجئے۔"

اس نے کہا: "وہ جسم کے درمیان میں تہبند باندھیں گے۔ اعضاء جسم کو دھوئیں گے۔ ایسے امتیازی اوصاف کے مالک ہوں گے جو سابقہ انبیاء میں نہیں پائے جاتے۔ پہلے اللہ کا نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا مگر نبی آخر الزماں ﷺ سب لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے جائیں گے۔ تمام روئے زمین کو ان کے لئے مسجد اور حصول طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔ جہاں نماز کا وقت ہو جائے گا، وہیں تیمم کر کے نماز پڑھ لیں گے حالانکہ سابقہ انبیاء کرام کے وقت یہ حکم اتنا سخت تھا کہ صرف کلیسوں اور صومعوں میں ہی نماز ادا کی جا سکتی تھی۔ ان عبادت خانوں کے باہر نماز کی

ادائیگی جائز نہ تھی۔"

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پادری کی دلنشیں باتوں کو قلب و دماغ میں جگہ دی اور دوسرے پادریوں وغیرہ کی باتوں کو بھی ذہن میں محفوظ کر کے واپس لوٹ آیا۔ یہاں آکر فوراً مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے شیوخ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے قبطی بادشاہ مقوقس کی طرف نامہ مبارک لکھا تو اس نے جواب میں لکھا کہ مجھے معلوم تھا کہ ایک نبی آنا باقی ہے۔ میرا خیال تھا کہ اس نبی کا ظہور شام میں ہو گا۔ میں نے آپ کے قاصد کی پوری تعظیم کی ہے اور آپ کے لئے تحفہ بھی بھیجا ہے۔

باب

بنو حمیر کے نام مکتوب نبوی

ابن سعد، زہری رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حمیر کے حارث، مسروح اور نعیم بن عبد کلال کے نام دعوت نامہ لکھا۔ آپ نے یہ خط عیاش بن ابو ربیعہ مخزومی کے ہاتھ بھیجا اور ان سے ارشاد فرمایا:۔

"جب تم ان کی سر زمین میں پہنچو تو رات کے وقت ان کے پاس نہ جانا۔ جب صبح ہو جائے تو وضو کر لینا اور اچھی طرح وضو کرنا پھر دو رکعت نماز ادا کرنا اور اللہ تعالیٰ سے کامیابی اور قبولیت کی دعا مانگنا۔ اس کی پناہ طلب کرنا۔ میرا خط داہنے ہاتھ میں لے کر انہیں داہنے ہاتھوں میں تھما دینا۔ وہ ضرور میری دعوت کو قبول کر لیں گے پھر ان کے سامنے یہ پڑھنا۔"

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ. (البینۃ: 1)

"اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا وہ کفر سے الگ ہونے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس ایک روشن دلیل نہ آجائے۔"

جب یہ پڑھ چکو تو پھر یہ کہو۔

"میں محمد (ﷺ) پر ایمان لے آیا ہوں اور پہلا ایمان لانے والا ہوں۔"

اس کے بعد تمہارے سامنے جو حجت بھی پیش کی جائے گی، رد ہو جائے گی اور جو بھی شاندار کتاب لائی جائے گی اس کی ساری چمک دمک ماند پڑ جائے گی۔ وہ تمہارے سامنے کچھ کلام پڑھیں

گے۔ جب وہ غیر عربی کلام پڑھیں تو کہنا کہ اس کا ترجمہ سناؤ۔ پھر یہ کہنا:۔

حَسْبِيَ اللّٰهُ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَّاُمِرْتُ لِاَ عْدِلَ بَيْنَكُمْ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ.

"مجھے میرا اللہ کافی ہے۔ میں ہر اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے نازل کی اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل کروں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کسی بحث و تکرار کی ضرورت نہیں۔ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف سب نے پلٹنا ہے۔"

جب وہ اسلام قبول کرلیں تو ان سے ان تین ٹہنیوں کے متعلق پوچھنا جن کے سامنے حاضر ہو کر وہ سجدہ کرتے ہیں۔ ایک جھاؤ کی جھاڑی کی ٹہنی ہے جس پر سفیدی اور زردی کی ملمع کاری کی گئی ہے۔ دوسری بانس کی طرح گانٹھوں والی ٹہنی ہے جبکہ تیسری کالی سیاہ ہے گویا آبنوس کی شاخ ہو پھر ان شاخوں کو نکال کر بازار میں جلا دینا۔"

حضرت عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حسب ارشاد روانہ ہو گیا۔ بنو حمیر کے پاس پہنچ کر کہا میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ میں نے وہ سب کچھ کہا جو حضور ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا۔ انہوں نے اسلام کی دعوت قبول کرلی اور وہی کچھ ہوا جو حضور ﷺ نے فرمادیا تھا۔

باب

جلندی کے نام مکتوب گرامی

وثیمہ رحمۃ اللہ علیہ (الردہ میں) ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمان کے بادشاہ جلندی کو دعوت اسلام دینے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ جب اسے دعوت حق پیش کی گئی تو اس نے داعیٔ برحق کے دین کی حقانیت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

"اس نبی امی کے برحق ہونے کی میرے پاس یہ دلیل ہے کہ وہ جس کار خیر کا حکم فرماتے ہیں، پہلے خود اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور جب برائی سے منع فرماتے ہیں، پہلے خود اس سے

کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔ جب وہ غلبہ پاتے ہیں تو اتراتے نہیں اور جب کبھی مغلوب ہوتے ہیں تو زبان پر نازیبا الفاظ نہیں لاتے۔ ہمیشہ ایفائے عہد سے کام لیتے ہیں اور وعدہ پورا فرماتے ہیں۔ پس میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی برحق ہیں۔"

باب

بنو حارثہ کے نام مکتوب گرامی

ابو نعیم بہ سند واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ ان کے شیوخ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو حارثہ بن عمرو بن قرط کی طرف دعوت اسلام کا خط تحریر فرمایا۔ انہوں نے آپ کا نامہ مبارک وصول کیا تو اسے دھویا اور اس سے اپنے ڈول کو گانٹھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو فرمایا:

"نہیں کیا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ان سے سلب کر لی ہے۔" پھر فرمایا:
"وہ بڑے ہی بزدل اور جلد باز لوگ ہیں۔ ان کی گفتگو بے سروپا ہوتی ہے۔ وہ بڑے ہی احمق ہیں۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے بنو حارثہ کے آدمیوں کو دیکھا۔ وہ رک رک کر باتیں کرتے ہیں اور اچھی طرح کھل کر بات نہیں کر سکتے۔

باب

مشرک سردار کی آسمانی بجلی سے ہلاکت

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو مشرکین کے ایک سردار کی طرف بھیجا تاکہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیں۔ جب حضور ﷺ کا قاصد اس کے پاس دعوت حق لے کر پہنچا تو اس نے کہا:

"جس معبود کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو وہ سونے کا ہے یا چاندی تانبے کا۔"

مشرک سردار کا یہ بھونڈا سوال سن کر حضور ﷺ کا قاصد واپس آ گیا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے اس پر آسمان سے بجلی گرا دی جس نے اسے جلا کر خاکستر کر دیا۔ ابھی قاصد راستے میں ہی تھا اور اسے کچھ پتہ نہ تھا۔ جب وہ بارگاہ نبوی ﷺ میں پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَھْلَکَ صَاحِبَکَ.

"جس شخص کی طرف تم گئے تھے اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا ہے۔"

اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ (الرعد:13)

"اور وہ کڑکتی بجلیاں بھیجتا ہے۔"

وفود کی آمد اور معجزات کا ظہور

بنی ثقیف کے وفد کی آمد

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند موسیٰ بن عقبہ، زہری رحمہما اللہ تعالیٰ سے نیز بہ سند عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عروہ بن مسعود ثقفی بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے تو اپنی قوم کے پاس واپس جانے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْكَ.

"مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔"

جبکہ عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:۔

اِنَّهُمْ قَاتِلُوْكَ.

"وہ ضرور تمہیں قتل کر دیں گے۔"

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

"وہ مجھ سے اتنے مرعوب ہیں کہ مجھے سویا ہوا بھی پائیں تو جگانے کی جرأت نہیں کرتے۔"

بہر حال حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کے پاس واپس آگئے اور انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی مگر وہ نہ مانے اور بڑی دلآزار باتیں کی۔ صبح ہوئی تو حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالکونی پر کھڑے ہو کر نماز کے لئے اذان دی اور توحید و رسالت کی گواہی کا برملا اعلان کیا۔ اتنے میں ثقیف کے کسی شخص نے تیر مارا اور انہیں شہید کر دیا۔

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہو جانے کی خبر جب رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال صاحب یسٓ جیسی ہے، اس نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی

طرف بلایا اور قوم نے اسے قتل کر دیا۔"

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد بنو ثقیف کے کم و بیش دس آدمی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ اس وفد میں کنانہ بن عبد یالیل اور عثمان بن ابو العاص بھی تھے۔ یہ لوگ حاضر خدمت ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

روایت مذکورہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے نقل کی ہے۔ اسی طرح کی روایت ابن سعد نے واقدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سند سے عبداللہ بن یحیٰ سے اور انہوں نے کئی علماء سے نقل کی ہے جس میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّهُمْ اِذَنْ قَاتِلُوْكَ۔ "تب وہ تمہیں ضرور قتل کر دیں گے۔" اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیر لگا تو آپ کی زبان سے بے ساختہ نکلا:

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ لَقَدْ اَخْبَرَنِیْ بِهٰذَا اَنَّكُمْ تَقْتُلُوْنِیْ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ نے مجھے پہلے یہ بتا دیا تھا کہ تم لوگ مجھے قتل کر دو گے۔

ابو نعیم، واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ طائف سے واپس تشریف لائے تو حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیلان بن مسلمہ سے کہا۔

"تم دیکھتے نہیں کہ اس شخص کی دعوت دین کا معاملہ کامیابی سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ سبھی لوگ ان کی اتباع کرنے لگے ہیں یا تو لوگ دین اسلام میں دلچسپی لے رہے ہیں یا پھر اس کی روز افزوں ترقی سے خائف ہیں۔ ہم سارے عرب میں سیانے اور عقلمند مشہور ہیں۔ ہمیں محمد ﷺ کی دعوت حق سے ہرگز غافل نہیں رہنا چاہیے۔ وہ نبی برحق ہیں۔ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں جو میں نے آج تک کسی کو نہیں بتائی۔ یہ اس زمانے کی بات ہے کہ محمد ﷺ ابھی مکہ میں ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ میں تجارت کی غرض سے نجران گیا۔ وہاں کا پادری میرا یار تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: "اے ابو یعفور! تمہارے پاس ایک نبی کے ظاہر ہونے کا وقت قریب ہے۔ یہ نبی تمہارے حرم میں ظاہر ہو گا۔ یہ آخری نبی ہے اور اپنی قوم کو قوم عاد کی طرح قتل کرے گا۔ جب وہ ظاہر ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے لگے تو فوراً اس کی اتباع کرنا۔"

"میں نے آج تک پادری کی اس پیشین گوئی کا ایک لفظ بھی کسی کو نہیں بتایا۔ نہ بنو ثقیف کو اور نہ کسی اور کو۔ اب میں تو ان کی اتباع کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ جب ثقیف نے حضور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تو ان کی کیا کیفیت تھی۔ انہوں نے بتایا کہ ثقیف والوں نے یہ شرط لگائی تھی کہ وہ نہ صدقہ دیں گے اور نہ جہاد کریں گے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ میں نے بعد میں حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"جب وہ مسلمان ہو جائیں گے تو پھر صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی "یارسول اللہ! میرے اور میری نماز و قرأت کے درمیان شیطان حائل ہو گیا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اس شیطان کا نام خنزب ہے۔ جب تمہیں اس کے حملے کا احساس ہو تو اعوذ باللہ پڑھ کر بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دو۔"

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے ارشاد پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے مجھے طائف بھیجا تو نماز کے دوران مجھ پر عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی۔ مجھے پتہ نہ چلتا تھا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر صورت حال عرض کی تو آپ نے فرمایا: "یہ شیطان ہے۔ میرے قریب ہو جاؤ۔"

میں حضور ﷺ کے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا: "منہ کھولو۔" میں نے اپنا منہ کھولا تو رحمت عالم ﷺ نے میرے سینے پر اپنا دست مبارک پھیرا اور میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال کر فرمایا:

اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰہِ۔ "اے اللہ کا دشمن! نکل جا۔"

حضور ﷺ نے تین بار یہی عمل فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: "اب تم اپنا کام کرو۔" اس کے بعد کبھی میری نماز میں ایسی کیفیت نہیں ہوئی۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہ نبوت میں عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! مجھے صحیح طرح سے قرآن کریم یاد نہیں ہوتا۔ میرا حافظہ بہت کمزور ہے۔ آپ نے فرمایا:

"یہ شیطان ہے۔ اس کا نام خنزب ہے۔ عثمان! میرے قریب آجاؤ۔"

میں حضور علیہ کے قریب ہوا۔ آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا۔ جس کی ٹھنڈک مجھے اپنے شانوں کے درمیان محسوس ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

اُخْرُجْ یَا شَیْطَانُ مِنْ صَدْرِ عُثْمَانَ.

"اے شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا۔"

اس کے بعد میں نے جب بھی کوئی چیز سنی، ہمیشہ یاد رہی۔

بیہقی اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ ایک دوسری سند سے حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ علیہ! میں قرآن کریم یاد کرتا ہوں۔ پھر مجھے بھول جاتا ہے۔"

رحمت عالم علیہ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور ارشاد فرمایا:

یَا شَیْطَانُ اُخْرُجْ مِنْ صَدْرِ عُثْمَانَ.

"اے شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا۔"

اس کے بعد میں نے جو چیز بھی یاد کرنے کا ارادہ کیا، وہ مجھے ہمیشہ یاد رہی، کبھی نہ بھولی۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ (المعرفہ میں) حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ میرے جسم میں اتنا شدید درد تھا کہ مجھے موت کا اندیشہ ہونے لگا۔ حضور نبی رحمت علیہ نے ارشاد فرمایا:

"اپنا داہنا ہاتھ سات مرتبہ اپنے جسم پر پھیرو اور ہر مرتبہ یہ پڑھو۔"

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُوَ اُحَاذِرُ.

میں نے فرمان نبوی پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری ساری تکلیف دور فرمادی۔ اب میں اپنے اہل خانہ اور دوسرے لوگوں کو بھی یہی عمل کرنے کی ہمیشہ تلقین کرتا رہتا ہوں۔

باب

بنو حنیفہ کے وفد کی آمد

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مسیلمہ کذاب اپنی قوم کے بہت سے افراد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا۔ یہاں آکر کہنے لگا۔

"اگر محمد (علیہ) اپنے بعد نبوت کا سارا معاملہ میرے حوالے کردیں تو میں ان کی پیروی کر

لوں گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لے آئے۔ آپ کے ساتھ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک میں کھجور کی شاخ کا ایک ٹکڑا تھا۔ آپ ﷺ نے مسیلمہ کذاب کے سامنے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔

"اگر تو مجھ سے شاخ کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے متعلق جو فیصلہ فرمادیا ہے، تو اس سے بھاگ نہیں سکتا اگر تو نے تقدیر الٰہی سے بھاگنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ تیرے لئے بھاگنا ناممکن بنادے گا۔"

میں تجھے وہی کچھ سمجھتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے اور یہ ثابت بن قیس ہیں۔ یہ میری طرف سے تجھے جواب دیں گے۔"

یہ فرما کر حضور ﷺ واپس تشریف لے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمان نبوی "جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے" کے متعلق میں نے وضاحت معلوم کرنا چاہی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں سو رہا تھا۔ میں نے خواب دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر میں ذرا فکر مند ہوا تو خواب میں ہی مجھے وحی کی گئی کہ ان کنگنوں پر پھونک مارو۔ میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں فضا میں اڑ گئے۔ میں نے اپنے اس خواب کی تعبیر یہ اخذ کی ہے کہ میرے بعد دو کذاب (جھوٹے نبی) پیدا ہوں گے۔ ایک صاحب صنعاء اسود عنسی اور دوسرا صاحب یمامہ مسیلمہ۔"

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ (شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"میں سو رہا تھا۔ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے۔ جو مجھ پر بہت گراں گزرے اور میں بہت متفکر ہوا۔ اچانک یہ وحی کی گئی کہ ان پر پھونک مارو تو میں نے پھونک ماردی۔ میں اس خواب سے یہ سمجھا کہ دو کذاب پیدا ہوں گے۔ میں ان کے درمیان میں ہوں۔ ایک صنعاء کا ہوگا جبکہ دوسرا یمامہ کا۔"

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن جابر سے، انہوں نے اپنے والد صاحب سے اور انہوں نے بھی اپنے والد صاحب سنان بن طلق یمامی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بنو حنیفہ کے جو لوگ

بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ میں ان سب سے پہلے حاضر ہوا تھا۔ اس وقت حضور ﷺ اپنا سر مبارک دھو رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

"یمامی بھائی۔ بیٹھ جاؤ اور اپنا سر دھولو۔"

میں نے حضور ﷺ کے دھوون سے اپنا سر دھویا پھر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ آپ ﷺ نے میرے لئے ایک تحریر لکھی۔ میں نے عرض کی:

"مجھے اپنی قمیص مبارک کا ایک ٹکڑا عطا فرما دیجئے۔ میں اس سے راحت پا تا رہوں گا۔"

آپ نے میری عرضداشت کو قبول فرمایا اور اپنی مبارک قمیص کا ایک ٹکڑا عطا فرما دیا۔

حضرت محمد بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ قمیص مبارک کا ٹکڑا میرے پاس تھا۔ مریض میرے پاس آیا کرتے۔ میں ان کی خاطر اسے دھوتا تو اس کی برکت سے انہیں شفا مل جایا کرتی۔

بنو عبد القیس کے وفد کی آمد

ابو یعلی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ، مزیدہ عصری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے گفتگو کے دوران صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا۔

"عنقریب اس طرف سے ایک قافلہ آنے والا ہے۔ یہ قافلہ والے تمام اہل مشرق سے بہتر ہیں۔"

یہ فرمان نبوی سنتے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور اس طرف چل دیئے۔ انہیں تیرہ سوار ملے۔ پوچھا: کس قبیلے سے ہو؟ وہ بولے ہمارا تعلق بنو عبد القیس سے ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کرتے ہیں کہ جس رات عبد القیس کا وفد آیا اس سے پہلے صبح کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے افق کی جانب نگاہ اٹھائی اور فرمایا۔

"مشرق کی جانب سے ایک قافلہ آرہا ہے۔ انہیں اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا (بلکہ بہ رضا و رغبت حاضر ہو رہے ہیں)۔ اس سفر میں ان کی سواریاں بہت کمزور ہو گئی ہیں اور زاد راہ ختم ہو گیا ہے۔ سالار قافلہ کی ایک خاص علامت ہے۔ اے اللہ! عبد القیس کی مغفرت فرما۔ یہ لوگ مال و دولت طلب کرنے کے لئے میرے پاس نہیں آرہے۔ یہ اہل مشرق میں سے بہترین لوگ ہیں۔"

اتنے میں بیس آدمی آپہنچے۔اس قافلہ کے امیر عبداللہ بن عوف اشج تھے۔اس وقت رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔انہوں نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔حضور ﷺ نے سلام کا جواب عطا فرمایا اور پوچھا۔

"تم میں سے عبداللہ بن عوف اشج کون ہے؟"

وہ بولے:"میں ہوں۔یارسول اللہ ﷺ!"

عبداللہ بد شکل تھے۔جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا تو وہ بولے۔

"انسانوں کی کھالوں میں پانی بھر کر نہیں لایا جاتا۔مردوں کی مردانگی پرکھنے کے لئے صرف دو چھوٹی سی چیزیں مطلوب ہوتی ہیں۔اس کی زبان اور دل۔"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"عبداللہ! تجھ میں دو ایسی صفتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔"

عبداللہ نے کہا:"وہ کونسی؟"

حضور ﷺ نے فرمایا:"حلم و بربادی اور صبر و برداشت۔"

انہوں نے پوچھا:"یہ میری فطری خوبیاں ہیں یا بعد میں پیدا ہوئیں؟"

حضور ﷺ نے فرمایا:"یہ خوبیاں اللہ تعالیٰ نے تمہاری سرشت اور فطرت میں ودیعت فرما دی ہیں۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مقام ہجر سے عبدالقیس کا وفد بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔جب یہ لوگ بیٹھ گئے تو حضور ﷺ تشریف لے آئے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"تمہارے ہاں فلاں فلاں نام کی کھجوریں ہیں۔"

حضور ﷺ نے جملہ انواع واقسام کی کھجوروں کے نام ذکر فرما دیئے۔

علوم نبوت کی یہ معجزہ نمائی دیکھ کر ایک شخص بے ساختہ بول اٹھا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔اگر آپ ہجر گاؤں کے وسط میں پیدا ہوئے ہوتے تو پھر بھی وہاں کی کھجوروں کے متعلق اس سے زیادہ علم نہ رکھتے۔میں بہ دل و جان گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔"عالم ماکان ومایکون ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَرْضَكُمْ رُفِعَتْ لِیْ مُنْذُ قَعَدْتُمْ اِلَیَّ فَنَظَرْتُ مِنْ اَدْنَاهَا اِلٰی اَقْصَاهَا فَخَیْرُ تَمَرَاتِكُمْ اَلْبَرْنِیُ یُذْهِبُ الدَّاءَ وَلَا دَاءَ فِیْهِ.

جب سے تم یہاں میرے پاس آکر بیٹھے تو تمہاری سرزمین کے سارے حجابات

میرے سامنے سے اٹھا دیئے گئے۔ میں نے دور و نزدیک کی ساری چیزیں دیکھ لیں۔

تمہاری بہترین کھجور کا نام برنی ہے۔ یہ کھجور بیماریاں ختم کرتی ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں۔

احمد اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت وازع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور اشج ایک قافلے کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ ہمارے قافلے کے ایک شخص پر جن تھا۔ میں نے عرض کی۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے خالو پر جن ہے۔ آپ ان کے لئے دعا فرمائیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا۔

"انہیں میرے پاس لے آؤ۔"

ہم انہیں حضور ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ نے چادر کا ایک پلو اٹھایا یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگی پھر ان کی پیٹھ تھپکی اور ارشاد فرمایا:

اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ.

دشمن خدا۔ نکل جا۔

وہ فوراً ایک تندرست شخص کی طرح ادھر ادھر دیکھنے لگے حالانکہ پہلے یہ کیفیت نہ تھی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے انہیں اپنے سامنے بٹھا کر دعا فرمائی اور چہرے پر ہاتھ پھیر دیئے۔ آپ کی دعا کے بعد وہ پورے قافلے میں افضل ترین شخص معلوم ہوتے تھے۔

احمد رحمۃ اللہ علیہ شہاب بن عباد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے وفد عبدالقیس کے ایک شخص سے سنا کہ اشج نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! ہمارے علاقے کی آب و ہوا انتہائی ناخوشگوار اور وبازدہ ہے۔ اگر ہم شراب نہ پیئں تو ہمارے رنگ اڑنے لگتے ہیں اور پیٹ بڑھ جاتے ہیں۔" اشج نے دونوں ہتھیلیوں کے اشارے سے کہا۔

"کم از کم اتنی شراب پینے کی تو اجازت عطا فرمائیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا۔

"اگر میں تمہیں اتنی (دو ہتھیلیوں کے برابر) شراب پینے کی اجازت دے دوں تو تم اتنی (ہتھیلیاں پھیلا کر فرمایا) زیادہ شراب پینے لگو گے پھر جب کوئی شراب کے نشے سے مدہوش ہوگا تو وہ اپنے چچازاد بھائی پر حملہ کر کے تلوار سے اس کی پنڈلی زخمی کر دے گا۔"

وہاں حارث نامی ایک شخص بیٹھا تھا جس کی پنڈلی ایک محفل شراب میں کسی نے تلوار سے

زخمی کر دی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کی یہ گفتگو سنی تو اپنا کپڑا لٹکا کر پنڈلی کے نشان زخم کو چھپانے لگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس سے آگاہ فرمادیا تھا۔

باب

بنو عامر کے وفد کی آمد

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنو عامر کا وفد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس وفد میں بنو عامر کے تین چوٹی کے سردار بھی موجود تھے یعنی عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور خالد بن جعفر۔ عامر کا خیال تھا کہ وہ دھوکے سے حضور کو قتل کر دے گا۔ اس نے اربد سے کہا جب ہم ان کے پاس پہنچیں گے تو میں انہیں باتوں میں لگا دوں گا۔ جب ان کا چہرہ تمہاری بجائے میری طرف ہو تو اسی غفلت کی حالت میں تم ان پر تلوار کا وار کر دینا۔ جب یہ وفد بارگاہ نبوت میں پہنچا تو عامر نے کہا۔

"اے محمد (ﷺ)! مجھے خلوت میں بات کرنے کا موقع دیجئے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "جب تک تو اللہ وحدہٗ کو نہیں مانتا، ایسا نہیں ہو سکتا۔" جب اس نے حضور ﷺ کا یہ دوٹوک جواب سنا تو غصے میں آکر کہنے لگا۔

"اللہ کی قسم! میں یہاں سرخ گھوڑوں اور پیادہ فوج کا ایک لشکر لاؤں گا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ ہوگی۔"

یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا۔ حضور ﷺ نے اسے بددعا دیتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ الْعَنْ عَامِرَ ابْنَ الطُّفَيْلِ.

اے اللہ! عامر بن طفیل پر لعنت اور پھٹکار بھیج دے۔

جب یہ وفد باہر نکلا تو عامر نے اربد سے کہا: "تجھ پر افسوس ہے اربد! میں نے تجھے جو حکم دیا تھا وہ کیوں نہ کیا۔" اربد نے کہا: "اس کام کا میں نے جب بھی ارادہ کیا میرے اور ان کے درمیان تو حائل ہو جاتا تھا تو پھر کیا میں تمہیں تلوار سے مار دیتا۔"

یہ قافلہ اپنے گھروں کو واپس آرہا تھا کہ اچانک راستے میں عامر کی گردن میں طاعون کی بیماری پھوٹ نکلی۔ بیماری کا حملہ اتنا شدید تھا کہ وہ جانبر نہ ہو سکا اور وہیں بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں ہی لقمہ اجل بن گیا۔

جب عامر کے وفد کے باقی لوگ اپنی قوم کے پاس پہنچے تو انہوں نے حال احوال پوچھا۔ اربد

نے کہا:

"وہ ہمیں ایسی چیز (ہستی) کی عبادت کرنے کی دعوت دیتے تھے کہ اگر وہ مجھے نظر آجاتی تو میں تیر مار کر اس کا کام تمام کر دیتا۔"

ابھی اربد کی اس بات کو ایک دو دن ہی گزرے تھے کہ وہ اپنا اونٹ بیچنے کے ارادہ سے گھر سے نکلا۔ راستے میں اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کے اونٹ پر بجلی گرا دی جس سے وہ دونوں جل کر خاکستر ہو گئے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح ایک روایت حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل فرمائی ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اسحاق بن عبداللہ بن ابو طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ عامر بن طفیل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور نبی پاک ﷺ نے اس سے فرمایا۔

"عامر! اسلام قبول کر لو۔"

عامر نے کہا:

"میں اس شرط پر اسلام قبول کرتا ہوں کہ دیہات اور صحرائی علاقہ میرا ہوگا جبکہ شہری آبادیاں آپ کی۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔"

یہ سنتے ہی وہ غصے میں آکر واپس چل دیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"اللہ کی قسم! میں یہاں تیز رفتار گھوڑوں اور نوجوان مردان کار کا ایسا لشکر لاؤں گا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ رہے گی۔ گھوڑوں کی اتنی کثرت ہوگی کہ ہر کھجور کے ساتھ ایک گھوڑا باندھوں گا۔"

عامر کی باتیں سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ عَامِرًا وَاهْدِ قَوْمَهٗ.

اے اللہ! مجھے عامر سے بچا لے اور اس کی قوم کو ہدایت عطا فرما۔

عامر باہر نکل گیا۔ ابھی وہ مدینہ طیبہ میں بنو سلول کی ایک عورت کے گھر میں تھا کہ اس کے حلق میں رسولی نکل آئی۔ وہ جھٹ سے گھوڑے پر چڑھ بیٹھا۔ اپنا نیزہ ہاتھ میں لیا اور سرگرداں پھرنے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا "یہ رسولی اس پھوڑے جیسی ہے جو طاعون کی بیماری میں اونٹ کے جسم پر نکل آتی ہے۔ اسی حالت میں وہ اونٹ سے گرا اور مر گیا۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کی روایت حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کی ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ عامر نے کہا:

"اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو کیا آپ (نبوت کا سارا) معاملہ میرے حوالے کر جائیں گے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"یہ چیز (یعنی نبوت) نہ تیرے لئے ہے اور نہ تیری قوم کے لئے۔" کہنے لگا: "میں گھوڑوں اور انسانوں کا لشکر جرار لے آؤں گا جس کی کثرت سے یہ سارا علاقہ بھر جائے گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تجھے اس کام سے باز رکھے گا۔"

اس گفتگو کے بعد عامر اور اربد واپس چلے گئے۔ راستے میں عامر نے اربد سے کہا: "چلو۔ دوبارہ ان کے پاس جاتے ہیں۔ میں انہیں باتوں میں لگا کر غافل کر دوں گا۔ تم اس غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان پر تلوار کا وار کر دینا۔"

اربد نے کہا: "ٹھیک ہے۔ میں ایسا ہی کروں گا۔"

چنانچہ دونوں دوبارہ حاضر خدمت ہوئے۔ عامر بولا:

"اے محمد (ﷺ)! اٹھئے۔ میرے ساتھ بات کیجئے۔"

حضور نبی پاک ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ادھر اربد نے تلوار کو نیام سے نکالا۔ جب اس نے تلوار کے دستے پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہیں خشک ہو گیا۔ عامر اربد کے حملے کا شدت سے انتظار کر رہا تھا مگر کافی دیر گزر گئی اور اربد حملہ نہ کر سکا۔ ناچار دونوں واپس ہوئے۔ جب رقم نامی چشمہ پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرا دی جس سے وہ جل گیا اور عامر کے جسم پر ایک پھوڑا سا نکل آیا جو بالآخر جان لیوا ثابت ہوا اور وہ مر گیا۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى...... تا ......شَدِيْدُ الْمِحَالِ.

(الرعد: 8 تا 13)

ان آیات میں "معقبات" کے لفظ سے راوی نے ایسے فرشتے مراد لئے ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت کیا کرتے تھے۔

باب

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام

ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم رحمہم االلہ تعالیٰ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک عرصہ تک اسلام سے سخت بیزار رہا۔ میرے سینے میں اسلام کے لئے سخت معاندانہ جذبات تھے۔ میں مشرکین کے ساتھ بدر، احد اور خندق میں شریک ہوا اور ہر دفعہ بچ گیا۔ میں نے سوچا حضرت محمد (ﷺ) تو بالآخر غالب آ ہی جائیں گے، میرا کیا بنے گا۔ بہر حال حدیبیہ کے موقع پر جب صلح نامہ کی رو سے حضور نبی پاک ﷺ واپس ہوئے اور قریش بھی مکہ سے لوٹ آئے۔ میں نے سوچا اگلے سال محمد (ﷺ) مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے۔ پس مکہ اور طائف میں رہنا اچھا نہیں۔ یہاں سے باہر چلے جانے میں ہی عافیت ہے۔ میں اس وقت اسلام سے دور.......... کوسوں دور تھا۔ میں کہتا تھا کہ اگر سارے قریش بھی مسلمان ہو جائیں، میں ہرگز اسلام قبول نہیں کروں گا۔ اسی سوچ میں غلطاں و پیچاں میں مکہ آیا اور اپنی قوم کے افراد کو جمع کیا۔ وہ ہمیشہ میری رائے کا احترام کرتے، میری باتوں کو کان لگا کر سنتے اور ہر اہم معاملے میں مجھے آگے کر دیا کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا:

"میرے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟"

وہ بولے: "تم ہمارے درمیان ایک صاحب رائے (صائب الرائے) شخص ہو۔"

میں نے کہا: "تم جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) کا دین حیران کن حد تک غالب ہو تا جا رہا ہے۔ ان حالات میں میرے پاس ایک تجویز ہے۔"

انہوں نے پوچھا: "بتائیے، کیا تجویز ہے؟"

میں نے کہا: "ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور اس کے پاس رہنے لگ جائیں۔ اگر محمد (ﷺ) غالب آ گئے تو ہم نجاشی کے پاس ہوں گے اور نجاشی کے ماتحت رہنا محمد (ﷺ) کے ماتحت رہنے سے بہت بہتر ہے۔ اگر بالفرض قریش غالب آ گئے تو ہمیں ہر کوئی جانتا ہے۔"

انہوں نے کہا: "یہ بہت ہی اچھی تجویز ہے۔"

عمرو بن عاص نے کہا: "تحائف اکٹھے کرو تاکہ نجاشی کی خدمت میں پیش کر سکیں۔"

نجاشی کے محبوب ترین تحائف چمڑے تھے۔ ہم نے کافی مقدار میں چمڑے جمع کئے پھر روانہ ہو کر نجاشی کے پاس آ پہنچے۔ اتنے میں عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجاشی کے پاس آ

گئے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے خط دے کر بھیجا تھا جس میں ام حبیبہ بنت ابو سفیان کے نکاح کا تذکرہ تھا۔ عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ کے پاس آئے اور پھر فارغ ہو کر باہر نکل گئے۔ میں نے ساتھیوں سے کہا:

"یہ عمرو بن امیہ ہے۔ میں نجاشی سے مطالبہ کروں گا کہ اسے میرے حوالے کر دے تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ اگر میں نے یہ کام کر لیا تو قریش خوش ہو جائیں گے۔ محمد (ﷺ) کے قاصد کو قتل کر کے قریش کے لئے میں بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دوں گا۔"

میں نجاشی کے پاس گیا اور معمول کے مطابق اس کے سامنے سجدہ کیا۔ اس نے کہا:

"خوش آمدید۔ میرے دوست! کیا اپنے علاقے سے کوئی تحفہ بھی لائے ہو؟"

میں نے کہا: "ہاں۔ بادشاہ سلامت! بہت سا چمڑا لے کر آیا ہوں۔" میں نے تحفہ اس کے قریب کیا۔ بادشاہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ تحفے کا کچھ حصہ پادریوں میں تقسیم کیا اور باقی ماندہ کہیں رکھوا دیا۔ جب میں نے دیکھا کہ بادشاہ کا دل باغ باغ ہے تو اس سے کہہ دیا:

"بادشاہ سلامت! میں نے ایک شخص کو آپ کے دربار سے نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ ہمارے دشمن کا قاصد ہے۔ اس دشمن نے ہم پر بڑا ظلم کیا ہے اور ہمارے سرداروں اور سرکردہ افراد کو قتل کر دیا ہے۔ آپ اس قاصد کو میرے حوالے کریں تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔"

میری بات سن کر یکایک بادشاہ کے تیور بدل گئے۔ وہ غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ اس نے میری ناک پر ایسا زناٹے دار تھپڑ رسید کیا کہ میں سمجھا میری ناک ٹوٹ گئی ہے۔ ناک سے خون بہنے لگا۔ میں اپنے کپڑوں سے خون پونچھنے لگا۔ مجھے سخت شرمندگی ہوئی۔ مارے شرم کے میں چاہتا تھا کہ زمین کا سینہ چر جائے اور میں اس کے اندر چلا جاؤں میں نے کہا:

"عالی جاہ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ میرے اس مطالبے سے ناراض ہوں گے تو میں یہ جسارت کبھی نہ کرتا۔" نجاشی نے کہا: "عمرو! تم نے یہ مطالبہ کیا کہ میں اس قاصد کو قتل کے لئے تمہارے حوالے کر دوں حالانکہ یہ اس شخص کا قاصد ہے جس کے پاس وہ ناموس اکبر آتا ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔"

عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نجاشی کی باتیں سن کر میرے دل کی کایا پلٹ گئی۔ میں نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا: "عرب و عجم کے لوگ اس حق کو پہچان چکے، مگر تو ہے کہ اس کی مخالفت پر کمربستہ ہے۔" پھر بادشاہ سے کہا: "کیا آپ ان کے نبی برحق ہونے کی گواہی دیتے ہیں؟"

اس نے کہا: "ہاں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ اے عمرو! میری بات مان لو اور

ان کی اتباع کرلو۔ اللہ کی قسم! وہ حق وصداقت کے علمبردار ہیں اور اپنے مخالفین پر بالکل اس طرح غالب آجائیں گے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب آگئے تھے۔"

میں نے کہا: "کیا آپ مجھ سے ان کے لئے بیعت اسلام لے لیں گے؟"

اس نے کہا: "ہاں۔" پھر اپنا ہاتھ بڑھایا اور اسلام کے نام پر مجھ سے بیعت لے لی۔ ابن اسحاق اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے چند دوسرے واسطوں سے بھی یہی روایت حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمائی ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشہ سے واپس آئے تو اپنے گھر کے اندر بیٹھ گئے اور لوگوں کے پاس باہر نہ آئے۔ لوگوں نے پوچھا: "عمرو کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ باہر کیوں نہیں آتے۔" حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بتایا کہ اصحمہ سمجھتا ہے کہ تمہارے صاحب واقعی نبی ہیں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آج رات ایک بڑا ہی دانا شخص ہجرت کر کے تمہارے پاس آپہنچے گا۔"

اس رات حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے اور انہوں نے حاضر خدمت ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

قبیلہ دوس کے وفد کی آمد

ابن سعد، واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ سے، وہ لید بن مسلم سے اور وہ منیر بن عبید اللہ دوسی سے روایت کرتے ہیں کہ ام شریک دوسیہ کے خاوند ابو العکر نے اسلام قبول کیا اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوس کے چند افراد کے ساتھ ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ ام شریک کا بیان ہے کہ ابو عکر کے رشتہ دار میرے پاس آئے اور پوچھا:

"کیا تو بھی اس کے دین پر ہے؟"

میں نے کہا: "ہاں۔ اللہ کی قسم! میں بھی ان کے دین پر ہوں۔"

وہ بولے: "پھر تو ہم تجھے سخت سزا دیں گے۔"

وہ ایک بے کار اور سست رفتار اونٹ پر مجھے سوار کر کے لے گئے۔ وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی کھلاتے اور پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیتے تھے۔ جب دوپہر ہوئی، سورج خوب گرم ہوا اور ہمیں شدید

گرمی کا احساس ہوا تو وہ ایک جگہ رک گئے اور وہاں فروکش ہو گئے۔ وہ خود تو خیمے نصب کر کے ان کے اندر چلے گئے مگر مجھے تپتی دھوپ میں چھوڑ دیا۔ دھوپ کی شدت سے میری عقل کھو گئی اور قوت سماعت و بصارت ضائع ہونے لگی۔ تین دن تک وہ یہی سفاکانہ سلوک کرتے ہیں۔ تیرے دن کہنے لگے:

"اپنا دین چھوڑ دے۔"

ام شریک فرماتی ہیں کہ حواس باختہ ہونے کی وجہ سے مجھے ان کی باتوں کی پوری سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ میں ان کی ہر بات کے جواب میں آسمان کی طرف اشارہ کر کے اپنے عقیدۂ توحید کا اعلان کرتی۔ میں اسی صورت حال سے دوچار تھی کہ اچانک مجھے اپنے سینے پر ڈول کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ میں نے ڈول لے کر کچھ پانی پی لیا۔ پھر ڈول دور کر لیا گیا۔ میں نے دیکھا تو وہ زمین و آسمان کے درمیان معلق تھا۔ اب اس تک میرے ہاتھ نہیں پہنچتے تھے۔ ڈول دوبارہ نیچے لایا گیا۔ میں نے تھوڑا سا پانی پیا ہی تھا کہ ڈول پھر اوپر اٹھ گیا۔ میں نے دیکھا وہ زمین و آسمان کے درمیان معلق تھا۔ تیسری مرتبہ ڈول پھر اتارا گیا۔ اب میں نے خوب جی بھر کر پانی پیا بلکہ اپنے سر، چہرے اور کپڑوں پر بھی ڈالا۔

جب لوگ خیموں سے باہر آئے تو حیرت سے دیکھنے لگے۔ پھر پوچھا:

"یہ کہاں سے آیا ہے؟"

میں نے کہا: "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔ اسی نے یہ رزق بھیجا ہے۔" وہ دوڑے دوڑے اپنے مشکیزوں کے پاس گئے۔ ان کے منہ بندھے ہوئے تھے۔ کسی نے انہیں کھولا نہیں تھا۔ اس بے بسی کے عالم میں میرے پروردگار کی یہ غیبی امداد دیکھ کر ان پر حق واضح ہو گیا۔ کہنے لگے:

"ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو تیرا پروردگار ہے وہی ہمارا پروردگار ہے۔ ہم نے تیرے ساتھ بہت ناروا سلوک کیا مگر تیرے رب نے تجھے رزق خاص سے نوازا۔ یقیناً اسی پروردگار نے اسلام کو اپنا دین بنایا ہے۔"

الغرض وہ سب مسلمان ہو گئے اور ہجرت کر کے سیدھے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو گئے۔

اب وہ میری فضیلت اور مجھ پر ہونے والے فضل خداوندی کے دل سے معترف ہو گئے تھے۔

یہ وہی خوش نصیب خاتون ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کی نذر کر دیا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تھا۔ کسی عورت کا اپنی جان کو کسی مرد کے لئے ہبہ کر دینا اچھا نہیں ہے۔ اسی وقت یہ آیت کریمہ نازل ہو گئی تھی:

وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ.

اور کوئی مومن عورت، اگر اپنی جان نبی پاک ﷺ کی نذر کر دے (تو آپ کے لئے حلال ہے)

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں:

"اللہ تعالیٰ بڑی جلدی سے تمہاری پسند کی توثیق فرماتا ہے۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ عارم بن فضل سے، وہ حماد بن زید سے اور وہ حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رات کے آخری حصے میں ہجرت فرمائی۔ ان کے سینے پر ایک ڈول اور ایک مشکیزہ رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے پانی پیا اور قافلے کو کوچ کرنے کے لئے کہا۔ ایک یہودی نے کہا: میں آواز کو زیادہ سننے والا ہوں۔ چنانچہ وہ یہودی کی ہم سفر ہو گئیں اور روزہ رکھ لیا۔ یہودی نے اپنی بیوی کو کہا: اگر تو نے اسے پانی پلایا تو میں تجھے سخت سزا دوں گا۔ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی حالت میں رات گزار دی۔ یوں محسوس ہوتا تھا گویا وہ پانی پی چکی ہوں۔ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ کا ایک مشکیزہ تھا جو آپ ہر کسی کو عاریۃً دے دیتی تھیں۔ ایک آدمی نے اسے خریدنا چاہا۔ انہوں نے کہا: "اس میں تلچھٹ بھی نہیں ہے۔" پھر اس میں پھونک ماری اور دھوپ میں لٹکایا تو وہ گھی سے لبالب بھر گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مشکیزے کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی خیال کیا جاتا تھا۔

اس حدیث پاک کی چند متصل اسناد بھی ہیں جن کا ذکر "تکثیر طعام" وغیرہ کے ابواب کے ضمن میں عنقریب آئے گا۔

باب

بنو سلیم کے وفد کی آمد

ابن سعد، ہشام بن محمد رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے بنو سلیم کے ایک شخص نے بتایا کہ ہمارے قبیلہ کا ایک آدمی جس کا نام قدر بن عمار تھا، مدینہ منورہ گیا اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی قوم کے ایک ہزار آدمیوں کو گھوڑوں پر سوار کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے گا۔ چنانچہ وہ اپنی قوم کے پاس گیا۔ اس کے ساتھ چلنے کے لئے نو سو آدمی تیار ہوئے۔ جبکہ سو آدمی قبیلے میں پیچھے رہ گئے۔ سعاد تمندوں کا یہ قافلہ

جب اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"باقی سو آدمی کہاں ہیں جن سے مل کر یہ پورے ہزار ہو جائیں گے؟" لوگوں نے عرض کیا:

"ہمارے اور بنو کنانہ کے درمیان جنگ چھڑنے کا خطرہ تھا۔ لہٰذا سو آدمی وہیں رہ گئے ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"انہیں بھی بلالو۔ تمہیں اس سال کسی ناخوشگوار صورت حال کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔"

حکم نبوی کی تعمیل کرتے ہوئے انہوں نے باقی سو کو بھی بلانے کے لئے پیغام بھیج دیا۔ یہ لوگ ہداۃ کے مقام پر حضور ﷺ کے پاس آ پہنچے۔ جب لوگوں نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی تو وہ سمجھے کہ شاید دشمن آ گئے ہیں۔ عرض کرنے لگے: "یارسول اللہ! دشمنوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "نہیں۔ یہ تمہارے دشمن نہیں، دوست ہیں۔ قبیلہ سلیم بن منصور کے لوگ آ گئے ہیں۔"

باب

زیاد ہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ نبوی میں حاضری

ابن سعد، ہشام بن محمد سے، وہ جعفر بن کلاب رحمہما اللہ تعالیٰ سے اور وہ بنو عامر کے چند آدمیوں سے روایت کرتے ہیں کہ زیاد بن عبداللہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور اپنا دست مبارک ان کے سر پر پھیرتے ہوئے ناک تک لے آئے۔ دست نبوی کی برکت سے ان کی ناک پر سعادتمندی کا ایسا نور چمکتا تھا کہ بنو ہلال کہا کرتے:

مَازِلْنَا نَتَعَرَّفُ الْبَرَكَةَ فِيْ وَجْهِ زِيَادٍ.

"ہمیں زیاد کے چہرے پر ہمیشہ برکت و سعادت کے آثار نظر آتے تھے۔" حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے علی کے متعلق ایک شاعر نے مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

يَا ابْنَ الَّذِىْ مَسَحَ الرَّسُوْلُ بِرَأْسِهٖ   وَدَعَالَهٗ بِالْخَيْرِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

"اے اس خوش نصیب آدمی کے فرزند جس کے سر پر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنا دست مبارک پھیرا اور جس کے لئے حضور ﷺ نے مسجد میں دعائے خیر فرمائی۔"

اَعْنِیْ زِيَادًا لَا اُرِيْدُ سِوَاهُ   مِنْ غَائِرٍ اَوْمُتْهِمٍ اَوْمُنْجِدٍ

"اس خوش نصیب شخص سے میری مراد حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ غور، تہامہ اور

نجد کے باشندوں میں اور کوئی شخص میری مراد نہیں۔"

مَازَالَ ذَالِكَ النُّوْرُ فِيْ عِرْنِيْنِهٖ حَتّٰى تَبَوَّأَ بَيْتَهٗ فِيْ مُلْحَدٖ

"یہ نور ہمیشہ ان کی ناک پر چمکتا رہا حتیٰ کہ وہ اپنی آخری آرام گاہ میں جا بسے۔"

باب

ابو سبرہ کی بارگاہ نبوی میں حاضری

ابن سعد، ہشام بن محمد سے، وہ ولید بن عبداللہ جعفی رحمہما اللہ تعالیٰ سے، وہ اپنے والد صاحب سے اور وہ چند شیوخ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو سبرہ یزید بن مالک نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ ان کے ہمراہ ان کے دو فرزند سبرہ اور عزیز بھی تھے۔ ابو سبرہ نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! میرے ہاتھ کی پشت پر ایک پھوڑا نکل آیا ہے۔ جب میں سواری کی مہار پکڑتا ہوں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔"

حضور نبی پاک ﷺ نے ایک تیر منگوایا۔ پھر اس تیر کو پھوڑے پر لگاتے رہے حتیٰ کہ اس کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔

باب

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ نبوی میں حاضری

بیہقی، حضرت جریر بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہونے کا ارادہ کیا تو اپنا خاص لباس پہن لیا۔ جب حاضر خدمت ہوا تو حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ میں اندر گیا تو سب لوگوں نے مجھے غور سے دیکھنا شروع کردیا۔ میں نے پاس بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا: "کہیں حضور نبی کریم ﷺ نے میرا تذکرہ تو نہیں فرمایا تھا؟"

اس نے کہا: "ہاں۔ حضور ﷺ نے تمہیں بڑے خوبصورت الفاظ سے یاد فرمایا تھا۔" آپ نے دوران خطبہ ارشاد فرمایا:

"عنقریب اس دروازے یا اس راستے سے یمن کا بہترین شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اس کا چہرہ اتنا حسین وجمیل ہوگا گویا کسی فرشتے نے اس پر اپنے نورانی ہاتھ پھیر دیئے ہوں۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "تم مجھے ذی الخلصہ سے چھٹکارا کیوں نہیں دلاتے؟"

میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا۔" حضور ﷺ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ پھیرا اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا.

اے اللہ۔ انہیں ثبات عطا فرما، ہدایت بخش دے اور دوسروں کے لئے ہادی و رہنما بنا دے۔

میں احمس کے ڈیڑھ سو شہسوار لے کر اس کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہم نے وہاں پہنچ کر اسے جلا ڈالا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ اپنی اس کمزوری کی شکایت حضور ﷺ سے کی تو آپ نے میرے سینے پر زور سے دست مبارک مارا حتیٰ کہ مجھے اپنے جسم پر آپ کے ہاتھ مبارک کا نشان نظر آیا۔ پھر آپ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا.

اے اللہ انہیں ثبات عطا فرما اور انہیں ہادی و رہنما بنا۔

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَمَا سَقَطْتُ عَنْ فَرَسِیْ بَعْدُ.

حضور ﷺ کی دعا کے بعد آج تک میں کبھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا۔

باب

بنو طئی کے وفد کی حاضری

بیہقی، ابن اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ نبو طئی کا وفد بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ زید الخیل بھی اس وفد میں شامل تھے۔ وفد کے تمام شرکاء مسلمان ہو گئے۔ حضور ﷺ نے زید الخیل کا نام زید الخیر رکھ دیا۔ جب یہ واپس چلے گئے تو حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَنْ يَّنْجُوَ زَيْدٌ مِّنْ حُمَّى الْمَدِيْنَةِ.

"زید مدینہ منورہ کے بخار سے ہرگز نہیں بچ سکے گا۔

ابھی وہ علاقہ نجد کے ایک چشمے کے پاس پہنچے تھے کہ شدید بخار میں مبتلا ہو گئے اور وصال فرما گئے۔

اسی طرح کی روایت ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عمیر الطائی سے اور ابن درید رحمۃ اللہ علیہ نے (الاخبار المشہورۃ میں) ابو مخنف سے بھی نقل کی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور فاقہ کی شکایت کی۔ ایک دوسرا آدمی آیا اور راہزنی کی شکایت کی۔ حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے عدی بن حاتم! اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ ایک عورت حیرہ سے روانہ ہو کر مکہ جا پہنچے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی۔ اسے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا خوف نہ ہو گا۔"

میں نے سوچا۔ بنو طئی کے یہ راہزن کہاں چلے جائیں گے جنہوں نے اس علاقے میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ حضور ﷺ نے مزید فرمایا:

"اگر تم زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے فتح کر لو گے۔"

میں نے حیران ہو کر پوچھا: "کسریٰ بن ہرمز؟"

فرمایا: "ہاں ہاں۔ کسریٰ بن ہرمز۔"

پھر فرمایا:

"اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ آدمی ہاتھوں میں سونا چاندی لے کر فقراء کی تلاش میں نکلے گا تاکہ وہ اس صدقہ کو قبول کر لیں مگر اسے کوئی فقیر نہ ملے گا۔"

حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے یہ منظر بچشم خود دیکھا کہ ایک عورت کوفہ سے سفر پر روانہ ہوتی اور خانہ کعبہ کے پاس پہنچ کر اس کا طواف کرتی۔ اسے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوتا تھا۔ اسی طرح جب کسریٰ کے خزانوں کو مسلمانوں نے فتح کیا تو میں بھی ان میں شامل تھا۔ اے لوگو! اگر تم زندہ رہے تو دیکھ لو گے کہ حضور ﷺ کی تیسری پیشین گوئی بھی سچ ثابت ہو گی۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ کی تیسری پیشین گوئی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت میں پوری ہوئی۔ پھر انہوں نے حضرت عمر بن اسید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب کی یہ روایت نقل کی جس میں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اڑھائی سال تک برسر اقتدار رہے۔ قسم بخدا! جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کے رائج کردہ عادلانہ نظام معیشت کی وجہ سے لوگ اس قدر خوشحال ہو چکے تھے کہ جب کوئی شخص صدقہ و خیرات کا مال کثیر لے کر آتا اور لوگوں سے کہتا کہ اسے فقراء میں تقسیم کر دو تو

ڈھونڈنے کے باوجود کوئی فقیر نہ ملتا تھا۔ بالآخر وہ اپنا مال لے کر واپس چلا جاتا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی معاشی حکمت عملی سے ہر شخص خوشحال اور دولتمند ہو گیا تھا۔

باب

طارق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت طارق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ آرہے تھے۔ شہر کے قریب پہنچ کر ہم سواریوں سے اترے اور کپڑے تبدیل کئے۔ اچانک ایک شخص نظر آیا جس نے دو بوسیدہ کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔ اس نے ہمیں سلام کیا۔ پھر پوچھا:

"تم کہاں جا رہے ہو؟"

ہم نے کہا: "ہم اسی شہر جا رہے ہیں۔"

اس نے کہا: "تمہارا یہاں کیا کام ہے؟"

ہم نے کہا: "ہم اپنے اہل و عیال کے لئے کچھ کھجوریں لیں گے۔" ہمارے قافلے میں ایک ہودج نشین عورت بھی تھی اور ایک سرخ رنگ کا اونٹ بھی تھا جس کی ناک میں نکیل ڈالی گئی تھی۔

وہ شخص بولا: "کیا تم یہ اونٹ فروخت کرنا چاہتے ہو؟"

ہم نے کہا: "ہاں۔ اتنے صاع کھجوروں کے عوض ہم یہ اونٹ بیچیں گے۔"

طارق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس شخص نے اونٹ کی قیمت میں کمی کا مطالبہ نہ کیا بلکہ نکیل پکڑ کر چلا گیا۔ جب وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا تو ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے: "ہم نے کیا کیا؟ ایک انجان شخص کے ہاتھ اپنا اونٹ فروخت کر دیا اور قیمت بھی نہیں لی۔"

کجاوے میں بیٹھی ہوئی عورت بولی:

"ایک دوسرے کو برا بھلا نہ کہو۔ اللہ کی قسم! اس شخص کے رخ زیبا پر میری نظر پڑی ہے۔ یہ تمہارے ساتھ قطعاً دھوکہ نہیں کرے گا۔ میں نے آج تک ایسا چہرہ نہیں دیکھا جو ان کے چہرہ پر نور سے بڑھ کر چودھویں کے چاند کے مشابہ ہو۔ میں تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں۔"

اتنے میں ایک شخص آگیا۔ اس نے کہا:

"مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے۔ یہ اپنی کھجوریں لے لو۔ جی بھر کر کھاؤ اور ناپ تول کر کے اپنی کھجوریں بھی پوری کر لو۔"

باب

حضر موت کے وفد کی آمد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (التاریخ میں) اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مبعوث ہونے کی خبر ہم تک پہنچی تو میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہو گیا۔ جب یہاں آیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مجھے بتایا کہ میرے آنے سے تین دن پہلے حضور ﷺ نے انہیں آگاہ فرما دیا تھا کہ وائل آ رہا ہے۔

ابن سعد، زہری، عکرمہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور عاصم بن عمر قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حضر موت کا وفد آیا۔ وفد کے تمام شرکاء مسلمان ہو گئے۔ مخرس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میری زبان کی لکنت دور ہو جائے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مخرس کے لئے دعا فرمائی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ، ہشام بن محمد سے، وہ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام سے اور وہ عمار بن یاسر کے فرزند ابو عبیدہ سے روایت کرتے ہیں کہ مخرس بن معد یکرب چند ساتھیوں کے ہمراہ حضور نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے یہ لوگ کچھ دیر بعد واپس چلے گئے۔ راستے میں مخرس لقوہ کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ قافلے کے چند آدمی واپس پلٹ آئے اور عرض کی۔

"یارسول اللہ ﷺ! عرب کے سردار کو لقوہ کی بیماری لگ گئی ہے۔ آپ ان کے لئے کوئی علاج تجویز فرمائیں۔"

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"ایک سوئی آگ پر گرم کر لو پھر وہ سوئی اس کی آنکھوں کے پپوٹوں پر پھیرو۔ اسی میں اس کی شفا ہے اور یہی اس کا انجام ہے۔ خدا جانے میرے پاس سے نکلتے وقت تم نے کیا بات کی تھی۔"

لوگوں نے حضور کے فرمان پر عمل کیا تو مخرس شفایاب ہو گئے۔

ابن سعد، ہشام بن محمد رحمہما اللہ تعالیٰ سے اور وہ عمرو بن مہاجر کندی سے روایت کرتے ہیں

کہ حضر موت سے کلیب بن اسد بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور درج ذیل اشعار پیش کئے:

ترجمہ اشعار:۔(1) اے ساری مخلوق سے افضل واعلیٰ! مجھے سخت جان اونٹ برہوت کی وادی سے آپ کی بارگاہ تک لے آئے۔

(2) راستے کے خطرات کے باوجود میں 7 ماہ تک متواتر اونٹوں کو تیز چلانے کی کوشش کرتا رہا۔ اے انسان کامل! مجھے امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری اس مشقت کا ثواب عطا فرمائے گا۔

(3) آپ کی ذات پاک وہ ہے جس کے متعلق ہم لوگوں کو آگاہ کرتے رہے اور جس کی آمد کی بشارت تورات وانجیل نے ہمیں سنائی۔

باب

بارگاہ نبوی میں اشعریوں کی حاضری

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: "تمہارے پاس ایک قوم کے چند افراد آرہے ہیں جو تمہاری نسبت زیادہ نرم دل ہیں۔"

پھر اشعری لوگ آپہنچے جن میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

عبدالرزاق، معمر رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ اچانک زبان رسالت سے یہ دعائیہ کلمات جاری ہوگئے:

اَللّٰھُمَّ اَنجِ اَصْحَابَ السَّفِیْنَةِ.

اے اللہ! کشتی والوں کو بچالے۔

کچھ دیر توقف کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اب کشتی چلنے لگ گئی ہے۔"

جب کشتی والے افراد مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

قَدْ جَآءَ وَ یَقُوْدُھُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ.

ایک نیک آدمی کی قیادت میں وہ لوگ آپہنچے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ کشتی میں آنے والے سارے لوگ اشعری تھے جن کی قیادت عمرو بن

حمق خزاعی کے ہاتھ میں تھی۔

جب یہ قافلہ حاضر خدمت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم کہاں سے آئے ہو؟"

انہوں نے کہا: "زبید سے۔"

فرمایا: بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ زبيد.

اللہ تعالیٰ زبید میں برکتیں نازل فرمائے۔

لوگوں نے عرض کیا: "ہمارے گاؤں رمع کے لئے بھی دعائے خیر فرمائیں۔" آپ نے فرمایا:

بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ زبيد.

اللہ تعالیٰ زبید میں برکت فرمائے۔

انہوں نے پھر عرض کیا: "اور رمع میں بھی۔"

حضور ﷺ نے تیسری بار فرمایا: "اور رمع میں بھی برکت نازل فرمائے۔" اس روایت کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل فرمایا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عیاض اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمان الٰہی:

فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ.

اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے آئے گا جن سے وہ محبت فرماتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔

کے تحت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اس آیت میں جس قوم کا ذکر ہے اس سے مراد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم ہے۔"

باب

عبدالرحمٰن بن ابو عقیل کی حاضری

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو عقیل سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک وفد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے دروازے کے قریب اپنی سواریوں کو بٹھایا اور خود بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ اس وقت میرے نزدیک حضور ﷺ سے زیادہ کوئی شخص مبغوض نہیں تھا۔ محبوب دو جہاں ﷺ کے پاس کچھ دیر بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

جب وہاں سے اٹھے تو میرے نزدیک حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب نہ تھا۔ ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! آپ نے اپنے پروردگار سے حضرت سلیمان علیہ السلام جیسی بادشاہی کیوں نہیں مانگی؟"

یہ سن کر حضور ﷺ مسکرادیئے پھر فرمایا:

"تمہارے نبی شاید اللہ کے ہاں سلیمان علیہ السلام سے بھی افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں جتنے انبیاء مبعوث فرمائے سب کو ایک دعا عطا فرمائی (جو لازماً قبول ہوئی)۔ بعض نے دنیا کی کوئی چیز مانگ لی اور بعض کی قوم نے نافرمانی کی تھی تو انبیاء نے ان کو بددعا دے دی جس سے وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک دعا عطا فرمائی ہے جسے میں نے اپنے رب کے ہاں محفوظ کر رکھا ہے۔ کل بروز قیامت میں اپنی امت کے لئے شفاعت طلب کروں گا۔"

باب

حضرت ماغر بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعد بن عبدالرحمٰن بن ماغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ماغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے ایک تحریر لکھی کہ ماغر اپنی قوم میں سب سے آخر میں اسلام لائے اور ان پر کوئی زیادتی نہیں کرے گا جب تک یہ اپنے ہاتھوں اپنا نقصان نہ کر بیٹھیں۔ اس طرح حضور ﷺ نے ان سے بیعت لے لی۔

باب

مزینہ کے وفد کی آمد

احمد، طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے متعدد طرق سے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ مزینہ اور جہینہ کے چار سو افراد کے ہمراہ مجھے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور ﷺ نے ہمیں دین اسلام کے احکامات بتائے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ سے فرمایا:

"عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ان لوگوں کے زادراہ کا بندوبست کرو۔"

انہوں نے عرض کی: "میرے پاس تو چند بچی کچھی کھجوریں پڑی ہیں۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "وہی دے دو۔"

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالائی منزل کے ایک کمرے کا دروازہ کھولا۔ اس کے فرش پر کھجوروں کی ایک ڈھیری پڑی تھی جس کی شکل بیٹھے ہوئے اونٹ کی مثل تھی۔ وہ سب کو زادِ راہ دیتے گئے حتیٰ کہ چار سو سواروں نے اپنا اپنا توشہ سفر لے لیا۔ میں سب سے آخر میں لینے کے لئے گیا۔ میں نے غور سے دیکھا تو مجھے کھجوروں کے ڈھیر میں ذرا بھی کمی محسوس نہ ہوئی۔ گویا ہم اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ کر سکے۔

احمد، طبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ، دکین بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ ہم چار سو شہسواروں کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کھانا طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جاؤ اور انہیں کھانے کے لئے کچھ دو۔"

انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس صرف اتنی کھجوریں ہیں جو میرے اہل و عیال کھا لیں گے۔"

یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"حضور ﷺ کا حکم سنو اور اس پر بلا چون و چرا عمل کرو۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً سمعاً و طاعۃً کہتے ہوئے ارشاد نبوی کی تعمیل کے لئے روانہ ہو گئے۔ بالا خانے پر چڑھے اور لوگوں سے کہا:

"سب آ جاؤ اور اپنا اپنا حصہ وصول کرو۔"

ہر ایک نے وہاں سے حسب خواہش کھجوریں اٹھا لیں۔ میں سب سے آخر میں گیا۔ غور سے دیکھا تو مجھے یوں محسوس ہوا گویا ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

باب

بنو تمیم کے وفد کی آمد

رشاطی رحمۃ اللہ علیہ، ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اقعس بن سلمہ نے بنو تمیم کے وفد کے ہمراہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی قوم کی طرف واپس بھیج دیا اور فرمایا کہ جا کر انہیں اسلام کی دعوت دو۔ حضور ﷺ نے

انہیں پانی کا ایک مشکیزہ بھی عطا فرمایا جس میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ڈالا یا کلی فرمائی۔ پھر فرمایا:

"یہ بنو تحیم کی طرف نشانی ہے۔ وہ اس مشکیزہ سے اپنی مسجد میں چھڑکاؤ کر دیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ انہیں سر بلند فرمائے تو وہ اپنے سر اونچے رکھیں۔"

راوی کا بیان ہے کہ ان میں سے نہ کسی شخص نے مسیلمہ کی اتباع کی اور نہ کبھی کوئی خارجی بنا۔

باب

بنو شیبان کے وفد کی آمد

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ قبیلہ (قتیلہ) بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بنو شیبان کے وفد کے ساتھ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ اکڑوں تشریف فرما تھے۔ جب میں نے آپ کو اس طرح عجز و انکسار کی حالت میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں خوف کے مارے لرزنے لگی۔ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے شخص نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! یہ مسکین عورت کانپ رہی ہے۔"

میں حضور ﷺ کی پشت انور کی جانب بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے مجھے دیکھے بغیر ارشاد فرمایا:

يَا مِسْكِينَةُ عَلَيْكِ السَّكِينَةُ.

اے مسکینہ۔ اطمینان رکھ اور سکون اختیار کر۔

حضور ﷺ کے یہ فرمانے کی دیر تھی کہ میرے دل کا سارا خوف جاتا رہا۔

باب

بنو عذرہ کے وفد کی آمد

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (الطبقات میں) اور ابو سعد رحمۃ اللہ علیہ (شرف المصطفیٰ میں) مدلج بن مقداد بن زمل بن عمرو عذری سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ زمل بن عمرو عذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنے قبیلے کے بت سے جو آواز سنی تھی اس کے متعلق حضور ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"وہ مومن جن کی آواز تھی۔"

پھر زمل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ بہ سند متصل حضرت زمل بن عمرو عذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کرتے ہیں کہ بنوعذرہ کا ایک بت تھا جس کا نام حمام تھا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت مبارکہ ہوئی تو ہمیں بت کے اندر سے یہ آواز سنائی دی:

یا بنی هذر بن حرام، ظَهَرَ الْحَقُّ وَاَوْدَی الْحَمَّام وَدَفَعَ الشِّرْكَ الْإِسْلَامُ

اے بنوھذر بن حرام! حق ظاہر ہو گیا اور حمام ہلاک ہو گیا اور اسلام نے شرک کو دور دھکیل دیا۔

یہ عجیب و غریب آواز سن کر ہم ششدر رہ گئے۔ چند دنوں کے بعد ہم نے پھر ایک آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا:

یا طَارِقُ یَا طَارِقُ، بُعِثَ النَّبِیُّ الصَّادِقُ، بِوَحْیٍ نَاطِقٍ، صَدَعَ صَادِعٌ بِأَرْضِ تِهَامَةَ، لِنَاصِرِیْهِ السَّلَامَةُ وَلِخَاذِلِیْهِ النَّدَامَةُ وَهٰذَا الْوَدَاعُ مِنِّیْ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ.

اے طارق، اے طارق، وحی ناطق کے ساتھ نبی صادق مبعوث ہو گئے۔ سرزمین تہامہ میں حق کا نقارہ بج چکا۔ اس کے مددگاروں کے لئے سلامتی ہے اور اس کی ذلت چاہنے والوں کے لئے شرمندگی ہے۔ اب قیامت کے دن تک الوداع!

اس آواز کے ختم ہوتے ہی بت منہ کے بل گر پڑا۔

زمل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس واقعہ کے بعد میں اپنی قوم کے چند افراد کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ بت کی جو آواز ہم نے سنی تھی اس کے متعلق حضور ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذَاكَ مِنْ كَلَامِ الْجِنِّ.

یہ جنات کا کلام ہے۔

باب

وفد نجران کی آمد

ابن اسحاق، بیہقی اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ ("اوسط" میں) کرز بن علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ یہ وفد ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا جن میں ان کا چوٹی کا عالم اور امام ابو حارثہ بن علقمہ بھی تھا چونکہ ابو حارثہ عیسائیت کی

ترویج واشاعت کے لئے سرگرم عمل رہا کرتا تھا اس لئے روم کے بادشاہ بھی اس پر دل کھول کر انعام واکرام کیا کرتے۔ انہوں نے ابو حارثہ کو جاہ و منصب اور مال و دولت سے نوازا، نوکر چاکر مہیا کئے اور کئی کلیسے بنائے۔

جب انہوں نے ابو حارثہ کو رسول اکرم ﷺ کی طرف بھیجا تو وہ اپنے خچر پر سوار ہو گیا۔ اس کا بھائی کرز بن علقمہ بھی اس کا ہم سفر تھا۔ ابو حارثہ کے خچر نے ٹھوکر کھائی تو کرز بولا:

"اتنی دور رہنے والا ہلاک ہو جائے۔"

دور رہنے والے سے اس نے حضور ﷺ کی ذات مراد لی تھی۔

ابو حارثہ نے کہا: "نہیں بلکہ خدا کرے تو ہلاک ہو جائے۔"

کرز نے کہا: "بھائی جان! یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔"

اس نے کہا: "اللہ کی قسم! وہ وہی نبی ہیں جن کے لئے ہم مدت سے چشم براہ تھے۔"

کرز بولا: "جب ان کے نبی برحق ہونے کا تمہیں پورا یقین ہے تو ان پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟"

ابو حارثہ نے کہا: "ان لوگوں نے ہمیں عزت دی، مال و دولت سے نوازا اور از حد تعظیم و تکریم کی۔ اب یہ لوگ ان کی نبوت کے منکر ہیں۔ لہٰذا اپنے محسنوں کے احسانات مجھے حق کو قبول نہیں کرنے دیتے۔ اگر میں نے انہیں نبی مان لیا تو یہ سب اعزازات وہ مجھ سے چھین لیں گے۔" اس کے بھائی کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات اپنے دل میں محفوظ کر لی اور وہ بعد میں مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے یہی روایت مرسلاً نقل کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ابو حارثہ نے کہا:

"بلکہ تو ہلاک ہو۔ کیا تو ایک نبی مرسل کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ یہ وہی نبی ہیں جن کی آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی اور جن کا ذکر جمیل تورات شریف میں موجود ہے۔"

کرز نے کہا: "تو پھر ان کا دین قبول کرنے میں تمہارے سامنے کیا رکاوٹ ہے؟"

وہ بولا: "ان لوگوں نے ہمیں عزت بخشی...... تا آخر......"

اس کی باتیں سن کر اس کے بھائی نے قسم کھائی کہ جب تک مدینہ منورہ حاضر ہو کر حضور ﷺ پر ایمان نہ لے آؤں گا، سواری کو روکنے کے لئے لگام نہ کھینچوں گا۔"

ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ روایت سعید بن عمرو کی سند سے، ان کے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ روایت بہ سند محمد بن منکدر ان کے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سید اور عاقب دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ انہوں نے چاہا کہ آپ پر لعنت بھیجیں تو ان میں سے ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم انہیں ہر گز برا بھلا نہ کہنا۔ اگر یہ سچے نبی ہوئے اور تم نے انہیں برا بھلا کہہ دیا تو ہمارا کام ٹھیک نہ ہو گا اور نہ ہمارا انجام اچھا ہو گا۔" انہوں نے عرض کیا۔ آپ جو چاہتے ہیں ہم پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نجران کی طرف بھیجا۔ اہل نجران نے کہا "تم پڑھا کرتے ہو: یَا اُخْتَ هَارُوْنَ. (اے ہارون کی بہن)۔ حالانکہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان ایک طویل عرصہ گزرا ہے۔"

میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو اہل نجران کا مذکورہ سوال آپ سے عرض کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم نے انہیں یہ کیوں نہ کہا کہ وہ لوگ سابقہ انبیاء اور صالحین کے ناموں پر اپنے نام رکھا کرتے تھے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب نجران کا وفد بارگاہ نبوی میں آیا تو اس وقت آیت مباہلہ نازل ہوئی۔ انہوں نے کہا ہمیں تین دن کی مہلت دیجئے۔ انہیں مہلت دے دی گئی۔ وہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے پاس مشورہ طلب کرنے لگے۔ انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ مسلمانوں کے ساتھ مباہلہ نہ کرو بلکہ مصالحت کی کوشش کرو۔ یہ وہی نبی ہیں جن کا ذکر تورات و انجیل میں ملتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے (کپڑوں کے) دو ہزار جوڑوں پر صلح کر لی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر اہل نجران ہمارے ساتھ مباہلہ کرتے تو ان پر ایسا عذاب نازل ہوتا کہ وہ صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو جاتے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت کی ہے کہ حضور

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اہل نجران کی ہلاکت کی خوشخبری مجھ تک آ پہنچی تھی حتیٰ کہ درختوں کے پرندے بھی بتا رہے تھے کہ اگر وہ مباہلہ پر ڈٹ گئے تو ہلاک ہو جائیں گے۔"

احمد اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ابو جہل نے کہا:

"اگر میں نے محمد (ﷺ) کو خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو حملہ کر کے اس کی گردن روند ڈالوں گا۔"

نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اسے علانیہ پکڑ لیتے۔ اگر یہودی لوگ موت کی آرزو کر لیتے تو سب مر جاتے اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ مباہلہ کرنے والے اگر نکل آتے تو اس حال میں واپس جاتے کہ وہ مال و دولت اور اہل و عیال میں سے کچھ بھی نہ پاتے یعنی ان کا سب کچھ تباہ ہو جاتا۔"

خطیب رحمۃ اللہ علیہ ("المتفق والمفترق" میں) چند مجہول راویوں کی سند سے ...... بہ سند قیس بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ، شمردل بن قباث کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ وفد نجران میں شریک تھے۔ انہوں نے عرض کی:

"یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ میں طبابت (علاج معالجہ) کیا کرتا تھا۔ آپ مجھے بتائیں کہ کس قسم کا علاج میرے لئے جائز ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"رگ کھول کر خون بہانا، نیزے کے زخم وغیرہ کی تشخیص و علاج۔ اپنی دوا میں شبرم نہ ڈالا کریں۔ سناء کو ضرور استعمال کریں اور جب تک بیماری کا پوری طرح علم نہ ہو جائے اس وقت تک کسی کا علاج نہ کریں۔"

یہ سنتے ہی شمردل رضی اللہ تعالیٰ عنہ زانوئے مصطفیٰ ﷺ سے لپٹ گئے اور فرط محبت و عقیدت سے بوسے دینے لگے۔ پھر عرض کیا:

وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ اَنْتَ اَعْلَمُ بِالطِّبِّ مِنِّیْ.

قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا ہے۔ آپ طب کے متعلق میری نسبت بہت زیادہ معلوم رکھتے ہیں۔

ابن ابی دنیا اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ عہد نبوی ﷺ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوڑے کو تیز دوڑایا تو چادر کے نیچے سے آپ کی ران نظر آنے لگی۔ نجران کے ایک آدمی نے آپ کی ران پر تل کا نشان دیکھ لیا۔ جونہی اس نے تل دیکھا تو پکار اٹھا:

هٰذَا الَّذِيْ نَجِدُهٗ فِيْ كِتَابِنَا يُخْرِجُنَا مِنْ دِيَارِنَا.

اسی شخص کے متعلق ہماری کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ یہ ہمیں اپنے وطن سے نکال دے گا۔

باب

قبیلہ جرش کے وفد کی آمد

بیہقی اور ابو نعیم، ابن اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ صرد بن عبد اللہ اسدی بنو اسد کے وفد کے ہمراہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اس کی قوم کے تمام نو مسلموں پر اسے امیر مقرر فرما دیا۔ پھر انہیں حکم فرمایا کہ ان تمام نو مسلموں کو ساتھ لے کر قرب و جوار کے مشرکوں سے جہاد کرو۔ چنانچہ انہوں نے جا کر قبیلہ جرش کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ تقریباً ایک ماہ تک جاری رہا۔ پھر وہ محاصرہ ختم کر کے واپس ہو گئے۔ ابھی مجاہدین کا قافلہ کبشر نامی پہاڑ کے پاس پہنچا تھا کہ اہل جرش سمجھے شاید حضرت صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکست خوردہ ہو کر پلٹ رہے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی انہوں نے مسلمانوں کا تعاقب شروع کیا۔ جب وہ مجاہدین تک پہنچ آئے تو حضرت صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا اور خوب گھمسان کا رن پڑا۔ اہل جرش تفتیش احوال کے لئے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ بھیج چکے تھے۔ یہ دونوں شخص ایک شام روزہ افطار ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آپ نے پوچھا:

"شکر کون سے علاقے میں واقع ہے؟"

جرش قبیلہ والے آدمیوں نے کہا: "ہمارے علاقے میں ایک پہاڑ ہے جس کا نام کشر ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "وہ کشر نہیں بلکہ شکر ہے۔"

انہوں نے پوچھا: "اس پہاڑ کے متعلق آپ کیا بتانا چاہتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا: "اب وہاں قربانی کے جانور ذبح کئے جا رہے ہیں۔"

پھر جب یہ آدمی حضرت ابو بکر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس جا بیٹھے تو

انہوں نے فرمایا: ”ارے! رسول اللہ ﷺ تمہیں اپنی قوم کی موت کی خبر سنا رہے ہیں۔ جاؤ، حضور ﷺ سے عرض کرو آپ اللہ سے ہماری قوم کی مصیبت ٹالنے کی دعا فرمائیں۔“

وہ دونوں اٹھ کر نبی پاک ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے دعا کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

”یا اللہ! ان سے تکلیف دور فرما۔“

یہ آدمی واپس اپنی قوم کے پاس آئے تو انہیں پتہ چلا کہ جس لمحے اور جس دن حضور ﷺ نے ان سے مذکورہ بالا بات فرمائی تھی عین اسی وقت صرد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں ان کی قوم کو تکلیف پہنچی تھی۔

نبی کریم ﷺ کی اس گفتگو سے متاثر ہو کر قبیلہ جرش کا ایک وفد بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

باب

معاویہ بن حیدہ کی حاضری

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

”سنو! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ وہ تمہارے مقابلے میں میری اس طرح امداد فرمائے کہ تم پر رسوا کن قحط مسلط کر دے اور تمہارے دلوں میں خوف وہراس پیدا کر دے۔“

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دست بستہ عرض کی:

”حضور! میری بات بھی سنئے۔ میں نے بھی کچھ ایسی ہی قسم کھا رکھی تھی کہ نہ آپ پر ایمان لاؤں گا اور نہ آپ کی اتباع کروں گا مگر میں قحط سالی کا شکار رہا اور میرے دل پر غیر محسوس رعب چھایا رہا۔ اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔“

باب

فروہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ زامل بن عمرو جذامی سے روایت کرتے ہیں کہ فروہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہنشاہ روم کی طرف سے سرزمین بلقاء کے شہر عمان کے گورنر تھے۔ انہوں نے اسلام

قبول کر لیا اور خط لکھ کر حضور ﷺ کو اپنے اسلام سے آگاہ کیا۔ جب بادشاہ روم کو فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہو جانے کی اطلاع ملی تو اس نے انہیں بلایا اور کہا:

"یہ دین چھوڑ دے، ہم تجھے بادشاہ بنا دیں گے۔"

آپ نے فرمایا:

لَا اُفَارِقُ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَاِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّ عِیْسٰی قَدْ بَشَّرَ بِهٖ وَلٰكِنَّكَ تَضَنُّ بِمُلْكِكَ.

میں حضرت محمد ﷺ کے دین کو نہیں چھوڑوں گا۔ تم بھی خوب جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی آمد کی بشارت دی تھی مگر تمہیں اپنا ملک بچانے کی فکر دامن گیر ہے۔

بادشاہ نے حضرت فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کرنے کا حکم دے دیا پھر انہیں قید خانے سے نکال کر سولی پر لٹکا دیا گیا۔

باب

بنو فزارہ کے وفد کی آمد

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی سے روایت کرتے ہیں کہ 9ھ میں جب حضور نبی کریم ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنو فزارہ کا دس سے زائد افراد پر مشتمل ایک وفد حاضر ہوا۔ وفد میں شریک ایک شخص نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! ہمارا علاقہ قحط کا شکار ہے۔ مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ باغات بنجر اور قحط زدہ ہو چکے ہیں اور ہمارے بال بچے آب و دانہ کو ترس گئے ہیں۔ پس آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا فرمائیں۔"

حضور رحمت عالم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور یہ دعا فرمائی:

"اے اللہ! اپنی زمین کو سیراب فرما۔ چوپایوں کو سیراب فرما۔ اپنی رحمت کی چادر تان دے اور مردہ زمین کو نئی زندگی بخش دے۔"

"اے اللہ! ہم پر ایسی بارش برسا جو مشکلات پر قابو پانے میں ہماری معاون ہو، جو فضا کو خوشگوار بنا دے اور شادابی کا باعث بنے، جو کھل کر برسے اور بلا تاخیر فوراً برسے، جس سے تیری مخلوق کو نقصان نہ پہنچے بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہو۔"

"اے اللہ! ہم پر رحمت کی بارش نازل فرما۔ ایسی بارش نہ برسا جو لوگوں کے لئے باعث تکلیف ہو اور نہ ایسی بارش جس سے مکانات گر جائیں اور انسان اور جانور بہہ جائیں۔ اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب فرما اور دشمنوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔"

ابولبابہ بن منذر کھڑے ہوئے اور عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! کھجوریں ابھی تک خشک کرنے کی جگہوں میں پڑی ہیں۔"

حضور ﷺ نے پھر یہ دعا فرمائی:

"اے اللہ! ہمیں اتنی بارش عطا فرما کہ ابولبابہ کپڑے اتار کر اٹھے اور جا کر کھجوریں خشک کرنے کی جگہ کے سوراخ کو اپنی چادر سے بند کرے۔"

حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے اتنی کھل کر بارش برسی کہ پورے چھ دن تک آسمان نظر نہ آیا اور ابولبابہ نے حسب ارشاد نبوی کپڑے اتارے اور جا کر مذکورہ سوراخ کو اپنی چادر سے بند کیا۔

پھر بارگاہ نبوی میں عرض کی گئی: "حضور ﷺ! اب تو بارش زیادہ ہو جانے کی وجہ سے مال تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے اور راستے بند ہو گئے ہیں۔" حضور نبی پاک ﷺ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور یہ دعا فرمائی:

"اے اللہ! آس پاس کی بستیوں پر بارش برسا۔ ہم پر نہ برسا۔"

"اے اللہ! ٹیلوں، وادیوں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر بارش نازل فرما۔"

فوراً مطلع صاف ہو گیا اور بادل آسمان سے ایسے چھٹ گیا جیسے کپڑا اپھٹ جاتا ہے۔

باب

کعب بن مرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حاضری

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مضر کیلئے بددعا فرمائی۔ میں حاضر خدمت ہوا عرض کی: "حضور ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد فرمائی۔ آپ نے جو مانگا، آپ کو عطا فرما دیا اور آپ کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا۔ آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے اب آپ ان کے لئے دعا فرمائیں۔"

میری گزارش پر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُرِیْعاً طَبَقاً غَدَقًا عَاجِلًا غَیْرَ رَائِثٍ نَافِعاً غَیْرَ ضَارٍّ.

اے اللہ! ہم پر ایسی بارش نازل فرما جو شادابی کا باعث ہو، چار سو برسے، دل کھول کر

برسے اور بلا تاخیر فوراً برسے۔ جس سے نقصان نہ ہو بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہو۔

ابھی جمعہ کا دن نہیں آیا تھا کہ ہم پر بارش نازل ہو گئی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ مضر کے چند آدمی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہم پر بارش نازل فرمائے۔"

حضور رحمت عالم ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا، هَنِيْئًا مَرِيْئًا مُرِيْعًا غَدقًا طَبَقًا نَافِعًا غَيْرَ ضَآرٍ عَاجَلاً غَيْرَ رَائِثٍ.

اے اللہ! ہم پر ایسی بارش نازل فرما جو مشکلات پر قابو پانے میں ہماری معاون ہو، خوشگوار ہو، شادابی کا باعث ہو، موسلا دھار اور عام ہو، نفع بخش ہو، نقصان دہ نہ ہو اور جلد آنے والی ہو۔

حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے آسمان پر بادل چھا گئے اور سات دن تک مسلسل بارش برستی رہی۔

باب

بنو مرہ بن قیس کے وفد کی آمد

ابن سعد اور ابو نعیم بہ سند واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ، عبد الرحمٰن بن ابراہیم مری سے اور وہ چند شیوخ رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ 9ھ میں تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنو مرہ کا وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضور ﷺ نے ان سے پوچھا:

"سناؤ۔ تمہارا علاقہ کیسا ہے؟"

انہوں نے عرض کی: "قسم بخدا! ہم سخت قحط کا شکار ہیں۔ مال مویشیوں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا فرمائیں۔"

رحمت عالم ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اسْقِهِمُ الْغَيْثَ.

یا اللہ۔ انہیں بارش سے سیراب فرما۔

جب یہ لوگ اپنے علاقے میں واپس آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ جس دن رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تھی، اسی دن یہاں بارش ہو گئی تھی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کی تیاری فرما رہے تھے تو بنو مرہ کا ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! جب ہم اپنے علاقہ میں واپس گئے تو ہمیں پتہ چلا کہ جس دن آپ نے ہمارے لئے دعا فرمائی تھی، اسی دن وہاں بارش ہو گئی تھی۔ اب ہر پندرہ دن کے بعد بارش ہو جاتی ہے۔ جس سے کھیتیاں سیراب رہتی ہیں۔ ہمارے اونٹ زمین پر بیٹھ کر گھاس کھا لیتے ہیں اور بھیڑ بکریاں بھی زیادہ دور نہیں جاتیں۔ گھروں کے قریب ہی چر کر دوپہر کو واپس آ جاتی ہیں۔"

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ صَنَعَ ذَالِكَ.

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے یہ مہربانی فرمائی۔

باب

بنو دار کے وفد کی آمد

ابن سعد بہ سند زہری رحمہما اللہ تعالیٰ، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنو دار کا ایک وفد آپ کے پاس آیا۔ اس وفد میں دس آدمی شریک تھے۔ یہ لوگ حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے۔ اس وفد میں تمیم نامی شخص بھی تھا۔ اس نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! رومی لوگ ہمارے پڑوسی ہیں۔ ان کے دو گاؤں ہیں۔ ایک کا نام حبری اور دوسرے کا نام بیت عینون ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو شام پر فتح عطا فرمائے تو یہ دونوں گاؤں مجھے بخش دینا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ٹھیک ہے یہ دونوں گاؤں تمہارے ہیں۔"

حضور ﷺ نے ان کے لئے ایک تحریر بھی لکھ کر دے دی۔

پھر جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سریر آرائے خلافت ہوئے تو انہوں نے یہ گاؤں فتح ہو جانے پر تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخش دیئے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ تمیم داری نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ وہ سمندری سفر کر رہا تھا کہ کشتی راستے سے

بھٹک گئی۔ کشتی والے ایک جزیرہ میں جا پہنچے پھر پانی کی تلاش میں نکلے۔ انہیں ایک عورت ملی جو اپنے لمبے بالوں کو گھسیٹ کر چل رہی تھی۔ اس سے پوچھا گیا۔ تو کون ہے؟ وہ بولی: "میں جاسوس ہوں۔" لوگوں نے کہا: ہمیں یہاں کے حالات بتاؤ۔ اس نے کہا: "میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گی۔" ہاں۔ جزیرہ کے اس طرف چلے جاؤ۔ ہم وہاں گئے تو وہاں ایک شخص نظر آیا جس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالی گئی تھیں۔ اس نے پوچھا: "تم کون ہو؟" ہم نے کہا: "ہم عرب ہیں۔" اس نے کہا: "جو نبی تمہارے ہاں مبعوث ہوا ہے اس کا کیا بنا؟" ہم نے کہا: "لوگ ان پر ایمان لے آئے ہیں اور ان کی تصدیق اور اتباع کر لی ہے۔" وہ بولا: "یہ بات ان کے لئے بہتر ہے۔" اس نے پوچھا: "زعر کے چشمے کا کیا بنا؟" ہم نے اسے چشمے کے متعلق بتایا تو وہ اچھل پڑا۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ دیوار کے پار نہ جا گرے پھر اس نے بیسان کے نخلستان کے متعلق پوچھا کہ کیا اس کے پھل پک گئے ہیں۔ ہم نے کہا: ہاں اس کے پھل تیار ہو گئے ہیں۔ وہ پھر اچھلا اور بولا: "اگر مجھے یہاں سے نکلنے کی اجازت مل جائے تو طیبہ کے علاوہ میں سب علاقوں میں چلا جاؤں گا۔"

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے لوگوں کو یہ بات بتائی اور فرمایا:

"یہ طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔"

باب

حارث بن عبد کلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حاضری

ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ("الانساب" میں) فرمایا:

حارث بن عبد کلال جو کہ یمن کا بادشاہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس کی آمد سے پہلے حضور ﷺ نے صحابہ سے فرما دیا تھا:

"اس راستے سے تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جو بہترین نسب والا اور خوبصورت رخساروں والا ہے۔"

پھر اسی راستے سے حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے اور آکر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

"رحمت عالم ﷺ نے انہیں گلے لگا لیا اور ان کی عزت و تکریم کی خاطر اپنی چادر بچھا دی۔"

باب

بنو بکاء کے وفد کی آمد

ابن سعد، ابن شاہین اور ثابت رحمہم اللہ تعالیٰ ("الدلائل" میں) جعد بن عبداللہ بن ماغر بکائی سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ 9ھ میں بنو بکاء کا ایک وفد بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں بنو بکاء کے تین افراد شامل تھے۔ معاویہ بن ثور، اس کا بیٹا بشر اور نجیع بن عبداللہ۔ عمرو نامی ایک غلام بھی ان کے ساتھ تھا۔ معاویہ نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ آپ کے دست مبارک چھونے کی برکت حاصل کروں۔ از راہ کرم میرے بیٹے بشر کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیر دیں۔" حضور رحمت عالم ﷺ نے اس کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا پھر اسے چند خاکستری رنگ کی بکریاں عطا فرما کر دعائے برکت فرمائی۔ جعد کہتے ہیں کہ بنو بکاء کئی بار قحط سالی سے دوچار ہوئے مگر ہم اس کے تباہ کن اثرات سے بالکل محفوظ رہے۔

بشر بن معاویہ کے بیٹے محمد نے حضور نبی کریم ﷺ کی اس کرم نوازی کا تذکرہ اپنے درج ذیل اشعار میں کیا ہے:

وَاَبِی الَّذِیْ مَسَحَ الرَّسُوْلُ بِرَاْسِہٖ   وَدَعَا لَہٗ بِالْخَیْرِ وَالْبَرَکَاتِ

اور میرے والد گرامی وہ خوش نصیب انسان ہیں جن کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست کرم پھیرا اور جن کے لئے آپ ﷺ نے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

اَعْطَاہُ اَحْمَدُ اِذَا اَتَاہُ اَعْنُزًا   عُفْرًا نَوَاجِلَ لَسْنَ بِاللَّجِبَاتِ

جب میرے والد صاحب حضور احمد مجتبیٰ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں خاکستری رنگ کی، بہترین نسل والی بکریاں عطا فرمائیں جن کا دودھ ہرگز کم نہ ہوتا تھا۔

یَمْلَاْنَ وَفْدَ الْحَیِّ کُلَّ عَشِیَّۃٍ   وَیَعُوْدُ ذَاکَ الْمِلَاُ بِالْغَدَوَاتِ

ان کے دودھ سے ہر شام پورے قبیلے کے برتن لبریز ہو جایا کرتے اور صبح کے وقت بھی دودھ کی یہی فراوانی عود کر آتی تھی۔

بُوْرِکْنَ مِنْ مَنْحٍ وَبُوْرِکَ مَانِحًا   وَعَلَیْہِ مِنِّیْ مَا حَیِیْتُ صَلَاتِیْ

بارگاہ نبوی کا یہ عطیہ بڑا بابرکت تھا اور عطا کرنے والا بھی سراپا برکت تھا۔ جب تک میں زندہ ہوں، میری طرف سے ان کی ذات اقدس پر درود و سلام ہو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ("التاریخ" میں)، بغوی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مندہ ("الصحابہ" میں) صاعد بن علاء بن بشر، وہ اپنے والد سے اور وہ بھی اپنے والد بشر بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد معاویہ بن ثور کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی۔ حضور ﷺ کے دست مبارک کی برکت سے ان کے چہرے پر ایسی چمک دکھائی دیتی تھی جیسے گھوڑے کی پیشانی پر چمکدار سفیدی ہوا کرتی ہے اور جب بھی کسی پر وہ اپنا ہاتھ رکھتے اسے شفا مل جایا کرتی۔

باب

وفد تجیب کی آمد

ابن سعد، واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ سے، وہ عبداللہ بن عمرو بن زہیر رحمۃ اللہ علیہ اور وہ حویرث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ 9ھ میں تجیب کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس وفد میں شریک ایک لڑکے نے عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِقْضِ حَاجَتِی.

یارسول اللہ! میری حاجت روائی فرمائیں۔

حضور ﷺ نے پوچھا:

مَا حَاجَتُكَ؟

تمہاری کیا حاجت ہے؟

اس نے عرض کی:

تَسْاَلُ اللّٰہَ اَنْ یَّغْفِرَلِیْ وَیَرْحَمَنِیْ وَیَجْعَلَ غِنَایَ فِیْ قَلْبِی.

آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ میرے گناہ معاف فرمادے، مجھ پر رحم فرمائے اور میرے دل میں قناعت پیدا فرمادے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اسے ان دعائیہ کلمات سے نوازا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاجْعَلْ غِنَاہُ فِی قَلْبِہٖ.

یااللہ! اس کی بخشش فرما، اس پر رحم فرما اور اس کے دل میں قناعت ڈال دے۔

اس کے بعد تجیب کا یہ وفد اپنے علاقے میں واپس آ گیا۔

کچھ عرصہ بعد جب اس قبیلہ کے لوگ حج کے موقع پر 10ھ میں منیٰ کے مقام پر رسول اللہ

ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے اس لڑکے کے متعلق دریافت فرمایا۔ لوگوں نے کہا:

"وہ اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر قانع ہے۔ اس جیسا قناعت پسند شخص ہم نے کہیں نہیں دیکھا۔"

یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:

"مجھے قوی امید ہے کہ وہ اطمینان اور قناعت کی اسی کیفیت سے سرشار ہو کر فوت ہو گا۔"

باب

وفد سلامان کی آمد

ابو نعیم، واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ سے اور وہ اپنے شیوخ رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ سلامان کا ایک وفد شوال 10ھ میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا:

"تمہارے علاقے کا کیا حال ہے؟"

انہوں نے عرض کی:

"ہمارا علاقہ قحط زدہ ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ وہاں اللہ تعالیٰ بارش برسا دے۔"

حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اسْقِهِمِ الْغَيْثَ فِي بِلَادِهِمْ.

یا اللہ! ان کے علاقے میں بارش نازل فرما کر انہیں سیراب کر دے۔

انہوں نے پھر عرض کی:

"یا نبی اللہ! دعا کے لئے اپنے مبارک ہاتھ بھی بلند فرمائیں کیونکہ اس طرح قبولیت دعا کی امید زیادہ ہوتی ہے۔"

یہ سن کر محبوب پاک ﷺ مسکرا دیئے اور پھر دعا کے لئے اس قدر ہاتھ بلند فرمائے کہ بغل مبارک کی سفیدی ظاہر ہو گئی۔

اس کے بعد یہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ عین اسی دن اور اسی وقت بارش ہو گئی تھی جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے بارش کی دعا مانگی تھی۔

باب

وفد محارب کی آمد

ابن سعد، واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ سے، وہ محمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ ابو وجزہ سعدی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ 10ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر بنو محارب کا ایک وفد بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ یہ وفد دس افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں بنو ابوالحارث کے علاوہ ان کا بیٹا خزیمہ بھی تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر اپنا دست کرم پھیرا تو ان کے چہرہ پر ایسی چمک پیدا ہو گئی جیسے گھوڑے کی پیشانی پر سفیدی ہوا کرتی ہے۔

باب

سید الکونین ﷺ کی بارگاہ میں جنات کی حاضری

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسانوں کی طرح جنات بھی گروہ در گروہ اور قبیلہ در قبیلہ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرتے رہے۔ ان کی آمد کا سلسلہ مکی دور کے علاوہ ہجرت کے بعد بھی جاری رہا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ عمرو بن غیلان ثقفی سے اور وہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحابہ صفہ میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی صحابی نے شام کا کھانا کھلانے کے لئے اپنے ساتھ لے لیا مگر میں باقی رہ گیا۔ مجھے اللہ کے رسول ﷺ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں اپنے ساتھ لے گئے۔ بعد میں حضور ﷺ مجھے بقیع غرقد لے گئے۔ عصا مبارک سے زمین پر ایک خط کھینچا اور فرمایا:

اِجْلِسْ فِیْهَا وَلَا تَبْرَحْ حَتّٰی اٰتِیَكَ.

اس دائرے کے اندر بیٹھ جاؤ اور میری واپسی تک اس جگہ سے نہ ہٹنا۔

یہ فرما کر حضور ﷺ چلے گئے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ حضور ﷺ کھجور کے درختوں کے بیچوں بیچ چل رہے ہیں۔ اچانک سیاہ غبار اٹھا تو میں ڈر گیا۔ میں نے دل میں کہا: مجھے حضور ﷺ کے پاس چلے جانا چاہئے۔ مجھے شک ہے کہ بنو ہوازن نے آپ کو قتل کرنے کے لئے کوئی سازش کی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو میں دوڑ کر لوگوں کو مدد کے لئے بلا لاؤں گا۔ پھر مجھے یاد آیا کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ اس جگہ سے نہ ہٹنا۔ مجھے ایسی آواز سنائی دی گویا حضور ﷺ اپنے عصا مبارک کو ان کے سروں پر مار کر فرما رہے ہیں۔ بیٹھ جاؤ، چنانچہ وہ سب بیٹھ گئے۔ جب صبح ہونے لگی تو وہ اٹھ کر چل دیئے۔ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"یہ جنات کا وفد تھا۔ یہ کھانے پینے کی چیزوں کا سوال کرنے آئے تھے۔ میں نے ہڈی، لید اور مینگنیوں کو ان کی غذا بنا دیا ہے۔ جہاں کہیں انہیں ہڈی ملے گی، اس پر انہیں وہ گوشت نظر آئے

گا جو کھائے جانے کے دن اس پر موجود تھا۔ اسی طرح جب انہیں گوبر ملے گا تو اس میں انہیں وہی اناج نظر آئے گا جو کھائے جانے کے دن اس میں موجود تھا۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز مدینہ منورہ کی مسجد میں پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "آج رات جنات کے پاس جانے کے لئے کون میرا ساتھ دے گا؟" میں آپ کے ساتھ ہو لیا۔ ہم چلتے رہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے پہاڑ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے اور ہم ایک کھلی فضا میں جا پہنچے۔ اچانک نیزوں کی مانند لمبے تڑنگے آدمی دکھائی دیئے جنہوں نے اپنے کپڑے ٹانگوں کے اندر سمیٹ رکھے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی۔ مارے خوف کے میری ٹانگیں لرزنے لگیں۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو حضور نبی پاک ﷺ نے ایک خط کھینچ کر فرمایا:

اُقْعُدْ فِیْ وَسْطِهٖ.

اس دائرہ کے اندر بیٹھ جاؤ۔

جب میں اس کے اندر بیٹھا تو میری ساری پریشانی کافور ہو گئی۔ حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے رہے۔ وہ لوگ طلوع فجر تک وہاں بیٹھے رہے۔ پھر چلے گئے۔ حضور ﷺ بھی واپس تشریف لے آئے اور مجھ سے فرمایا: "آؤ چلیں۔" میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ ہم زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "مڑ کر دیکھو۔ جہاں وہ لوگ موجود تھے کیا اب وہاں تمہیں کوئی نظر آ رہا ہے؟" میں نے عرض کی: "صرف سیاہی ہی سیاہی دکھائی دیتی ہے۔"

اس کے بعد حضور ﷺ نے زمین کی طرف جھک کر ہڈی اور گوبر کو ہاتھ میں لیا پھر انہیں ان لوگوں کی طرف پھینک کر ارشاد فرمایا:

"انہوں نے مجھ سے کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق سوال کیا تھا۔ پس میں نے ہڈی اور گوبر ان کی غذا بنا دی ہے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کچھ پتھر تلاش کر کے لے آؤ تاکہ میں ان سے طہارت حاصل کروں۔ ہڈی اور گوبر نہ لانا۔"

میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! ہڈی اور گوبر کا کیا حکم ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"ملک شام سے نصیبین کے جنات کا ایک وفد میرے پاس آیا تھا۔ کیا ہی خوب وفد تھا۔ انہوں نے مجھ سے کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق سوال کیا تو میں نے ان کے لئے دعا کی کہ وہ جس ہڈی یا گوبر کے پاس سے گزریں، انہیں اس پر طعام مل جائے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مدینہ منورہ میں چند ایسے جنات ہیں جو اسلام قبول کر چکے ہیں۔ پس جسے کوئی سانپ نظر آئے وہ اسے تین دن تک چلے جانے کا کہتا رہے۔ اگر تین دن کے بعد بھی وہ نظر آ جائے تو اسے مار دے کہ وہ شیطان ہے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جزیرہ کے جنات کے چند وفد آئے۔ کچھ دنوں تک انہوں نے آپ کے ہاں قیام کیا۔ پھر اپنے علاقے میں واپس جانے کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ سے زاد راہ مانگ لیا۔ آپ نے فرمایا:

"تمہیں زاد راہ دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں مگر تم جاؤ۔ جہاں کہیں تمہیں ہڈی ملے گی، اس پر تازہ گوشت پاؤ گے اور جہاں گوبر ملے گا، وہ تمہاری خاطر کھجور بن جائے گا۔" یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے ہڈی اور گوبر سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔

احمد، بزار، ابو یعلی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص خیبر سے جا رہا تھا کہ دو آدمی اس کا تعاقب کرنے لگے۔ ان دو کے پیچھے تیسرا شخص آیا اور ان سے کہا تم دونوں واپس چلے جاؤ۔ بالآخر انہیں واپس لوٹا دیا اور آگے جانے والے شخص سے جا کر کہا: یہ دونوں شیطان تھے۔ میں نے پوری کوشش کر کے انہیں تم سے دور ہٹا دیا۔ جب تمہیں بارگاہ رسالت میں حاضری نصیب ہو تو حضور ﷺ سے میرا اسلام عرض کرنا اور یہ گزارش کرنا کہ ہم صدقات جمع کر رہے ہیں۔ جب یہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہوں گے، تو ہم بھیج دیں گے۔ جب یہ شخص مدینہ منورہ پہنچا تو سیدھا رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی باتیں سن کر تنہا سفر کرنے سے منع فرما دیا۔

ابو الشیخ رحمۃ اللہ علیہ ("العظمہ" میں) اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف سے وہ اپنے والد سے اور وہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال بن حارث

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک دفعہ سفر کے دوران مقام عرج میں فروکش ہوئے۔ میں حضور ﷺ کے قریب ہوا تو مجھے شور سا سنائی دیا جیسے چند لوگ کسی بات پر جھگڑ رہے ہوں۔ ایسی تیز گفتگو میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ میں کھڑا ہو کر یہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا رہا پھر حضور ﷺ مسکراتے ہوئے واپس تشریف لائے اور فرمایا:

''مسلمان اور مشرک جنات ایک جھگڑے کا فیصلہ کرانے میرے پاس آئے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ میں ان کی رہائش کی جگہوں کا تعین کر دوں۔ میں نے مسلمان جنات کو دیہات اور پہاڑوں میں بسا دیا جبکہ مشرک جنات کو پہاڑوں اور سمندروں کے درمیان رہنے کے لئے کہا۔'' کثیر کہتے ہیں کہ مسلم جنات کی ان رہائش گاہوں میں جب بھی کسی پر کوئی مصیبت آئی اسے چھٹکارا مل گیا مگر مشرک جنات کی ان رہائش گاہوں میں جب کوئی مصیبت میں گرفتار ہوا تو وہ بچ نہ سکا۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے تین ایسے درخشاں معجزات دیکھے کہ اگر آپ معجزۂ قرآن نہ بھی لاتے، پھر بھی آپ پر ایمان لے آتا۔ پہلا معجزہ اس وقت ظاہر ہوا جب ہم ایک صحرا میں سفر کر رہے تھے۔ اس صحرا میں راستے کا نام و نشان تک نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے طہارت کے لئے ڈھیلا وغیرہ لیا۔ آپ کو دو کھجوریں دکھائی دیں۔ ارشاد فرمایا:

يَا جَابِرُ اِذْهَبْ اِلَيهِمَا فَقُلْ لَهُمَا اِجْتَمِعَا.

اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ان کھجوروں کے پاس چلے جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ دونوں آپس میں مل جائیں۔

میں نے جا کر ان درختوں کو حضور ﷺ کا حکم سنا دیا۔ وہ فوراً باہم دگر اس طرح پیوست ہو گئیں گویا دونوں کا ایک ہی تنا ہو۔ حضور ﷺ رفع حاجت فرما چکے تو میں جلدی جلدی پانی لے گیا پھر سوچا حضور ﷺ کے شکم پاک سے جو چیز خارج ہوئی اسے کھا لینا چاہئے مگر دیکھا تو زمین پر کچھ بھی نہ تھا۔ عرض کی:

''یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے رفع حاجت نہیں فرمائی؟''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں مگر انبیاء کرام کے اجسام طاہرہ سے خارج ہونے والے بول و بزار کے متعلق زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے اپنے اندر چھپا لیا کرے۔''

کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ کھجور کے درخت ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں۔

دوسرے معجزے کی تفصیل یہ ہے کہ ہم نے اپنا سفر جاری رکھا۔ دوران سفر ایک جگہ کالے

رنگ کا نر اژدھا دکھائی دیا۔ اس نے اپنا سر حضور نبی پاک ﷺ کے کان مبارک پر رکھ دیا۔ کچھ دیر تک سرگوشی ہوتی رہی پھر اچانک اژدھا ایسا غائب ہوا گویا اسے زمین نگل گئی ہو۔ میں نے عرض کی:

"حضور ﷺ! ہمیں تو آپ کے متعلق خطرہ پیدا ہو چلا تھا۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ جنات کا سفیر تھا۔ دراصل انہیں ایک سورت بھول گئی تھی۔ انہوں نے وہ سورت پوچھنے کے لئے اپنا نمائندہ بھیجا تھا اور میں نے اس کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کی تھی۔"

تیسرے معجزے کی تفصیل یہ ہے کہ ہم اسی سفر کے دوران ایک گاؤں میں جا پہنچے۔ وہاں کے چند آدمی ہمارے پاس آئے۔ ان کے ساتھ ایک آسیب زدہ دوشیزہ تھی جو اتنی حسین تھی گویا چاند کا ٹکڑا ہو جس کے سامنے سے بادل ہٹ گئے ہوں۔ لوگوں نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! اس پر نظر کرم فرمائیں۔"

آپ ﷺ نے اس کے جن سے فرمایا:

وَيْحَكَ اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَلِّ عَنْهَا.

تجھ پر افسوس ہے۔ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ اس لڑکی کو چھوڑ دے۔

جونہی حضور ﷺ نے جن کو یہ حکم فرمایا، فوراً اس لڑکی نے فرط حیا سے نقاب اوڑھ لیا اور تندرست ہو کر واپس چلی گئی۔

باب

خریم بن فاتک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی دربار رسالت میں حاضری

طبرانی، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

"کیا میں آپ کو یہ نہ بتاؤں کہ میرے اسلام لانے کی ابتدا کس طرح ہوئی؟ واقعہ کچھ یوں ہے کہ میرے اونٹ گم ہو گئے تھے۔ میں ان کی تلاش میں تھا کہ رات سر پہ آ گئی۔ میں نے با آواز بلند کہا:

"میں اس وادی کے بادشاہ کی پناہ طلب کرتا ہوں اس کی قوم کے بے وقوفوں سے۔"

اچانک مجھے غیبی آواز سنائی دی۔ کوئی یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

عُذْ یَافَتیً بِاللّٰہِ ذِی الْجَلَالِ وَالْمَجْدِ والنَّعْمَاءِ وَالْاَفْضَالِ

اے نوجوان! اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر جو عظمت و شرافت کا مالک اور فضل و کرم کا مینہ برسانے والا ہے۔

وَاقْتَرِ آیَاتِ مِنَ الْاَنْفَالِ وَوَحِّدِ اللّٰہَ وَلَاتُبَالِ

سورۂ انفال کی آیات پڑھ۔ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کر اور کسی قسم کے خطرہ کی پرواہ نہ کر۔

یہ غیبی آواز سن کر مجھ پر دہشت طاری ہو گئی۔ جب ذرا طبیعت سنبھلی تو میں نے کہا:

یَااَیُّھَا الْھَاتِفُ مَا تَقُوْلُ اَرُشْدٌ عِنْدَکَ اَمْ تَضْلِیْلُ

بَیِّنْ لَنَا ھَدَیْتَ مَا السَّبِیْلُ

اے غیب سے پکارنے والے شخص! تو کیا کہہ رہا ہے؟ تیرے پاس رشد و ہدایت کا سامان ہے یا گمراہی کا؟ ہمیں بتا کہ تو کیسے راستے کی نشان دہی کر رہا ہے؟

پھر اس نے درج ذیل اشعار پڑھے:

ھٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ذُوالْخَیْرَاتِ بِیَثْرِبَ یَدْعُوْ اِلَی النَّجَاۃِ

یہ اللہ کے رسول ہیں، جو سراپا خیر و برکت ہیں۔ یثرب میں مقیم ہیں اور لوگوں کو نجات کے راستے کی طرف بلا رہے ہیں۔

جَاءَ بِیَاسِیْنَ وَحَامِیْمَاتِ وَسُوَرٍ بَعْدَ مُفَصَّلَاتِ

یٰسین، حٰم اور مفصلات کے علاوہ بہت سی قرآنی سورتیں لے کر تشریف لائے ہیں۔

مُحَرِّمَاتٍ وَ مُحَلِّلَاتِ یَاْمُرُنَا بِالصَّوْمِ وَالصَّلَاۃِ

یہ قرآنی سورتیں حرام و حلال کو بیان کرتی ہیں۔ یہ داعیٔ برحق ﷺ ہمیں روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے کا حکم فرماتے ہیں۔

وَیَزَعُ النَّاسَ عَنِ الْھَنَاتِ یَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ لَا الطَّاعَاتِ

یہ نبی لوگوں کو بری عادتوں سے روکتے ہیں، برے کاموں سے منع فرماتے ہیں اور احکام الٰہیہ کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں۔

میں نے ہاتف غیبی کے یہ ایمان افروز اشعار سنے تو فوراً سوار ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہو گیا۔ مسجد نبوی میں پہنچا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے اور فرمایا:

"آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے۔ ہمیں تمہارے مسلمان ہونے کا علم ہو چکا ہے۔"

میں مسجد کے اندر داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے:

"جو مسلمان بھی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر توجہ اور حفاظت کے ساتھ نماز ادا کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ساری گفتگو سن کر فرمایا:

"اس پر کوئی گواہ پیش کرو۔"

تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی گواہی دے دی۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند سے حضرت قیس بن ربیع اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ البتہ انہوں نے شعر نقل کرنے کے بعد یہ اضافہ کیا ہے کہ میں نے ہاتف سے کہا: "اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ تو کون ہے؟" اس نے کہا: "میں عمرو بن اثال ہوں اور نجد کے مسلمان جنات پر حضور ﷺ کا عامل ہوں۔ میں تمہارے گھر پہنچنے سے پہلے تمہارے اونٹ پہنچانے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔" میں روانہ ہو کر مدینہ منورہ پہنچا۔ مجھے ایک آدمی ملا۔ اس نے کہا: "رسول اللہ ﷺ تمہیں سلام فرمارہے ہیں اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے تمہارے مسلمان ہونے کی اطلاع مل چکی ہے۔" میں نے کہا: "تم کون ہو؟" اس نے کہا: "میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔" میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔ میں نے دین حق کی گواہی دی اور عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ میرے ساتھی کو جزائے خیر عطا فرمائے (جس نے آپ کی جانب میری رہنمائی فرمائی)۔"

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

"جانتے ہو۔ اس نے تمہارے اونٹ بھی تمہارے گھر تک پہنچادیئے ہیں۔"

اسی روایت کو طبرانی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی چند دوسرے واسطوں سے حضرت خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔ اس میں اتنا اضافہ کیا کہ میں نے کہا: "تو کون ہے؟" اس نے کہا: "میں جن ہوں۔ میرا نام مالک بن مالک ہے۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے نجد کے جنات کا امیر بنا کر بھیجا ہے۔" میں نے کہا: "کوئی ہوتا جو میرے اونٹ میرے گھر تک پہنچادیتا تو میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر مسلمان ہو جاتا۔" اس نے کہا: "میں پہنچادوں گا۔" میں اونٹوں کی حفاظت سے بے فکر ہوا تو ایک اونٹ پر سوار ہو کر سیدھا بارگاہ رسالت میں چلا آیا۔ حضور ﷺ اس وقت منبر پر جلوہ افروز تھے۔ جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا:

"اس آدمی کا کیا بنا جس نے تمہارے اونٹ پہنچانے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ بلاشبہ اس نے تمہارے اونٹ بحفاظت پہنچا دیئے ہیں۔"

باب

خنافر بن توم حمیری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قبول اسلام

ابن درید رحمۃ اللہ علیہ ("الاخبار المنثورہ" میں) اپنے چچا سے، وہ اپنے والد سے، وہ کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ خنافر بن توم کاہن تھا۔ جب یمن کے مختلف وفود رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام روز بروز غالب آنے لگا تو ان ہی ایام میں خنافر نے شب خون مارا اور مراد کے اونٹ بھگا کر لے گیا پھر اپنے مال و متاع اور اہل خانہ کو ساتھ لے کر وادیٔ شحر میں چلا گیا۔ ایک جن کے ساتھ خنافر کا یارانہ تھا مگر وہ جن مسلمان ہو گیا تھا اور قبول اسلام کے بعد اس نے خنافر کے پاس آنا چھوڑ دیا تھا۔ خنافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہی کہ ایک رات میں اسی وادی میں تھا کہ اچانک وہی جن عقاب کی طرح جھپٹ کر میرے پاس آ گیا۔ میں نے کہا: "تو شصار ہے نا۔" کہنے لگا: "میری بات سنو۔" میں نے کہا: "کہو کیا بات ہے۔" اس نے کہا: "توجہ سے سنو۔ یہ بات تمہارے کام آئے گی۔ ہر مدت کا اختتام ہوتا ہے اور ہر ابتداء کی انتہا ہوتی ہے۔"

میں نے کہا: "بالکل صحیح۔"

وہ بولا:

"ہر غلبہ و اقتدار کی ایک مدت مقرر ہوتی ہے پھر اس پر زوال آ جاتا ہے۔ تمام ادیان عالم منسوخ ہو چکے ہیں اور تمام مذاہب اپنی حقیقتوں کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ بات کچھ اس طرح ہے کہ میں ملک شام میں آل عدام کے پاس گیا تھا۔ یہ خاندان باپ دادوں سے حکمران چلا آ رہا ہے۔ میں نے انہیں ایک خوبصورت کلام لکھتے پڑھتے دیکھا۔ نہ ہم اس کلام کو منظوم اشعار کہہ سکتے ہیں اور نہ مسجع نثر کا نام دے سکتے ہیں۔ میں نے کان لگا کر سنا تو پہلے میں ذرا پیچھے ہٹ گیا۔ دوبارہ سننے کی کوشش کی اور سامنے آ کر ان سے کہا: "یہ تم آہستہ آہستہ کیا گنگنا رہے ہو۔ بھلا تم کب تک اس فریب میں مبتلا رہو گے۔" انہوں نے کہا: "یہ بڑا ہی شاندار کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔ اے شصار! اس سچے کلام کو سنو اور اس کے بتائے ہوئے روشن راستے پر چلو، آتش جہنم کی تپش سے نجات پا جاؤ گے۔" میں نے کہا: "یہ کس قسم کا کلام ہے؟" انہوں نے کہا: "یہ کفر و ایمان

کے درمیان خط امتیاز کھینچ دیتا ہے۔ مضر قبیلہ کے رسول اسے لے کر آئے ہیں۔ وہ رسول مکرم ایسا کلام لائے ہیں جو سب کلاموں سے فائق ہے۔ انہوں نے ایسا راستہ نمایاں کر دکھایا جو مدت سے طاق نسیاں کی زینت بنا ہوا تھا۔ نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے اس کلام میں پند و موعظت کا بہت ساذخیرہ ہے۔"

خنافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے اپنے جن دوست شصار سے پوچھا: "ذرا کھل کر بتاؤ۔ اتنی بڑی نشانیاں لے کر مبعوث ہونے والے نبی کون ہیں؟"

اس نے کہا:

"ان کا اسم گرامی احمد ہے اور وہ تمام انسانوں سے افضل واعلیٰ ہیں۔ اگر آپ ان پر ایمان لائیں گے تو آپ کو کئی بشارتیں دی جائیں گی اور اگر ان کی مخالفت کرو گے تو جہنم کا ایندھن بنو گے۔ میں تو ایمان لا چکا ہوں اور اب جلدی سے آپ کے پاس آگیا ہوں۔ پس آپ ہر کافر پلید سے کنارہ کشی اختیار کر لیں اور ہر پاک نہاد مومن کی اتباع کر لیں۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو آئندہ کے لئے ہم دونوں کے راستے جدا جدا ہو جائیں گے۔"

خنافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیا۔ اونٹوں کو اصل مالکوں کے حوالے کیا اور صنعاء میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا پھر ان کے دست حق پرست پر بیعت اسلام کا شرف حاصل کیا۔ اسی واقعہ کے متعلق میں نے یہ شعر بھی نظم کئے ہیں:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ عَادَ بِفَضْلِهِ وَأَنْقَذَ مِنْ لَفْحِ الْجَحِيْمِ خَنَافِرَا

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم فرمایا اور خنافر کو جہنم کی گرم لو سے بچالیا۔

دَعَانِیْ شِصَارٌ لِلَّتِیْ لَوْ رَفَضْتُهَا لَأُصْلِيْتُ جَمْرًا مِنْ لَظَى الْهَوْلِ جَامِرًا

شصار نے مجھے ایسے راستے کی طرف بلایا کہ اگر میں اسے قبول نہ کرتا تو خوفناک بھڑکتی آگ میں جھونک دیا جاتا۔

باب

جہجاہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ بہ سند عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ حضرت جہجاہ غفاری رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کے چند افراد کے ہمراہ اسلام قبول کرنے کے لئے آئے اور مغرب کے وقت بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔(1)

باب

راشد بن عبدربہ کی حاضری

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حکیم بن عطاء سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ اپنے والد سے، وہ بھی اپنے والد سے اور وہ راشد بن عبدربہ سے روایت کرتے ہیں کہ سواع نامی بت رہاط کے مقام معلاۃ میں موجود تھا۔ بنو ظفر قبیلہ کے چند لوگوں نے مجھے اس پر چڑھاوا چڑھانے کے لئے بھیجا۔ سواع کے پاس پہنچنے سے پہلے میں ایک اور بت کے پاس سے صبح کے وقت گزر رہا تھا کہ اچانک اس کے اندر سے کسی چیخنے والے کی آواز سنائی دی۔

"بڑے تعجب کی بات ہے کہ بنو عبدالمطلب کے ہاں ایک نبی پیدا ہوئے ہیں جو زنا، سود اور بتوں کے نام پر جانور ذبح کرنے کو حرام قرار دیتے ہیں۔ آسمان پر پہرے بٹھادیئے گئے اور ہم پر شہاب مارے گئے۔"

کچھ دیر بعد ایک بت کے اندر سے یہ آواز آئی:

"ضمار بت کی عبادت کی جاتی تھی۔ اب اس کی عبادت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ احمد نبی ﷺ تشریف لے آئے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ، روزے، نیک کاموں اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔"

کچھ دیر بعد ایک تیسرے بت میں سے یہ آواز سنائی دی:

اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّۃَ وَالْھُدٰی　　بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُھْتَدِیْ

نَبِیٌّ یُخْبِرُ بِمَا سَبَقَ وَمَا یَکُوْنُ فِیْ غَدٖ

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بعد جو نبوت و ہدایت کا وارث بنا ہے، اس کا

1۔ یہاں پورا واقعہ مذکور نہیں ہے۔ اصل واقعہ میں اس معجزے کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ بکری کا دودھ دوہ کر پی لو۔ انہوں نے پی لیا پھر حضور ﷺ نے دوسری بکری کا دودھ پینے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے تعمیل ارشاد کی پھر تیسری کا دودھ پینے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے تیسری کا دودھ بھی پی لیا۔ اس طرح کل سات بکریوں کا دودھ دوہتے اور پیتے گئے پھر جب وہ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک بکری کا دودھ پینے کا حکم فرمایا تو وہ پی گئے مگر دوسری بکری کا دودھ پینے کا حکم ہوا تو وہ اس کا دودھ پورا نہ پی سکے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ یَشْرَبُ فِیْ مِعًا وَاحِدٍ وَالْکَافِرُ یَشْرَبُ فِیْ سَبْعَۃِ اَمْعَاءٍ.

مومن ایک آنت میں پیتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

تعلق قبیلہ قریش سے ہے اور وہ راہ ہدایت پر گامزن ہے۔ وہ ایسا نبی ہے جو ماضی اور مستقبل کی خبریں دیتا ہے۔

راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں بوقت صبح سواع کے پاس پہنچ گیا۔ وہاں میں نے دو لومڑیاں دیکھیں جو اسے چاٹ رہی تھیں اور اس کے چڑھاوے کھا رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کے اوپر چڑھ کر پیشاب کرنے لگیں۔ اسی واقعہ کے متعلق راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شعر کہا ہے:

اَرَبٌّ يَبُوْلُ الثَّعْلَبَانِ بِرَأْسِهٖ لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَيْهِ الثَّعَالِبُ

جس کے سر پر لومڑیاں پیشاب کر دیں، کیا وہ رب ہو سکتا ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ جس پر لومڑیاں پیشاب کر دیں وہ ذلیل و رسوا ہے۔

یہ اس زمانے کی بات ہے جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے۔ راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ پھر آپ ﷺ سے رہاط کے علاقہ میں ایک قطعہ زمین مانگا جو آپ نے عطا فرما دیا۔ ساتھ ہی پانی سے بھرے ہوئے مشکیزے میں لعاب دہن مبارک ڈال کر انہیں عطا فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا:

"اس مشکیزے کا پانی قطعہ زمین میں ڈال دینا اور جو پانی بچ جائے اس سے لوگوں کو منع نہ کرنا۔"

انہوں نے حسب ارشاد زمین پر مشکیزے کا پانی بہایا تو چشمے کی طرح پانی جاری ہو گیا جو آج تک بڑی فراوانی سے بہہ رہا ہے۔ انہوں نے اس زمین میں کھجور کے درخت لگا دیئے۔

کہا جاتا ہے کہ رہاط کا سارا علاقہ اسی سے سیراب ہوتا تھا۔ لوگوں نے اسے مَاءُ الرَّسُوْل. (رسول کا پانی) کے نام سے موسوم کر دیا۔ اہل رہاط اس کے پانی سے غسل کیا کرتے اور ہر طرح کی بیماریوں سے شفا پاتے تھے۔

باب

حجاج بن علاط (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قبول اسلام

ابن ابی دنیا رحمۃ اللہ علیہ ("الھواتف" میں) اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت کرتے ہیں کہ حجاج بن علاط (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قبول اسلام کا سبب یہ تھا کہ ایک دفعہ وہ اپنی قوم کے قافلے کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف جا رہے تھے۔ جب رات آئی تو

انہیں وحشت سی ہونے لگی۔ وہ اپنے ساتھیوں کا پہرہ دینے کے لئے اٹھے اور یہ شعر پڑھنے لگے:

أُعِيْذُ نَفْسِيْ وَأُعِيْذُ صَحْبِيْ مِنْ كُلِّ جِنِّيٍّ بِهٰذَا النَّقْبِ
حَتّٰى اَعُوْدَ سَالِماً وَرَكْبِيْ

اس پہاڑی درہ میں موجود ہر جن سے میں اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو پناہ دیتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اور میرے ساتھی بخیر و عافیت اپنے گھروں کو پلٹ جائیں۔

اچانک حجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی کو یہ آیت کریمہ پڑھتے ہوئے سنا:

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ. (الرحمٰن:33)

اے گروہ جن وانس! اگر تم میں طاقت ہے کہ تم آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے نکل بھاگو تو نکل کر بھاگ جاؤ۔

جب حجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ پہنچے تو قریش کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ جس قرآن کے وحی الٰہی ہونے کا دعویٰ محمد (ﷺ) کرتے ہیں، یہ آیت کریمہ اسی میں موجود ہے۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ آپ مدینہ منورہ میں ہیں۔ چنانچہ وہ حاضر خدمت ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

باب

رافع بن عمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قبول اسلام

خرائطی رحمۃ اللہ علیہ ("الھواتف" میں) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنو تمیم کا ایک شخص رافع بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ یوں بیان کرتا ہے۔

"ایک رات میں ایک ریگزار میں سفر کر رہا تھا کہ مجھے نیند آنے لگی۔ میں اتر پڑا اور کہا:

"میں جنات سے اس وادی کے سردار کی پناہ مانگتا ہوں۔"

پھر پورا واقعہ مذکور ہے۔ آخر میں ہے کہ ایک بوڑھا جن نمودار ہوا اور بولا:

"اے شخص! جب تو کسی وادی میں اترے اور اس کے پرہول ماحول سے ڈر لگے تو یوں کہا کر:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِنْ هَوْلِ هٰذَا الْوَادِيْ.

"اس وادی کی ہولناکی سے میں اس خدا کی پناہ طلب کرتا ہوں جو محمد (ﷺ) کا

پروردگار ہے۔
اور کسی جن کی پناہ ہر گز طلب نہ کرنا کیونکہ ان کا سارا کاروبار ٹھپ ہو گیا ہے۔
میں نے کہا: "یہ محمد (ﷺ) کون ہیں؟"
اس نے کہا: "یہ نبی عربی ہیں جو نہ شرقی ہیں نہ غربی۔ یہ نبی سوموار کے دن مبعوث ہوئے ہیں۔"
میں نے کہا: "ان کا مسکن کہاں ہے؟"
وہ بولا: "نخلستانوں کی سر زمین یثرب میں۔"
چنانچہ میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور روانہ ہو گیا۔ جب مدینہ منورہ پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی میرا سارا واقعہ خود ہی سنا دیا حالانکہ میں نے ابھی تک کچھ بھی عرض نہیں کیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور میں مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

باب

بنو مخزوم کے غلام حکم بن کیسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قبول اسلام

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حکم بن کیسان کو گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ حضور ﷺ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور کافی دیر تک اسے سمجھاتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ صورت حال دیکھی تو ان سے نہ رہا گیا۔ عرض کی:
یا رسول اللہ ﷺ! آپ اسے اتنا زیادہ کیوں سمجھا رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! یہ کبھی اسلام قبول نہیں کرے گا۔ مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔"
مگر رحمت عالم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ذرا بھی دھیان نہ دیا اور حکم کو سمجھانے کی کوشش فرماتے رہے۔ بالآخر اس نے دعوت حق کو قبول کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اسے مسلمان ہوتے دیکھا تو مجھے اپنے کئے پر سخت ندامت ہوئی۔ میں نے سوچا میں کون ہوتا ہوں نبی پاک ﷺ کو کسی کام سے روکنے والا حالانکہ حضور ﷺ اس معاملے کو میری بہ نسبت زیادہ جانتے تھے۔

باب

ابو صفرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی دربار رسالت میں حاضری

ابن مندہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ محمد بن غالب بن عبدالرحمٰن بن یزید ابن مہلب بن ابی صفرہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے اپنے آباؤاجداد سے روایت کر کے مجھے بتایا کہ ہمارے جد امجد ابو صفرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت کی غرض سے جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو وہ زرد رنگ کے لباس میں ملبوس تھے اور کپڑے کا دامن اپنے پیچھے زمین پر گھسیٹ کر چل رہے تھے۔ وہ دراز قامت، خوش منظر، حسین و جمیل اور فصیح و بلیغ انسان تھے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے ان سے سوال کیا:

مَنْ اَنتَ.

تم کون ہو؟

انہوں نے عرض کی: "میں قاطع (ڈاکو) بن سارق (چور) بن ظالم بن عمرو بن شہاب بن مرہ بن ملقام بن جلندی بن مستکبر بن جلندی ہوں۔ یہ جلندی لوگوں سے ظلماً کشتیاں چھین لیتا تھا۔ میں بادشاہ ابن بادشاہ ہوں۔"

"تم صرف ابو صفرہ ہو۔ یہ سارق اور ظالم کی نسبت چھوڑ دو۔"

جونہی اس نے "ابو صفرہ" کے الفاظ سنے تو پکار اٹھا:

اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر بولا: "آپ بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں۔ میرے اٹھارہ بیٹے ہیں۔ سب کے آخر میں مجھے بیٹی عطا فرمائی گئی جس کا نام میں نے صفرہ رکھا ہے۔"

باب

عکرمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ابو جہل کی حاضری

حاکم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے خواب میں دیکھا کہ ابو جہل نے میرے پاس آ کر میرے ہاتھ پر بیعت کر لی۔"

جب حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو لوگوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے خواب کو سچا کر دکھا دیا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام لانا آپ کے خواب کی عملی تعبیر ہے۔"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَیَکُوْنَنَّ غَیْرُہٗ.

میرے خواب کی تعبیر کوئی اور شخص ہو گا۔

پھر جب ابو جہل کے بیٹے (حضرت) عکرمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مشرف بہ اسلام ہوئے تو سب کو معلوم ہو گیا کہ حضور ﷺ کے خواب کی اصلی تعبیر یہی ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے جنت میں ابو جہل کا ایک درخت دیکھا جو کھجوروں سے لدا ہوا تھا۔"

جب حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو میں نے کہا کہ وہ یہی ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابو جہل نے صخر انصاری کو قتل کر دیا۔ جب یہ بات حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ سن کر مسکرا دیئے۔ انصار صحابہ نے عرض کی:

"کیا آپ اس لئے مسکرا رہے ہیں کہ آپ کی قوم کے ایک فرد نے ہماری قوم کے آدمی کو قتل کر ڈالا ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔ میرے مسکرانے کی یہ وجہ نہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ قاتل نے مقتول کو جنت کے جس درجہ میں پہنچا دیا ہے، ایک دن یہ خود اس کے ساتھ اسی درجہ میں پہنچ جائے گا۔"

باب

قبیلہ نخع کے وفد کی آمد

ابن شاہین ابوالحسن مدائنی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے شیوخ رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں کہ محرم 10ھ میں زرارہ بن عمرو کی قیادت میں بنو نخع کا وفد بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔

زرارہ نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! راستے میں مجھے ایک ڈراؤنا خواب آیا۔ میں نے دیکھا کہ میری گدھی جسے میں گھر چھوڑ کر آیا ہوں اس نے ایک بکری کا بچہ جنا ہے جس کا رنگ کالا سرخی مائل ہے۔ میں نے زمین سے شعلے اگلتی آگ دیکھی جو میرے اور میرے بیٹے کے درمیان حائل ہو گئی۔ اسی طرح میں نے نعمان بن منذر کو دیکھا کہ اس کے کانوں میں بالیاں، ہاتھوں میں بازو بند اور پاؤں میں پازیب ہیں۔ علاوہ ازیں مجھے زمین کے اندر سے نکلتی ہوئی ایک بڑھیا دکھائی دی جس کے بال سیاہ و سفید تھے۔"

میرا خواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

"کیا تمہارے گھر میں کوئی حاملہ لونڈی تھی؟"

زرارہ نے کہا: "جی ہاں۔"

فرمایا: "اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے جو تمہارا بیٹا ہے۔"

اس نے عرض کی: "سرخی مائل کالی رنگت کا کیا مطلب ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے قریب ہو جاؤ۔"

جب وہ قریب ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہیں برص کی بیماری ہے جسے تم لوگوں سے چھپاتے ہو؟"

زرارہ نے کہا: "جی ہاں۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آج تک میری اس بیماری کا کسی کو علم نہیں ہو سکا۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "یہ اسی بیماری کا اثر ہے۔"

پھر فرمایا: "جہاں تک خواب میں آگ دیکھنے کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد ایک بہت بڑا فتنہ رونما ہو گا۔"

زرارہ نے پوچھا: "کیسا فتنہ؟"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے اور ان کے جھگڑے اتنی سنگین صورت اختیار کر لیں گے کہ خون مسلم پانی سے بھی ارزاں اور شیریں سمجھا جائے گا۔ اگر تم فوت ہو گئے تو یہ فتنہ تمہارے بیٹے کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور اگر تم زندہ رہے تو تم بھی اس کا شکار ہو جاؤ گے۔"

اس نے عرض کی: "آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس فتنہ سے بچائے۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرمائی۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب فتنہ وفساد کی آگ بھڑکی تو زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عمرو نے سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت توڑی۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا:

”نعمان اور اس کی زیب و زینت سے مراد ملک عرب ہے جو بالآخر انتہائی خوبصورت اور بارونق بن جائے گا اور کالے سفید بالوں والی بڑھیا سے مراد دنیا کی باقی ماندہ زندگی ہے۔“

اس روایت کو ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”طبقات“ میں سند کے بغیر نقل فرمایا ہے۔

باب

خفاف بن نضلہ کی حاضری

بیہقی اور ابوسعد رحمہما اللہ تعالیٰ نے (”شرف المصطفیٰ“ میں) ذکر کیا ہے کہ مرزبانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”معجم الشعراء“ میں لکھا ہے کہ خفاف بن نضلہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور درج ذیل اشعار پڑھ کر سنائے:

اِنِّی اَتَانِی فِی الْمَنَامِ مُخْبِرٌ مِنْ خَیْرِ وَجْرَۃٍ فِی الْاُمُوْرِ مَوَاتِی

ایک بہترین اور اچھی خبر لانے والا عالم خواب میں میرے پاس خبر لے کر آیا۔

یَدْعُوْ اِلَیْكَ لَیَالِیًا وَلَیَالِیًا ثُمَّ اخْزَاَلَ وَقَالَ لَسْتُ بِآتِی

وہ کئی راتوں تک مجھے آپ کے پاس حاضر ہونے کی دعوت دیتا رہا پھر وہ عاجز آ گیا اور کہنے لگا۔ میں نہیں آؤں گا۔

فَرَکِبْتُ نَاجِیَۃً اَضَرَّ بِنَفْسِهَا جَمْزٌ تَخِبُّ بِہٖ عَلَی الْاَکَمَاتِ

میں تیز رفتار اونٹنی پر سوار ہو گیا جو ٹیلوں پر بڑی پھرتی اور سرعت کے ساتھ چلنے لگی۔

حَتّٰی وَرَدْتُ اِلَی الْمَدِیْنَہِ جَاهِداً کَیْمَا اَرَاكَ فَتُفَرِّجَ الْکُرُبَاتِ

یہاں تک کہ میں کوشش بسیار کے بعد مدینہ منورہ آ پہنچا تا کہ آپ کی زیارت کر سکوں اور آپ میری مشکل کشائی فرمائیں۔

باب

بنو تمیم کے وفد کی آمد

ابن سعد، زہری اور سعید بن عمرو رحمہما اللہ تعالیٰ سے وایت کرتے ہیں کہ بنو تمیم کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے اپنے خطیب عطارد بن حاجب کو کھڑا کر دیا۔ اس نے بہترین خطاب کیا۔ حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا:

قُمْ فَاَجِبْ خَطِیْبَهُمْ.

کھڑے ہو کر ان کے خطیب کو جواب دو۔

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فن خطابت سے قطعاً نا آشنا تھے اور نہ ہی انہوں نے مجمع عام میں کچھ کہنے کی تیاری کی تھی مگر تعمیل ارشاد کرتے ہوئے اٹھے اور ایک پر مغز خطاب کر ڈالا۔

اس کے بعد نبو تمیم کا مایہ ناز شاعر زبر قان اٹھا اور اس نے چند اشعار سنائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَجِبْهُمْ یَا حَسَّانُ.

اے حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اٹھو اور انہیں جواب دو۔

پھر فرمایا:

"جب تک حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے نبی کا دفاع کرتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ روح القدس کے ساتھ ان کی مدد فرماتا رہے گا۔"

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر جواباً بر محل اشعار پڑھ کر سنائے۔

جب محفل برخاست ہوئی اور بنو تمیم کے لوگوں کو تنہائی میسر آئی تو کہنے لگے:

"اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کا اس شخص پر خصوصی فضل واحسان ہے۔ اللہ ہی کی جانب سے اس کی مدد کی جاتی ہے۔ ان کا خطیب ہمارے خطیب سے زیادہ ماہر ہے اور ان کا شاعر بھی ہمارے شاعر سے زیادہ قادر الکلام ہے۔ علاوہ ازیں یہ لوگ ہم سے زیادہ بردبار اور تحمل مزاج ہیں۔"

باب

ایک اعرابی کی حاضری

بزار اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک دفعہ ایک اعرابی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپ مجھے کوئی ایسا معجزہ دکھائیں جس سے میرا ایمان ویقین پختہ تر ہو جائے۔"

داعی برحق ﷺ نے پوچھا:

"مَا الَّذِیْ تُرِیْدُ؟"

تم کس قسم کا معجزہ چاہتے ہو؟

اس نے عرض کی:

اُدْعُ تِلْكَ الشَّجَرَةَ فَلْتَأْتِكَ.

آپ اس درخت کو بلائیں کہ وہ آپ کے پاس حاضر ہو جائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

اِذْهَبْ فَادْعُهَا.

جاؤ اور اسے بلا لاؤ۔

حسب ارشاد اعرابی درخت کے پاس چلا گیا اور اسے مخاطب کر کے کہا:

اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ.

اللہ کے رسول تجھے بلا رہے ہیں۔ ان کا حکم مان کر حاضر ہو جا۔

یہ سنتے ہی درخت ایک طرف جھک گیا۔ جب جڑیں زمین سے علیحدہ ہوئیں تو دوسری طرف جھک گیا۔ اس طرف کی جڑیں بھی علیحدہ ہو گئیں تو چلتا ہوا سیدھا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہو گیا اور عرض کی:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

اعرابی نے یہ معجزہ دیکھا تو عرض کی۔ "بس یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے یہی کافی ہے۔"

پھر حضور ﷺ نے درخت کو حکم فرمایا: "لوٹ جا" تو وہ واپس گیا اور اپنی جڑوں پر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

اعرابی نے عرض کی:

اِئْذَنْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ اُقَبِّلَ رَأْسَكَ وَرِجْلَيْكَ.

یارسول اللہ! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں آپ کے سر اقدس اور قدمین شریفین کو چوم لوں۔

آپ ﷺ نے اسے اجازت عطا فرمادی اور اس نے قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ پھر عرض کی:

اِئْذَنْ لِیْ اَنْ أَسْجُدَلَكَ.

اب مجھے اپنے سامنے سجدہ کرنے کی بھی اجازت عطا فرمادیں۔

مرشد قلب ونگاہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَسْجُدْ اَحَدٌ لَا حَدٍ.

کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے" یعنی (اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں)۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ چند دیگر واسطوں سے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کی:

"یا نبی اللہ ﷺ! میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ اس سرسبز درخت کو بلائیں تاکہ وہ آپ کے پاس حاضر ہو جائے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "ادھر آجا۔" حکم نبوی سنتے ہی درخت اپنی جڑوں کو زمین سے نکالنے کے لئے دائیں بائیں جھکا۔ پھر آگے کی طرف گر گیا یہاں تک کہ ساری جڑیں علیحدہ ہو گئیں۔ پھر سیدھا کھڑا ہو کر جڑوں کو کھینچتا ہوا بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گیا۔ حضور نبی پاک ﷺ نے درخت کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

بِمَا تَشْهَدِيْنَ يَا شَجَرَةُ؟

اے درخت! تو کس بات کی گواہی دیتا ہے؟

درخت سے آواز آئی:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: صَدَقْتِ. "تو نے سچ کہا۔"

اعرابی نے عرض کی: "آپ اسے حکم فرمائیں کہ واپس اپنی جگہ پر چلا جائے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

اِرْجِعِيْ اِلٰى مَكَانِكَ وَكُوْنِيْ كَمَا كُنْتِ.

واپس چلا جا اور جہاں پہلے تھا اب بھی وہیں جا کر کھڑا ہو جا۔

درخت بلا چون وچرا اپنے گڑھے کی طرف لوٹ گیا اور گڑھے میں اپنی جڑیں اس طرح لٹکا

دیں کہ ہر جز اپنی پہلی جگہ پر پہنچ گئی پھر زمین کی دراڑیں آپس میں مل گئیں۔

یہ روشن معجزہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کی:

"میں اپنے گھر والوں اور اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں۔ انہیں ساری صورت حال سے آگاہ کروں گا اور ان میں سے ایک مومن جماعت لے کر آؤں گا۔"

باب

بنو عامر بن صعصعہ کے ایک اعرابی کی آمد

احمد، بخاری ("تاریخ" میں) دارمی، ترمذی، حاکم، بیہقی، ابو یعلی اور ابن سعد رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بنو عامر بن صعصعہ کا ایک اعرابی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کی:

"مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"اگر میں اس کھجور کے درخت کی شاخ کو بلاؤں اور وہ میری بات مان لے تو کیا تم گواہی دو گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟"

اس نے عرض کی: "جی ہاں۔"

حضور ﷺ نے شاخ کو بلایا تو وہ بلا چون وچرا درخت سے اتر کر زمین پر آگری اور پھر دوڑتی ہوئی بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گئی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اس طرح ہے کہ وہ شاخ کبھی سر کو سجدہ میں رکھتی اور کبھی اٹھاتی ہوئی سیدھی بارگاہ نبوی میں آکر کھڑی ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اب واپس چلی جا۔" تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلی گئی۔

یہ معجزہ دیکھ کر اعرابی مسلمان ہو گیا اور اس نے عرض کی:

اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

باب

ایک اور اعرابی کی آمد

دارمی، ابو یعلی، طبرانی، بزار، ابن حبان، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم سفر تھے کہ اچانک ایک اعرابی آیا۔ جب وہ قریب ہوا تو حضور ﷺ نے پوچھا: "کہاں جا رہے ہو؟"

اس نے عرض کیا: "اپنے گھر والوں کی طرف۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا تم خیر و فلاح کی طلب رکھتے ہو؟"

اس نے عرض کیا: "کیسی خیر و فلاح؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

اعرابی نے کہا: "اس دعویٰ پر کوئی دلیل؟"

فرمایا: "یہ سامنے والا درخت اس کی دلیل ہے۔" پھر آپ ﷺ نے اس درخت کو بلایا جو وادی کے کنارے پر تھا تو وہ زمین کو چیرتا ہوا بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اس سے تین دفعہ توحید و رسالت کی گواہی دینے کا مطالبہ فرمایا تو اس نے ہر بار تعمیل ارشاد کی اور توحید و رسالت کی گواہی دی۔ پھر وہ درخت واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔

یہ معجزہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کیا: "میں اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں۔ اگر انہوں نے میری بات مان لی تو میں انہیں آپ کے پاس لے آؤں گا ورنہ میں تو ضرور واپس آ جاؤں گا اور آپ کی معیت میں زندگی گزاروں گا۔" یہ عرض کر کے وہ اپنی قوم کے پاس چلا گیا۔

باب

حجۃ الوداع کے موقع پر معجزات کا ظہور

ابو یعلی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں (علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "**المطالب العالیہ**" میں اس کی سند کو حسن کہا ہے)۔ آپ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہے تھے۔ جب بطن روحاء میں پہنچے تو حضور ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا جو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتی

تھی۔ آپ نے سواری کو روک لیا۔ جب وہ ذرا قریب ہوئی تو عرض گزار ہوئی:

حضور ﷺ! میرے اس بچے کو پیدائش سے لے کر آج تک کوئی ایسی دائمی تکلیف ہے کہ ذرا بھی افاقہ نہیں ہوتا۔"

رحمت عالم ﷺ نے بچہ ماں کی گود سے لے لیا اور اسے اپنے سینہ مبارک اور پالان کے اگلے حصے کے درمیان بیٹھا دیا پھر اس کے منہ مین اپنا بابرکت لعاب دہن ڈالا اور ارشاد فرمایا:

أُخْرُجْ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

اے دشمن خدا! نکل جا۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔

پھر وہ بچہ ماں کے حوالے کر کے ارشاد فرمایا:

"اسے لے لو۔ اب اسے کوئی خطرہ نہیں۔"

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مناسک حج ادا فرما لئے اور واپس تشریف لائے تو بطن روحاء میں وہی عورت ایک بکری بھون کر آپ ﷺ کی خدمت میں لے آئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "مجھے بکری کا شانہ دے دو۔" میں نے پیش کر دیا۔ پھر فرمایا: "مجھے شانہ دے دو۔" میں نے دوسرا شانہ بھی حاضر کر دیا۔ حضور ﷺ نے تیسری بار پھر فرمایا: "مجھے شانہ دے دو۔" میں نے عرض کی:

"حضور ﷺ! بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں جو میں آپ کی خدمت میں پیش کر چکا ہوں۔" نبی الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ سَكَتَّ مَازِلْتَ تُنَاوِلُنِیْ ذِرَاعاً مَا قُلْتُ لَكَ نَاوِلْنِیْ ذِرَاعاً.

قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم خاموش رہتے تو تم اس وقت تک مجھے شانے دیتے جاتے جب تک میں تم سے شانے کا مطالبہ کرتا جاتا۔

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"کیا کوئی کھجور کا درخت یا پتھر دکھائی دیتا ہے؟"

میں نے عرض کی:

"کھجور کے چند درخت ایک دوسرے کے قریب قریب کھڑے ہیں اور پتھروں کا بھی ایک ڈھیر سا پڑا ہوا ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنطَلِق اِلَی النَّخلاتِ فَقُل لَهُنَّ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَأمُرُکُنَّ اَن تُدَانِینَ لِمَخرَجِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقُل لِلحِجَارَۃِ مِثلَ ذٰلِکَ.

ان درختوں کے پاس جا کر کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ ان کی خاطر تم ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ اور پتھروں کو بھی اس طرح کا حکم دے دو۔

میں درختوں اور پتھروں کے پاس آیا اور حضور ﷺ کا حکم ان تک پہنچایا تو قسم اس ذات کی جس نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، دیکھتے ہی دیکھتے سارے درخت زمین کو چیرتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب ہو کر یکجا ہو گئے۔ اسی طرح پتھر بھی چھلانگیں لگاتے ہوئے درختوں کے پیچھے جا پہنچے اور ان کی دیوار سی بن گئی۔ جب حضور ﷺ رفع حاجت فرما کر واپس ہوئے تو مجھ سے فرمایا:

عُد اِلَی النَّخلاتِ وَالحِجَارَۃِ فَقُل لَهُنَّ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَأمُرُکُنَّ اَن تَرجِعنَ اِلٰی مَوَاضِعِکُنَّ.

درختوں اور پتھروں کے پاس دوبارہ چلے جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم واپس اپنی جگہوں پر چلے جاؤ۔

دارمی، ابن راہویہ، ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں مجھے حضور ﷺ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ حضور ﷺ کا یہ معمول مبارک تھا کہ جب بھی رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو اتنی دور تشریف لے جایا کرتے کہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے۔ دوران سفر ہم نے ایک کھلی فضا میں پڑاؤ کیا۔ نہ وہاں کوئی ٹیلا تھا اور نہ درخت۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا:

"پانی کا مشکیزہ لو اور چلو۔"

میں نے پانی کا مشکیزہ بھرا اور حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ ہم چلتے رہے حتیٰ کہ سب کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ وہاں دو درخت کھڑے تھے جن کے درمیان چند ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اس درخت سے جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ تو دوسرے درخت کے ساتھ مل جا تاکہ میں تمہارے پیچھے بیٹھ سکوں۔" میں نے حکم کی تعمیل کی تو وہ درخت فوراً دوسرے درخت سے جا ملا اور حضور ﷺ نے ان کی اوٹ میں رفع حاجت فرمائی۔

پھر ہم اپنے پڑاؤ میں واپس آگئے اور سواریوں پر سوار ہو کر سفر پر روانہ ہوگئے۔ راستے میں ایک عورت ملی جس نے اپنی گود میں بچہ اٹھا رکھا تھا۔ اس نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے کو شیطان روزانہ تین دفعہ اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔"

رسول اکرم ﷺ فوراً رک گئے اور بچے کو لے کر اپنے سامنے، پالان کے اگلے حصہ کے پاس بٹھایا اور تین بار فرمایا:

اِخْسَ عَدُوَّ اللّٰهِ. اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ.

اے دشمن خدا! دور ہو جا۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔

پھر وہ بچہ اس عورت کو دے دیا۔

واپسی پر پھر وہی عورت آگئی۔ وہ دو مینڈھے ہانک کر لے آئی۔ بچہ بھی اس کی گود میں تھا۔ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِقْبَلْ مِنِّىْ هَدِيَّتِىْ فَوَ الَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَم يُعَاوِدْ اِلَيْهِ.

یارسول اللہ! میری طرف سے یہ تحفہ قبول فرمالیجئے۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ وہ شیطان پھر اس کے پاس نہیں آیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "ایک مینڈھا اس سے لے لو اور دوسرا واپس کردو۔"

ہم نے اپنا سفر جاری رکھا۔ اچانک ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آگیا۔ جب وہ وادی کے درمیان پہنچا تو سجدے میں گر گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اس اونٹ کا مالک کون ہے؟"

چند انصاری نوجوان بولے: "یہ ہمارا اونٹ ہے۔"

فرمایا: "اسے کیا ہوا ہے؟"

انہوں نے عرض کی: "بیس سال تک ہم اس پر پانی بھر کر لاتے رہے۔ اب چونکہ اس کی عمر کافی بڑی ہو گئی ہے لہٰذا ہم اسے ذبح کرنا چاہتے ہیں تاکہ اسے بچوں میں تقسیم کرلیں۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اسے میرے ہاتھ بیچنا چاہتے ہو؟"

انہوں نے عرض کی: "حضور ﷺ! آپ اسے لے لیں۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "اس کے مرنے تک اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے رہنا۔"

بزار، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نبی کریم ﷺ کی معیت میں مکہ مکرمہ جا رہا تھا (طبرانی رحمۃ اللہ علیہ

نے کہا کہ غزوۂ حنین کے سفر میں یہ واقعہ پیش آیا)۔ حضور ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے مگر کوئی ایسی چیز وہاں موجود نہ تھی جو پردے کا کام دیتی۔ پھر آپ ﷺ نے دو درخت دیکھے...... اس کے بعد حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح دو درختوں اور اونٹوں کے معجزات تفصیلاً مذکور ہیں۔

احمد، ابن سعد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کے سفر پر روانہ ہوا۔ میں نے بڑا ہی عجیب معجزہ دیکھا۔ ہم ایک جگہ اترے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنْطَلِقْ اِلٰی هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ فَقُلْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَكُمَا اَنْ تَجْتَمِعَا.

ان دو درختوں کے پاس جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ تم دونوں آپس میں مل جاؤ۔

میں نے درختوں کے پاس جا کر حضور ﷺ کا پیغام پہنچایا تو دونوں درخت اپنی جڑوں کو زمین سے نکال کر ایک دوسرے سے آملے اور یکجا ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان کے پیچھے رفع حاجت فرمائی۔ پھر فرمایا:

اِنْطَلِقْ فَقُلْ لَهُمَا فَلْتَرْجِعْ كُلُّ وَاحِدَةٍ اِلٰی مَكَانِهَا.

اب جا کر ان سے کہو کہ ہر درخت اپنی جگہ پر واپس چلا جائے۔

میں نے جا کر یہ حکم نبوی سنایا تو دونوں درخت علیحدہ ہو کر اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔

راستے میں ایک عورت ملی۔ اس نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: "میرا یہ بیٹا سات سال سے آسیب زدہ ہے۔ روزانہ دو مرتبہ اس کو یہ تکلیف ہو جاتی ہے۔"

حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

اُدْنِيْهِ.

اسے میرے قریب لے آؤ۔

حضور ﷺ نے بچے کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا:

اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ.

اے دشمن خدا! نکل جا۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔

پھر فرمایا:

"جب ہم واپس آئیں تو ہمیں اس بچے کی حالت سے ضرور آگاہ کرنا۔" جب حضور ﷺ واپس تشریف لائے تو اس عورت نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی:

وَالَّذِی اَکْرَمَکَ مَا رَاَیْنَا بِہٖ شَیْئًا مُنْذُ فَارَقْتِنَا۔

قسم اس ذات کی جس نے آپ کو عزت و عظمت سے نوازا ہے۔ جب آپ تشریف لے گئے تھے اس وقت سے لے کر اب تک ہم نے اس پر آسیب کا ذرا بھی اثر نہیں دیکھا۔

ہمارا سفر جاری تھا کہ ایک اونٹ آیا اور آ کر حضور ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضور ﷺ نے اس کے مالکوں کو بلوایا۔ وہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمہارے اس اونٹ کو کیا ہوا ہے؟ یہ تمہاری شکایت کر رہا ہے؟"

وہ بولے: "ہم اس سے بار برداری کا کام لیتے رہے۔ اب جبکہ یہ بوڑھا ہو گیا ہے اور کام کرنے کے قابل نہیں رہا تو ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل ہم اسے ذبح کر دیں گے۔"

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

"اسے ذبح نہ کرو اور دوسرے اونٹوں میں اسے چھوڑ دو۔"

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے چند دیگر واسطوں سے اسے نقل کیا ہے۔ اس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"یہ اونٹ کہہ رہا ہے کہ میں نے ان کے ہاں بچے جنم دیئے۔ انہوں نے مجھ سے کام لیا اب جبکہ میری عمر بڑی ہو گئی ہے تو یہ مجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔"

احمد، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ ایک اور سند سے حضرت یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے تین معجزات دیکھے۔

ایک دفعہ دوران سفر ہم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس پر پانی بھر کر لایا جاتا تھا۔ جب اونٹ نے سید الکونین ﷺ کو دیکھا تو وہ کچھ عرض کرنا چاہتا تھا مگر آواز اس کے گلے میں پھنس گئی اور اس نے حضور ﷺ کے سامنے گردن جھکا دی۔ آپ ﷺ نے اس کے مالک کو بلا کر فرمایا:

"یہ اونٹ شکایت کر رہا ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور چارہ کم ڈالتے ہو۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔"

سفر کے دوران ہم ایک جگہ اترے۔ نبی کریم ﷺ محو خواب تھے کہ اچانک ایک درخت

زمین کو چیر تا ہوا آیا اور حضور ﷺ کے اوپر سایہ فگن ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد واپس پلٹ گیا۔
جب سرکار ابد قرار ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے درخت کے واقعے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا:

هِيَ شَجَرَةٌ اِسْتَأْذَنَتْ رَبَّهَا فِيْ أَنْ تُسَلِّمَ عَلَيَّ فَأَذِنَ لَهَا.

اس درخت نے مجھے سلام کہنے کے لئے اپنے رب سے اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت عطا فرما دی۔

ان دو معجزات کے علاوہ راویٔ حدیث نے تیسرا معجزہ وہی ذکر کیا ہے جس میں بچے کے تندرست ہونے کا تذکرہ موجود ہے۔

ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے تو بڑے ہی حیران کن معجزات دیکھے۔ ہم جا رہے تھے کہ چند چھوٹے چھوٹے درخت دکھائی دیئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "اے غیلان! ان دو درختوں کے پاس چلے جاؤ اور ایک سے کہو کہ وہ دوسرے سے جا ملے۔" میں دونوں درختوں کے درمیان جا کر کھڑا ہو گیا اور کہا: "اللہ کے نبی کا حکم ہے کہ تم میں سے ایک، دوسرے سے جا ملے۔" فوراً ایک درخت جھک گیا۔ پھر جڑوں سے اکھڑ گیا اور زمین کو چیرتا ہوا دوسرے درخت سے جا ملا۔ حضور ﷺ نے ان کی اوٹ میں طہارت حاصل کی اور پھر جب سوار ہوئے تو وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا واپس اپنی جگہ چلا گیا۔

سفر کے دوران ہم نے ایک جگہ قیام کیا تو ایک عورت اپنے بچے کو لے آئی۔ اس نے عرض کی: "یا نبی اللہ ﷺ! پورے محلے میں اس سے پیارا بچہ اور کوئی نہ تھا مگر اب اس بے چارے کو غشی کے اتنے شدید دورے پڑتے ہیں کہ میں اس کی موت کی آرزو کرنے لگی ہوں۔ آپ اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔" حضور رحمت عالم ﷺ نے اس بچے کو اپنے قریب کر کے تین دفعہ یہ کلمات ارشاد فرمائے:

بِسْمِ اللّٰهِ أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ أُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ.

اللہ کے نام سے ...... میں اللہ کا رسول ہوں ...... نکل جائے دشمن خدا!

پھر فرمایا: "اپنے بچے کو لے جاؤ۔ ان شاء اللہ اب اسے کوئی تکلیف نہ ہو گی۔"

ہم نے اپنا سفر جاری رکھا پھر ایک جگہ اترے۔ ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کی: یا نبی اللہ! میرا ایک باغ ہے جس پر میری اور میرے اہل و عیال کی زندگی کا دارومدار ہے۔ میرے دو اونٹ ہیں جن پر پانی لاد کر ہم اپنے باغ کو سیراب کرتے ہیں۔ وہ دونوں اونٹ سرکش ہو گئے ہیں۔ ان

کی سرکشی کے باعث انہیں پکڑنا یا باغ میں جانا ممکن نہیں رہا بلکہ کوئی ان کے قریب بھی نہیں جا سکتا۔ حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر باغ کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ باغبان سے فرمایا: دروازہ کھولو۔ اس نے عرض کی: "حضور ﷺ! ان کی سرکشی خطرناک حد تک بڑھ چکی ہے۔" فرمایا: "کھولو تو سہی۔" جب تالے کو چابی لگائی گئی اور دروازہ ہلنے لگا تو دونوں اونٹ فوراً دروازے کی طرف لپکے اور ان کی برق رفتاری سے ایسی آواز پیدا ہوئی جیسے تیز ہوا کی سرسراہٹ ہوتی ہے۔ جونہی دروازہ کھلا اور اونٹوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو فوراً بیٹھ گئے اور پھر سجدے میں گر گئے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے دونوں کو سروں سے پکڑ کر مالک کے حوالے کر دیا اور فرمایا:

اِسْتَعْمِلْهُمَا وَاَحْسِنْ عَلْفَهُمَا.

ان سے کام لو اور ان کے چارے کا اچھا انتظام کیا کرو۔

لوگوں نے عرض کی:

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ فَنَحْنُ أَحَقُّ.

اے اللہ کے نبی! یہ چوپائے آپ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ پس ہم انسان آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ السُّجُوْدَ لَيْسَ اِلَّا لِلْحَيِّ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ.

سجدہ صرف اس حیی وقیوم ذات کے لئے ہے جس پر موت نہیں آسکتی۔

جب ہم اپنے سفر سے واپس ہوئے تو راستے میں پھر اسی بچے کی والدہ آگئی۔

اس نے کہا:

"قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میرا بچہ محلے کے دیگر بچوں کی طرح تندرست ہو گیا ہے۔"

احمد، ابن ابی شیبہ، بیہقی، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ سلیمان بن عمرو بن احواص سے اور وہ اپنی والدہ ام جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمرۂ عقبہ کے پاس دیکھا۔ آپ رمیٔ جمار فرما رہے تھے۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ رمیٔ جمار کر رہے تھے۔ حضور ﷺ فارغ ہوئے تو ایک عورت اپنے آسیب زدہ بچے کو لے کر حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! میرے اس بچے کو کوئی ایسی تکلیف ہے کہ بات نہیں کر سکتا۔" حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ برتن میں پانی لے آؤ۔ وہ پتھر کے چھوٹے سے برتن میں پانی لے آئی۔ حضور ﷺ نے برتن لے کر اس میں کلی فرمائی اور دعائے برکت فرمائی۔ آپ ﷺ نے یہ عمل دوبار فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا:

"اس بچے کو یہ پانی پلا دینا اور اس کے ساتھ اسے غسل بھی دینا۔"

حضرت ام جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے پیچھے چل پڑی اور اس سے کہا: "تھوڑا سا پانی مجھے بھی دے دو۔" اس نے کہا: "لے لو۔" میں نے دونوں ہاتھوں سے پانی لے کر اپنے بیٹے عبداللہ کو پلا دیا۔ اس پانی کی برکت سے اس کی زندگی میں خوش اخلاقی اور فرمان برداری کا عنصر ہمیشہ غالب رہا۔ پھر میں مذکورہ عورت سے ملی۔ اس نے بتایا کہ اس کا بیٹا بھی صحت یاب ہو گیا ہے اور ان کے گھرانے میں اس سے اچھا بچہ اور کوئی نہیں۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ بچہ تندرست ہو گیا اور ایسا عقلمند بنا کہ لوگوں میں ایسا عقلمند اور کوئی نہ تھا۔

بیہقی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت معیقیب یمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر تھا۔ مکہ شریف کے مکان میں داخل ہوا تو وہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کا بڑا حیران کن معجزہ دیکھا۔ یمامہ کا ایک شخص اپنے نو مولود کو لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بچے سے پوچھا:

يَا غُلَامُ! مَنْ اَنَا ؟

بچے! میں کون ہوں؟

نو مولود نے عرض کی:

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

صَدَقْتَ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ.

تو نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔

اس واقعہ کے بعد جوان ہونے تک اس بچے نے کبھی کوئی بات نہ کی۔

ہم اسے مبارک الیمامہ کہا کرتے تھے۔

ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ احمد بن محمد بن عبیداللہ جوہری بن حسن سے، وہ محمد بن عبدالجبار سے، وہ جعفر بن محمد کوفی سے، وہ ہمارے ایک ساتھی سے اور وہ ابو عبداللہ صادق سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رکن غربی کے پاس پہنچ کر اس سے آگے تشریف لے جانے لگے تو رکن نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ کے پروردگار کے گھر کا حصہ نہیں ہوں۔ پھر مجھے بوسہ کیوں نہیں دیا جاتا؟"

رسول اللہ ﷺ نے رکن کے نزدیک جا کر ارشاد فرمایا:

"صبر کر۔ تجھ پر سلامتی ہو۔ تجھے نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔'

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! جو بات میں تم سے کہہ رہا ہوں، اس پر عمل کرو۔ مجھے نہیں معلوم کہ شاید اس سال کے بعد میں اس جگہ تم سے ملاقات بھی کر سکوں۔ لوگو! میری بات سنو۔ میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھام لیا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ چیز اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دسویں ذی الحجہ کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما ہو کر رمیٔ جمار فرمار ہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ ارشاد فرمار ہے تھے:

"مجھ سے مناسک حج سیکھ لو۔ ہو سکتا ہے مجھے اس کے بعد حج کرنے کا موقع نہ ملے۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر دسویں کے دن لوگوں سے پوچھا:

"یہ کون سا دن ہے؟"

پھر پوری حدیث مذکور ہے جس کے آخر میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"کیا میں نے احکامات دین پہنچا دیئے ہیں؟"

لوگوں نے عرض کیا: "جی ہاں۔"

حضور ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: "اے اللہ! گواہ رہنا۔"

پھر آپ نے لوگوں کو الوداع کہا تو لوگوں نے کہا یہ حجۃ الوداع ہے۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں مسجد خیف میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں دو شخص حاضر ہوئے۔ ایک انصاری تھا اور دوسرا ثقفی۔ دونوں نے عرض کی: "ہم آپ کی بارگاہ میں ایک حاجت لے کر آئے ہیں۔"
حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنْ شِئْتُمَا اُخْبِرُکُمَا بِمَا تَسْاَلَانِی عَنْهُ فَعَلْتُ وَاِنْ شِئْتُمَا اَنْ اَسْكُتَ وَتَسْاَلَانِیْ.

اگر تم چاہو تو جو سوالات تمہارے ذہن میں ہیں، وہ میں تمہیں پہلے بتادوں اور اگر چاہو تو میں خاموش رہوں اور تم خود مجھ سے سوالات پوچھو۔
انہوں نے عرض کی:

اَخْبِرْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَزْدَادُ اِیْمَاناً.

یارسول اللہ! آپ ہی آگاہ فرمادیں۔ اس طرح ہمارا ایمان ویقین بڑھ جائے گا۔
عالم ماکان ومایکون ﷺ نے پہلے ثقفی شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:
"تو میرے پاس اس لئے آیا ہے تاکہ رات کی نماز، رکوع و سجود، روزوں اور غسل جنابت کے مسائل دریافت کرے۔"
پھر انصاری سے فرمایا:
"تو اس لئے آیا ہے تاکہ گھر سے نکل کر بیت اللہ شریف کا قصد کرنے، گھر میں مال و متاع چھوڑنے، وقوف عرفات، سر منڈانے، طواف کعبہ اور رمی جمار کے مسائل مجھ سے پوچھ سکے۔"
دونوں آدمیوں نے عرض کی:

وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَلَّذِیْ جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ عَنْهُ.

قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے بلاشبہ ہم آپ سے یہی مسائل دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث جو آگے آرہی ہے اس میں بھی یہی مضمون ہے۔
طبرانی، ابو نعیم اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قُدِّمَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ یَوْمِ الْقَرِّ بَدَنَاتٌ خَمْسٌ اَوْ سِتٌّ

فَطَفِقْنَ یَزْدَلِفْنَ اِلَیْہِ بِاَیَّتِہِنَّ یَبْدَأُ۔

عید قربان کے دوسرے دن قربانی کے پانچ یا چھ اونٹ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کئے گئے تو وہ آپ کے مبارک ہاتھوں سے پہلے ذبح ہونے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے آپ کے قریب ہونے لگے۔

احمد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عصام بن حمید سکونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا اور انہیں وصیت فرماتے ہوئے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے آئے۔ پھر فرمایا:
"اے معاذ! ہو سکتا ہے اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہ کر سکو۔ ممکن ہے جب تم واپس آؤ تو میری مسجد اور میری قبر پر حاضری کا موقع ملے۔" یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرط غم سے رو پڑے۔ اس روایت کو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے چند دیگر واسطوں سے...... حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً نقل کیا ہے۔

بیہقی، زہری رحمہما اللہ تعالیٰ سے اور وہ ابن کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے حج ادا فرمایا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیج دیا۔ پھر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ یمن سے اس وقت واپس آئے جب وصال نبوی ﷺ ہو چکا تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سریر آرائے خلافت ہو چکے تھے۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ چند مجہول راویوں کی ایک سند سے.......... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حجۃ الوداع کی ادائیگی فرمائی تو آپ ﷺ مجھے عقبہ الحجون لے گئے۔ آپ ﷺ انتہائی کبیدہ خاطر، پریشان حال اور گریہ کناں تھے۔ واپسی پر آپ ﷺ ہشاش بشاش تھے اور مسکرا رہے تھے میں نے اس صورت حال کی وجہ پوچھی تو فرمایا:
"میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر گیا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ انہیں زندہ فرما دے (چنانچہ انہیں زندہ کیا گیا) وہ مجھ پر ایمان لائیں اور پھر ان کی روح کو واپس لوٹا دیا گیا۔"

چند دیگر معجزات

باب

مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہو جانا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ ہمارے پاس پانی ختم ہو چکا تھا۔ معمولی سا بچا ہوا پانی موجود تھا۔ اسے ایک برتن میں ڈال کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں ڈال کر انگلیاں کھول دیں اور فرمایا:

"آؤ وضو کر لو...... اللہ کی طرف سے برکت آئے گی۔"

میں نے دیکھا کہ آپ کی مقدس انگلیوں کے درمیان سے پانی جاری ہو گیا۔ لوگوں نے وضو بھی کیا اور پیا بھی۔ ہم اس وقت ایک ہزار چار سو آدمی تھے۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ اسحاق بن عبداللہ بن ابو طلحہ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ لوگ پانی تلاش کرنے لگے مگر پانی نہ مل سکا۔ ایک برتن لایا گیا۔ حضور نبی پاک ﷺ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور لوگوں کو حکم فرمایا کہ وہ وضو کر لیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی نکل رہا تھا۔ چنانچہ لوگوں نے اس سے وضو کیا حتیٰ کہ آخری شخص نے بھی وضو کر لیا۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما بہ سند ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا۔ آپ کی خدمت میں کھلے منہ والا ایک پیالہ لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اس برتن میں اپنی مبارک انگلیاں رکھ دیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جاری ہو گیا۔ لوگ اس سے وضو کرنے لگے۔ میرے اندازے کے مطابق وضو کرنے والوں کی تعداد ستر سے اسّی تک تھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ چند دیگر واسطوں سے حضرت ثابت بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ قباء میں تشریف لے گئے۔ کسی کے گھر سے چھوٹا سا

پیالہ لایا گیا۔ حضور ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ مبارک داخل فرمانا چاہا مگر اس میں اتنی گنجائش نہ تھی۔ پھر آپ نے چار انگلیاں اس میں رکھ دیں۔ انگوٹھا مبارک پھر بھی باہر رہا۔ پھر لوگوں سے ارشاد فرمایا:

"آؤ پانی پی لو۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "میری آنکھوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے بیچ سے پانی جاری ہو گیا۔ لوگ پیالے کے پاس آ کر اپنی پیاس بجھاتے رہے حتیٰ کہ سب سیراب ہو گئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہ سند حمید رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نماز کا وقت ہو گیا۔ جن صحابہ کے گھر قریب تھے وہ وضو کرنے کے لئے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ باقی وہیں بیٹھے رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پتھر کا ایک برتن لایا گیا جس میں کچھ پانی موجود تھا۔ برتن اتنا چھوٹا تھا کہ حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک کشادہ حالت میں اس میں رکھنا چاہا مگر آپ ﷺ ایسا نہ کر سکے لیکن برکت کا یہ عالم تھا کہ سب لوگوں نے اس سے وضو کر لیا۔ ہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: "کتنے آدمی تھے؟"

انہوں نے فرمایا: "اسّی سے بھی زائد۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کی روایت بہ سند حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت کا ماخذ ایک مخصوص واقعہ ہو یعنی جب حضور ﷺ قباء تشریف لے گئے اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کسی دوسرے واقعہ سے متعلق ہو۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہ بہ سند قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقام زوراء میں تھے کہ آپ نے ایک پیالہ منگوایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا پھر اس میں اپنا دست مبارک رکھا تو آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے اور ان کے اطراف سے پانی جاری ہو گیا۔ جس سے تمام صحابہ کرام نے وضو کیا۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: "اس وقت کتنے

صحابہ تھے؟" انہوں نے بتایا کہ تقریباً تین سو تھے۔

بیہقی، یحییٰ بن سعید رحمہما اللہ تعالیٰ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے قباء کے کنویں کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

"ہاں یہ ایک کنواں تھا مگر اس کا پانی اتنا کم ہوتا تھا کہ اگر کوئی شخص اس کا پانی نکال کر اپنے گدھے پر لادتا تو اس کا پانی ختم ہو جاتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے حکم سے پانی کا ڈول نکالا گیا۔ پھر آپ نے یا اس سے وضو فرمایا یا اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور حکم فرمایا کہ اس ڈول کا پانی کنویں میں ڈال دیا جائے پھر اس کا پانی کبھی ختم نہ ہوا۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند سعید بن رقیس حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قباء آئے۔ آپ ﷺ غرس نامی کنویں پر تشریف لائے۔ اس سے صرف ایک گدھے پر لانے کا پانی نکالا جا سکتا تھا۔ پھر سارا دن ہمیں پانی نہ ملتا تھا۔ حضور ﷺ نے ڈول میں کلی فرما کر پانی اسی میں ڈال دیا تو اس کا پانی جوش مارنے لگا۔

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ (اپنی مسند میں) نیز بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران حضور نبی کریم ﷺ طلوع فجر کے وقت سواری سے اترے اور رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو مجھ سے پوچھا: صدائی بھائی! کیا پانی موجود ہے؟ میں نے عرض کی: تھوڑا سا پانی ہے جو آپ کے لئے ناکافی ہوگا۔ فرمایا: کسی برتن میں ڈال کر لے آؤ۔ میں نے وہ تھوڑا سا پانی ایک برتن میں ڈالا اور پیش خدمت کر دیا۔ حضور ﷺ نے پانی میں اپنا دست پاک رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی دو انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ ابلنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے صحابہ کو آواز دو کہ جسے پانی کی ضرورت ہو آکر حاصل کرلے۔" میں نے انہیں بلایا تو ہر ایک نے حسب خواہش پانی لے لیا۔ ہم نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا ایک کنواں ہے۔ سردیوں کے موسم میں اس میں پانی کی فراوانی ہو جاتی ہیں اور ہم صرف اسی سے پانی حاصل کرتے ہیں، اور کہیں نہیں جاتے مگر گرمیوں میں اس کا پانی کم ہو جاتا ہے اور ہمیں گرد و پیش کے چشموں اور کنوؤں پر جانا پڑتا ہے۔ اب ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ آس پاس ہمارے دشمن رہتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ ہمارے کنوئیں میں برکت پیدا ہو جائے اور پانی حاصل کرنے کے لئے ہمیں ادھر ادھر نہ جانا پڑے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے سات کنکریاں منگوائیں۔ انہیں اپنے مبارک ہاتھ میں ملا اور ان پر

کوئی دعا پڑھی۔ پھر فرمایا:

اِذْهَبُوا بِهٰذِهِ الْحَصَيَاتِ فَاِ ذَا اَتَيْتُمُ الْبِئْرَ فَاَلْقُوْا وَاحِدَةً وَاحِدَةً وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ.

یہ کنکریاں لے جاؤ۔ جب کنویں کے پاس پہنچو تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ایک ایک کنکری اس میں پھینکتے جاؤ۔

صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے حکم کی فوراً تعمیل کی۔ جونہی کنویں میں کنکریاں پھینکی گئیں تو اس میں اتنا زیادہ پانی آ گیا کہ ہمیں اس کی نچلی تہہ دکھائی نہ دیتی تھی۔

ابن ابی شیبہ، ابن سعد، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی صورت میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ باتوں باتوں میں ہم نے آپ کو بتایا کہ ہمارے ہاں ایک کلیسا کی عمارت ہے۔ ہم نے آپ ﷺ سے یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ آپ ہمیں اپنے استعمال سے بچا ہوا پانی عطا فرمادیں۔ حضور ﷺ نے ہماری عرض کو قبول فرمایا۔ آپ نے پانی طلب فرما کر اس سے کلی کی اور اسے ایک مشکیزے میں ڈال کر فرمایا:

"یہ پانی لے جاؤ۔ جب تم اپنے شہر میں پہنچ جاؤ تو کلیسا کی عمارت گرادینا۔ وہاں یہ پانی چھڑک دینا اور اس کی بجائے ایک مسجد بنادینا۔" ہم نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! گرمی بڑی شدید ہے اور سفر لمبا ہے۔ یہ پانی خشک ہو جائے گا۔" فرمایا: "اس کے ساتھ اور پانی ملادینا۔ اس کی خوشبو اور پاکیزگی میں اضافہ ہو جائے گا۔"

ہم میں سے ہر ایک کی دلی خواہش تھی کہ حضور ﷺ کا عطا کردہ مشکیزہ وہ اٹھائے۔ محبت کی اس محاذ آرائی کے نتیجے میں ہم نے مشکیزہ اٹھانے کی باری مقرر کر لی کہ روزانہ ایک آدمی مشکیزہ اٹھائے گا۔ جب ہم اپنے شہر پہنچے تو حضور ﷺ کے حکم پر فوراً عمل کیا۔ ہمارے راہب کا تعلق بنو طے سے تھا۔ ہم نے نماز کے لئے اذان دی تو وہ بولا: یہ حق کی دعوت ہے مگر وہ ایسا فرار ہوا کہ پھر کبھی دکھائی نہ دیا۔

احمد، بیہقی، بزار، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں لشکر میں پانی ختم ہو گیا۔ ایک صحابی نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! لشکر میں پانی نہیں ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا کچھ پانی ہے کہیں؟"

صحابی نے عرض کی: "جی ہاں۔" حضور ﷺ کی خدمت میں ایک برتن لایا گیا جس میں بالکل تھوڑا سا پانی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے برتن کے منہ پر اپنی انگلیاں مبارک رکھ کر کھول دیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

فَرَاَیْتُ الْعُیُوْنَ تَنْبَعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ.

میں نے آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے جاری ہوتے دیکھے۔

پھر حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو آواز دو کہ وضو کا بابرکت پانی حاصل کرلیں۔

دارمی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان سے پانی طلب فرمایا۔ انہوں نے عرض کی: "حضور ﷺ! پانی موجود نہیں ہے۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "کوئی مشکیزہ ہے؟" تو وہ ایک پرانا سا مشکیزہ لے آئے۔ حضور ﷺ نے اس میں اپنی انگلیاں پھیلا دیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

فَانْثَعَبَ تَحْتَ یَدِہٖ عَیْنٌ.

آپ ﷺ کے دست مبارک کے نیچے چشمہ پھوٹ پڑا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے پانی پی رہے تھے اور باقی لوگ وضو کر رہے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تم لوگ آیات و معجزات کو عذاب کی علامت شمار کرتے ہو جبکہ ہم عہد رسالت میں انہیں برکت و سعادت کا نشان خیال کرتے تھے۔ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے ہوتے اور ہمیں کھانے کی تسبیح سنائی دیتی تھی۔ ایک دفعہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا (آپ ﷺ نے اس میں اپنی مبارک انگلیاں رکھ دیں تو) آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وضو کا بابرکت پانی لے لو۔ یہ برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔" ہم سب نے اس پانی سے وضو کرلیا۔

طبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو لیلیٰ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ ہمیں سخت پیاس

لگی۔ حضور ﷺ سے پیاس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ایک گڑھا کھودو۔ ہم نے گڑھا کھود ڈالا۔ آپ ﷺ نے اس کے اوپر چمڑے کا ایک غالیچہ سا ڈال کر اس کے اوپر اپنا دست مبارک رکھ دیا اور فرمایا:

"کیا کچھ پانی ہے؟"

مشکیزے میں تھوڑا سا پانی لایا گیا۔ آپ ﷺ نے مشکیزہ لانے والے سے فرمایا: "اللہ کا نام لے کر میرے ہاتھ پر پانی ڈالو۔" اس نے حکم کی تعمیل کی۔ ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے "میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی چشمے کی طرح ابلنے لگا۔ سب لوگوں نے جی بھر کر پانی پیا اور اپنی سواریوں کو بھی پلایا۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ قاسم بن عبد اللہ ابو رافع سے، وہ اپنے والد سے اور وہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر پر جانے کا موقع ملا۔ آخر شب میں ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! ہر آدمی اپنے مشکیزے میں پانی تلاش کرے۔"

مگر کسی کو پانی نہ ملا۔ صرف ایک شخص کے مشکیزے میں تھوڑا سا پانی تھا جو ایک برتن میں ڈال دیا گیا۔ حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سب وضو کر لو۔"

میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی انگلیوں کے بیچ سے پانی نکل رہا تھا۔ تمام قافلہ والوں نے وضو کر لیا پھر حضور ﷺ نے مٹھی بند کر لی تو برتن میں پانی کا صرف وہی قطرہ باقی رہ گیا جو اس میں پہلے ڈالا گیا تھا۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ مطلب بن عبد اللہ بن خطب رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ عبد الرحمٰن بن ابو عمرو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ بھوک و پیاس کی شدت سے لوگ نڈھال ہونے لگے۔ حضور ﷺ نے چمڑے کا پیالہ طلب فرمایا جو آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا پھر آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور اس پیالے میں انڈیل دیا پھر کلی فرما کر کلی کا پانی اسی پیالے میں ڈال دیا اور کچھ پڑھتے رہے۔ اس کے بعد اپنی چھنگلیا مبارک پیالے میں داخل فرمائی تو قسم بخدا! میں نے دیکھا کہ حضور رحمت عالم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ حضور ﷺ کے حکم سے سب لوگوں نے پانی پیا۔ جانوروں کو پلایا اور اپنی چھاگلیں اور مشکیں بھر لیں۔ یہ منظر دیکھ

کر محبوب رب العالمین علیہ اتنے مسکرائے کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ پھر فرمایا:

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (علیہ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ توحید ورسالت کی گواہی دینے والا جو شخص بھی بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گا اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔“

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ”الصحابہ“ میں حضرت خدیج بن سدرہ بن علی سلمی سے، وہ اہل قباء سے، وہ خدیج کے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ علیہ کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوئے اور قاحہ نامی جگہ پر اترے۔ اب اس جگہ کا نام سُقیا ہے۔ وہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ قاحہ سے ایک میل کے فاصلے پر بنو غفار کے چشمے تھے۔ آپ علیہ خود وادی کے بالائی حصے میں تشریف فرما ہو گئے۔ ایک صحابی وادی کے وسط میں جا کر لیٹ گئے اور یونہی سنگریزوں پر ہاتھ مارنے لگے۔ اچانک ان کا ہاتھ گیلا ہو گیا۔ وہ فوراً اٹھ بیٹھے اور زمین کریدنے لگے تو وہاں سے پانی نکل آیا۔ انہوں نے حضور نبی پاک علیہ کو پانی کے بارے میں بتایا۔ چنانچہ حضور علیہ نے بھی پانی پیا اور تمام صحابہ کرام نے بھی جی بھر کر پانی پیا۔ نبی کریم علیہ نے ارشاد فرمایا:

هٰذِهِ سُقْيَا سَقَا كُمُوْهَا اللّٰهُ.

یہ سُقیا (سیرابی) ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں سیراب کیا ہے۔

اسی وجہ سے اس جگہ کا نام سُقیا پڑ گیا۔

طبرانی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ علیہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستے میں حضور علیہ نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کی آواز سنی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: ”میرے بیٹے کیوں رو رہے ہیں؟“ انہوں نے بتایا کہ انہیں پیاس لگی ہے۔ حضور علیہ نے لوگوں سے پوچھا: کیا کسی کے پاس پانی ہے؟ مگر پانی کا ایک قطرہ بھی نہ ملا۔ حضور علیہ نے فرمایا: ”ایک بیٹا مجھے دے دو۔“ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نقاب کے نیچے سے ایک صاحبزادہ حضور علیہ کو پیش کیا۔ آپ علیہ نے انہیں اپنے سینے سے لگا لیا۔ وہ زور زور سے رو رہے تھے اور چپ نہ ہوتے تھے۔ نبی کریم علیہ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دی اور وہ چوسنے لگے۔ زبان رسالت چوستے چوستے ان کو ایسا سکون ملا کہ بالکل خاموش ہو گئے مگر دوسرے صاحبزادہ صاحب ابھی تک رو رہے تھے۔ حضور علیہ نے فرمایا: ”انہیں بھی لے

آؤ۔" حضور ﷺ نے انہیں بھی سینے سے لگایا۔ ان کے منہ میں زبان مبارک دی اور وہ بھی چوستے چوستے چپ ہو گئے۔ پھر کسی کے رونے کی آواز سنائی نہ دی۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ لوگوں نے پیاس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک دوسرے شخص کو بلا کر فرمایا: "جاؤ۔ پانی تلاش کر کے میرے پاس لے آؤ۔" دونوں حضرات پانی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ انہیں ایک عورت ملی جو پانی کے دو مشکیزے اپنے اونٹ پر لاد کر لے جا رہی تھی۔ انہوں نے پوچھا: "تو کہاں پانی لے جا رہی ہے؟" اس نے کہا: "اس وقت مجھے پانی کی شدید ضرورت ہے؟" بہر حال وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ ﷺ نے ایک برتن منگوایا۔ مشکیزوں کا منہ کھول کر پانی برتن میں ڈال دیا گیا۔ حضور ﷺ نے پانی کے اندر کلی فرمائی اور پھر سارا پانی مشکیزوں میں دوبارہ ڈال کر ان کے منہ بند کر دیئے گئے۔ حضور ﷺ نے مشکیزہ کے نچلے منہ کھول دیئے اور لوگوں میں اعلان کرا دیا کہ سبھی لوگ خود بھی آ کر پانی پی لیں اور اپنی سواریوں کو بھی پلا لیں۔ چنانچہ لوگ آتے گئے اور حسب خواہش پانی پیتے پلاتے گئے۔ عورت پاس کھڑی یہ سارا منظر تکتی رہی۔ اللہ کی قسم! جب مشکیزوں سے پانی نکالنے کا عمل ختم ہوا تو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے مشکیزے پہلے سے زیادہ بھر گئے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

"اس کے لئے کچھ چیزیں جمع کرو۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کھجوریں، آٹا اور ستو وغیرہ کو جمع کیا تو اچھا خاصا سامان اکٹھا ہو گیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"جانتی ہو! ہم نے تمہارے پانی میں ذرا بھی کمی نہیں کی بلکہ اللہ عزوجل نے ہمیں پانی پلایا ہے۔"

حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چونکہ اسے کافی دیر ہو چکی تھی اس لئے جب گھر پہنچی تو گھر والوں نے پوچھا:

"اے فلانہ! تو کہاں رک گئی تھی۔"

اس نے کہا: "میرے ساتھ بڑا عجیب واقعہ پیش آیا ہے۔ راستے میں مجھے دو آدمی ملے۔ وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ صابی کہتے ہیں۔ اس نے میرے پانی سے اپنے صحابہ کو سیراب کر دیا۔" ...... پھر اس نے تفصیلی واقعہ سنایا...... "قسم بخدا! زمین و آسمان کے درمیان جتنے جادوگر ہیں وہ ان سب سے بڑا جادوگر ہے۔" اس نے درمیانی اور شہادت والی انگلیوں کے ساتھ

آسمان وزمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "اگر وہ جادوگر نہیں تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہے۔"

مسلمان گردونواح کے مشرکوں پر حملہ آور ہوتے تھے مگر وہ خانہ بدوش قبیلہ جس میں مذکورہ عورت رہا کرتی تھی ان سے کوئی تعرض نہ کرتے تھے۔ اس نے اپنے قبیلہ والوں سے کہا: "میرا خیال ہے کہ یہ مسلمان جان بوجھ کر تمہیں کچھ نہیں کہتے۔ کیا تم اسلام قبول کرنا چاہتے ہو؟" انہوں نے اس کی بات مان لی اور سب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ ایک رات سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں صحابہ کرام کو سخت پیاس لگ گئی۔ دو صحابہ حاضر ہوئے۔ غالباً وہ حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے یا کوئی اور تھے۔ ان سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّكُمَا سَتَجِدَانِ امْرَأَةً بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا اِمْرَأَةٌ مَعَهَا بَعِيْرٌ عَلَيْهِ مَزَادَتَانِ فَأْتِيَانِيْ بِهَا.

تم فلاں جگہ ایک عورت کو پاؤ گے۔ اس کے پاس ایک اونٹ ہوگا جس پر دو مشکیزے لدے ہوں گے۔ جاؤ اور اس عورت کو میرے پاس لے آؤ۔

دونوں حضرات روانہ ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک عورت نے اونٹ پر دو مشکیزے رکھے ہوئے ہیں اور خود مشکیزوں کے درمیان سوار ہو کر بیٹھی ہے۔ انہوں نے کہا: "تجھے رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ ان کے پاس حاضر ہو جا۔" کہنے لگی: "کون رسول اللہ؟ کیا وہی صابی؟"

صحابہ نے کہا: "ہاں وہی جو تو کہہ رہی ہے۔ وہ دراصل اللہ کے سچے رسول ہیں۔"

وہ اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ حضور ﷺ کے حکم سے اس کے مشکیزوں کا پانی ایک برتن میں ڈال دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ کلام پڑھا اور پانی مشکیزوں میں دوبارہ ڈال دیا۔ پھر فرمایا: "ان کے نیچے والے منہ کھول دو۔ چنانچہ نچلے سوراخ کھول دیئے گئے اور لوگوں نے اپنے سارے برتن اور مشکیں اس پانی سے بھر لیں۔ کوئی بھی برتن اور مشک ایسی نہ تھی جو پانی سے بھری نہ گئی ہو۔"

حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اس عورت کے مشکیزے اس سارے عمل کے باوجود پہلے سے زیادہ بھر گئے ہیں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ

نے حکم فرمایا کہ اس عورت کا کپڑا بچھا دیا جائے۔ جب اس کا کپڑا بچھایا گیا تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا کہ اپنا اپنا زادِ راہ لے آؤ۔ سب اپنا اپنا زادِ راہ لے آئے اور اس کے کپڑے پر ڈالتے گئے یہاں تک کہ اس کا کپڑا بھر گیا۔ پھر فرمایا:

"اب چلی جاؤ۔ ہم نے تمہارا پانی نہیں لیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانی پلایا ہے۔"

جب وہ گھر آئی تو انہیں سارا ماجرا کہہ سنایا۔ پھر بولی:

"میں جس شخص کے پاس سے آ رہی ہوں وہ یا تو دنیا کا بہت بڑا جادوگر ہے یا پھر اللہ کا سچا رسول ہے۔"

وہاں کے سارے باشندے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ چند دیگر واسطوں سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ستر سواروں کے ہمراہ ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام کو لے کر حضور ﷺ محوِ سفر رہے حتیٰ کہ صبح سے تھوڑی دیر پہلے آرام فرمایا۔ رسول پاک ﷺ اور صحابہ کرام کچھ ایسے محوِ خواب ہوئے کہ سورج نکل آیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے اور دیکھا کہ سورج نکل آیا ہے اور سبھی سو رہے ہیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ صرف سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہہ کر چپ ہو گئے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہو گئے۔ اب بلند آواز والا شخص بیدار ہو چکا تھا۔ انہوں نے بہ آواز بلند تسبیح و تکبیر کہی تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے۔ ایک صحابی نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! ہماری نماز قضا ہو گئی ہے۔" فرمایا: "قضا نہیں ہوئی۔" (یعنی ہم اسے پڑھ لیں گے) پھر سب سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ کچھ دیر چلنے کے بعد ایک جگہ اترے تاکہ نماز پڑھ لیں۔ غالباً جس جگہ سونے کی وجہ سے نماز رہ گئی تھی حضور ﷺ نے وہاں نماز پڑھنا پسند نہ فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "پانی لے آؤ۔" صحابہ کرام لوٹے میں تھوڑا سا پانی لے آئے۔ آپ ﷺ نے اسے ایک برتن میں ڈالا۔ پھر پانی میں ہاتھ رکھ کر فرمایا:

"سب وضو کر لو۔"

تقریباً ستر آدمیوں نے وضو کیا پھر حضور ﷺ نے نماز کے لئے اذان دینے کا حکم دیا۔ اذان دی گئی تو حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر دو رکعتیں ادا فرمائیں پھر تکبیر کہی گئی اور صبح کی نماز پڑھی گئی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک صحابی کھڑے ہیں۔ پوچھا: تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں جنبی ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے

فرمایا۔ مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لو پھر جب پانی مل جائے تو غسل کر لینا۔

اگلی صبح پھر پانی نہیں مل رہا تھا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند صحابہ کے ساتھ پانی تلاش کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ دن رات چلتے رہے۔ راستے میں ایک عورت ملی جو اونٹ پر سوار تھی۔ اس کے پاس دو مشکیزے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اس سے پوچھا:

"تو کہاں سے آرہی ہے؟"

اس نے کہا: "میں اس طرف سے یتیموں کے لئے پانی لے کر آرہی ہوں۔"

اس نے بتایا کہ یہاں سے پانی تقریباً ایک رات کی مسافت سے زیادہ فاصلے پر ہے۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اگر ہم اس پانی تک پہنچنے کی کوشش کریں گے تو پانی حاصل کرنے سے پہلے ہمارے جانوروں اور ہماری جانوں کی ہلاکت کا خطرہ ہے۔ بس یہی دو مشکیزے حضور علیہ السلام کے پاس لے چلتے ہیں پھر آپ علیہ السلام جو رائے دیں گے اس پر عمل کریں گے۔"

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر ساتھی اس عورت، اس کے اونٹ اور مشکیزوں کو لے کر حاضر خدمت ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یارسول اللہ علیہ السلام! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یہ عورت ہمیں فلاں جگہ ملی۔ ہم نے اس سے پانی کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہاں سے پانی ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر ہے۔"......اس کے بعد سابقہ روایت مذکور ہے۔

مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ایک دفعہ سفر پر روانہ ہوئے۔ رات کو سفر جاری رہا۔ آخر شب میں سو گئے۔ پھر اس وقت بیدار ہوئے جب دھوپ پشت پر پڑ رہی تھی۔ آپ علیہ السلام نے لوٹا طلب فرمایا۔ میرے پاس ایک لوٹا تھا جس میں کچھ پانی تھا۔ حضور علیہ السلام نے اس سے وضو فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا:

"اپنے اس لوٹے کو حفاظت سے رکھنا۔ عنقریب اس کی بڑی شان ظاہر ہونے والی ہے۔"

پھر آپ محو سفر ہو گئے۔ جب دوپہر ہوئی تو لوگوں نے عرض کی: "پیاس کی شدت سے ہمارا برا حال ہے۔" آپ علیہ السلام نے فرمایا: "تمہیں کچھ خطرہ نہیں۔" بعد ازاں ارشاد فرمایا:

"میرے چھوٹے پیالے کے پاس آجاؤ۔"

آپ علیہ السلام نے لوٹا بھی منگوالیا۔ حضور علیہ السلام پیالے میں لوٹے سے پانی ڈالتے گئے اور ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو پلاتے گئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"پیالہ بھر کر پیئو۔ کوئی پیاسا نہ رہے گا، سب سیراب ہو جائیں گے۔"

چنانچہ ہر ایک نے جی بھر کر پانی پیا اور کوئی بھی پیاسا نہ رہا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ راستے میں آپ کسی کام سے پیچھے رہ گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ میرے پاس لوٹا تھا۔ جب حضور ﷺ رفع حاجت کے بعد وضو فرمانے لگے تو میں نے آپ ﷺ کے اعضاء وضو پر پانی ڈالنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ لوٹا سنبھال کر رکھنا۔ ہو سکتا ہے اس کے باقی ماندہ پانی کے ساتھ کوئی اہم بات وابستہ ہو۔"

ہم پیچھے تھے اور لشکر آگے آگے چل رہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر لشکر والوں نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بات مان لی تو ان کے حق میں بہتر ہے ورنہ وہ مشقت میں پڑ جائیں گے۔"

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اہل لشکر کو مشورہ دیا تھا کہ آگے بڑھتے جانا چاہئے۔ جب پانی کے کسی چشمے پر پہنچ جائیں گے تو وہاں ٹھہر کر رسول پاک ﷺ کی آمد کا انتظار کریں گے مگر باقی لوگوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے آنے تک یہیں ٹھہریں گے۔ چنانچہ وہ رک گئے۔ جب ہم عین دوپہر کے وقت ان کے پاس پہنچے تو وہ پیاس کی شدت سے بے حال ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے وہی لوٹا طلب فرمایا۔ میں نے لوٹا پیش کیا تو آپ ﷺ لوگوں کو پانی پلانے لگے۔ سب نے جی بھر کر پانی پیا، وضو کیا اور اپنے سارے برتن پانی سے بھر لئے۔ حضور ﷺ فرما رہے تھے۔ کیا کوئی رہ گیا ہے جس نے اپنے برتن میں پانی نہ بھرا ہو؟

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوٹے میں پانی اتنا ہی باقی تھا جتنا پہلے اس میں موجود تھا۔ اس وقت صحابہ کرام کی تعداد بہتر تھی۔

ابن عدی، ابو یعلی اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر تیار فرما کر مشرکین کی جانب روانہ فرمایا۔ اس لشکر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تیز تیز چلو۔ مشرکین اور تمہارے درمیان ایک چشمہ ہے۔ اگر مشرکین تم سے پہلے اس چشمے تک پہنچ گئے تو تمہارے لشکر کے لوگوں کو بڑی تکلیف ہو گی۔ خود بھی پیاسے رہو گے اور چوپائے بھی پیاس کی شدت سے نڈھال ہو جائیں گے۔"

رسول خدا ﷺ بذات خود آٹھ آدمیوں کے ہمراہ پیچھے رہ گئے۔ میں نواں شخص تھا۔ آپ

ﷺ نے ہمراہیوں سے فرمایا:

"کیا ہم تھوڑا سا آرام نہ کر لیں؟ پھر لوگوں سے جا ملیں گے۔"

سب نے عرض کی: "ٹھیک ہے۔" چنانچہ وہ سب سو گئے اور ایسے سوئے کہ پھر دھوپ کی تمازت نے ہی انہیں آ جگایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"جاؤ۔ اپنی حاجتوں سے فراغت حاصل کر لو۔" انہوں نے تعمیل ارشاد کی۔ واپس آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا:

"کیا کسی کے پاس پانی ہے؟"

ایک آدمی نے عرض کی: "میرے لوٹے میں تھوڑا سا پانی ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے لے آؤ۔" وہ لے کر آئے تو آپ ﷺ نے لوٹا ہاتھ میں لیا۔ اس پر دست مبارک پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا:

"آؤ۔ وضو کر لو۔"

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر خدمت ہوئے۔ محبوب پاک ﷺ لوٹا ہاتھ میں لے کر ان پر پانی بہاتے گئے حتیٰ کہ سب نے وضو کر لیا۔ پھر حضور ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی اور لوٹا لانے والے شخص سے فرمایا:

"اپنا لوٹا سنبھال کر رکھنا۔ اس کے متعلق ایک اہم بات پیش آنے والی ہے۔"

بعد ازاں حضور ﷺ سوار ہو کر لشکر کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ساتھیوں سے پوچھا:

"تمہارا کیا خیال ہے۔ ہمارے لشکر کے آدمی کیا کر رہے ہیں؟"

انہوں نے عرض کی: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ. "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "ان میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود ہیں۔ یہ لوگوں کو سیدھی راہ دکھلائیں گے۔ مشرکین اس چشمے پر مسلمانوں سے پہلے پہنچ چکے ہیں۔ لوگ سخت مشقت میں پڑ گئے ہیں۔ خود بھی پیاسے ہیں اور ان کی سواریاں اور جانور بھی شدت پیاس سے نڈھال ہیں۔"

جب رسول اللہ ﷺ وہاں پہنچے تو آپ ﷺ نے لوٹے والے شخص سے فرمایا: "اپنا لوٹا لے آؤ۔" وہ لوٹا لے آئے۔ اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا:

"آؤ۔ پانی پی لو۔"

رحمت عالم ﷺ لوٹا ہاتھ مبارک میں لے کر پانی ڈال رہے ہیں۔ صحابہ کرام باری باری پی

رہے ہیں حتیٰ کہ سب سیراب ہو جاتے ہیں۔ اپنے جانوروں اور سواریوں کو بھی پلاتے ہیں اور تمام مشکیزے اور چھاگلیں بھی پانی سے بھر لیتے ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام مشرکین پر حملہ آور ہونے کے لئے اٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے مدد بھیج دی۔ ایسی تیز آندھی چلی کہ مشرکین کے منہ پھر گئے اور انہوں نے پسپا ہو جانے میں ہی عافیت سمجھی۔ کئی قتل ہوئے اور بہت سے گرفتار کر لئے گئے۔ مسلمانوں نے بہت سا مال غنیمت حاصل کر لیا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام بخیر و عافیت واپس تشریف آئے۔

بغوی، ابن ابی شیبہ، ماوردی اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت حبان بن بح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میری قوم مسلمان ہو گئی تھی مگر مجھے پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر تیار کر کے ان کی طرف بھیجا ہے۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

"میری قوم تو مسلمان ہو چکی ہے۔"

فرمایا: "کیا واقعی بات اسی طرح ہے؟"

میں نے عرض کی: "جی ہاں۔"

میں وہ ساری رات صبح تک حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ رہا۔ صبح ہوئی تو میں نے نماز کے لئے اذان دی۔ حضور ﷺ نے مجھے ایک برتن عطا فرمایا۔ میں نے اس سے وضو کیا۔ حضور ﷺ نے اس برتن میں اپنی مقدس انگلیاں رکھ دیں۔ جن سے پانی کے چشمے ابل پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو وضو کرنا چاہتا ہے، آکر وضو ل کر لے۔"

ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ ہمام بن نقید سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم نے ایک کنواں کھودا ہے جس کا پانی کھاری ہے۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے مجھے ایک مشکیزہ عطا فرمایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا اور فرمایا:

"اس مشکیزے کا پانی کنویں میں ڈال دینا۔"

حضرت ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَصَبَبْتُهُ فَعَذُبَتْ فَهِيَ اَعْذَبُ مَاءٍ بِالْيَمَنِ.

حضور ﷺ کے عطا کردہ مشکیزے کا پانی میں نے کھاری کنوئیں میں ڈالا تو اس کا پانی فوراً میٹھا ہو گیا۔ اب پورے یمن میں اس کنوئیں سے زیادہ میٹھا پانی اور کہیں نہیں ہے۔

باب

کھانے کی کثرت کے متعلق معجزات

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ سرکار دو عالم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے گفتگو فرما رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے شکم پاک پر کپڑے کی پٹی باندھ رکھی ہے۔ میں نے صحابہ کرام سے پوچھا: ''اس کی کیا وجہ ہے؟'' انہوں نے بتایا کہ حضور ﷺ نے بھوک کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ میں فوراً ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا۔ انہیں صورت حال سے آگاہ کیا۔ وہ میری والدہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا: ''کیا کھانے کی کوئی چیز ہے؟'' انہوں نے کہا: ''میرے پاس روٹی کے ٹکڑے اور چند کھجوریں ہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ اکیلے تشریف لے آئیں تو آپ ﷺ سیر شکم ہو کر کھالیں گے لیکن اگر کسی اور کو ساتھ لے آئے تو یہ کھانا کافی ہو گا۔'' ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا: ''انس۔ جاؤ اور حضور ﷺ کے قریب کھڑے ہو جاؤ۔ جب مجلس برخاست ہو جائے اور صحابہ کرام چلے جائیں تو تم حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلے جانا۔ جب آپ ﷺ اپنے دروازے کی دہلیز تک پہنچیں تو عرض کرنا کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں۔''
میں نے حسب ہدایت سارے کام کئے۔ جب میں نے عرض کی کہ حضور ﷺ! میرے والد صاحب آپ کو بلا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

''ارے لوگو! آجاؤ۔''

پھر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے دباتے رہے۔ صحابہ کرام کو ساتھ لیا اور جب ہمارے گھر کے قریب پہنچے تو میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ چونکہ حضور ﷺ کے ساتھ بہت سے صحابہ کرام آگئے تھے اس لئے میں پریشان ہو گیا تھا۔ اسی پریشانی کے عالم میں گھر کے اندر آیا اور کہا:
''ابا جی! میں نے رسول اللہ ﷺ سے صرف وہی بات عرض کی جو آپ نے کہی تھی مگر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو بھی بلا لیا اور آپ ﷺ ان سب کو لے کر تشریف لے آئے ہیں۔''

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے باہر آئے اور بڑی حیرت سے عرض کیا:
''یا رسول اللہ ﷺ! میں نے تو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ صرف آپ کو بلا کر لے آئے۔ میرے پاس اتنا کھانا نہیں کہ اتنے لوگ پیٹ بھر کر کھا سکیں۔'' حبیب خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُدْخُلْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَيُبَارِكُ فِيْمَا عِنْدَكَ.

اندر چلو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کھانے میں برکت عطا فرمائے گا۔

حضور ﷺ گھر کے اندر تشریف لائے اور فرمایا۔ سارا کھانا جمع کر کے لے آؤ۔ ہم نے روٹیاں اور کھجوریں ایک چٹائی پر رکھ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیں۔ حضور ﷺ نے ان میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا:

"آٹھ آدمی اندر آجائیں۔"

میں نے آٹھ صحابہ کو بلالیا۔ حضور ﷺ نے کھانے کے اوپر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا:

كُلُوْا وَسَمُّوا اللّٰهَ.

اللہ کا نام لے کر کھانا کھاؤ۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سرکار دو عالم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے کھانا کھانے لگے۔ جب انہوں نے سیر ہو کر کھالیا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"آٹھ مزید بلالو۔"

اس طرح تقریباً اسی آدمی آئے اور سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا پھر آپ نے مجھے، میری والدہ اور ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا:

"تم بھی کھاؤ۔"

ہم نے بھی سیر ہو کر کھایا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھالیا اور فرمایا:

"اے ام سلیم! تو جب کھانا لائی تھی تو کیا اتنا کھانا تھا؟"

انہوں نے عرض کی: "میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ اگر میں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کھانا کھاتے نہ دیکھا ہوتا تو میں کہہ دیتی کہ ہمارا کھانا ذرا بھی کم نہیں ہوا۔"

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا:

"میں نے حضور ﷺ کی گفتگو سنی۔ آپ ﷺ کی آواز بڑی دھیمی اور کمزور تھی۔ مجھے یوں معلوم ہوا کہ آپ کو بھوک لگی ہے۔ کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟"

انہوں نے کہا: "ہاں۔" پھر جو کی چند روٹیاں نکال دیں...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تجھے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھیجا ہے؟" میں نے عرض کی:

"جی ہاں۔" آپ ﷺ نے پاس بیٹھے صحابہ سے فرمایا: "سب چلو۔" میں دوڑ کر ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا:

"ام سلیم! رسول اللہ ﷺ بہت سے لوگوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں حالانکہ ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ انہیں کھلا سکیں۔"

وہ بولیں: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔"

اتنے میں رسول پاک ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ام سلیم! جو کھانا تمہارے پاس ہے لے آؤ۔"

وہ روٹیاں لے آئیں۔ حضور ﷺ کے حکم سے روٹیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کئے گئے۔ ان پر مشکیزہ سے گھی ڈالا گیا اور روٹی کے ٹکڑوں کو اچھی طرح بھگو دیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کھانے پر کچھ کلام پڑھا۔ پھر فرمایا:

"دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔"

چنانچہ دس آدمی آئے اور سیر ہو کر واپس چلے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"دس مزید آدمیوں کو اجازت دے دو۔"

اس طرح دس اور آئے اور انہوں نے بھی سیر ہو کر کھانا کھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "دس اور بلا لو۔" الغرض تمام صحابہ کرام نے سیر ہو کر کھانا کھالیا۔ یہ کل ستر یا اسی آدمی تھے۔

اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد طرق سے نقل فرمایا ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آخر میں رسول اللہ ﷺ اور گھر والوں نے کھانا کھایا پھر بھی کھانا بچ گیا جو پڑوسیوں کے گھروں میں بھیج دیا گیا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"بِسمِ اللّٰہ. اے اللہ! اس کھانے میں بہت زیادہ برکت عطا فرما۔"

ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شادی فرمائی تو میری والدہ ماجدہ نے فرمایا:

"انس! آج حضور دولہا بنے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ کے پاس کھانا نہیں ہوگا۔ جاؤ وہ گھی والا مشکیزہ اور پرانی کھجوریں لے آؤ۔" میری والدہ نے حضور ﷺ کی خاطر حَیس (گھی اور کھجور سے بنا ہوا کھانا) تیار کیا اور مجھ سے فرمایا:

"یہ کھانا حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کی زوجہ محترمہ کے پاس لے جاؤ۔" میں پتھر کے ایک

برتن میں حَیس لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے گھر کے کونے میں رکھ دو اور جا کر ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر صحابہ کو بلا لاؤ۔ مسجد میں بیٹھے ہوئے تمام آدمیوں کو بھی بلا لینا اور جو کوئی راستے میں ملے اسے بھی دعوت دے دینا۔"

میں حیران تھا کہ کھانا تو بالکل تھوڑا سا ہے جبکہ حضور ﷺ نے بہت سارے لوگوں کو دعوت دینے کا حکم فرمادیا ہے۔ بہر حال میں نے سب کو دعوت پہنچادی۔ جب لوگ آئے تو حجرہ مبارک اور سارا گھر بھر گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"وہ برتن لے آؤ۔"

میں نے حاضر کر دیا۔ فخر دو عالم ﷺ نے اپنی تین انگلیاں اس میں ڈبو دیں۔ ان کی برکت سے حَیس بڑھنے لگا اور اس کی مقدار میں اضافہ ہونے لگا۔ لوگ کھانا کھاتے اور باہر نکلتے گئے حتیٰ کہ سب فارغ ہو گئے مگر برتن میں ابھی تک اتنا حَیس باقی تھا جتنا میں لے کر آیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اب یہ زینب کے سامنے رکھ دو۔"

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: "حَیس کھانے والوں کی تعداد کتنی تھی؟" تو انہوں نے فرمایا: "وہ بہتر آدمی تھے۔"

طبرانی، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ عبدالرحمٰن بن ابو قسیمہ سے اور وہ حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت کرتے ہیں کہ بیس اصحاب صفہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ آپ ﷺ سے بھوک کی شکایت کروں۔ حضور ﷺ نے اپنے گھر سے پتہ کیا کہ کیا کچھ کھانا ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ روٹی کا ایک ٹکڑا یا چند ٹکڑے اور کچھ دودھ ہے۔ حضور ﷺ نے روٹی کے بہت چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کئے پھر اس پر دودھ ڈالا اور اپنے ہاتھ مبارک سے مل کر اسے نرم کیا۔ وہ کھانا ثرید کی مانند بن گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"واثلہ! دس ساتھیوں کو بلا لاؤ۔"

میں انہیں بلا لایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کا نام لے کر کناروں سے کھاؤ۔ درمیان سے نہ کھاؤ کیونکہ برکت اوپر سے درمیان میں آگرتی ہے اور کھانا بڑھ جاتا ہے۔"

میں نے دیکھا کہ وہ حضور ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے کھانا کھانے لگے حتیٰ کہ سیر ہو گئے۔ پھر وہ چلے گئے اور باقی آگئے۔ انہیں بھی حضور ﷺ نے پہلے والوں کی طرح حکم فرمایا۔

انہوں نے بھی سیر ہو کر کھانا کھایا مگر پھر بھی کھانا بچا ہوا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر میں بہت حیران ہوا اور اٹھ کر واپس آ گیا۔

طبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ سلیمان بن حبان سے اور وہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اصحاب صفہ میں سے ہوں۔ ایک دفعہ میرے ساتھیوں کو سخت بھوک لگی۔ انہوں نے مجھ سے کہا: واثلہ! رسول اکرم ﷺ کے پاس جا کر کھانا مانگ لاؤ۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی۔ حضور ﷺ! میرے ساتھی بھوک کی شکایت کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا: میرے پاس روٹی کے چند ٹکڑوں کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہی لے آؤ۔ پھر آپ ﷺ نے ایک چوڑا سا پیالہ طلب فرمایا اور روٹی کے ٹکڑے اس پیالے میں ڈال کر اپنے مبارک ہاتھوں سے ثرید بنانے لگے۔ کھانا بڑھتا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارا پیالہ بھر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جاؤ۔ اپنے دس ساتھیوں کو بلا لاؤ۔"

جب وہ آ گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر کناروں سے کھانا کھاؤ۔ اوپر سے نہ لو کیونکہ برکت اوپر سے گرتی ہے۔ سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور واپس چلے گئے مگر کھانا پیالے میں جوں کا توں بچا ہوا تھا پھر حضور ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے ثرید بنانے لگے اور اس میں اضافہ ہونے لگا حتیٰ کہ پیالہ بھر گیا۔ پھر فرمایا:

"مزید دس ساتھیوں کو لے آؤ۔"

وہ بھی آئے اور سیر ہو کر چلے گئے۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: کیا کوئی رہ گیا ہے؟ میں نے عرض کی۔ جی ہاں۔ دس آدمی ابھی باقی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "انہیں بھی لے آؤ۔" وہ بھی آ گئے اور شکم سیر ہو کر واپس چلے گئے۔ ادھر پیالے میں کھانا جوں کا توں باقی تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اب اسے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لے جاؤ۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ یزید بن ابو مالک سے اور وہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تین دن تک ہم بے آب و دانہ رہے۔ میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر فاقے کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے اہل خانہ سے پوچھا: کیا کھانے کی کوئی چیز ہے۔ بتایا گیا کہ ایک روٹی اور تھوڑا سا گھی ہے۔ آپ ﷺ نے یہ چیزیں لے کر روٹی کے ٹکڑے کئے اور کھانا تیار کر کے فرمایا: "جاؤ اور دس ساتھیوں کو لے آؤ۔" میں انہیں بلا لایا۔ ہم نے خوب سیر ہو کر کھانا

کھایا۔ یوں دکھائی دے رہا تھا جیسے ہم نے کھانے میں اپنی انگلیوں سے لکیریں کھینچ دی ہوں۔
حضور ﷺ نے فرمایا:

"دس مزید بلا لاؤ۔"

اس طرح دس دس صحابہ آتے گئے اور کھانا کھا کر واپس ہوتے گئے مگر پھر بھی کھانا بچ گیا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ("الاوسط" میں) ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی پاک ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور پوچھا: "کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے۔ مجھے بھوک لگی ہے۔" میں نے عرض کی: "حضور ﷺ! دو مد آٹا موجود ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

"اسے گرم کر کے پکاؤ۔"

میں نے ہنڈیا میں آٹا ڈال کر اسے پکانا شروع کیا۔ جب پک گیا تو حضور ﷺ کو آگاہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے گھی کا ڈبا منگوایا جس میں تھوڑا سا گھی تھا۔ اس کے دونوں کناروں کو نچوڑ کر ہنڈیا میں ڈالا۔ پھر اس پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا اور فرمایا:

"اللہ کا نام لے کر اپنی بہنوں کو بلاؤ۔ میں جانتا ہوں کہ انہیں بھی میری طرح بھوک لگی ہو گی۔"

میں انہیں بلا کر لے آئی اور ہم سب نے جی بھر کر کھانا کھایا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آئے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ آخر میں ایک اور صاحب آئے۔ ان تمام حضرات نے بھی کھانا کھایا مگر کھانا پھر بھی بچ گیا۔

احمد رحمۃ اللہ علیہ ("الزہد" میں) نیز بزار اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ کے ہاں ایک بدو مہمان بن کر آیا۔ آپ ﷺ نے اس کی مہمان نوازی کی۔ گھر والوں سے پوچھا: کیا کھانے کی کوئی چیز ہے؟ تو پتہ چلا کہ خشک روٹی کے ایک ٹکڑے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے اس کے انتہائی باریک ٹکڑے بنائے اور ایک برتن میں رکھ کر، اس کے اوپر اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور دعا فرمائی۔ پھر بدو سے فرمایا: "کھائیے۔" اس بدو نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر بھی کھانا بچ گیا۔ یہ حیران کن منظر دیکھ کر بدو بڑی حیرت سے حضور ﷺ کی طرف دیکھتا جاتا اور کہتا جاتا تھا:

اِنَّكَ لَرَجُلٌ صَالِحٌ.

یقیناً آپ بڑے نیک آدمی ہیں۔

دارمی، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت سمرہ بن جندب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کھانے کا ایک بڑا سا پیالہ لے آئے۔ صبح سے ظہر تک لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا۔ چند آدمی کھا کر اٹھتے تو چند اور آجاتے تھے۔ ایک آدمی نے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کیا کھانا بڑھ جاتا تھا؟ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "کھانا وہاں سے بڑھتا تھا" یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھانے میں اضافہ ہو جاتا تھا۔

بیہقی، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کھانا تیار کروایا۔ یہ کھانا صرف اس قدر تھا کہ بمشکل ان دو حضرات کے لئے کافی ہوتا۔ میں کھانا لے کر آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جاؤ۔ انصار کے تیس سر برآوردہ آدمیوں کو بلا کر لے کر آؤ۔"

میں پریشان ہو گیا۔ سوچا، مزید کھانا تو میرے پاس نہیں ہے۔ اب کیا ہوگا۔ میں نے بات کو ٹالنے کے لئے تجاہل عارفانہ سے کام لیا۔ گویا میں نے آپ کا حکم سنا ہی نہ ہو مگر حضور ﷺ نے دوبارہ فرمایا:

"جاؤ اور انصار کی تیس سر برآوردہ شخصیات کو بلا کر لے آؤ۔"

میں نے ان تک حضور ﷺ کی دعوت پہنچا دی۔ جب وہ لوگ آگئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: "انہیں کھانا کھلاؤ۔" چنانچہ انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا پھر اس بات کی گواہی دی کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور واپس جانے سے پہلے نبی پاک ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف بھی حاصل کیا۔ بعد ازاں حضور ﷺ نے فرمایا:

"اب ساٹھ اور آدمی بلا لاؤ۔"

حضور ﷺ اسی طرح آدمیوں کو بلاتے رہے حتیٰ کہ اسی کھانے سے ایک سو اسی انصاری آدمیوں نے کھانا کھایا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن ابن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سو تیس آدمی حضور ﷺ کی معیت میں تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا:

"کیا کسی کے پاس کھانا ہے؟"

ایک آدمی کے پاس ایک صاع اناج تھا۔ اسے پیس کر آٹا گوندھا گیا پھر ایک آدمی بکریاں ہانکتا ہوا آ نکلا۔ حضور ﷺ نے اس سے ایک بکری خرید لی۔ اس کے گوشت کا سالن پکایا گیا۔ آپ

ﷺ نے اس کی کلیجی کو بھوننے کا حکم دیا۔ اللہ کی قسم! حضور رحمت عالم ﷺ نے اس کی کلیجی کے ٹکڑے پورے ایک سو تیس آدمیوں میں تقسیم فرمائے۔ جو شخص موجود تھا اسے اس کا حصہ عطا فرمادیا اور جو حاضر نہ تھا اس کا حصہ رکھ دیا گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے سالن کو دو بڑے پیالوں میں ڈالا۔ ہم سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر بھی پیالوں میں سالن بچ گیا۔ ہم اونٹوں پر سوار ہوئے اور بچا ہوا کھانا ساتھ لے آئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بھوک کی شدت سے میں زمین پر لیٹ جایا کرتا یا پھر اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا۔ ایک دن راستے پر بیٹھ گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ہوا۔ میں نے ان سے ایک آیت قرآنی کے متعلق سوال کیا۔ میرے پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں گے مگر وہ چلے گئے اور مجھے ساتھ چلنے کی پیشکش نہ کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ہوا۔ ان سے بھی میں نے ایک آیت قرآنی کے متعلق دریافت کیا۔ مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے مگر وہ بھی تشریف لے گئے اور مجھ سے کچھ نہ کہا۔ اچانک حضور ابوالقاسم ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو مسکرا دیئے گویا میرے دل اور چہرے کی کیفیت جان گئے ہوں۔ فرمایا: "اے ابوہریرہ۔" میں نے عرض کی۔ "لبیک یا رسول اللہ!" آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے ساتھ چلو۔" آپ ﷺ آگے چلتے گئے اور میں آپ ﷺ کے پیچھے ہو لیا۔ جب آپ ﷺ کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے تو میں نے بھی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے اجازت عطا فرمادی۔ میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک پیالے میں دودھ پڑا ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ فلاں یا فلانہ نے آپ ﷺ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ابوہریرہ!" میں نے عرض کی: "لبیک یا رسول اللہ!" فرمایا: "اصحاب صفہ کے پاس چلے جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا کر لے آؤ۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ کا گھر بار یا مال و متاع کے ساتھ کوئی واسطہ نہ تھا۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کے مہمان سمجھے جاتے۔ جب کبھی بارگاہ رسالت میں صدقہ کا مال آتا تو حضور ﷺ خود تناول نہ فرماتے بلکہ اصحاب صفہ کے پاس بھیج دیا کرتے

تھے۔ اگر آپ کی خدمت میں ہدیہ کی کوئی چیز پیش کی جاتی تو آپ خود بھی تناول فرماتے اور اصحاب صفہ کو بھی اس میں شریک فرمالیتے۔ جب حضور ﷺ نے اصحاب صفہ کو بلانے کا حکم فرمایا تو میں پریشان ہو گیا۔ میں نے دل میں کہا۔ اس تھوڑے سے دودھ کو اہل صفہ کیا کریں گے؟ میری خواہش تھی کہ اسے میں خود پی لوں تاکہ مجھے کچھ تقویت ملے۔ مگر اب تو میں حضور ﷺ کا قاصد تھا۔ میں جانتا تھا کہ جب اصحاب صفہ آئیں گے تو حضور ﷺ مجھے ہی حکم فرمائیں گے کہ انہیں دودھ پلاؤ۔ پھر میرے لئے دودھ کہاں بچے گا۔ بہر حال چونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ لہٰذا میں اصحاب صفہ کے پاس چلا گیا اور ان تک حضور ﷺ کی دعوت پہنچائی۔ وہ فوراً حاضر خدمت ہوئے اور آکر بیٹھ گئے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "ابوہریرہ!" میں نے عرض کی: "لبيك يا رسول الله!" فرمایا: "پیالہ اٹھا کر ساتھیوں کو دودھ پلاؤ۔"

میں ایک آدمی کو پیالہ دیتا تو وہ جی بھر کر دودھ پیتا اور مجھے پیالہ واپس کر دیتا۔ پھر میں اگلے شخص کو دودھ پیش کرتا تو وہ بھی سیراب ہو کر پیالہ واپس کر دیتا۔ اس طرح اصحاب صفہ کو دودھ پلاتے پلاتے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ حضور ﷺ نے پیالہ لے کر اپنے دست مبارک پر رکھا پھر میری طرف نگاہ کرم فرمائی اور مسکرا دیئے۔ ارشاد فرمایا: "ابوہریرہ!"

میں نے عرض کی: "لبيك يا رسول الله!" فرمایا:

بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ.

اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔

میں نے عرض کی:

صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ. "آپ سچ فرمارہے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

اُقْعُدْ فَا شْرَبْ.

بیٹھ جاؤ اور دودھ پی لو۔

میں نے بیٹھ کر دودھ پیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اور پیو" میں نے مزید پیا۔ حضور ﷺ فرماتے رہے "اور پیو، اور پیو" اور میں پیتا رہا۔ حتیٰ کہ میں نے عرض کی:

لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ مَسْلَكاً لَهُ.

قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اب مزید دودھ

پینے کی بالکل گنجائش نہیں۔

میں نے دودھ کا پیالہ حضور ﷺ کو تھما دیا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا دودھ نوش فرمالیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات ہم نے کھانا نہ کھایا اور فاقہ کے عالم میں ساری رات گزار دی۔ صبح ہوئی تو میں روزی کی تلاش میں نکلا۔ میں نے ایک درہم کمایا جس سے کچھ اناج اور گوشت خرید کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لے گیا۔ انہوں نے روٹی پکائی اور سالن بنایا۔ جب کھانا پکا کر فارغ ہوئیں تو مجھ سے کہنے لگیں۔ کاش آپ ابا جان کے پاس جا کر انہیں بھی دعوت دیتے۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضور ﷺ لیٹے ہوئے تھے اور یہ فرما رہے تھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْجُوْعِ.

میں بھوک سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس کھانا تیار ہے۔ آپ بھی تشریف لا کر تناول فرمائیں۔"

جب حضور ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لائے تو ہنڈیا جوش مار رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے سالن ڈالو۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک پلیٹ میں سالن ڈالا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بھی سالن ڈالو۔"

انہوں نے ایک اور پلیٹ میں سالن ڈال دیا۔ اسی طرح حضور ﷺ کے حکم سے آپ ﷺ کی تمام نو ازواج مطہرات کے لئے سالن ڈالا گیا پھر فرمایا:

"اپنے والد اور شوہر کے بھی سالن نکالو۔"

انہوں نے حکم کی تعمیل کی پھر ارشاد فرمایا:

"اب اپنے لئے سالن نکال کر خود بھی کھاؤ۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک اور پلیٹ میں سالن ڈال دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "پھر ہنڈیا کا ڈھکن اٹھایا گیا تو وہ ابھی تک لبالب بھری پڑی تھی پھر جتنا اللہ کو منظور تھا ہم اس سے کھاتے رہے۔"

ابن سعد، ابن ابی شیبہ، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: "اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔" میں انہیں بلا کر لے آیا۔ آپ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک رکابی رکھی جس میں جو کا کھانا تھا۔ اس کی مقدار اندازاً ایک مد تھی۔ حضور ﷺ نے رکابی کے اوپر اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور فرمایا:

"اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔"

ہم نے جی بھر کر کھانا کھایا۔ ہم ستر اسی آدمی تھے۔ جب ہم نے کھانے سے ہاتھ اٹھائے تو کھانا جوں کا توں باقی تھا۔ البتہ اس میں ہماری انگلیوں کے نشانات نظر آرہے تھے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ("الاوسط" میں) بہ سند حسن حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میری امی جان نے کھانا پکایا اور فرمایا: "بیٹے! جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کو بلا لاؤ۔" میں حاضر خدمت ہوا اور سرگوشی کے انداز میں آپ سے عرض کیا کہ کھانا تیار ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سب چلو۔" آپ ﷺ کی معیت میں پچاس صحابہ کرام بھی آگئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "دس دس آدمی داخل ہوتے جاؤ۔" سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا پھر بھی کھانا بچ گیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کے لئے کھانا پکوایا۔ جب میں آپ ﷺ کو بلانے کے لئے حاضر ہوا تو اس وقت آپ ﷺ چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ میں آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جب آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا تو میں نے چلنے کا اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اور یہ لوگ بھی؟" میں نے عرض کیا: "نہیں۔" پھر میں چپ سادھ کر کھڑا ہو گیا۔ جب حضور ﷺ نے دوبارہ میری طرف دیکھا تو میں نے پھر اشارے سے چلنے کے لئے کہا۔ اس دفعہ حضور ﷺ نے دو یا تین بار فرمایا: "اور یہ لوگ بھی چلیں؟" میں نے عرض کیا: "ٹھیک ہے۔ یہ بھی چلیں۔ تاہم میں نے صرف آپ ﷺ کے لئے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے۔" چنانچہ ان سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا پھر بھی کھانا بچ گیا۔

احمد، ابن سعد اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے، وہ عبداللہ بن طھفہ کے بیٹے سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب کبھی بہت سے مہمان آجاتے تو حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام سے فرمایا کرتے "ہر آدمی ایک مہمان کو اپنے ساتھ لے جائے۔" ایک رات مسجد میں بہت سارے مہمان آگئے۔ حضور ﷺ نے معمول کے مطابق ارشاد فرمایا:

"ہر شخص ایک مہمان کو اپنے ساتھ لے جائے۔"

مجھے حضور ﷺ کے ساتھ جانے کی سعادت میسر آئی۔ گھر جا کر حضور ﷺ نے پوچھا:

"عائشہ! کیا کھانے کی کوئی چیز ہے؟"

انہوں نے عرض کی: "جی ہاں۔ تھوڑا سا حَیْسہ (گھی اور کھجور سے تیار شدہ کھانا) میں نے آپ کی افطاری کے لئے تیار کر رکھا ہے۔" وہ اسے ایک چھوٹے سے پیالے میں ڈال کر لے آئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تھوڑا سا تناول فرمایا پھر ہمارے سامنے رکھ دیا اور فرمایا:

"اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔"

ہم نے سیر ہو کر کھایا حتیٰ کہ ہمارے منہ اس سے پھر گئے۔ بعد ازاں حضور ﷺ نے پوچھا:

"پینے کی کوئی چیز ہے؟"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "جی ہاں۔ تھوڑا سا دودھ میں نے آپ کی افطاری کے لئے رکھا ہوا ہے۔" وہ اسے لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے تھوڑا سا پی کر ہم سے فرمایا:

"اللہ کا نام لے کر پیو۔"

ہم نے جی بھر کر دودھ پیا حتیٰ کہ اس سے بھی ہمارے منہ پھر گئے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ چند دیگر واسطوں سے .... ابو سلمہ سے اور وہ یعیش بن طخفہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب اصحاب صفہ میں سے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ ان کے کھانے کا بندوبست کرو۔ فرمان نبوی سنتے ہی کسی نے ایک آدمی کو ساتھ لیا اور کسی نے دو کو۔ میں ان میں سے تھا جو حضور ﷺ کے ساتھ گئے۔ گھر جا کر حضور ﷺ نے فرمایا:

"عائشہ! ہمیں کھانا کھلاؤ۔"

وہ جَشِیشہ (گندم اور گوشت یا کھجور سے تیار شدہ کھانا) لے کر آئیں۔ جب ہم نے اسے کھا لیا تو پھر وہ حَیْسہ (گھی اور کھجور سے تیار شدہ حلوہ) لے آئیں۔ ہم نے اسے بھی کھایا پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

"عائشہ! اب ہمیں پینے کی کوئی چیز دو۔"

وہ دودھ کا ایک چھوٹا سا پیالہ لے آئیں اور ہم نے دودھ بھی پی لیا۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے کئی دن فاقہ کے عالم میں گزر گئے۔ بھوک کی وجہ سے آپ ﷺ کو کافی مشقت برداشت کرنا پڑی۔ آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"بیٹی! کیا کوئی چیز ہے؟"

انہوں نے عرض کی: "میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔"

ابھی حضور ﷺ وہاں سے باہر تشریف لائے تھے کہ ایک پڑوسی نے دو روٹیاں اور گوشت کی ایک بوٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دی۔ انہوں نے یہ چیزیں ایک پیالے میں رکھیں اور پیالے کو ڈھانپ دیا پھر حضور ﷺ کو بلوالیا۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی:

"اللہ تعالیٰ نے کچھ کھانا بھیجا ہے جسے میں نے آپ کے لئے محفوظ کر لیا ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "لے آؤ۔" انہوں نے پیالہ اٹھا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جب حضور ﷺ نے پیالے کے اوپر سے کپڑا ہٹایا تو وہ روٹیوں اور گوشت سے لبالب بھرا ہوا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ منظر دیکھا تو ورطہ حیرت میں ڈوب گئیں اور سمجھ گئیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں برکت نازل فرمائی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا:

"بیٹی! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟"

انہوں نے عرض کی:

يَاأَبَتِ هُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

ابا جان! یہ اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرما دیتا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ جواب سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے تمہیں سیدۃ نساء بنی اسرائیل (حضرت مریم علیہا السلام) کے مشابہ بنایا ہے۔ ان کے پاس جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق آتا اور پوچھا جاتا کہ یہ کہاں سے آیا ہے تو وہ بھی یہی کہا کرتیں۔"

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بلالیا۔ اور نبی پاک ﷺ، حضرت علی، حضرت فاطمہ، امام حسن، امام حسین، تمام ازواج مطہرات اور اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ جبکہ کھانا جوں کا توں پیالے میں بچا ہوا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بچا ہوا کھانا پڑوسیوں کے گھروں میں بھیج دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں بے پناہ خیر و برکت نازل فرمائی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام عامر اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نماز مغرب کے وقت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہماری مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں اپنے گھر آ گئی۔ آپ ﷺ کی ضیافت کے لئے کچھ گوشت اور روٹیاں لیں اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی:

"میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یہ کھانا تناول فرمائیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: "اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔"

حضور ﷺ نے بھی کھانا تناول فرمایا۔ صحابہ کرام نے بھی کھایا اور گھر میں موجود تمام افراد نے بھی کھایا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں نے دیکھا کہ بعض ہڈیوں سے ابھی تک پوری طرح گوشت نہیں کھایا گیا تھا اور روٹی بھی بچی ہوئی تھی۔ یہ کل چالیس افراد تھے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے میرے مشکیزے سے پانی نوش فرمایا اور واپس تشریف لے گئے۔ میں نے وہ مشکیزہ محفوظ کر لیا۔ ہم اس کا پانی مریض کو پلاتے تھے اور بوقت نزع حصول برکت کے لئے پیتے تھے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مسعود بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بکری بھیجی۔ پھر میں کسی کام سے کہیں چلا گیا۔ بکری کا کچھ گوشت حضور ﷺ نے ہمارے گھر واپس بھیج دیا۔ میں کام سے واپس آیا تو دیکھا کہ گھر میں گوشت پڑا ہے۔ میں نے پوچھا: اے ام خناس! یہ گوشت کیسا ہے؟ اس نے کہا: "جو بکری آپ نے نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجی تھی اس کا کچھ گوشت حضور ﷺ نے ہماری طرف بھیج دیا تھا۔" میں نے کہا تو پھر بچوں کو کیوں نہیں کھلاتی۔ وہ بولیں: "سب بچے کھا چکے ہیں۔ یہ گوشت بچ گیا ہے حالانکہ یہ اتنا بڑا گھرانہ تھا کہ دو یا تین بکریاں ذبح کرتے پھر بھی گوشت پورا نہ ہوتا تھا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ("الاوسط" میں) بہ سند حسن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے بلا کر فرمایا: "اپنے گھر جا کر کہو کہ جو کھانا موجود ہے وہ مجھے دے دو۔" گھر والوں نے مجھے ایک رکابی دی۔ جس میں عصیدہ نامی کھانا اور کچھ کھجوریں پڑی ہوئی تھیں۔ میں اسے حضور ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو لوگ مسجد میں بیٹھے ہیں انہیں بلا لو۔" میں نے دل ہی دل میں کہا۔ بڑے افسوس کی بات ہے، کھانا بھی کم ہے اور حضور ﷺ کے حکم سے سرتابی بھی ممکن نہیں۔ میں مسجد میں گیا اور لوگوں کو بلا لیا۔ جب وہ جمع ہو گئے تو حضور نبی پاک ﷺ نے رکابی میں اپنی انگلیاں رکھ دیں اور اس کے

اطراف میں انگلیوں سے زور دے کر فرمایا:

"بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔"

ان سب نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے۔ پھر میں نے بھی سیر ہو کر کھایا۔ جب رکابی اٹھائی تو اس میں پہلے کی طرح کھانا موجود تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ اب اس میں نبی پاک ﷺ کی انگلیوں کے نشانات دکھائی دے رہے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا۔ گھر سے باہر نکلنے کی وجہ یہ تھی کہ مجھے بھوک لگی ہوئی تھی۔ مجھے چند آدمی ملے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ بھی بھوک کی وجہ سے گھروں سے باہر نکل آئے ہیں۔ ہم سب رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنی بھوک کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے ایک طباق طلب فرمایا جس میں کچھ کھجوریں پڑی ہوئی تھیں۔ آپ نے ہم میں سے ہر شخص کو دو دو کھجوریں عطا فرمائیں اور ارشاد فرمایا:

كُلُوْا هَاتَيْنِ التَّمْرَتَيْنِ وَاشْرَبُوْا عَلَيْهَا الْمَاءَ فَإِنَّهُمَا سَتَجْزِيَانِكُمْ يَوْمَكُمْ هٰذَا.

یہ دو دو کھجوریں کھا کر پانی پی لو۔ صرف یہی دو کھجوریں آج تمہارے لئے کافی ہوں گی۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین مہمانوں کو اپنے گھر لے آئے اور خود جا کر شام کا کھانا حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھایا۔ کھانے کے بعد آپ کافی دیر تک وہیں بیٹھے رہے۔ جب آپ اپنے گھر واپس آئے تو رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نے پوچھا: "مہمانوں کو گھر میں چھوڑ کر آپ کہاں رک گئے تھے؟" آپ نے فرمایا: "کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا۔" وہ بولیں: آپ کے بغیر وہ کھانا نہیں کھاتے تھے۔ آپ نے (ذرا غصے میں آکر) کہا: "اللہ کی قسم! میں یہ کھانا بالکل نہیں کھاؤں گا۔" ناچار مہمانوں نے کھانا کھایا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم! جب ہم کھانے کا لقمہ اٹھاتے تو کھانا بڑھ جاتا تھا۔ جب ہم سیر ہو چکے تو دیکھا کہ کھانا پہلے سے بہت زیادہ ہو چکا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ کھانا تو اسی طرح موجود ہے بلکہ پہلے سے زیادہ ہو گیا ہے تو اہلیہ محترمہ سے کہا:

"اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟"

وہ بولیں: "مجھے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا پہلے کی بہ نسبت تین گنا بڑھ گیا

ہے۔" چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کھانا کھایا اور فرمایا:

"یہ شیطان کا کام تھا۔ یعنی قسم کھانا۔"

پھر وہی کھانا اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔

میں صبح کے وقت حضور ﷺ کے پاس حاضر تھا۔ دراصل ایک قوم کے ساتھ ہمارا ایک معاہدہ تھا۔ اب معاہدے کی مدت گزر چکی تھی۔ ان کے بارہ آدمی آئے اور ہر ایک کے ساتھ بہت سارے اور آدمی بھی تھے۔ مجھے پوری طرح معلوم نہیں کہ وہ کتنے آدمی تھے۔ ان سب کو حضور ﷺ نے بلالیا اور انہوں نے وہ کھانا کھایا۔

ابن سعد، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چند کھجوریں لے کر حاضر ہوا اور عرض کی:

"ان کھجوروں میں برکت کی دعا فرمائیں۔"

حضور ﷺ نے کھجوروں کو ہاتھ میں لے کر برکت کی دعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا:

"یہ کھجوریں لے لو اور اپنے توشہ دان میں رکھ دو۔ جب کبھی کھجوروں کی ضرورت پڑے، اس میں ہاتھ ڈال کر نکال لینا۔ اس کی ساری کھجوریں نکال کر کبھی نہ بکھیرنا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کھجوروں میں سے کئی وسق اللہ کی راہ میں تقسیم کئے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ میں نے کھجوروں کے لدے ہوئے کئی اونٹ فی سبیل اللہ بانٹ دیئے۔ میں خود بھی کھاتا رہا اور لوگوں کو بھی کھلاتا رہا۔ میرا توشہ دان ہمیشہ میری کمر سے لٹکتا رہتا۔ بالآخر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن کہیں گر کر گم ہو گیا۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک غزوہ میں صحابہ کرام کے پاس خورد و نوش کی قلت پیدا ہو گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا:

"اے ابو ہریرہ! تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟"

میں نے عرض کی: "توشہ دان میں کچھ کھجوریں موجود ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "لے آؤ۔" میں توشہ دان لے آیا۔ پھر فرمایا: "دستر خوان لاؤ۔" میں نے دستر خوان لا کر بچھا دیا۔ حضور ﷺ نے توشہ دان میں ہاتھ مبارک ڈال کر چند کھجوریں

نکالیں جن کی تعداد اکیس تھی۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر ایک ایک کھجور دستر خوان پر رکھتے گئے۔ جب ساری کھجوریں جمع ہو گئیں تو فرمایا:

''فلاں آدمی اور اس کے ساتھیوں کو بلا لو۔''

وہ لوگ آئے اور سیر ہو کر واپس چلے گئے۔ پھر فرمایا:

''فلاں آدمی اور اس کے ساتھیوں کو بھی بلا لو۔''

وہ بھی حاضر خدمت ہوئے، کھجوریں کھائیں اور سیر ہو کر پلٹ گئے۔ ان کے جانے کے بعد ارشاد فرمایا:

''اب فلاں شخص کو دعوت دو اور اس کے ساتھیوں کو بھی بلا لو۔''

الغرض یہ لوگ بھی آئے، سیر شکم ہو کر کھجوریں کھائیں اور واپس چلے گئے۔ ان سب لوگوں کے کھانے کے بعد بھی کھجوریں بچی ہوئی تھی۔ پھر فرمایا اب بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا اور حضور ﷺ کے ساتھ مل بیٹھ کر کھجوریں کھائیں پھر بھی بچ گئیں۔

یہ بچی ہوئی کھجوریں لے کر حضور ﷺ نے میرے توشہ دان میں ڈال دیں اور ارشاد فرمایا:

''جب کھجوروں کی ضرورت پڑے تو اپنا ہاتھ اس میں ڈال کر کھجوریں نکال لینا اور اسے اوندھا کبھی نہ کرنا۔''

چنانچہ جب بھی جی چاہتا، توشہ دان میں ہاتھ ڈال کر کھجوریں نکال لیا کرتا۔ میں نے تقریباً پچاس وسق کھجوریں اللہ کے نام پر تقسیم کیں۔ توشہ دان میرے کجاوے کے پیچھے لٹکتا رہتا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کہیں گر کر گم ہو گیا۔

بیہقی اور ابو نعیم، ابو منصور رحمہم اللہ تعالیٰ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے بعد مجھ پر تین بڑی مصیبتیں آئیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا وصال، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور توشہ دان کی گمشدگی۔

ساتھیوں نے پوچھا: توشہ دان کے گم ہونے کا کیا مطلب ہے؟

انہوں نے کہا: ''ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا:

''ابو ہریرہ۔ کیا کوئی چیز ہے؟''

میں نے عرض کی: ''توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں۔''

فرمایا:"لے آؤ۔"میں نے کھجوریں نکالیں اور حضور ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ نے کھجوروں پر دست کرم پھیرا اور دعا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا:"دس آدمی بلالو۔"میں نے دس کو بلالیا۔ انہوں نے کھجوریں کھائیں اور سیر ہو گئے۔ اس طرح ہم دس دس آدمیوں کو بلاتے گئے حتیٰ کہ پورا لشکر کھجوریں کھا کر سیر ہو گیا مگر پھر بھی بچ گئیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"اے ابوہریرہ! جب جی چاہے اس میں سے کھجوریں نکال لینا۔ اسے اوندھا ہرگز نہ کرنا۔"

میں عہد رسالت میں اسی توشہ دان کی کھجوریں کھاتا رہا بلکہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کے زمانوں میں بھی اس توشہ دان کی کھجوریں ختم نہ ہوئیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا تو ان دنوں میرے گھر کا سامان چوری ہو گیا تھا۔ میرا وہ بابرکت توشہ دان بھی اسی لوٹ کھسوٹ کی نذر ہو گیا۔ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ میں نے اس سے کتنی کھجوریں کھائیں؟ میں نے اس سے دو سو وسق سے بھی زیادہ کھجوریں کھائی تھیں۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو میرے گھر میں کچھ جو موجود تھے، جو دیوار میں نصب شدہ لکڑی کے تختے پر پڑے ہوئے تھے۔ میں عرصہ دراز تک انہیں کھاتی رہی۔ ایک دن میں نے ان کو ناپ لیا تو وہ بہت جلد ختم ہو گئے۔

مسلم، بیہقی اور بزار رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر کھانا طلب کیا۔ آپ نے اسے کچھ وسق جو عطا فرمائے۔ وہ دونوں میاں بیوی اسے کھاتے رہے بلکہ مہمانوں کی خاطر تواضع بھی کرتے رہے۔ ایک دن انہوں نے ان کو پیمانے سے ناپ لیا (تو وہ جلد ختم ہو گئے)۔ جب وہ شخص دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم ان کا ناپ نہ کرتے تو ہمیشہ کھاتے رہتے اور وہ کبھی ختم نہ ہوتے۔"

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے شادی کے اخراجات کے سلسلے میں حضور نبی کریم ﷺ سے امداد طلب کی۔ آپ نے انہیں تیس صاع جو عطا فرمائے۔ حضرت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ ماہ تک انہیں کھاتے رہے۔ پھر جب ہم نے پیمانے سے ان کو ناپا تو وہ اتنے ہی تھے جتنے کہ ہم نے رکھے تھے۔ میں نے حضور ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اگر تم انہیں نہ ناپتے تو ساری زندگی کھاتے رہتے۔"

حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ (اپنی مسند میں)، نسائی ("الکنی" میں) نیز طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالعزی بن سلامہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے بکری ذبح کرنے کے لئے عطا فرمائی۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بال بچوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ اگر ان کے لئے بکری ذبح کی جاتی تو انہیں بوٹی بوٹی بھی نہ آتی تھی مگر حضور ﷺ کی عطا کی ہوئی اس بکری میں اتنی برکت ہوئی کہ پہلے تو حضور ﷺ نے خود اس کا کچھ گوشت تناول فرمایا۔ پھر فرمایا:

"اے ابو خناس! اپنا ڈول مجھے دے دو۔" میں نے ڈول پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس میں بچا ہوا گوشت رکھ کر یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاَبِی خَنَّاس.

یا اللہ! ابو خناس کے لئے برکت عطا فرما۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے گھر لے گئے اور گھر والوں کے سامنے دستر خوان پر گوشت ڈال کر کہا سب مل جل کر کھاؤ۔ چنانچہ اس کے بال بچوں نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر بھی بچ رہا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک برتن میں دودھ دوہا۔ آپ ﷺ نے دودھ نوش فرما لیا تو بچا ہوا دودھ انہوں نے خود پی لیا جس سے وہ سیراب ہو گئے۔ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑے سے دودھ سے سیراب ہو جانے پر بڑے حیران ہوئے۔ عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ! میں تو سات برتنوں کا دودھ پی کر بھی سیراب نہ ہوتا تھا۔"

احمد اور بزار رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر خدمت تھے کہ ایک لڑکا آیا اور عرض کرنے لگا:

"یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں ایک یتیم لڑکا ہوں۔ میری ایک یتیم بہن اور بیوہ ماں ہے۔ آپ ہمیں کھلائیں، اللہ تعالیٰ اپنے رزق سے آپ کو کھلائے گا۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ہمارے گھر چلے جاؤ۔ وہاں سے جو کچھ ملے، میرے پاس لے آؤ۔"

وہ لڑکا چلا گیا اور کاشانہ نبوی سے اکیس کھجوریں لے آیا اور ساری کھجوریں حضور ﷺ کے ہاتھ

میں دے دیں۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے دہن مقدس کی طرف اشارہ فرمایا۔ ہم نے دیکھا کہ آپ برکت کی دعا فرما رہے ہیں۔ پھر فرمایا:

"بچے! یہ سات کھجوریں تمہاری اپنی، سات تمہاری امی کی اور سات تمہاری بہن کی ہیں۔"

جب وہ لڑکا کھجوریں لے گیا تو ان میں اتنی برکت ہوئی کہ وہ شام کے کھانے میں بھی ایک کھجور کھاتا تھا اور صبح کے کھانے میں بھی ایک ہی کھجور کافی ہو جاتی تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہ سند شعبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد گرامی غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی سات بیٹیاں تھیں۔ ان کے ذمہ بہت سا قرض واجب الادا تھا۔ جب کھجوروں کے پھل توڑنے کا وقت آیا تو میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو معلوم ہے کہ جب میرے والد صاحب شہید ہوئے تو ان پر بہت سا قرض تھا۔ اب میری خواہش ہے کہ آپ قرض خواہوں کے سامنے تشریف لے آئیں تاکہ وہ آپ کو دیکھ لیں (ممکن ہے اس طرح وہ قرض کے مطالبے میں نرمی کریں)۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جاؤ اور کھجور کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگا دو۔"

میں نے حکم کی تعمیل کی پھر حضور ﷺ کو دعوت دی۔ آپ تشریف لائے اور سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے۔ پھر اس کے پاس بیٹھ گئے۔ فرمایا:

"قرض خواہوں کو بلاؤ۔"

آپ ﷺ کھجوریں ناپ ناپ کر قرض خواہوں کو عطا فرماتے رہے حتیٰ کہ میرے والد کا سارا قرض ادا ہو گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ میرے والد صاحب کا قرض ادا ہو جائے خواہ میری بہنوں کے لئے ایک کھجور بھی نہ بچے۔ مگر قسم بخدا! کھجور کے سب ڈھیر بچ گئے۔ جب میں نے اس ڈھیر کو دیکھا جس کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے تو مجھے یوں محسوس ہوا گویا اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہ بہ سند وہب بن کیسان حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کے والد صاحب کا انتقال ہوا تو ان کے ذمہ ایک یہودی کا تیس وسق قرضہ تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودی سے مہلت مانگی تو اس نے انکار کر دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے سفارش کرنے کے لئے عرض کیا۔ آپ نے

یہودی سے فرمایا کہ وہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ کھجوریں قرض کے عوض لے لیں جو درختوں پر لگی ہوئی ہیں مگر وہ نہ مانا۔ پھر رسول اللہ ﷺ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درختوں کے پاس تشریف لے آئے۔ تھوڑی دیر تک چہل قدمی فرماتے رہے پھر فرمایا: جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھجوریں توڑ کر کو قرضہ ادا کردو۔ جب حضور تشریف لے گئے تو انہوں نے کھجوریں توڑ لیں۔ یہودی کو تیس وسق پورے کر دیئے اور سترہ وسق پھر بھی بچ گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات بتائی تو انہوں نے فرمایا:

"جب رسول اللہ ﷺ ان درختوں کے پاس محو خرام تھے تو مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان میں ضرور برکت عطا فرمائے گا۔"

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ دونوں روایات میں کوئی تضاد نہیں۔ پہلی روایت ان قرض خواہوں کے متعلق ہے جو سب سے پہلے آئے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے تشریف لا کر ان کا قرض ادا فرما دیا تھا جبکہ دوسری روایت یہودی کے متعلق ہے جو بعد میں اپنے قرض کا تقاضا کرنے آیا تھا اور حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ درختوں پر جو کھجوریں باقی رہ گئی ہیں انہیں توڑ کر اس کا قرض ادا کردو۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ بہ سند صحیح عنزی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب میرے والد گرامی نے شہادت پائی تو ان پر بہت سا قرض تھا............ پھر پوری حدیث مذکور ہے............ اس میں ہے کہ میں نے اپنی اہلیہ سے کہا:

"آج دوپہر کے وقت رسول خدا ﷺ ہمارے ہاں تشریف لا رہے ہیں۔"

جب حضور ﷺ نے ہمارے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمایا تو آپ ﷺ کے لئے بستر بچھایا گیا۔ آپ ﷺ اس پر استراحت فرما ہو گئے۔ میں نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا۔ جب حضور ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے اس کا گوشت آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلالو۔" پھر فرمایا: "ان کے پاس بیٹھے تمام حواریوں کو بھی بلالو۔"

یہ سب حضرات آگئے اور انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا پھر بھی بہت سا گوشت بچ گیا۔

طبرانی، ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ ("المعرفہ" میں) اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو رجاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اور ایک انصاری کے باغ میں داخل ہو گئے۔ انصاری پانی نکال کر کھیتی کو سیراب کر رہا تھا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"اگر میں تمہارا باغ سیراب کر دوں تو تم مجھے کتنی اجرت دو گے۔" انہوں نے عرض کی: "میں اسے سیراب کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا ہوں، پھر بھی سیراب نہیں کر سکتا (آپ کے لئے تو یہ کام بہت مشکل ہو گا)۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں سیراب کر دوں تو کیا سو کھجوریں دو گے۔" انہوں نے عرض کی: "ٹھیک ہے حضور!"

رسول خدا ﷺ نے ڈول پکڑا اور تھوڑی ہی دیر میں سارا باغ سیراب کر دیا۔ باغ میں پانی اتنا زیادہ ہو گیا تھا کہ انصاری نے کہا کہیں میرا باغ پانی میں ڈوب نہ جائے۔ حضور ﷺ نے حسب وعدہ سو کھجوریں لے لیں۔ پھر حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے مل بیٹھ کر وہ کھجوریں کھائیں اور انصاری کو بھی اس کی دی ہوئی سو کھجوریں واپس کر دیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ دوس کی ایک عورت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا تو انہیں ایسے ہمراہی کی تلاش تھی جو انہیں بارگاہ رسالت تک پہنچا دے۔ انہیں ایک یہودی ملا۔ اس نے کہا: "میں تمہیں پہنچا دوں گا۔" ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں: "ذرا ٹھہرو۔ میں مشکیزے میں پانی بھر لوں۔ یہودی نے کہا: "میرے پاس پانی ہے۔"

حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہودی کے ساتھ روانہ ہو گئیں۔ شام ہوئی تو یہودی سواری سے اترا اور شام کے کھانے کے لئے دستر خوان بچھایا۔ ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔ آؤ کھانا کھا لیں۔ وہ بولیں: "پہلے مجھے پانی پلاؤ۔ میں پیاسی ہوں۔ میں جب تک پانی نہ پی لوں، کھانا نہیں کھا سکتی۔" یہودی نے کہا: "تو یہودیت اختیار کر لے ورنہ میں تجھے پانی نہیں دوں گا۔"
ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا:

"واللہ! میں کبھی یہودیت اختیار نہیں کروں گی۔"

یہ ایمان افروز جواب دے کر وہ اپنے اونٹ کے پاس آئیں۔ اس کے پاؤں میں رسی باندھی اور اس کے گھٹنے پر سر رکھ کر سو گئیں۔

ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "میں سو رہی تھی کہ اچانک ٹھنڈک کے احساس نے مجھے بیدار کر دیا۔ پانی کا ایک ڈول میری پیشانی پر آ گرا تھا۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو مجھے ایسا پانی نظر آیا جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں نے وہ آبِ شیریں نوش جاں کیا حتیٰ کہ سیراب ہو گئی پھر مشکیزے پر تھوڑا سا پانی چھڑکا اور اسے بھر لیا۔ بعد ازاں وہ ڈول اوپر اٹھا لیا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان کی وسعتوں میں گم ہو گیا۔

صبح ہوئی تو یہودی آ گیا۔ کہنے لگا: "ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا!" میں نے کہا: "واللہ! میرے اللہ نے مجھے پانی پلادیا ہے۔" وہ طنز آمیز لہجے میں بولا: "کہاں سے پانی آیا ہے؟ آسمان سے اترا ہے؟" میں نے کہا: "ہاں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مجھ پر پانی نازل فرمایا پھر اوپر اٹھا لیا گیا اور آسمان میں جا کر گم ہو گیا۔"

پھر وہ روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئیں اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کی خدمت میں ہبہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی شادی کر دی اور فرمایا۔ ام شریک کو تیس صاع دے دو۔ پھر فرمایا:

"انہیں کھاتے رہو اور انہیں کبھی نہ ناپنا۔"

ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گھی کا ایک مشکیزہ تھا جسے وہ ہدیہ کے طور پر حضور ﷺ کے پاس بھیجنا چاہتی تھیں۔ انہوں نے اپنی باندی سے کہا: "گھی کا یہ مشکیزہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچادو۔"

باندی اسے لے کر بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں پہنچی۔ صحابہ کرام نے مشکیزہ لے کر گھی نکالا اور باندی کو واپس کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اسے لٹکا دینا اور اس کا منہ نہ باندھنا۔"

چنانچہ مشکیزہ کو اس کی اپنی جگہ پر لٹکا دیا گیا۔ جب حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں داخل ہوئیں اور مشکیزے پر نظر پڑی تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔ وہ سمجھیں شاید باندی اسے حضور ﷺ کے پاس نہیں لے گئی اور باندی سے کہا: "میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ یہ مشکیزہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جانا۔" باندی نے کہا: "اللہ کی قسم! میں آپ کے حکم کے مطابق اسے لے گئی تھی اور پھر اسے خالی کروا کے واپس لے آئی تھیں۔ اس میں ایک قطرہ بھی نہ تھا البتہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا:

"اسے لٹکا دینا اور اس کا منہ بند نہ کرنا۔"

میں نے اسے پہلی جگہ پر لٹکا دیا تھا...... اور بس۔"

حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر والے اس مشکیزے کا گھی تادم واپسیں کھاتے رہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ام شریک کو جو تیس صاع جو عطا فرمائے تھے انہیں وزن کیا گیا تو وہ ابھی تک پورے تیس صاع موجود تھے۔ ان میں ذرا بھی کمی نہ ہوئی تھی۔

باب

معجزات مصطفیٰ کے چند دیگر واقعات

(گھی اور پانی کا مشکیزہ، آٹے کی چکی اور بکری کا شانہ)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گھی کا ایک مشکیزہ تھا۔ وہ اس کا گھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا کرتی تھیں۔ جب ان کے گھر میں سالن نہ ہوتا اور ان کے بیٹے سالن مانگتے تو وہ اپنے اسی مشکیزہ سے گھی نکال لیا کرتیں۔ اس کا گھی کبھی ختم نہ ہوتا تھا اور ہمیشہ ان کے گھر میں سالن کی جگہ استعمال ہوتا تھا حتیٰ کہ حضرت ام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دن اسے نچوڑ لیا (اور اس کا گھی ختم ہو گیا) پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور صورت حال عرض کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کیا تم نے اسے نچوڑ لیا تھا؟"

انہوں نے عرض کی: "جی ہاں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم ایسا نہ کرتیں اور یونہی گھی نکالتی رہتیں تو اس کا گھی کبھی ختم نہ ہوتا۔"

ابن سعد، ابوزبیر رحمہما اللہ تعالیٰ سے، وہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس گھی کا ایک مشکیزہ ہوا کرتا تھا جس کا گھی وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی بھیجا کرتی تھیں۔ ایک دن ان کے بچوں نے گھی مانگا تو گھر میں گھی موجود نہ تھا۔ جب انہوں نے مشکیزہ دیکھا تو وہ گھی سے لبالب بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے بچوں کو برتن میں گھی ڈال دیا اور وہ ایک عرصے تک اس کا گھی کھاتے رہے۔ ایک دن یہ دیکھنا چاہا کہ کتنا گھی باقی رہ گیا ہے اور باقی ماندہ سارا گھی ایک برتن میں ڈال لیا تو وہ ختم ہو گیا۔ جب وہ رسول پاک سید لولاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تم نے اس کا سارا گھی برتن میں ڈال لیا تھا۔ اگر تم ایسا نہ کرتیں تو وہ عرصہ دراز تک ختم نہ ہوتا۔"

ابن ابی شیبہ، طبرانی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ یحییٰ بن جعدہ سے، وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت ام مالک انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ رسول اللہ

ﷺ کے پاس گھی کا مشکیزہ لے کر حاضر ہوئیں۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ گھی لے لو۔ انہوں نے مشکیزے کو اچھی طرح نچوڑ کر واپس کر دیا۔ جب وہ اپنے گھر واپس پہنچیں تو مشکیزہ گھی سے لبالب بھرا ہوا تھا پھر جب انہوں نے نبی پاک ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ اللہ تعالیٰ کی برکت ہے جو اس نے تمہیں بہت جلد عطا فرما دی۔"

طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ام اوس بہزیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے گھی بنایا، اسے مشکیزے میں ڈالا اور نبی پاک ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے قبول فرما لیا اور تھوڑا سا گھی مشکیزے میں رہنے دیا۔ پھر اس میں پھونک مار کر برکت کی دعا فرمائی۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا: "انہیں مشکیزہ واپس کر دو۔" انہوں نے واپس کیا تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔ وہ سمجھیں کہ شاید حضور ﷺ نے ان کا نذرانہ قبول نہیں فرمایا ہے۔ وہ اسی غم میں روتی ہوئی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی:

"حضور ﷺ! میں نے تو صرف آپ کی خاطر گھی بنایا تھا تاکہ آپ اسے تناول فرمائیں۔"

یہ سن کر حضور ﷺ کو یقین ہو گیا کہ آپ کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

"ام اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہو کہ اب وہ خود اس کا گھی کھائے اور برکت کی دعا کرتی رہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ کی ساری حیات مبارکہ میں وہ اس مشکیزے کا گھی کھاتی رہیں بلکہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کے علاوہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی باہمی آویزش کے زمانے تک وہ اس بابرکت مشکیزے کے گھی سے متمتع ہوتی رہیں۔

ابویعلی، طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدۂ محترمہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بکری کا گھی ایک مشکیزے میں جمع کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے مشکیزہ خالی کر کے واپس کر دیا اور ایک کیل کے ساتھ اسے لٹکا دیا گیا۔ جب حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر آئیں تو دیکھا کہ مشکیزہ گھی سے بھرا ہوا ہے اور اس سے گھی چھلک رہا ہے۔ وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئیں اور اس برکت کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم تعجب کرتی ہو۔ جس طرح تم نے اللہ کے نبی کو گھی کھلایا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے

تمہیں بھی گھی عطا فرمادیا ہے۔ اب تم خود بھی اسے کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔"

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے گھر واپس آ کر کئی پیالے گھی سے بھر کر لوگوں میں تقسیم کئے اور کچھ گھی مشکیزہ میں رہنے دیا جسے ہم ایک یا دو ماہ تک کھاتے رہے۔"

طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ کثیر بن زید سے، وہ محمد بن عمرو بن حمزہ اسلمی سے، وہ اپنے والد سے اور وہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام باری باری حضور علیہ السلام کے لئے دعوت طعام کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ ایک رات ایک صحابی کے گھر میں اور اگلی رات دوسرے صحابی کے گھر میں۔ اس طرح ایک رات مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی۔ میں نے کھانا پکوایا اور آپ علیہ السلام کے پاس لے آیا۔ اچانک مشکیزہ لڑھکا اور اس کا سارا گھی گر گیا۔ میں نے کہا حضور علیہ السلام کے کھانے کو گرانے کا ذمہ دار میں ہوں۔ یہ دیکھ کر حضور علیہ السلام نے فرمایا: مشکیزہ کے پاس جا کر دیکھو۔ میں نے عرض کیا۔ حضور علیہ السلام! میں کیسے دیکھوں۔ گھی تو بہہ گیا ہے۔ بہر حال میں نے ہمت کر کے مشکیزہ دیکھا تو اس میں سے کچھ آواز سنائی دی۔ سوچا شاید کچھ گھی بچ گیا ہے۔ میں نے جلدی سے اٹھایا تو وہ کناروں تک بھرا ہوا تھا۔ میں نے فوراً اس کا منہ باندھ دیا۔ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا: "اگر تم اس کا منہ نہ باندھتے تو وہ منہ تک بھر جاتا۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ سعید بن سلیمان سے، وہ خالد بن عبداللہ سے، وہ حصین سے اور وہ سالم بن ابوالجعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے کسی کام کے لئے دو آدمی بھیجے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ علیہ السلام! ہمارے پاس زاد راہ نہیں ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ایک مشکیزہ لے آؤ۔ وہ فوراً لے آئے۔ ہم نے اسے پانی سے بھر دیا اور حضور علیہ السلام نے اس کا منہ باندھ کر فرمایا:

"تم اپنے سفر پر روانہ ہو جاؤ۔ جب تم فلاں جگہ پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے کھانے پینے کے لئے رزق بھیج دے گا۔"

چنانچہ وہ روانہ ہو گئے۔ جب اس جگہ پہنچے جس کی نشان دہی حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمائی تھی تو انہوں نے مشکیزہ کھولا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں دودھ اور مکھن موجود ہے۔ انہوں نے یہ رزق خداوندی کھایا پیا اور سیر ہو گئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ابن سیرین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ اس کے گھر میں کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ اپنے اہل و عیال کی یہ حاجت مندی دیکھ کر اس نے جنگل کا رخ کیا اور بارگاہ الٰہی میں التجا کی:

"مولا! اتنا تو عطا فرما کہ ہم آٹا گوندھ کر بال بچوں کے لئے روٹیاں پکا سکیں۔"

اچانک اس نے دیکھا کہ ایک برتن روٹیوں سے بھرا ہوا ہے، آٹے کی چکی چل رہی ہے اور تنور گرم ہے۔ جب وہ گھر آیا تو پوچھا: کیا کوئی چیز ہے؟ اس کی بیوی نے کہا:

"ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے رزق بھیج دیا ہے۔"

اس نے چکی کو اٹھا کر سارا آٹا جھاڑ لیا پھر جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ تَرَكْتَهَا لَدَارَتْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

اگر تم چکی کو چلنے دیتے تو وہ قیامت تک چلتی رہتی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند سعید بن ابو سعید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری شخص بڑا ہی حاجت مند تھا۔ ایک دن اس کے گھر میں کوئی چیز نہ تھی اور وہ کہیں باہر چلا گیا۔ اس کی بیوی نے سوچا کہ اگر میں چکی چلا دوں اور تنور میں کھجور کی شاخیں ڈال کر آگ جلا لوں تو چکی کی آواز سن کر اور آگ کا دھواں دیکھ کر پڑوسی یہی سمجھیں گے کہ ان کے گھر میں کھانے پینے کا سامان موجود ہے اور یہ کنگال نہیں ہیں (اس طرح ہمارا بھرم رہ جائے گا اور پڑوسیوں کی نظر میں ہماری سبکی یا خفت نہ ہو گی)۔ وہ اسی خیال سے اٹھی، تنور جلایا اور چکی چلائی۔ اتنے میں اس کا شوہر بھی آ گیا۔ چکی چلنے کی آواز سن کر بولا: کیا پیس رہی ہو؟ بیوی نے اسے صورت حال سے آگاہ کیا۔ جب وہ گھر کے اندر داخل ہوا تو یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ چکی چل رہی ہے اور اس سے آٹا نکل رہا ہے۔ وہ آٹے سے اپنے برتن بھرنے لگے حتیٰ کہ ان کے گھر کا کوئی برتن خالی نہ بچا، سب آٹے سے بھر گئے۔ جب وہ نیک بخت خاتون تنور کے پاس آئی تو دیکھا کہ وہ بھی روٹیوں سے بھرا ہوا ہے پھر جب اس کا خاوند رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس حیرت انگیز واقعہ کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا:

"پھر تم نے چکی کے ساتھ کیا کیا؟"

انہوں نے کہا: "میں نے اسے اٹھا کر اس کا سارا آٹا جھاڑ لیا تھا۔"

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیتے تو جب تک تم زندہ رہتے وہ اسی طرح چلتی رہتی۔"

اس روایت کی اسناد صحیح ہے۔

احمد، دارمی، ابن سعد، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند شہر بن حوشب حضرت ابو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خاطر ہانڈی پکائی۔ آپ

ﷺ نے فرمایا:

"مجھے شانہ دے دو۔"

میں نے دیا۔ آپ نے تناول فرما لینے کے بعد پھر فرمایا۔ "مجھے شانہ دے دو"

میں نے دوسرا شانہ بھی حاضر کر دیا۔ آپ ﷺ نے تیسری بار فرمایا:

"مجھے شانہ دے دو۔"

میں نے عرض کی: "حضور! بکری کے کتنے شانے ہوتے ہیں؟"

یہ سن کر سید العرب والعجم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تم خاموش رہتے تو جب تک میں شانہ مانگتا جاتا، تم دیتے جاتے۔"

احمد، ابن سعد، ابو یعلی، طبرانی، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمھم اللہ تعالیٰ چار مختلف سندوں سے حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے لئے بکری ذبح کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے شانہ دے دو۔"

میں نے آپ ﷺ کو شانہ دے دیا۔ پھر فرمایا:

"مجھے شانہ دے دو۔"

میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں دوسرا شانہ بھی پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ پھر شانہ طلب فرمایا تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! "بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔"

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم خاموش رہتے تو جب تک میں مانگتا جاتا تم مجھے شانے دیتے جاتے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بکری پکائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اس کا شانہ دے دو۔" میں نے شانہ دے دیا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: "مجھے شانہ دے دو۔" میں نے دوسرا شانہ بھی حاضر خدمت کر دیا۔ حضور ﷺ نے تیسری بار پھر شانہ طلب فرمایا تو میں نے عرض کی: "حضور ﷺ! بکری کے دو ہی تو شانے ہوتے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم اور شانے ڈھونڈتے تو تمہیں مل جاتے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ چند دیگر واسطوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے بکری ذبح فرمائی اور فرمایا: بچے! اس کا شانہ لے آ۔ وہ لڑکا شانہ لے گیا۔ پھر فرمایا: شانہ لے آ۔ وہ دوسرا شانہ لے آیا۔ حضور ﷺ نے تیسرا شانہ طلب فرمایا تو اسے تیسرا شانہ بھی مل گیا اور وہ بارگاہ نبوی میں لے آیا۔ جب حضور ﷺ نے چوتھا شانہ طلب فرمایا تو اس سے نہ رہا گیا۔ کہنے لگا:

"یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے صرف ایک بکری ذبح فرمائی تھی حالانکہ میں آپ ﷺ خدمت میں تین شانے لا چکا ہوں۔"

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم خاموش رہتے تو جب تک میں مانگتا جاتا تم شانے لاتے رہتے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے چند دیگر واسطوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک تیسری روایت بھی نقل فرمائی ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے بکری کا شانہ طلب فرمایا اور اسے تناول فرمالیا۔ پھر دوسرا شانہ طلب فرمایا اور اسے بھی تناول فرمالیا۔ پھر تیسرا شانہ طلب فرمایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ! بکری کے صرف دو شانے ہوتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اگر تم خاموش رہتے تو تمہیں مزید شانے بھی مل جاتے۔"

حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ احادیث ذکر کرنے کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ تاجدار انبیاء فخر المرسلین، محبوب رب العالمین ﷺ کی اس فضیلت کا علم ہو جائے کہ آپ جب بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتے، آپ کو ضرور عطا فرمائی جاتی خواہ اس چیز کا حصول مافوق العادت کیوں نہ ہوتا۔ یہ ہمارے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی مابہ الامتیاز خصوصیت ہے۔

باب

جنتی کھانوں سے ضیافت کا اہتمام

احمد، دارمی، نسائی، حاکم، بزار، ابو یعلی اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت سلمہ بن نفیل سکونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ کسی نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے پاس کبھی آسمان سے کھانا آیا ہے؟"

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے پاس کبھی جنت سے کھانا آیا ہے؟"

حضور ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔"

سائل نے کہا: "کیسے آیا؟"

فرمایا: "ایک ہنڈیا میں آیا تھا۔"

پوچھنے والے نے عرض کی: "کیا آپ کے تناول فرمانے کے بعد کھانا بچا بھی تھا؟"

فرمایا: "ہاں۔ بچا تھا۔"

اس نے عرض کی: "تو اس بچے ہوئے کھانے کا کیا ہوا؟"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"اسے آسمان پر اٹھالیا گیا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ایک نہ ایک دن میری روح قبض کرلی جائے گی۔ میں تمہارے پاس ہمیشہ نہیں رہوں گا اور میرے بعد تم بھی زیادہ دیر نہ رہو گے۔ یکے بعد دیگرے گروہ در گروہ میرے پاس آتے جاؤ گے۔ قیامت سے پہلے بہت بڑی تباہی ہو گی اور اس کے بعد زلزلے آئیں گے۔"

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "مختصر المستدرک" میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث پاک غریب، صحیح ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ بہ سند حارث بن محمد حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا۔ ایک شخص اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا۔ آج رات رسول اللہ ﷺ کے لئے (جنت سے) ضیافت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو اس ضیافت کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے عرض کی: "حضور ﷺ! کیسی ضیافت تھی؟" فرمایا: "کچھ کھانا آسمان سے آیا تھا۔ ایک ہنڈیا بھی تھی۔" میں نے عرض کی: "بچا ہوا کھانا کہاں ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "آسمان پر اٹھا لیا گیا۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حفص بن عمرو دمشقی سے، وہ عقیل بن خالد سے، وہ ابن شہاب سے، وہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی:

"آپ کا رب کریم آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اس نے مجھے آپ کی خاطر یہ خوشہ انگور عطا فرمایا ہے تاکہ آپ اسے تناول فرمائیں۔"

حضور ﷺ نے انگوروں کا گچھا لے لیا۔

اس روایت میں حفص بن عمر دمشقی ہیں جو "صاحب حدیث قطف" (یعنی خوشہ انگور والی حدیث کے راوی) کے نام سے مشہور ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس کی تابع حدیث اور کوئی نہیں ہے۔ یہ 170ھ میں فوت ہوئے۔

ابو عبدالرحمٰن سلمی "کتاب الاطعمہ" میں حضرت حوطہ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں (اس سند میں ایک کذاب راوی بھی ہے)۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا:

"کیا آپ کے پاس کبھی جنت سے کھانا آیا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں۔ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس جنت سے خَبِیص (کھجور اور گھی سے تیار شدہ کھانا) لائے تھے۔ میں نے اسے کھالیا تھا۔"

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "الاصابہ" میں فرماتے ہیں کہ یہ موضوع حدیث ہے۔

حیوانات سے متعلق معجزات

اونٹ اور اونٹی کا واقعہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بنو سلمہ قبیلے کا ایک اونٹ بدمست ہو گیا۔ لوگوں پر حملہ کرتا اور پکڑنے نہ دیتا تھا چونکہ وہ باغ کی چار دیواری کے اندر تھا اور وہ اسی اونٹ پر پانی بھر کر لاتے اور باغ کو سیراب کرتے تھے، اس لئے اب ان کا نخلستان پیاسا رہ گیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے اس پریشانی کی شکایت کی گئی تو آپ ﷺ نخلستان کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی:

"یارسول اللہ ﷺ! آپ باغ کے اندر تشریف نہ لے جائیں مبادا اونٹ آپ ﷺ کو کوئی نقصان پہنچادے۔"

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سب اندر چلو۔ تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

فَلَمَّا رَاٰهُ الْجَمَلُ أَقْبَلَ يَمْشِىْ وَاضِعًا رَأسَهٗ حَتّٰى قَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَسَجَدَ.

جب اونٹ نے رحمت عالم ﷺ کو دیکھا تو سر جھکا کر آپ کے پاس چلا آیا۔ پہلے آپ کے سامنے باادب کھڑا رہا پھر سجدے میں گر گیا۔

سید العالمین ﷺ نے فرمایا:

اِئْتُوْا جَمَلَكُمْ فَاخْطِمُوْهُ.

اپنے اونٹ کے پاس آجاؤ اور اسے نکیل ڈال دو۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بارگاہ نبوت میں حاضر تھے کہ کسی نے آکر عرض کی کہ فلاں قبیلے کا اونٹ سرکش ہو کر بھاگ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ چلے گئے۔ وہاں پہنچ کر ہم نے عرض کی۔

"یارسول اللہ ﷺ! آپ اس کے قریب تشریف نہ لے جائیں۔ ہمیں یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔"

مگر رسول اللہ ﷺ اونٹ کے قریب تشریف لے گئے۔ جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو سجدے میں گر گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کے سر پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا: "نکیل لے آؤ۔" جب نکیل لائی گئی تو حضور ﷺ نے اسے نکیل ڈال کر فرمایا:

"اونٹ کے مالک کو بلاؤ۔"

اسے بلایا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَحْسِنْ عَلْفَهٗ وَلَا تَشُقَّ عَلَيْهِ فِى الْعَمَلِ.

اسے اچھی طرح چارہ ڈالا کرو اور اس سے زیادہ مشکل کام نہ لیا کرو۔

بیہقی، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! ہمارے اونٹ نے باغ کے اندر ڈیرا جمالیا ہے۔"

حضور رحمت عالم ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور اونٹ سے فرمایا:

"ادھر آجا۔" وہ سر جھکا کر آپ کے پاس حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے نکیل ڈال کر مالک کے حوالے کر دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَأَنَّهُ عَلِمَ أَنَّكَ نَبِيٌّ.

یارسول اللہ! گویا اونٹ کو پتہ چل گیا ہے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"روئے زمین کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں سوائے کافر جن وانس کے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بنو قیس کے ایک عمر رسیدہ شخص سے سنا جو اپنے والد سے روایت کر کے بتا رہے تھے کہ ہماری ایک سرکش اونٹنی تھی۔ وہ کسی طور ہمارے قابو میں نہ آتی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے اس کے قریب جا کر اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو وہ دودھ سے بھر گئے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کا دودھ دوہ کر نوش فرمالیا۔

ابن ابی شیبہ، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ کھڑا تھا۔ اس نے جونہی نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو آپ کی طرف لپک کر آیا اور اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا:

"اس کا مالک کون ہے؟"

ایک انصاری جوان نے حاضر ہو کر عرض کی: "یہ میرا اونٹ ہے۔"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کیا تم اس بے زبان جانور کے متعلق اللہ سے نہیں ڈرتے جس نے تمہیں اس کا مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور سخت مشکل کام لیتے ہو۔"

احمد، ابن ابی شیبہ، دارمی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں بنو نجار کے ایک باغ میں گئے۔ وہاں ایک اونٹ تھا۔ جو کوئی باغ میں داخل ہوتا، اونٹ اس پر حملہ کر دیتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے بلایا تو وہ اپنے ہونٹ زمین پر رگڑتا ہوا آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نکیل لے آؤ۔" آپ ﷺ نے نکیل ڈال کر اسے اس کے مالک کے حوالے کر دیا پھر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"زمین و آسمان کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے نافرمان جن وانس کے۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک بدکا ہوا اونٹ آیا۔ اس نے اپنا سر آغوش نبوت میں رکھ دیا اور منہ سے کچھ بڑبڑانے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"یہ اونٹ کہتا ہے کہ اس کا مالک اپنے باپ کی طرف سے دعوت طعام کرنا چاہتا ہے اور اس ضیافت میں اسے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اب یہ میرے پاس فریاد لے کر آیا ہے۔"

جب اونٹ کا مالک آیا تو حضور ﷺ نے اس سے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے تسلیم کیا کہ واقعی وہ اسے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اونٹ کے لئے سفارش فرمائی کہ وہ اسے ذبح نہ کرے۔ چنانچہ اس کے مالک نے اسے ذبح نہ کیا۔

احمد اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ چند آدمیوں کے مابین تشریف فرما تھے کہ اونٹ آیا اور آتے ہی سجدے میں گر گیا۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے تو ایک اونٹ آپ ﷺ کے پاس آیا اور سجدہ ریز ہو گیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ثعلبہ بن ابو مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنو سلمہ کے ایک آدمی نے پانی بھر کر لانے کے لئے ایک اونٹ خریدا اور اسے باڑے میں لے گیا۔ وہ سرکش ہو گیا۔ جو شخص بھی باڑے میں جاتا تو وہ اسے کچلنے کے لئے چڑھ دوڑتا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے یہ صورت حال عرض کی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: باڑے کا دروازہ کھول دو۔ لوگوں نے عرض کی: حضور ﷺ! ہمیں خطرہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ دے۔ فرمایا: کھولو تو سہی۔ جب دروازہ کھولا گیا اور اونٹ نے حضور ﷺ کو دیکھا تو فوراً سجدے میں گر گیا۔ یہ شان اعجاز دیکھ کر لوگ سبحان اللہ کہنے لگے۔ پھر بولے: "یا رسول اللہ ﷺ! اس جانور کی بہ نسبت ہم انسان آپ کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے زیادہ حقدار ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ يَنْبَغِيْ لِشَيْءٍ مِنَ الْخَلْقِ اَنْ يَسْجُدَ لِشَيْءٍ دُوْنَ اللّٰهِ لَا نْبَغِي لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا.

اگر یہ جائز ہوتا کہ کوئی مخلوق اللہ کے سوا کسی مخلوق کے سامنے سجدہ کرے تو پھر عورت کے لئے جائز ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے سجدہ کرے۔

طبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آپ ﷺ کے پاس آیا اور سجدہ ریز ہو گیا۔ مسلمانوں نے عرض کی:

"ہم نبی پاک ﷺ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔"
آپ ﷺ نے فرمایا:
"اگر میں کسی کو غیر خدا کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو پھر عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ جانتے ہو؟ یہ اونٹ کیا کہتا ہے۔ یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے چالیس سال اپنے مالکوں کی خدمت کی ہے۔ جب اس کی عمر بڑی ہوئی تو انہوں نے اس کے چارے میں کمی کر دی اور کام بڑھا دیا۔ اب ان کے ہاں شادی ہو رہی ہیں اور وہ چھریاں لے کر اسے ذبح کرنے پر تل گئے ہیں۔"
بعد ازاں حضور ﷺ نے اونٹ کے مالکوں کو بلایا اور انہیں اونٹ کی شکایت سے آگاہ کیا تو وہ بولے: "یا رسول اللہ ﷺ! اس اونٹ نے آپ کو بالکل سچی بات بتائی ہے۔" رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ تَدَعُوْهُ لِیْ.

میں چاہتا ہوں کہ تم میری خاطر اسے چھوڑ دو۔
ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری نے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی:
"یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے گھر میں ہمارا ایک اونٹ ہے۔ اس کے قریب جانا ممکن نہیں۔ کوئی اسے نکیل ڈالنے کی ہمت نہیں کرتا۔ اگر کوئی قریب جانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ مارنے کو چڑھ دوڑتا ہے۔"
حضور ﷺ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلے گئے۔ آپ نے گھر کا دروازہ کھولا تو نبی کریم ﷺ کو دیکھتے ہی اونٹ سجدے میں گر گیا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ حضور ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر نکیل طلب فرمائی۔ اس کے ناک میں نکیل ڈال کر مالک کے حوالے کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی:

قَدْ عَرَفَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَّكَ نَبِیُّ اللّٰهِ.

یا رسول اللہ! اس اونٹ نے جان لیا تھا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔
حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا يَعْرِفُ أَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ غَيْرَ كَفَرَةِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ.

کافر جنوں اور کافر انسانوں کے سوا دنیا کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

ابو نعیم، ابو ظلال رحمہما اللہ تعالیٰ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری کا اونٹ بدک کر بھاگ گیا۔ اس نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! میرا اونٹ بھاگ کر میری زمین میں بہت دور نکل گیا ہے۔ میں اس کے قریب نہیں جاسکتا۔ مجھے ڈر کہ کہیں وہ مجھے کھانہ جائے۔ حضور ﷺ اونٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو بلبلاتا ہوا آپ ﷺ کی طرف چلا آیا۔ گردن جھکا دی اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"میرا خیال ہے۔ یہ اونٹ تمہاری شکایت کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔"

وہ ایک رسی لے آیا اور حضور ﷺ نے اونٹ کی گردن میں رسی ڈال دی۔

احمد، بزار اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے حضرت حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ اونٹ آکر حضور ﷺ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی:

"یہ بے عقل جانور ہے اور آپ کے سامنے سجدہ کر رہا ہے۔ ہم عقل و شعور کے مالک انسان تو آپ کے سامنے سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں؟"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں دو اونٹ بلبلا رہے تھے اور خوب گھن گرج کے ساتھ آوازیں نکال رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ ان کے قریب تشریف لے گئے تو انہوں نے اپنی گردنیں زمین پر رکھ دیں۔ اس وقت جو لوگ حضور ﷺ کے ساتھ تھے وہ کہتے ہیں کہ اونٹوں نے حضور ﷺ کے سامنے سجدہ کیا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں دشمنوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ میں ایک اونٹ پر سوار تھا۔ میرا اونٹ تھک گیا تھا اور صحیح طرح سے چل نہ سکتا تھا۔ حضور ﷺ مجھ سے جا ملے۔ آپ ﷺ نے پوچھا:

"تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟"

میں نے عرض کی: "یہ بیمار ہے۔"

آپ ﷺ نے میرے اونٹ کو ڈانٹا اور پھر اس کے لئے دعا فرمائی تو وہ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ سب اونٹوں سے آگے آگے چلنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "اب تمہارا اونٹ کیسا ہے؟"
میں نے عرض کی: "ٹھیک ٹھاک ہے۔ آپ کی برکت اسے حاصل ہو گئی ہے۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کسی کام کے لئے بھیجا تو اس نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! میری اونٹنی اٹھ نہیں سکتی۔ حضور ﷺ اونٹنی کے پاس آئے اور اپنے قدم مبارک سے اسے ٹھوکر ماری۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
"قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! پھر میں نے دیکھا کہ وہی اونٹنی اپنے سوار سے بڑھتی جاتی تھی۔"

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ("کتاب الصحابہ" میں)، حسن بن سفیان، ابن ابی عاصم، بغوی اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ حکم بن ایوب سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا کہ میری اونٹنی رک گئی اور آگے چلنے کے قابل نہ رہی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے ڈانٹا تو وہ سب سواریوں سے آگے نکل گئی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضور نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ لوگ مجھ پر اونٹنی چوری کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔ وہ اونٹنی دروازے کے پیچھے سے بول پڑی۔
"قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو عزت و عظمت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اس نے مجھے چوری نہیں کیا اور اس کے علاوہ کوئی بھی میرا مالک نہیں ہے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔ اس میں یحییٰ بن عبداللہ مصری بھی ہیں جو عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں۔ میں انہیں نہیں جانتا اور نہ ان پر کوئی جرح کی گئی ہے۔"

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ راوی نے یہ روایت خود گھڑی ہے۔" میں (علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اس حدیث کی ایک دوسری سند بھی ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی سند سے جس میں مجہول راوی ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی:
"اس اعرابی نے یہ اونٹ چرا لیا ہے۔"

وہ اونٹ بلبلانے لگا اور کچھ دیر تک بلبلاتا رہا اور رسول اللہ ﷺ خاموشی سے اس کی آواز

سنتے رہے پھر اس شخص سے فرمایا:
"اس اعرابی پر الزام لگانے سے باز آجا۔ اس اونٹ نے گواہی دے دی ہے کہ تو جھوٹا ہے۔"
ابن شاہین اور ابن مندہ رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت مطلب بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حارث بن سواء کے بیٹوں سے کہا: "کیا تمہارا باپ وہی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت سے انکار کیا تھا۔" انہوں نے کہا: "ایسی بات نہ کرو۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک اونٹنی عطا فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے گا۔ اب جتنے مال مویشی ہمارے پاس ہیں سب اس کی وجہ سے ہیں۔"

باب

بھیڑ بکریوں کے واقعات

ابن سعد، بیہقی، ابو نعیم اور ابن سکن رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت نافع بن حارث بن کلدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں مجھے رسول اللہ ﷺ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ تقریباً چار صحابہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ وہاں پانی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ لوگ پیاس کی شدت سے بے قرار ہو گئے۔ اچانک تیز سینگوں والی ایک بکری رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئی۔ آپ ﷺ نے اس کا دودھ دوہ کر سارے لشکر کو سیراب کیا پھر فرمایا:
"اے نافع! یہ بکری تم لے لو مگر میرا خیال ہے کہ تم اسے اپنی ملکیت میں نہ رکھ سکو گے۔"
میں نے ایک لکڑی زمین میں گاڑی اور ایک رسی لے کر بکری کو مضبوطی سے باندھ دیا۔ رسول خدا ﷺ نے آرام فرمایا۔ صحابہ کرام بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا۔ جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ رسی کی گرہ کھلی ہوئی ہے اور بکری موجود نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أَوَمَا اَخبَرْتُكَ أَنَّكَ لَا تَمْلِكُهَا إِنَّ الَّذِیْ جَاءَ بِهَا هُوَ الَّذِیْ ذَهَبَ بِهَا.

میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا کہ تم اسے اپنی ملکیت میں نہ رکھو سکو گے۔ جو اسے لے کر آیا تھا وہی اسے لے گیا ہے۔

ابن عدی، بیہقی، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم ایک جگہ اترے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے سعد! اس بکری کا دودھ دوہ لاؤ۔" جبکہ میرے خیال میں وہاں کوئی بکری نہ تھی۔ جب میں وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بکری کھڑی ہے اور اس کے تھن دودھ سے لبالب بھرے ہوئے ہیں۔ میں نے اس کا دودھ نکالا۔ مجھے یاد نہیں کہ کتنی مرتبہ نکالا۔ پھر اس بکری کو اپنی حفاظت خاص میں لے لیا۔ ساتھیوں کو بھی تاکید کر دی کہ وہ اس بکری کا خاص خیال رکھیں۔ اس کے بعد ہم سفر کی مصروفیات میں ایسے کھو گئے کہ بکری کا خیال تک نہ رہا اور وہ کہیں گم ہو گئی۔ میں نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! بکری گم ہو گئی۔"

فرمایا: ذَهَبَ بِهَا رَبُّهَا. "اس کا رب اسے لے گیا ہے۔"

طیالسی، ابن سعد اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت خباب بن اُرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بکری لے گئی۔ آپ ﷺ نے اس کے پاؤں میں رسی باندھی اور اس کا دودھ دوہنا شروع کیا اور مجھ سے فرمایا: اپنا سب سے بڑا برتن لے آؤ۔ میں آٹا گوندھنے کا لگن آپ ﷺ کے پاس لے گئی۔ آپ ﷺ نے اتنا دودھ نکالا کہ وہ لگن بھر گیا۔ پھر فرمایا:

"تم خود بھی پیو اور پڑوسیوں کو بھی پلاؤ۔"

ہم حضور ﷺ کے پاس وہ بکری لے جایا کرتے تھے اور آپ ﷺ ہماری خاطر اس کا بہت سا دودھ نکال دیا کرتے تھے۔ دودھ کی اس فراوانی سے ہم خوشحال ہو گئے۔ ایک دن میرے والد صاحب آ گئے۔ انہوں نے بکری کے پاؤں میں رسی باندھی اور دودھ دوہنا شروع کیا تو پہلے کی طرح اس کا دودھ بہت کم نکلا۔ میری والدہ ماجدہ نے کہا: "تم نے ہماری بکری کا نقصان کر دیا ہے۔" انہوں نے کہا: "وہ کیسے؟" والدہ صاحبہ نے کہا: "اس کے دودھ سے یہ بڑا لگن بھر جایا کرتا ہے۔" والد صاحب نے پوچھا: "اسے کون دوہتا تھا۔" انہوں نے کہا: "رسول اللہ ﷺ۔" یہ سن کر میرے والد صاحب نے کہا:

وَقَدْ عَدَلْتِنِي بِهِ هُوَ وَاللّٰهِ اَعْظَمُ بَرَكَةً.

تو نے مجھے حضور ﷺ کے برابر سمجھ لیا ہے؟ اللہ کی قسم! وہ بڑی برکتوں والے ہیں۔

ابن ابی شیبہ، احمد، طبرانی اور ابن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

صاحبزادی سے روایت کرتے ہیں کہ عہد نبوی کی بات ہے کہ میرے والد صاحب ایک جنگ پر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد اللہ کے پیارے رسول ﷺ ہماری خبر گیری فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ تشریف لاتے اور ہماری بکری کا دودھ نکال دیتے جس سے بڑا لگن بھر جایا کرتا۔ جب میرے والد صاحب جنگ سے واپس آئے اور انہوں نے بکری کا دودھ نکالا تو اس کا دودھ سابقہ حالت پر پلٹ گیا یعنی بہت کم نکلا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے قبول اسلام کا آغاز کچھ اس طرح ہوا کہ میں ایک یتیم لڑکا تھا۔ اپنی والدہ اور خالہ کے ہاں رہتا اور بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ اکثر مجھے یہ نصیحت کیا کرتیں کہ بیٹے! اس شخص کے پاس کبھی نہ جانا یعنی حضور نبی پاک ﷺ۔ اگر تم اس کے پاس جاؤ گے تو وہ تمہیں گمراہ کر دے گا۔ ادھر میرا طریقہ کار یہ تھا کہ میں چراگاہ میں اپنی بکریاں چھوڑ کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہو جاتا اور آپ ﷺ کے پاس رہ کر احادیث مبارکہ سنا کرتا تھا۔ پھر شام کو بکریاں ہانک کر اپنے گھر واپس چلا جاتا۔ میری بکریاں دن بہ دن کمزور ہوتی جا رہی تھیں، ان کے تھن خشک ہو رہے تھے۔ میری خالہ کہتیں: ”تمہاری بکریوں کو کیا ہو گیا ہے؟ ان کے تھن خشک کیوں ہو گئے ہیں؟“ میں کہتا: مجھے کچھ معلوم نہیں۔ دو تین دن میرا یہی معمول رہا پھر میں مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ میں نے حضور ﷺ کے سامنے اپنی خالہ اور بکریوں کا معاملہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی بکریاں میرے پاس لے آؤ۔“ میں حضور ﷺ کے پاس اپنی بکریاں لے گیا۔ آپ ﷺ نے ان کے تھنوں اور پیٹھوں پر دست مبارک پھیرا اور ان میں برکت کی دعا فرمائی۔ آپ ﷺ کی کرم نوازی سے میری بکریاں موٹی اور فربہ ہو گئیں اور ان کے تھن بھی دودھ سے بھر گئے۔ جب میں اپنی بکریاں لے کر خالہ کے پاس پہنچا تو وہ بولیں: ”بیٹا! اس طرح بکریاں چرایا کرو۔“

میں نے انہیں سارا ماجرا کہہ سنایا تو میری خالہ اور والدہ صاحبہ دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فقر و فاقہ کی شدت نے ہمارا برا حال کر رکھا تھا۔ سماعت و بصارت کی قوتیں جواب دینے والی تھیں۔ رسول خدا ﷺ ہمیں اپنے کاشانہ اقدس پر لے گئے۔ خانوادۂ نبوت کی تین بکریاں تھیں۔ جن کا دودھ نکال کر پی لیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے مابین دودھ تقسیم فرمایا کرتے اور ہم آپ کا حصہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ جاگنے والے آپ کی آواز سن لیتے اور سونے والے بیدار نہ

ہوتے۔ ایک دن شیطان نے مجھ سے کہا: "تم حضور ﷺ کے حصے کا یہ دودھ بھی پی لو۔ آپ تو انصار کے پاس تشریف لے جاتے ہیں اور وہ آپ کی خدمت میں تحفے تحائف پیش کر دیتے ہیں۔" شیطان کا اصرار اتنا بڑھا کہ میں نے وہ دودھ پی ڈالا۔ جب پی چکا تو پھر شیطان نے مجھے عار دلانا شروع کر دیا۔ کہنے لگا: تم نے کیا کیا؟ اللہ کے رسول آئیں گے۔ وہ جب اپنے حصے کا دودھ نہ پائیں گے تو تمہیں ایسی بددعا دیں گے کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔"

الغرض حضور ﷺ اپنے معمول کے مطابق تشریف لے آئے۔ پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ جب دودھ کی طرف دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ آپ ﷺ نے فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ میں سمجھا کہ شاید آپ ﷺ میری ہلاکت کی دعا مانگ رہے ہیں مگر آپ کی زبان پاک پر یہ دعائیہ کلمات جاری ہو گئے:

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ.

اے اللہ! تو اسے کھلا جس نے مجھے کھلایا اور اس سے پلا جس نے مجھے پلایا۔

میں نے چھری ہاتھ میں لی اور بکریوں میں سے موٹی بکری تلاش کرنے لگا تاکہ حضور ﷺ کے لئے ذبح کروں۔ میں نے دیکھا کہ ان سب کے تھن دودھ سے لبالب بھرے ہوئے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ کے گھر والوں کا دودھ والا برتن لیا اور اس میں دودھ دوہنے لگا۔ یہاں تک کہ اس پر جھاگ آ گیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے نو گھروں سے کھانے کا پتہ کروایا مگر کہیں نہ ملا۔ حضور ﷺ کو اپنے گھر میں ایک چھوٹی بکری نظر آئی جس نے ابھی تک پہلا بچہ بھی نہ جنا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو اس کی ٹانگوں کے درمیان دودھ سے بھرے ہوئے تھن لٹک گئے۔ آپ ﷺ نے ایک پیالہ طلب فرمایا۔ آپ دودھ نکال کر اپنے ہر گھر میں ایک ایک پیالہ بھیجتے گئے پھر وہاں پر موجود سب لوگوں کو دودھ پلایا۔

عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ "مصنف" میں محمد بن راشد سے اور وہ وضین بن عطاء سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قصاب نے دروازہ کھولا تاکہ بکری ذبح کرے۔ بکری اس سے بھاگ نکلی اور حضور نبی پاک ﷺ کے پاس پہنچ گئی۔ قصاب بھی اس کے پیچھے آ گیا اور بکری کو ٹانگ سے پکڑ کر اسے گھسیٹنے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے بکری سے فرمایا: "اللہ کے حکم پر صبر کر۔" پھر قصاب کو مخاطب کر کے فرمایا: "اے قصاب! تم بھی نرمی کے ساتھ اسے موت کی طرف لے جاؤ۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم انصار کے باغ میں تشریف لے گئے۔ چند انصاری صحابہ کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ باغ میں چند بکریاں موجود تھیں۔ جونہی بکریوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو آتے دیکھا تو سجدہ ریز ہو گئیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! ان بکریوں کی بہ نسبت ہمارا زیادہ حق ہے کہ ہم آپ کے سامنے سجدہ کریں۔"

ہادیٔ کونین، مرشد قلب و نگاہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ فِي اُمَّتِيْ اَنْ يَسْجُدَ اَحَدٌ لِاَحَدٍ وَلَوْ كَانَ يَنْبَغِيْ اَنْ يَسْجُدَ اَحَدٌ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا.

میری امت میں کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے۔ اگر کسی انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

باب

ہرنی کا واقعہ

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "الکبیر" میں اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحرا میں تھے کہ آواز آئی۔

"یارسول اللہ ﷺ!"۔ آپ نے ادھر دیکھا تو کوئی بھی نہ تھا۔ دوبارہ دیکھا تو آپ ﷺ کو ایک ہرنی دکھائی دی جو کسی چیز سے بندھی ہوئی تھی۔ ہرنی کو اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی عطا فرما دی۔ وہ کہنے لگی:

"یارسول اللہ ﷺ! میرے قریب تشریف لائیں۔"

حضور ﷺ اس کے قریب گئے اور پوچھا:

"تجھے کیا کام ہے؟"

اس نے عرض کی: "اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ آپ مجھے کھول دیں۔ میں انہیں دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا واقعی تو واپس آجائے گی۔"

اس نے کہا: "اگر میں واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھ پر دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں والا عذاب نازل کرے۔"

حضور رحمت عالم ﷺ نے اسے کھول دیا اور وہ حسب وعدہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ حضور ﷺ نے اسے دوبارہ باندھ دیا۔ اتنے میں اعرابی بیدار ہو گیا۔ اس نے عرض کی:

"یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کا کوئی کام ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں ہے...... اس ہرنی کو آزاد کر دیں۔"

اس نے فوراً ہرنی کو چھوڑ دیا اور وہ اچھلتی کودتی، یہ کہتی جا رہی تھی:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اس روایت کی سند میں اغلب بن تمیم کا نام آتا ہے جو کہ ضعیف راوی ہے۔ تاہم یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس واقعہ کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور موجود ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "الاوسط" میں اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ایک ضعیف راوی صالح مری سے، وہ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک قوم پر ہوا۔ ان لوگوں نے ایک ہرنی شکار کر کے اسے خیمے کے ستون سے باندھ رکھا تھا۔ ہرنی بولی:

"یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ابھی بچے جنے ہیں۔ میرے دو بچے ہیں۔ آپ ان لوگوں سے مجھے اجازت لے کر دیں کہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلانے جاتی ہوں۔ پھر واپس آ جاؤں گی۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو تاکہ اپنے بچوں کے پاس جا کر انہیں دودھ پلا لے۔ پھر یہ واپس آ جائے گی۔"

لوگوں نے کہا: "اس بات کا کون ذمہ دار ہے؟"

حضور ﷺ نے فرمایا: "میں ذمہ دار ہوں۔"

چنانچہ لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور واپس آ گئی پھر لوگوں نے اسے پکڑ کر باندھ دیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اس ہرنی کو میرے ہاتھ بیچو گے؟"

سب بولے: "یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ ہی کی ہے۔ آپ قبول فرمالیں۔"

تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک بھیڑیئے نے ایک بکری پر حملہ کر دیا۔ میں نے بھیڑیئے کو بھگانے کے لئے زوردار چیخ ماری تو وہ اپنی دم پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

"جس دن تو اپنی بکریوں سے غافل ہو جائے گا تو پھر کون ان کی حفاظت کرے گا۔ تو مجھ سے وہ رزق سلب کرنا چاہتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔"

میں نے کہا: "بڑی عجیب بات ہے کہ بھیڑیا انسانوں کی طرح گفتگو کر رہا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے آج تک اتنی عجیب بات نہیں دیکھی۔"

بھیڑیا بولا:

"تو اس بات پر حیران ہو رہا ہے حالانکہ اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ اللہ کا رسول ان نخلستانوں کے درمیان موجود ہے اور ماضی اور مستقبل کی خبروں سے لوگوں کو آگاہ کر رہا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اور اس کی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہے۔"

بھیڑیئے کی زبان سے رسالت محمدی ﷺ کی گواہی سن کر حضرت اھبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ سارا واقعہ سنایا اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ عہد نبوی ﷺ میں ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک ایک بھیڑیا آنکلا اور بکری کو پکڑ کر بھاگنے ہی والا تھا کہ چرواہے نے بڑی پھرتی سے جھپٹ کر اس کے منہ سے بکری چھین لی۔ اللہ تعالیٰ نے بھیڑیئے کو قوت گویائی عطا فرما دی۔ وہ بہ زبان فصیح کہنے لگا:

"کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا تو مجھے وہ غذا کھانے سے روکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔"

چرواہے نے کہا:

اَلْعَجَبُ مِنْ ذِئْبٍ یَتَکَلَّمُ.

حیرت ہے۔ ایک بھیڑیا انسانوں کی طرح باتیں کر رہا ہے۔

بھیڑیئے نے کہا:

اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی مَاهُوَ اَعْجَبُ مِنْ كَلَامِيْ. رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّخْلِ يُخْبِرُ النَّاسَ بِحَدِيْثِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ.

کیا میں تجھے اپنے کلام کرنے سے بھی زیادہ عجیب بات نہ بتاؤں۔ ان کھجور کے درختوں میں اللہ کا رسول موجود ہے، جو لوگوں کو اگلے پچھلے سب انسانوں کی باتوں سے آگاہ کر رہا ہے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَاَنَا وَاللّٰهِ رَاَيْتُهَا تَسِيْحُ فِى الْبَرِيَّةِ وَتَقُوْلُ

قسم بخدا! میں نے دیکھا کہ وہ جنگل کی طرف جارہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

باب

بھیڑیئے کا واقعہ

احمد، ابن سعد، بزار، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ متعدد طرق سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حرہ میں ایک چرواہا بکریاں چرارہا تھا کہ اچانک اس کی ایک بکری کے سامنے بھیڑیا آنمودار ہوا۔ چرواہا فوراً بکری اور بھیڑیئے کے درمیان حائل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

"کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کہ تو میرے اور اس رزق کے درمیان حائل ہو رہا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بھیجا ہے۔"

بھیڑیئے کو بولتا دیکھ کر چرواہا حیران رہ گیا۔ کہنے لگا:

"بڑی عجیب بات ہے کہ بھیڑیا انسانوں کی طرح بول رہا ہے۔" بھیڑیا بولا:

"میں تجھے اس سے زیادہ حیرت انگیز بات نہ بتاؤں۔ ان دو پہاڑوں کے درمیان اللہ کا رسول لوگوں کو گزشتہ زمانے کے حالات سے آگاہ کر رہا ہے۔"

یہ سنتے ہی چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا مدینہ منورہ لے آیا اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر بھیڑیئے کا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس نے سچ کہا۔ اس نے سچ کہا۔ درندوں کا انسانوں سے کلام کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس وقت تک قیامت برپا نہ ہو گی جب تک درندے انسانوں سے کلام نہ کریں گے، جب تک جوتے کا تسمہ اور ڈنڈے کا سرا انسان سے ہم کلام نہ ہو گا اور آدمی کے جانے کے بعد گھر میں جو حالات رونما ہوں گے، اس کی ران اس کو ان حالات سے آگاہ نہ کر دے گی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ ("تاریخ" میں) بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ اہبان بن اوس رضی اللہ

فَلَمَّا أَنْ سَمِعْتُ الذِّئْبَ نَادٰی يُبَشِّرُنِیْ بِأَحْمَدَ مِنْ قَرِيْبٖ
سَعَيْتُ إِلَيْهِ قَدْ شَمَّرْتُ ثَوْبِیْ عَنِ السَّاقَيْنِ قَاصِدَةَ الرَّكِيْبٖ

جب میں نے سنا کہ بھیڑیا پکار پکار کر کچھ کہہ رہا ہے اور یہ بشارت دے رہا ہے کہ قریب ہی احمد مجتبیٰ علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے تو میں فوراً ان کے پاس حاضر ہونے کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔

فَأَلْفَيْتُ النَّبِیَّ يَقُوْلُ قَوْلاً صَدُوْقاً لَيْس بِالْقَوْلِ الْكَذُوْبٖ

میں نے نبی پاک علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں اور جھوٹی بات کبھی زبان پر نہیں لاتے۔

فَبَشَّرَنِیْ لِدِيْنِ الْحَقِّ حَتّٰی تَبَيَّنَتِ الشَّرِيْعَةُ لِلْمُنِيْبٖ

آپ نے مجھے دین حق کی بشارت سنائی حتیٰ کہ ہر اس شخص کے لئے شریعت مطہرہ کے احکام واضح ہو گئے جو سچے دل سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چاہتا ہے۔

وَأَبْصَرْتُ الضِّيَاءَ يُضِیْٓءُ حَوْلِیْ أَمَامِیْ إِنْ سَعَيْتُ وَعَنْ جُنُوْبِیْ

اور میں نے چار سو دین وایمان کا اجالا دیکھا۔

أَلَا أَبْلِغْ بَنِیْ عَمْرَ بْنِ عَوْفٍ وَإِخْوَتِهِمْ حُدَيْلَةَ اَنْ اَجِيْبِیْ
دَعَا الْمُصْطَفٰی لَاشَكَّ فِيْهِ فَإِنَّكَ إِنْ اَجَبْتَ فَلَنْ تَخِيْبِیْ

بنی عمرو بن عوف اور ان کے بھائیوں جدیلہ وغیرہ کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اللہ کے رسول علیہ السلام کا دین قبول کر لو۔ مصطفیٰ کریم علیہ السلام کی دعوت برحق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اگر تم دعوت حق پر لبیک کہہ دو گے تو کبھی نقصان نہ پاؤ گے۔

بزار، سعید بن منصور اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیا رسول اللہ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور سرین کے بل بیٹھ کر دم ہلانے لگا۔ رسول اکرم علیہ السلام نے لوگوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

"یہ بھیڑیوں کی جانب سے قاصد بن کر آیا ہے اور یہ مطالبہ کرتا ہے کہ تم اپنے اموال میں سے اس کا حصہ مقرر کر دو۔"

بیہقی اور ابونعیم بہ سند زہری رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت حمزہ بن ابی اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا علیہ السلام ایک آدمی کے جنازے میں تشریف لے گئے۔ راستے میں ایک بھیڑیا پاؤں پسارے بیٹھا تھا۔ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَاَنَا وَاللّٰہِ رَاَیْتُھَا تَسِیْحُ فِی الْبَرِیَّۃِ وَتَقُوْلُ

قسم بخدا! میں نے دیکھا کہ وہ جنگل کی طرف جا رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ.

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

باب

بھیڑیئے کا واقعہ

احمد، ابن سعد، بزار، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ متعدد طرق سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حرہ میں ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک اس کی ایک بکری کے سامنے بھیڑیا آ نمودار ہوا۔ چرواہا فوراً بکری اور بھیڑیئے کے درمیان حائل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

"کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کہ تو میرے اور اس رزق کے درمیان حائل ہو رہا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بھیجا ہے۔"

بھیڑیئے کو بولتا دیکھ کر چرواہا حیران رہ گیا۔ کہنے لگا:

"بڑی عجیب بات ہے کہ بھیڑیا انسانوں کی طرح بول رہا ہے۔" بھیڑیا بولا:

"میں تجھے اس سے زیادہ حیرت انگیز بات نہ بتاؤں۔ ان دو پہاڑوں کے درمیان اللہ کا رسول لوگوں کو گزشتہ زمانے کے حالات سے آگاہ کر رہا ہے۔"

یہ سنتے ہی چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا مدینہ منورہ لے آیا اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر بھیڑیئے کا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس نے سچ کہا۔ اس نے سچ کہا۔ درندوں کا انسانوں سے کلام کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس وقت تک قیامت برپا نہ ہو گی جب تک درندے انسانوں سے کلام نہ کریں گے، جب تک جوتے کا تسمہ اور ڈنڈے کا سرا انسان سے ہم کلام نہ ہو گا اور آدمی کے جانے کے بعد گھر میں جو حالات رونما ہوں گے، اس کی ران اس کو ان حالات سے آگاہ نہ کر دے گی۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ ("تاریخ" میں) بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ اہبان بن اوس رضی اللہ

صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے حاجت مندی اور تنگدستی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا پھر انہیں اجازت دے دو کہ وہ جب موقع پائیں، تمہارا مال اٹھا لے جائیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انہیں اجازت دے دی اور وہ آوازیں نکالتے ہوئے چلے گئے۔

واقدی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سلمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ حرہ پہنچے تو آپ ﷺ کے سامنے ایک بھیڑیا آگیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: یہ اویس ہے اور چراگاہ میں چرنے والے جانوروں میں سے ایک بکری لینے کا مطالبہ کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کا مطالبہ نہ مانا۔ حضور ﷺ نے اپنی مبارک انگلیوں سے اسے اشارہ کیا اور وہ چلا گیا۔

باب

سرخ رنگ کی چڑیا

بیہقی، ابو نعیم اور ابو شیخ رحمہم اللہ تعالیٰ "کتاب العظمہ" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے۔ وہاں سرخ چڑیا کے دو بچے پڑے تھے۔ ہم نے انہیں اٹھا لیا۔

چڑیا نے نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہو کر شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس چڑیا کے بچے اٹھا کر کس نے اسے پریشان کیا ہے؟"

ہم نے عرض کی: "ہم سے یہ خطا سرزد ہو گئی ہے۔"

فرمایا: "انہیں اپنی جگہ پر واپس رکھ دو۔"

ہم نے حسب ارشاد انہیں رکھ دیا۔

باب

ایک وحشی جانور

احمد، ابو یعلی، بزار، طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ "الاوسط" میں، بیہقی، ابو نعیم، دار قطنی اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ متعدد طرق سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کے پاس ایک وحشی جانور رہا کرتا تھا۔ جب رسول اکرم ﷺ گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو وہ بڑی بے تکلفی سے اندر باہر آتا جاتا اور اچھلتا کھیلتا

بھیڑیے کی گفتگو سن کر چرواہا سیدھا حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو سارا واقعہ سنا کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی پاک ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے اپنی بکریاں باندھیں۔ ایک بھیڑیا آیا اور ایک بکری کو لے کر بھاگ نکلا۔ چرواہے اس کے پیچھے دوڑے تو وہ بولا:

''یہ وہ غذا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلائی ہے۔ کیا تم مجھ سے یہ چھینتے ہو۔''

بھیڑیے کی بات سن کر لوگ ششدر رہ گئے۔ بھیڑیا پھر بولا:

''تم بھیڑیے کی باتوں پر حیران کیوں ہو رہے ہو حالانکہ حیرت والی بات یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ پر وحی کا نزول ہو چکا ہے۔''

احمد اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک چرواہے کی طرف ایک بھیڑیا آیا اور اس کی بکری پکڑ کر بھاگنے لگا مگر چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اپنی بکری چھڑا لی۔ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

''میں وہ رزق لینے آیا تھا جو اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے مگر تو نے مجھ سے چھین لیا ہے۔''

چرواہے نے کہا:

''اللہ کی قسم! میں نے آج تک بھیڑیے کو بات کرتے کبھی نہیں سنا تھا۔''

بھیڑیا بولا:

''اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ ان دو پہاڑوں کے درمیان کھجور کے درختوں میں ایک ذی شان آدمی ہے جو ماضی اور مستقبل کی ساری باتوں سے آگاہ کر رہا ہے۔''

یہ چرواہا یہودی تھا، بھیڑیے کے منہ سے شہادت رسالت سنی تو نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا اور آپ ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ محمد بن جعفر بن خالد دمشقی سے روایت کرتے ہیں کہ رافع بن عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بھیڑیں چرا رہے تھے کہ ان سے بھیڑیے نے کلام کیا تھا اور انہیں کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ اسی واقعہ کے متعلق ان کے درج ذیل اشعار بھی ہیں:

رَعَیْتُ الضَّأْنَ اَحْمِیْهَا زَمَاناً ۔۔۔ مِنَ الضَّبْعِ الْخَفِیِّ وَکُلِّ ذِیْبٍ

میں نے اپنی بھیڑیں چرائیں اور چھپ کر حملہ کرنے والے بجّو اور بھیڑیے سے عرصہ دراز تک اپنی بھیڑوں کی حفاظت کی۔

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ اگرچہ وہ گھوڑا انتہائی سست رفتار تھا لیکن جب سے اس پر رسول اللہ ﷺ نے سواری کی، اس کے بعد کوئی گھوڑا اس سے آگے نہ بڑھ سکا۔

باب

ایک دراز گوش کا ذکر

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اسحاق بن عبداللہ بن ابو طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے قیلولہ فرمایا۔ جب ذرا گرمی کم ہوئی اور فضا میں خنکی سی پیدا ہوئی تو آپ ﷺ کی خدمت میں ایک دراز گوش لایا گیا۔ جو انتہائی سست رفتار تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ ﷺ کی خاطر اس کی پیٹھ پر ایک چادر رکھی اور آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر اپنی منزل پر جا پہنچے۔ جب آپ ﷺ نے دراز گوش واپس کیا تو اس کی ہیئت بدل چکی تھی اب وہ تیز رفتار ہو گیا تھا اور اتنے لمبے قدم اٹھاتا کہ کوئی جانور اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عصمہ بن مالک خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قباء میں ہمارے ہاں تشریف لے آئے۔ جب آپ ﷺ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو ہم ایک گدھا لے آئے جو انتہائی سست رفتار تھا۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نے گدھا واپس کیا تو وہ اتنا تیز رفتار ہو چکا تھا کہ کوئی جانور اس کا مقابلہ نہ کر سکتا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ابو منظور سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح فرمایا تو مال غنیمت میں کالے رنگ کا گدھا بھی تھا۔ اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان بات چیت ہوئی۔ حضور ﷺ نے پوچھا:

مَا اسْمُكَ؟ "تیرا کیا نام ہے؟"

اس نے کہا: "میرا نام یزید بن شہاب ہے۔ میرے جدِ اعلیٰ کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا ہوئے۔ ان سب کو کسی نہ کسی نبی کی سواری بننے کا شرف حاصل ہوا۔ مجھے بھی امید تھی کہ آپ ﷺ مجھ پر سواری فرمائیں گے کیونکہ میرے دادا کی نسل میں میرے سوا کوئی گدھا باقی نہیں رہا اور آپ ﷺ کے سوا کوئی نبی بھی باقی نہیں رہا۔ آپ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ میں عمداً ٹھوکر کھاتا اور اسے گرا دیا کرتا تھا۔ وہ میرے پیٹ کو بھوکا رکھتا اور میری پیٹھ پر ضربیں لگاتا تھا۔"

"یہ اپنا حصہ مانگتا ہے۔اس کے لئے حصہ مقرر کردو۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! آپ کی کیارائے ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"میری رائے یہ ہے کہ چراگاہ میں چرنے والے جانوروں میں سے اس کے لئے سالانہ ایک بکری مقرر کردی جائے۔"

صحابہ کرام نے عرض کی: "حضور ﷺ! یہ بہت زیادہ ہے۔"

حضور ﷺ نے بھیڑیئے کو اشارہ کر کے فرمایا کہ جب موقع ملے ان کی بکریاں اچک لیا کر۔ بھیڑیا یہ سن کر چلا گیا۔

ابن سعد اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت مطلب بن عبداللہ بن خطب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے کہ ایک بھیڑیا آگیا۔ حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر کچھ کہتا رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ درندوں کا نمائندہ ہے۔ اگر تم اس کا حصہ مقرر کرنا چاہتے ہو تو یہ صرف وہی حصہ وصول کیا کرے گا۔ اس سے تجاوز ہرگز نہ کرے گا۔اگر تم اس کا حصہ مقرر نہیں کرنا چاہتے تو تمہیں ہمیشہ اس کے نقصان پہنچانے کا کھٹکا لگا رہے گا۔ پھر جو مال یہ اٹھالے جائے گا وہ اس کا اپنا رزق ہوگا۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! ہمارا جی نہیں چاہتا کہ اس کے لئے کچھ مقرر کریں۔"

حضور ﷺ نے اپنی تین انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ فرمایا۔ مطلب یہ تھا کہ موقع پاکر اپنا رزق اچک لیا کر۔اس کے بعد بھیڑیا جھومتا اور سر ہلاتا ہوا چلا گیا۔

دارمی، ابن منیع رحمہما اللہ تعالیٰ (اپنی مسند میں) اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند شمر بن عطیہ، قبیلہ مزینہ یا جہینہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے نماز فجر ادا فرمائی تو آپ ﷺ کے پاس تقریباً سو بھیڑیئے آگئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ یہ تمام بھیڑیوں کے نمائندے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا:

"کیا تم ایسا کرو گے کہ ان بھیڑیوں کو کچھ غذا دے دیا کرو۔اس طرح باقی مال کے بارے میں تمہیں بھیڑیوں سے کوئی خطرہ نہ رہے گا۔"

سلم کا ایک اعرابی حاضر خدمت ہوا۔ اس کے پاس شکار کی ہوئی ایک گوہ تھی۔ کہنے لگا:

"لات و عزیٰ کی قسم! میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لے آئے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَنَا يَا ضَبُّ؟ "اے گوہ! بتا میں کون ہوں؟"

گوہ نے بڑی فصیح زبان میں کہا جسے ہر کوئی سمجھ رہا تھا۔

لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ رَبِّ العالمين!

آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَعْبُدُ؟

تو کس کی عبادت کرتی ہے؟

وہ بولی:

"میں اس ذات کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان پر، جس کی سلطنت زمین پر، جس کی قدرت کا راستہ سمندروں میں، جس کی رحمت جنت میں اور جس کا عذاب دوزخ میں ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

فَمَنْ أَنَا؟

میں کون ہوں؟

گوہ بولی:

اَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ قَدْأَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ وَقَدْخَابَ مَنْ كَذَّبَكَ.

آپ رب العالمین کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی، وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے تکذیب کی، وہ خائب و خاسر رہا۔

اس کے بعد اعرابی مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

اس کی سند میں سوائے محمد بن علی بن ولید بصری سلمی کے کوئی راوی ایسا نہیں جس کی شخصیت محل نظر ہو۔ یہ راوی طبرانی اور ابن عدی رحمہما اللہ تعالیٰ کا شیخ ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث چند دیگر اسناد سے ...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ابن دحیہ رضی اللہ تعالیٰ

تھا مگر جب نبی پاک ﷺ واپس تشریف لاتے تو وہ فرط ادب سے چپ چاپ بیٹھ جاتا اور جب تک آپ ﷺ گھر میں تشریف فرما رہتے، وہ پر سکون ہو کر بیٹھا رہتا اور ذرا بھی حرکت نہ کرتا تھا۔ اس روایت کو ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا ہے۔

باب

ایک گھوڑے کا ذکر

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک غزوہ کے موقع پر میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک تھا۔ میری گھوڑی دبلی پتلی اور کمزور تھی۔ لہٰذا میں سب سے پیچھے رہ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"اے گھڑ سوار! تیز چلو۔"

میں نے عرض کی: "حضور ﷺ! میری سواری انتہائی لاغر اور کمزور ہے۔"

نبی پاک ﷺ نے اپنی چابک اٹھا کر میری گھوڑی کو ضرب لگائی اور یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَهٗ فِيْهَا.

یا اللہ! اس گھوڑی میں اس کے لئے برکت عطا فرما۔

حضرت جعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میری گھوڑی اتنی تیز دوڑنے لگی کہ سب سے آگے نکل گئی اور کوشش بسیار کے باوجود میں اسے روک نہ سکتا تھا۔ اس میں اتنی برکت ہوئی کہ اس کے پیٹ سے ہونے والے بچوں کو بیچ کر میں نے بارہ ہزار کمائے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہ بہ سند حماد بن زید حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ حسین، سخی اور بہادر تھے۔ ایک رات کوئی خوفناک آواز سنائی دی جس سے اہل مدینہ کے دل دہل گئے۔ سید الانبیاء ﷺ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر آواز کی جانب روانہ ہو گئے۔ جب لوگ باہر آئے تو انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے پہلے آواز تک پہنچ چکے تھے اور ساری صورت حال معلوم کر کے آ رہے تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے:

"گھبراؤ مت۔"

پھر نبی پاک ﷺ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کے متعلق فرمایا:

"ہم نے اسے سمندر پایا۔ یا یہ سمندر ہے۔"

بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہو لیا۔ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے بیٹھے اور اپنے دونوں موزے اتار دیئے۔ پھر جب پہننے لگے اور ابھی ایک موزہ پہنا تھا کہ ایک پرندہ آیا اور آپ کا دوسرا موزہ اٹھا کر فضا میں گھومنے لگا۔ اچانک اس موزہ سے ایک کالا سانپ نکل کر باہر آ گرا جس کی کھال اتری ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا،

"یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے جس سے اس نے مجھے نوازا ہے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے موزے طلب فرمائے۔ ابھی ایک موزہ پہنا تھا کہ ایک کوا آیا اور آپ ﷺ کا دوسرا موزہ لے اڑا۔ پھر فضا میں جا کر پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس موزہ سے ایک سانپ باہر نکل آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو آدمی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ اس وقت تک موزے (جوتے وغیرہ) نہ پہنے جب تک انہیں جھاڑ نہ لے۔"

خرائطی رحمۃ اللہ علیہ ("مکارم اخلاق" میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے موزے اتارے تو ان سے ایک کالا سانپ نکل پڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے جس سے اس نے مجھے نوازا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو چار ٹانگوں پر چلتی ہے۔"

باب

ایک جن کا واقعہ

شیخین رحمۃ اللہ علیہ بہ سند محمد بن زیادہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"گزشتہ رات ایک جن نے میری نماز توڑنے کے لئے مجھ پر حملہ کرنا چاہا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں میری مدد فرمائی اور میں نے اسے پکڑ لیا۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح ہونے پر تم اسے دیکھ سکو مگر مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آ گئی:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ.(ص:35)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

فَاَنْتَ يَعْفُوْر. "اب تیرا نام یعفور ہے۔"

رسول اللہ ﷺ جب کسی آدمی کو بلانا چاہتے تو اپنے یعفور کو اس کے دروازے پر بھیج دیتے۔ وہ جا کر اپنے سر سے دروازہ کھٹکھٹاتا۔ جب آدمی باہر آتا تو وہ اسے اشارے سے سمجھا دیتا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں بلا رہے ہیں۔ جب نبی پاک ﷺ کا وصال ہوا تو وہ ابوالہیثم بن تیہان کے کنویں پر آیا اور رسول اللہ ﷺ کے غم فراق سے بے قابو ہو کر اس کنویں میں گر گیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی پاک ﷺ خیبر میں تھے تو آپ ﷺ کے پاس ایک کالا گدھا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا:

مَنْ اَنْتَ. "تو کون ہے؟"

اس نے کہا: "میں عمرو بن فلاں ہوں۔ ہم تین بھائی تھے۔ ہم تینوں پر انبیاء نے سواری کی۔ میں ان سب میں چھوٹا ہوں اور میں آپ کا ہوں۔ میرا مالک ایک یہودی تھا۔ جب مجھے آپ کی یاد آتی تو میں منہ کے بل گر پڑتا تھا اور اسے گرا دیتا اور وہ مجھے سخت سزا دیا کرتا۔"

اس کی باتیں سن کر رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

اَنْتَ يَعْفُوْر. "اب تیرا نام یعفور ہے۔"

باب

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ نے جس جانور پر بھی سواری فرمائی، وہ ہمیشہ جوان رہا۔ برکت نبوی ﷺ کی وجہ سے بڑھاپے سے محفوظ رہا۔

باب

گوہ کا واقعہ

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (الاوسط اور الصغیر میں)، ابن عدی، حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ (المعجزات میں)، بیہقی، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ بنو

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جیسے کوئی چیز پکڑنا چاہتے ہوں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے اس صورت حال کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"دشمن خدا ابلیس میرے منہ پر آگ کا شعلہ مارنے آیا تھا۔ میں نے اسے پکڑنا چاہا مگر مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی۔ اگر ان کی دعا نہ ہوتی تو اب وہ بندھا ہوا ہوتا اور اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیل رہے ہوتے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں سو رہا تھا کہ شیطان میرے سامنے آیا۔ میں نے اس کا گلا پکڑ کر گھونٹا تو مجھے اپنے انگوٹھے پر اس کی زبان کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائے۔ اگر ان کی دعا نہ ہوتی تو شیطان تمہیں بندھا ہوا نظر آتا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ("الاوسط" میں) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"میں گھر میں داخل ہوا تو دروازے کے پیچھے شیطان کو کھڑا پایا۔ میں نے اس کا گلا گھونٹا تو اس کی زبان کی ٹھنڈک مجھے اپنے ہاتھ پر محسوس ہوئی۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے (حضرت سلیمان علیہ السلام) کی دعا نہ ہوتی تو وہ لوگوں کو بندھا ہوا نظر آتا۔"

باب

مردوں کو زندہ کرنا اور ان کا کلام کرنا

سابقہ ابواب میں مردوں کو زندہ کرنے اور ان کے کلام کرنے کے متعلق چند احادیث گزر چکی ہیں مثلاً حجۃ الوداع کے باب میں حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کے زندہ ہونے، غزوۂ خیبر کے باب میں زہر آلود بکری کے کلام کرنے اور غزوۂ بدر کے تحت اصحاب قلیب کے زندہ ہونے اور زہر آلود میمنے کے گفتگو کرنے کی احادیث وغیرہ۔

ابن عدی، ابن ابی الدنیا، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک انصاری نوجوان کی عیادت کے لئے گئے۔ وہاں اس کی بوڑھی نابینا ماں بیٹھی ہوئی تھی۔ ابھی ہم وہاں ہی تھے کہ نوجوان کی روح پرواز کر گئی۔ ہم نے اس کی آنکھیں بند کر کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا اور اس کی ماں سے کہا: "اپنے بیٹے کی تجہیز و تکفین اور اسے سپرد

عنہ کا خیال ہے کہ یہ موضوع حدیث ہے۔ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی خیال ہے۔
میں (علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کی ایک اور سند بھی ہے جس میں محمد بن علی بن ولید کا نام نہیں ہے اور اسے ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کی روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

باب

شیر کا واقعہ

ابن سعد، ابو یعلی، بزار، ابن مندہ، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک کشتی پر سوار ہو کر سمندر میں جا رہا تھا کہ اچانک کشتی ٹوٹ گئی۔ میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا۔ تختہ مجھے ایک جنگل میں لے گیا۔ اچانک میرے سامنے ایک شیر آ گیا۔ جونہی میں نے شیر کو دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھا:

يَا اَبَا الْحَارِثِ! أَنَا سَفِينَةُ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

اے ابو الحارث! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام سفینہ ہوں۔

اللہ کے رسول کا نام سن کر شیر دم ہلاتا ہوا میرے پہلو میں آ کھڑا ہوا۔ پھر میرے ساتھ چل کر مجھے صحیح راستے پر لگا دیا۔ تھوڑی دیر تک کچھ آواز نکالتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا تھا۔

بغوی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے شیر نظر آیا تو میں نے کہا:

"میں رسول اللہ ﷺ کا غلام سفینہ ہوں۔"

یہ سن کر شیر نے اپنی دم زمین پر ماری اور بیٹھ گیا۔

باب

پرندے کا واقعہ

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو بہت دور تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن میں

اس غزوہ میں شریک تھا۔ جب ہم جنگ کے میدان میں پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ دشمنوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے اور پانی کے نشانات تک مٹاڈالے ہیں۔ بلا کی گرمی تھی۔ ادھر پیاس کی شدت اس پر مستزاد۔ ہم اور ہمارے جانور سخت مشکل میں تھے۔ جب سورج ڈھلنے لگا تو حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر دعا کے لئے ہاتھ دراز کر دیئے۔ اس وقت آسمان میں بادل نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ اللہ کی قسم! امیر لشکر نے ابھی دست دعا نیچے نہ کئے تھے کہ ہوا چلنے لگی بادل امڈ آئے اور خوب دل کھول کر برسے حتیٰ کہ سب تالاب اور گھاٹیاں پانی سے بھر گئیں۔ ہم نے پانی پیا۔ جانوروں کو پلایا اور اپنے مشکیزے بھی بھر لئے۔ پھر ہم دشمن کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ خلیج عبور کر کے ایک جزیرہ میں پہنچ چکے تھے۔ حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیج کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اور ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کی:

يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ يَا كَرِيْمُ.

پھر فرمایا: "اللہ کا نام لے کر اس خلیج کو عبور کرو۔"

ہم نے بلا تامل اپنی سواریاں اس خلیج میں ڈال دیں۔ اللہ کی قسم! ہماری سواریوں کے سم بھی پانی سے تر نہ ہوئے اور ہم پار نکل گئے۔ چند دنوں کے بعد حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے انہیں وہیں سپرد خاک کر دیا۔ جب ہم ان کی تدفین سے فارغ ہوئے تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا:

"یہ کون ہیں؟"

ہم نے کہا: "یہ خیر البشر علاء بن الحضرمی ہیں۔"

اس نے کہا: "یہ زمین مردوں کو باہر پھینک دیتی ہے۔ اگر تم انہیں ایک دو میل کے فاصلے پر منتقل کر دو تو بہتر ہو گا۔"

ہم نے سوچا: "بہتر یہی ہے کہ ہم اپنے ساتھی کو درندوں کا لقمہ نہ بننے دیں۔"

پس ہم نے ان کی قبر کھولنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب لحد تک پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت غائب ہے اور ان کی قبر تاحد نگاہ نور سے معمور ہے۔ ہم نے جلدی سے قبر پر دوبارہ مٹی ڈال دی اور اپنی منزل کی جانب روانہ ہو گئے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن محمد بن جعفر سے، وہ عبدالرحمٰن بن محمد بن حماد سے، وہ بنو ہاشم کے غلام ابو برہ محمد بن ابو ہاشم سے، وہ ابو کعب بداح بن سہل انصاری سے، وہ اپنے والد سہل بن عبدالرحمٰن سے، وہ اپنے والد عبدالرحمٰن بن کعب سے اور وہ اپنے والد گرامی حضرت کعب بن

اے میرے رب! مجھے معاف فرمادے اور مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو۔

یہ خیال آتے ہی میں نے اسے جھڑک کر چھوڑ دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ''نماز کے دوران شیطان میرے پاس آیا۔ میں نے اس کا گلا دبوچ لیا۔ جس کی وجہ سے اس کی زبان باہر نکل آئی اور میں نے اپنی ہتھیلی پر اس کی زبان کی ٹھنڈک محسوس کی۔ اگر میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو تم اسے صبح کو بندھا ہوا دیکھتے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''شیطان کا میرے پاس سے گزر ہوا۔ میں نے اسے پکڑ کر اس کا گلا گھونٹا تو (اس کی زبان نکل آئی اور) مجھے اپنے ہاتھ پر اس کی زبان کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔'' کہنے لگا۔

''آپ مجھے تکلیف دے رہے ہیں۔ آپ مجھے تکلیف دے رہے ہیں۔''

اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا اور صبح کو مدینہ منورہ کے بچے اس کو دیکھنے آتے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ مبارک سے آگے کی طرف اشارہ فرمایا۔ آپ ﷺ سے اس عمل کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''شیطان آیا تھا۔ میں نے اسے جھڑک دیا۔ اگر میں اسے پکڑ لیتا تو مسجد کے ستون سے اسے باندھ دیتا اور مدینہ منورہ کے بچے اس کے گرد چکر لگاتے۔''

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی پاک ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ.

میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

پھر تین بار فرمایا:

اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ.

میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں۔

یہ سن کر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے کہا:

اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

ابوالشیخ اور ابن حبان رحمہما اللہ تعالیٰ نے عبید بن مرزوق سے مرسل روایت نقل کی ہے کہ مدینہ منورہ کی ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ وہ فوت ہو گئی اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس کے انتقال کی اطلاع نہ کی گئی۔ جب آپ ﷺ اس کی قبر کے پاس سے گزرے تو پوچھا: "یہ قبر کیسی ہے؟" صحابہ کرام نے عرض کی: "یہ ام محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ہے۔" حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلَّتِیْ کَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ.

وہی ام محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔

عرض کی گئی: "جی ہاں۔" پھر لوگوں نے صفیں بنائیں اور حضور ﷺ نے ام محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے اسے قبر کے اندر مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

"کون سے عمل کو تو نے افضل پایا؟"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ سن رہی ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اس سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔" پھر فرمایا: "اس نے جواباً کہا ہے کہ میں نے مسجد میں جھاڑو دینے کے عمل کو سب سے افضل پایا ہے۔"

اسی طرح غزوۂ احد کے باب میں ایسی احادیث گزر چکی ہیں جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شہداء احد کے بارے میں مذکور ہے کہ انہوں نے سلام کا جوب دیا اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کی قبر سے تلاوت قرآن سنی گئی۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ "کتاب القبور" میں ایک ایسی سند سے جس میں مبہم راوی موجود ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ بقیع کے پاس سے گزرے اور انہیں ان الفاظ سے سلام فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ.

اے قبروں والو! تم پر سلام ہو۔

پھر فرمایا: "ہمارے پاس یہ حالات ہیں کہ تمہاری بیویوں نے نئی شادیاں کر لی ہیں۔ تمہارے

خاک کرنے کا انتظام کرو۔"

اس نے پوچھا: "کیا میرا لخت جگر چل بسا ہے؟" ہم نے اثبات میں جواب دیا تو اس کے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھ گئے۔ بارگاہ ایزدی میں عرض کرنے لگی:

"اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے نبی کی طرف محض اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر مصیبت کے وقت میری مدد فرمائے گا تو آج اس مصیبت کا بار گراں مجھ پر نہ ڈال۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ابھی ہم وہاں بیٹھے تھے کہ نوجوان نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا پھر اس نے ہمارے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ چند دیگر واسطوں سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اس امت میں تین ایسی حیرت انگیز چیزیں دیکھی ہیں کہ اگر وہ چیزیں بنو اسرائیل میں ہوتیں تو دیگر امتیں ان کے ہم پلہ نہ ہو سکتیں (ان تین چیزوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم صفہ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے پاس ایک مہاجر عورت آئی۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا جو سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا۔ کچھ دن بعد اسے مدینہ منورہ کی وباء لگ گئی اور وہ چند دن بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کی تجہیز و تکفین کا حکم دیا۔ جب ہم نے اسے غسل دینے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "انس! اس لڑکے کی والدہ کے پاس چلے جاؤ اور اسے بتا دو کہ اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔"

میں نے حسب ارشاد اس کی والدہ کو آگاہ کر دیا۔ وہ دوڑتی ہوئی آئی اور اپنے نور نظر کے قدموں کے پاس بیٹھ کر انہیں پکڑ لیا پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہوئی:

"اے اللہ! میں اپنی خوشی سے مسلمان ہوئی، بتوں کو چھوڑا اور بصد شوق تیری جانب ہجرت کی سعادت حاصل کی۔ اے اللہ! اب مجھے بت پرستوں کے سامنے شرمندہ نہ کر اور ایسی مصیبت مجھ پر نازل نہ فرما جسے میں برداشت کرنے کے قابل نہیں ہوں۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم بخدا! ابھی اس خاتون کے دعائیہ کلمات پورے نہ ہوئے تھے کہ لڑکے کے پاؤں میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا۔ بعد ازاں اس نے بڑی طویل عمر پائی۔ حضور ﷺ اور اپنی والدہ کے وصال تک وہ زندہ رہا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر تیار فرمایا اور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا۔ میں بھی

رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اس کے لئے دو جنتیں ہیں)۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں قبر کے اندر سے نوجوان کی آواز آئی۔ "اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں جنتیں مجھے دوبار عطا فرمادی ہیں۔" یہ ایک طویل واقعہ ہے جسے میں نے "کتاب البرزخ" میں ذکر کر دیا ہے اور میں نے اس موضوع کی بے شمار احادیث بھی اس کتاب میں نقل کی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بعد والوں نے کئی بار مردوں کے کلام کو سنا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد کلام کرنے کی احادیث صحیح سندوں کے ساتھ راویوں کی ایک پوری جماعت سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن عبید انصاری سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب کے مقتولین میں سے ایک آدمی بول پڑا تھا۔ اس نے کہا تھا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ عُثْمَانُ الْاَمِیْنُ الرَّحِیْمُ.

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق ہیں اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ امین ورحیم ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ میں یہ نہیں جانتا کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کیا کہا تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے پاس کچھ بکریاں تھیں۔ جب وہ دودھ دوہتا تو اس کا بیٹا نبی کریم ﷺ کے پاس دودھ کا پیالہ لے کر آیا کرتا تھا۔ پھر وہ لڑکا بارگاہ نبوت میں حاضر نہ ہوا۔ اس کا والد آیا تو اس نے بتایا کہ اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم چاہتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ تمہارے بیٹے کو زندہ فرمادے یا تم صبر کرو گے اور قیامت کے روز تمہارا یہ بیٹا تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنت کے دروازے پر لے جائے گا پھر تم جنت کے جس دروازے سے چاہو گے داخل ہو گے۔"

اس آدمی نے عرض کی: "اے اللہ کے نبی! اس سے بڑھ کر اور مجھے کیا چاہئے؟" حضور ﷺ نے فرمایا: "یہ بشارت (نہ صرف) تمہارے لئے ہے بلکہ ہر مومن کے لئے ہے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند اسماعیل بن ابو خالد، حضرت ابو سبرہ نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یمن سے ایک آدمی آرہا تھا کہ راستے میں اس کا گدھا مر گیا۔ اس نے وضو

مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو دیکھا کہ رخ مصطفیٰ ﷺ کی رنگت کچھ بدلی بدلی ہے۔ فوراً اپنی اہلیہ کے پاس جاکر کہا: "غالباً حضور ﷺ کو بھوک لگی ہے۔ کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟"

اس نے کہا: "یہ بکری اور تھوڑا سا غلہ موجود ہے۔" میں نے بکری ذبح کی۔ میری بیوی نے غلہ پیسا پھر روٹی اور سالن تیار کیا جسے میں ایک بڑے پیالے میں ثرید بنا کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جابر! اپنے خاندان والوں کو بلا لاؤ۔"

میں انہیں بھی لے آیا۔ پھر فرمایا:

"گروہوں کی صورت میں تھوڑے تھوڑے آدمی میرے پاس اندر بھیجتے جاؤ۔"

جب چند آدمی کھانا کھا کر باہر آتے تو چند اور آدمی اندر چلے جاتے۔ اس طرح سب نے سیر ہو کر کھانا کھا لیا مگر پیالے میں کھانا بدستور موجود تھا۔ جب لوگ کھانا کھا رہے تھے تو حضور ﷺ انہیں فرما رہے تھے:

"کھانا کھاؤ مگر ہڈیاں نہ توڑنا۔"

پھر حضور ﷺ نے پیالے کے وسط میں ہڈیاں جمع کر کے ان پر اپنا دست مبارک رکھا۔ پھر کچھ دعا پڑھی جو ہم نہ سن سکے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَإِذَا الشَّاةُ قَدْ قَامَتْ تَنفُضُ أُذُنَيهَا.

وہ بکری اپنے کان جھاڑتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

خُذْ شَاتَكَ.

اپنی بکری لے لو۔

میں جب بکری لے کر اپنے گھر آیا تو میری بیوی حیران ہو گئی۔ اس نے کہا:

مَا هٰذِهِ؟ "یہ کیا ہے؟"

میں نے کہا:

هٰذِهِ وَاللّٰهِ شَاتُنَا الَّتِي ذَبَحْنَاهَا دَعَا اللّٰهَ فَأَحْيَا هَالَنَا.

اللہ کی قسم! یہ وہی بکری ہے جو ہم نے ذبح کی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ہماری خاطر اسے زندہ کر دیا۔

رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈر تا رہا اس کے لئے دو جنتیں ہیں)۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں قبر کے اندر سے نوجوان کی آواز آئی۔ "اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں جنتیں مجھے دو بار عطا فرمادی ہیں۔" یہ ایک طویل واقعہ ہے جسے میں نے "کتاب البرزخ" میں ذکر کر دیا ہے اور میں نے اس موضوع کی بے شمار احادیث بھی اس کتاب میں نقل کی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بعد والوں نے کئی بار مردوں کے کلام کو سنا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد کلام کرنے کی احادیث صحیح سندوں کے ساتھ راویوں کی ایک پوری جماعت سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن عبید انصاری سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب کے مقتولین میں سے ایک آدمی بول پڑا تھا۔ اس نے کہا تھا:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ عُثْمَانُ الْاَمِيْنُ الرَّحِيْمُ.

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق ہیں اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ امین ورحیم ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ میں یہ نہیں جانتا کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کیا کہا تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے پاس کچھ بکریاں تھیں۔ جب وہ دودھ دوہتا تو اس کا بیٹا نبی کریم ﷺ کے پاس دودھ کا پیالہ لے کر آیا کرتا تھا۔ پھر وہ لڑکا بارگاہ نبوت میں حاضر نہ ہوا۔ اس کا والد آیا تو اس نے بتایا کہ اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم چاہتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ تمہارے بیٹے کو زندہ فرمادے یا تم صبر کرو گے اور قیامت کے روز تمہارا یہ بیٹا تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنت کے دروازے پر لے جائے گا پھر تم جنت کے جس دروازے سے چاہو گے داخل ہو گے۔"

اس آدمی نے عرض کی: "اے اللہ کے نبی! اس سے بڑھ کر اور مجھے کیا چاہئے؟" حضور ﷺ نے فرمایا: "یہ بشارت (نہ صرف) تمہارے لئے ہے بلکہ ہر مومن کے لئے ہے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند اسماعیل بن ابو خالد، حضرت ابو سبرہ نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یمن سے ایک آدمی آرہا تھا کہ راستے میں اس کا گدھا مر گیا۔ اس نے وضو

گھروں میں اور لوگ بس گئے ہیں اور تمہارے مال تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔"

غیب سے آواز آئی۔

"اے عمر بن خطاب! ہمارے یہ حالات ہیں کہ ہم نے جو اعمال آگے بھیجے تھے انہیں پا لیا ہے۔ جو کچھ ہم نے خرچ کیا تھا اس کا نفع حاصل کر لیا ہے اور جو کچھ پیچھے چھوڑ آئے تھے اس کے بارے میں ہم خسارے میں رہے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ ("تاریخ نیشاپور" میں)، بیہقی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ ایسی سند سے جس میں مجہول راوی ہے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان میں داخل ہوئے۔ آپ نے اہل قبور کو مخاطب کر کے فرمایا:

"السلام علیکم ورحمة الله! تم اپنے حالات سے ہمیں آگاہ کرو گے یا ہم تمہیں اپنے حالات سے آگاہ کریں۔"

ہم نے غیبی آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا:

وعليك السلام ورحمة الله وبركاته، "یا امیر المؤمنین! ہمارے آنے کے بعد دنیا میں جو حالات رونما ہوئے ان سے آپ ہمیں آگاہ فرمائیں۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"تمہاری بیگمات نے شادیاں کر لی ہیں۔ تمہارے مال تقسیم ہو گئے ہیں، تمہاری اولاد یتیموں کے زمرہ میں آ گئی ہے اور وہ مکانات جو تم نے تعمیر کئے تھے ان میں تمہارے دشمن آباد ہو گئے ہیں۔ یہ ہیں ہمارے حالات۔ اب تم سناؤ تمہارا کیا حال ہے؟"

ایک میت نے جواب دیا:

"کفن جل گئے ہیں، بال بکھر چکے ہیں، کھالیں پارہ پارہ ہو گئی ہیں، آنکھوں کے ڈیلے نکل کر رخساروں پر آ گئے ہیں اور ناک سے پیپ بہہ رہی ہے۔ ہم نے جو اعمال آگے بھیجے تھے انہیں پا لیا ہے۔ جو کچھ پیچھے چھوڑ آئے تھے، اس کے بارے میں ہم خسارے میں رہے اور ہم اپنے اعمال کے بدلے گروی ہیں۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت یحییٰ بن ایوب خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو سنا جو کہہ رہا تھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کی قبر کے پاس جا کر کہا: "اے فلاں شخص! وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَان. (اور جو اپنے

باب

گونگے اور اندھے کو شفا دینا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ شمر بن عطیہ سے اور وہ اپنے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جو جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکا تھا۔ اس نے عرض کی:

"میرا یہ بیٹا روز پیدائش سے لے کر آج تک کبھی نہیں بولا۔"

حضور ﷺ نے اس لڑکے سے پوچھا:

مَنْ أَنَا؟

میں کون ہوں؟

اس نے فوراً جواب دیا:

اَنتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ابن ابی شیبہ، ابن سکن، بغوی، بیہقی، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حبیب بن فدیک یا فویک سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد صاحب انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ ان کی آنکھیں سفید ہو چکی تھیں اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "تجھے کیا ہوا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "سانپ کے انڈوں پر میرا پاؤں آ گیا تھا جس کی وجہ سے میری بصارت چلی گئی۔" رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر پھونک مار کر دم فرمایا تو وہ بینا ہو گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے انہیں اسی سال کی عمر میں دیکھا کہ وہ سوئی میں دھاگہ ڈال رہے تھے۔

باب

بیماروں اور مصیبت زدہ لوگوں کو صحت یاب کرنا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ محمد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس کے پاؤں میں زخم تھا۔ اطباء اس کے علاج سے عاجز آ گئے تھے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے اپنی انگلی مبارک پر لعاب دہن لگایا اور اپنی انگلی زمین پر رکھ دی پھر اسے زخمی والی جگہ پر رکھ کر یہ دعا فرمائی:

گھروں میں اور لوگ بس گئے ہیں اور تمہارے مال تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔"

غیب سے آواز آئی۔

"اے عمر بن خطاب! ہمارے یہ حالات ہیں کہ ہم نے جو اعمال آگے بھیجے تھے انہیں پالیا ہے۔ جو کچھ ہم نے خرچ کیا تھا اس کا نفع حاصل کر لیا ہے اور جو کچھ پیچھے چھوڑ آئے تھے اس کے بارے میں ہم خسارے میں رہے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ ("تاریخ نیشاپور" میں)، بیہقی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ ایسی سند سے جس میں مجہول راوی ہے حضرت سعید بن میسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان میں داخل ہوئے۔ آپ نے اہل قبور کو مخاطب کر کے فرمایا:

"السلام علیکم ورحمة الله! تم اپنے حالات سے ہمیں آگاہ کرو گے یا ہم تمہیں اپنے حالات سے آگاہ کریں۔"

ہم نے غیبی آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا:

وعليك السلام ورحمة الله وبركاته، "یا امیر المؤمنین! ہمارے آنے کے بعد دنیا میں جو حالات رونما ہوئے ان سے آپ ہمیں آگاہ فرمائیں۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"تمہاری بیگمات نے شادیاں کر لی ہیں۔ تمہارے مال تقسیم ہو گئے ہیں، تمہاری اولاد یتیموں کے زمرہ میں آ گئی ہے اور وہ مکانات جو تم نے تعمیر کئے تھے ان میں تمہارے دشمن آباد ہو گئے ہیں۔ یہ ہیں ہمارے حالات۔ اب تم سناؤ تمہارا کیا حال ہے؟"

ایک میت نے جواب دیا:

"کفن جل گئے ہیں، بال بکھر چکے ہیں، کھالیں پارہ پارہ ہو گئی ہیں، آنکھوں کے ڈیلے نکل کر رخساروں پر آ گئے ہیں اور ناک سے پیپ بہہ رہی ہے۔ ہم نے جو اعمال آگے بھیجے تھے انہیں پالیا ہے۔ جو کچھ پیچھے چھوڑ آئے تھے، اس کے بارے میں ہم خسارے میں رہے اور ہم اپنے اعمال کے بدلے گروی ہیں۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت یحییٰ بن ایوب خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو سنا جو کہہ رہا تھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کی قبر کے پاس جا کر کہا: "اے فلاں شخص! وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ. (اور جو اپنے

اس روایت کو حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی نقل فرمایا ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تاریخ میں) نیز طبرانی، ابن سکن، ابن مندہ اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ شرجیل جعفی سے روایت کرتے ہیں کہ میرے ہاتھ پر پھوڑا نکل آیا۔ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر میں نے عرض کی:

”یارسول اللہ ﷺ! یہ پھوڑا بڑا ہی تکلیف دہ ہے۔ اس کی وجہ سے میں تلوار کے دستے کو صحیح طرح سے پکڑ نہیں سکتا اور نہ سواری کی لگام تھام سکتا ہوں۔“

حضور ﷺ نے میرے ہاتھ پر دم فرمایا پھر اپنا دست پاک میرے پھوڑے پر رکھ کر اسے ملتے رہے۔ جب آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھایا تو پھوڑے کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

بیہقی، واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ”یارسول اللہ ﷺ! میری ہتھیلی پر پھوڑا نکل آیا ہے جس کی وجہ سے سواری کی مہار تھامنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک تیر طلب فرمایا، پھر آپ ﷺ اسے میرے پھوڑے پر مارتے رہے حتیٰ کہ وہ بالکل ختم ہو گیا۔“

ابن سعد، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے چہرے پر پھوڑا سا نکل آیا تھا۔ حضور ﷺ نے انہیں بلایا اور ان کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو اس کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقع پر میں حضور ﷺ کے ساتھ مصروف پیکار تھا کہ میرے کندھے پر دشمن نے ایسا وار کیا کہ میرا ہاتھ لٹک گیا۔ میں سیدھا نبی پاک ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے لعاب دہن لگایا اور ہاتھ کو کندھے سے جوڑ دیا تو زخم فوراً مندمل ہو گیا اور بازو ٹھیک ہو گیا پھر میں نے اسی شخص کو قتل بھی کر لیا جس نے مجھ پر وار کیا تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میرے سر اور چہرے پر سوجن پیدا ہو گئی۔ حضور ﷺ نے کپڑا رکھ کر اس کے اوپر اپنا دست مبارک رکھا اور یہ دعا فرمائی:

بِسْمِ اللّٰهِ اِذْهَبْ عَنْهَا سُوْءَهٗ وَفُحْشَهٗ بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْمَكِيْنِ عِنْدَكَ.

اللہ تعالیٰ کے نام سے...... یا اللہ! اس کی تکلیف دور فرما اپنے اسی نبی کے طفیل جو پاک

کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی:

"یااللہ! میں تیرے راستے میں عزم جہاد کے ساتھ نکلا ہوں۔ مجھے صرف تیری رضا مطلوب ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور قبروں میں مدفون لوگوں کو ایک دن دوبارہ زندگی بخشے گا۔ آج مجھ پر کسی کا بارِ احسان نہ ڈال۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے گدھے کو زندہ کر دے۔"

ابو سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَقَامَ الْحِمَارُ يَنْفَضُ اُذُنَيْهِ.

گدھا اپنے کان جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔ اس طرح کے خلاف معمول واقعات امت مصطفوی میں جہاں کہیں بھی ظاہر ہوتے ہیں وہ در حقیقت صاحب شریعت ذات پاک مصطفیٰ ﷺ کی شان اعجاز کا ہی فیضان ہوتا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی دنیار رحمۃ اللہ علیہ نے چند دیگر واسطوں سے اسماعیل بن ابو خالد سے اور انہوں نے حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت ذکر کی ہے البتہ شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ میں نے اس گدھے کو کناسہ میں فروخت ہوتے ہوئے دیکھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسماعیل بن ابی خالد نے ابو سبرہ نخعی اور شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں سے یہ روایت سنی پھر اسی روایت کو بیہقی اور ابن ابی دنیار رحمہا اللہ تعالیٰ نے مسلم بن عبداللہ بن شریک نخعی سے بھی نقل کیا ہے اور کہا کہ نخع قبیلے کا ایک شخص نباتہ بن یزید حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جہاد کے ارادے سے نکلا...... پھر مذکورہ حدیث نقل کی...... اور اتنا اضافہ کیا کہ اس کی قوم کے ایک آدمی نے اس واقعہ کے متعلق چند اشعار نظم کئے تھے۔ جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

وَمِنَّا الَّذِىْ اَحْيَى الْاِلٰهُ حِمَارَهُ وَقَدْ مَاتَ مِنْهُ كُلُّ عُضْوٍ وَمِفْصَلٖ

اس شخص کا تعلق ہماری قوم سے ہے جس کے گدھے کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرما دیا تھا حالانکہ اس کے ہر عضو اور ہر جوڑ بند میں موت سرایت کر چکی تھی۔

جام شہادت نوش کیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ یزید بن نوح بن ذکوان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میری داڑھ میں درد ہے جس کی وجہ سے سخت کرب میں مبتلا ہوں۔" حضور رحمت عالم ﷺ نے درد والی جانب رخسار پر ہاتھ مبارک رکھا اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِذْهَبْ عَنْهُ سُوْءَ مَا يَجِدُ وَفُحْشَهُ بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ الْمُبَارَكِ الْمَكِيْنِ عِنْدَكَ.

اے اللہ اس کی بیماری اور تکلیف کو اپنے اس نبی کی دعا کے طفیل دور فرما جو برکتوں والا اور تیری بارگاہ میں معزز و محترم ہے۔

حضور ﷺ نے سات مرتبہ یہ کلمات دہرائے تو اس شخص کو فوراً شفا مل گئی۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ (الصحابہ میں) حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے چربی لی اور اسے نگل لیا پھر پورا سال میرے پیٹ میں تکلیف رہی۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ سے اپنی تکلیف کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے میرے پیٹ پر اپنا دست پاک پھیرا جس کی برکت سے وہ چربی میرے پیٹ سے باہر آ گئی۔ اب اس کی رنگت بالکل سبز ہو چکی تھی۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَوَ الَّذِیْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا اشْتَكَيْتُ بَطْنِیْ حَتَّى السَّاعَةِ.

قسم اس ذات کی جس نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس وقت سے لے کر آج تک میرے پیٹ میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہے تھے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔" انہوں نے عرض کی: حضور! میرے داہنے ہاتھ میں تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے اس پر دم فرمایا پھر تادم واپسیں انہیں اس تکلیف سے چھٹکارا مل گیا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مستنیر بن رزام یہودی نے مجھ پر ایسا وار کیا کہ میری کھوپڑی ٹوٹ گئی یا ہڈی کٹ گئی۔ میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے زخم کھول کر اس پر دم فرمایا تو میری ساری تکلیف جاتی رہی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت وازع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا ایک

بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ رِيْقُ بَعْضِنَا بِتُرْبَةِ أَرْضِنَا لَيَشْفِيْ سَقِيْمَنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا.

اے اللہ! تیرے نام کے طفیل ہم میں سے بعض کا لعاب خاک ارضی سے مل کر بحکم خداوندی بیمار کو شفا بخش دیتا ہے۔

یہ حدیث مرسل ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند سماک بن حرب، محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے ہاتھ پر ہنڈیا گری اور وہ جل گیا۔ والدہ صاحبہ مجھے فوراً نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئیں۔ حضور ﷺ میرے ہاتھ پر لعاب دہن لگاتے جاتے اور یہ پڑھتے جاتے تھے:

اِذْهَبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ.

اے پروردگار عالم! اس کی تکلیف دور فرما۔

حضور ﷺ کے دم فرمانے سے میرا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ" میں سعید بن سلیمان سے، وہ عبدالرحمٰن بن عثمان سے، وہ اپنے والد عثمان بن ابراہیم سے، وہ اپنے والد ابراہیم بن محمد سے، وہ بھی اپنے والد محمد بن حاطب سے اور وہ اپنی والدہ امّ جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھے بتایا:

"میں تجھے لے کر حبشہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئی۔ ابھی ایک رات کا فاصلہ باقی تھا کہ میں نے کھانا پکانا چاہا اور لکڑیاں ختم ہو گئیں۔ میں لکڑیاں تلاش کرنے چلی گئی تو نے ہانڈی کو ہاتھ لگایا تو وہ تیرے ہاتھ پر گر پڑی۔ میں تجھے نبی پاک ﷺ کے پاس لے آئی۔ حضور ﷺ تیرے ہاتھ پر اپنا لعاب دہن مبارک لگاتے جاتے اور یہ فرماتے جاتے:

اِذْهَبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ لَا يُغَادِرُ سُقْمًا۔

اے پروردگار عالم! اس کی تکلیف دور فرما۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ اسے شفا عطا فرما۔ تیرے بغیر کوئی شفا نہیں دے سکتا۔ تیری بارگاہ سے ایسی صحت ملتی ہے کہ بیماری اور کمزوری کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا۔

حضرت امّ جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

فَمَا قُمْتُ بِكَ مِنْ عِنْدِهٖ حَتّٰى بَرَأَتْ يَدُكَ.

بیٹے! میں تجھے لے کر ابھی حضور ﷺ کے پاس سے اٹھی ہی نہ تھی کہ تیرا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

ابن سکن اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ (الصحابہ میں) حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ میرے بھائی علی بن حکم نے اپنے گھوڑے کو تیز دوڑایا تاکہ وہ خندق سے چھلانگ لگا لے مگر گھوڑا ایسا نہ کر سکا اور خندق کی دیوار سے علی کی پنڈلی کچلی گئی۔ ہم انہیں اسی گھوڑے پر سوار کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ ﷺ نے ان کی پنڈلی پر ہاتھ مبارک پھیرا۔ ابھی وہ گھوڑے سے اترے بھی نہ تھے کہ صحت یاب ہو گئے۔ اسی واقعہ کے متعلق معاویہ بن حکم کے قصیدے کے چند اشعار یہ ہیں:

وَأَنْزَاهَا عَلِيٌّ وَهِيَ تَهْوِيْ — هَوِى الدَّلْوِ مُتْرَمَةً بِسُدْلِ
صُفُوْفُ الْخَنْدَقَيْنِ فَأَهْرَقَتْهُ — هُوِيَّةٌ مُظْلِمِ الْحَالَيْنِ غُمْلِ
فَعَصَبَ رِجْلَهُ فَسَمَا عَلَيْهَا — سُمُوَّ السَّقْرِ صَادِفَ يَوْمِ ظِلِّ
فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى عَلَيْهِ — مَلِيْكُ النَّاسِ هٰذَا خَيْرُ فِعْلِ
لَعَلَّكَ فَاسْتَمَرَّ بِهَا سَوِيًّا — وَكَانَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ أَصَحَّ رِجْلِ

باب

بھوک پیاس، سردی گرمی وغیرہ کا احساس نہ ہونا

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم، نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر ہوئیں۔ حضور ﷺ نے دیکھا کہ آپ کی لخت جگر کا چہرہ بھوک کی شدت سے پیلا پڑ گیا ہے۔ آپ نے ان کے سینے پر ہار پہننے کی جگہ اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور انگلیاں کھول کر یہ دعا فرمائی:

"اے اللہ! اے بھوکوں کو کھانا کھلانے والے! اے گرے ہوؤں کو اٹھانے والے! فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد (ﷺ) کی تکلیف دور فرما۔"

حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے دعا فرمانے کے بعد میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا تو ان کے چہرے کا رنگ معمول پر آچکا تھا اور زردی زائل ہو چکی تھی۔ اس واقعہ کے بعد ایک دفعہ میں نے ان سے استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا:

مَاجُعْتُ بَعْدُ.

آج تک مجھے بھوک نہیں لگی۔

نہاد اور برکتوں والا ہے اور جسے تیری بارگاہ میں انتہائی قدر و منزلت حاصل ہے۔
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے تین بار یہی عمل فرمایا تو ساری سوجن ختم ہو گئی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گردن میں سوجن تھی۔ حضور ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیر کر یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ عَافِهَا مِنْ فَحْشِهٖ وَأَذَاهُ.

یا اللہ! انہیں اس بیماری کی تکلیف اور اذیت سے بچا لے۔
احمد، دارمی، طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے آئی اور عرض کرنے لگی: "یارسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے کو جنون (پاگل پن) کی تکلیف ہے۔ صبح و شام کے کھانے کے وقت اسے یہ تکلیف ہو جاتی ہے اور ہمارا مزہ کرکرا ہو جاتا ہے۔"
رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر دست شفا بخش پھیرا اور اس کے لئے دعا فرمائی تو وہ کھانسنے لگا، اس کے پیٹ سے کالے پلے کی مانند کوئی چیز باہر نکل آئی اور وہ صحت یاب ہو گیا۔
بیہقی محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی:
"میرا یہ بیٹا طرح طرح کی مصیبتوں سے دوچار ہے۔ اس کی دگرگوں حالت آپ ﷺ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اب اللہ تعالیٰ اسے موت دے دیں۔"
حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يَّشْفِيَهُ وَيَشِبَّ وَيَكُوْنُ رَجُلًا صَالِحًا فَيُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلَ فَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ.

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس بچے کو شفا عطا فرمائے، اسے جوانی نصیب ہو اور صالح انسان بنے پھر راہ خدا میں جہاد کرے اور مرتبہ شہادت پر فائز ہو کر جنت الفردوس میں داخل ہو جائے۔
راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرما دی۔ وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور صالح انسان بنا۔ پھر اس نے اللہ کے راستے میں جہاد کر کے

کہ اب بھی اگر بھوک پیاس لگے تو مجھے اس کی سیرابی کا احساس ہوتا ہے۔ بعد ازاں میں رأس الابیض چلا گیا۔ اب دس سال سے میں اپنے بال بچوں کے ساتھ وہیں مقیم ہوں۔ روزانہ پانچ وقت نماز پڑھتا ہوں، ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہوں اور دس ذی الحجہ کو قربانی کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہی چیزیں تعلیم فرمائی تھیں۔ اب میں قحط سالی کا شکار ہوں۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "فلاں چشمے پر ہمارے ساتھ ملاقات کرنا۔ تمہاری مدد کردی جائے گی۔"

واپسی پر ہم نے چشمے کے مالک سے مذکورہ شخص کا پتہ کیا تو اس نے کہا: "وہ اس شخص کی قبر ہے۔" یعنی اس کا وصال ہو چکا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی۔

ابو یعلی، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ متعدد طرق سے، ابو غالب سے اور وہ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی قوم کی طرف بھیجا۔ جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ خون کھا رہے ہیں۔ مجھے بھی بھوک لگی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا: "آؤ۔ ہمارے ساتھ کھانے میں شامل ہو جاؤ۔" میں نے کہا: "میں تو تمہیں اس سے منع کرنے آیا ہوں۔" وہ میرا تمسخر اڑانے لگے اور انہوں نے مجھے جھوٹا کہہ کر وہاں سے نکال دیا۔ میں بھوک پیاس کی شدت سے بے تاب تھا۔ اسی حالت کرب میں سو گیا۔ عالم خواب میں کسی نے آکر مجھے دودھ کا برتن تھما دیا۔ میں نے برتن لے کر دودھ پی لیا اور خوب جی بھر کر دودھ پیا جس سے میرا پیٹ نمایاں طور پر بڑھ گیا۔

ادھر میری قوم کے چند آدمیوں کو مجھ پر ترس آ گیا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "تمہاری قوم کا ایک سردار تمہارے پاس آیا تھا جسے تم نے ٹھکرا دیا تھا۔ جاؤ اس کے کھانے پینے کا بندوبست کرو۔" وہ سامان خورد ونوش میرے پاس لے آئے۔ میں نے کہا۔ اب مجھے اس کی ضرورت نہیں رہی۔ کہنے لگے آپ کو تو سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ میں نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے میرے لئے کھانے پینے کا اہتمام فرما دیا ہے۔" پھر میں نے انہیں اپنا پیٹ دکھایا جس سے سیر شکمی نمایاں تھی۔ یہ دیکھ کر وہ سارے مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ ایک سند میں ہے کہ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ میں نے

پاگل بیٹا تھا۔ وہ اسے بارگاہ نبوی میں لے آئے۔ حضور ﷺ نے اس کے چہرے پر دست مبارک پھیرا اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ حضور نبی پاک ﷺ کی دعا کے بعد ہمارے وفد میں اس سے زیادہ عقل مند کوئی نہ تھا۔

واقدی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ملاعب الاسنہ کو پیٹ کی تکلیف تھی۔ انہوں نے حصول شفا کے لئے بارگاہ نبوی میں ایک آدمی بھیجا۔ حضور نبی پاک ﷺ نے ایک ڈھیلا لے کر اس پر اپنا لعاب دہن لگایا اور وہ ڈھیلا اس شخص کو دے کر فرمایا:

''اسے پانی میں گھول کر انہیں پلا دینا۔''

انہوں نے حکم نبوی پر عمل کیا تو وہ صحت یاب ہو گئے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضور ﷺ نے ملاعب الاسنہ کی طرف شہد سے بھرا ہوا ایک مشکیزہ بھیجا تھا جسے کھاتے کھاتے وہ شفایاب ہو گئے۔

ابن سعد واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ سے، ابی بن عباس، سہل بن سعد ساعدی سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے متعدد صحابہ کرام مثلاً ابو اسید اور ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ بضاعہ نامی کنویں پر تشریف لائے۔ ڈول سے وضو فرمایا اور اس کا پانی کنوئیں میں ڈال دیا پھر دوبارہ ڈول میں کلی فرمائی۔ اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور تھوڑا سا پانی بھی نوش فرمالیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں:

كَانَ إِذَا مَرِضَ الْمَرِيْضُ فِي عَهْدِهٖ يَقُوْلُ اِغْسِلُوْهُ مِنْ مَّاءِ بِضَاعَةَ فَيُغْسَلُ فَكَأَنَّمَا حُلَّ مِنْ عِقَالٍ.

عہد نبوی میں جب کوئی بیمار ہو جاتا تو آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ بضاعہ کا پانی اس پر ڈالو۔ جب اس پر بضاعہ کا مبارک پانی بہایا جاتا تو وہ صحت یاب ہو کر اس طرح اٹھ کھڑا ہوتا گویا اس کی بیڑیاں کھول دی گئی ہوں۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بنو سلمہ میں تھا اور بیمار ہو گیا۔ رسول کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری عیادت کے لئے تشریف لے آئے۔ میں اپنے ہوش و حواس میں نہ تھا۔ حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا۔ پھر وضو فرما کر تھوڑا سا پانی مجھ پر چھڑک دیا۔ میں فوراً ہوش میں آ گیا اور آپ ﷺ سے پوچھا: ''میں اپنے مال کا کیا کروں؟'' اسی وقت يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ...... آیت کریمہ نازل ہو گئی۔

ان کی سوکن ہی نہ ہوں۔ دیگر ازواج مطہرات کی طرح آپ میں رقیبانہ محاذ آرائی بالکل نہ تھی۔

روایت مذکورہ کو ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے چند دیگر واسطوں سے حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل فرمایا ہے۔ نیز اسے ابو یعلی اور عبداللہ بن احمد نے بھی (زوائد الزہد میں) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے نقل فرمایا ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کے ساتھ ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہی تھی۔ میرے بھائی نے کہا: ”میں اپنا زاد راہ مکہ میں بھول آیا ہوں۔“ پھر وہ مکہ شریف کی طرف واپس چلے گئے تا کہ اپنا زاد راہ لے آئیں۔ وہاں میرے خاوند نے انہیں قتل کر دیا۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی تو عرض کی: ”میرے بھائی کو شہید کر دیا گیا ہے۔“ نبی پاک ﷺ نے پانی کا چلو بھر کر میرے چہرے پر چھڑک دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت ام اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کوئی مصیبت آتی اور ان کی آنکھیں اشکبار ہوتیں تو آنسو ان کی آنکھوں میں ہی رہتے، رخسار پر نہ بہتے تھے۔

ابن عدی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند ایوب بن یسار، محمد بن منکدر سے، وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سخت سردی پڑ رہی تھی۔ میں نے صبح کی اذان دی۔ حضور ﷺ اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد میں کوئی بھی نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا:

اَیْنَ النَّاسُ یَا بِلَالُ.

اے بلال! لوگ کہاں ہیں؟

میں نے عرض کی:

مَنَعَهُمُ الْبَرْدُ

انہیں سردی نے گھروں میں روک رکھا ہے۔

آپ نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ عَنْهُمُ الْبَرْدَ.

یا اللہ! ان سے سردی کو دور فرما۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَرَاَیْتُهُمْ یَتَرَوَّحُوْنَ فِی السُّبْحَةِ اَوِ الصُّبْحِ.

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات واضح ہے کہ حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا ہوگا۔

قاسم بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ (الدلائل میں) حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے، حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ جب عرج کے مقام پر پہنچے تو غیب سے آواز آئی: "ٹھہر جاؤ۔" ہم ٹھہر گئے۔ اس نے کہا:

"کیا تم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں؟"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم سوچ سمجھ کر باتیں کر رہے ہو؟"

اس نے کہا: "ہاں۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا ہے۔"

وصال نبوی کی خبر سن کر اس نے کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ. پھر پوچھا:

"آپ ﷺ کے بعد کون خلیفہ بنا؟"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ وصال نبوی کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سریر آرائے خلافت ہوئے۔

اس نے کہا: "کیا وہ تم میں موجود ہیں؟"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "ان کا بھی وصال ہو چکا ہے۔"

یہ سن کر اس نے پھر کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ. اس کے بعد پوچھا:

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کون خلیفہ بنا؟"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "ان کے بعد عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلافت ملی۔"

اس نے پوچھا: "کیا وہ تم میں موجود ہیں؟"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی تم سے مخاطب ہیں۔"

یہ سن کر وہ بولا: "فریاد ہے۔ فریاد ہے۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "تم کون ہو؟"

اس نے کہا: "میں نبو نفیلہ کا فرد ہوں۔ میرا نام حنش بن عقیل ہے۔ بنو جعال کے تالاب پر رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ آپ نے میرے سامنے دعوت اسلام پیش فرمائی تو میں مسلمان ہو گیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے بچا ہوا ستو مجھے پلایا تو مجھے ایسی سیر شکمی نصیب ہوئی

باب

قوت حافظہ، علم و فہم اور شرم و حیاء جیسی صفات عالیہ سے نوازنا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم نے ہم سے خطاب فرمانا چاہا تو ارشاد فرمایا:

"ہے کوئی جو اپنا کپڑا بچھادے اور جب میں گفتگو سے فارغ ہو جاؤں تو وہ اپنا کپڑا اپنے جسم سے لگالے۔"

میں نے اپنا کپڑا بچھادیا۔ حضور نبی کریم ﷺ ہمیں تبلیغ فرماتے رہے۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو میں نے کپڑا اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَوَ اللّٰهِ مَا نَسِيْتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ.

اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے حضور ﷺ کی جو حدیث بھی سنی، وہ مجھے کبھی نہیں بھولی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کی بے شمار احادیث سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

اُبْسُطْ رِدَاءَ كَ.

اپنی چادر بچھاؤ۔

میں نے اپنی چادر بچھادی۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کے اشارے سے اس میں کوئی چیز ڈالی پھر فرمایا:

"اب اسے اپنے سینے سے لگالو۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيْتُ حَدِيْثًا بَعْدَهُ.

میں نے اسے اپنے سینے سے لگایا تو اس کے بعد مجھے کوئی حدیث پاک نہیں بھولی۔

کہا: ”تم پر حیف! کچھ پانی تو پلا دو۔ مجھے سخت پیاس لگی ہے۔“ انہوں نے کہا: ہم تجھے پانی نہیں دیں گے اور تجھے اسی حالت پر چھوڑ دیں گے تا کہ پیاس کی شدت سے تمہاری جان نکل جائے۔“ میں بڑا پریشان ہوا اور اپنا سر چادر میں چھپا کر سخت گرمی میں تپتی زمین پر سو گیا۔ عالم خواب میں کوئی شخص انتہائی خوبصورت جام بلوریں لے آیا۔ اس میں بڑا ہی لذیذ مشروب تھا۔ میں نے وہ مشروب پی لیا۔ جب بیدار ہوا تو اللہ کی قسم! اس کے بعد مجھے بھوک پیاس کا احساس کبھی نہیں ہوا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ثابت، ابو عمران جونی اور ہشام بن حسان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو ان کے پاس زاد راہ نہ تھا۔ جب روحاء کے مقام پر پہنچیں تو انہیں سخت پیاس لگ گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود بیان فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے سر کے اوپر ہوا کے چلنے کی سرسراہٹ سنی۔ سر اٹھا کر دیکھا تو آسمان سے سفید رسی کے ساتھ بندھا ہوا ایک ڈول لٹک رہا تھا۔ میں نے وہ ڈول ہاتھ میں لے کر اس کا مشروب پینا شروع کر دیا۔ پیتے پیتے میں سیر ہو گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

فَلَقَدْ اَصُوْمُ بَعْدَ تِلْكَ الشُّرْبَةِ فِي الْيَوْمِ الْحَارِّ الشَّدِيْدِ ثُمَّ اَطُوْفُ فِي الشَّمْسِ كَيْ اَظْمَأَ فَمَا ظَمِئْتُ بَعْدَ تِلْكَ الشَّرْبَةِ.

یہ مشروب پینے کے بعد میں کچھ ایسی سیراب ہوئی کہ گرم ترین دن کا روزہ رکھ کر میں دھوپ میں چکر لگایا کرتی تا کہ مجھے پیاس لگ جائے مگر مجھے پیاس نہ لگتی تھی۔

ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں روح سے، انہوں نے ہشام سے اور انہوں نے عثمان بن قاسم سے بھی اسی طرح کی روایت نقل فرمائی ہے۔ نیز ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابو اسامہ سے، انہوں نے جریر بن حازم سے اور انہوں نے عثمان بن قاسم سے یہی روایت نقل کی ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ”نبی کریم ﷺ نے میری طرف پیغام نکاح بھیجا تو میں نے عرض کی: ”مجھ جیسی عورت کے ساتھ نکاح نہیں کیا جا سکتا۔ مجھ میں اب اولاد جننے کی صلاحیت نہیں۔ میں اپنی سوکنوں کے ساتھ رقیبانہ جذبات سے مغلوب رہوں گی۔ علاوہ ازیں پہلے ہی میرے بہت سے بال بچے ہیں۔“ حضور ﷺ نے فرمایا: ”میں تجھ سے بڑا ہوں۔ سوکنوں کے ساتھ رقیبانہ جذبات کو اللہ تعالیٰ ختم کر دے گا۔ جہاں تک بال بچوں کا تعلق ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول کے حوالے۔“ چنانچہ نبی پاک ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی فرمالی۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ ازواج مطہرات کے ساتھ اتنی محبت سے رہا کرتی تھیں گویا

فَاَكَلَتْ فَعَلَا هَا الْحَيَاءُ فَلَمْ تُرَافِثْ اَحَدًا حَتّٰى مَاتَتْ.

جونہی اس نے وہ بابرکت لقمہ کھایا تو شرم وحیاء کا پیکر بن گئی اور اس نے تادم واپسیں کسی سے کبھی بدکلامی نہ کی۔

باب

تیر اندازی کا حیران کن مظاہرہ

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنو اسلم کے چند آدمیوں کے پاس سے گزرے۔ وہ تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا:

حَسَنٌ هٰذَا اللَّهْوُ اِرْمُوْا وَاَنَا مَعَ ابْنِ الْاَكْوَعِ.

یہ کھیل بڑا اچھا ہے۔ تم تیر پھینکو۔ میں ابن اکوع کے ساتھ ہوں۔

یہ سنتے ہی لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لئے اور عرض کرنے لگے۔

"ایسا نہیں ہوگا۔ اگر آپ ابن اکوع کے ساتھ ہوں گے تو ہم تیر اندازی نہیں کریں گے ورنہ وہ ہمیں مغلوب کر دے گا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

اِرْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ جَمِيْعًا.

اچھا۔ تم تیر اندازی کا مقابلہ جاری رکھو۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

حضور ﷺ کی معیت میں وہ سارا دن تیر اندازی کا مقابلہ کرتے رہے مگر کوئی کسی کو مغلوب نہ کر سکا۔ جب شام کو وہ اپنے گھروں کی طرف جانے لگے تو برابر برابر تھے۔

باب

نام کو تبدیل فرمانا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن میتب کے بیٹے سے، وہ اپنے والد سے اور وہ بھی اپنے والد حزن سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے مجھ سے پوچھا: "تمہارا کیا نام ہے؟"

میں نے عرض کیا: "میرا نام حَزن ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں بلکہ اب تمہارا حَزن (سخت اور تند مزاج) کی بجائے سَھْل

میں نے انہیں نماز چاشت یا صبح کے وقت دیکھا کہ وہ گرمی کی شدت سے پنکھے جھل رہے تھے۔

اس روایت کی سند میں ایوب رحمۃ اللہ علیہ اکیلے ہیں۔

احمد، ابن سعد، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا:

مَا اسْمُكَ؟

آپ کا نام کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا:

سَمَّانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَفِیْنَةَ.

اللہ کے رسول ﷺ نے میرا نام سفینہ (کشتی) رکھا ہے۔

پوچھا گیا: "وہ کس لئے؟" تو انہوں نے کہا:

"ایک سفر میں صحابہ کرام نبی پاک ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہیں ساز و سامان کا بوجھ زیادہ محسوس ہوا تو حضور نبی پاک ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔"

اُبْسُطْ كِسَاءَ كَ.

اپنی چادر بچھادو۔

میں نے چادر بچھادی۔ صحابہ کرام نے اس پر اپنا سارا سامان رکھ دیا اور اس کی گٹھڑی باندھ کر میرے سر پر رکھ دی۔ سید عرب و عجم، محبوب رب العالمین ﷺ نے فرمایا:

اِحْمَلْ فَاِنَّمَا اَنْتَ سَفِیْنَةٌ.

اٹھالو۔ تم سفینہ یعنی کشتی ہو۔

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَلَوْ حُمِلْتُ مِنْ یَّوْمَئِذٍ وَقْرَبَعِیْرٍ أَوْبَعِیْرَیْنِ أَوْ ثَلَاثَةً اَوْ اَرْبَعَةً اَوْ خَمْسَةً اَوْ سِتَّةً اَوْ سَبْعَةً مَا ثَقُلَ عَلَیَّ.

اس دن سے آج تک اگر مجھ پر ایک سے لے کر سات اونٹوں تک کا وزن بھی لاد دیا جائے تو بھی مجھے بوجھ کا احساس نہ ہو گا۔

یہ آیات اور سورتیں تلاوت فرمائیں۔ سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ کی چار آیات، والھکم الٰہ وَاحد، آیۃالکرسی، سورۂ اعراف کی آیت إن رَبَّكُمُ اللّٰه، سورۂ مومنون کا آخر فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ. سورۂ جن کی آیت وَأَنَّهُ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا، سورۂ صافات کی ابتدائی دس آیتیں، سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس)۔ان کی تلاوت کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے آسیب زدہ شخص پر دم فرمایا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَقَامَ الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَشْكُ شَيْئًا قَطُّ.

آسیب زدہ شخص اس طرح اٹھ کھڑا ہوا گویا اسے کبھی یہ تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

باب

منسوخ سورت کا قلب و دماغ سے محو ہو جانا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ چند انصاری صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ رات کے وقت ایک شخص نماز پڑھنے کے لئے اٹھا اور اس نے ایک سورت تلاوت کرنا چاہی مگر وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے علاوہ کچھ بھی نہ پڑھ سکا۔ حالانکہ وہ سورت اسے بخوبی یاد تھی۔ کچھ یہی صورت حال چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بھی پیش آئی۔ صبح ہوئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس سورت کے بھول جانے کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے اور کچھ جواب ارشاد نہ فرمایا۔ ذرا توقف کے بعد فرمایا:

نُسِخَتِ الْبَارِحَةَ فَنُسِخَتْ مِنْ صُدُوْرِهِمْ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ كَانَتْ فِيْهِ.

یہ سورت گزشتہ رات منسوخ کر دی گئی پھر یہ لوگوں کے سینوں سے بھی محو کر دی گئی اور جہاں بھی لکھی ہوئی تھی وہاں سے مٹا دی گئی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ نبوت کے معجزات و علامات میں سے ہے۔

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے قاضی بنا کر بھیج تو رہے ہیں مگر میں (نا تجربہ کار) جوان ہوں۔ میں قضاء کی باریکیوں سے ناآشنا ہوں۔ لوگوں کے مابین کیونکر فیصلے کر سکوں گا۔"

تو حضور نبی پاک ﷺ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک مارا اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهٗ وَثَبِّتْ لِسَانَهٗ.

یا اللہ! ان کے دل کو ہدایت اور زبان کو ثبات عطا فرما۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَوَ الَّذِیْ خَلَقَ الْحَبَّةَ مَا شَكَكْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَیْنَ اثْنَیْنِ.

قسم اس ذات کی جس نے دانے کو چیرا پھر مجھے دو فریقوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں ذرا بھی تردد نہ ہوا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف روانہ فرمایا۔ میں نے عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے (تجربہ کار اور جہاں دیدہ) عمر رسیدہ لوگوں کی جانب بھیج رہے ہیں۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ مجھ سے کوئی غلط فیصلہ نہ ہو جائے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ سَیُثَبِّتُ لِسَانَكَ وَیَهْدِیْ قَلْبَكَ."

اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو ثبات اور تمہارے دل کو ہدایت عطا فرمائے گا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت بڑی بدزبان تھی اور ہمیشہ مردوں کے ساتھ بے ہودہ قسم کی گفتگو کیا کرتی تھی۔ ایک دن حضور رحمت عالم ﷺ ثرید تناول فرما رہے تھے۔ وہ عورت وہاں سے گزری اور اس نے آپ سے کھانا مانگ لیا۔ حضور ﷺ نے اسے کھانا عطا فرمانا چاہا تو اس نے عرض کی:

اَطْعِمْنِیْ مَا فِیْ فِیْكَ.

مجھے وہ بابرکت لقمہ عطا فرمائیں جو آپ کے دہن اقدس میں ہے۔

حضور ﷺ نے اسے اپنے دہن اقدس سے لقمہ نکال کر عطا فرما دیا۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کسی کے ہاتھ میں بھی ان سے تسبیح کی آواز نہ نکلی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ بہ سند سدی، ابو مالک رحمہما اللہ تعالیٰ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضر موت کے چند حکمران رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں اشعث بن قیس بھی تھا۔ انہوں نے عرض کی: "ہم نے آپ کے لئے ایک بات سوچی ہے۔ ہم اس کا اظہار نہیں کرتے۔ آپ ہی بتائیں وہ کون سی بات ہے؟"

حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

"سبحان اللہ! اس طرح کے سوالات تو کاہنوں سے پوچھے جاتے ہیں جبکہ کاہنوں کو کہانت سمیت آگ میں جھونکا جائے گا۔"

انہوں نے عرض کی: "پھر ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔" حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ میں کچھ کنکریاں لیں اور فرمایا:

"یہ کنکریاں گواہی دیں گی کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔"

چنانچہ آپ ﷺ کے دست اقدس میں کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں۔ یہ معجزہ دیکھ کر شاہان حضر موت نے کہا:

نَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں۔

ابو الشیخ رحمۃ اللہ علیہ "کتاب العظمہ" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ثرید کا کھانا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الطَّعَامَ يُسَبِّحُ.

یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی:

"کیا آپ ﷺ اس کی تسبیح کو سمجھ رہے ہیں۔"

فرمایا: "ہاں۔" پھر ایک شخص سے ارشاد فرمایا:

"کھانے کا یہ برتن فلاں شخص کے قریب کر دو۔"

جب برتن اس شخص کے کانوں کے قریب کیا گیا تو اس نے کہا:

"یا رسول اللہ ﷺ! واقعی یہ تو تسبیح پڑھ رہا ہے۔" پھر برتن دو مزید آدمیوں کے قریب کیا گیا تو انہوں نے بھی کھانے کی تسبیح کی تصدیق کر دی۔ اس کے بعد وہ برتن حضور ﷺ کو واپس کر

(نرم مزاج) ہو گا۔"

میں نے عرض کی: "کیا اس پیرانہ سالی میں بھی میں اپنا نام تبدیل کر لوں۔"

راوی فرماتے ہیں کہ آج تک ہمارے خاندان میں سختی اور تند مزاجی کا عنصر موجود ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دادا حَزْن سے فرمایا: "اب تمہارا نام سھل ہے۔" انہوں نے حضور ﷺ کا تجویز کردہ نام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا: سہولت (نرمی) تو گدھے کے لئے ہوتی ہے۔ حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم اپنے خاندان کی سختی اور تند مزاجی کو خوب جانتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہ سند زہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن میتب رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے والد صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمہارا کیا نام ہے؟"

انہوں نے عرض کی: "میرا نام حَزْن ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم سھل ہو۔"

انہوں نے کہا: "جو نام میرے والد نے رکھا ہے میں اسے تبدیل نہیں کر سکتا۔"

راوی کہتے ہیں کہ آج تک سختی اور درشتی کا عنصر ہمارے اندر موجود ہے۔

باب

آسیب کا اثر زائل فرمانا

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بارگاہ نبوی میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے آکر عرض کی:

"یا رسول اللہ ﷺ! میرے بھائی کو تکلیف ہے۔"

آپ ﷺ نے پوچھا: "کیا تکلیف ہے؟"

اس نے عرض کی: "آسیب کا اثر ہے۔"

فرمایا: "اسے میرے پاس لے آؤ۔"

اعرابی اپنے بھائی کو لے آیا اور حضور ﷺ کے سامنے لٹا دیا۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے

وہ ایسے کراہنے لگا جیسے اونٹنی کراہتی ہے۔ حضور ﷺ تنے کی طرف واپس لوٹے اور اس پر اپنا دست شفقت رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"دو باتوں میں سے کوئی ایک پسند کر لے یا تو پہلے کی طرح سرسبز درخت بن جائے یا پھر میں تجھے جنت میں لگادوں وہاں تو جنتی نہروں اور چشموں کے پانی سے سیراب ہو گا۔ خوب برگ و بار لائے گا اور اللہ کے ولی تیرا پھل کھائیں گے۔"

کھجور کے تنے نے جواباً کچھ عرض کیا۔ اس کی بات صرف حضرت نبی پاک ﷺ نے سنی۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس نے اس بات کو پسند کر لیا ہے کہ میں اسے جنت میں لگادوں۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے (الاوسط میں) اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سند عبداللہ بن بریدہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہی روایت نقل فرمائی ہے۔

بغوی، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے لئے منبر بنایا گیا۔ جب آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کا تنا رونے لگ گیا۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

"چپ ہو جا۔ اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے جنت میں لگا دیتا ہوں۔ جہاں نیک آدمی تیرا پھل کھائیں گے اور اگر چاہتا ہے تو میں تجھے پہلی جگہ پر اسی طرح لگا دیتا ہوں جیسا کہ تو پہلے تھا۔"

فرمان نبوی سن کر کھجور کے تنے نے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو اختیار کر لیا۔

ابن ابی شیبہ، دارمی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ پھر آپ ﷺ کے لئے منبر تیار کیا گیا۔ جب آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو کھجور کا تنا غم جدائی میں اس طرح رونے لگا جس طرح اونٹنی اپنے بچے سے بچھڑ کر بلبلاتی ہے۔ اس کی آہ و بکا سنتے ہی رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا تو وہ پر سکون ہو گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر تیار ہوا تو آپ ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے۔

یہ دیکھ کر کھجور کا تنا رونے لگا۔ حضور ﷺ فوراً اس کے پاس آئے اور اس پر اپنا دست شفقت

جمادات سے متعلق معجزات

سنگریزوں اور کھانے کا تسبیح پڑھنا

بزار اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ (الاوسط میں)، ابو نعیم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اکیلے تشریف فرما تھے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے۔ انہوں نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سات کنکریاں پڑی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے کنکریاں اپنے ہاتھ مبارک میں رکھیں تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں اور شہد کی مکھیوں کی طرح ان کی تسبیح کی آواز سنائی دی۔ پھر حضور ﷺ نے کنکریاں نیچے رکھ دیں تو وہ چپ ہو گئیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے کنکریاں اٹھا کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیں۔ ان کے ہاتھ میں بھی کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں اور شہد کی مکھیوں کی طرح ان کی آواز سنائی دی۔ جب آپ ﷺ نے انہیں زمین پر رکھا تو ان کی تسبیح کی آواز بند ہو گئی۔ بعد ازاں حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں کنکریاں رکھیں تو وہاں بھی کنکریوں سے تسبیح کے کلمات سنائی دیئے جیسے شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی آواز ہوتی ہے۔ جب زمین پر رکھا تو آواز بند ہو گئی۔ آخر میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں بھی کنکریوں نے تسبیح پڑھی اور جب انہیں نیچے رکھا گیا تو ان کی آواز ختم ہو گئی۔ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هٰذِهٖ خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ.

یہ نبوت کی خلافت (کی طرف اشارہ) ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک میں چند سنگریزے لئے تو ان سے تسبیح کے کلمات جاری ہو گئے۔ ہم نے ان کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے وہ سنگریزے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رکھے تو پھر بھی وہ تسبیح پڑھنے لگے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں میں بھی وہی سنگریزے رکھے تو ہمیں ان کی تسبیح کی آواز سنائی دی۔ آخر میں آپ ﷺ نے ہم سب کے ہاتھوں میں باری باری وہ سنگریزے رکھے مگر

آپ ﷺ کے لئے منبر بنایا۔ جب اس لکڑی نے حضور ﷺ کو اپنے پاس نہ پایا تو رونے لگی اور اس سے بیل کی طرح آواز سنائی دی جسے تمام اہل مسجد نے سنا۔ حضور ﷺ فوراً اس کے پاس تشریف لائے اور اسے گلے لگالیا۔ آپ ﷺ کے شفقت فرمانے سے لکڑی کا گریہ بند ہو گیا۔

دارمی، ابن ماجہ، ابن سعد، ابو یعلی، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کھجور کے تنے کے پاس خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب منبر تیار ہوا اور آپ ﷺ کھجور کے تنے سے گزر کر منبر پر تشریف لے گئے تو وہ تنا رونے لگا اور فرط غم سے چر گیا۔ حضور ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور اس پر دست شفقت پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ ("اخبار مدینہ" میں) حضرت مطلب بن ابو وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو کھجور کے تنے سے پشت مبارک کی ٹیک لگا لیتے۔ جب منبر بنایا گیا اور آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کا تنا رونے لگا اور اس سے بیل کی سی آواز سنائی دی۔ حضور ﷺ فوراً اس کے پاس آئے اور اسے گلے لگالیا تو وہ خاموش ہو گیا پھر ارشاد فرمایا:

"اسے ملامت نہ کرو۔ اللہ کے رسول ﷺ جس چیز سے بھی جدا ہوتے ہیں اس پر کوہ الم ٹوٹ پڑتا ہے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ابو حاتم رازی، عمرو بن سواد رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو اتنے بے شمار معجزات عطا نہیں فرمائے جتنے کہ حضور نبی پاک محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا فرمائے۔"

میں نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنا کا معجزہ عطا فرمایا تھا۔"

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے: "اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو کھجور کے تنے کی آہ و بکا والا معجزہ عطا فرمایا جو کہ اس سے بدرجہا عظیم ہے۔"

باب

حبیب خدا ﷺ کی دعا پر در و دیوار کا آمین کہنا

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے

دیا گیا۔ایک آدمی نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ!کاش آپ تمام آدمیوں کو تسبیح سنانے کا حکم فرماتے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر بالفرض یہ کھانا کسی کے پاس خاموش ہو جاتا تو لوگ کہتے کہ اسے لوگوں کے پاس باربار پھیرنے کی وجہ سے ایسا ہوا۔" چنانچہ وہ برتن حضور ﷺ کو لوٹا دیا گیا۔

ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہانڈی پکار ہے تھے کہ وہ الٹی ہو گئی اور اس سے تسبیح کی آواز آنے لگی۔

بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانا کھا رہے تھے کہ کھانا اور کھانے کا برتن اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے لگے۔

باب

کھجور کے تنے کی آہ وبکا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی خاطر منبر رکھا گیا تو ہم نے سنا کہ کھجور کا تنا رو رہا تھا اور اس سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی کے کراہنے کی سی آواز سنائی دے رہی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور تنے پر اپنا دست شفقت رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہوتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ ﷺ کے لئے منبر بنایا۔ حضور ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف لے گئے تو کھجور کا تنا بچوں کی طرح چلانے لگا۔ آپ ﷺ نے نیچے اتر کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا تو وہ اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جسے چپ کرایا جاتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کھجور کا تنا جو ذکر الٰہی سنا کرتا تھا اس کے فراق کی وجہ سے رونے لگا تھا۔

دارمی رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن بریدہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ پھر آپ ﷺ کے لئے منبر تیار کیا گیا۔ جب آپ ﷺ کھجور کے تنے کو چھوڑ کر منبر کی طرف تشریف لے جانے لگے تو

پاؤں مبارک مارااور ارشاد فرمایا:

اُثْبُتْ عَلَيْكَ نَبِىٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ.

ٹھہر جا۔ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

ابو یعلی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے جس میں صرف "احد" کا ذکر ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ جس میں حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں کا تذکرہ بھی موجود ہے اور حضور ﷺ کا یہ فرمان روایت کیا گیا ہے:

اُهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِىٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ.

تھم جا۔ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ کوئی بھی نہیں۔

احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی حدیث پاک نقل فرمائی ہے جس میں صرف لفظ "حراء" کا ذکر ہے۔

باب

منبر شریف کا حرکت میں آجانا

احمد، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا، حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرما رہے تھے:

"خدائے جبار زمین و آسمان کو اپنے دست قدرت میں لے کر ارشاد فرمائے گا۔"

اَنَا الْجَبَّارُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ.

میں جبار ہوں۔ جابر لوگ کہاں ہیں؟ تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟

اس گفتگو کے دوران رسول اللہ ﷺ دائیں بائیں مائل ہوئے تو میں نے دیکھا کہ منبر بھی حرکت کر رہا ہے حتیٰ کہ میں نے کہا۔ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کو گرانا چاہتا ہے؟

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق پوچھا:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

احمد، ابن سعد، دارمی، ابن ماجہ، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ منبر بننے سے پہلے حضور نبی پاک ﷺ کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا اور آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہونے کے لئے متوجہ ہوئے تو کھجور کا تنا رونے لگا۔ آپ ﷺ فوراً اس کے پاس آئے اور اسے اپنے سینے سے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَوْلَمْ اَحْتَضِنْهُ لَحَنَّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ.

اگر میں اسے اپنے سینے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔

دارمی، ترمذی، ابو یعلی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا اور آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کا تنا رونے لگا اور اس سے بیل کی سی آواز آنے لگی۔ یہ آواز اتنی دلگداز اور لرزہ خیز تھی کہ مسجد ہلنے لگی۔ حضور نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور کھجور کے تنے کو گلے لگا لیا۔ آپ ﷺ کے محبت فرمانے سے وہ خاموش ہو گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْلَمْ اَلْتَزِمْهُ لَمَا زَالَ هٰکَذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ حُزْنًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک رسول خدا کی جدائی کے غم میں اسی طرح روتا رہتا۔

ابن سعد، ابن راہویہ رحمہما اللہ تعالیٰ (اپنی مسند میں) اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لئے منبر بنایا گیا تو وہ لکڑی حبیب پاک ﷺ کے غم جدائی میں رونے لگی۔ لوگوں نے چیخ و پکار سنی تو فوراً لکڑی کے پاس آ کر کھڑے ہوئے۔ اس کی رقت انگیز آہ و بکا سن کر لوگوں کے دل پسیج گئے اور وہ سب رونے لگے پھر رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور گریہ کناں لکڑی پر اپنا دست کرم رکھا تو وہ پر سکون ہو گئی۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا لیا کرتے۔ پھر

زمین سے باہر آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"زمین نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اب اسے کسی غار میں پھینک دو۔"

طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں ایک آدمی کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ...... پھر مذکورہ واقعہ بیان کیا...... اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"زمین اس سے زیادہ برے آدمی کو بھی قبول کر لیا کرتی ہے مگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ تمہارے لئے نشان عبرت بن جائے تاکہ آئندہ کوئی کسی کلمہ پڑھنے والے کو قتل کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اسے فلاں قبیلے کی گھاٹی میں جا کر دفن کر دو۔ وہاں کی زمین اسے قبول کر لے گی۔" چنانچہ لوگوں نے اسے مذکورہ بالا گھاٹی میں دفن کر دیا۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے یہی روایت بہ سند عاصم احوال، عمران بن حصین سے، انہوں نے سمیط سے اور انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے اور اس میں متذکرہ بالا زائد عبارت بھی موجود ہے۔

نیز ابو نعیم اور ابن اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی روایت نقل فرمائی ہے۔ اس میں ہے کہ وہ شخص سات دن بعد مر گیا۔ اس کا نام محلم بن جثامہ تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کسی کام سے بھیجا۔ اس نے حضور ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کر دی۔ حضور ﷺ نے اسے بددعا دی تو وہ کہیں مردہ پایا گیا۔ اس کا پیٹ بھی پھٹا ہوا تھا۔ جب اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

شیخین، احمد، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول خدا ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کو لکھا کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے اسے سمیعًا بصیرًا لکھواتے مگر وہ کہتا میں اپنی مرضی سے لکھوں گا اور وہ علیمًا حکیمًا لکھ دیتا۔ وہ شخص مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا۔ وہ کہا کرتا کہ میں اپنی مرضی سے وحی لکھا کرتا تھا۔ جب وہ شخص مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهٗ.

زمین اس شخص کو قبول نہیں کرے گی۔

چنانچہ اسے دفن کرنے کی کوشش کی گئی مگر زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"کل آپ کہیں نہ جانا۔ اپنے بیٹوں سمیت گھر پر رہنا۔ میں آپ کے ہاں آؤں گا۔ مجھے آپ لوگوں سے ایک کام ہے۔"

صبح ہوئی تو رسول خدا ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا: "سب گھر والے ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ۔" جب وہ سب مل بیٹھے تو رحمت عالم ﷺ نے ان پر اپنی چادر ڈال دی اور یہ دعا فرمائی۔

"اے میرے پروردگار! یہ میرے چچا اور میرے والد کے سگے بھائی ہیں اور یہ میرے اہل بیت ہیں۔ جس طرح میں نے انہیں اپنی چادر سے ڈھانپ رکھا ہے تو بھی اسی طرح انہیں آتشیں جہنم سے محفوظ فرما۔"

حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَاَمَّنَتْ اَسْكِفَةُ الْبَابِ وَحَوَائِطُ الْبَيْتِ آمِيْنَ آمِيْنَ آمِيْن.

دروازے کی چوکھٹوں اور گھر کی دیواروں سے آواز سے آئی آمین آمین آمین۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن غسیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول خدا ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو فرمایا: "چچا جان! اپنے بیٹوں کو میرے پاس لے آؤ۔" وہ انہیں لے آئے۔ حضور ﷺ انہیں ایک کمرے میں لے گئے اور انہیں چادر میں چھپا کر یہ دعا فرمائی:

"اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ یہ میری عترت ہے جس طرح میں نے انہیں اپنی چادر میں چھپا رکھا ہے تو بھی اسی طرح انہیں آتش جہنم سے بچا لے۔"

حضرت عبداللہ بن غسیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

فَمَابَقِيَ فِي الْبَيْتِ جُدُرٌ وَلَابَابٌ اِلَّا اَمَّنَ.

گھر کے تمام در و دیوار سے آمین آمین کی آوازیں آنے لگیں۔

باب

جبل احد کا لرزنا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ احد یا حراء پر تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک پہاڑ لرزنے لگا۔ نبی پاک ﷺ نے پہاڑ پر اپنا

باب

ابن ابیرق منافق کا انجام

ابن اسحاق اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو طعمہ بشیر بن ابیرق ایک منافق شخص تھا۔ اس نے رفاعہ بن زید کے بیٹے کے گھر سے چند ہتھیار اور کچھ سامان خورد ونوش چوری کر لیا۔ اس کے متعلق یہ کلام الٰہی نازل ہوا۔

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ...... آلایات (النساء:105)

بے شک ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں میں اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھا دیا۔

ابن ابیرق مدینہ منورہ سے بھاگ کر مکہ مکرمہ آگیا اور سلامہ بنت سعد کے ہاں رہنے لگا۔ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا بھلا کہتا تھا۔ شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اشعار کے ساتھ اس کی ہجو گوئی کی۔ جب سلامہ کو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار کا علم ہوا تو اس نے ابن ابیرق کو اپنے گھر سے نکال دیا۔ پھر وہ طائف چلا آیا۔ یہاں وہ ایسے مکان میں داخل ہوا جس میں اور کوئی بھی نہ تھا۔ اچانک مکان کی چھت اس پر گر پڑی اور وہ اس کے نیچے دب کر مر گیا۔ قریش کہنے لگے: "قسم بخدا! محمد (ﷺ) کے صحابہ میں سے جس میں ذرا بھی خیر و فلاح کا عنصر ہو گا وہ انہیں کبھی نہیں چھوڑے گا۔"

باب

حکم بن ابو العاص کی گستاخی کا انجام

حاکم، بیہقی اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حکم بن ابو العاص حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس وعظ وارشاد میں آکر بیٹھا کرتا تھا۔ جب حضور ﷺ گفتگو فرماتے تو وہ (گستاخی کرتے ہوئے) اپنے منہ کو ٹیڑھا کرنے لگتا۔ ایک دن اس کا یہ گستاخانہ انداز دیکھ کر سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

كُنْ كَذٰلِكَ.

وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ. (الزمر:67)

اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ پہچانی جس طرح قدر پہچاننے کا حق تھا اور (اس کی شان تو یہ ہے کہ قیامت کے دن) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہو گی اور سارے آسمان لپٹے ہوئے اس کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے۔

میرے سوال کے جواب میں حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا اَنَا.

میں جبار ہوں۔ میں ہی میں ہوں۔

پھر رب قدوس خود اپنی عظمت و کبریائی کا اعلان فرمائے گا۔ حضور ﷺ کی اس گفتگو کے دوران منبر شریف حرکت میں آ گیا منبر اتنی تیزی سے جھوم رہا تھا کہ ہمیں حضور ﷺ کے گر پڑنے کا اندیشہ ہونے لگا۔

بزار اور ابن عدی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ سے لے کر عَمَّا يُشْرِكُوْنَ تک تلاوت فرمائی تو منبر سے آواز آئی: هٰكَذَا۔

''اس طرح۔'' پھر منبر نے تین بار دائیں بائیں حرکت کی۔

باب

میت کو قبول کرنے سے زمین کا انکار

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت قبیصہ بن ذؤیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے مشرکین کے ایک دستے پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک بھاگتے ہوئے مشرک کو کسی مسلمان نے اپنے نرغے میں لے لیا۔ جب اس نے مشرک کو قتل کرنے کے لئے تلوار لہرائی تو مشرک کی زبان سے نکلا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مگر مسلمان نے اسے قتل کر کے ہی دم لیا پھر اس کے دل میں احساس ندامت پیدا ہوا اور یہ صورت حال رسول خدا ﷺ سے عرض کر دی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔'' چند دنوں کے بعد یہ قتل کرنے والا شخص بھی فوت ہو گیا۔ جب اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ اس کے گھر والے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور یہ ماجرا بیان کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''اسے پھر دفن کر دو۔'' انہوں نے اسے تین مرتبہ دفن کیا مگر ہر بار وہ

باب

آگ کا بے اثر ہو جانا

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ ابن لہیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اسود عنسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور صنعاء پر قبضہ کر لیا تو حضرت ذؤیب بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر لیا۔ چونکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کو سچا نبی تسلیم کرتے تھے اس لئے اسود عنسی نے انہیں آگ میں ڈال دیا مگر آگ نے انہیں ذرا بھی نقصان نہ پہنچایا۔ حضور نبی پاک ﷺ نے اپنے صحابہ کو یہ واقعہ سنایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِنَا مِثْلَ اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلِ علیه الصلوٰة والسلام.

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری امت میں بھی حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مانند ایک شخص پیدا فرمایا۔

عبدان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ ذؤیب نامی شخص کلیب بن ربیعہ خولانی کے فرزند ہیں جو یمن کے لوگوں میں سے سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ابو بشر جعفر بن ابو وحشیہ سے روایت کرتے ہیں کہ خولان قبیلے کا ایک شخص مسلمان ہوا تو اس کی قوم نے اسے کفر کی طرف لانا چاہا اور اسے آگ میں ڈال دیا مگر آگ اسے نہ جلا سکی سوائے ان اعضاء کے جن پر وضوء کا پانی نہ پہنچتا تھا۔ وہ صاحب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: "میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔" انہوں نے کہا: "آپ دعا کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔" حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "تمہیں آگ میں ڈالا گیا مگر تمہارا بال بھی بیکا نہ ہوا۔" چنانچہ اس شخص نے آپ کی خاطر بخشش کی دعا کی پھر وہ شام کی طرف چلے گئے۔ لوگ انہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے تھے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ بہ سند اسماعیل بن عیاش، شرجیل بن مسلم خولانی سے روایت کرتے ہیں کہ یمن میں اسود بن قیس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا۔ اس نے ابو مسلم خولانی کو بلا کر ان سے پوچھا: "کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟" انہوں نے فرمایا: "میں یہ بات نہیں مانتا۔" اسود نے پھر کہا: "کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔" انہوں

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جہاں وہ مرا تھا میں وہاں گیا تو دیکھا کہ اس کی لاش بے گور و کفن پڑی ہے۔ میں نے پوچھا: اسے دفن کیوں نہیں کیا گیا؟ تو لوگوں نے کہا:

دَفَنَّاهُ فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ.

ہم نے تو اسے دفن کیا مگر زمین نے اسے قبول نہیں کیا۔

باب

حضور نبی پاک ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والے کے قتل کا حکم

عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ ("مصنف" میں) اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص انصار کی ایک بستی میں آیا اور ان سے کہا: "رسول خدا ﷺ نے مجھے بھیجا ہے۔ آپ ﷺ کا حکم ہے کہ تم فلاں عورت کے ساتھ میری شادی کر دو۔" حالانکہ حضور نبی پاک ﷺ نے اسے نہیں بھیجا تھا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو اس کے جھوٹ کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرمایا: "تم دونوں جا کر اسے قتل کر دو لیکن میرا خیال ہے وہ تمہیں نہیں ملے گا۔" جب وہ دونوں حضرات وہاں پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ وہ سانپ کے کاٹنے سے مر گیا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند عطاء بن سائب، حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جد جد جندعی یمن آیا اور وہاں ایک عورت پر فریفتہ ہو گیا۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا حکم ہے کہ تم اپنی اس دوشیزہ کو میرے پاس بھیج دو۔ لوگوں نے کہا: جہاں تک ہمیں علم ہے، رسول اللہ ﷺ زنا کو حرام ٹھہراتے ہیں۔ اس کے بعد ان لوگوں نے اصل صورت حال معلوم کرنے کے لئے کسی کو نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا۔ جب ہادیٔ کونین ﷺ کو اس شخص کے جھوٹے پیغام کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا:

"تم اس شخص کے پاس چلے جاؤ۔ اگر وہ تمہیں زندہ ملے تو اسے قتل کر دو۔ اگر اسے مردہ حالت میں پاؤ تو اس کی لاش کو آگ میں جلا دو۔"

اسی رات جد جد پانی بھرنے کے لئے باہر نکلا۔ ایک سانپ نے اسے ڈس لیا اور وہ مر گیا۔

بچھادے ہم کھانا کھائیں گے۔" وہ دستر خوان لے آئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "رومال لے آ۔" وہ ایک میلا سا رومال لے آئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "تنور کو دہکا دے۔" اس نے تنور میں آگ جلائی۔ پھر رومال کو تنور کی آگ میں ڈالا گیا۔ جب اسے باہر نکالا گیا تو وہ دودھ کی طرح سفید ہو چکا تھا۔ ہم نے یہ عجیب منظر دیکھ کر ان سے پوچھا: مَا هٰذَا؟ "یہ کیا بات ہے؟" حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

هٰذَا مِنْدِيْلٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ فَإِذَا اتَّسَخَ صَنَعْنَا بِهٖ هٰكَذَا لِأَنَّ النَّارَ لَاتَأْكُلُ شَيْئًا مَرَّ عَلٰى وُجُوْهِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

یہ وہ بابرکت رومال ہے جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اپنا چہرۂ انور صاف فرماتے تھے۔ یہ رومال جب کبھی میلا ہو جاتا ہے تو اسے صاف کرنے کے لئے ہم اسی طرح آگ میں ڈال دیتے ہیں کیونکہ آگ اس چیز کو نہیں جلا سکتی جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے چہروں سے مس ہو جائے۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ معاویہ بن حرمل سے روایت کرتے ہیں کہ حرہ کی جانب سے ایک آگ نمودار ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا: "اس آگ کی طرف چلئے۔" وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چل پڑے۔ میں بھی ان کے پیچھے چلا گیا۔ جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہاتھ سے آگ کو دھکیلنے لگے حتیٰ کہ آگ ایک گھاٹی میں جا پہنچی اور حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے پیچھے گئے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے: "جس نے یہ منظر نہیں دیکھا وہ اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتا جس نے خود اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین بار یہی بات ارشاد فرمائی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ مرزوق سے روایت کرتے ہیں کہ عہد فاروقی میں ایک آگ نمودار ہوئی۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے اپنی چادر سے دھکیلنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ ایک غار میں داخل ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اے ابو رقیہ! ہم نے آپ کو ایسے ہی کاموں کے لئے چھپا کر رکھا ہے۔"

تو ایسا ہی ہو جا۔

چنانچہ اس کا منہ ٹیڑھا ہو گیا اور مرتے دم تک اس کی یہی کیفیت رہی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایک بدباطن آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو کر آپ ﷺ کی نقل اتارنے لگا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"کذلك فكن."

تو ایسا ہی ہو جا۔

(وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا)۔ اسے اٹھا کر اس کے گھر لے جایا گیا۔ جہاں وہ دو ماہ تک بے حس و حرکت پڑا رہا۔ جب اسے افاقہ ہوا تو اس کی شکل اسی طرح بگڑی ہوئی تھی جس طرح اس نے سید الکونین ﷺ کی نقل اتاری تھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مالک بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ابوالحکم کے پاس سے گزرے تو وہ آپ ﷺ کی جانب کنکھیوں سے اشارے کرنے لگا۔ حضور ﷺ نے اسے اس حالت میں دیکھ لیا اور فرمایا: "یا اللہ! اس پر رعشہ طاری کر دے۔" وہ فوراً رعشہ میں مبتلا ہو گیا۔

بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ روایت نقل فرمائی ہے جس میں ہے کہ حضور ﷺ حکم ابو مروان کے پاس سے گزرے۔ عبداللہ بن احمد نے "زوائد الزہد" میں اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ جس میں ہے کہ حکم بن ابوالعاص کے پاس سے آپ ﷺ کا گزر ہوا۔ اس میں یہ بھی ہے کہ حکم ابھی اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ رعشہ کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔

باب

حارث کی بیٹی کا واقعہ

ابن فتحون، طبری رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حارث بن ابو حارثہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنی بیٹی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دے دے۔ اس نے جواباً کہا: "میری بیٹی میں عیب ہے۔" حالانکہ وہ بالکل بے عیب تھی۔ جب حارث گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی بیٹی برص کے مرض میں مبتلا ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور نبی پاک ﷺ کے ساتھ تھے۔ سخت اندھیری رات تھی۔ ہم ایک دوسرے سے الگ الگ ہو گئے۔ اچانک میری انگلوں میں نور چمکنے لگا جس کی روشنی میں سب نے اپنی سواریاں جمع کر لیں اور گمشدہ چیزیں تلاش کر لیں اور میری انگلیوں سے مسلسل نور نکلتا رہا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کو بارش ہو رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے تو بجلی چمکی اور حضور ﷺ نے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "جب تم نماز پڑھ چکو تو ٹھہر جانا۔ میں تم سے ایک بات کروں گا۔"

جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجور کی شاخ عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا:

خُذْ هٰذَا يُضِيُّ لَكَ أَمَامَكَ عَشْرًا وَخَلْفَكَ عَشْرًا.

یہ شاخ لے لو۔ یہ تمہارے لئے دس قدم آگے اور دس قدم پیچھے روشنی کرے گی۔

باب

کاشانہ نبوی کا نور سے جگمگا اٹھنا

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ("الحلیہ" میں) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاں شب بسر فرمائی۔ میں رات کو بیدار ہوئی تو حضور ﷺ کو نہ پا کر مجھے تنہائی کا احساس ہوا۔ اچانک مجھے یوں محسوس ہوا جیسے آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے بھی وضو کیا اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگی۔ آپ رات کی تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے۔ اچانک ایک نور چمکا اور سارا گھر بقعہ نور بن گیا۔ کچھ دیر تک میرا گھر نور سے جگمگاتا رہا پھر وہ روشنی غائب ہو گئی۔ رسول خدا ﷺ مصروف دعا رہے۔ اتنے میں پھر نور چمکا جو پہلے نور سے کہیں زیادہ تابناک اور ضوفشاں تھا۔ اتنی روشنی ہوئی کہ اگر میرے گھر میں رائی کے دانے ہوتے تو میں انہیں بھی ایک ایک کر کے چن لیتی۔ تھوڑی دیر بعد یہ نور بھی جاتا رہا۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیسا نور تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تو نے اسے دیکھا تھا؟" میں نے عرض کی: "جی ہاں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب سے اپنی امت مانگی تھی۔ اس نے مجھے تہائی امت عطا فرما دی جس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد و ثناء کی۔

نے کہا: "ہاں۔" یہ سن کر اسود نے حکم دیا کہ آگ کا بہت بڑا الاؤ روشن کیا جائے۔ جب آگ بھڑکنے لگی تو اس نے ابو مسلم کو اس میں ڈال دیا مگر آگ نے انہیں ذرا بھی تکلیف نہ پہنچائی۔ لوگوں نے اسود سے کہا: "اگر تم اسے اپنے آپ سے دور نہ کرو گے تو یہ تمہارے پیروکاروں کو بھٹکا دے گا۔"

چنانچہ اس نے آپ کو وہاں سے چلے جانے کا حکم صادر کر دیا۔ جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت حضور نبی پاک ﷺ کا وصال ہو گیا تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سریر آرائے خلافت ہو چکے تھے۔ انہیں دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یُمِتْنِیْ حَتّٰی اَرَانِیْ فِیْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صُنِعَ بِهٖ كَمَا صُنِعَ بِاِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ.

تمام تعریفیں اس خدائے بزرگ و برتر کے لئے ہیں جس نے مجھے اتنی زندگی بخشی کہ میں نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اس شخص کو دیکھ لیا جس کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح آزمائش میں ڈالا گیا۔

اس واقعہ کے بعد خولانی لوگ جب کبھی عنس قبیلہ کے لوگوں سے ملتے تو ان سے کہا کرتے: "تمہارے کذاب نبی نے ہمارے قبیلہ کے آگ کو فرد میں جلانا چاہا مگر آگ اس کا بال بھی بیکا نہ کر سکی۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن حماد سے، وہ ابو عوانہ سے، وہ ابو بلج سے اور وہ عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آگ میں جلانے کی کوشش کی تھی۔ جب حضور ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوتا تو آپ ان کے سر پر اپنا دست شفا بخش رکھ دیتے اور فرماتے:

یَا نَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی عَمَّارٍ كَمَا كُنْتِ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ.

اے آگ! عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہو گئی تھی۔ اے عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تجھے ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔

نبی کریم ﷺ کا رومال

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ عباد بن عبد الصمد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادمہ سے فرمایا: "دستر خوان لا کر

میں نے عرض کی: "حضور! میں انہیں لے جاؤں۔"

فرمایا: "نہیں۔" اتنے میں آسمان سے بجلی نمودار ہوئی اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی روشنی میں چل کر اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

باب

ڈوبے سورج کو پلٹانا

ابن مندہ، ابن شاہین اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ چند سندوں سے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ ان سندوں میں سے بعض اسناد حدیث صحیح کی شرائط پر پوری اترتی ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش میں سر مبارک رکھے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں وحی کا نزول شروع ہو گیا۔ وحی کا سلسلہ غروب آفتاب تک جاری رہا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عصر نہ پڑھ سکے۔

رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ فِيْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ.

یا اللہ! یہ تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں مشغول تھے۔ ان کے لئے سورج کو واپس لوٹا دے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو غروب ہوتے دیکھا تھا مگر حضور ﷺ کی دعا کے بعد دیکھا کہ سورج دوبارہ طلوع ہو گیا ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اس طرح ہے کہ سورج دوبارہ طلوع ہو گیا حتیٰ کہ پہاڑوں پر آ کھڑا ہوا اور زمین پر اس کی روشنی پڑنے لگی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر وضو فرمایا اور نماز عصر ادا کی۔ پھر سورج غائب ہو گیا۔ یہ واقعہ صہباء میں پیش آیا۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش میں سر مبارک رکھ کر سو رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی کہ سورج غروب ہو گیا۔ جب حضور ﷺ بیدار ہوئے تو ان کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے سورج کو پلٹا دیا۔ انہوں نے نماز پڑھی اور سورج دوبارہ غائب ہو گیا۔

باب

لاٹھیوں اور انگلیوں کا روشن ہو جانا

حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو عبس بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نمازیں ادا کیا کرتا تھا اور نماز سے فارغ ہو کر بنو حارثہ کے پاس چلا آتا تھا۔ ایک دفعہ سخت تاریک رات میں بارش ہو رہی تھی۔ میں حسب معمول باہر نکلا تو میری لاٹھی میں نور چمکنے لگا۔ اسی نور کے اجالے میں چلتے چلتے میں بنو حارثہ کے گھر میں داخل ہو گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک تاریک رات میں دو صحابی نبی کریم ﷺ کے پاس سے اٹھ کر باہر نکلے تو ان کے سامنے دو چراغ سے روشن ہو گئے۔ جب ان صحابیوں کے راستے جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ بھی چلا گیا اور وہ دونوں ان چراغوں کی روشنی میں اپنے اپنے گھر تک پہنچ گئے۔

ابن سعد، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ چند دیگر واسطوں سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام کے سلسلہ میں رات گئے تک بارگاہ نبوی میں حاضر رہے۔ سخت تاریک رات تھی۔ ان دونوں کے پاس ایک ایک لاٹھی تھی۔ جب وہ باہر نکلے تو ایک صحابی کی لاٹھی میں نور چمکنے لگا اور وہ اس کی روشنی میں چلنے لگے۔ جب ان کا راستہ جدا ہوا تو دوسرے صحابی کی لاٹھی میں بھی نور آ گیا۔ اس طرح یہ دونوں حضرات اپنی لاٹھیوں کی روشنی میں چلتے چلتے اپنے گھر پہنچ گئے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات گئے تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس باتیں کرتے رہے۔ انتہائی تاریک رات تھی۔ حضور ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے ساتھ ہو لئے۔ ان حضرات میں سے کسی ایک کے پاس عصا تھا۔ وہ روشن ہو گیا اور اس کی روشنی میں وہ سب اپنے گھروں تک پہنچ گئے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تاریخ میں) نیز بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت حمزہ اسلمی

کیا تھا وہ ہمیشہ سیاہ رہے۔

ابن سعد، ابن مندہ، بغوی، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے درمیان سے لے کر پیشانی تک کے بال ہمیشہ سیاہ رہے جبکہ باقی سر سفید ہو چکا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا:

''آقا! آپ کے بالوں کی رنگت بڑی عجیب ہے۔ میں نے یہ صورت حال کہیں نہیں دیکھی۔''

انہوں نے جواب دیا: ''بیٹے! تمہیں بھلا کیا معلوم ہے کہ میرے بالوں کی سیاہی کا راز کیا ہے؟ ایک دفعہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کون ہے؟'' میں نے عرض کی: ''میرا نام سائب بن یزید ہے۔'' حضور نبی پاک ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست شفقت رکھا اور یہ دعا فرمائی:

بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهِ.

اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرمائے۔

اب میرے سر کے بال کبھی سفید نہ ہوں گے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ (التاریخ میں) نیز بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند یونس بن محمد بن انس ان کے والد محمد بن انس سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں صرف دو ہفتوں کا تھا۔ مجھے بارگاہ نبوی میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر دست شفقت رکھا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر فرمایا:

''جو میرا نام ہے وہی اس کا نام بھی رکھ دو مگر میری کنیت اس کے لئے استعمال نہ کرنا۔''

جب حضور ﷺ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا تو میری عمر دس سال تھی۔ حضرت یونس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے طویل عمر پائی۔ بڑھاپے میں ان کے سارے بال سفید ہو گئے تھے مگر سر اور داڑھی کے وہ بال سفید نہ ہوئے جہاں نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھا تھا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن فضالہ ظفری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعینہٖ یہی روایت نقل فرمائی ہے۔

بغوی رحمۃ اللہ علیہ (اپنی معجم میں) اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابوالوضاح بن سلمہ جہنی سے، وہ اپنے والد سے اور وہ عمرو بن تغلب جہنی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میری

پھر میں نے رب کریم سے باقی ماندہ امت کا سوال کیا تو اللہ پاک نے مجھے دوسری تہائی بھی عطا فرما دی۔ جس پر میں نے پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد و ثنا کی۔ میں نے رب تعالیٰ سے تیسری بار سوال کیا تو اس نے مجھے اپنی امت کا تیسرا تہائی بھی عطا فرما دیا۔ جس پر میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور اس کا شکر ادا کیا۔"

محمد بن علی نے ابوالعباس بن قتیبہ سے، انہوں نے محمد بن عمرو غزی سے، انہوں نے عطاف بن خالد سے اور انہوں نے محمد بن ابو بکر بن مطر بن عبدالرحمٰن بن عوف سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مذکورہ حدیث روایت کی ہے۔ اس سند میں عطاف ضعیف راوی ہے۔

باب

حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے بجلی کا چمکنا

حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب حضور ﷺ سجدہ میں گئے تو امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ ﷺ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نے سر انور اٹھایا تو اپنے شہزادوں کو پکڑ کر نرمی سے ایک طرف بٹھا دیا۔ جب آپ ﷺ دوبارہ سجدے میں گئے تو وہ پھر آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شہزادے کو ایک طرف بٹھا دیا اور دوسرے کو دوسری طرف۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں انہیں ان کی والدہ کے پاس لے جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ اتنے میں بجلی چمکی اور حضور ﷺ نے فرمایا:

"اپنی امی کے پاس چلے جاؤ۔" دونوں صاحبزادے بجلی کی روشنی میں چلتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ایک اور سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک تاریک رات میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی پاک ﷺ کے پاس موجود تھے۔ سرکار رسالت مآب ﷺ کو اپنے اس شہزادے سے غایت درجہ محبت تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِذْهَبْ اِلٰى اُمِّىْ.

اپنی امی کے پاس چلے جاؤ۔

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر اور داڑھی پر دست مبارک پھیرا اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ

اے اللہ! انہیں حسن و جمال عطا فرما۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سو سال سے زائد عمر پائی مگر ان کی داڑھی میں سفید بال نہ تھا۔ بڑے خندہ رو شخص تھے۔ تادم واپسیں ان کے چہرے پر شکن پیدا نہ ہوئے۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایت کو حسن اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

ابن ابی شیبہ، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ ابو نہیک ازدی سے اور وہ ابوزید انصاری، عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب فرمایا۔ میں ایک برتن میں پانی لے آیا۔ مجھے اس میں ایک بال نظر آیا۔ بال نکال کر میں نے پانی پیش کیا۔ حضور ﷺ نے یہ دیکھ کر میرے لئے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ

اے اللہ! انہیں حسن و جمال عطا فرما۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترانوے سال کے ہو گئے مگر ان کے سر اور داڑھی میں ایک سفید بال بھی نہ تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ثمامہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضور نبی پاک ﷺ کی داڑھی مبارک کا بال لے لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ

یا اللہ! اسے حسین و جمیل بنا دے۔

اس وقت یہودی کی داڑھی سفید تھی مگر حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے فوراً سیاہ ہو گئی۔

عبدالرزاق، معمر رحمہما اللہ تعالیٰ سے اور وہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضور نبی پاک ﷺ کے لئے اونٹنی کا دودھ نکالا۔ حضور ﷺ نے اسے دعا دی:

اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ

یا اللہ۔ اسے حسن و جمال عطا فرما۔

یہودی کے بال فوراً سیاہ ہو گئے۔ ان کے بال عام لوگوں سے کہیں زیادہ سیاہ تھے۔

حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ میں

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند حسن حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے سورج کو حکم فرمایا تو وہ دن کی چند ساعتیں تاخیر سے غروب ہوا۔

باب

تصویر کا مٹ جانا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں ایک کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی جس پر تصویر بنی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے تصویر والی جگہ سے کپڑے کو پھاڑ دیا اور فرمایا:

"قیامت کے روز وہ لوگ شدید ترین عذاب سے دوچار ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی تصویریں بناتے ہیں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک ڈھال لے کر تشریف لائے جس پر عقاب کی تصویر تھی۔ آپ ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا تو تصویر مٹ گئی۔

ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ڈھال تھی جس پر مینڈھے کے سر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے اس تصویر کو ناپسند فرمایا۔ صبح ہوئی تو تصویر غائب تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے زائل کر دیا تھا۔

باب

بڑھاپے میں بالوں کا سیاہ رہنا

بخاری رحمۃ اللہ علیہ (التاریخ میں)، ابن مندہ، بیہقی، ابن سکن، ابن سعد اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ آمنہ بنت ابوشعثاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور یہ دونوں مدلوک ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور رحمت عالم ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک رکھ دیا۔ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ بڑھاپے میں ان کے سر کے بال سفید ہو گئے تھے مگر جن بالوں کو دست نبوت نے مس

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ حضرت خزیمہ بن عاصم عکلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ پھر ان کا چہرہ تادم واپسیں تر و تازہ اور شگفتہ رہا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (الکبیر اور الاوسط میں) بہ سند جید اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عتبہ بن فرقد کی بیوی حضرت ام عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ عتبہ کی ہم چار بیویاں تھیں۔ ہر بیوی زیادہ سے زیادہ خوشبو لگاتی تاکہ وہ دوسری سے زیادہ معطر اور خوشبودار محسوس ہو۔ جبکہ ہمارے شوہر حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشبو استعمال نہیں کیا کرتے تھے پھر بھی ہماری بہ نسبت ان کے جسم سے زیادہ خوشبو مہکتی تھی۔ جب وہ لوگوں کے پاس جاتے تو ان کی عطر بیز مہک سے ان کے مشام جاں معطر ہو جاتے۔ وہ کہتے کہ ہم نے عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو سے زیادہ مہک والی خوشبو کہیں نہیں سونگھی۔ ہم نے ان سے اس دلآویز اور فرحت بخش خوشبو کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا:

"عہد رسالت مآب ﷺ کی بات ہے کہ میرے جسم پر خارشی پھنسیاں نکلیں۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس تکلیف کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کپڑے اتار دو۔ میں نے اپنی شرمگاہ کو کپڑے سے چھپالیا اور باقی کپڑے اتار کر حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک پر پھونک ماری پھر میری پشت اور پیٹ پر دست پاک رکھ دیا۔ بس اسی دن سے میرے جسم سے یہ دلآویز خوشبو مہک رہی ہے۔

بیہقی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں جب حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مصافحہ کیا کرتا یا جب کبھی میرا جسم حضور ﷺ کے جسم اقدس سے مس ہو جاتا تو تین دن بعد تک میرے ہاتھوں سے خوشبو مہکتی رہتی جو کستوری کی مہک سے بھی زیادہ عطر بیز اور دلآویز ہوتی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابو طفیل سے روایت کرتے ہیں کہ بنو لیث کے ایک شخص کا نام فراس بن عمرو تھا۔ ایک دفعہ ان کے سر میں شدید درد ہو گیا۔ ان کے والد انہیں حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ نے ان کی پیشانی کی کھال پکڑ کر کھینچی تو اس جگہ ایک بال اگ آیا اور ان کے سر کا درد جاتا رہا۔ اس کے بعد انہیں کبھی سر درد کی شکایت نہ ہوئی۔ ابو طفیل کہتے ہیں کہ میں نے ان کی پیشانی پر وہ بال دیکھا تھا مجھے یوں محسوس ہوا گویا سیہی کا بال ہو۔ بعد ازاں جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف اہل حروراء نے خروج کا قصد کیا تو فراس بھی ان کے ہم نوا

ملاقات ہوئی۔ میں مشرف بہ اسلام ہو گیا اور حضور نبی پاک ﷺ نے میرے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فوت ہوئے تو ان کی عمر سو سال تھی اور ان کی داڑھی اور سر کی جس جگہ سے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مس ہوا تھا وہاں کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔

طبرانی اور ابن سکن رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت مالک بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ان کے سر اور چہرے پر اپنا دست پاک رکھا۔ پھر انہوں نے طویل عمر پائی حتیٰ کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے مگر جس جگہ رسول اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھا تھا اس جگہ کے بال ہمیشہ سیاہ رہے۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ ("اخبار المدینہ" میں) محمد بن عبد الرحمٰن بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبادہ بن سعد بن عثمان زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر دست کرم رکھا اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی تو وہ اسّی سال کے ہو کر فوت ہوئے مگر ان کے بال سفید نہ ہوئے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رملی (فوائد میں) حضرت بشیر بن عقربہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب میرے والد گرامی غزوۂ احد میں شہید ہوئے تو میں روتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے پوچھا:

مَا يُبْكِيكَ؟ أَمَا تَرْضٰى اَنْ اَكُوْنَ أَنَا أَبَاكَ وعَائِشَةُ أُمَّكَ.

تو کیوں رو رہا ہے؟ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ بن جاؤں اور عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تیری ماں بن جائے۔

پھر حضور ﷺ نے میرے سر پر دست شفقت رکھ دیا۔ آپ ﷺ کے دست مبارک کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ بڑھاپے میں میرا سارا سر سفید ہوا مگر دست نبوی سے مست ہونے والے بال سیاہ ہی رہے۔

حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری زبان میں ہکلاہٹ تھی۔ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے کہ میری زبان میں گرہ تھی۔ حضور ﷺ نے اس پر اپنا لعاب دہن لگایا تو ہکلاہٹ ختم ہو گئی اور گرہ کھل گئی۔ حضور ﷺ نے پوچھا: "تمہارا کیا نام ہے؟" میں نے عرض کی: "میرا نام بحیر ہے۔" فرمایا: "نہیں بلکہ تمہارا نام بشیر ہے۔"

ترمذی اور بیہقی رحمہما اللہ علیہ علباء بن احمر سے اور وہ ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ نبوی میں لایا گیا۔ حضور ﷺ نے ان کے منہ پر اپنا لعاب دہن لگایا اور ان کے لئے حفظ و امان کی دعا فرمائی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک لعاب دہن کو بڑی رغبت اور بے تکلفی سے پینے لگے۔ ان کا یہ انداز محبت دیکھ کر حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "یہ ہمیشہ پانی سے سیراب رہیں گے۔" پھر واقعی ایسا ہی ہوا۔ وہ جہاں بھی پانی ڈھونڈنے کی کوشش کرتے، وہاں پانی ظاہر ہو جاتا۔

باب

انگشتری مبارک کی گمشدگی اور فتنوں کا آغاز

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بنو حارث بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کا وصال ہوا۔ جب ان کی میت پر کپڑا ڈالا گیا تو لوگوں نے ان کے سینے سے ایک چیخ سنی پھر وہ یوں گویا ہوئے:

"احمد، احمد کتاب اول میں مذکور ہیں۔ انہوں نے سچ کہا۔ انہوں نے سچ کہا۔ ابو بکر صدیق جو ذاتی معاملات میں کمزور مگر دینی معاملات میں طاقتور ہیں ان کا نام بھی کتاب اول میں مذکور ہے۔ انہوں نے سچ کہا۔ انہوں نے سچ کہا۔ عمر بن خطاب جو قوی و امین ہیں ان کا نام بھی کتاب اول میں مذکور ہے۔ انہوں نے سچ کہا۔ انہوں نے سچ کہا۔ عثمان بن عفان بھی انہیں شخصیات کی راہ پر گامزن ہیں۔ چار سال بیت چکے ہیں اور دو باقی ہیں۔ فتنوں کا ظہور ہوگا۔ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا اور پھر قیامت قائم ہوگی۔ تمہارے پاس تمہارے لشکر کی طرف سے بئر اریس کی خبر آپہنچے گی اور تم کیا جانو کہ بئر اریس کیا ہے؟"

اس واقعہ کے چند دنوں بعد خطمہ کا ایک شخص فوت ہوا۔ جب اس کی میت کو کپڑے میں ڈھانکا گیا تو اس کے سینے سے بھی ایک چیخ نکلی پھر وہ کہنے لگا:

"بنو حارث بن خزرج کے آدمی نے سچ کہا، سچ کہا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیئر اریس کا واقعہ اس طرح ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی تھی جو آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہی۔ آپ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ جب یہ انگوٹھی مبارک حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کی زینت بنی تو آپ کے

نے کئی آدمیوں سے سنا کہ مذکورہ یہودی نے نوے سال عمر پائی مگر اس کے بال سفید نہ ہوئے۔

اس روایت کو ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد رحمہما اللہ تعالیٰ نے مرسل روایات میں شامل کیا ہے۔

اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل فرمایا ہے اور کہا ہے کہ یہ مرسل روایت ماقبل حدیث کی شاہد ہے۔

باب

دست مبارک کی اعجاز آفرینیاں

احمد، بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ (التاریخ میں)، ابن سعد، ابویعلی، بغوی، حسن بن سفیان رحمہم اللہ تعالیٰ (اپنی مسند میں)، طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت حنظلہ بن حزیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک رکھا اور یہ دعا دی: "اللہ تجھ میں برکت عطا فرمائے۔" ذیال کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اگر کوئی بکری لائی جاتی جس کے تھنوں پر ورم ہوتا یا ورم میں مبتلا کوئی اونٹ یا انسان لایا جاتا تو وہ اپنے ہاتھ پر اپنا لعاب لگاتے پھر اسے اپنے سر پر پھیرتے اور بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی أَثَرِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہہ کر ورم والی جگہ پر اپنا ہاتھ پھیرتے تو ورم فوراً ختم ہو جاتا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوالعلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے اور میں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ گھر کے آخری کونے سے ایک شخص گزرا۔ میں نے اس شخص کو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے میں دیکھ لیا اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تھا جس کی برکت سے ان کا چہرۂ آئینہ کی مانند ہو گیا تھا۔ میں نے جب بھی انہیں دیکھا، مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ان کے چہرے پر تیل لگا ہوا ہو۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ (التاریخ میں)، بغوی، ابن مندہ، ابونعیم، ابن شاہین اور ثابت رحمہم اللہ تعالیٰ (الدلائل میں) متعدد طرق سے بشر بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے والد گرامی حضرت معاویہ بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے سر اور چہرے پر دست شفقت پھیرا اور دعا فرمائی۔ راوی کہتے ہیں کہ ان کے چہرے کی وہ جگہ جہاں سرکار رسالت مآب ﷺ کا دست مبارک لگا تھا گھوڑے کی سفید پیشانی کی مانند چمکتی تھی اور وہ جس بیمار پر ہاتھ رکھتے، اسے شفا مل جایا کرتی۔

یہ سب باتیں طے ہو گئیں۔ جب نقاش نے انگوٹھی پر لکھنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں میں کچھ ایسی تبدیلی کی کہ ان سے "محمد بن عبداللہ" کی بجائے "محمد رسول اللہ" قلمزد ہو گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں نے تو تمہیں یہ الفاظ لکھنے کے لئے نہیں کہے تھے۔ اس نے کہا۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ واللہ! میرے ہاتھوں میں کچھ ایسی تبدیلی آئی کہ غیر ارادی طور پر "محمد رسول اللہ" کندہ ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر وہ حضور نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔ آپ ﷺ یہ سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا:

أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ . "میں اللہ کا رسول ہوں۔"

باب

منبر نبوی کی شان اعجاز

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ ("اخبار المدینہ" میں) حضرت ولید بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر شریف میں کچھ اضافہ کیا تو اس دن اتنا شدید سورج گرہن ہوا کہ دن کو تارے نظر آنے لگے۔

غیر محسوس چیزوں کا محسوس اور مجسم صورت میں نظر آنا

رحمت الٰہی کو ملاحظہ فرمانا

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ چند لوگ ذکر الٰہی میں مشغول تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ اچانک رسول خدا ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ جب ان کے قریب پہنچے تو وہ تعظیم نبوی کی خاطر ذکر الٰہی سے رک گئے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم کس قسم کی باتیں کر رہے تھے۔ میں نے تم پر رحمت الٰہی کو نازل ہوتے دیکھا تو میں نے چاہا کہ میں بھی اس رحمت کی برسات میں شریک ہو جاؤں۔" حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

بن گئے۔ ان کے والد نے انہیں پکڑ کر باندھ دیا۔ اسی دوران ان کے ماتھے سے مذکورہ بال گر گیا اور وہ سخت پریشان ہو گئے۔ لوگوں نے کہا اس متبرک بال کے گرنے کی وجہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت ہے۔ پس تم از سر نو توبہ کرو۔ چنانچہ انہوں نے توبہ کی تو بال دوبارہ اگ آیا۔ ابو طفیل کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جو بال ایک دفعہ گر چکا تھا، وہ دوبارہ ان کی پیشانی پر اگ آیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ دیگر واسطوں سے حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عہد نبوی میں ایک شخص کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ وہ اپنے نو مولود کو اٹھا کر بارگاہ نبوی میں لے آئے۔ حضور تاجدار کائنات ﷺ نے بچے کے لئے دعا فرمائی اور اس کی پیشانی کو پکڑا تو وہاں گھوڑے کے موٹے بال کی مانند ایک بال اگ آیا۔ پھر یہی بچہ جوان ہوا۔ خارجیوں کے زمانے میں یہ ان کے ساتھ ہو گیا اور اس کا بال گر گیا۔ ہم نے اسے ناصحانہ انداز میں کہا: "کیا تجھے دکھائی نہیں دیتا کہ نبی کریم ﷺ کی برکت تمہاری پیشانی سے زائل ہو گئی ہے۔" ہم اسے سمجھانے کی مسلسل کوشش کرتے رہے۔ بالآخر اس نے خارجیوں کی حمایت سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ماتھے کا بال بھی دوبارہ پیدا فرما دیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ "طبقات" میں نقل فرماتے ہیں کہ ہلب بن یزید بن عدی حضور نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ وہ بالکل گنجے تھے۔ حضور سید الکونین ﷺ نے ان کے سر پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا تو ان کے بال اگ آئے۔ اسی لئے انہیں ھَلِب (زیادہ بالوں والا) کہا جاتا ہے۔

مدائنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیوخ رحمۃ اللہ علیہم سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسید بن ابوناس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر دست مبارک پھیرا پھر ان کے سینے پر ہاتھ رکھا تو ان کی یہ حالت ہو گئی:

فَكَانَ اُسَيْدٌ يَدْخُلُ الْبَيْتَ الْمُظْلِمَ فَيُضِيْٓ.

حضرت اسید جب کسی تاریک مکان میں داخل ہوتے تو وہ جگمگانے لگتا۔

اس روایت کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل فرمایا ہے۔

باب

لعاب دہن کی برکت

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حنظلہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے کے علاوہ سب دروازوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا پھر ارشاد فرمایا: "ہر دروازے پر تاریکی ہے سوائے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے کے۔ اس پر نور چمک رہا ہے۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت مقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عقیل بن ابو طالب اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان سخت کلامی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:

"کیا تم میرے دوست کو میری خاطر چھوڑ نہیں دیتے۔ تمہیں بھلا اس سے کیا نسبت ہے۔ اللہ کی قسم! تم میں سے ہر شخص کے گھر کے دروازے پر تاریکی ہے مگر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر نور جگمگا رہا ہے۔"

باب

بخار کو دیکھنا اور اس کا کلام سننا

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیز حضرت ام طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی مگر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضور ﷺ نے دوبارہ اجازت طلب فرمائی مگر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے۔ تیسری بار بھی اجازت طلب فرمانے پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ چپ رہے۔ لہٰذا حضور نبی پاک ﷺ نے واپس جانے کا ارادہ فرما لیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے آپ ﷺ کی طرف بھیجا تاکہ آپ ﷺ سے عرض کروں کہ ہم نے اجازت دینے میں اس لئے تاخیر کی کہ ہمیں آپ کے بار بار اجازت طلب فرمانے اور آپ کی گفتگو سننے میں لطف آتا ہے۔ حضرت ام طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے دروازے پر کسی کی آواز سنی جیسے کوئی اندر آنے کی اجازت مانگ رہا ہو۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: "تو کون ہے؟" اس نے کہا: "میں ام مِلدَم (بخار) ہوں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: لَا مَرْحَبًا بِكَ وَلَا أَهْلًا. کیا تو اہل قباء کے پاس جانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: "جی ہاں" آپ ﷺ نے فرمایا: "تو ان کے پاس چلا جا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

خلافت کے چھٹے سال یہ بئر اریس میں گر گئی۔ انگشتری مبارک کا گم ہونا تھا کہ خلافت اسلامیہ کے عمال کے تیور بدل گئے اور فتنوں کا آغاز ہو گیا اور وہی حالات رونما ہونے لگے جو حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے نکلے تھے (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا وضاحتی بیان ختم ہوا)۔

اسی حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی انگشتری مبارک آپ کے دست اقدس میں رہی۔ پھر بالترتیب یہ انگشتری حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاتھوں میں رہی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت آیا تو ایک دن آپ بئر اریس کے پاس تشریف فرما تھے۔ آپ نے انگشتری نکالی اور اسے یونہی ہاتھ میں پھیرنے لگے۔ انگشتری ہاتھ سے چھوٹ کر کنویں میں گر گئی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تین دن تک بئر اریس پر آتے جاتے رہے اور کنوئیں کا پانی نکال کر انگشتری تلاش کرتے رہے مگر وہ ہمیں نہ مل سکی۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی انگشتری مبارک میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری کی طرح ایک راز پنہاں تھا کیونکہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی گم ہوئی تو ان کا اقتدار ختم ہو گیا۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب حضور نبی کریم ﷺ کی انگشتری مبارک گم ہوئی تو آپ کی حکومت کے معاملات بھی دگرگوں ہونا شروع ہو گئے اور خارجیوں نے بغاوت شروع کر دی۔ اس طرح اس فتنے کا آغاز ہوا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر منتج ہوا اور آخری زمانہ میں رونما ہونے والے فتنوں سے اس فتنے کا تعلق قائم ہو گیا۔

باب

انگشتری مبارک کی عبارت

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور انہیں فرمایا: "میری اس انگوٹھی پر "محمد بن عبد اللہ" کے الفاظ کندہ کرا دو۔" حضور ﷺ کی انگوٹھی مبارک چاندی کی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسے لے کر نقاش کے پاس پہنچے اور اس سے کہا: "اس انگوٹھی پر "محمد بن عبد اللہ" کندہ کر دو۔ اس نے کہا: "ٹھیک ہے۔ میں یہی الفاظ کندہ کر دوں گا۔" بہر کیف

باب

فتنوں کا مشاہدہ

شیخین حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک ٹیلے سے جھانک کر ارشاد فرمایا:

"کیا تم وہ چیزیں دیکھ رہے ہو، جو میں دیکھ رہا ہوں۔ بلاشبہ مجھے وہ مقامات دکھائی دے رہے ہیں جہاں فتنے رونما ہوں گے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر فرمایا:

"پاک ہے وہ ذات جو ان لوگوں پر بارش کے قطروں کی طرح فتنے بھیجے گا۔"

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

باب

دنیا کی مجسم صورت

حاکم اور بیہقی ("شعب لایمان" میں) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ نے پانی طلب فرمایا۔ آپ کی خدمت میں پانی اور شہد پیش کیا گیا۔ یہ نعمتیں دیکھ کر آپ رونے لگے۔ آپ کی دلگداز آہ وبکا نے سب کو رلا دیا۔ ساتھیوں نے پوچھا: "آپ کیوں رو رہے ہیں؟" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کسی کو اپنی ذات سے دور فرما رہے ہیں حالانکہ آپ ﷺ کے قریب کوئی بھی نہ تھا۔ میں نے پوچھ لیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کس چیز کو اپنے آپ سے پرے ہٹا رہے تھے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "دنیا مثالی پیکر میں میرے سامنے آئی تھی۔" میں نے اس سے کہا: "مجھ سے دور ہو جا۔" تو وہ پلٹ گئی اور کہنے لگی۔ اگرچہ آپ مجھ سے دور ہو گئے ہیں مگر آپ ﷺ کے بعد آنے والے لوگ مجھ سے دور نہ ہو سکیں گے۔

مذکورہ روایت کو بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ دنیا میری خاطر دراز ہو گئی۔ میں نے کہا۔ دور ہو جا تو وہ بولی آپ ﷺ میری رسائی سے ماوراء ہیں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک محفل میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے آسمان کی جانب دیکھا پھر نگاہیں نیچی کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی۔ آپ ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"یہ اہل مجلس ذکر الٰہی میں مصروف تھے۔ فرشتے ایک گنبد کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی و اطمینان کا سامان لے کر نازل ہوئے۔ جب وہ اس مجلس کے قریب پہنچے تو ان لوگوں میں سے کسی نے غلط بات کہہ دی۔ جس کے نتیجے میں وہ سکون و اطمینان واپس پلٹا دیا گیا۔" یہ حدیث مرسل ہے۔

باب

لوگوں کے ہاتھوں میں نور ملاحظہ فرمانا

بخاری رحمۃ اللہ علیہ ("التاریخ" میں)، بیہقی، ابو نعیم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد میں گیا۔ وہاں چند لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تمہیں ان کے ہاتھوں میں وہ چیز نظر آ رہی ہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔"

میں نے عرض کی: "ان کے ہاتھوں میں کیا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: بِاَیْدِیْهِمْ نُوْرٌ. "ان کے ہاتھوں میں نور ہے۔"

میں نے عرض کی: "آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ یہ نور مجھے بھی دکھا دو۔"

چنانچہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی وہ نور دکھا دیا۔

باب

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر نور مشاہدہ فرمانا

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو الاحوص حکیم بن عمیر عنسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی

دونوں کندھوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتی میں محسوس کی اور زمین و آسمان کی ہر چیز میرے سامنے بے نقاب ہو گئی۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

وَكَذٰلِكَ نُرِىْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ. (الانعام:76)

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی ساری بادشاہی دکھادی تاکہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔

مذکورہ روایت کافی طویل ہے اور اس کی متعدد اسناد ہیں۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ("المصنف" میں) حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے بہترین صورت میں اپنا جلوہ دکھایا اور مجھ سے پوچھا: ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: "اے میرے پروردگار! میں نہیں جانتا۔" اللہ تعالیٰ نے میرے کندھوں کے درمیان اپنا دست قدرت رکھا یہاں تک کہ میں نے اپنی چھاتی میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جو بات پوچھی، مجھے اس کا پورا پورا علم تھا۔

اس روایت کو بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا ہے۔ اس میں ہے کہ زمین و آسمان کے درمیان میں موجود ہر چیز میرے سامنے متشکل ہو کر آگئی۔ انہوں نے یہی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی نقل کی ہے۔ اس میں ہے کہ میں نے نماز پڑھی اور سو گیا۔ عالم خواب میں میرا رب حسین ترین صورت میں میرے پاس تشریف لایا......الحدیث۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے۔ اس میں ہے کہ میرا پروردگار حسین ترین صورت میں میرے پاس آیا اور پوچھا۔ ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑا کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی۔ مجھے معلوم نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری چھاتی پر اپنا دست قدرت رکھ دیا تو اسی جگہ مجھے دنیا و آخرت کی ہر اس بات کا علم ہو گیا جس کے متعلق میرے رب نے مجھ سے سوال فرمایا......الحدیث۔

حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بخار آیا اور اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں ام مِلْدَم (بخار) ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تو اہل قباء کے پاس جانا چاہتا ہے؟" اس نے عرض کی: "جی ہاں۔" راوی کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد اہل قباء شدید بخار اور سخت تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! ہم سخت بخار میں مبتلا ہو گئے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم چاہتے ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، وہ تمہارے بخار کو ٹال دے گا لیکن اگر تم چاہتے ہو تو یہی بخار تمہیں گناہوں سے پاک کر دے گا۔"

انہوں نے عرض کی: "حضور ﷺ! ہماری خواہش ہے کہ یہ ہمارے گناہوں سے تطہیر کا باعث بن جائے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بخار نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: "میں بخار ہوں۔ میں گوشت چھیل ڈالتا ہوں اور خون چوس لیتا ہوں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اہل قباء کے پاس چلا جا۔" پھر وہ اہل قباء کے پاس آ گیا اور وہ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ بخار کی شدت سے ان کے چہرے زرد پڑ گئے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر بخار کی شکایت کی تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم چاہتے ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، وہ تم سے بخار کو دور فرما دے گا اور اگر تم چاہتے ہو تو اس حالت مرض کو رہنے دو۔ اس کی برکت سے تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔"

انہوں نے عرض کی: "ٹھیک ہے۔ ہم اس حالت بیماری کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بخار آیا اور کہا: "یارسول اللہ ﷺ! مجھے ان لوگوں کے پاس بھیج دو جو آپ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "تو انصار کے پاس چلا جا۔" چنانچہ وہ بخار انصار پر ٹوٹ پڑا اور اس نے ان کا برا حال کیا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے ہماری صحت کے لئے دعا فرمائیں۔" آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں صحت عطا فرما دی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے یہ اور لوگ ہوں اور ان کا تعلق بھی انصار سے ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے۔ آپ ﷺ بنو نجار کے باغ میں تشریف لے گئے۔ اچانک آپ ﷺ کا خچر بدک گیا اور ہمیں یہ ڈر لگا کہ کہیں وہ آپ کو گرا نہ دے۔ وہاں چار، پانچ یا چھ قبریں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان قبروں والوں کو کوئی پہچانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا۔ "جی ہاں۔ میں انہیں پہچانتا ہوں۔" آپ ﷺ نے پوچھا: "یہ کب فوت ہوئے تھے؟" اس نے عرض کیا: "یہ اس وقت فوت ہوئے جب ہر طرف شرک کا دور دورہ تھا۔" حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"یہ لوگ عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم ایک دوسرے کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی عذاب قبر کی چیخ و پکار سنا دے جو میں سن رہا ہوں۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا بلکہ ان میں سے ایک پیشاب کے قطروں سے نہیں بچتا تھا جبکہ دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔"

بعد ازاں حضور رحمت عالم ﷺ نے کھجور کی ایک سر سبز شاخ لی۔ اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر ٹکڑے کو ایک ایک قبر پر رکھ دیا۔

یہ دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "یا رسول اللہ!"

لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا.

آپ نے ایسا کیوں کیا؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا.

ہو سکتا ہے کہ جب تک یہ شاخ کے ٹکڑے خشک نہ ہوں، ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ (کتاب السنہ میں) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیع الغرقد میں تشریف لائے اور دو قبروں کے پاس کھڑے ہو گئے جن کی مٹی ابھی نرم اور گیلی تھی۔ پھر فرمایا:

"کیا تم نے یہاں فلاں مرد اور فلاں عورت کو یا فلاں فلاں مردوں کو دفن کیا ہے؟"

احمد رحمۃ اللہ علیہ (''الزہد'' میں) حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دنیا میرے پاس آئی بڑی شاداب، دلپذیر اور آراستہ و پیراستہ۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو میں نے کہا:

''میں تیرا طلبگار نہیں ہوں۔'' وہ بولی: ''اگرچہ آپ نے تو مجھ سے دامن بچالیا ہے مگر بعد والے اپنا دامن نہ بچا سکیں گے۔''

باب

جمعہ اور قیامت کو ملاحظہ فرمانا

بزار، ابویعلی، طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ (الاوسط میں) اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ بڑی عمدہ اسناد کے واسطوں سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میرے پاس جبریل امین آئے۔ ان کے ہاتھ میں سفید آئینہ تھا جس میں کالا داغ تھا۔ میں نے پوچھا۔ جبرئیل! یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا: یہ جمعہ کا دن ہے جو آپ کے پروردگار نے آپ کو اس لئے عطا فرمایا ہے تاکہ یہ آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے روز عید ہو جائے۔ میں نے پوچھا اس میں کالے داغ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا۔ یہ قیامت ہے۔''

باب

زمین و آسمان کی ہر چیز کو عیاں دیکھ لینا

احمد اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ ایک صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ علی الصباح ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ بڑے خوش و خرم تھے۔ فرط مسرت سے آپ ﷺ کا رخ زیبا چمک رہا تھا۔ ہم نے آپ ﷺ سے اس خوشی و مسرت کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں کیوں نہ خوش ہوں۔ آج رات میرا رب میرے پاس حسین ترین صورت میں آیا اور اس نے فرمایا: ''اے محمد!'' میں نے کہا لبیك ربّی وسعدیك. اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ملاء اعلیٰ کس بات پر جھگڑ رہے ہیں؟'' میں نے کہا: ''میں نہیں جانتا۔'' اللہ کریم نے اپنا دست قدرت میرے

میں نے عرض کی: "اس کا کیا گناہ تھا؟"

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "چغل خوری کرنا اور پیشاب کے قطروں سے نہ بچنا۔"

احمد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند حسن حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک بدبودار ہوا چلی۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ. هٰذِهِ رِيْحُ الَّذِيْنَ يَغْتَابُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ .

کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیسی بدبو ہے۔ یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مومنوں کی غیبت کیا کرتے ہیں۔

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الترغیب" میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ ہم ایک صحرا سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے ایک سوار آیا۔ رسول خدا ﷺ نے اس سے پوچھا:

"تم کہاں سے آ رہے ہو؟"

اس نے کہا: "میں اپنے گھر بار اور عزیز و اقارب کے پاس سے آ رہا ہوں۔"

حضور ﷺ نے پوچھا: "کہاں جانے کا ارادہ ہے؟"

اس نے عرض کیا: "رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اللہ کے رسول کے پاس پہنچ گئے ہو۔"

اس کے بعد حضور ﷺ نے اسے دین اسلام کی تعلیمات بتائیں۔ پھر عجیب واقعہ ہوا کہ اس شخص کے اونٹ کا پاؤں جنگلی چوہے کے بل پر آ گیا اور اونٹ پھسل گیا۔ اس کا سوار سر کے بل آ گرا اور فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ قَدْ رَأَيْتُ مَلَكَيْنِ يَدُسَّانِ فِیْ فِيْهِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ.

میں نے دیکھا کہ دو فرشتے اس کے منہ میں جنتی پھل ڈال رہے ہیں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے اس شخص کو قبر میں اتارا۔ آپ کافی دیر تک اس کی قبر میں رہے۔ پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا:

"تمام حوریں اس کے پاس اتر آئی تھیں اور مجھ سے کہنے لگیں۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس مرد خدا کے ساتھ ہمارا نکاح فرما دیں۔ قبر سے نکلنے سے پہلے پہلے میں نے ستر حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔"

باب

برزخ، جنت اور دوزخ کے حالات کا علم

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور آپ اپنے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم نور مجسم ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: ''میری خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں شیر خوارگی کی مدت پوری ہونے تک زندہ رکھتا۔'' سید الکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ تَمَامَ رِضَاعِهٖ فِى الْجَنَّةِ.

ان کی شیر خوارگی کی تکمیل جنت میں ہوگی۔

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ! اگر مجھے اس بات کا واضح علم ہو جاتا تو میری پریشانی کافور ہو جاتی۔''

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ يُسْمِعُكِ صَوْتَهٗ.

اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ وہ تمہیں قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنا دے گا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''نہیں۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان کی تصدیق کرتی ہوں۔''

احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے مشرکین کے بچوں کا ذکر چھیڑا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہیں جہنم کے اندر ان کا شور و غل سنا دیتا ہوں۔''

احمد اور بزار رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ بنو نجار کے نخلستان میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے بنو نجار کے ان آدمیوں کی آوازیں سنیں جو زمانہ جاہلیت میں مر گئے تھے اور انہیں قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ گھبرا کر باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ وہ عذاب قبر سے پناہ مانگیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

"میں جنت میں داخل ہوا۔ وہاں میں نے تلاوت قرآن کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا۔ یہ حارثہ بن نعمان ہے۔ تمہارے نیکوکاروں کی یہی شان ہے۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ابو بکر بن عیاش، حمید سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے جنت میں لے جایا گیا۔ وہاں میرے سامنے ایک محل آیا۔ میں نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ جواب ملا۔ یہ عمر بن خطاب کا ہے۔ میں اس میں داخل نہ ہوا کیونکہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مجھے تمہارا جذبہ غیرت (غیر کی شرکت کو ناپسند کرنا) یاد آگیا۔"

ابو بکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے حمید سے پوچھا۔ یہ واقعہ عالم خواب کا ہے یا عالم بیداری کا؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ عالم بیداری کا واقعہ ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ دوزخ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے سائبہ کی رسم ایجاد کی۔" (سائبہ سے مراد وہ اونٹنی وغیرہ ہے جسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا۔ پھر اسے نہ ذبح کیا جاتا اور نہ اس کا دودھ استعمال کیا جاتا)۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے دیکھا جہنم کے شعلے ایک دوسرے کو دھکیل رہے ہیں اور عمرو کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا ہے۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے سائبہ کی رسم شروع کی۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جبرئیل امین نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔"

یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: "کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور اس دروازے کو دیکھ لیتا۔"

حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

أَمَا أَنَّكَ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي.

آپ تو میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

انہوں نے عرض کیا: "جی ہاں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "فلاں شخص کو بٹھا کر اب مارا جا رہا ہے۔" پھر فرمایا: "قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اس آدمی کو ایسی زوردار ضرب لگائی ہے کہ اس کی چیخیں جن و انس کے علاوہ ہر چیز نے سنیں۔ اگر تمہارے دلوں میں تشکیک اور زبانوں میں بات بڑھانے کی عادت نہ ہوتی تو تم بھی وہ کچھ سن لیتے جو میں سن رہا ہوں۔" اس کے بعد ارشاد فرمایا: "اب دوسرے شخص کو مارا جا رہا ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اسے ایسی زوردار ضرب لگائی گئی کہ اس کی ہر ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور اس کی قبر میں آگ شعلہ زن ہے۔"

لوگوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! ان کا کیا گناہ تھا؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "ان میں سے ایک شخص کا صرف یہ گناہ تھا کہ وہ پیشاب کے قطروں سے نہیں بچتا تھا جبکہ دوسرا لوگوں کا گوشت کھاتا تھا (یعنی چغل خوری کیا کرتا تھا)۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیع میں محو خرام تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

هَل تَسمَعُ مَا اَسمَعُ.

"جو آواز مجھے سنائی دے رہی ہے کیا تم بھی اسے سن رہے ہو؟"

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "نہیں یا رسول اللہ ﷺ!"

آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلَا تَسمَعُ اَهلَ القُبُورِ يُعَذَّبُونَ.

کیا تم نہیں سن رہے ہو کہ اہل قبور کو عذاب دیا جا رہا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت مذکورہ کو صحیح کہا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں قبرستان کے پاس سے گزرے۔ مجھے ایسی آواز سنائی دی جیسے کسی قبر کو تنگ کیا گیا ہو۔ میں نے حضور ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیا واقعی تم نے بھی یہ آواز سن لی ہے؟"

میں نے عرض کی: "جی ہاں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے معمولی جرم کی پاداش میں عذاب ہو رہا ہے۔"

اللہ علیہ تین مختلف سندوں سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ وضو کا پانی لے کر باہر نکلا۔ حضور ﷺ نے کسی شخص کی آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى مَا يُنْجِيْنِيْ مِمَّا خَوَّفْتَنِيْ مِنْهُ.

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ! پانی رکھ دو اور اس شخص کے پاس جاکر کہو کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے لئے یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ان امور کی انجام دہی میں ان کی مدد فرمائے جن کی خاطر انہیں مبعوث کیا گیا ہے۔ نیز ان کی امت کے لئے بھی دعا کرے تاکہ وہ ان احکام حق پر عمل کریں جو ان کے نبی ان کے پاس لائے ہیں۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے ان کے پاس جاکر حضور ﷺ کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے کہا:

''میں اللہ کے رسول کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ حق تو یہ تھا کہ میں خود ان کے پاس حاضری کا شرف حاصل کرتا تاہم آپ رسول اللہ ﷺ سے میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ خضر (علیہ السلام) آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔ بعد ازاں میرا یہ پیغام بھی پہنچانا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انبیاء پر اس طرح فضیلت بخشی ہے جس طرح ماہ رمضان کو باقی مہینوں پر اور آپ کی امت کو دوسری امتوں پر اس طرح فضیلت عطا فرمائی ہے جس طرح جمعہ کے دن کو باقی دنوں پر۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں واپس ہوا تو حضرت خضر علیہ السلام یہ کہہ رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْمَرْحُوْمَةِ الْمُتَابِ عَلَيْهَا.

یااللہ! مجھے اس امت مرحومہ میں شامل فرمالے، جس پر تیری خاص نظر عنایت ہے۔

ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اچانک ہمیں (برف کا) ایک اولا اور ایک ہاتھ دکھائی دیا۔ ہم نے اس کے متعلق حضور ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا واقعی تم نے اسے دیکھا ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''جی ہاں'' آپ ﷺ نے فرمایا:

ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ سَلَّمَ عَلَيَّ.

یہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تھے۔ انہوں نے مجھے سلام کیا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس حور کے متعلق چاہیں، اسے کسی بھی مومن کے نکاح میں دے سکتے ہیں۔ اسی طرح دنیا کی عورتوں کے متعلق بھی آپ ﷺ کو یہی اختیار حاصل ہے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سورج گرہن ہوا۔ حضور نبی پاک ﷺ نے صلوٰۃ کسوف ادا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا:

"میں نے جو چیزیں نہیں دیکھی تھیں، ان سب کو میں نے اسی جگہ دیکھ لیا ہے حتیٰ کہ جنت و دوزخ کا بھی مشاہدہ کر لیا ہے۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ عہد نبوی میں ایک دفعہ سورج گرہن ہوا۔ حضور ﷺ نے صلوٰۃ کسوف ادا فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! قیام کے دوران ہم نے دیکھا جیسے آپ کوئی چیز پکڑ رہے ہوں اور پھر آپ پیچھے ہٹ گئے۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے جنت کو دیکھا تھا۔ میں نے چاہا کہ انگوروں کا ایک گچھا توڑ لوں۔ اگر میں اسے توڑ لیتا تو جب تک دنیا باقی ہے تم اسے کھاتے رہتے۔ پھر میں نے دوزخ کو دیکھا۔ اتنا ہولناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ دوزخیوں میں عورتوں کی اکثریت ہے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات حضور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی۔ نماز کے دوران آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا پھر پیچھے ہٹا لیا۔ ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"میرے سامنے جنت لائی گئی۔ میں نے جنت کے درختوں کی جھکی ہوئی ٹہنیاں دیکھیں جن کے پھل بالکل قریب تھے۔ میں نے چاہا کہ ان میں سے کچھ پھل لے لوں۔ پھر تمہارے اور میرے درمیان دوزخ کو لایا گیا یہاں تک کہ میں نے اس میں اپنا اور تمہارا سایہ دیکھ لیا۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں جنت پر مطلع ہوا تو دیکھا کہ زیادہ تر جنتی فقراء لوگ ہیں۔ میں دوزخ پر مطلع ہوا تو دیکھا کہ زیادہ تر دوزخی عورتیں ہیں۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی پاک ﷺ لوگوں کے سامنے تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا۔ اس نے پوچھا: "ایمان کیا ہے؟"

حضور ﷺ نے فرمایا: "ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ، فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور روز قیامت پر ایمان لائے۔"

اس نے پوچھا: "اسلام کیا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اسلام یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے۔"

اس نے پھر سوال کیا: "احسان کیا ہے؟"

حضور ﷺ نے فرمایا: "احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ کیفیت حاصل نہ ہو سکے تو یہ سمجھ لے کہ وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔"

اس نے پوچھا: "قیامت کب آئے گی؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "جس سے یہ سوال کیا جا رہا ہے وہ اس کے متعلق سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ میں آپ کو علامات قیامت سے آگاہ کرتا ہوں۔ جب لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور جب کالے اونٹوں کے چرواہے بلند و بالا مکانات تعمیر کرنے لگیں گے۔ پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

اس گفتگو کے بعد وہ نووارد چلا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "اسے واپس بلالو۔" مگر صحابہ کرام کو وہ شخص دکھائی نہ دیا۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

هٰذَا جِبْرِيْلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِيْنَهُمْ.

یہ جبرئیل امین ہیں جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔

ابو موسیٰ مدینی رحمۃ اللہ علیہ (المعرفہ میں) حضرت تمیم بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر تھا کہ مجھے ایک شخص نظر آیا جو آپ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر جا رہا تھا۔ میں نے اسے جاتے ہوئے دیکھا اس نے اپنے سر پر عمامہ باندھ رکھا تھا اور اس کا شملہ اپنی پشت پر لٹکا رکھا تھا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ جبرئیل امین ہیں۔"

باب

حضرت خضر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھ ملاقات

ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ کثیر بن عبداللہ سے، اور وہ اپنے والد عبداللہ بن عمرو سے اور وہ اپنے والد عمرو بن عوف سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اچانک پیچھے سے ایک آواز آئی۔ کوئی کہہ رہا تھا:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی مَا یُنْجِیْنِیْ مِمَّا خَوَّفْتَنِیْ.

یا اللہ! تو میری ایسی دستگیری فرما جو مجھے خوف و ہراس سے نجات دے دے۔

جب حضور نبی پاک ﷺ نے یہ دعائیہ کلمات سنے تو فرمایا:

"کیا تم اس کے ساتھ دوسری دعا نہیں کرتے؟"

حضور ﷺ کی بات سن کر وہ شخص یوں دعا گو ہوا:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَوْقَ الصَّالِحِیْنَ اِلٰی مَا شَوَّقْتَھُمْ اِلَیْہِ.

یا اللہ! تو نے اپنے نیک بندوں کو شوق فراواں کی جو دولت عطا فرمائی ہے، وہ مجھے بھی عطا فرما۔

حضور نبی رحمت ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "اس شخص کے پاس چلے جاؤ اور اس سے کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں کہ میرے لئے دعائے مغفرت کرو۔"

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس آئے اور حضور ﷺ کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے کہا: "کیا تم رسول اللہ ﷺ کے پیغامبر ہو۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "جی ہاں۔" تو وہ کہنے لگے۔ "جاؤ اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جملہ انبیاء پر اس طرح فضیلت بخشی ہے جس طرح ماہ رمضان کو دوسرے مہینوں پر اور آپ کی امت کو دوسری امتوں پر ایسی فضیلت عطا فرمائی ہے جیسی جمعہ کے دن کو باقی ایام پر۔"

حضور ﷺ انہیں دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو پتہ چلا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ (الافراد میں) طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (الاوسط میں) اور ابن عساکر رحمۃ

نے جبریل امین علیہ السلام کو دوبار دیکھا اور رسول اللہ ﷺ نے دوبار میرے لئے دعا فرمائی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جبریل امین کو دیکھا تو حضور نبی پاک ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "انبیاء کے علاوہ جس نے بھی جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا، وہ ضرور نابینا ہوا مگر میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں کہ نابینائی کی یہ صورت تمہیں عمر کے آخری حصے میں پیش آئے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب آپ اس کے گھر کے قریب پہنچے تو اسے کسی سے گفتگو کرتے سنا۔ جب حضور ﷺ اندر داخل ہوئے تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "آپ کس سے باتیں کر رہے تھے؟" اس نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس ایک شخص آیا تھا۔ اس کے بیٹھنے کا انداز بڑا باوقار اور بات کرنے کا طریقہ انتہائی دلنشیں تھا۔ میں نے آپ کی ذات اقدس کے علاوہ یہ خصائل حمیدہ کہیں نہیں دیکھے۔"

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

ذَاكَ جِبْرِيْلُ وَاِنَّ مِنكُمْ لَرِجَالاً لَوْ اَحَدُهُمْ يُقْسِمُ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ.

وہ جبرئیل امین تھے۔ تمہارے اندر کچھ ایسے مقبولان بارگاہ بھی موجود ہیں کہ اگر وہ کسی کام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پورا فرما دیتا ہے۔

طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کسی شخص سے سر جوڑ کر محو کلام تھے۔ میں سلام عرض کئے بغیر واپس پلٹ آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "تم نے سلام کیوں نہیں کیا تھا۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کو ایک شخص کے ساتھ محو گفتگو پایا اور اس قدر انہماک کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے میں نے پہلے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ اس لئے میں واپس ہو گیا تا کہ قطع کلامی کا باعث نہ بنوں۔ یارسول اللہ ﷺ! یہ کون شخص تھا؟" حضور ﷺ نے فرمایا: "یہ جبرئیل امین علیہ السلام تھے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے اسی حجرہ میں حضرت جبریل امین کو کھڑے پایا۔ رسول اللہ ﷺ ان سے گفتگو فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! یہ کون تھے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہیں کس آدمی کی مانند لگتے تھے؟" میں نے عرض کی: "مجھے تو یہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

اس روایت کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے چند دیگر واسطوں سے بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا ہے۔

باب

قوم عاد کا عجیب الخلقت شخص

ابن عساکر، زہری رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔ یا اللہ مجھے قوم عاد کا کوئی شخص دکھادے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسا شخص دکھلایا جس کے پاؤں مدینہ منورہ میں اور سر ذوالحلیفہ میں تھا۔

باب

بسم اللہ کی برکت

بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تاریخ میں) اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ امیہ بن مخشی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کچھ کھا رہا تھا۔ اس نے کھانے کے شروع میں بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ کھانے کے آخر میں اسے خیال آیا تو اس نے کہا: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ. حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس شخص کے کھانے میں شیطان بھی شریک تھا۔ جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو شیطان نے جو کھایا تھا، قے کر کے اگل دیا۔

صحابہ کرام کا ملائکہ کو دیکھنا اور ان کا کلام سننا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ جبریل امین حضور نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی موجود تھیں۔ حضرت جبریل حضور ﷺ کے ساتھ گفتگو کرنے لگے اور پھر کھڑے ہو کر چلے گئے۔ حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: کیا تم جانتی ہو کہ یہ کون شخص تھا؟ انہوں نے عرض کی۔ یہ دحیہ کلبی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس شخص کو دحیہ کلبی ہی گمان کئے رکھا بعد میں حضور نبی کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے یہ بتایا کہ وہ حضرت جبریل امین تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابو عثمان سے پوچھا۔ یہ حدیث پاک آپ نے کس سے سنی تھی؟ انہوں نے کہا کہ حضرت

صاف رکھنے کا حکم دیتے تھے۔ ہمیں السلام علیکم السلام علیکم کی آواز سنائی دیتی مگر کوئی شخص نظر نہ آتا تھا۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ملائکہ کے سلام کی آواز تھی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت یحییٰ بن سعید قطان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بصرہ میں ہمارے پاس حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل صحابی کوئی نہیں آیا۔ تیس سال گزر گئے کہ ان کے گھر کی ہر جانب سے ملائکہ انہیں سلام کرتے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ملائکہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مصافحہ کیا کرتے تھے مگر جب انہوں نے جسم کو داغا تو ملائکہ ان سے دور ہٹ گئے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ اس کے پاس ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اسی دوران اس پر ایک بادل سایہ فگن ہو گیا اور وہ آہستہ آہستہ زمین کے قریب آنے لگا۔ جس کی وجہ سے گھوڑا بدکنے لگا۔ صبح ہوئی تو وہ آدمی حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور رات کا واقعہ سنایا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ.

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی جو تلاوت قرآن کی وجہ سے نازل ہو رہی تھی۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رات کے وقت میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہا تھا۔ پاس ہی گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اچانک گھوڑا کودنے لگا۔ میں خاموش ہو گیا تو گھوڑا بھی پرسکون ہو گیا۔ میں نے دوبارہ تلاوت کی تو وہ پھر کودنے لگا۔ میں خاموش ہوا تو گھوڑے کا اضطراب بھی ختم ہو گیا۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مجھے ایک بادل سا نظر آیا جس میں قندیلیں آویزاں تھیں۔ قندیلوں کا یہ سلسلہ آسمان تک پھیلا ہوا تھا۔ صبح ہوئی تو رسول اکرم ﷺ سے اس حیرت انگیز واقعہ کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”یہ ملائکہ تھے جو آپ کی تلاوت سننے کے لئے اتر آئے تھے۔ اگر آپ اپنی تلاوت کو جاری رکھتے تو صبح کے وقت لوگ بھی انہیں دیکھ لیتے اور وہ لوگوں کی نظروں سے غائب نہ ہوتے۔“

مذکورہ حدیث پاک حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعدد طرق سے مروی ہے۔ ایک سند کے متن میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تلاوت کرتے رہو۔ تمہیں آل داؤد علیہ السلام کی دلگداز نغمگی عطا فرمائی گئی ہے۔“ اور بلاشبہ وہ بڑے خوش الحان تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”وہ فرشتہ تھا جو قرآن سننے آیا تھا۔“

احمد، طبرانی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم بہ سند صحیح حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت جبریل امین بھی تھے۔ میں نے سلام عرض کی اور چلا گیا۔ جب ہم واپس ہوئے اور حضور ﷺ بھی واپس تشریف لا رہے تھے تو آپ ﷺ نے پوچھا: "کیا تم نے اس شخص کو دیکھا تھا جو میرے ساتھ تھا؟" میں نے عرض کی: "جی ہاں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ جبریل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے تمہارے سلام کا جواب بھی دیا تھا۔"

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کسی شخص سے سرگوشی فرما رہے تھے۔ حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ کر بیٹھ گئے اور سلام عرض نہ کیا۔ حضرت جبریل امین نے کہا: "اگر یہ سلام کرتے تو ہم ضرور ان کے سلام کا جواب دیتے۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جبریل امین علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا۔

ابن سعد اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ محمد بن عثمان سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا ہو گئے تھے۔

احمد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے والد صاحب کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا۔ حضور ﷺ اس سے سرگوشی فرما رہے تھے۔ حضور ﷺ نے میرے والد صاحب کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ ہم باہر آ گئے۔ میرے والد نے کہا: "بیٹے! دیکھا ہے آپ کے چچازاد بھائی نے مجھے در خور اعتناء ہی نہیں سمجھا۔" میں نے کہا ابا جان! اس اعراض کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جس سے آپ ﷺ سرگوشی فرما رہے تھے۔ یہ سن کر میرے والد صاحب فوراً پلٹے اور حضور ﷺ سے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! میں نے عبداللہ سے آپ کی بے توجہی کی شکایت کی تو اس نے مجھے بتایا کہ آپ کسی شخص سے محو کلام تھے۔ کیا واقعی آپ کے پاس کوئی شخص بیٹھا ہوا تھا؟" حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "اے عبداللہ! کیا تم نے اس شخص کو دیکھ لیا تھا۔" میں نے عرض کی: "جی ہاں۔" فرمایا: "وہ جبریل امین تھے۔ انہی کی وجہ سے میں آپ کی طرف توجہ نہ کر سکا۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں

نماز پڑھوں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثناء کروں گا جیسی کسی نے نہیں کی" جب وہ نماز پڑھ کر بیٹھے تا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کریں تو انہیں اپنے پیچھے سے ایک بلند آواز سنائی دی۔ کوئی کہہ رہا تھا:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهٗ وَبِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهٗ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ عَلَانِيَتُهٗ وَسِرُّهٗ لَكَ الْحَمْدُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا مَضٰى مِنْ ذُنُوْبِيْ وَاعْصِمْنِيْ مَا بَقِيَ مِنْ عُمْرِيْ وَارْزُقْنِيْ اَعْمَالاً زَاكِيَةً تَرْضٰى بِهَا عَنِّيْ وَتُبْ عَلَيَّ.

اے اللہ! تمام تر تعریف تیرے لئے ہے۔ تمام تر بادشاہی تیرے لئے ہے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے دست قدرت میں ہے۔ جملہ امور کا مرجع تیری ذات ہے۔ ان امور کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے۔ سب تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اے میرے اللہ! مجھ سے جو گناہ سرزد ہو گئے ہیں انہیں معاف فرما۔ بقیہ عمر میں مجھے گناہوں سے بچالے اور مجھے ایسے پاکیزہ اعمال کی توفیق ارزانی فرما جن سے تیری خوشنودی حاصل ہو اور میری توبہ کو قبول فرما۔"

اس کے بعد حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور یہ سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"وہ جبرئیل امین علیہ السلام تھے۔"

بخاری اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن رونے لگی اور وَاجبَلَاہ (ہائے عزم و ہمت کا پہاڑ) جیسے کلمات کہنے لگی۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذرا افاقہ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: "میری بہن! تم نے میرے لئے جو الفاظ استعمال کئے ان کے متعلق مجھ سے کہا گیا کہ تو ایسا ہی ہے۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو عمران جونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُهٗ فَيَسِّرْ عَلَيْهِ
وَاِنْ لَمْ يَكُنْ حَضَرَ اَجَلُهٗ فَاشْفِهٖ

ہم شکل دکھائی دیتے تھے۔" فرمایا: "یقین رکھو کہ تم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ہے۔"
تھوڑی دیر بعد پھر ارشاد فرمایا:
"اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! جبرئیل علیہ السلام تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔" میں نے کہا:
"وعلیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔"

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے اور انہیں شدید بیمار پایا۔ وہاں سے اٹھ کر آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچے۔ آپ انہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکلیف سے آگاہ فرما رہے تھے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے پر آگئے اور اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں میرے والد صاحب تو آگئے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے تو حضور ﷺ ان کے جلد صحت یاب ہونے پر ازحد متعجب ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! جونہی آپ میرے پاس سے اٹھ کر باہر تشریف لائے، فوراً مجھے نیند سی آگئی۔ عالم خواب میں حضرت جبرئیل امین کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے میری ناک میں دوا ڈالی اور میں صحت یاب ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔"

بیہقی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور باہر تشریف لائے۔ میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہو لیا۔ اچانک حضور ﷺ کے سامنے کوئی شخص نمودار ہوا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا: "کیا تم نے اس نووارد کو دیکھا ہے؟" میں نے عرض کی: "جی ہاں۔" فرمایا: "یہ ایک فرشتہ ہے جو پہلی دفعہ اپنے رب سے اجازت لے کر زمین پر اترا ہے۔ اس نے مجھے سلام کیا اور یہ بشارت سنائی کہ حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ملائکہ مجھے سلام کیا کرتے تھے۔ جب میں نے اپنے جسم کو داغا تو ملائکہ کا سلام ختم ہو گیا۔ جب میں نے اس عمل کو ترک کر دیا تو ملائکہ کے ساتھ سلام علیک کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (التاریخ میں)، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت غزالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں اپنے گھر کو

لے۔"

حضرت عرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد دمشق میں نماز پڑھ کر موت کی دعا مانگ رہا تھا کہ اچانک سبز ریشمی کپڑوں میں ملبوس ایک خوبرو نوجوان آیا اور کہنے لگا:

"آپ یہ کیسی دعا مانگ رہے ہیں؟"

میں نے کہا:

"بھتیجے! تم ہی بتاؤ کہ میں کیسی دعا مانگوں۔"

اس نے کہا: "یہ دعا مانگو۔"

اَللّٰھُمَّ حَسِّنِ الْعَمَلَ وَ بَلِّغِ الْاَجَلَ.

یا اللہ! میرے اعمال کو اچھا بنا دے اور (حسن عمل کے ساتھ) مجھے موت سے ہمکنار کر دے۔

میں نے اس نوجوان سے پوچھا:

"اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ تو کون ہے؟"

اس نے کہا:

"میں رتائیل ہوں۔ میرا کام یہ ہے کہ ایمان والوں کے سینوں سے غم واندوہ کو کافور کر دوں۔"

یہ کہہ کر وہ واپس پلٹا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

صحابہ کرام کا جنات کو دیکھنا اور ان سے کلام کرنا

بخاری اور نسائی رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ماہ رمضان کے صدقات کی حفاظت مجھے سونپی۔ میں پہرہ دے رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور صدقات کے ڈھیر سے اناج اٹھائے گا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: "میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔" اس نے کہا:

اِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِیَالٌ وَلِیْ حَاجَةٌ شَدِیْدَةٌ.

میں حاجت مند ہوں۔ میرے بال بچے ہیں اور مجھے سخت مجبوری در پیش ہے۔

اس کی بے بسی پر ترس کرتے ہوئے میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

یَا اَبَا هُرَیْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُكَ الْبَارِحَةَ؟

اسے ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل فرمایا ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ بہ سند عاصم رحمۃ اللہ علیہ حضرت زر اور ابو وائل سے، اور یہ دونوں حضرات حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ کسی چیز نے آکر مجھ پر سایہ کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ سایہ اٹھ گیا۔ صبح ہوئی تو حضور نبی پاک ﷺ سے اس صورت حال کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ سکینہ (رحمت الٰہی) تھی جو سماعت قرآن کی غرض سے نازل ہوئی تھی۔"

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ فضائل القرآن میں محمد بن جریر بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مدینہ کے شیوخ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا۔ "حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں گزشتہ ساری رات چراغاں رہا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "شاید انہوں نے سورۂ بقرہ تلاوت کی ہو گی۔" حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ واقعی میں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی تھی۔

ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رات کے کسی لمحے میں آپ کو نہ پا کر تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ میں نے ایک جگہ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عبد اللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کھڑے پایا۔ میں نے ان سے پوچھا: "رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟" انہوں نے کہا: "ہمیں اور تو کچھ معلوم نہیں۔ البتہ وادی کے بالائی حصے میں کوئی آواز سنائی دے رہی ہے۔" اچانک چکی کے چلنے کی طرح آواز آئی اور رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میرے رب کا پیغامبر میرے پاس آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو باتوں میں سے کوئی ایک منتخب کرنے کا اختیار عطا فرمایا ہے۔ پہلی بات یہ کہ میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے اور دوسری یہ کہ میں اپنی امت کے لئے شفاعت کروں۔ میں نے ان دونوں میں سے شفاعت کو چن لیا۔"

جبرئیل امین علیہ السلام کی دعا

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کتاب الذکر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "میں مسجد میں داخل ہو کر

لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ.

اب تو میں تجھے ہر صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کروں گا تو تیسری بار چوری کرنے آیا ہے۔ ہر دفعہ یہی کہتا رہا کہ میں دوبارہ نہیں آؤنگا مگر تو پھر آجاتا ہے۔

وہ بولا:

"آپ مجھے چھوڑ دیں۔ میں آپ کو ایسے کلمات بتاتا ہوں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کو بہت فائدہ بخشے گا۔ جب آپ سونے کا ارادہ کریں تو آیت الکرسی آخر تک پڑھ لیا کریں۔ اس کی برکت یہ ہو گی کہ صبح تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے لئے ایک محافظ مقرر ہو جائے گا اور شیطان آپ کے قریب نہیں آئے گا۔"

صبح ہوئی تو میں نے حضور نبی پاک ﷺ کو رات کا واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَمَا إِنَّهُ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ.

اس نے تمہارے ساتھ سچی بات کی ہے حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے۔

پھر فرمایا:

"اے ابوہریرہ! جانتے ہو، تین راتوں سے کون آرہا تھا؟"

میں نے عرض کی: "جی نہیں۔" فرمایا:

ذَاكَ شَيْطَانٌ.

وہ شیطان تھا۔

نسائی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ ابو متوکل ناجی سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس صدقات والے کمرہ کی چابی تھی۔ وہاں کھجوریں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک دن انہوں نے دروازہ کھولا تو انہوں نے دیکھا کہ مٹھی بھر کھجوریں کوئی اٹھا کر لے گیا ہے۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی اسی طرح کے نقصان کا احساس ہوا۔ لہٰذا انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس صورت حال کا تذکرہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم اس چور کو گرفتار کرنا چاہتے ہو؟"

انہوں نے عرض کی: "جی ہاں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "جب دروازہ کھولو تو یہ کہو:

سُبْحَانَ مَنْ سَخَّرَكَ لِمُحَمَّدٍ ﷺ.

پاک ہے وہ ذات جس نے حضرت محمد ﷺ کے لئے تجھے مسخر فرمایا ہے۔

چنانچہ اس بار جب انہوں نے دروازہ کھولا تو یہی الفاظ پڑھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ چور سامنے

اے اللہ! اگر ان کے وصال کا وقت آ پہنچا ہے تو ان پر موت کی سختی کو آسان فرما لیکن اگر ان کے وصال کا وقت ابھی تک نہیں آیا تو انہیں شفا عطا فرما۔

حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محسوس کیا کہ ان کا جسم ہلکا پھلکا ہو گیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ علیہ السلام! میری والدہ وَاجَبلَاہ، وَاظَهرَاہ کہہ رہی تھیں تو میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ لوہے کا گرز لہرا کر کہتا ہے کیا واقعی تو ایسا ہی ہے؟ اگر میں اسے بالفرض "ہاں" کہہ دیتا تو وہ میرے پر سر گرز مار دیتا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن وَاجَبلَاہ کہتی جاتی۔ جب انہیں افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا: "بہن! تو مجھے تکلیف پہنچاتی رہی۔" اس نے کہا: "یہ بات میرے لئے تکلیف دہ ہے کہ میری وجہ سے آپ کو کوئی صدمہ پہنچے۔" انہوں نے کہا: "جب تو وَاجَبلَاہ جیسے کلمات کہتی تو ایک فرشتہ مجھے جھڑک کر کہتا 'کیا تو ایسا ہی ہے؟' میں کہتا: "نہیں۔"

ابن ابی الدنیا، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید بیمار ہوئے اور ان پر غشی طاری ہو گئی۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید ان کی روح پرواز کر گئی ہے۔ وہ ان پر کپڑا ڈال کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں افاقہ ہوا تو انہوں نے بتایا کہ میرے پاس دو تند مزاج فرشتے آئے اور کہا: "ہمارے ساتھ چلو۔ ہم تمہیں عزیز وامین کی بارگاہ میں لے چلیں گے۔" وہ مجھے ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔ راستے میں دو اور فرشتے ملے جو بڑے ہی نرم مزاج اور خدا ترس تھے۔ انہوں نے پوچھا: "تم انہیں کہاں لے جا رہے ہو؟" تند مزاج فرشتوں نے کہا: "ہم انہیں عزیز وامین کی بارگاہ میں فیصلہ کے لئے لے جا رہے ہیں۔" یہ سن کر نرم مزاج فرشتوں نے کہا: "انہیں چھوڑ دو۔ ان کے لئے سعادت لکھی جا چکی ہے جبکہ یہ ابھی شکم مادر میں تھے۔"

اس واقعہ کے بعد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ماہ تک زندہ رہے اور پھر ان کا وصال ہو گیا۔

ابن ابی الدنیا، طبرانی اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عروہ بن رویم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابی رسول علیہ السلام حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافی عمر رسیدہ ہو گئے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کی روح قبض ہو جائے۔ وہ اس طرح دعا کیا کرتے۔

"یا اللہ! میری عمر بہت بڑی ہو گئی ہے۔ میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔ اب تو مجھے اپنے پاس بلا

میں دوسری رات اس کی تاک میں تھا کہ وہ آ گیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے پھر یقین دلایا کہ "آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔" میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح بارگاہ نبوی میں حاضری ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ وہ پھر آئے گا۔ تیسری رات بھی وہ آ گیا۔ میں نے کہا:

"اے دشمن خدا! تو دو مرتبہ میرے ساتھ وعدہ کر چکا ہے۔ اب تیسری مرتبہ تو پھر آ گیا ہے۔"

اس نے بڑی لجاجت سے کہا:

"میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میں نصیبین سے آیا ہوں۔ اگر کہیں اور مجھے کوئی چیز ملتی تو میں آپ کے پاس ہرگز نہ آتا۔ ہم اسی شہر میں رہا کرتے تھے یہاں تک کہ تمہارے نبی ﷺ مبعوث ہو گئے۔ جب ان پر دو خاص آیتیں اتریں تو ہم ڈر کر بھاگ گئے اور نصیبین میں مقیم ہو گئے۔ یہ دو آیتیں جس گھر میں بھی پڑھی جائیں وہاں تین دن تک شیطان داخل نہیں ہوتا۔ اگر آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو ان آیتوں سے آگاہ کر دوں گا۔"

میں نے کہا: "ٹھیک ہے۔"

وہ بولا: آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات آمَنَ الرَّسُوْلُ سے لے کر آخر سورت تک۔"

چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح کو جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر رات کا واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

صَدَقَ وَهُوَ كَذُوْبٌ

اس نے یہ بات سچی کی ہے حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس کچھ اناج تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ اس میں دن بہ دن کمی واقع ہو رہی ہے۔ ایک رات میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اناج پر جنات کی مانند کوئی عورت آ گری۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور اس سے کہا: "میں تجھے نہیں چھوڑوں گا اور حضور نبی پاک ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔" وہ کہنے لگی: "میں بال بچے دار ہوں۔ میں قسم کھا کے کہتی ہوں کہ پھر نہیں آؤں گی۔" میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب بارگاہ نبوی میں حاضری ہوئی تو آپ ﷺ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے جھوٹ کہا: وہ جھوٹی ہے۔" دوسری رات وہ پھر آ گئی۔ میں نے اسے گرفتار کر لیا مگر اس نے پھر قسمیں کھا کر اپنی جان چھڑالی۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے پھر بھی فرمایا "اس نے جھوٹ کہا: وہ جھوٹی ہے۔" پھر وہ تیسری رات بھی آ گئی۔ میں نے اسے پکڑا تو

اے ابو ہریرہ! رات والے قیدی کا کیا بنا؟

میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! اس نے سخت لاچاری اور بال بچوں کا ذکر کیا۔ مجھے اس پر ترس آ گیا اور اسے چھوڑ دیا۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ.

اس نے تمہارے ساتھ جھوٹ بولا ہے۔ وہ پھر آئے گا۔

چونکہ حضور ﷺ نے اس کے دوبارہ آنے کی خبر دے دی تھی، اس لئے مجھے یقین تھا کہ وہ دوبارہ ضرور آئے گا۔ میں اس کا انتظار کرتا رہا۔ وہ پھر آ گیا اور اناج سے لپ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا:

"میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔"

اس نے پھر اپنی بے بسی اور غربت وافلاس کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہا:

دَعْنِیْ فَإِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِيَالٌ لَا أَعُوْدُ.

مجھے چھوڑ دیجئے۔ میں بڑا ہی محتاج ہوں۔ میرے چھوٹے چھوٹے بال بچے ہیں۔ میں پھر نہیں آؤں گا۔

میں نے اس بار بھی اس کی حالت زار پر ترس کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو حضور نبی پاک ﷺ نے پوچھا:

مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ؟

تمہارے رات والے قیدی کا کیا ہوا۔

میں نے عرض کی۔ "یارسول اللہ ﷺ! اس نے پھر اپنی بے بسی کا تذکرہ کیا اور بال بچوں کا واسطہ دیا۔ میرا دل پسیج گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ

اس نے تمہارے ساتھ پھر جھوٹ بولا ہے۔ وہ پھر آئے گا۔

میں نے تیسری بار اس کا انتظار شروع کر دیا۔ وہ حسب معمول آ کر اناج لینے لگا۔ میں نے اسے پکڑ کر کہا:

لَاَرْفَعَنَّكَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهٰذَا آخِرُ ثَلَاثِ مِرَارٍ تَزْعُمُ أَنَّكَ

روایت کرتے ہیں کہ بالاخانے پر میری کھجوریں پڑی ہوئی تھیں۔ میں انہیں دیکھتا تو مجھے یوں لگتا جیسے وہ دن بہ دن کم ہو رہی ہیں۔ میں نے اس صورت حال کا تذکرہ حضور ﷺ کے سامنے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمہیں کل وہاں ایک بلی نظر آئے گی۔ اسے کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو جا۔"

اگلے دن واقعی مجھے وہاں ایک بلی دکھائی دی۔ میں نے اسے دیکھتے ہی کہا: "اللہ کے رسول ﷺ کے پاس حاضر ہو جا۔" تو وہ فوراً ایک بڑھیا بن گئی...... اس کے بعد پوری حدیث بیان کی گئی ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ ایک اور سند سے ...... عبدالرحمٰن بن ابو عمرہ سے، وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا ایک بالاخانہ تھا...... اس کے بعد پوری حدیث مذکور ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ ایک تیسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک کمرہ میں مقیم تھے۔ ان کا اناج ایک ٹوکرے میں پڑا ہوا تھا اور یہ ٹوکرا بڑے مکان کے اندر بنے ہوئے چھوٹے سے کمرے میں موجود تھا۔ بلی کی ہم شکل کوئی چیز روشن دان سے داخل ہوتی اور ٹوکرے سے اناج اٹھا لے جاتی تھی۔ انہوں نے حضور ﷺ سے اس تکلیف کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"وہ جنات کی عورت ہے۔ اب اگر آئے تو اسے کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ تو کہیں نہ جائے۔"

جب وہ اندر آئی تو حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمان نبوی سنایا۔ وہ بولی:

"مجھے چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم! میں دوبارہ نہیں آؤں گی۔" اس کے بعد مکمل حدیث مذکور ہے۔

طبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند جید حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باغ کی کھجوریں توڑیں اور ایک کمرے میں ڈھیر کر دیں۔ جنات کی ایک عورت اس کمرے میں آتی اور کھجوریں چرا لے جاتی یا انہیں خراب کر دیتی تھی۔ میں نے حضور نبی پاک ﷺ سے اس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ جنات کی عورت ہے۔ جب یہ آئے تو تم اسے کہنا۔ بسم اللہ، اللہ کے رسول کے پاس حاضر ہو جا۔"

میں نے حسب ارشاد عمل کیا تو وہ کہنے لگی:

"اے ابو اسید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! مجھے حضور ﷺ کے پاس نہ لے جاؤ۔ میں آپ سے پکا

کھڑا ہے۔ انہوں نے کہا: "اے دشمن خدا! کیا تو کھجوریں چوری کرتا تھا۔" اس نے کہا: "ہاں۔ آپ مجھے چھوڑ دیں۔ میں پھر نہیں آؤں گا۔ میں جنات کے ایک غریب گھرانے کی خاطر کھجوریں لے جایا کرتا تھا۔" یہ معذرت خواہانہ لہجہ دیکھ کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔ مگر دوسری اور تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس سے کہا کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو پھر نہیں آئے گا۔ آج میں تجھے بالکل نہیں چھوڑوں گا۔ میں ضرور تجھے حضور علیہ السلام کے پاس لے جاؤں گا۔" اس نے کہا: "آپ ایسا نہ کریں۔ میں آپ کو ایسے کلمات بتاتا ہوں کہ اگر آپ وہ کلمات پڑھیں گے تو کوئی جن آپ کے قریب نہیں آسکے گا۔ آپ آیۃ الکرسی پڑھا کریں۔"

بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تاریخ میں)، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ چند قابل اعتماد راویوں کے واسطہ سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے صدقہ کی کھجوریں میرے حوالے کیں۔ میں نے انہیں اپنے کمرے میں محفوظ کر لیا۔ مجھے روزانہ یوں محسوس ہوتا جیسے کھجوریں کم ہو رہی ہیں۔ میں نے حضور نبی پاک علیہ السلام سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ شیطان کا کام ہے۔ تم اس کی تاک میں رہنا۔ چنانچہ رات ہوئی تو میں اس کا انتظار کرنے لگا۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو وہ ہاتھی کی صورت میں آ پہنچا۔ جب دروازے کے قریب پہنچا تو صورت بدل کر دروازے کے سوراخ سے اندر چلا گیا اور کھجوروں کے پاس پہنچ کر انہیں کھانے لگا۔ میں اسے پکڑنے کے لئے کمربستہ ہوا۔ کپڑے سمیٹے اور کہا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد علیہ السلام اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے دشمن خدا! کیا تو صدقہ کی کھجوروں پر جھپٹ پڑا ہے۔ تیری بہ نسبت یہ لوگ ان کے زیادہ حقدار ہیں۔" یہ کہہ کر میں نے اسے پکڑ لیا اور اس سے کہا:

"میں تجھے رسول اللہ علیہ السلام کے پاس لے جاؤں گا۔"

اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ پھر نہیں آئے گا۔ صبح کے وقت جب میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام نے پوچھا:

مَافَعَلَ اَسِيْرُكَ

تمہارے قیدی کا کیا بنا۔

میں نے عرض کیا: "اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گا۔"

حضور علیہ السلام نے فرمایا: "وہ ضرور آئے گا۔ اس کا انتظار کرنا۔"

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ (فضائل القرآن میں)، دارمی، طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ پاک کی ایک گلی میں ایک شخص شیطان سے ملا۔ دونوں کے مابین کشتی ہونے لگی۔ اس شخص نے شیطان کو پچھاڑ دیا۔ شیطان نے کہا: "مجھے چھوڑ دیں۔ میں آپ کو ایسی چیز بتاتا ہوں جسے سن کر آپ خوش ہو جائیں گے۔" اس نے شیطان کو چھوڑا تو وہ بولا: "کیا تم سورۂ بقرہ پڑھتے ہو؟" اس نے کہا: "ہاں۔" کہنے لگا: "شیطان جب سورۂ بقرہ کی تلاوت سنتا ہے تو گدھے کی طرح گوز مارتا ہوا بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ واقعہ کس شخص کے ساتھ پیش آیا تھا۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند حسن حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز حضرت سدیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الشَّيْطَانَ لَمْ يَلْقَ عُمَرَ مُنْذُ أَسْلَمَ اِلَّا خَرَّ لِوَجْهِهٖ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سے مسلمان ہوئے ہیں، جہاں کہیں انہیں شیطان ملا، منہ کے بل گر پڑا۔

ابو شیخ رحمۃ اللہ علیہ (العظمہ میں) اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "جاؤ۔ ہمارے لئے پانی بھر لاؤ۔" وہ پانی لانے جا رہے تھے کہ راستے میں کالے غلام کی شکل میں شیطان آ گیا اور اس نے پانی کے حصول میں رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پکڑ کر زمین پر دے مارا۔ وہ کہنے لگا:

"آپ مجھے چھوڑ دیں۔ میں آپ کے اور پانی کے درمیان حائل نہیں ہوں گا۔" حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ بے شرم پھر آ گیا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دوسری مرتبہ بھی پچھاڑ دیا۔ پھر وہ منت سماجت کرنے لگا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں۔ میں آپ کے سامنے نہیں آؤں گا لیکن جب حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے چھوڑ دیا تو اس نے تیسری مرتبہ بھی حائل ہونے کی کوشش کی۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اب بھی اسے پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا۔ ادھر حضرت عمار اور شیطان کے درمیان یہ مقابلہ جاری تھا اور ادھر رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس واقعہ سے آگاہ فرما رہے تھے:

کہنے لگی:

"مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہیں ایک وظیفہ بتاتی ہوں۔ جب تم اسے پڑھو گے تو ہم میں سے کوئی بھی تمہارے مال و متاع کے قریب نہ آسکے گا۔ جب تم سونے لگو تو اپنی جان و مال پر آیت الکرسی پڑھ لیا کرو۔"

میں نے جب حضور نبی پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں یہ بات عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

صَدَقَتْ وَهِیَ كَذُوْبٌ

اس نے سچ کہا ہے حالانکہ وہ بڑی جھوٹی ہے۔

احمد، ترمذی، حاکم اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنات سے ملتی جلتی شکل والی عورت ہمارے گھر آیا کرتی اور غلہ وغیرہ اٹھا کر لے جاتی تھی۔ میں نے حضور نبی پاک ﷺ سے اس تکلیف دہ صورت حال کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تم اسے دیکھو تو یہ کہو۔

"بسم اللہ...... اللہ کے رسول کے پاس حاضر ہو جا۔"

ایک دن میں بالا خانے میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہ آگئی۔ میں نے وہی کلمات دہرا دیئے اور اسے پکڑ لیا۔ وہ کہنے لگی: "میں پھر نہیں آؤں گی۔" لہٰذا میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب حضور نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا: "تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟" میں نے عرض کی: "میں نے اسے پکڑا تو اس نے کہا۔ میں پھر نہیں آؤں گی لہٰذا میں نے اسے چھوڑ دیا۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "وہ دوبارہ ضرور آئے گی۔" چنانچہ دو یا تین بار میں نے اسے پکڑا۔ وہ ہر بار یہی کہتی تھی کہ اب میں نہیں آؤں گی مگر حضور ﷺ فرماتے وہ ضرور آئے گی۔ جب میں نے تیسری دفعہ اسے پکڑا تو کہنے لگی:

"آپ مجھے چھوڑ دیں۔ میں آپ کو ایک وظیفہ بتاتی ہوں۔ اگر آپ اسے پڑھیں گے تو کوئی نقصان دہ چیز آپ کے پاس نہیں آئے گی۔ وہ وظیفہ آیت الکرسی ہے۔" حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

صَدَقَتْ وَهِیَ كَذُوْبٌ

اس نے سچ کہا حالانکہ وہ بڑی جھوٹی ہے۔

مذکورہ روایت کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ نے صحیح کہا ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ چند دیگر واسطوں سے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

نے اسے زمین پر پٹخ دیا پھر پتھر اٹھا کر اس کی ناک توڑ دی اور اس کا چہرہ رگڑ دیا۔ اس کے بعد اپنا مشکیزہ پانی سے بھرا اور واپس آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

"کیا کوئی تمہارے سامنے آیا تھا؟"

میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں سارا واقعہ عرض کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"وہ شیطان تھا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آیا جس کا چہرہ انتہائی بدصورت اور کپڑے میلے کچیلے تھے۔ اس کے جسم سے بدبو آ رہی تھی۔ اس کے پاؤں میں جوتے بھی نہ تھے۔ لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ بیٹھا۔ کہنے لگا: "آپ کو کس نے پیدا کیا؟" حضور ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے۔" اس نے کہا: "آسمان کو کس نے پیدا کیا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے۔" اس نے کہا: "زمین کو کس نے پیدا کیا؟" آپ ﷺ نے جواب دیا: "اللہ تعالیٰ نے۔" وہ کہنے لگا: "اچھا یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا نے: "سبحان اللہ" پھر آپ ﷺ نے پیشانی مبارک پر ہاتھ رکھ کر سر اقدس جھکا لیا۔ وہ آدمی اٹھ کر چلا گیا۔ جب رسول خدا ﷺ نے سر مبارک اٹھایا تو فرمایا۔ "اس شخص کو پکڑ لاؤ۔" ہم نے اسے کافی تلاش کیا مگر وہ کہیں نہ ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هٰذَا اِبْلِيْسُ جَاءَ يُشَكِّكُكُمْ فِي دِيْنِكُمْ.

یہ ابلیس تھا جو اس لئے آیا تا کہ دین اسلام کے متعلق تمہارے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کر دے۔

باب

ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعویذ

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: "حضور ﷺ! میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ اچانک چکی چلنے اور شہد کی مکھیاں بھنبھنانے کی سی آوازیں سنائی دیں اور بجلی سی چمکی۔ میں گھبرا گیا۔ سر اٹھا کر دیکھا تو کالا سایہ میرے گھر کے صحن میں معلق تھا جو لحہ بہ لحہ بڑھتا جا رہا تھا۔ میں نے لپک کر اسے ہاتھ لگایا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے سیہہ کی کھال ہو۔ اس نے میرے منہ پر آگ کا شعلہ

وعدہ کرتی ہوں کہ پھر نہیں آؤں گی۔ میں آپ کو ایک آیت بتاتی ہوں۔ اگر آپ اپنے برتن کا ڈھکن بند کرتے ہوئے اسے پڑھیں گے تو وہ کسی سے نہ کھل سکے گا۔ وہ آیت کریمہ آیت الکرسی ہے۔"

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"اس نے سچ کہا حالانکہ وہ ہمیشہ جھوٹ بولتی ہے۔"

ابو یعلی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک جگہ اپنی کھجوریں خشک کیا کرتے تھے اور اکثر و بیشتر اس جگہ کی حفاظت کیا کرتے۔ ایک دفعہ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے کھجوریں کم ہو گئی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ خیال آتے ہی میں نے اسی رات پہرہ دینا شروع کر دیا۔ اچانک نوجوان لڑکے کی مانند ایک جانور دکھائی دیا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا تو کون ہے؟ جن ہے یا انسان؟ وہ بولا: میں جن ہوں۔ میں نے کہا اپنا ہاتھ مجھے دو۔ اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا۔ وہ کتے کے ہاتھ کی طرح تھا اور اس پر کتے کی مانند بال بھی تھے۔ میں نے کہا جنات کی شکل و صورت اس طرح ہوتی ہے۔ کہنے لگا جنات اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان میں مجھ سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں ہے۔ میں نے کہا: "میری کھجوریں چرانے پر تمہیں کس نے مجبور کیا؟" اس نے کہا: "ہمیں پتہ چلا تھا کہ آپ صدقہ خیرات کرنا پسند کرتے ہیں۔ اس لئے ہم نے چاہا کہ آپ کے اناج میں سے ہم بھی حصہ وصول کر لیں۔" میں نے اس سے پوچھا: "ہمیں تمہارے ضرر سے کون سی چیز بچا سکتی ہے۔" اس نے کہا: "آیت الکرسی۔"

جب صبح ہوئی تو میں نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر رات کا سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

صَدَقَ الْخَبِيْثُ

خبیث نے سچ کہا۔

ابو الشیخ رحمۃ اللہ علیہ (العظمہ میں) ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت ایک رات اپنے باغ میں چلے گئے۔ وہاں انہیں شور سنائی دیا۔ انہوں نے کہا: "یہ شور کیسا ہے؟" ایک جن بولا "ہم قحط کا شکار ہیں۔ ہم آپ کے باغ سے کچھ پھل لینا چاہتے ہیں۔ آپ ہمیں اجازت دے کر یہ پھل ہمارے لئے حلال کر دیں۔" انہوں نے کہا: "ٹھیک ہے۔" بعد ازاں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: "اچھا یہ بتاؤ کہ کونسی چیز ہمیں تمہارے ضرر سے بچا سکتی ہے۔" جن بولا: "آیت الکرسی۔"

تاریک رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہا تھا۔ حضور ﷺ نے سنا کوئی شخص "قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ" پڑھ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "یہ شرک سے بری ہے۔" تھوڑی دیر چلنے کے بعد پھر کسی شخص کی آواز سنائی دی جو "قل ھو اللہ احد" پڑھ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "اس کی مغفرت ہو گئی۔" میں نے سواری کو روک لیا تاکہ ان خوش نصیبوں کو دیکھ لوں جنہیں حضور ﷺ نے خوشخبریاں سنائی ہیں۔ میں نے دائیں بائیں دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔

غیب کی باتوں سے آگاہ فرمانا

باب

نجاشی کے انتقال کی خبر دینا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی کا انتقال ہوا اسی روز رسول اللہ ﷺ نے اس کے انتقال کی خبر دی پھر صحابہ کرام کو لے کر جنازہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ صفیں بنائیں اور چار تکبیروں کے ساتھ اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"آج ایک نیک شخص کا انتقال ہو گیا ہے۔ پس تم اصحمہ کی نماز جنازہ ادا کرو۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: "جب حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شادی فرمائی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے نجاشی کی طرف چند اوقیہ کستوری اور ایک کپڑوں کا جوڑا بطور تحفہ بھیجا ہے مگر میرا خیال ہے کہ اس کا انتقال ہو جائے گا اور میرا تحفہ واپس آ جائے گا۔"

پھر واقعی ایسا ہی ہوا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یعنی نجاشی فوت ہو گیا اور حضور ﷺ کا تحفہ واپس آ گیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے جو یہ فرمایا تھا کہ "میرا خیال ہے نجاشی کا انتقال ہو جائے گا۔" اس کا مطلب یہ تھا کہ تحائف کے پہنچنے سے پہلے اس کا انتقال ہو جائے گا۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان نجاشی کے انتقال سے پہلے کا ہے پھر جب اس کا انتقال

اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ حَالَ بَیْنَ عَمَّارٍ وَبَیْنَ الْمَاءِ فِی صُوْرَۃِ عَبْدٍ اَسْوَدَ وَاِنَّ اللّٰہَ اَظْفَرَ عَمَّارًا بِہٖ.

شیطان ایک کالے غلام کی شکل میں آکر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پانی کے درمیان حائل ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے مقابلے میں فتح عطا فرمادی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور انہیں مذکورہ فرمان نبوی سنایا تو انہوں نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ وہ شیطان تھا تو میں اسے قتل کر دیتا۔"

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے پانی لانے کے لئے ایک کنویں کی طرف بھیجا راستے میں مجھے شیطان مل گیا جو انسانی شکل میں تھا۔ وہ مجھ سے جھگڑنے لگا۔ میں نے اسے زمین پر پٹخ دیا۔ میرے پاس ایک پتھر تھا۔ میں اس سے اس کا سر کچلنے لگا۔ ادھر حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو بتادیا کہ کنویں کے پاس عمار کی شیطان سے مڈ بھیڑ ہو گئی ہے۔ جب میں واپس آیا اور حضور ﷺ کو سارا واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ شیطان تھا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اہل عراق کے لئے یہ فرمان بھی اس روایت کی تائید کرتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "کیا تمہارے اندر وہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے شیطان سے بچا لیا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی خبر دی تھی۔"

اس روایت کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل فرمایا ہے۔

ابن سعد اور ابن راہویہ رحمہما اللہ تعالیٰ (اپنی مسند میں) روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں انسانوں اور جنوں سے جنگ کی ہے۔ ہم نے پوچھا: آپ نے جنوں کے ساتھ کیسے جنگ کی۔ انہوں نے فرمایا: ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے اور ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ میں اپنا مشکیزہ اور ڈول لے کر پانی بھرنے چلا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص تیرے سامنے آئے گا اور تجھے پانی سے روکے گا۔" میں جب کنویں پر پہنچا تو وہاں مجھے ایک تجربہ کار جنگجو کالا شخص دکھائی دیا۔ اس نے مجھ سے کہا: "اللہ کی قسم! آج تو اس کنویں سے ایک ڈول بھی نہ بھر سکے گا۔" باتوں باتوں میں ہم ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے اور میں

بعد ازاں حضور نبی کریم ﷺ اس کنویں پر تشریف لائے اور فرمایا: "یہی کنواں مجھے دکھایا گیا ہے۔ اس کے کھجور کے درخت شیطان کے سر کی طرح تھے اور پانی مہندی کے پانی کی مانند۔" پھر حضور ﷺ کے حکم سے جادو والی چیزیں اس کنویں سے نکال لی گئیں۔

بیہقی بہ سند کلبی رحمہما اللہ تعالیٰ، ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ شدید بیمار ہو گئے۔ آپ ﷺ کے پاس دو فرشتے آئے۔ ایک آپ ﷺ کے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پائینتی کی جانب۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا: "انہیں کیا ہوا ہے؟" دوسرے نے کہا: "ان پر جادو کیا گیا ہے۔" پہلے نے کہا: "کس نے جادو کیا ہے؟" دوسرے نے جواب دیا: "لبید بن اعصم نے۔" پوچھا: "وہ کہاں ہے۔" جواب ملا: "فلاں قبیلے کے کنویں میں پتھر کے نیچے۔" پس تم جا کر اس کنویں کا پانی نکال لو پھر پتھر ہٹا کر اس کے نیچے سے جادو والی چیز اٹھا لو اور اسے جلا کر خاکستر بنا دو۔"

صبح ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو چند صحابہ کے ہمراہ بھیجا۔ وہ اس کنویں پر آئے تو دیکھا کہ اس کا پانی مہندی کے پانی کی طرح پیلا ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس کا پانی نکالا پھر پتھر اٹھایا اور اس کے نیچے سے جادو والی چیز نکال کر جلا دی۔ وہاں کمان کی تانت پڑی ہوئی تھی جس میں گیارہ گرہیں تھیں۔ حضور ﷺ پر معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) نازل ہوئیں۔ جب آپ ان سورتوں کی ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھل جاتی۔ اس طرح پوری گیارہ گرہیں کھل گئیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بہ سند جویبر، حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی روایت نقل کی ہے۔ اس میں دو سورتوں کے نازل ہونے کا ذکر بھی ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ جب حضور ﷺ ایک آیت تلاوت فرماتے تو ایک گرہ کھل جاتی تھی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہود نے رسول اللہ ﷺ پر کوئی (جادو وغیرہ) کا عمل کیا۔ جس کی وجہ سے آپ کو شدید تکلیف ہوئی۔ جبرئیل امین سورۃ الفلق اور سورۃ الناس لے کر آئے۔ ان کی برکت سے حضور نبی پاک ﷺ تندرست ہوگئے اور صحابہ کرام کے پاس باہر تشریف لے آئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اعصم کی بیٹیوں اور لبید کی بہنوں نے حضور نبی پاک ﷺ پر جادو کیا۔ لبید جادو والی

پھینک دیا۔ میں سمجھا شاید یہ مجھے جلا کر بھسم کر دے گا۔"

میری شکایت سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اے ابو دجانہ! یہ بد بخت تمہارے گھر میں رہائش پذیر ہے۔ کاغذ دوات لے آؤ۔ آپ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔ کاغذ پر یہ کلمات لکھو:

بِسم اللّٰہِ الرحمٰن الرّحیم ھٰذَا کِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ إلٰی مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ وَالصَّالِحِیْنَ اِلَّا طَارِقٌ یَطْرُقُ بِخَیْرٍ یَا رَحْمٰنُ أَمَّابَعْدُ فَإِنَّ لَنَاوَلَکُمْ فِی الْحَقِّ سَعَةً فَإِنْ تَكُ عَاشِقًا مُوْلِعًا أَوْ فَاجِرًا مُقْتَحِمًا أَوْرَاعِیًا حَقًّا مُبْطِلًا. ھٰذَا کِتَابُ اللّٰہِ یَنْطِقُ عَلَیْنَا وَعَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ. اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَاکُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَرُسُلُنَا یَکْتُبُوْنَ مَا کُنْتُمْ تَمْکُرُوْنَ اُتْرُکُوْا صَاحِبَ کِتَابِیْ ھٰذَا وَانْطَلَقُوْا اِلٰی عَبَدَةِ الْأَصْنَامِ وَاِلٰی مَنْ یَزْعَمُ أَنَّ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ، کُلُّ شَیْءٍ ھَالِكٌ اِلَّا وَجْھَهٗ لَهُ الْحُکْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ تَغْلِبُوْنَ حٰمٓ لَا تَنْصُرُوْنَ حٰمٓ عٓسٓقٓ تَفَرَّقَ اَعْدَاءُ اللّٰہِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَالسَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید انس و جاں ﷺ کا عطا کردہ تعویذ لے کر میں اپنے گھر آ گیا۔ رات ہوئی تو اسے سر کے نیچے رکھ کر سو گیا۔ میں محو خواب تھا کہ ایک چیخ بلند ہوئی اور میں بیدار ہو گیا۔ کوئی کہہ رہا تھا:

"اے ابو دجانہ! لات و عزیٰ کی قسم! ان کلمات نے ہمیں جلا ڈالا ہے۔ یہ تعویذ لکھنے والے کا واسطہ! اسے ہم سے اٹھالو۔ اب ہم نہ آپ کے گھر آئیں گے اور نہ آپ کے پڑوس میں۔"

صبح ہوئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔ اور رات کا واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: "وہ تعویذ ان سے اٹھالو۔ قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! وہ قیامت تک عذاب کی ٹیسیں محسوس کرتے رہیں گے۔"

باب

جنات کی تلاوت قرآن

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ایک صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک

اس نے مزید پوچھا: "قیامت کب قائم ہو گی؟"

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "یہ غیب کی بات ہے اور غیب کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔"

اس نے کہا: "مجھے اپنی تلوار دکھائیے۔"

حضور ﷺ نے اسے تلوار دے دی۔ اس نے تلوار کو فضا میں لہرایا اور پھر واپس کر دیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

"تم جو ارادہ لے کر آئے تھے اسی عملی جامہ نہ پہنا سکو گے۔"

اس نے کہا: "واقعی میرا کچھ ارادہ تھا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب یہ شخص میرے پاس آیا تو اس کا خیال تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر پہلے ان سے چند سوالات کروں گا۔ پھر ان کی تلوار لے کر ان کا کام تمام کر دوں گا۔" اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنی تلوار نیام میں ڈال لی۔

ابن ابی شیبہ، ابویعلی، بزار اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضور نبی پاک ﷺ کے سامنے ایک شخص کی بڑی تعریف کی اور بتایا کہ وہ میدان جہاد میں شجاعت و قوت کا مظاہرہ کرتا ہے اور عام حالات میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ شخص آ گیا۔ اسے دیکھ کر حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"مجھے اس کے چہرے پر شیطان کا سیاہ داغ نظر آ رہا ہے۔"

جب وہ قریب آیا تو اس نے سلام کیا۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا:

"کیا تو اپنے دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ لوگوں میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں ہے۔"

اس نے عرض کیا: "جی ہاں۔"

اس کے بعد وہ مسجد میں چلا گیا اور زمین پر خط کھینچ کر نماز پڑھنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"ہے کوئی جو اسے جا کر قتل کر دے۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے۔ جب اس کے پاس پہنچے تو اسے نماز پڑھتے دیکھ کر واپس آ گئے اور عرض کیا: "میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا تو اسے قتل کرنے سے ڈر گیا۔"

حضور نبی پاک ﷺ نے پھر فرمایا:

"ہے کوئی جو اسے قتل کر دے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور وہ بھی اسے نماز پڑھتا دیکھ کر واپس آ گئے۔

ہوا تو عین اسی دن حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے وصال کی خبر سنائی اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

باب

جادو کے متعلق آگاہ فرمانا

ابن سعد، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری نوجوان حضور نبی پاک ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ اس پر بہت اعتماد فرماتے تھے۔ اس نے ایک گرہ لگائی اور اسے ایک کنویں میں ڈال دیا۔ اس کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ دو فرشتے آپ ﷺ کی عیادت کے لئے آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ فلاں شخص نے آپ کے خلاف تعویذ کو گرہ لگا کر اسے فلاں آدمی کے کنویں میں ڈال دیا ہے جس کی تاثیر سے کنویں کا پانی بھی پیلا ہو گیا ہے۔ حضور ﷺ نے کسی آدمی کو بھیج کر وہ گرہ نکلوائی۔ واقعی اس کنویں کا پانی پیلا ہو گیا تھا۔ گرہ کھولی گئی اور حضور نبی کریم ﷺ کو نیند آ گئی۔

حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے گرہ لگانے والے شخص کو کئی بار حضور ﷺ کے پاس آتے جاتے دیکھا مگر رحمت عالم ﷺ نے اس کے سامنے اس کے عمل بد کا تذکرہ تک نہ کیا اور نہ کبھی اسے سرزنش کی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ پر جادو کر دیا گیا۔ جادو کی تاثیر اتنی شدید تھی کہ بسا اوقات حضور ﷺ نے کوئی کام نہ کیا ہوتا مگر آپ سمجھتے کہ وہ کام کر لیا ہے۔ آپ ﷺ نے رب کریم سے اس سلسلہ میں دعا کی پھر فرمایا مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ چیز بتا دی ہے جس کے متعلق میں نے اس سے پوچھا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ وہ کیا ہے؟ فرمایا: "میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پائینتی کی طرف۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا: "اس شخص کو کیا تکلیف ہے؟" دوسرے نے جواب دیا: "ان پر جادو کیا گیا ہے؟" پہلے نے سوال کیا: "کس نے جادو کیا ہے؟" دوسرے نے کہا: "لبید بن اعصم نے۔" اس نے پھر پوچھا: "کس چیز میں جادو کیا گیا ہے؟" دوسرے نے کہا: "ان کی کنگھی اور موئے مبارک کو نر کھجور کے خالی گابھے میں رکھ کر جادو کیا گیا ہے۔" پہلے نے کہا: "یہ چیزیں کہاں پڑی ہیں۔" دوسرے نے جواب دیا: "ذروان کے کنویں میں۔"

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ کے پاس دو آدمی کچھ دریافت کرنے کے لئے آئے۔ ان میں سے ایک انصاری تھا اور دوسرا ثقفی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ثقفی شخص سے فرمایا:

"اپنا کام بتاؤ۔ لیکن اگر تم چاہو تو میں بتا دیتا ہوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو۔" اس نے عرض کی "حضور ﷺ! آپ ہی بتا دیں۔ اس طرح میری مزید تسلی ہو جائے گی۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّكَ جِئْتَ تَسْأَلُ عَنْ صَلَاتِكَ بِاللَّيْلِ وَعَنْ رُكُوْعِكَ وَعَنْ سُجُوْدِكَ وَعَنْ صِيَامِكَ وَعَنْ غُسْلِكَ مِنَ الْجَنَابَةِ.

تم اس لئے آئے ہو تاکہ مجھ سے رات کی نماز، رکوع و سجود، روزوں اور غسل جنابت کے متعلق سوالات پوچھو۔

یہ سن کر ثقفی بولا:

"قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں آپ سے یہی باتیں پوچھنے آیا ہوں۔"

بعد ازاں حضور نبی کریم ﷺ نے انصاری شخص سے فرمایا:

"تم پوچھو، کیا دریافت کرنا چاہتے ہو لیکن اگر تم چاہو تو میں بتا دیتا ہوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو۔" انصاری نے عرض کی: "حضور ﷺ! یہ تو بہت بہتر ہے کہ آپ ہی بتا دیں۔" حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّكَ جِئْتَ تَسْأَلُ عَنْ خُرُوْجِكَ مِنْ بَيْتِكَ تَؤُمُّ الْبَيْتَ الْعَتِيْقَ وَتَقُوْلُ مَا ذَالِيْ فِيْهِ وَعَنْ وُقُوْفِكَ بِعَرَفَاتٍ وَعَنْ حَلْقِكَ رَأْسَكَ وَعَنْ طَوَافِكَ بِالْبَيْتِ وَعَنْ رَمْيِكَ الْجِمَارَ.

تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ اگر تم بیت اللہ شریف کے حج کا ارادہ کر کے اپنے گھر سے نکلو تو اس کا کتنا ثواب ہے۔ نیز تم عرفات میں ٹھہرنے، سر کا حلق کرانے، خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور جمروں کو کنکریاں مارنے کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہو۔

یہ سن کر انصاری نے عرض کیا:

"قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں یہی مسائل پوچھنے کے

چیز کنویں پر لے گیا اور اسے کنویں کے پتھر کے نیچے رکھ دیا۔ اعصم کی بیٹیوں نے جاسوسی کے لئے ایک بہن کو بھیج دیا۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آکر باتیں کرنے لگی۔ باتوں باتوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس بات کا ذکر کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں ذرا تکلیف ہو گئی ہے۔ وہ یہ بات سن کر اپنی بہنوں کے پاس آئی اور انہیں بتادی۔ اس کی ایک بہن بولی: "اگر وہ واقعی نبی ہیں تو ہماری سازش پر مطلع ہو جائیں گے ورنہ ہمارا جادو انہیں ایسا مدہوش کرے گا کہ ان کی عقل جاتی رہے گی۔" پس اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ان کے جادو پر مطلع فرمادیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو محرم کے مہینے میں آپ پر جادو کیا گیا۔

باب

یاجوج وماجوج کی دیوار کا شگاف

شیخین رحمۃ اللہ علیہما ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور سرخ تھا۔ آپ ﷺ فرمارہے تھے:

"**لا اله الا الله**. عرب کے لئے تباہی ہے۔ شر و فساد ان کے قریب آ گیا۔" پھر دائرہ سا بنا کر ارشاد فرمایا:

"آج یاجوج وماجوج کی دیوار میں اس دائرہ کی مانند شگاف پڑ گیا ہے۔"

باب

دل کے خیالات سے آگاہ فرمانا

حاکم اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے سوال کیا: "آپ کون ہیں؟"

حضور ﷺ نے فرمایا: "میں نبی ہوں۔"

اس نے پوچھا: "نبی کون ہوتا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا رسول ہوتا ہے۔"

عالم کو استقامت بخشو گے۔اس کے بعد فرشتہ فضاء بسیط کو عبور کرتا ہوا اسے واپس لے آیا۔اس نے دو ایسے چکنے پہاڑوں کے درمیان ایک بند تعمیر کیا جن پر کوئی چیز نہ ٹھہرتی تھی۔اس کام سے فارغ ہو کر وہ زمین میں سیر و سیاحت کرنے لگا۔اس کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے منہ کتوں کی طرح تھے۔اس کے بعد ایک اور قوم سے ہوتا ہوا سانپوں جیسی مخلوق کے پاس جا پہنچا۔یہ سانپ بڑی بڑی چٹانوں کو ہڑپ کر جاتے تھے۔بعد ازاں وہ کالے رنگ کے آبی پرندوں کے پاس جا پہنچا۔"

اہل کتاب نے زبان رسالت سے جب یہ تفصیلات سنیں تو کہنے لگے:

"یہی باتیں ہماری کتابوں میں بھی موجود ہیں۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر یہ شکایت کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے والد صاحب میرا مال لینا چاہتے ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے والد کو بلا لیا۔اتنے میں جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور حضور ﷺ کو بتایا کہ اس بوڑھے شخص نے اپنے دل میں کچھ سوچ رکھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا واقعی انہوں نے اپنے دل میں کوئی چیز سوچی ہے۔جب انہوں نے سنا کہ حضور ﷺ ان کے دل کی بات پر بھی مطلع ہو گئے ہیں تو ان کے ایمان وایقان کو نئی تازگی ملی۔عرض کرنے لگے:"اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلہ سے ہماری بصیرت و یقین کو تقویت عطا فرماتا رہے۔آپ ﷺ سچ فرما رہے ہیں۔بلا شبہ میں نے کچھ سوچ رکھا ہے۔" حضور ﷺ نے فرمایا: بتاؤ وہ کیا بات ہے؟ تو انہوں نے یہ اشعار سنائے:

غَذَوْتُكَ مَوْلُوْدًا وَمُنْتُكَ يَافِعًا ‌ ‌ ‌ تُعَلُّ بِمَا اَجْنِیْ عَلَيْكَ وتَنْهَلُ

میں نے بچپن میں تیری غذا کا اہتمام کیا اور لڑکپن میں تجھے نان نفقہ دیا۔میں جو چیز جمع کر کے لاتا تو اسے کھا پی جاتا تھا۔

إذَا لَيْلَةٌ ضَافَتْكَ بِالسُّقْمِ لَم أبِتْ ‌ ‌ ‌ لِسُقْمِكَ اِلّا سَاهِرًا أَتَمَلْمَلُ

جب بیماری کی وجہ سے تیری رات پریشانی و اضطراب میں گزرتی تو تیری تکلیف کو دیکھ کر میں بھی جاگتا رہتا اور ساری رات بستر پر کروٹیں بدلتے بیت جاتی۔

تَخَافُ الرَّدٰی نَفْسِی عَلَيْكَ وَاِنَّهَا ‌ ‌ ‌ لَتَعْلَمُ أَنَّ الْمَوْتَ حَتْمٌ مُوَكَّلُ

مجھے تیری ہلاکت کا خطرہ پریشان کئے رکھتا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے اور اس کا وقت مقرر ہے۔

كَأَنِّیْ أنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَكَ بِالَّذِیْ ‌ ‌ ‌ طُرِقْتَ بِهٖ دُوْنِی فَعَيْنَایَ تَهْمِلُ

حضور نبی کریم ﷺ نے تیسری بار فرمایا:

"ہے کوئی جو اسے قتل کر دے۔"

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا: "میں جاتا ہوں۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"تم اسے تب قتل کر سکو گے جب اسے پالو گے (یعنی وہ اب جا چکا ہو گا)۔ چنانچہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں پہنچے تو وہ موجود نہ تھا۔ کہیں چلا گیا تھا۔ اس لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے نیل مرام واپس پلٹ آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"یہ پہلا سینگ ہے جو میری امت سے نکلا ہے۔ اگر آپ اسے قتل کر دیتے تو اس کے بعد میری امت میں دو آدمیوں کے درمیان کبھی جھگڑا نہ ہوتا۔"

احمد، بزار، ابو یعلی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت وابصہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا تاکہ آپ سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھوں۔ ابھی میں نے اپنے سوال کا آغاز نہیں کیا تھا کہ حضور ﷺ نے پہلے ہی فرما دیا:

يَا وَابِصَةُ! أُخْبِرُكَ بِمَا جِئْتَ تَسْأَلُنِي عَنْهُ؟

اے وابصہ! تم جو بات مجھ سے پوچھنے آئے ہو، کیا میں تمہیں وہ بتا دوں۔

میں نے عرض کی: "حضور ﷺ! بتا دیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

جِئْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ.

تم مجھ سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔

میں نے عرض کی: "قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں یہی بات پوچھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔" پھر ہادی کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْبِرُّ مَا انْشَرَحَ لَهُ صَدْرُكَ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَإِنْ أَفْتَاكَ عَنْهُ النَّاسُ.

نیکی وہ ہے جس کو انجام دیتے وقت تمہارے سینہ میں کشادگی، مسرت اور اطمینان کا احساس پیدا ہو اور گناہ وہ ہے جس کی وجہ سے تمہارے دل میں بے چینی، گھٹن اور خلش پیدا ہو خواہ لوگ تمہیں اس کے جواز کا فتویٰ بھی دے دیں۔

دفعہ ہم فقر و فاقہ میں ایسے مبتلا ہوئے کہ اس سے پہلے کبھی ہماری یہ کیفیت نہ ہوئی تھی۔ میری بہن نے مجھ سے کہا: "رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلے جاؤ اور کچھ مانگ لو۔" میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا۔

"جو ناروا باتوں سے اپنا دامن بچاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچالیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے خوشحالی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے خوشحال بنادیتا ہے۔"

میں نے جب حضور ﷺ کا یہ ارشاد سنا تو میرے دل نے گواہی دی کہ اس کا مصداق میں ہی ہوں۔ میں اب حضور ﷺ سے کوئی چیز نہیں مانگوں گا۔ واپس آکر اپنی بہن کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا: "تم نے بڑا اچھا کیا۔" اگلے دن میں نے قلعے کے نیچے سخت محنت مزدوری کر کے یہود سے چند درہم لئے، کھانے کی چیزیں خریدیں اور ہم نے کھانا کھایا۔ اب تو دنیا نے میرے گھر کارخ کرلیا۔ ہمارے گھر میں مال و متاع کی اتنی فراوانی ہوگئی کہ انصار کے سب گھروں میں ہمارا گھر زیادہ متمول ہوگیا۔

اس روایت کو ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل فرمایا ہے۔ اس میں ہے کہ "جب میں حضور ﷺ کے سامنے گیا تو آپ پہلی بات یہ فرمارہے تھے۔" اس میں یہ بھی ہے کہ "میں نے کہا حضور ﷺ نے یہ بات میری خاطر ہی فرمائی ہے۔" اس روایت کے آخر میں یہ بھی ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے میرے لئے رزق کے ایسے دروازے کھول دیئے جن کے متعلق میرا گمان بھی نہ تھا۔"

باب

منافقوں سے آگاہ فرمانا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! تمہارے اندر منافق موجود ہیں۔ میں جس کا نام لوں، وہ اٹھ کر چلا جائے۔ اے فلاں! کھڑا ہو جا۔ اے فلاں! کھڑا ہو جا۔" اس طرح حضور ﷺ نے چھتیس (36) منافقوں کے نام لئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ منافقین ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے چند لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے یہ یہ باتیں کیں۔ ایسی باتیں کرنے والو! تم

لئے حاضر ہوا ہوں۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بھی یہی مضمون وارد ہے جس کا ذکر حجۃ الوداع کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ چند اہل کتاب آئے۔ ان کے پاس اپنی کتابیں بھی تھیں انہوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ میں نے حضور ﷺ کو ان کی آمد سے مطلع کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں مجھ سے کیا کام ہے۔ وہ ایسی باتیں پوچھیں گے جو میں نہیں جانتا۔ میں اللہ کا ایک بندہ ہوں۔ صرف وہی جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلایا ہے۔ بعد ازاں حضور ﷺ نے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا فرمائی اور واپس تشریف لے آئے۔ میں نے دیکھا آپ ﷺ کا چہرۂ انور خوشی و مسرت سے چمک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"ان لوگوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔"

جب اہل کتاب حاضر ہوئے تو سید عرب و عجم، نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا:

اِنْ شِئْتُمْ أَخْبَرْتُكُمْ عَمَّا جِئْتُمْ تَسْأَلُوْنِىْ عَنْهُ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَكَلَّمُوْا.

اگر تم چاہو تو تمہارے بتانے سے پہلے میں تمہیں اس بات سے آگاہ کر دیتا ہوں جو تم مجھ سے پوچھنے آئے ہو۔

وہ بولے: "آپ ہی ہمیں ہمارے سوال سے آگاہ فرما دیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تم مجھ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔ دراصل وہ روم کا ایک نوجوان تھا جسے بادشاہی ملی تو وہ سیر و سیاحت پر نکل کھڑا ہوا۔ جب سرزمین مصر کے ساحل پر پہنچا تو وہاں ایک شہر آباد کیا جس کو اسکندریہ کہا جاتا ہے۔ جب وہ اس شہر کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیج دیا جو اسے اوپر لے گیا۔ جب زمین و آسمان کے درمیان پہنچے تو فرشتے نے کہا: "نیچے دیکھو۔" ذوالقرنین نے نیچے دیکھ کر کہا: "مجھے دو شہر دکھائی دے رہے ہیں۔" فرشتہ اسے مزید اوپر لے گیا پھر اس سے کہنے لگا: "نیچے دیکھو۔" اس نے کہا: "اب تو مجھے نیچے کوئی چیز نظر نہیں آتی۔" فرشتے نے اسے بتایا کہ تمہیں جو دو شہر دکھائی دیئے تھے وہ بحر مستدیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک خاص راستہ مقرر کیا ہے جس پر تم چلو گے۔ جاہل کو علم سکھاؤ گے اور

اِنَّ فُلَانًا نَحَرَ نَفْسَهٗ بِمِشْقَصٍ.

اس نے چوڑے پھل والے تیر سے خودکشی کر لی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔

باب

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے کی خبر دینا

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو درداء اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک بت کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے گھر میں داخل ہوگئے اور بت کو توڑ دیا۔ جب ابو درداء گھر آئے تو اپنے بت کی حالت زار دیکھ کر بولے:

"افسوس! تو نے اپنا دفاع کیوں نہ کیا۔"

پھر وہ حضور نبی پاک ﷺ کے پاس چلے گئے۔ انہیں دور سے آتے دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

"حضور ﷺ! ابو درداء آ رہا ہے۔ یقیناً یہ ہماری تلاش میں نکلا ہوگا۔" سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

لَا إِنَّمَا جَاءَ لِيُسْلِمَ فَإِنَّ رَبِّىْ وَعَدَنِى بِأَبِى الدَّرْدَاءِ أَنْ يُسْلِمَ.

نہیں بلکہ وہ اسلام قبول کرنے آ رہے ہیں کیونکہ میرے رب کریم نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو جائیں گے۔

باب

یمن میں برسنے والا بادل

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بادل آیا اور ہم پر خوب دل کھول کر برسا۔ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا:

اِنَّ مَلَكًا مُوَكَّلًا بِالسَّحَابِ دَخَلَ عَلَيَّ آنِفًا فَسَلَّمَ عَلَيَّ وَأَخْبَرَنِىْ أَنَّهٗ يَسُوْقُ السَّحَابَ إِلٰى وَادٍ بِالْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ صَرِيْحٌ.

جب تجھ پر کوئی مصیبت ٹوٹ پڑتی تو مجھے یوں محسوس ہوتا جیسے میں خود اس
مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں اور میری آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں۔

فَلَمَّا بَلَغتَ السِنَّ وَالغَايَةَ الَّتِیْ اِلَيكَ مَدَى مَا كُنتُ فِيكَ اُوَمِّلُ
جَعَلتَ جَزَائِیْ غِلظَةً وَفَظَاظَةً كَاَنَّكَ اَنتَ الْمُنعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

جب تو عمر کے اس حصے تک پہنچ چکا جس میں میں نے تجھ سے کئی
امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں تو میرے احسانات کا بدلہ تو نے سختی اور درشتی
کے ساتھ دیا۔ تیری سخت مزاجی اور بدسلوکی دیکھ کر مجھے ایسا لگا گویا
میرا محسن و مہربان تو ہی ہے۔

فَلَيتَكَ اِذلَم تَرعَ حَقَّ اُبُوَّتِیْ كَمَا يَفعَلُ الْجَارُ الْمُجَاوِرُ تَفعَلُ

اگرچہ تو نے اپنے والد کے حق کا ذرا بھی پاس نہیں کیا پھر بھی کاش تو کم از کم
ایسا سلوک تو کرتا جیسا ایک پڑوسی اپنے پڑوسی کے ساتھ کرتا ہے۔

جب رسول اکرم ﷺ نے اس کے یہ درد بھرے شعر سنے تو آبدیدہ ہو گئے۔ آپ نے اس
کے بیٹے کے گریبان سے پکڑ کر فرمایا:

اَنتَ وَمَالُكَ لِاَبِيكَ.

تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول
اللہ ﷺ کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خاطر پیغام نکاح آیا تو میری کنیز نے مجھ
سے کہا۔ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے کسی نے پیغام نکاح دیا ہے۔
تم رسول اللہ ﷺ کے پاس اس سلسلہ میں کیوں نہیں جاتے۔ چنانچہ میں اس مقصد کے لئے
حاضر ہوا۔ حضور ﷺ کا رعب و جلال دیکھ کر میں آپ کے سامنے چپ چاپ بیٹھ گیا۔ اللہ کی
قسم! میں کوئی بات نہ کر سکا۔ رسول اللہ ﷺ نے استفسار فرمایا:

"کیسے آنا ہوا؟"

مگر میں خاموش رہا۔ حضور ﷺ میری دل کی بات بھانپ گئے۔ خود ہی فرمادیا:

"کیا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے متعلق بات کرنے آئے ہو۔"

میں نے عرض کی: "جی ہاں۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک

اس روایت کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا ہے۔

باب

مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی ہوئی بکری

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کے لئے دعوت طعام کا اہتمام کیا۔ جب کھانا دستر خوان پر رکھا گیا تو حضور ﷺ نے لقمہ اٹھا کر منہ میں چبانا شروع کر دیا۔ پھر فرمایا:

اَجِدُ لَحْمَ شَاۃٍ اُخِذَتْ بِغَیْرِ حَقٍّ.

مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ ایسی بکری کا گوشت ہے جسے ناحق (بلا اجازت) پکڑ کر ذبح کیا گیا ہے۔

جب میزبان عورت سے بکری کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ میری پڑوسن نے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر یہ بکری میرے پاس بھیجی تھی۔

نسائی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک عورت کے گھر کے پاس سے گزرے تو اس نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے بکری ذبح کی اور کھانا تیار کر لیا۔ جب حضور ﷺ واپس آ رہے تھے تو اس نے عرض کی:

"یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ آپ قدم رنجہ فرمائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔"

آپ ﷺ نے دعوت قبول فرمالی اور اس کے گھر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب حضور ﷺ نے لقمہ اٹھا کر منہ میں لیا تو اسے حلق سے نیچے نہ اتار سکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ھٰذِہٖ شَاۃٌ ذُبِحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ اَھْلِھَا.

یہ ایسی بکری ہے جو اپنے مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔

اس عورت نے کہا،

"حضور ﷺ! دراصل آل معاذ اور ہمارے خاندان میں گہرا برادرانہ تعلق ہے۔ ہم ان کی چیزیں اٹھا لیتے ہیں اور وہ ہماری چیزیں لے لیتے ہیں اور ایک دوسرے سے اجازت لینے کا تکلف

اٹھ جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطی کی معافی مانگو۔ میں بھی تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔"

حضور ﷺ نے تین بار یہی حکم فرمایا مگر وہ لوگ نہ اٹھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم خود اٹھ جاؤ گے یا میں تمہارے نام لے کر تمہیں اٹھادوں۔" اس کے بعد حضور ﷺ قُمْ يَا فُلَانُ. (اے فلاں! اٹھ جا) فرماتے گئے اور منافق شرم کے مارے منہ چھپاتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے۔

احمد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک حجرہ کے سایہ میں تشریف فرماتھے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں چند مسلمان حاضر تھے۔ حجرے کا سایہ لحہ بہ لحہ سمٹتا جارہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَيَأْتِيكُمْ رَجُلٌ يَنْظُرُ إِلَيْكُمْ بِعَيْنَيْ شَيْطَانٍ فَلَا تُكَلِّمُوْهُ.

تمہارے پاس ابھی ایک شخص آئے گا جو تمہیں شیطان کی نگاہوں سے دیکھے گا۔ تم اس سے کوئی بات نہ کرنا۔

تھوڑی دیر بعد ایک شخص آگیا جس کی آنکھیں نیلے رنگ کی تھیں۔ رسول خدا ﷺ نے اس سے فرمایا:

"تو اور فلاں فلاں آدمی مجھے کیوں برا بھلا کہتے ہو۔"

یہ سن کر وہ فوراً ان آدمیوں کے پاس چلا گیا اور انہیں بلا لایا۔ وہ سب قسمیں کھانے لگے اور طرح طرح کے بہانے بنانے لگے۔ اسی موقع پر یہ کلام الٰہی نازل ہوا۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ. (المجادلہ:18)

جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا تو وہ اللہ کے سامنے قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں۔

باب

خودکشی کرنے والے کی حالت سے آگاہ فرمانا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر بتایا کہ فلاں شخص مر گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ نہیں مرا۔ اس نے پھر کہا۔ وہ مر گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ نہیں مرا۔ اس نے تیسری بار کہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں آج روزہ دار رہی۔" نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

اَلْیَوْمَ صُمْتِ.

آج واقعی تو نے روزہ رکھا ہے۔

یہ حدیث پاک مرسل ہے۔

طیالسی، بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (شعب میں) اور ابن ابی دنیا رحمۃ اللہ علیہ "غیبت کی مذمت" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی پاک ﷺ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا:

"اس وقت تک کوئی شخص روزہ نہ کھولے جب تک میں اسے اجازت نہ دے دوں۔"

لوگوں نے اس دن روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو روزہ دار ایک ایک کر کے آتے گئے اور پوچھتے گئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دن کو روزہ رکھا تھا۔ کیا اب افطار کر لوں۔ حضور ﷺ انہیں افطار کرنے کی اجازت فرمائے گئے۔ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی:

"یا رسول اللہ ﷺ! دو عورتیں ہیں جو دن بھر روزہ دار رہیں۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے شرماتی ہیں۔ آپ انہیں روزہ افطار کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔"

حضو ﷺ نے اس شخص سے منہ پھیر لیا۔

اس نے دوبارہ التجا کی تو پھر بھی حضور ﷺ نے اعراض فرمالیا۔ تیسری مرتبہ جب اس نے افطاری کی اجازت طلب کرنے کی کوشش کی تو نبی کریم ﷺ نے اعراض فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّهُمَا لَمْ تَصُوْمَا وَكَيْفَ صَامَ مَنْ ظَلَّ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ اِذْهَبْ فَمُرْهُمَا إِنْ كَانَتَا صَائِمَتَيْنِ فَلْتَسْتَقِيْئَا.

ان عورتوں کا روزہ نہیں تھا۔ بھلا اس شخص کا روزہ کیسے ہو سکتا ہے جو دن بھر لوگوں کا گوشت کھاتا رہے۔ جاؤ اور ان سے کہو کہ اگر وہ واقعی روزہ دار تھیں تو قے کر لیں۔

وہ شخص ان عورتوں کے پاس واپس آ گیا اور انہیں حضور ﷺ کا پیغام سنایا۔ انہوں نے قے کی تو ہر ایک کے پیٹ سے جما ہوا خون باہر نکلا۔ پھر وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آ گیا اور صورت حال عرض کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ بَقِيَتْ فِی بُطُوْنِهِمَا لَأَكَلَتْهُمَا النَّارُ.

قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر یہ خون ان کے پیٹ میں باقی رہتا تو انہیں آگ کھا جاتی۔

اس بادل کا موکل فرشتہ ابھی ابھی میرے پاس آیا ہے۔ اس نے مجھے سلام کیا اور بتایا کہ وہ اس بادل کو یمن کی ایک وادی میں لے جائے گا جس کا نام صرتح ہے۔

کچھ عرصہ بعد اس علاقے سے ایک سوار آیا۔ ہم نے اس سے بادل کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ "بلاشبہ اسی دن ہمارے ہاں بارش ہوئی تھی۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی ایک شاہد حدیث بھی ہے جو کہ حضرت بکر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً مروی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بادل کے فرشتے کے متعلق بتایا کہ وہ فلاں علاقے سے آئے گا۔ وہاں فلاں دن بارش ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہ ہمارے علاقے میں کب بارش ہو گی۔ حضور ﷺ نے منافقوں کی موجودگی میں بتایا کہ فلاں دن بارش ہو گی۔ انہوں نے یہ بات یاد رکھی پھر اس کی تحقیق کی تو حضور ﷺ کی بات سچی نکلی۔ جس کی وجہ سے وہ دل سے ایمان لے آئے پھر انہوں نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر بتایا کہ ہم نے آپ ﷺ کی بات سچی دیکھی تو دل سے ایمان لے آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

زَادَکُمُ اللّٰهُ اِیمَاناً.

اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان میں اور اضافہ فرمائے۔

باب

پُر از حکمت انتباہ

ابن سعد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ ابو شہم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ کی گلی میں ایک دوشیزہ کو دیکھا اور اس کی کمر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اگلے دن لوگ حضور نبی پاک ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے۔ جب میں نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا اور عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے بھی بیعت کا شرف عطا کیجئے۔"

تو مرشد قلب ونگاہ، داعیٔ برحق ﷺ نے بڑی حکیمانہ تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"کیا تو نے کل فلاں دوشیزہ کا دامن نہیں کھینچا تھا؟"

میں نے عرض کی:

"آپ مجھے بیعت فرمالیں۔ اللہ کی قسم! میں پھر ایسا کبھی نہیں کروں گا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر ٹھیک ہے۔ بیعت کر لیتے ہیں۔"

تم ان کے پاس واپس چلے جاؤ۔ تمہارے آنے کے بعد انہوں نے گوشت کھالیا ہے۔
میں واپس آگیا اور انہیں بتایا کہ حضور ﷺ فرمارہے ہیں کہ تم نے میرے بعد گوشت کھالیا ہے۔ انہوں نے کہا: "ہم نے تو گوشت نہیں کھایا۔ یقیناً کوئی خاص بات پیش آئی ہے۔"
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى خُضْرَةِ لَحْمِ زَيْدٍ فِي أَسْنَانِكُمْ.
میں گویا تمہارے دانتوں میں زید کے گوشت کی تازگی دیکھ رہا ہوں۔
یہ سن کر صحابہ کرام نے عرض کی: "آپ صحیح فرمارہے ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! ہمارے لئے استغفار فرمائیں۔" چنانچہ حضور ﷺ نے ان کے لئے استغفار فرمایا:
حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔
ضیاء مقدسی (المختارہ میں) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عربوں میں یہ رواج پایا جاتا تھا کہ وہ سفر کے دوران ایک دوسرے کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ایک شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خدمت کر رہا تھا۔ یہ دونوں حضرات سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو اس شخص نے ابھی تک کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے متعلق کہا۔ یہ بہت زیادہ سوتا ہے۔ پھر اسے جگا کر کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر ہمارا اسلام عرض کرو اور پھر یہ گزارش کرو کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھانا مانگ رہے تھے۔ جب وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کھانا مانگا تو حضور ﷺ نے فرمایا: "ان دونوں نے کھانا کھالیا ہے۔" جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انہوں نے جاکر بتایا تو وہ فوراً حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: "ہم نے کس طرح کھانا کھایا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھائی کا گوشت کھاکر۔ قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے؟ مجھے تمہارے دانتوں میں ان کا گوشت نظر آرہا ہے۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! آپ ہماری غلطی کی معافی کے لئے دعا فرمائیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا:
"اپنے اس بھائی سے کہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے۔"

باب

سوالی کی آمد کی خبر دینا

بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ

کبھی نہیں کرتے۔"

باب

چور کو قتل کرنے کا حکم

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عہد رسالت مآب ﷺ میں ایک شخص نے چوری کی۔ اسے پکڑ کر بارگاہ نبوی میں لایا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اسے قتل کر دو۔" صحابہ کرام نے عرض کی: "اس نے صرف چوری کی ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر اس کا ہاتھ کاٹ دو۔" کچھ عرصہ بعد اس نے پھر چوری کی اور اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ عہد صدیقی میں اس نے تیسری مرتبہ چوری کر لی۔ اب اس کا ایک پاؤں کاٹ دیا گیا۔ ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ اس نے چوتھی مرتبہ چوری کر لی اور اس کا دوسرا پاؤں بھی کاٹ دیا گیا۔ اس طرح اس کے سارے ہاتھ پاؤں کٹ گئے مگر پھر بھی اس نے کسی نہ کسی طرح پانچویں مرتبہ چوری کر لی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"حضور نبی پاک ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم بلاوجہ نہیں فرمایا تھا بلکہ آپ ﷺ اس کے انجام سے بخوبی واقف تھے۔ اسے لے جاؤ اور قتل کر دو۔"

چنانچہ لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

باب

غیبت کرنے والوں کے متعلق خبر دینا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابوالبختری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت بڑی تیز طرار تھی (اس کی زبان ہر وقت قینچی کی طرح چلتی رہتی تھی)۔ وہ حضور نبی پاک ﷺ کے پاس آئی۔ شام ہوئی تو حضور ﷺ نے اسے کھانے کے لئے بلایا۔ کہنے لگی: آج میں روزہ سے تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "تیرا روزہ نہیں تھا۔" دوسرے دن اس نے اپنی زبان کی کچھ نہ کچھ حفاظت کی۔ جب شام ہوئی اور حضور ﷺ نے کھانے کے لئے بلایا تو اس نے بتایا کہ آج بھی میں روزہ سے رہی۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "تو جھوٹ کہتی ہے۔" تیسرے دن اس نے اپنی زبان کی مکمل حفاظت کی اور اس سے کوئی قابل گرفت جملہ ادا نہ ہوا۔ شام کو جب حضور ﷺ نے کھانے کے لئے بلایا تو اس نے عرض کیا۔

اللہ کی قسم! سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ تمہارے پاس رزق بھیج دے گا۔

فرمان نبوی سن کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یقین ہو گیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات ضرور سچی ہو گی۔ انہوں نے سامان خورد و نوش سے لدے ہوئے چودہ اونٹ خریدے۔ جن میں سے نو اونٹ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف روانہ کر دیئے۔ جب کھانے کی چیزوں سے لدے ہوئے یہ اونٹ پہنچے تو مسلمانوں کے چہرے خوشی سے تمتمانے لگے اور منافقوں کے منہ لٹک گئے۔ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ دعا کے لئے اتنے بلند کئے کہ آپ ﷺ کے بغل مبارک کی سفیدی نظر آنے لگی پھر آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایسی دعا فرمائی کہ میں نے آج تک آپ ﷺ کو کسی کے لئے ایسی دعا فرماتے نہیں سنا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مسعود بن ضحاک لخمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں مطاع (جس کی اطاعت کی جائے) کا لقب عطا فرمایا پھر ارشاد فرمایا: ”آپ کی قوم کے لوگ آپ کی اطاعت کریں گے۔“ بعد ازاں حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

”اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔ جو کوئی آپ کے اس جھنڈے کے نیچے آ جائے گا اسے کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔“

چنانچہ حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے ان کی اطاعت کی اور ان کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو گئے پھر عرض کرنے لگے: ”آپ ﷺ جرش کے مقابلے میں ہماری فتح کے لئے دعا فرمائیں۔“ حضور ﷺ نے فرمایا: ”جرش کے لوگ تو بڑھ جائیں گے اور باقی لوگ کم ہو جائیں گے۔“ انہوں نے عرض کی: ”حضور ﷺ! آپ تو ان کی کثرت کی دعا فرما رہے ہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبرئیل امین آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ مسعود صبح کے وقت حالت شرک میں میرے ساتھ جنگ کرے گا اور شام کو مومن بن کر میرے پاس آ جائے گا۔“

جب سورج کے زوال کا وقت ہوا تو حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور ایمان لے آئے۔ لوگ ان کی کسی بات کو رد نہیں کرتے تھے۔ جب قبائل میں جنگ چھڑنے لگتی تو یہ ان کے درمیان صلح کرا دیتے تھے۔

احمد، ابو یعلی، بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ (شعب میں) اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ "غیبت کی مذمت" میں رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ ایک آدمی نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! یہاں دو عورتیں ہیں انہوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ پیاس کی شدت سے موت کے قریب پہنچ چکی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "انہیں بلالاؤ۔" وہ دونوں حاضر ہوئیں۔ ایک بڑا پیالہ لایا گیا۔ حضور ﷺ نے ایک عورت سے فرمایا: "اس پیالے میں قے کر دو۔" اس نے قے کی تو اس کے پیٹ سے پیپ، خون اور گوشت جیسی چیزیں برآمد ہوئیں جن سے آدھا پیالہ بھر گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے دوسری عورت سے فرمایا: "اب تو اس پیالے میں قے کر دے۔" اس نے قے کی تو اس کے پیٹ سے بھی پیپ، خون اور تازہ گوشت نکلا اور پورا پیالہ بھر گیا۔ بعد ازاں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ هَاتَیْنِ صَامَتَا عَمَّا اَحَلَّ اللّٰهُ لَهُمَا وَاَفْطَرَتَا عَلٰى مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا جَلَسَتْ اِحْدَاهُمَا اِلَى الْاُخْرٰى فَجَعَلَتَا تَاْكُلَانِ لُحُوْمَ النَّاسِ.

ان دو عورتوں نے حلال چیزوں کے ساتھ روزہ رکھا اور حرام چیزوں کے ساتھ توڑ دیا۔ ان میں سے ایک عورت دوسری کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ پھر ان دونوں نے لوگوں کا گوشت کھانا شروع کر دیا (یعنی غیبت کرنے لگیں)۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک عورت گزری۔ میں نے اسے دیکھ کر کہا: اس عورت کا دامن بہت لمبا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دوبار فرمایا: "تھوک دو۔" میں نے تھوکا تو میرے منہ سے گوشت کا لوتھڑا برآمد ہوا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ صحابہ کرام کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ اچانک آپ ﷺ اٹھے اور اندر تشریف لے گئے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ہدیہ کا گوشت آیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مجھ سے کہا: اے زید! آپ نبی کریم ﷺ کے پاس چلے جائیں اور عرض کریں کہ اگر حضور ﷺ مناسب سمجھیں تو ہمیں بھی کچھ گوشت عطا فرما دیں۔ میں نے جا کر حضور ﷺ کے سامنے صحابہ کرام کی خواہش بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَقَدْ اَكَلُوْا لَحْمًا بَعْدَكَ.

وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ابوالمقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ایک آدمی کے ذریعے پائے بھیجے۔ وہ آدمی وہاں جا کے کافی دیر تک رکا رہا۔ جب واپس آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنْ شِئْتَ اَخْبَرْتُكَ مَا حَبَسَكَ.

اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادوں کہ تم وہاں کیوں رک گئے تھے۔

اس نے عرض کی: "جی ہاں۔ آپ ﷺ ارشاد فرمادیں۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

تَنْظُرُ اِلٰى عُثْمَانَ وَ رُقَيَّةَ تَعْجَبُ مِنْ حُسْنِهِمَا.

تم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ دیکھ کر ان کے حسن خداداد پر حیران ہوتے رہے۔

باب

نبی کریم ﷺ کے علم غیب کے متعلق متفرق احادیث

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنتی ہونے کی بشارت

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّة.

ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔

اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے۔ انہوں نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنتی ہونے کی بشارت

احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ مِنْ هٰذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

میرے پاس ہدیہ کا کچھ گوشت آیا۔ میں نے خادمہ سے کہا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ۔ اتنے میں ایک سوالی آ گیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر صدا لگائی:

تَصَدَّقُوْا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ.

صدقہ خیرات دو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔

ہم نے اسے ٹالتے ہوئے کہا:

بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْكَ.

اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔

سوالی چلا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ میں نے خادمہ سے کہا: "گوشت حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں۔"

جب وہ گوشت لے کر آئیں تو دیکھا کہ وہ سخت پتھر بن چکا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَتَاكُمُ الْيَوْمَ سَائِلٌ فَرَدَدْتُمُوْهُ؟

کیا تمہارے پاس آج کوئی سوالی آیا تھا جسے تم نے خالی ہاتھ لوٹا دیا۔

میں نے عرض کی: "جی ہاں۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

كَانَ ذٰلِكَ لِذٰلِكَ.

گوشت کے پتھر بن جانے کی یہی وجہ ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ وہ پتھر ہمیشہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے کونے میں پڑا رہا جس پر وہ کوئی نہ کوئی چیز کوٹتی تھیں۔ ان کے وصال تک یہ پتھر ان کے پاس رہا۔

باب

غروب آفتاب سے پہلے رزق پہنچنے کی پیشین گوئی

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند صحیح حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقع پر ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ لوگوں کو سخت بھوک لگی۔ میں نے مسلمانوں کے چہروں پر پریشانی اور منافقوں کے چہروں پر خوشی و مسرت کے آثار دیکھے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے یہ پریشان کن صورت حال ملاحظہ کی تو ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهِ لَا تَغِيْبُ الشَّمْسُ حَتّٰى يَأْتِيَكُمُ اللّٰهُ بِرِزْقٍ.

اب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ پہنچے۔

چوتھی مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ اے اللہ! اگر تیری مرضی ہو تو وہ شخص علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو جائے۔"

پھر واقعی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تشریف لے آئے۔

طبرانی، ابورافع رحمہما اللہ تعالیٰ کی اہلیہ حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمہارے پاس ایک جنتی شخص آنے والا ہے۔"

اتنے میں مجھے کسی کے پاؤں کی آہٹ سنا دی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرہے ہیں۔

نگاہ نبوت کے سامنے سربستہ رازوں کا عیاں ہونا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے بنو کلب کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دینا چاہا اور اس مقصد کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھیجا تا کہ وہ جا کر اس عورت کو دیکھ آئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب واپس آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا:

"تم نے اسے کیسا پایا؟"

انہوں نے عرض کی:

"میں نے اس میں کوئی خاص فضیلت کی بات نہیں دیکھی۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"تم نے اس کی ایک فضیلت دیکھی ہے۔ کیا تم نے اس کے رخسار پر تل کا نشان نہیں دیکھا جس سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰه ! مَا دُوْنَكَ سِرٌّ.

یارسول اللہ! آپ کی نگاہوں سے کوئی راز پوشیدہ نہیں ہے۔

خطیب اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ ابن سابط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت عائشہ

باب

مذحج کے دو آدمیوں کی بیعت

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو عبد الرحمٰن جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک دو سوار آتے دکھائی دیئے۔ جب حضور ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا۔ یہ بنو کندہ کے مذحج قبیلے کے آدمی ہیں۔ جب وہ آ پہنچے تو ہمیں پتہ چلا کہ واقعی وہ دونوں مذحج قبیلہ کے آدمی تھے۔ بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر انہوں نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

باب

رحمت عالم ﷺ کا تحفہ

ابن عساکر، ابو عاصم رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام نے انہیں بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف قاصد کے ہاتھ ایک تحفہ بھیجا۔ وہ قاصد کسی وجہ سے وہاں رک گئے اور انہیں واپسی میں زیادہ دیر ہو گئی۔ جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو رسول کریم ﷺ نے ان سے تاخیر کی وجہ پوچھی پھر خود ہی ارشاد فرمایا:

اِنْ شِئْتَ اَخْبَرْتُكَ بِمَا حَبَسَكَ كُنْتَ تَنْظُرُ اِلٰى عُثْمَانَ مَرَّةً وَاِلٰى رُقَيَّةَ مَرَّةً اَيُّهُمَا اَحْسَنُ.

اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ تمہارے تاخیر سے آنے کی وجہ کیا ہے۔ تم کبھی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تھے اور کبھی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تاکہ تمہیں یہ معلوم ہو کہ ان دونوں میں سے زیادہ حسین کون ہے۔

قاصد نے عرض کیا:

اِیْ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنَّهُ الَّذِیْ حَبَسَنِیْ.

جی ہاں۔ قسم اس ذات عالی کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میری تاخیر کی یہی وجہ ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ سے وہ محمد بن سلام رحمۃ اللہ علیہ سے اور

اَخُوْكَ البكرى فَلَاتَأْمَنْهُ. "بکری بھائی سے بے خوف نہ ہو جایا کرو۔"

ہم مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب مقام ابواء میں پہنچے تو اس نے کہا: "مجھے اپنی قوم کے آدمیوں کے ساتھ ایک ضروری کام ہے۔ آپ تھوڑی دیر میرا انتظار کریں۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

میں نے کہا: "ٹھیک ہے۔" جب وہ چلا گیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات یاد آ گئی۔ میں جلدی سے اپنے اونٹ پر سوار ہو گیا اور اسے تیز تیز دوڑانے لگا۔ جب مقام اصافر میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی شخص چند آدمیوں کے ہمراہ میرے مقابلے کے لئے آ رہا ہے۔ میں نے اپنے اونٹ کو اور تیز کر دیا یہاں تک کہ ان سے بہت آگے نکل گیا۔ جب اس کی قوم والوں کو یقین ہو گیا کہ اب میں ان کے ہاتھوں سے نکل گیا ہوں تو وہ واپس چلے گئے اور عمرو مجھے آ ملا۔ کہنے لگا: "میں اپنی قوم کے پاس ایک ضروری کام کی وجہ سے گیا تھا۔"

میں نے کہا: "ٹھیک ہے۔" پھر ہم روانہ ہو کر مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

ہر چیز کی خبر دینے کا اعلان عام

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند صحیح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ سخت غصے کے عالم میں تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور ارشاد فرمایا،

لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اَلْیَوْمَ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ بِهٖ.

"آج تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں بھی پوچھو گے، میں اس کے متعلق تمہیں آگاہ کر دوں گا۔

ہمیں یوں محسوس ہوا جیسے جبرئیل امین بھی حضور ﷺ کے ساتھ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

"یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہم پر ناراضگی کا اظہار نہ فرمائیں۔ ہمارا زمانہ جاہلیت قریب ہی گزرا ہے۔ ہم بڑے نادان ہیں۔ آپ ہماری غلطیوں سے درگزر فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و عافیت عطا فرمائے گا۔"

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ ایک قابل اعتماد سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"قریش کا یہ قبیلہ اس وقت تک بے خوف رہے گا جب تک کہ وہ اس کے افراد کو کافر نہ بنا دیں۔"

اس دروازے سے سب سے پہلے آنے والا شخص جنتی ہو گا۔

تھوڑی ہی دیر میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دروازہ سے داخل ہو گئے۔

ابو یعلی، ابن عدی، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یَدْخُلُ عَلَیْکُمْ مِنْ ذَاالْبَابِ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ.

اس دروازے سے تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔

اچانک ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دروازہ سے داخل ہو رہے ہیں۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس ایک جنتی شخص آنے والا ہے۔'' اتنے میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آ گئے۔ حضور ﷺ نے تین دن یہی بات ارشاد فرمائی اور ہر دفعہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی داخل ہوئے۔

خلفاء راشدین کے جنتی ہونے کی بشارت

احمد، بزار اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ (الاوسط میں) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ جب حضور ﷺ ان کے پاس تشریف فرما ہوئے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ابھی ایک جنتی شخص تمہارے پاس آئے گا۔''

اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے۔

حضور ﷺ نے پھر فرمایا:

''ابھی ایک جنتی شخص تمہارے پاس آئے گا۔''

اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہو گئے۔

حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا:

''تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔''

قُتِلَ الْاَسْوَدُ الْبَارِحَۃَ .قَتَلَہٗ رَجُلٌ مُّبَارَکٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتٍ مُبَارَکِیْنَ.

گزشتہ رات اسود کو قتل کر دیا گیا۔ایک بابرکت گھرانے کے بابرکت فرد نے اسے قتل کیا ہے۔

عرض کی گئی: ”وہ کون ہے؟“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”فیروز۔“

ضمضم بن قتادہ کا سیاہ فام بیٹا

حافظ عبدالغنی بن سعید (مبہمات میں) مدلوک سے روایت کرتے ہیں کہ ضمضم بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بنو عجل قبیلے والی اہلیہ کے ہاں کالے رنگ کا بیٹا پیدا ہوا۔اس کی کالی رنگت دیکھ کر حضرت ضمضم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرا گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی پریشانی کا تذکرہ کیا تو داعی برحق ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں۔“

انہوں نے عرض کی: ”جی ہاں۔“

حضور ﷺ نے فرمایا:

”ان کی رنگت کیسی ہے؟“

انہوں نے عرض کی:

”کچھ سرخ ہیں۔کچھ کالے ہیں اور بعض دیگر رنگوں والے ہیں۔“

حضور ﷺ نے فرمایا:

”ان کے رنگوں میں یہ تفاوت کیسے پیدا ہوا؟“

وہ کہنے لگے:

”وہ تو اپنے باپ دادوں میں سے کسی کے رنگ کے مشابہ ہو گئے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”تمہارے بیٹے کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔یہ بھی اپنے آباؤاجداد میں سے کسی کے مشابہ ہو گیا ہے۔“

یہ جواب سن کر حضرت ضمضم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے کے ننھیال بنو عجل کے پاس گئے۔وہاں چند بوڑھی عورتیں بیٹھی تھیں۔انہوں نے بتایا کہ ان کی بیوی کی دادی سیاہ فام تھی۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک عورت کو پیغام نکاح دینے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے واپس آکر عرض کی: ''حضور ﷺ! میں نے اس میں کوئی فضیلت کی بات نہیں دیکھی۔'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کے رخسار پر ایک تل دیکھا ہے جس سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی:

مَادُوْنَكَ سِرٌّ وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ اَنْ يَّكْتُمَكَ.

آپ سے کوئی راز مخفی نہیں۔ بھلا کون ہے جو آپ سے کوئی بات چھپا سکے۔

بنو بکر کے شخص کا خطرناک ارادہ جان لینا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عباس بن عبداللہ بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا اور حضور ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ بنو بکر کے ایک آدمی کو ہمسفر بنانا چاہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اُخْرُجْ بِهٖ وَاَخُوْكَ الْبَكْرِى فَلَا تَأْمَنْهُ.

اسے ساتھ لے جاؤ۔ لیکن اپنے اس بکری بھائی سے بے خوف نہ ہو جانا۔

چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔ راستے میں ایک جگہ جب حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیند سے بیدار ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کا ہم سفر ساتھی ننگی تلوار لئے کھڑا ہے اور انہیں قتل کرنا چاہتا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی پھرتی سے اسے قتل کر دیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ (المعرفہ میں) اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمرو بن فغواء خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا۔ یہ فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ حضور ﷺ مجھے کچھ مال و متاع دے کر ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مکہ مکرمہ بھیجنا چاہتے تھے تاکہ وہ وہاں قریش میں یہ مال تقسیم کر دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ہم سفر تلاش کرو۔'' عمرو بن امیہ ضمری نے مجھ سے کہا: ''مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ مکہ مکرمہ جانا چاہتے ہیں۔ میں آپ کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں۔'' میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم اس کی قوم کے علاقے میں پہنچو تو اس سے مکمل احتیاط کرنا کیونکہ کسی نے کہا ہے:

باب

اپنی بیویوں کے ساتھ بات کرنے میں احتیاط

بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم اپنی بیویوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے بہت زیادہ احتیاط کرتے تھے اور ان سے کھل کر ہم کلام نہ ہوتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمیں ہمیشہ یہ خطرہ درپیش رہتا کہ مبادا ہمارے متعلق کوئی آیت نازل ہو جائے۔

جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا (اور نزول قرآن کا سلسلہ ختم ہو گیا) تو پھر ہم نے اپنی بیویوں کے ساتھ کھل کر بات چیت شروع کر دی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم اپنی بیویوں کے ساتھ اپنی خلوت گاہوں میں ایک چادر میں لپٹے ہوئے ہوتے تھے مگر ان سے بات کرنے میں بہت زیادہ احتیاط کرتے تھے مبادا ہمارے متعلق قرآن کی کوئی آیت نازل ہو جائے۔

مستقبل کی پیشین گوئیاں

(جو ہو بہو درست ثابت ہوئیں)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک واقع ہونے والے سارے حالات وواقعات سے مجھے آگاہ کیا۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما ایک دوسری سند سے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ خطاب فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے اپنے نورانی بیان میں قیامت تک پیش آنے والے ہر واقعے کو ذکر فرما دیا۔ جو آپ کے خطاب کو یاد رکھ سکا، اس نے یاد رکھا اور جو یاد نہ رکھ سکا، وہ بھول گیا۔ آپ کا بیان کردہ جو واقعہ مجھے یاد نہیں رہا اب جس وقت اسے عملی طور پر رونما ہوتا دیکھتا ہوں تو فوراً یاد آ جاتا ہے۔ اس معاملے میں میری حالت بالکل اس طرح ہے جیسے کوئی شخص ایک دفعہ کسی شخص کے سامنے آیا اور غائب ہو گیا۔ پھر اسے اس کا چہرہ یاد نہ رہا لیکن جب کبھی دوبارہ وہ اس کے سامنے آ گیا تو اس نے اسے پہچان لیا۔

ایک آدمی اٹھا۔ اس نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! میں جنت میں جاؤں گا یا دوزخ میں؟''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں۔''

پھر ایک اور شخص اٹھا۔ اس نے عرض کیا:

''کیا میں جنت میں جاؤں گا یا دوزخ میں؟''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ میں۔''

بعد ازاں سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تک میں کسی بات سے خاموش رہوں تو تم بھی اس کا تذکرہ نہ کیا کرو۔ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم ایک دوسرے کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں تمہیں دوزخیوں کے نام لے کر بتا دیتا اور تم انہیں پہچان لیتے۔ اگر مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا جاتا تو میں ضرور ایسا کر گزرتا۔''

مقام جند کی نشان دہی

ابن عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ (فتوح مصر میں) مکحول سے اور وہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس دن حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں یمن کی طرف روانہ فرمایا تو انہیں اونٹنی پر سوار کر کے ارشاد فرمایا:

''اب روانہ ہو جاؤ۔ جب مقام جند میں پہنچو تو وہاں جس جگہ یہ اونٹنی بیٹھ جائے وہیں اتر کر اذان دینا، پھر نماز پڑھنا اور ایک مسجد تعمیر کر دینا۔''

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہو گئے۔ جب جند کے مقام پر پہنچے تو اونٹنی وہاں چکر لگانے لگی۔ جب اسے بٹھانے کی کوشش کی گئی تو وہ نہ بیٹھی۔ انہوں نے لوگوں سے پوچھا: کیا کسی اور جگہ کا نام بھی جند ہے؟ لوگوں نے کہا: ''ہاں۔ ایک جند رکامہ بھی ہے۔'' جب حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے چل کر جند رکامہ پہنچے تو ان کی اونٹنی چکر لگا کر بیٹھ گئی۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتر پڑے اور اذان دے کر نماز ادا کی۔

اسود عنسی کے قتل کی خبر

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات اسود عنسی قتل کیا گیا، اسی رات حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آسمان سے اس واقعہ کی خبر آ گئی۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

طرح پہلے نبیوں کے لئے آشکارا کیا تھا۔

احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سورج گرہن ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی پھر ارشاد فرمایا:

إِنِّي وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ قُمْتُ أُصَلِّي مَا أَنْتُمْ لَاقُوْهُ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ وَآخِرَتِكُمْ.

اللہ کی قسم! جب میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے وہ تمام امور دیکھ لئے جو تمہیں دنیا و آخرت میں پیش آنے والے ہیں۔

باب

دنیاوی چیزوں کی فراوانی اور باہمی حسد و عناد کی خبر

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"یہ دنیا بڑی شیریں اور سرسبز و شاداب ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس دنیا کی سلطنت عطا فرمائے گا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو۔ پس دنیا سے بچو اور عورتوں کے بارے میں احتیاط سے کام لو کیونکہ بنو اسرائیل کا سب سے پہلا فتنہ عورتوں سے متعلق تھا۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! مجھے تم سے فقر کا کوئی اندیشہ نہیں۔ مجھے صرف یہ ڈر ہے کہ تمہارے پاس دنیا کی فراوانی ہو جائے گی جیسے اگلی امتوں پر دنیا کی فراوانی ہو گئی تھی اور تم اسی طرح مادی چیزوں میں مقابلہ کرنے لگو گے جس طرح وہ مقابلہ کرتے تھے اور دنیا تمہیں غافل کر دے گی جس طرح اس نے انہیں غافل کر دیا تھا۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟"

میں نے عرض کی "حضور ہمارے پاس قالین کہاں؟"

فرمایا: "عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔"

آج میں اپنی اہلیہ سے کہتا ہوں۔ یہ قالین ہٹا دو۔ وہ کہتی ہے: کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اصل حدیث پاک صحیحین میں مذکور ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اذان کا جواب دینے کی فضیلت

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کا وصال ہو گیا۔ بظاہر نہ تو اس میں کوئی اچھی عادت تھی اور نہ اس کے پاس زیادہ اعمال صالحہ تھے۔ اس کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هَلْ عَلِمْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ أَدْخَلَ فُلَانًا الْجَنَّةَ.

کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں کو جنت میں داخل کر دیا ہے۔

لوگ بہت حیران ہوئے اور سوچنے لگے کہ آخر اس نے کونسا ایسا عمل کیا ہے جس کی وجہ سے اسے جنت مل گئی۔ ایک شخص تفتیش احوال کے لئے اس آدمی کے گھر گیا اور اس کی بیوی سے پوچھا کہ وہ کونسا نیک عمل کرتا تھا جس کے باعث نبی کریم ﷺ نے اس کے جنتی ہونے کی خبر دی ہے۔ اس کی بیوی نے کہا:

مَا كَانَ لَهُ كَثِيْرُ عَمَلٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ كَانَ لَايَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ فِي لَيْلٍ وَلَانَهَارٍ اِلَّا قَالَ مِثْلَ قَوْلِهٖ.

اس کے پاس زیادہ اعمال تو نہیں تھے۔ البتہ اس کی ایک بڑی اچھی عادت تھی۔ وہ دن یا رات کے وقت جب بھی مؤذن کی آواز سنتا تو اس کے کلمات دہرا کر اذان کا جواب دیتا تھا۔

اس کی بیوی کی یہ بات سن کر وہ شخص فوراً واپس آ گیا۔ وہ ابھی حضور نبی کریم ﷺ سے ذرا فاصلے پر تھا تاہم اس کی آواز پہنچ سکتی تھی کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے منادی کی آواز سنی۔ جو کہہ رہا تھا:

"تم فلاں شخص کے اہل خانہ کے پاس گئے تھے۔ ان سے اس کے عمل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے تمہیں بتایا کہ وہ فلاں فلاں عمل کیا کرتا تھا۔"

یہ آواز سنتے ہی وہ شخص بول اٹھا:

اَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

باب

حیرہ کی فتح کی خبر دینا

بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تاریخ میں)، طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت خریم بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے تو میں نے آپ کی طرف ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے حیرہ بیضاء دکھایا گیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ شیماء بنت نفیلہ ازدیہ کالا دوپٹہ اوڑھے، بھورے رنگ کے خچر پر سوار ہے۔"

میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! جب ہم حیرہ میں داخل ہوں گے تو اگر مجھے شیماء اسی حالت میں نظر آجائے تو کیا وہ مجھے مل جائے گی۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "ٹھیک ہے۔ اسے تم لے لینا۔"

عہد صدیقی میں جب ہم مسیلمہ کذاب کی سرکوبی سے فارغ ہوئے تو ہم حیرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہاں سب سے پہلے ہمیں وہی شیماء بنت نفیلہ ملی جو فرمان نبوی کے مطابق کالا دوپٹہ اوڑھے، بھورے خچر پر سوار تھی۔ میں نے کہا: "رسول اللہ ﷺ نے یہ مجھے عطا فرمائی تھی۔" سالار لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا یہ دعویٰ سنا تو فرمایا "اپنے دعوے کی دلیل لاؤ۔" میں نے ثبوت کے طور پر دو گواہ پیش کر دیئے یعنی محمد بن مسلمہ انصاری اور محمد بن بشر انصاری، گواہوں سے گواہی لے کر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیماء کو میرے حوالے کر دیا۔ بعد ازاں شیماء کا بھائی صلح کی غرض سے آپہنچا۔ اس نے کہا: "اسے میرے ہاتھ بیچ دو۔" میں نے کہا: "واللہ! میں اسے ایک ہزار درہم سے کم قیمت میں بالکل نہیں بیچوں گا۔" اس نے مجھے منہ مانگی قیمت ادا کر دی۔ بعد میں لوگوں نے مجھ سے کہا اگر تم اس سے ایک لاکھ بھی مانگتے تو وہ دے دیتا۔ میں نے کہا: "مجھے یہ معلوم ہی نہ تھا کہ ہزار سے بڑا بھی کوئی عدد ہوتا ہے۔"

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے سامنے حیرہ کو کتوں کے دانتوں کی شکل میں لایا گیا۔" یا حضور ﷺ نے یہ فرمایا: "تم ضرور حیرہ کو فتح کر لو گے۔"

یہ سن کر ایک آدمی اٹھا اور عرض کرنے لگا:

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور اتنا لمبا خطبہ ارشاد فرمایا کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ دینا شروع کر دیا اور سلسلہ گفتگو کو اتنا دراز فرمایا کہ سورج غروب ہو گیا۔ حضرت ابو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَأَخبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَأَحْفَظُنَا اَعْلَمُنَا.

حضور ﷺ نے اپنے اس طویل خطبہ میں زمانہ ماضی کے تمام واقعات کے علاوہ قیامت تک پیش آنے والے تمام حالات سے بھی آگاہ فرمادیا۔ اب ہم میں سے جس کو وہ خطبہ زیادہ یاد ہے، وہ سب سے بڑا عالم ہے۔

احمد، ابن سعد اور طبرانی رحمھم اللہ تعالیٰ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ جب ہمیں سوگوار چھوڑ کر اس دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ کی ہمہ جہت تبلیغ و تعلیم کا یہ عالم تھا کہ خواہ آسمان میں کسی پرندے نے اپنے پر پھڑ پھڑائے تو اس کے بارے میں بھی حضور ﷺ نے ہمیں آگاہ فرمادیا تھا۔ اسی طرح کی روایت ابو یعلی، ابن منیع اور طبرانی رحمھم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمائی ہے۔

احمد، بخاری رحمھم اللہ تعالیٰ (اپنی تاریخ میں) اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن خطاب فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان تمام حالات و واقعات سے ہمیں آگاہ فرمادیا جو قیامت تک آپ کی امت میں رونما ہوں گے۔ جس نے انہیں یاد رکھا، سو یاد رکھا اور جو بھول گیا، سو بھول گیا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَأَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ جَلْيَانًا جَلَاهُ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ كَمَا جَلَاهُ لِلنَّبِيِّيْنَ مِنْ قَبْلِهٖ.

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کے تمام حجابات اٹھا دیئے ہیں۔ میں اس دنیا کو اور اس میں قیامت تک واقع ہونے والے حالات کو اپنی اس ہتھیلی کی مانند عیاں دیکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو اپنے نبی کے لئے اس طرح آشکارا کر دیا ہے جس

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے شام کے علاقہ کا ایک قطعہ زمین مجھے عطا فرمایا تھا جس کا نام سلیل ہے۔ حضور ﷺ نے اس کے متعلق کوئی تحریر نہیں لکھی تھی پھر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ آپ ﷺ نے صرف یہ ارشاد فرمایا تھا:

"جب اللہ تعالیٰ ہمیں شام پر فتح عطا فرمائے گا تو سلیل کا علاقہ تمہارا ہے۔"

ابو داؤد، نسائی اور دار قطنی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل عراق کے لئے ذات عرق کو میقات مقرر فرمایا۔

باب

بیت المقدس اور اس کے مضافات کے فتح ہونے کی خبر

بخاری اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"قیامت سے پہلے چھ نشانیاں گنتے رہنا۔ میرا وصال، بیت المقدس کی فتح۔ ہمہ گیر ہلاکتیں جو تمہارے اندر بکریوں کی وبا کی طرح پھوٹ پڑیں گی۔ مال و متاع کی اتنی فراوانی کہ کوئی شخص سو دینار لے کر بھی خوش نہ ہو گا۔ ایسا فتنہ جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا اور بنو اصفر اور تمہارے مابین صلح کا معاہدہ۔ بنو اصفر عہد شکنی کریں گے وہ اسّی جھنڈوں کو لہراتے ہوئے آئیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد کا جم غفیر ہو گا۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا اضافہ کیا کہ "پھر وہ تمہارے ساتھ عہد شکنی کے مرتکب ہوں گے حتیٰ کہ عورت کا حمل بھی......"

جب عمواس (میں طاعون کی وبا) کا سال آیا تو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"چھ علامات گنتے رہنا۔"

اب تک تین علامات گزر چکی ہیں اور تین باقی ہیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ان کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہے۔ البتہ پانچ کا وقت بہت قریب ہے۔ جو کوئی ان میں سے کسی کو پالے تو اگر مرنا ممکن ہو تو مر جائے۔ وہ پانچ یہ ہیں۔ بر سر منبر ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا مال جھوٹ کی راہ میں دینا۔ تعمیرات میں مال صرف کرنا، ناحق خونریزی کرنا اور قطع رحم کرنا۔

نہیں تھا۔ "میرے بعد تمہارے پاس قالین ہوں گے۔"

احمد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت طلحہ نضری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یقیناً تم ایسا زمانہ پاؤ گے جس میں صبح کو تمہارے پاس ایک قسم کا کھانا ہوگا اور شام کو دوسری قسم کا اور تم خانہ کعبہ کے غلاف کی مانند کپڑے پہنو گے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم آج بہتر حالت میں ہیں یا اس دن بہتر حالت میں ہوں گے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں بلکہ تمہاری حالت اب بہتر ہے کیونکہ آج تم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو مگر اس زمانے میں تم باہمی بغض و عناد کا شکار ہو جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔"

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں دعوت طعام دی گئی۔ جب وہ ان کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ مکان کی دیواروں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں۔ پردوں سے آراستہ دیواریں دیکھتے ہی وہ باہر آکر بیٹھ گئے اور زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے اس پریشانی کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا تھا: "دنیا تم پر جھانک رہی ہے۔" اس کے بعد فرمایا تھا: "آج تمہاری حالت بہت بہتر ہے۔ ایک دن آئے گا کہ صبح کو تمہارے پاس ایک کھانا ہوگا اور شام کو دوسرا۔ صبح کو تم ایک جوڑا پہنو گے اور شام کو دوسرا۔ نیز تم اپنے مکانوں کی آرائش کے لئے انہیں پردوں سے اس طرح ڈھانپ لو گے جس طرح خانہ کعبہ کو ڈھانپتے ہو۔"

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

"ہمیں قحط سالی نے پیس ڈالا ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

مجھے قحط سالی سے زیادہ ایک اور چیز کا اندیشہ ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ کاش! میری امت کے لوگ سونے کے زیورات سے اپنے آپ کو آراستہ نہ کرتے۔"

اسی طرح کی حدیث پاک حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

"مصر کے قبط قبیلے کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ تم ان پر غالب آ جاؤ گے۔ پھر وہ لوگ راہ خدا میں تمہارے دست و بازو اور معاون و مددگار ثابت ہوں گے۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"عراق نے اپنے درہم اور قفیر، شام نے اپنے مد اور دینار اور مصر نے اپنے اردب اور دینار کو بچالیا۔ نیز تم وہیں لوٹ گئے جہاں سے آغاز کیا تھا۔"

حضرت یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ فرمان ہو بہو سچ ثابت ہوا کہ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمین پر خراج مقرر فرمادیا۔ مروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسی خبر دی جو بظاہر موجود نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق وہ روبہ عمل ہونے والی تھی۔ فرمان نبوی میں اس کا ذکر ماضی کے صیغے کے ساتھ ہوا ہے کیونکہ یہ کام گویا علم الٰہی میں واقع ہو چکا تھا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ("الام" میں) فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کو اور اہل شام، اہل مصر اور اہل مغرب کے لئے جحفہ کو میقات مقرر فرمایا۔"

باب

غزوۂ بحر میں حضرت امّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شرکت

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان کے گھر میں استراحت فرما ہو گئے۔ جب حضور ﷺ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! یہ تبسم کیسا ہے؟"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"میری امت کے چند مجاہد مجھ پر پیش کئے گئے جو راہ خدا میں جہاد کی غرض سے نکلے تھے اور بادشاہوں کی طرح شاہی تختوں پر سوار ہو کر سمندر کے منجدھار میں جا رہے تھے۔"

حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! آپ دعا فرمائیں کہ

"یارسول اللہ ﷺ! پھر نفیلہ کی بیٹی مجھے عطا کر دیجئے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "ٹھیک ہے۔ وہ تمہاری ہے۔"

حیرہ کی فتح کے بعد نفیلہ کی بیٹی مذکورہ شخص کے حوالے کر دی گئی۔ اس کے والد نے آکر کہا: "کیا تم اسے میرے ہاتھ بیچو گے؟" وہ شخص بولا: "ہاں۔" لڑکی کے باپ نے پوچھا: "کتنے میں؟" اس نے کہا: "ہزار درہم میں۔" بعد میں اسے کہا گیا کہ اگر تو تین ہزار بھی کہہ دیتا تو اتنی بھاری قیمت دے کر بھی وہ اپنی لخت جگر کو ضرور ساتھ لے جاتا۔ اس نے کہا: "کیا ہزار سے بڑا بھی کوئی عدد ہوتا ہے۔"

باب

یمن، شام اور عراق کی فتح سے آگاہ فرمانا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت سفیان بن ابوزہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم کو یہ فرماتے سنا:

"یمن فتح ہو جائے گا۔ لوگ اپنے جانوروں کو ہانکیں گے اور اپنے اہل و عیال اور ہمنوالوگوں کے ساتھ رخت سفر باندھیں گے۔ ان کے لئے سب سے بہتر ٹھکانہ مدینہ منورہ ہے۔ کاش وہ اس بات کو جان لیتے۔ اس کے بعد شام فتح ہو جائے گا اور لوگ اپنے جانوروں کو ہانکتے ہوئے اہل خانہ اور اپنے ہم نوا آدمیوں کے ہمراہ سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔ ان کے لئے بھی بہتر مقام مدینہ منورہ ہے۔ کاش وہ اس حقیقت کو جان لیتے۔ بعد ازاں عراق فتح ہو جائے گا اور لوگ اپنے اہل خانہ اور ہم نوا ساتھیوں کے ہمراہ جانوروں کو ہانکتے ہوئے چل پڑیں گے۔ ان کے لئے بھی مدینہ منورہ میں قیام کرنا بہتر ہے۔ کاش وہ اس حقیقت سے باخبر ہو جاتے۔"

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم لوگ چند لشکر تیار کرو گے۔ ایک لشکر شام جائے گا۔ دوسرا عراق اور تیسرا یمن کی طرف جائے گا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! مجھے کس کے ساتھ جانے کا حکم ہے۔ فرمایا تم شام چلے جانا۔ اگر کسی کو انکار ہو تو اس کی داہنی جانب بسیرا کر لینا اور وہاں کے پانی کو پیتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ شام اور اہل شام کی کفالت اسی کے ذمہ کرم پر ہے۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

باب

خوز و کرمان اور بالوں کے جوتے پہننے والی قوم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک تم خوز و کرمان سے جنگ نہ کرلو۔ یہ ایک عجمی قوم ہوگی جس کے چہرے سرخ، ناکیں چپٹی اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ ان کے چہرے پتلی سپاٹ ڈھال کی مانند ہوں گے اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے جنگ نہ کرلو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔''

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر ایسا ہی ہوا۔ رے کے علاقہ میں خوارج نے بغاوت کر دی جن کے جوتے بالوں کے بنے ہوئے تھے اور ان سے جنگ کی گئی۔

باب

غزوۂ ہند

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ غزوۂ ہند کا وعدہ فرمایا۔

باب

رومیوں کی صلح

ابن سعد اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ذی مخبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

''اہل روم تمہارے ساتھ امن و آشتی سے رہنے کا معاہدہ کریں گے۔''

اس روایت کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ذوالاصابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔ "یارسول اللہ ﷺ! اگر خدانخواستہ ہم آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کا غم فراق سہنے کے لئے زندہ رہ گئے تو مجھے آپ کہاں قیام کرنے کا حکم فرمائیں گے؟"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بیت المقدس میں رہائش اختیار کر لینا۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی نیک اولاد عطا فرمائے جو مسجد اقصیٰ کو آباد کرے اور صبح شام مسجد میں آیا جایا کرے۔"

باب

مصر کی فتح اور دیگر واقعات کے متعلق خبر دینا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم ایسے علاقے کو فتح کرو گے جہاں قیراط کا بڑا چرچا ہو گا۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہاں کے باشندوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ تم میری یہ نصیحت قبول کر لو۔ ان لوگوں کے لئے میری طرف سے امان ہے۔ نیز ان کی میرے ساتھ قرابت داری ہے۔ جب تم دیکھو کہ دو آدمی صرف اینٹ جتنی جگہ پر جھگڑ رہے ہیں تو وہاں سے چلے جانا۔"

پھر ایک دن وہ ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شرجیل بن حسنہ کے پاس سے گزر رہے تھے کہ ان دونوں آدمیوں کو صرف اینٹ جتنی جگہ پر تنازعہ کرتے دیکھا تو وہ وہاں سے نکل گئے۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"جب تم مصر فتح کر لو تو میری یہ نصیحت یاد رکھنا کہ وہاں جا کر قبطیوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرنا۔ میری طرف سے ان کے لئے امان ہے اور ان کی میرے ساتھ قرابت داری بھی ہے۔" یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا تعلق انہیں سے تھا اور فرزند رسول ﷺ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ام المومنین حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی قبطیہ تھیں۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے وقت ارشاد فرمایا:

ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَتُفْتَحَنَّ عَلَیْکُمْ فَارِسُ وَالرُّوْمُ حَتّٰی یَکْثُرَ الطَّعَامُ فَلَا یُذْکَرُ عَلَیْہِ اسْمُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ.

قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! فارس اور روم کو تمہاری خاطر فتح کیا جائے گا پھر سامان خوردونوش کی اتنی فراوانی ہو گی کہ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھی یاد نہیں رہے گا۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب میری امت کے لوگ ہاتھوں کو مٹکاتے ہوئے متکبرانہ انداز میں چلیں گے اور فارس و روم کے باشندے ان کی چاکری کریں گے تو اس وقت ان کے برے لوگوں کو ان کے اچھے لوگوں پر مسلط کر دیا جائے گا۔"

لباس و طعام کی فراوانی

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تمہیں ایسے ایسے حالات پیش آئیں گے...... پھر تم فارس و روم کو فتح کر لو گے اور لباس و طعام کی فراوانی اس قدر ہو گی کہ تم صبح کو ایک جوڑا پہن کر نکلو گے تو شام کو دوسرا۔ اسی طرح لذت کام و دہن کے لئے تمہارے دستر خوان پر صبح کو ایک قسم کا کھانا چنا جائے گا تو شام کو دوسری قسم کا۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے مجمع میں کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

"تم فقر و افلاس سے ڈرتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فارس اور روم کی زمینوں کے خزانے تم پر کھول دے گا اور تمہارے پاس دنیاوی راحت و آرام کی فراوانی ہو جائے گی۔ میرے بعد اگر تم راہ راست سے بھٹک گئے تو تمہارے بھٹکنے کا بنیادی سبب یہی دنیا ہو گی۔"

حاکم اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک غزوہ کے موقع پر میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ہمراہ تھا۔ میں نے آپ

اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان مجاہدوں میں شامل فرمالے۔"

حضور علیہ السلام نے ان کے لئے دعا فرمائی اور سر انور رکھ کر پھر محو خواب ہو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام پھر مسکرا رہے ہیں۔ پوچھا:

"حضور علیہ السلام! پھر تبسم فرمانے کی وجہ کیا ہے؟"

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"میری امت کے چند مجاہد مجھ پر پیش کئے گئے جو سمندر کے عین وسط میں شاہی تختوں پر براجمان ہو کر راہ خدا میں نکلے ہوئے تھے۔"

میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ علیہ السلام! دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان مجاہدین میں سے کر دے۔"

حضور علیہ السلام نے فرمایا: "تم ان کے ہراول دستے میں ہو گی۔"

پھر واقعی ایسا ہی ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ایک مجاہدہ کے روپ میں بحری سفر کیا۔ جب مجاہدین اس غزوہ سے واپس لوٹے اور ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے سواری لائی گئی جس پر وہ سوار ہو رہی تھیں کہ اس سے گر پڑیں اور ایسی چوٹ لگی کہ پھر جانبر نہ ہو سکیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمیر بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہمیں بتایا کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا:

"میری امت کا وہ پہلا لشکر جس کے سپاہی بحری جنگ کریں گے، ان کے لئے جنت واجب ہو گئی۔"

میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ علیہ السلام! کیا میں ان میں سے ہوں؟" حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"ہاں۔ تم ان میں سے ہو۔"

بعد ازاں ارشاد فرمایا:

"میری امت کا وہ پہلا لشکر جس کے سپاہی قیصر کے شہر پر صبح کے وقت حملہ کریں گے ان کی بخشش ہو گئی۔"

میں نے عرض کی: "کیا میں ان میں سے ہوں؟"

حضور علیہ السلام نے فرمایا: "نہیں۔"

"مسلمانوں کا ایک گروہ کسریٰ کے وہ خزانے فتح کرے گا جو قصر ابیض میں پڑے ہوئے ہیں۔"

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "اس خوش نصیب گروہ میں میں اور میرے والد گرامی بھی شامل تھے اور وہاں سے ہمیں ہزار درہم ملے تھے۔"

احمد، ابو یعلی اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عفیف کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں خرید و فروخت کے سلسلے میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مکہ مکرمہ آیا۔ میں ان کے پاس مقام منیٰ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک قریب ہی ایک خیمے سے ایک شخص نمودار ہوا۔ جب اس نے آسمان پر سورج کو ڈھلتے دیکھا تو نماز پڑھنے لگا۔ اتنے میں ایک عورت خیمے سے نکلی اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ایک لڑکا باہر آیا اور وہ بھی پہلے شخص کے ساتھ نماز میں مصروف ہو گیا۔ میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا:

"یہ کیا صورت حال ہے؟"

انہوں نے کہا:

"یہ شخص میرا بھتیجا ہے۔ اس کا نام محمد (ﷺ) ہے۔ یہ عورت اس کی بیوی خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہے اور یہ لڑکا اس شخص کا چچازاد بھائی علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ میرے اس بھتیجے کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے۔ ابھی تک صرف یہی دو اس کے پیروکار ہیں۔ اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرے گا۔"

کسریٰ کے کنگن سراقہ بن مالک کے ہاتھ میں

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسریٰ کے کنگن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لائے گئے۔ آپ نے یہ شاہی کنگن سراقہ بن مالک کے ہاتھ میں پہنائے تو وہ ان کے کندھوں تک جا پہنچے۔ پھر فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سَوَارِیْ کِسْریٰ بْنِ هُرْمُزْ فِیْ یَدَیْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ اَعْرَابِیٍّ مِنْ بَنِیْ مُدْلَجٍ.

الحمد للہ! کیا عجب شان ہے کہ شہنشاہ فارس کسریٰ بن ہرمز کے کنگن بنو مدلج کے ایک بدو سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی انتخاب کیوں؟

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیگر جلیل القدر صحابہ کرام کی موجودگی کے باوجود

باب

فارس اور روم کی فتح

بیہقی، ابو نعیم اور ثابت رحمہم اللہ تعالیٰ (الدلائل میں) حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور لباس و طعام کی قلت اور فقر و افلاس کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تمہیں بشارت ہو۔ اللہ کی قسم! مجھے اشیاء کی قلت کا کوئی خطرہ نہیں بلکہ میں تو اس بات سے خوفزدہ ہوں کہ تمہارے پاس مال و اسباب کی فراوانی ہو جائے گی۔ کچھ عرصہ تک تمہاری یہی حالت رہے گی پھر اللہ تعالیٰ فارس، روم اور حمیر کے علاقوں کو تمہارے لئے فتح فرما دے گا۔ تمہارے تین لشکر بن جائیں گے۔ ایک لشکر شام جائے گا۔ دوسرا عراق اور تیسرا یمن کے محاذ پر برسرپیکار ہوگا۔ ثروت و خوشحالی کا یہ عالم ہوگا کہ کوئی شخص سو دینار لے کر بھی خوش نہ ہوگا۔"

میں نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! شام کو کون فتح کر سکتا ہے۔ وہ تو بڑے بڑے رؤساء اور سرداروں کی سرزمین ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اسے تمہارے ہاتھوں ضرور فتح کرے گا پھر تمہیں وہاں کا اقتدار عطا فرمائے گا۔ تم دیکھو گے کہ تمہارے معمولی حیثیت کے سر منڈے کالے آدمی کے سامنے گورے لوگوں کا جمگھٹا ہوگا اور وہ اس کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں گے۔"

عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیل فرماتے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جزء بن سہیل سلمی کو اس حدیث کا مصداق پایا۔ اس زمانے میں وہ عجمیوں کے امیر مقرر ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب مسجد کی طرف جاتے تو لوگوں کو دیکھتے کہ وہ جزء بن سہیل کے گرد حلقہ بنائے کھڑے ہوتے۔ یہ صورت حال دیکھ کر وہ فرمان نبوی کی صداقت پر از حد مسرور و متعجب ہوتے۔

کثرت طعام کے باعث بسم اللہ بھول جانا

بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے

"بنو اسرائیل کے فرمانروا ان کے انبیاء کرام ہوا کرتے تھے۔ جب ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ دوسرا نبی بھیج دیتا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "پھر ہمارے لئے کیا حکم ہے؟"

فرمایا:

"پے در پے خلفاء کا آنا بڑا عجیب ہے۔ تم ان کا حق ادا کرتے رہنا پھر اللہ تعالیٰ ان سے ان تمام امور کے متعلق باز پرس فرمائے گا جن کی ذمہ داری انہیں سونپی گئی تھی۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"قریش کے بارہ خلفاء کے اقتدار تک دین قائم رہے گا۔ بعد ازاں قیامت سے پہلے پہلے کئی کذاب (جھوٹے حکمران) بر سر اقتدار آئیں گے۔"

بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے بعد ایسے خلفاء ہوں گے جو اپنے علم کے مطابق عمل کریں گے اور جو انہیں حکم دیا جائے گا اسے کر گزریں گے۔ ان کے بعد ایسے خلفاء ہوں گے جو نا سمجھی میں کام کریں گے اور ایسے امور سر انجام دیں گے جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا ہوگا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہیں سفہاء کی امارت (نادانوں کی حکومت) سے پناہ دے۔"

انہوں نے عرض کی: "سفہاء کی امارت کا کیا مطلب ہے؟"

نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"سفہاء سے مراد ایسے امراء ہیں جو میرے بعد بر سر اقتدار آئیں گے۔ وہ نہ میرے پیغام ہدایت پر عمل کریں گے اور نہ میری راہ چلیں گے۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"خود پسندی، خود غرضی اور دیگر عجیب و غریب حالات رونما ہوں گے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "ایسے حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"تم جزیرۃ العرب پر چڑھائی کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر فتح عطا فرمائے گا۔ تم فارس پر بھی حملہ آور ہو گے۔ اسے بھی اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر فتح کر دے گا۔ تم روم کے محاذ پر بھی برسرپیکار ہو گے۔ وہاں بھی تمہیں فتح و نصرت سے نوازا جائے گا پھر تم دجال سے جنگ کرو گے اور اس کے مقابلے میں بھی تمہیں کامیابی نصیب ہو گی۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمرو بن شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آج رات میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ چند کالی بکریاں میرے پیچھے آ رہی ہیں۔ ان کے پیچھے چند سفید بکریاں آ گئیں جن کی کثرت کے باعث کالی بکریاں دکھائی نہ دیتی تھیں۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! اس کا مطلب یہ ہے کہ عرب لوگ آپ کی اتباع کریں گے پھر عجمی لوگ بھی ان سے آملیں گے اور ان کی کثرت کے باعث عربی دکھائی نہ دیں گے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"آپ نے بالکل ٹھیک کہا۔ آج صبح سویرے ایک فرشتے نے مجھے اس خواب کی یہی تعبیر بتائی تھی۔"

حدیث مذکور مرسل روایات میں سے ہے۔

باب

قیصر و کسریٰ کی ہلاکت سے آگاہ فرمانا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں آئے گا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں آئے گا۔ قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! قیصر و کسریٰ کے خزانے راہ خدا میں صرف کئے جائیں گے۔"

مسلم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

هٰؤُلَاءِ الْخُلَفَاءُ بَعْدِیْ.

میرے بعد یہی خلفاء ہوں گے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا۔ حضور ﷺ مسجد قباء کا سنگ بنیاد رکھ رہے تھے۔ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! آپ تعمیر مسجد کا یہ عظیم الشان کام کر رہے ہیں اور آپ کے ساتھ صرف یہی تین اصحاب ہیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ هٰؤُلَآءِ اَوْلِیَاءُ الْخِلَافَةِ بَعْدِیْ.

یہ تینوں میرے بعد خلافت کے والی ہوں گے۔

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آج رات ایک نیک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے ساتھ وابستہ ہیں۔ عمر، ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ اور عثمان، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ وابستہ ہیں۔"

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم حضور ﷺ کی بارگاہ سے اٹھے تو آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ خواب دیکھنے والا نیک آدمی دراصل حضور ﷺ خود ہیں۔ اور آپ نے جن اصحاب کی وابستگی کا ذکر فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آدمی ان احکامات کے والی بنیں گے جن کی بجا آوری کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

ابن ماجہ اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے بعد (میرے خلفاء) ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقتداء کرنا۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے یہی روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسریٰ کے کنگن پہنانے کے لئے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب اس لئے کیا تھا کیونکہ ختم الرسل، مولائے کل سید عرب و عجم ﷺ نے سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بازوؤں کی طرف دیکھ کر فرمایا تھا:

"گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے کسریٰ کے کنگن، اس کا کمربند اور تاج شاہی زیب تن کر رکھا ہے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ابن عتبہ، اسرائیل ابو موسیٰ سے اور وہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

كَيْفَ بِكَ إِذَا لَبِسْتَ سَوَارِي كِسْرٰى.

اے سراقہ! اس وقت تیری کیا شان ہو گی جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔

راوی فرماتے ہیں کہ جب کسریٰ کے کنگن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لائے گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور انہیں کنگن پہنا کر ارشاد فرمایا:

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَلَبَهُمَا كِسْرٰى ابْنَ هُرْمُز وَ اَلْبَسَهُمَا سُرَاقَةَ الْاَعْرَابِیَّ.

کہو۔ تمام تعریفیں اس خدا تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے یہ کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھین کر سراقہ اعرابی کے ہاتھوں میں پہنا دیئے ہیں۔

حارث بن ابو اسامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن محیریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم نے ارشاد فرمایا:

"فارس سے صرف ایک بار یا دو بار ٹکر لینے کی ضرورت ہے (وہ مغلوب ہو جائے گا) پھر اس کے بعد کبھی کوئی فارس نہ رہے گا۔ جبکہ سلطنت روم کئی سرداروں کی آماجگاہ ہے۔ ایک سردار ہلاک ہو گا تو دوسرا اس کی جگہ سنبھال لے گا۔"

باب

خلافت راشدہ اور ملوکیت کی خبر دینا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک خواب دیکھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"میں نے خواب میں دیکھا کہ تم اور میں ایک سیڑھی کی جانب دوڑے اور میں تم سے اڑھائی زینے آگے نکل گیا۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوار رحمت و مغفرت کی طرف بلا لے گا اور میں آپ کے بعد اڑھائی سال تک زندہ رہوں گا۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے حالت مرض میں ارشاد فرمایا:

"اپنے والد اور بھائی کو میرے پاس بلالو تاکہ میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تحریر لکھ دوں۔ مجھے یہ اندیشہ ہے لوگ طرح طرح کی باتیں بنائیں گے اور کئی آدمیوں کے دلوں میں امنگیں پیدا ہوں گی حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مومنوں کو ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے علاوہ اور کوئی نہیں چاہئے۔"

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"تمہارے اندر بارہ خلفاء ہوں گے۔ میرے بعد ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدت خلافت بہت کم ہوگی اور دار عرب کی چکی والے قابل ستائش زندگی گزاریں گے اور شہادت کی موت پائیں گے۔"

ایک آدمی نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کس کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "میری مراد عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔" اس کے بعد حضور ﷺ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"تمہیں اللہ تعالیٰ ایک قمیص پہنائے گا۔ لوگ تم سے اسے اتار پھینکنے کا مطالبہ کریں گے۔ قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اگر تم نے وہ قمیص اتار دی تو جنت میں داخل نہ ہو سکو گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنو مصطلق کے وفد نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور یہ کہا کہ تم جا کر حضور ﷺ سے پوچھو کہ اگر ہم اگلے سال حاضر ہوں اور آپ ﷺ کو نہ پائیں تو اپنے صدقات کس کے پاس جمع

ہادیٔ کونین ﷺ نے فرمایا:

أَدُّوا الْحَقَّ الَّذِی عَلَیْکُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ الَّذِی لَکُمْ.

تم اپنے فرائض اور ذمہ داریاں ادا کرتے رہنا اور جو تمہارے حقوق اور مراعات ہوں، انہیں اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہنا۔

ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ایسا مؤثر اور دلنشیں خطاب فرمایا جس سے ہمارے دل لرز گئے اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! یہ تو الوداعی خطاب لگتا ہے۔ آپ ہمیں کوئی خاص نصیحت فرمائیں۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ حکمران وقت کا حکم سن کر اس کی اطاعت کرنا۔ خواہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ تم میں سے جو زندہ رہا وہ بہت بڑا اختلاف دیکھے گا۔ دین میں پیدا ہونے والی نئی نئی چیزوں سے بچتے رہنا کیونکہ یہ بدعات سراسر گمراہی ہیں۔ جب تم میں سے کوئی ایسا زمانہ پائے تو وہ میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرے۔ اسی راہ حق کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔"

ابو یعلی، حارث بن اسامہ، ابن حبان، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد تعمیر فرمائی تو پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر ایک پتھر رکھا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے دوسرا پتھر رکھا۔ بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیسرا پتھر رکھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

هٰؤُلَاءِ وُلَاةُ الْأَمْرِ بَعْدِی.

یہ افراد میرے بعد امور دین وملت کے والی ہوں گے۔

ابو یعلی، حاکم اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ تعمیر مسجد کے لئے سب سے پہلا پتھر (حجر اساسی) حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اٹھا کر رکھا۔ دوسرا پتھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، تیسرا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور چوتھا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھایا۔ اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

انہوں نے کہا:

"اپنا ہاتھ بڑھا کر مجھے بیعت کر لو۔"

میں نے ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔ انہوں نے بیعت کی اور ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کا واقعہ سنایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اللہ اکبر...... رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنت میں داخلہ صرف ایسی حالت میں قابل قبول ہے جب ان کی گردن میں میری بیعت کا طوق ہو گا۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ سہل بن ابی حثمہ سے اور وہ غزوۂ احد میں شہادت پانے والے صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن سہل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نبوت کے بعد ہمیشہ خلافت ہوتی ہے۔ اسی طرح خلافت کے بعد ہمیشہ بادشاہت ہوا کرتی ہے اور جب بھی صدقہ کا رواج ہوا، وہ بالآخر ٹیکس بن گیا۔"

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"نبوت و رحمت سے حالات کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد خلافت و رحمت کا دور ہو گا۔ بعد ازاں مشکلات سے بھرپور عہد ملوکیت آئے گا پھر امت میں ظلم و جبر اور سرکشی و فساد عام ہو جائے گا۔ لوگ آبرو ریزی، شراب نوشی اور ریشم پہننے کو جائز سمجھیں گے۔ ان بداعمالیوں پر انہیں کئی ہم نوا اور مددگار بھی مل جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات تک ان کا رزق بھی بند نہیں کیا جائے گا۔"

ابوداؤد، ترمذی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نبوت کی خلافت...... ایک جگہ عبارت یہ ہے...... میری امت میں خلافت تیس سال ہو گی پھر ملوکیت آ جائے گی۔" اور "یہ تیس سال خلفاء راشدین کی مدت خلافت ہے۔"

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایت کو حسن کہا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"میں سو رہا تھا کہ عالم خواب میں میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس کے کنارے پر ایک ڈول پڑا تھا۔ جتنا خدا کو منظور تھا میں نے اس کا پانی نکالا پھر ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ڈول پکڑ لیا اور انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے۔ پانی کھینچتے ہوئے ان میں تھوڑی سی کمزوری نظر آئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے۔ بعد ازاں وہ ڈول ایک بڑے ڈول کی شکل اختیار کر گیا اور ابن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسے پکڑ لیا۔ انہوں نے سب لوگوں سے انوکھے اور حیران کن انداز سے پانی کھینچا۔ اور اتنا زیادہ پانی نکال لیا کہ سب لوگ سیراب ہو کر بیٹھ گئے۔"

اس روایت کو شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی نقل فرمایا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں نے خواب دیکھا کہ میں کالی بکریوں کو پانی پلا رہا ہوں۔ اچانک خاکستری رنگ کی بکریاں بھی ان میں شامل ہو جاتی ہیں۔ اتنے میں ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آ جاتے ہیں۔ وہ ایک یا دو ڈول نکالتے ہیں۔ مجھے ان میں ذرا کمزوری دکھائی دیتی ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آ جاتے ہیں وہ جونہی ڈول ہاتھ میں لیتے ہیں، وہ بہت بڑا ڈول بن جاتا ہے۔ وہ اتنا زیادہ پانی نکالتے ہیں کہ سب لوگ سیراب ہو جاتے ہیں اور بکریوں کا منہ پھر جاتا ہے۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے نزدیک اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ کالی بکریوں سے مراد عرب لوگ ہیں اور خاکستری بکریوں سے مراد تمہارے عجمی بھائی ہیں۔"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کے خواب بمنزلہ وحی ہوتے ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمزوری کا جو ذکر آیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی مدت خلافت تھوڑی ہو گی اور جلد ہی ان کا وصال ہو جائے گا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں خواب میں اکثر دیکھتا ہوں کہ لوگوں کے گھروں کے صحن میں داخل ہو جاتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "تمہیں لوگوں میں نمایاں مقام و مرتبہ نصیب ہو گا۔" انہوں نے عرض کی: "مجھے اپنے سینے پر دو نشانات دکھائی دیتے ہیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "اس سے مراد دو سال ہیں۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

شام لے جایا گیا ہے۔ جب فتنے رونما ہوں گے تو ایمان شام میں ہو گا۔"

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد مدینہ (دار الخلافہ) نہیں رہے گا اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خوشحالی باقی نہیں رہے گی۔"

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (اپنی مسند میں) عبدالمالک بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا:

يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ مَلَكْتَ فَأَحْسِنْ.

اے معاویہ! اگر تمہیں اقتدار ملے تو کاروبار حکومت کو اچھے طریقے سے چلانا۔

اس وقت سے میں ہمیشہ پر امید رہا کہ مجھے ضرور خلافت ملے گی۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "قسم بخدا۔ مجھے اس فرمان رسول ﷺ نے خلافت حاصل کرنے کے لئے ابھارا:

يَا مُعَاوِيَةُ اِنْ وُلِّيْتَ اَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰهَ وَاعْدِلْ.

اے معاویہ! اگر تم برسر اقتدار آ جاؤ تو اللہ سے ڈرنا اور عدل و انصاف سے کام لینا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان مبارک کی وجہ سے مجھے یقین تھا کہ میں اقتدار کے معاملے میں ضرور آزمایا جاؤں گا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب اللہ تعالیٰ تمہیں (خلافت کی) قمیص پہنائے گا۔"

حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! کیا واقعی اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ قمیص پہنائے گا۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"ہاں۔ مگر اس دور میں خرابیاں ہیں، خرابیاں ہیں، خرابیاں ہیں۔"

کرائیں۔ میں نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر یہ بات پوچھی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

قُلْ لَهُمْ يَدْفَعُوْهَا إِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ.

ان سے کہو کہ وہ ایسی حالت میں اپنے صدقات ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع کرادیں۔

میں نے بنو مصطلق کو فرمان نبوی سے آگاہ کیا تو انہوں نے کہا حضور ﷺ سے یہ بھی پوچھو کہ اگر بالفرض ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہ پائیں تو کیا کریں؟ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات بھی پوچھ لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

قُلْ لَهُمْ اِدْ فَعُوْهَا اِلٰى عُمَرَ.

ان سے کہہ دو کہ پھر اپنے صدقات عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جانا۔

میں نے انہیں جا کر بتایا تو وہ کہنے لگے۔ سرکار رسالت مآب ﷺ سے یہ بھی پوچھ آؤ کہ اگر ہم بالفرض حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہ پائیں تو پھر؟ میں نے پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لَهُمْ اِدْفَعُوْهَا اِلٰى عُثْمَانَ وَتَبًّالَكُمْ يَوْمَ يُقْتَلُ عُثْمَانُ.

ان سے کہو کہ ایسی صورت حال میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنے صدقات پہنچا دینا اور تمہارے لئے ہلاکت ہوگی اس دن جب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا۔

طبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"تمہیں امارت و خلافت کی ذمہ داریاں سونپی جائیں گی۔ تمہیں شہید کیا جائے گا اور تمہاری یہ (داڑھی) تمہارے اس (سر) کے خون سے رنگین ہو جائے گی۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ثور بن مجزاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ جمل کے روز میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرا۔ وہ زندگی کے آخری سانس لے رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا:

"تمہارا تعلق کن لوگوں سے ہے؟"

میں نے کہا:

"میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہوں۔"

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ مسلمہ بن مخلد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا۔ حضور نبی کریم ﷺ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ دعا فرمارہے تھے:

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ وَمَکِّنْ لَہٗ فِی الْبِلَادِ وَقِہِ الْعَذَابَ.

اے اللہ! انہیں کتاب کا علم عطا فرما۔ شہروں پر حکمرانی دے اور عذاب سے بچالے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ بن اویم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا: "مجھ سے کشتی کیجئے۔" حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور کہا: "تجھ سے میں کشتی کروں گا۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کبھی مغلوب نہیں ہوں گے۔" پھر کشتی ہوئی تو انہوں نے اعرابی کو پچھاڑ دیا پھر جنگ صفین ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو میں معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ہرگز جنگ نہ کرتا۔"

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت سے آگاہ فرمانا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"میری اولاد میں ایک ایسا شخص ہوگا جس کے چہرے پر داغ ہوگا اور وہ دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔"

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں وہ شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے:

"کاش میں اس شخص کو جان لیتا جو اولاد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے ہوگا، اس کے چہرے پر خاص نشان ہوگا اور وہ روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔"

بیہقی حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

"لوگ کہا کرتے ہیں کہ دنیا کا اختتام اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک اولاد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے ایسا شخص برسر اقتدار نہ آجائے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے کارنامے

"نبوت کی خلافت تیس سال ہو گی پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا بادشاہی عطا فرما دے گا۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم بادشاہی پر راضی ہیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تک خدا کو منظور ہے تم عہد نبوت میں رہو گے۔ جب اللہ چاہے گا نبوت کو اٹھا لے گا۔ اس کے بعد نبوت کے نہج پر خلافت ہو گی۔ جب تک خدا کو منظور ہو گا خلافت قائم رہے گی پھر جب وہ چاہے گا اسے بھی اٹھا لے گا۔ بعد ازاں مشکلات سے بھرپور عہد ملوکیت شروع ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب تک اللہ چاہے گا جبر و استبداد کا دور ہو گا۔ جب مشیت ایزدی ہو گی اسے بھی اٹھا لیا جائے گا۔ اس کے بعد ایک بار پھر نبوت کے نہج پر خلافت کا زمانہ آئے گا۔"

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ برسر اقتدار آئے تو لوگوں نے ان کے سامنے یہی روایت بیان کی اور ان سے عرض کیا کہ ہمیں امید واثق ہے کہ حدیث پاک میں جبر و استبداد کے بعد جس دور خلافت کا ذکر آیا ہے وہ آپ کا ہی عہد ہمایوں ہے۔ یہ بات سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مسرور ہوئے۔

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"خلافت مدینہ منورہ میں اور ملوکیت شام میں ہو گی۔"

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدسہ میں چلی گئی ہے تو جان لو کہ زلزلے آئیں گے۔ اندوہناک حالات اور غیر معمولی واقعات پیش آئیں گے اور لوگوں کے لئے قیامت میرے اس ہاتھ اور تمہارے سر کے فاصلے سے بھی زیادہ قریب ہے۔"

روایت مذکورہ کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا ہے۔

بزار اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں سو رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ لشکروں کے پیغام رساں کو میرے سر سے نیچے سے اٹھا لیا گیا۔ میں سمجھا کہ اسے کہیں لے جایا جا رہا ہے۔ میں نے اس کے پیچھے نگاہ دوڑائی تو پتہ چلا کہ اسے

تعالیٰ عنہ کے پاس تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جب مروان چلا گیا تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب بنو حکم کے افراد تیس ہو جائیں گے تو وہ اللہ کے مال کو خورد برد کریں گے۔ اللہ کے بندوں کو غلام بنائیں گے اور اللہ کی کتاب کو مورد فساد ٹھہرائیں گے پھر جب ان کی تعداد چار سو ننانوے ہو جائے گی تو کھجور چبانے سے بھی جلد ان کی ہلاکت واقع ہو گی۔"

یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: "ہاں۔ میں نے یہ فرمان نبوی سن رکھا ہے۔"

مروان نے اپنی کسی ضرورت کے لئے عبدالملک کو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا۔ اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات کی اور چلا گیا۔ عبدالملک کے جانے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ چار جابر بادشاہوں کا باپ ہے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا:

"ہاں۔ مجھے اس بات کا علم ہے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"جب بنو امیہ کی تعداد چالیس ہو جائے گی تو یہ اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے۔ اللہ کے مال کو عطیہ سمجھیں گے اور اللہ کی کتاب کو مورد اختلاف ٹھہرائیں گے۔"

ابو یعلی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں نے عالم خواب میں بنو حکم کو دیکھا کہ وہ بندروں کی طرح میرے منبر پر چھلانگیں لگا رہے ہیں۔"

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول خدا ﷺ کو کبھی ہنستے مسکراتے یا اطمینان کی حالت میں نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اے معاویہ! اللہ تعالیٰ تمہیں اس امت کے معاملات کا والی بنائے گا پھر خوب دیکھ لینا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔"

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "کیا واقعی اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ ولایت عطا فرمائے گا۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔ لیکن اس زمانے میں خرابیاں ہیں، خرابیاں ہیں، خرابیاں ہیں۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

يَا مُعَاوِيَةَ اِنْ وُلِّيتَ اَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰهَ وَاعْدِلْ.

اے معاویہ۔ اگر تمہیں اقتدار ملے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور عدل وانصاف سے کام لینا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان مبارک کی وجہ سے مجھے پورا وثوق تھا کہ میں اس معاملے میں ضرور آزمایا جاؤں گا۔ پھر وہ وقت واقعی آ گیا کہ میں اس میں مبتلا ہو گیا۔

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کی روایت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمائی ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ بہ سند حسن حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے بعد تم اس امت کے معاملات کے والی بنو گے۔ جب تمہیں یہ موقع میسر آئے تو نیکوکاروں کے اعمال کو قبول کرنا اور بدکاروں سے درگزر کرنا۔" پھر مجھے پوری امید تھی کہ میں ضرور برسر اقتدار آؤں گا یہاں تک کہ میں اس مقام پر آ کھڑا ہوا۔

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ فرماتے سنا:

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ شب و روز گزرتے جائیں گے یہاں تک کہ حکومت معاویہ کے ہاتھ آ جائے گی۔"

نے فرمایا:

"میرے اس منبر پر بنو امیہ کے ایک جابر بادشاہ کی نکسیر پھوٹے گی۔"

پھر واقعی اسی طرح ہوا کہ منبر شریف پر عمرو بن سعید بن عاص کی نکسیر پھوٹ پڑی اور اس کا خون منبر کے زینوں پر بہنے لگا۔

خلافت عباسیہ کا تذکرہ

احمد، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے پوچھا: "کیا تمہیں آسمان پر کوئی تارا دکھائی دیتا ہے۔" میں نے عرض کی:

"جی ہاں۔ میں ثریا کو دیکھ رہا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "تمہاری اولاد میں سے ان ستاروں کے برابر آدمی اس امت کے والی بنیں گے۔ ان میں سے دو کا زمانہ فتنوں سے بھرپور ہو گا۔"

بزار، ابن عدی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تمہارے خاندان میں نبوت اور اقتدار ہے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بتایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزری تو آپ نے فرمایا:

"تمہارے پیٹ میں ایک بچہ ہے۔ جب وہ پیدا ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔"

میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! میرے ہاں بچہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے حالانکہ قریش نے قسم کھا رکھی ہے کہ وہ اپنی عورتوں کے پاس نہیں جائیں گے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"جیسا میں تمہیں کہہ رہا ہوں ایسا ہی ہو گا۔"

پھر جب میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو میں اسے بارگاہ نبوی میں لے آئی۔ آپ ﷺ نے اس کے داہنے کان میں اذان دی، بائیں کان میں اقامت کہی۔ اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اس کا نام عبداللہ رکھا اور ارشاد فرمایا:

اِذْهَبِي بِأَبِي الْخُلَفَاءِ.

سر انجام دے۔"

لوگوں کا خیال تھا کہ اس کا مصداق بلال بن عبداللہ بن عمرو ہیں جن کے چہرے پر نشان بھی ہے۔ جبکہ اس کا صحیح مصداق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کی والدہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔

عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ "زوائد الزہد" میں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"نبوامیہ پر لعنت نہ بھیجو کیونکہ ان میں ایک صالح امیر ہوگا۔" آپ کا اشارہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ خلفاء حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور دو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا۔ یہ دوسرا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ممکن ہے آپ خود اسے پہچان لیں۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سریر آرائے خلافت ہونے سے دو سال پہلے وفات پاگئے اور یہ بات انہوں نے الہام الٰہی کی بنیاد پر کی تھی۔

ابو یعلی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جب بنو ابی العاص کی تعداد چالیس ہو جائے گی تو وہ اللہ کے دین میں فساد پیدا کریں گے۔ اللہ کے بندوں کو غلام بنائیں گے اور اللہ کے مال میں ہیرا پھیری کریں گے۔"

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب بنو ابی العاص کی تعداد تیس ہو جائے گی تو وہ اللہ کے دین میں فساد برپا کریں گے۔ اللہ کے مال میں ہیرا پھیری کریں گے اور اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابن موہب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں مروان نے آکر کہا: "اے امیر المومنین! میری حاجت روائی کیجئے۔ قسم بخدا! مجھ پر بھاری ذمہ داری آن پڑی ہے۔ میں دس افراد کا باپ، دس کا چچا اور دس کا بھائی ہوں۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت امیر معاویہ رضی اللہ

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت اُبان بن ولید بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا: "کہیں تمہیں اقتدار ملے گا؟" انہوں نے کہا: "جی ہاں۔" حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: "تمہارا مددگار کون ہوگا؟" انہوں نے کہا: "اہل خراسان۔" اور پھر بنی امیہ کی بنو ہاشم کے ساتھ کئی جھڑپیں ہوئیں۔

حاکم اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ہم (اہل بیت) کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو پسند کر لیا ہے۔ میرے بعد میرے اہل بیت بڑی آزمائش میں مبتلا ہوں گے۔ انہیں اپنے وطن سے نکالا جائے گا اور منتشر کر دیا جائے گا۔" مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "یہاں تک کہ اس جانب سے کچھ لوگ آئیں گے...... سیاہ جھنڈوں والے...... وہ اپنا حق مانگیں گے جو انہیں نہیں دیا جائے گا۔ اس لئے وہ جنگ کریں گے اور فتح پائیں گے۔ انہیں حق (اقتدار) مل جائے گا جسے وہ میرے اہل بیت کے ایک آدمی کے حوالے کر دیں گے۔ پھر یہ آدمی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ ان سے پہلے یہ دنیا ظلم وجور سے معمور ہوگی۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے اہل بیت میرے بعد میری امت کے ہاتھوں قتل اور جلاوطنی سے دوچار ہوں گے۔"

احمد، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس زمانے کے اختتام اور فتنوں کے ظہور کے وقت میرے اہل بیت کا ایک فرد ظاہر ہوگا جسے سفاح کہا جائے گا جس کے ہاتھ مال واسباب عطا کرنے میں مصروف ہوں گے۔"

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"سفاح، منصور اور مہدی ہمارے خاندان میں سے ہوں گے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم اہل بیت میں سے یہ تین آدمی ہوں گے سفاح، منصور اور مہدی۔

کریم ﷺ نے خواب میں بنوامیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو آپ پریشان ہوگئے۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آگئی کہ یہ دنیا ہے جو انہیں دی گئی ہے۔ اس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔

ترمذی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت امام حسن بن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ بنوامیہ کے افراد ایک ایک کر کے آپ کے منبر پر آتے ہیں اور تقریریں کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ پریشان ہوگئے۔ اتنے میں سورۂ کوثر اور سورۂ قدر نازل ہوگئی۔ قاسم بن فضل کہتے ہیں کہ ہم نے بنوامیہ کی مدت اقتدار کا اندازہ لگایا تو وہ بلا کم و بیش ایک ہزار مہینے نکلی (جیسا کہ سورۂ قدر میں اَلْفِ شَهْرٍ (ہزار مہینوں) کا ذکر تھا)۔

ابو یعلی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنہیں صحابیت کا شرف حاصل ہے، روایت کرتے ہیں کہ حکم بن ابوالعاص نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اسے اجازت دے دو۔ یہ سانپ ہے یا سانپ کا بچہ ہے۔ اس پر بھی خدا کی لعنت اور اس کی نسل سے پیدا ہونے والوں پر بھی سوائے مومنین کے جو کہ بہت تھوڑے ہوں گے۔ دنیا میں انہیں عزت ملے گی اور آخرت میں ذلیل ہوں گے۔ وہ بڑے ہی فریبی، مکار اور دھوکہ باز ہوں گے۔ انہیں دنیا میں بہت کچھ دیا جائے گا مگر آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔"

فاکہی، حضرت زہری اور عطاء خراسانی رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حکم کے متعلق فرمایا:

"گویا میں اس کے بیٹوں کو منبر پر چڑھتا اور اترتا دیکھ رہا ہوں۔"

فاکہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حکم کے متعلق فرمایا:

"جب اس کی اولاد تیس یا چالیس تک پہنچ جائے گی تو انہیں اقتدار مل جائے گا۔"

ابن تجیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے "جزء" میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ادھر سے حکم بن ابوالعاص کا گزر ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اس آدمی کی نسل کے افراد میں میری امت کے لئے بربادی ہے۔"

ابن ابواسامہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "والی ہمیشہ قریش میں سے ہو گا۔"

طبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تک ترک تمہیں کچھ نہ کہیں، تم بھی ان سے تعرض نہ کرنا۔ بنو قنطوراء سب سے پہلے میری امت سے بادشاہی اور وہ عطیات سلب کر لیں گے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے ہوں گے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بصرہ یا بصیرہ نامی سرزمین میں چند مسلمان فروکش ہوں گے۔ ان کے پاس ہی دجلہ نام کا دریا ہو گا۔ جس پر ان کی خاطر پل بنا ہو گا۔ وہاں لوگوں کی آبادی بڑھ جائے گی۔ جب اخیر زمانہ آئے گا تو وہاں بنو قنطوراء آئیں گے جن کے چہرے کشادہ اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ وہ دریا کے کنارے اتریں گے۔ لوگ تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک گروہ اصل سے جا ملے گا اور ہلاک ہو جائے گا۔ دوسرے گروہ کے لوگوں کو جان بچانے کی فکر ہو گی۔ یہ کافر ہو جائیں گے اور ایک گروہ ان سے سخت جنگ کرے گا۔ ان باقی ماندہ افراد پر اللہ تعالیٰ فتح و نصرت نازل فرمائے گا۔"

احمد، بزار اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"میری امت کو چوڑے منہ والے اور چھوٹی آنکھوں والے لوگ ہانکیں گے، ان کے چہرے ڈھال کی مانند ہوں گے۔ یہ لوگ تین بار حملہ آور ہوں گے اور انہیں ہانک کر جزیرۂ عرب تک لے جائیں گے۔ پہلی دفعہ بھاگنے کی کوشش کرنے والے بچ جائیں گے۔ دوسرے حملے میں چند اور بچ جائیں گے جبکہ تیسری بار وہ باقی ماندہ لوگوں کی بیخ کنی کر دیں گے۔"

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہوں گے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ترک ہوں گے۔ قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! وہ مسلمانوں کی مساجد کے ستونوں کے ساتھ اپنے گھوڑے باندھیں گے۔"

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"ترک عربوں پر ضرور غالب آ جائیں گے یہاں تک کہ وہ انہیں شیح اور قیصوم کے اگنے کی جگہوں پر آ ملیں گے۔"

خلفاء کے باپ کو لے جاؤ۔

میں نے یہ فرمان نبوی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گوش گزار کیا تو وہ حضور ﷺ کے پاس چلے آئے اور اس کے متعلق دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

هُوَمَا اَخبَرتُكَ هٰذَا اَبُوالْخُلَفَاءِ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنهُمْ السَّفَّاحُ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنهُمُ الْمَهْدِىْ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنهُمْ مَنْ يُّصَلِّىْ بَعِيْسٰى عليه السلام.

بات ایسی ہی ہے جیسے میں کہہ چکا ہوں۔ یہ بچہ خلفاء کا باپ بنے گا۔ اس کی نسل میں سفاح ہو گا، اس کی نسل میں مہدی ہو گا اور اسی کی نسل میں وہ شخص بھی ہو گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھائے گا۔

ابن عدی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ اس وقت جبرئیل امین علیہ السلام آپ کے پاس موجود تھے۔ میں سمجھا کہ شاید دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ مجھے دیکھ کر جبرئیل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: ''یہ شخص سفید اجلے کپڑے پہنے ہوئے ہے حالانکہ اس کی اولاد سیاہ کپڑے پہنے گی۔'' میں نے حضور ﷺ سے عرض کی: ''میں آپ کے پاس سے گزرا تو آپ کے پاس دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔'' اس کے بعد پوری حدیث پاک مذکور ہے جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بصارت چلی جانے اور موت کے وقت اس کے پلٹ آنے کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اس خزانے (کعبہ معظمہ) کے پاس تین ایسے آدمی جنگ کریں گے جن میں سے ہر ایک کسی خلیفہ کی اولاد میں سے ہو گا۔ بعد ازاں خراسان کی طرف سے کالے جھنڈے (اٹھا کر لوگ) آئیں گے اور وہ تمہیں اتنی کثرت سے قتل کریں گے کہ ایسی قتل و غارت گری تم نے کہیں نہ دیکھی ہو گی۔''

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''خراسان کی طرف سے کالے جھنڈے نکلیں گے۔ انہیں کوئی قوت پسپا نہ کر سکے گی یہاں تک کہ ایلیاء کے مقام پر انہیں نصب کر دیا جائے گا۔''

اسی طرح کی روایت احمد اور ابن ماجہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً نقل فرمائی ہے اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کی مثل حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ذکر کی ہے۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند صحیح حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ احد پہاڑ پر رسول اللہ ﷺ اور حضرات ابو بکر، عمر اور عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف لے گئے تو وہ لرزنے لگا۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُثْبُتْ اُحدُ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِیٌّ أَوْ صِدِّيْقٌ أَوْ شَهِيْدَانِ.

اے احد! ٹھہر جا۔ اس وقت تجھ پر صرف اللہ کا نبی، صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف فرما تھے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.

انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو۔

آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ وَبِالشَّهَادَةِ.

انہیں اجازت دے دو اور جنت اور شہادت کی بشارت بھی سنا دو۔

بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت طلب کی تو ان کے لئے بھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ وَبِالشَّهَادَةِ.

انہیں اجازت دے دو اور جنت و شہادت کی بشارت بھی سنا دو۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند صحیح حضرت عبد الرحمٰن بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت موجود تھا۔ اس دن سورج گرہن ہو گیا تھا۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ "موفقیات" میں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ پر ابن ملجم نے حملہ کیا تو آپ نے اپنی وصیت میں فرمایا: "رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد واقع ہونے والے اختلاف سے مجھے آگاہ فرما دیا تھا۔ آپ نے مجھے عہد شکنوں، خوارج اور گمراہ لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ نے مجھے اس تکلیف کے متعلق بھی بتا دیا تھا جو اب مجھے پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کا بیٹا یزید برسر اقتدار آئیں گے۔ اس کے بعد زمام حکومت بنو مروان کے ہاتھ آ جائے گی اور نسل در نسل ان کے پاس رہے گی۔ بعد ازاں بنو امیہ اور ان کے بعد بنو عباس کو حکومت ملے گی۔ آپ نے مجھے اس مقام کی خاک بھی دکھائی تھی جہاں (حضرت امام) حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا جائے گا۔"

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: "قسم بخدا! بنو امیہ اسلام کو کانا اور پھر اندھا کر دیں گے۔ پھر کچھ پتہ نہ چلے گا کہ اسلام کہاں ہے اور نہ یہ معلوم ہو گا کہ اسلام کے حقیقی وارث کون ہیں۔ ایک سو چھتیس سال تک اسلام یونہی غریب الوطنی کی کیفیت میں رہے گا کبھی یہاں تو کبھی وہاں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ چند لوگوں کو بھیجے گا جیسے بادشاہوں کی طرف سے وفد آتا ہے ان کی پاکیزہ خوشبو ہو گی اور اللہ تعالیٰ اسلام کی سماعت و بصارت کو لوٹا دے گا۔" میں نے کہا: "وہ کون لوگ ہوں گے؟" انہوں نے فرمایا: "عراقی، مشرقی اور عجمی لوگ۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"(دین اسلام کے) یہ معاملات تمہارے ہاتھ میں رہیں گے اور تم ہی اس دین کے والی ہو جب تک تم ایسے اعمال نہ کرو جن کے باعث یہ سعادت تمہارے ہاتھوں سے چھن جائے۔ جب تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ بدترین لوگوں کو تم پر مسلط کر دے گا۔ وہ اس طرح تمہاری کھال ادھیڑیں گے جس طرح کسی شاخ کو چھیلا جاتا ہے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ امور دین و ملت قریش کے خاندان میں رہیں گے۔ جو بھی ان سے مخالفت اور عداوت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل گرا دے گا۔ یہ صورت حال اس وقت تک رہے گی جب تک قریش دین کو قائم رکھیں گے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو حضور ﷺ کے قریب منڈیر پر جگہ نہ پا کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے اور کنوئیں میں پاؤں لٹکا لئے۔

اس واقعہ کے متعلق حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبریں رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کے پاس ہوں گی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ذرا فاصلے پر مدفون ہوں گے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ''الاوسط'' میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے روانہ فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا:

''ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جاؤ۔ تم انہیں اس حال میں پاؤ گے کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھے ہوں گے اور اپنی کمر اور پنڈلیوں کو کپڑے سے باندھ رکھا ہو گا۔ تم انہیں جنت کی خوشخبری سنا دینا۔ وہاں سے چل کر ثنیہ پر آ جانا۔ وہاں تمہاری ملاقات عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ہو گی وہ ایک دراز گوش پر سوار ہوں گے اور ان کے سر کا اگلا حصہ (جہاں بال نہیں ہوتے) نمایاں نظر آ رہا ہو گا۔ انہیں بھی جنت کی خوشخبری سنا دینا۔ پھر وہاں سے چل کر عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس آ جانا۔ وہ بازار میں خرید و فروخت میں مصروف ہوں گے۔ انہیں یہ بشارت دینا کہ ایک بڑی آزمائش کے بعد انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔''

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَانْطَلَقْتُ فَوَجَدْتُهُمْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُمْ.

میں حسب ارشاد مذکورہ حضرات کے پاس پہنچا تو انہیں بعینہٖ اسی حالت میں پایا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ پھر انہیں حضور ﷺ کا پیغام سنایا۔

ابن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں، ابو یعلی، بزار اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک باغ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا۔ کسی نے باغ کے دروازے پر آ کر دستک دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

يَا اَنَسُ! قُمْ فَافْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ وَبِالْخِلَافَةِ مِنْ بَعْدِيْ.

اے انس! اٹھو اور آنے والے کے لئے دروازہ کھول کر اسے جنت کی بشارت دو اور یہ بھی خوشخبری سناؤ کہ وہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

میں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہیں۔ کچھ

طبرانی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "گویا میں ترکوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ترکی گھوڑوں پر سوار ہیں جن کے کان چرے ہوئے ہیں اور وہ تمہارے اوپر حملہ آور ہونے کے لئے آ رہے ہیں اور فرات کے کنارے اپنے گھوڑے باندھ رہے ہیں۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "مضر کا یہ قبیلہ مرد صالح کے قتل کے درپے رہے گا اور اسے ہلاکت اور فنا کے گھاٹ اتارے گا پھر اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے چند لشکر بھیجے گا جو انہیں قتل کریں گے۔"

اس روایت کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا ہے۔

احمد، طبرانی اور ابو یعلی رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "میرے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو ایک دوسرے کو قتل کر کے اقتدار پر قبضہ کریں گے۔"

باب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے آگاہ فرمانا

ابن سعد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو اشہب سے اور وہ بنو مزینہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے دیکھے تو استفسار فرمایا:

أَجَدِيْدٌ أَمْ غَسِيْلٌ؟

یہ کپڑے نئے ہیں یا دھلے ہوئے؟

انہوں نے عرض کی: "حضور! دھلے ہوئے ہیں۔"

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا عُمَرُ إِلْبَسْ جَدِيْدًا وَعِشْ حَمِيْدًا وَتَوَفَّ شَهِيْدًا.

اے عمر! نئے کپڑے پہنو، قابل ستائش زندگی گزارو اور شہید ہو کر وفات پاؤ۔

یہ حدیث پاک مرسل ہے۔

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاصرہ کے وقت فرمایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ فتنہ اور اختلاف رونما ہوگا۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ایسے حالات میں آپ ہمیں کیا رویہ اختیار کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے امیر اور اس کے ساتھیوں کی اطاعت کرنا۔" آپ کا اشارہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھا۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

ابن ماجہ، حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلا لیا۔ حضور ﷺ ان کی طرف اشارہ فرمانے لگے اور ان کا رنگ بدلتا گیا۔ اس کے بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے گھر کے اندر محصور کیا گیا تو ہم نے ان سے عرض کیا کہ آپ ان لوگوں سے جنگ کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک بات کا عہد لیا تھا۔ میں اسی عہد پر صبر کیے ہوئے ہوں۔" حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

حاکم، ابن ماجہ اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا۔ اگر منافق اس قمیص کو اتارنے کا مطالبہ کریں تو تم ہرگز نہ اتارنا۔"

ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور ارشاد فرمایا:

"تمہیں قتل کیا جائے گا۔ تم شہادت کا مرتبہ پاؤ گے۔ صبر سے کام لینا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں صبر و استقامت سے نوازے اور اللہ کی پہنائی ہوئی قمیص کو ہرگز نہ اتارنا۔ یہ قمیص اللہ تعالیٰ تمہیں بارہ سال چھ ماہ تک پہنائے رکھے گا۔"

جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس جا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہیں صبر کرنے کی توفیق بخشے۔ تم ضرور جام شہادت نوش کرو گے۔ جب موت آئے گی تو تم روزہ سے ہو گے اور میرے پاس پہنچ کر اپنا روزہ افطار کرو گے۔"

ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

باب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے آگاہ فرمانا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ بئر اریس پر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اپنی مبارک پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا لیا اور کنویں میں پاؤں مبارک لٹکا کر اس کی منڈیر پر تشریف فرما ہوگئے۔ میں نے دل ہی دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ آج میں حضور ﷺ کی دربانی کا فریضہ سرانجام دوں گا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے۔ میں نے ان سے کہا، آپ ذرا ٹھہریں۔ یہ کہہ کر میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ہیں اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.

انہیں اجازت دے دو اور ساتھ ہی جنت کی بھی خوشخبری سنا دو۔

چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی داہنی جانب کنویں کی منڈیر پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ پہنچے۔ میں نے عرض کی: "حضور ﷺ! عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہونا چاہتے ہیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا:

ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.

انہیں اجازت دے دو اور جنتی ہونے کی بشارت بھی سنا دو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے۔ میں نے عرض کی: "حضور ﷺ! عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہونا چاہتے ہیں۔" فرمایا:

ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ.

ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو اور یہ خوشخبری بھی سنا دو کہ انہیں ایک بڑی تکلیف پہنچے گی اور پھر انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔

یہاں تک کہ ان کا اقتدار کمزور پڑ گیا اور ستر سال تک خراسان میں حق کے داعی ظاہر ہوتے رہے۔

حاکم اور ابن ماجہ رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ ایک فتنے کے قریب ہی رونما ہونے کا تذکرہ فرما رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص منہ ڈھانپے وہاں سے گزرا۔ اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ شخص اس فتنہ کے وقت ہدایت پر ہوگا۔" میں نے اٹھ کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اپنے امام کو قتل کر دو گے۔ ایک دوسرے کے خلاف شمشیر بکف ہو جاؤ گے اور تمہارے بدترین افراد تمہاری دنیا کے وارث بن جائیں گے۔"

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ (المعرفہ میں) عبدالرحمٰن بن عدیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے انہیں جبل لبنان میں قتل کر دیا جائے گا۔"

ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کرنے والوں میں سے عبدالرحمٰن بن عدیس نامی شخص اہل مصر کو ساتھ لے کر آیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے ایک یا دو سال بعد ابن عدیس کو جبل لبنان میں قتل کر دیا گیا۔

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں حضرت مہاجر بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کے اندر محصور تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا بھیجا۔ وہ آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "ذرا سر اٹھا کر دیکھو۔ تم جو یہ روزن دیوار دیکھ رہے ہو یہاں سے آج رات رسول اللہ ﷺ نے تشریف لا کر پوچھا:

"عثمان! کیا لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے؟"

میں نے عرض کی: "جی ہاں۔" حضور ﷺ نے ایک ڈول نیچے لٹکا دیا۔ میں نے اس سے پانی پیا جس کی ٹھنڈک اب بھی محسوس ہو رہی ہے۔ اس کے بعد رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم چاہو تم میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ وہ تمہیں ان لوگوں کے مقابلے میں فتح عطا

دیر کے بعد پھر کسی نے دروازے پر دستک دی۔ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یَا اَنَسُ! قُمْ فَافْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ وَبِالْخِلَافَةِ مِنْ بَعْدِ اَبِیْ بَکْرٍ۔

اے انس! اٹھو اور دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دے دو اور یہ بھی بتا دو کہ وہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خلیفہ ہوں گے۔

میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھڑے پایا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ وَبِالْخِلَافَةِ مِنْ بَعْدِ عمر وَاَنَّهٗ مَقْتُوْلٌ۔

دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنتی ہونے کے علاوہ یہ بھی خوشخبری سنا دو کہ وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خلیفہ بنیں گے اور انہیں شہید کیا جائے گا۔

میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دروازے کے باہر کھڑے پایا۔

احمد، طبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ مدینہ منورہ کے ایک نخلستان میں تشریف فرما تھے۔ ایک دھیمی آواز والے شخص نے حاضری کی اجازت مانگی۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

اِئْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُهٗ۔

انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو اور یہ بشارت بھی سنا دو کہ ایک بڑی تکلیف میں مبتلا ہونے کے بعد انہیں جنت میں لے جایا جائے گا۔

دروازہ کھول کر دیکھا گیا تو پتہ چلا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے پر کھڑے ہیں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: "عثمان میرے پاس سے گزرے۔ اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ موجود تھا۔ اس نے کہا، یہ شخص شہید ہوگا۔ انہیں ان کی اپنی قوم شہید کرے گی۔ ہم (فرشتے) ان سے حیاء کرتے ہیں۔"

بزار اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ ("الاوسط" میں) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یوم فتح کو نبی کریم ﷺ نے ایک قریشی کو قید کرنے کے بعد قتل کر دیا پھر ارشاد فرمایا "آج کے بعد کوئی قریشی قید کر کے قتل نہ کیا جائے گا سوائے قاتل عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ تم اسے قتل کر دینا۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو تمہیں بکریوں کی طرح چن چن کر قتل کیا جائے گا۔"

بھاگنے ہی والے تھے کہ اچانک کسی کی آواز آئی:

"گھبراؤمت۔ ٹھہر جاؤ۔ ہم تمہارے ساتھ ان کے جنازہ میں شریک ہونے کے لئے آئے ہیں۔"

حضرت مسہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے:

هُمْ وَاللّٰهِ الْمَلَائِكَةُ.

اللہ کی قسم! وہ فرشتے تھے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسد مبارک حش کوکب میں تین دن تک موجود رہا۔ لوگ آپ کو وہاں دفن نہیں کرنا چاہتے تھے۔ یہاں تک کہ غیب سے آواز آئی:

"انہیں دفن کر دو اور نماز جنازہ نہ پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی رحمت و مغفرت نازل فرمادی ہے۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت مالک بن ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ اپنے مردوں کو حش کوکب میں دفن کرنے سے کتراتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: "ممکن ہے کوئی مرد صالح فوت ہو جائے اور اسے وہاں دفن کیا جائے پھر لوگ بھی اس کی اقتداء کر لیں۔"

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے پہلے حش کوکب میں دفن کیا گیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ نے بتایا کہ انہوں نے مسجد نبوی پر جنات کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نوحہ خوانی کو مسلسل تین راتوں تک سنا۔ ان کے نوحہ کے چند مصرے یہ ہیں:

لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ إِذْيَرْمُوْنَ بِالصَّخْرِ الصِّلَابِ ثُمَّ جَاوُّ وْ ابُكْرَةً يَبْغُوْنَ صَقْرًا كَالشِّهَابِ

ذينهمْ فِي الْحَيِّ والْمَجْلِس فكاك الرِّقَابِ

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر میں جھانک کر محاصرہ کرنے والوں سے فرمایا:

"اگر تم مجھے قتل کر دو گے تو پھر (ایسا انتشار پیدا ہو گا کہ) کبھی مل کر نہ نماز پڑھ سکو گے، نہ جنگ کر سکو گے اور نہ کبھی مال غنیمت تمہارے مابین تقسیم ہو سکے گا۔"

مگر وہ لوگ اپنی ضد پر اڑے رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَاتُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا.

"اے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میرے بعد تمہیں خلافت ملے گی۔ منافق مطالبہ کریں گے کہ تم اس سے دست بردار ہو جاؤ مگر ایسا نہ کرنا۔ اس دن روزہ رکھنا اور تم میرے پاس اپنا روزہ افطار کرو گے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم ایسے شخص پر حملہ آور ہو گے جو چادر اوڑھے جنتی لوگوں سے بیعت لے رہا ہو گا۔"

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جب حملہ ہوا تو آپ یمنی چادر اوڑھ کر لوگوں کو بیعت فرما رہے تھے۔ اس روایت کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے عثمان! تمہیں ایسی حالت میں شہید کیا جائے گا کہ تم سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے ہو گے اور تمہارے خون کا قطرہ "فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ" کے کلمات قرآنیہ پر گرے گا۔"

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔

احمد، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے تین موقعوں پر نجات کا راستہ اپنایا، وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔"

صحابہ کرام نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سے مواقع ہیں؟"

حضور ﷺ نے فرمایا: "میرا وصال۔ حق پر ثابت قدم رہنے والے خلیفہ کا قتل اور دجال کا خروج۔" طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کی روایت حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمائی ہے۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایت کو صحیح کہا ہے۔

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پینتیس، چھتیس یا سینتیس سالوں کے بعد اسلام کی چکی گھومے گی۔ اگر لوگ ہلاک ہو گئے تو ہلاکت ہی ان کا مقدر ہو گا اور اگر ان کا دین سلامت رہ گیا تو ستر سال تک قائم دائم رہے گا۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! اس مدت میں زمانہ ماضی بھی شامل ہے؟" فرمایا: نہیں۔ آئندہ زمانے کی بات ہے پھر بنو امیہ کی حکومت میں واقعی ایسا ہی ہوا۔

ہیں کہ جب حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا تو اس صبح کو بیت المقدس میں جو پتھر بھی اٹھایا گیا اس کے نیچے خون پایا گیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ بہ طریق زہری حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی بن ابو طالب کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا گیا تو اس صبح کو زمین سے جو سنگریزہ اٹھایا گیا اس کے نیچے تازہ خالص خون نظر آیا۔

باب

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت سے آگاہ فرمانا

مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حراء پر موجود تھے۔ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک بڑی سی مضبوط چٹان ہلنے لگی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيْقٌ أَوْشَهِيْدٌ.

ٹھہر جا۔ اس وقت تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ کوئی بھی نہیں۔

حاکم، ابن ماجہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَنْظُرَ إِلٰى شَهِيْدٍ يَمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ.

جو زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھنا چاہے، وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مجھے دیکھتے تو فرمایا کرتے: ”جو زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھنا چاہتا ہے، وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔“

فرمائے گا۔ لیکن اگر تمہاری مرضی ہو تو ہمارے پاس آکر روزہ افطار کر لینا۔“
”میں نے اپنے آقا علیہ السلام کے پاس روزہ افطار کرنے کو ترجیح دی ہے۔“ پھر اسی دن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں نعمان بن بشیر سے اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت نائلہ بنت فرافصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو آپ اس وقت روزہ سے تھے۔ جب روزہ کھولنے کا وقت ہوا تو آپ نے ان سے میٹھا پانی مانگا۔ انہوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے پیاس کی حالت میں ساری رات گزار دی۔ جب سحری کا وقت ہوا تو آپ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس چھت پر سے ظاہر ہوئے۔ آپ ﷺ کے پاس پانی کا ایک ڈول تھا۔ فرمایا:

اِشْرَبْ يَا عُثْمَانُ.

اے عثمان! پانی پی لو۔

میں نے جی بھر کر پانی پیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اِزْدَدْ

مزید پیو۔

میں نے اور پیا یہاں تک کہ میرا پیٹ بھر گیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن میں نے یہ آواز سنی:

اَبْشِرْ يَا عُثْمَانُ ابْنَ عَفَّان بِرَوْحٍ وَرَيْحَان، اَبْشِرْ يَا ابْنَ عَفَّان بِرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَان، اَبْشِرْ يَا ابْنَ عَفَّان بِغُفْرَان وَّرِضْوَان.

اے عثمان بن عفان! تجھے راحت و رحمت اور جنتی پھولوں کی مہکار مبارک ہو۔ اے ابن عفان! تجھے اپنے رب کی ملاقات مبارک۔ وہ رب کریم جو تجھ پر ناراض نہیں بلکہ راضی ہے۔ اے ابن عفان! تجھے مغفرت اور رضائے الٰہی مبارک ہو۔

میں نے آواز کی طرف دیکھا مگر کوئی بھی نظر نہ آیا۔

طبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت مسہر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رات کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد خاک کیا۔ جب ہم جنازہ لے کر جا رہے تھے تو ہمارے پیچھے بہت سا ہجوم ہو گیا۔ ہم گھبرا گئے۔ ڈر کی وجہ سے ہم

شہید کردے گی۔ وہ مقتل کی سرخ مٹی بھی ساتھ لائے تھے۔

ابن راہویہ، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ آرام فرما تھے۔ بیدار ہوئے تو مزاج گرامی میں خلاف معمول انقباض تھا۔ دست مبارک میں مٹی تھی جسے بار بار ہاتھ میں الٹ پلٹ رہے تھے۔ میں نے عرض کی:

مَا هٰذِهِ التُّرْبَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰه؟

یارسول اللہ! یہ کیسی مٹی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

اَخْبَرَنِىْ جِبْرِيْلُ أَنَّ هٰذَا يَعْنِى الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ وَهٰذِهٖ تُرْبَتُهَا.

مجھے جبرئیل امین نے بتایا ہے کہ میرے اس حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرزمین عراق میں شہید کیا جائے گا اور یہ وہاں کی خاک ہے۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ اسے اجازت دے دی گئی۔ اتنے میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آگئے اور دوش نبوی پر سوار ہونے لگے۔ فرشتے نے پوچھا: "کیا آپ ان سے پیار کرتے ہیں؟" حضور ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔" فرشتہ بولا: "آپ کی امت انہیں قتل کردے گی۔ آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ مقام دکھادیتا ہوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا۔" یہ کہہ کر فرشتے نے ہاتھ مارا اور حضور ﷺ کو سرخ مٹی دکھائی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ مٹی لی اور اپنے کپڑے میں باندھ کر رکھ دی۔ ہم یہی سنا کرتے تھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کربلا میں شہید کیا جائے گا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میرے گھر میں کھیل رہے تھے۔ جبرئیل امین اترے اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کرکے کہا:

يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ أُمَّتَكَ تَقْتُلُ اِبْنَكَ هٰذَا مِنْ بَعْدِكَ.

اے محمد ﷺ! آپ کی امت آپ کے بعد آپ کے اس فرزند جلیل کو شہید کردے گی۔

جبرئیل امین مقتل کی مٹی بھی لائے جسے حضور ﷺ نے سونگھا تو فرمایا اس سے کرب وبلاء

اے اللہ! ان سب کو گھیر لے۔ انہیں چن چن کر قتل کر دے اور کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑ۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے کچھ لوگ تو اسی فتنہ میں کام آ گئے۔ پھر یزید نے اہل مدینہ کی طرف بیس ہزار کا لشکر بھیجا جنہوں نے تین دن تک حرم مدینہ کو (قتل و غارت کے لئے) مباح کئے رکھا اور جو ان کے جی میں آیا، کرتے رہے۔

باب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے آگاہ فرمانا

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری کنپٹیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "تمہیں اس جگہ اور اس جگہ چوٹیں لگیں گی۔ جن سے خون بہے گا اور تمہاری داڑھی خون سے رنگین ہو جائے گی۔" یہ روایت متعدد طرق سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

حاکم اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا:

"بڑا ہی بد بخت ہے وہ شخص جو تمہیں یہاں (کنپٹی پر) تلوار مارے گا، جس سے اتنا خون بہے گا کہ تمہاری داڑھی تر ہو جائے گی۔" ایسی ہی روایت ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن سمرہ اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی نقل فرمائی ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے۔ میں نبی کریم ﷺ کی معیت میں ان کے پاس گیا تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی وہاں موجود تھے۔ ان دونوں حضرات میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: "(حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقاہت اتنی بڑھ گئی ہے کہ) لگتا ہے یہ اس بیماری سے جانبر نہ ہو سکیں گے۔"

رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"یہ ہرگز نہ فوت ہوں گے۔ ان پر جب بھی موت آئے گی یہ شہادت کا مرتبہ پائیں گے اور جب ان کا وصال ہو گا تو دنیا کو (اپنے دشمنوں کے خلاف) غیض و غضب سے بھر جائیں گے۔"

حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے

روایت مذکورہ کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے چند دیگر واسطوں سے بھی حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے موصولاً نقل کیا ہے۔

بیہقی، شعبی رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مدینہ منورہ آئے تو انہیں پتہ چلا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق تشریف لے گئے ہیں۔ ابھی آپ مدینہ منورہ سے صرف دو راتوں کی مسافت پر تھے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ سے جا ملے۔ وہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دنیا اور آخرت میں سے ایک چیز پسند کر لینے کا اختیار دیا تھا۔ آپ ﷺ نے آخرت کو پسند فرمالیا تھا اور دنیا کو اپنا مقصود نہ بنایا۔ آپ بھی حضور ﷺ کی نسل پاک سے ہیں۔ قسم بخدا! آپ میں سے کوئی بھی دنیا کا وارث نہ بن سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو آپ سے جو دور کر دیا ہے، اس میں سراسر آپ ہی بھلائی ہے۔ پس آپ واپس لوٹ جائیں۔''

مگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی بات سے اتفاق نہ کیا۔ جب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کا غیر متزلزل ارادہ دیکھا تو آپ کو گلے لگالیا اور کہنے لگے:

''میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ تم شہید ہو۔''

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اہل بیت کی کثرت کے باوجود ہمیں یہ گمان غالب تھا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ مقام طف میں شہید کر دیئے جائیں گے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت یحییٰ حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ صفین کی جانب محو سفر تھے۔ جب نینویٰ کے بالمقابل پہنچے تو آپ نے بلند آواز سے فرمایا:

''اے ابو عبد اللہ! فرات کے کنارے صبر سے کام لینا۔''

میں نے کہا: ''آپ یہ کیا فرما رہے ہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھے جبرئیل امین نے بتایا ہے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرات کے کنارے شہید کیا جائے گا اور جبرئیل نے مجھے مٹھی بھر خاک بھی مقتل سے لا کر دکھائی۔''

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت اصبغ بن نباتہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے مقام پر پہنچے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

باب

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے آگاہ فرمانا

حاکم اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند زہری، اسماعیل بن محمد بن ثابت انصاری سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا:

يَا ثَابِتُ اَلَا تَرْضٰى أَنْ تَعِيْشَ حَمِيْدًا وَّتُقْتَلَ شَهِيْدًا وَّتَدْخُلَ الْجَنَّةَ.

اے ثابت! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تو قابل ستائش زندگی بسر کرے۔ شہادت کا مرتبہ پائے اور پھر جنت میں داخل ہو جائے۔

انہوں نے عرض کی: "کیوں نہیں۔ میں اللہ کے ان انعامات پر راضی ہوں۔"

پھر ہم نے دیکھا کہ انہوں نے واقعی قابل ستائش زندگی بسر کی اور مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی جانے والی جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا۔

باب

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے آگاہ فرمانا

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن شہزادہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ میں نے آپ کے نواسے کو آپ کی گود میں بٹھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد میں کیا دیکھتی ہوں کہ رحمت عالم ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَتَانِىْ جِبْرِيْلُ فَأَخْبَرَنِىْ أَنَّ أُمَّتِىْ سَتَقْتُلُ ابْنِىْ هٰذَا وَأَتَانِىْ بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَاءَ.

میرے پاس جبرئیل امین آئے اور یہ خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند دلبند کو

باعث ہم نے زعفران لگانا ترک کر دیا۔ اگر کسی نے زعفران لگانے کی کوشش کی تو اس کا چہرہ جھلس گیا۔ نیز بیت المقدس میں جو پتھر بھی اٹھایا گیا، اس کے نیچے تازہ خون دکھائی دیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جمیل بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس دن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے، آپ کے لشکر میں لوگوں کو ایک اونٹ ملا۔ اسے ذبح کر کے پکایا گیا تو اس کا گوشت اندرائن کی طرح کڑوا ہو گیا جسے کوئی بھی نہ کھا سکا۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میری دادی جان نے بتایا کہ جس دن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کئے گئے، میں نے دیکھا کہ زعفران راکھ بن گیا اور گوشت میں بھی آگ بھڑکتی دکھائی دیتی تھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی بن مسہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میری دادی جان نے بتایا کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا، ان دنوں میں نوجوان دوشیزہ تھی۔ کئی دنوں تک آسمان شدید گرمی برساتا رہا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ سفیان سے اور وہ اپنی دادی جان سے روایت کرتے ہیں کہ جعفیوں کے دو آدمی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے والوں میں شامل تھے۔ ان کا یہ انجام ہوا کہ ایک کا عضو تناسل اتنا لمبا ہو گیا کہ وہ اسے لپیٹ کر رکھتا تھا۔ جبکہ دوسرا شخص شدت پیاس کے باعث مشک منہ سے لگاتا اور اس کا سارا پانی پی جاتا مگر اس کی پیاس ختم نہ ہوتی تھی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حبیب بن ابو ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جنات کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نوحہ کرتے سنا۔ وہ کہہ رہے تھے:

مَسَحَ النَّبِيُّ جَبِيْنَهٗ فَلَهٗ بَرِيْقٌ فِي الْخُدُوْدِ

أَبَوَاهُ فِي عَلْيَاءِ قُرَيْشٍ وَجَدُّهٗ خَيْرُ الْجُدُوْدِ

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر اپنا دست شفقت رکھا تو ان کا چہرہ چمکنے لگا۔ آپ کے والدین قریش کے بہترین گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ کے نانا جان ﷺ دنیا کے جملہ اجداد سے افضل ہیں۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حبیب بن ابو ثابت سے اور وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد میں نے جنوں کو نوحہ کرتے کبھی نہیں سنا مگر آج رات انہیں نوحہ کرتے سنا تو میں سمجھ گئی کہ میرا فرزند دلبند (یعنی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید کر دیا گیا ہے۔ میں نے خادمہ سے کہا۔ باہر جا کر لوگوں سے صورت حال

کی بو آ رہی ہے۔ پھر فرمایا:

يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِذَا تَحَوَّلَتْ هٰذِهِ التُّرْبَةُ دَمًا فَاعْلَمِي أَنَّ ابْنِي قَدْ قُتِلَ.

اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون بن جائے تو جان لینا کہ میرا یہ بیٹا شہید کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ میں نے وہ مٹی ایک شیشی میں محفوظ کر لی۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ محمد بن عمرو بن حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نہر کربلاء کے پاس ہم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ نے شمر بن ذی الجوشن کی طرف دیکھا تو فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى كَلْبٍ أَبْقَعَ يَلِغُ فِي دِمَاءِ أَهْلِ بَيْتِي.

گویا میں ایک چتکبرے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہل بیت کا خون پی رہا ہے۔

اور شمر برص کے مرض میں مبتلا تھا۔ (جس کی وجہ سے وہ چتکبرے رنگ کا نظر آ رہا تھا)۔

ابن سکن، بغوی رحمہما اللہ تعالیٰ (الصحابہ میں) اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت انس بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا يَعْنِي الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَاء فَمَنْ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَنْصُرْهُ.

میرا یہ بیٹا (حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کربلاء نامی جگہ میں قتل کیا جائے گا۔ تم میں سے جو کوئی اس وقت موجود ہو وہ ان کی مدد کرے۔

چنانچہ انس بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلاء میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ گئے اور وہاں شہید کئے گئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے پاس جبرئیل امین بھی موجود تھے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں آ گئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے کہا:

"آپ کی امت انہیں قتل کر دے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس زمین کے متعلق بتا دیتا ہوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا۔"

پھر جبرئیل امین علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے عراق کے مقام طف کی طرف اشارہ کیا اور وہاں سے سرخ مٹی لی اور حضور ﷺ کو دکھائی۔

مجھے قتل کر کے نیزوں اور سروں پر اٹھانے کا واقعہ اصحاب کہف کے واقعہ سے زیادہ حیران کن اور تعجب انگیز ہے۔

باب

عہد نبوی کے بعد فتنہ ارتداد کے متعلق آگاہ فرمانا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی جب تک میری امت کے چند قبائل مشرکین کے ساتھ مل کر بتوں کی پوجا پاٹ نہ شروع کر دیں۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"چند آدمیوں کو میرے حوض سے اس طرح دور کیا جائے گا جیسے گمشدہ اونٹ کو (گھاٹ سے) دور کیا جاتا ہے۔ میں انہیں کہوں گا۔ ادھر آؤ۔ مجھ سے کہا جائے گا ان لوگوں نے اپنے دین کو تبدیل کر لیا تھا۔ یہ سن کر میں کہوں گا۔ دور ہٹ جاؤ، دور ہٹ جاؤ۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت کے چند آدمیوں کو جانب شمال سے لایا جائے گا۔ میں کہوں گا۔ یہ میرے صحابہ ہیں۔ مجھ سے کہا جائے گا۔ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے دین میں نئی نئی باتیں نکال لی تھیں۔ میں عبد صالح کی مانند یہ کہوں گا:

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّادُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ. (مائدہ:117)

"میں ان کا گواہ رہا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اپنے پاس بلا لیا تو پھر صرف تو ہی ان کا محافظ تھا۔"

پھر کہا جائے گا کہ آپ کے وصال کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔

"یہاں ان کی سواریاں بیٹھیں گی۔ یہاں ان کے کجاوے رکھے جائیں گے اور یہاں ان کا خون بہے گا۔ آل محمد ﷺ کے نوجوانوں کو اس میدان میں شہید کیا جائے گا اور آسمان و زمین ان کے غم میں گریہ کناں ہوں گے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف یہ وحی فرمائی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے بدلے میں ستر ہزار کو قتل کروایا اور میں آپ کے نواسے کے بدلے میں ستر ہزار اور ستر ہزار کو قتل کرواؤں گا۔

احمد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن دوپہر کے وقت عالم خواب میں شاہ خوبان عالم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے اور رخ زیبا گرد آلود تھا۔ دست مبارک میں خون کی ایک شیشی تھی۔ میں نے عرض کی: "حضور ﷺ! یہ کیا ہے؟" فرمایا: "یہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے۔ آج میں اسے جمع کرتا رہا ہوں۔" میں بیدار ہوا تو اس وقت اور دن کو یاد رکھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ عین اسی دن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا۔

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ کے سر اقدس اور داڑھی مبارک پر مٹی دکھائی دی۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! آپ کا کیا حال ہے؟" حضور ﷺ نے فرمایا:

شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفاً.

میں نے ابھی ابھی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید ہوئے دیکھا ہے۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت بصرہ ازدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے، اس وقت آسمان سے خون کی بارش ہوئی اور صبح کو ہمارے خیمے، مٹکے اور ہر چیز خون سے لبریز تھی۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا، اس دن بیت المقدس میں جو پتھر بھی اٹھایا گیا، نیچے سے تازہ خون نکلا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امّ حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کئے گئے تو تین دن تک اندھیرا چھایا رہا۔ فرط غم کے

اللہ علیہ، محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت کرتے ہیں کہ جب سہیل بن عمرو کو گرفتار کیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! اجازت ہو تو میں اس کے دانت نکال دوں تاکہ اس کی زبان لٹک جائے اور یہ کبھی خطاب نہ کر سکے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں مثلہ کرنا (شکل بگاڑنا) نہیں چاہتا۔ مبادا اللہ تعالیٰ میرے ساتھ بھی یہی سلوک کرے باوجودیکہ میں نبی ہوں۔ ہو سکتا ہے یہ ایسے مقام پر کھڑا ہو جو تمہیں ناگوار نہ ہو۔"

پھر جب مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر پہنچی تو سہیل نمایاں جگہ پر کھڑا ہو گیا اور اس نے بعینہٖ وہی خطبہ دیا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال نبوی ﷺ کے موقع پر دیا تھا۔ گویا اس نے خطبہ صدیقی سن لیا ہو۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سہیل کی اس گفتگو کا علم ہوا تو کہنے لگے:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ نے سہیل کے متعلق فرمایا تھا کہ شاید یہ ایسے مقام پر کھڑا ہو جو تمہیں ناگوار نہ ہو۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن حضرت ابو عمرو بن عدی بن حمراء خزاعی سے روایت کرتے ہیں کہ جب مکہ مکرمہ میں وصال نبوی ﷺ کی خبر پہنچی تو سہیل بن عمرو نے ہمیں وہی خطبہ دیا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں دیا تھا۔ گویا اس نے خطبہ صدیقی سن لیا ہو۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سہیل کی اس گفتگو کا پتہ چلا تو انہوں نے فرمایا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آپ کی تعلیمات برحق ہیں۔ سہیل کی اسی گفتگو کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ہو سکتا ہے، سہیل ایسے مقام پر کھڑا ہو جو تمہیں ناگوار نہ ہو۔"

محاملی رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سند سعید بن ابو ہند، عمرہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس روایت کو موصولاً نقل کیا ہے۔

باب

حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم

ترمذی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

دریافت کرو۔ اس نے واپس آکر بتایا کہ واقعی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ ایک جن عورت یوں نوحہ کرتی سنی گئی:

أَلَا يَاعَيْنُ فَاحْتَفِلِيْ بِجُهْدِ وَمَنْ يَّبْكِيْ عَلَى الشُّهَدَاءِ بَعْدِيْ
عَلٰى رَهْطٍ تَقُوْدُهُمْ الْمَنَايَا إِلٰى مُتَجَبِّرٍ فِى مُلْكِ عَبْدِ

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ مزید بن جابر حضرمی سے اور وہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جنات کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یوں نوحہ کرتے سنا:

أَنْعِى حُسَيْنًا هَبَلًا كَانَ حُسَيْنٌ جَبَلًا

میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر دے رہا ہوں ...... وہ حسین جو عزم وہمت کا کوہ گراں تھے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ابن لہیعہ سے اور وہ ابو قبیل سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا، تو ان ظالموں نے آپ کے سر انور کو تن اقدس سے جدا کر دیا۔ جب وہ پہلی منزل پر بیٹھ کر نبیذ پینے لگے تو دیوار سے ایک آہنی قلم نمودار ہوا جس نے خون سے ایک سطر میں یہ شعر لکھ دیا:

أَتَرْجُوْ أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ

جن لوگوں نے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا، کیا وہ بروز حساب ان کے نانا جان ﷺ کی شفاعت کی امید کر سکتے ہیں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت منہال بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں دمشق میں تھا۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو اٹھا کر لے جا رہے تھے تو قسم بخدا میں نے دیکھا کہ سر مبارک کے آگے ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا۔ جب وہ ان کلمات قرآنیہ پر پہنچا:

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيَاتِنَا عَجَباً.
(کہف:9)

کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور رقیم والے ہماری ان نشانیوں میں سے ہیں جو تعجب خیز ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو قوت گویائی بخش دی۔ وہ فصیح زبان میں بول پڑا:

أَعْجَبُ مِنْ أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِيْ وَحَمْلِيْ.

كَلَّا لَتَبْقَيَنَّ وَلَتُهَا جِرَنَّ إِلٰى اَرْضِ الشَّامِ وَتَمُوْتَ وَتُدْفَنَ بِالرَّبْوَةِ مِنْ أَرْضِ فِلَسْطِيْن.

ہر گز نہیں۔ تم زندہ رہو گے۔ پھر شام کی طرف ہجرت کرو گے۔ وہیں تمہارا وصال ہوگا اور فلسطین کے علاقے میں ایک ٹیلے پر دفن کئے جاؤ گے۔

چنانچہ حضرت اقرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے اور انہیں رملہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

ابن ابی حاتم، ابن جریر اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت مرہ البہزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک شخص سے فرمار ہے تھے:

اِنَّكَ تَمُوْتُ بِالرَّبْوَةِ.

تمہیں ایک ٹیلے پر موت آئے گی۔

پھر اس شخص کا وصال رملہ میں ہوا۔

باب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... محدث امت

شیخین رحمۃ اللہ علیہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَانَ فِي الْاُمَمِ مُحَدِّثُوْنَ فَاِنْ يَّكُنْ فِي اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَعُمَرُ.

پہلی امتوں میں کئی محدث ہو گزرے ہیں۔ میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "الاوسط" میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّهٗ لَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا كَانَ فِي اُمَّتِهٖ مُحَدِّثُوْنَ وَاِنْ يَّكُنْ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْهُمْ اَحَدٌ فَهُوَ عُمَرُ.

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنے بھی انبیاء کرام مبعوث فرمائے، ان سب کی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

باب

جزیرۂ عرب سے بت پرستی کا خاتمہ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ نماز پڑھنے والے (مسلمان) جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کریں۔ البتہ وہ انہیں ایک دوسرے کیخلاف بھڑکا تا رہے گا۔"

باب

قرب قیامت میں رومیوں کی ہلاکت

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مستورد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"تمہارے خلاف سخت ترین لوگ رومی ہیں۔ قرب قیامت میں ان کی ہلاکت واقع ہو گی۔"

باب

سہیل بن عمرو کی بہترین گفتگو

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ سفیان بن عیینہ سے، وہ عمرو بن حسن سے اور وہ محمد بن حنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

"یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں سہیل بن عمرو کے دانت توڑ دوں تاکہ یہ کبھی اپنی قوم سے خطاب نہ کر سکے۔"

حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

"اسے کچھ نہ کہو۔ ممکن ہے یہ کبھی تمہیں خوش کر دے۔"

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو چند اہل مکہ راہ حق سے متزلزل ہونے لگے۔ اتنے میں سہیل بن عمرو نے خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر کہا:

"حضرت محمد ﷺ کو جو اپنا معبود سمجھتا تھا وہ جان لے کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔"

یونس بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ (المغازی میں) اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ابن اسحاق رحمۃ

کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ ان سب سے لمبے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتیں اور صدقہ خیرات کرتی تھیں۔

بیہقی، امام شعبی رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ازواج مطہرات نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کون آپ سے سب سے پہلے ملے گی؟" حضور ﷺ نے فرمایا: "جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہوں گے۔ اس کے بعد امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اپنے ہاتھوں کو ناپ کر یہ دیکھا کرتی تھیں کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ جب حضرات زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو انہیں پتہ چلا کہ صدقہ خیرات کرنے میں ان کے ہاتھ جملہ ازواج مطہرات سے زیادہ لمبے تھے۔

باب

قرآنی نسخوں کی کتابت

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت نبیط اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحف (قرآنی نسخوں) کی کتابت کروائی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے کہا:

"آپ نے بالکل ٹھیک کیا اور یہ سارا کام تائید ایزدی سے انجام پایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا:

"میرے وہ امتی مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرنے والے ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے، بن دیکھے مجھ پر ایمان لائیں گے اور ان احکام پر عمل کریں گے جو ورق معلق میں ہوگا۔"

میں سوچتا تھا کہ نہ جانے ورق سے کیا مراد ہے۔ پھر جب میں نے مصاحف قرآنی کو دیکھا تو مجھے اس کا مفہوم سمجھ آ گیا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ساری گفتگو سن کر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ازحد مسرور ہوئے اور حکم دیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دس ہزار کا انعام دے دیا جائے پھر فرمانے لگے:

"قسم بخدا! میرا یہ گمان نہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث پاک آپ ہم سے چھپائے رکھیں گے۔"

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کتنے ہی ایسے کمزور آدمی ہیں جنہیں لوگ بھی نحیف و نزار سمجھتے ہیں اور وہ بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے مقام و مرتبے کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی کام پر رب کریم کی قسم کھالیں تو وہ ضرور پورا ہو جاتا ہے۔ براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بھی انہی ذی مرتبہ لوگوں سے ہے۔"

پھر ایک دفعہ تستر کے مقام پر دشمنوں کے مقابلے میں مسلمان شکست کھانے لگے تو حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا: "آپ کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ آپ جس کام پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں، اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پایہ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے۔ پس آپ ایسی قسم کھالیجئے تاکہ ہم ہزیمت سے بچ جائیں۔" چنانچہ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھا کر اپنے رب کریم سے عرض کی: "یا اللہ! ان دشمنوں پر ہمیں فتح عطا فرما۔" تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرما دی۔ اس کے بعد قنطرۂ سوس کے مقام پر جب مسلمانوں نے فارسیوں سے جنگ کی تو وہاں بھی دشمن کے لشکر نے مسلمانوں کی صفوں میں قتل و غارت گری کی انتہا کر دی۔ لوگوں نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: "اپنے رب کی قسم کھائیے۔" انہوں نے رب کریم کی قسم کھا کر عرض کیا۔ "یا اللہ! ہمیں ان کے مقابلے میں فتح عطا فرما اور مجھے اپنے نبی کے ساتھ ملا دے۔" چنانچہ مسلمانوں نے ایسا حملہ کیا کہ فارسی شکست کھا کر بھاگ گئے اور حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی جنگ میں جام شہادت نوش کیا۔

باب

حضرت اقرع بن شفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی جائے وفات سے آگاہ فرمانا

ابن سکن اور ابن مندہ رحمہما اللہ تعالیٰ "الصحابہ" میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں متعدد طرق سے حضرت اقرع بن شفی عکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ عیادت کے لئے تشریف لے آئے۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس بیماری میں میری موت یقینی ہے مگر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

اِسْتَغْفِرْلِیْ.

میرے لئے بخشش کی دعا کیجئے۔

انہوں نے کہا:

کَیْفَ اَسْتَغْفِرُلَكَ وَاَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

میں آپ کی بخشش کی دعا کیسے کروں جبکہ آپ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا:

اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُقَالُ لَهٗ اُوَیْسُ الْقَرَنِیُّ.

بہترین تابعی وہ شخص ہو گا جسے لوگ اویس قرنی کہیں گے۔

باب

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اَنْتَ عَلَی الْاِسْلَامِ حَتّٰی تَمُوْتَ.

تم تادم واپسیں دین اسلام پر قائم رہو گے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"یہ شہداء کا مقام ہے۔ تم اسے نہ پا سکو گے۔"

ابن سعد اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بڑا پیالہ لایا گیا۔ حضور ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور کچھ کھانا بچ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

یَجِیْئُ رَجُلٌ مِنْ هٰذَا الْفَجِّ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَیَأْكُلُ هٰذِهِ الْفَضْلَةَ.

اس راستے سے ایک جنتی شخص آئے گا اور یہ بچا ہوا کھانا کھائے گا۔

اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور انہوں نے وہ کھانا کھا لیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: ”یارسول اللہ ﷺ! محدث کی کیا شان ہے؟“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تَتَکَلَّمُ الْمَلَائِکَةُ عَلٰی لِسَانِهٖ.

محدث کی شان یہ ہے کہ فرشتے اس کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”ہر نبی کی امت میں ایک یا دو معلم ہوتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی معلم ہے تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔“

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ”الاوسط“ میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ باوجودیکہ ہم بے شمار صحابہ موجود تھے مگر صرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہمیں پورا یقین تھا کہ ان کی زبان پر رحمت الٰہی گویا ہوتی ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے سے یہ کہا کرتے تھے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرشتے کی زبان پر گویا ہوتے ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی کسی کام کے متعلق یہ فرمادیتے کہ یہ کام اس طرح ہو گا تو وہ ہو بہو اسی طرح ہو جایا کرتا تھا۔

باب

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کی خبر

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ شہنشاہ دو عالم ﷺ نے ہمیں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

اَسْرَعُکُنَّ لُحُوْقًا بِیْ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا.

میرے وصال کے بعد تم میں سے سب سے پہلے وہ مجھ سے ملے گی جس کے ہاتھ تم میں سب سے لمبے ہوں گے۔

چنانچہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اپنے ہاتھوں کو لمبا کر کے دیکھا کرتی تھیں کہ

"تم میں سے ایک شخص لق ودق صحرا میں فوت ہوگا اور مومنین کا ایک گروہ اس کے جنازے میں شریک ہوگا۔"

اب اس فرمان کے سارے مخاطبین وصال فرما چکے ہیں۔ کوئی گاؤں میں فوت ہوا تو کوئی مسلمانوں کے انبوہ کثیر کے پاس۔ اب اس فرمان نبوی کا مصداق میں ہی ہوں۔ آپ راستے کی طرف دیکھتی رہیں شاید مومنین کا کوئی گروہ آنکلے۔"

میں نے کہا: اب یہاں کون آئے گا۔ حجاج جا چکے ہیں اور راستے سنسان پڑے ہیں۔ ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک میں نے کجاووں میں سوار چند آدمی دیکھے۔ میں نے اپنے کپڑے سے انہیں اشارہ کیا۔ وہ فوراً ہمارے پاس آگئے۔ جب ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو انہوں نے تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ کے بعد انہیں سپرد خاک کر دیا۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "افسوس! تم میرے بعد زندہ رہو گے۔" یہ سن کر میں رونے لگا۔ عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے وصال کے بعد میں زندہ رہوں گا۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "ہاں...... جب تمہیں جبل سلع پر عمارتیں نظر آئیں تو سر زمین قضاعہ کے عربوں سے جا ملنا۔ وہ دن عنقریب آنے والا ہے۔ بس ایک یا دو کمانوں کا...... یا پھر ایک یا دو نیزوں کا فاصلہ رہ گیا ہے۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے امراء مسلط ہو جائیں گے جو مال غنیمت کو اپنی ذات کے لئے مخصوص کر لیں گے۔" میں نے عرض کیا: "حضور! اس وقت میں تلوار سے جنگ کروں گا۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں اس سے بہتر عمل نہ بتاؤں۔ تم صبر سے کام لینا یہاں تک کہ مجھ سے آملو۔"

ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ لوگ نہ مجھے قتل کر سکیں گے اور نہ مجھے اپنے دین کی راہ سے بھٹکا سکیں گے۔ حضور ﷺ نے یہ بھی مجھے بتایا کہ میں تنہا مسلمان ہوا تھا، تنہا ہی مروں گا اور بروز قیامت بھی تنہا اٹھایا جاؤں گا۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں سوئے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں پھر کبھی تمہیں یہاں نیند کی حالت میں نہ دیکھوں۔" اس نے عرض کی:

باب

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا:

"یمن سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اس کے پیچھے گھر میں صرف اس کی ماں ہو گی۔ اس کے جسم پر سفیدی ہو گی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اس سفیدی کو زائل کرنے کی دعا مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے زائل فرمادے گا مگر پھر بھی دینار کی مقدار کے برابر سفیدی قائم رہے گی۔ اسے اویس کہا جائے گا۔ تم میں جو کوئی اس سے ملے، وہ اس سے دعائے مغفرت کروالے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری سند سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تابعین میں قرن کا ایک آدمی ہو گا۔ اسے اویس بن عامر کہا جائے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی ہو گی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کو زائل کرنے کی دعا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے زائل فرمادے گا۔ وہ بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا:

اَللّٰھُمَّ دَعْ لِیْ فِیْ جَسَدِیْ مِنْهُ مَا اَذْکُرُ بِهٖ نِعْمَتَكَ عَلَیَّ.

اے اللہ! میرے جسم پر کچھ سفیدی کو باقی رکھ تاکہ اسے دیکھ کر میں تیرے فضل و کرم کو یاد کرتا رہوں۔

اویس کی اسی دعا کی وجہ سے اس کے جسم پر تھوڑی سی سفیدی باقی رہ جائے گی۔ اگر تم میں سے کسی کی ملاقات اویس سے ہو جائے تو اگر ممکن ہو تو اس سے مغفرت کی دعا کروالینا۔"

ابن سعد اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ صفین کے موقع پر کسی شامی شخص نے پکار کر کہا: "کیا تمہارے اندر اویس قرنی ہے؟"

لوگوں نے کہا: "ہاں ہے" وہ شخص بولا: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا: "بہترین تابعی اویس قرنی ہیں۔" یہ کہہ کر اس شخص نے اپنی سواری کو چابک ماری اور لشکر میں داخل ہو گیا۔

ابن سعد اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند اسیر بن جابر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

کروں خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اور تم ایک حبشی غلام ہو۔"

باب

اعرابی کی شہادت کی خبر

ابن خزیمہ، بیہقی اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ کدیر ضبی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی: "حضور ﷺ! مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کر دے۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم عدل کی بات کرو اور بچا ہوا مال صدقہ کر دیا کرو۔" اعرابی نے عرض کیا: "قسم بخدا! ہمہ وقت عدل کی بات کرنا میرے لئے ممکن نہیں اور نہ بچا ہوا مال صدقہ کرنا میرے بس میں ہے۔" حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "تم کھانا کھلاؤ اور سلام کو عام کرو۔" اعرابی کہنے لگا: "حضور ﷺ! یہ بھی مشکل کام ہے۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟" اعرابی بولا: جی ہاں۔" رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: "اپنا اونٹ اور مشکیزہ لے کر پانی بھر لایا کرو اور جن گھروں کے لوگ ایک دن چھوڑ کر پانی پیتے ہیں، ان تک پانی پہنچاؤ تاکہ وہ جی بھر کر پانی پی سکیں۔ اگر تم یہ عمل خیر کرو گے تو اونٹ کے مرنے اور مشکیزے کے پھٹنے سے پہلے تمہیں جنت مل جائے گی۔" چنانچہ اعرابی نے یہ کام شروع کر دیا پھر واقعی ابھی اس کا مشکیزہ نہیں پھٹا تھا اور نہ اس کا اونٹ ہلاک ہوا تھا کہ اسے مرتبہ شہادت مل گیا۔

منذری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا روایت کے راوی حدیث صحیح والے راوی ہیں۔ ان میں سے حضرت کدیر رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے۔ ابن خزیمہ نے حضرت کدیر رحمۃ اللہ علیہ کی صحابیت کا خیال ظاہر کیا ہے اور اس روایت کو اپنی صحیح میں نقل فرمایا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس روایت کی ایک شاہد متصل روایت بھی موجود ہے جسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جس کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے یحییٰ جمانی کے اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: "وہ کون سا عمل ہے جس کے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا تم ایسی جگہ رہتے ہو جہاں پانی کنوؤں اور تالابوں وغیرہ سے بھر کر لایا جاتا ہے۔" اس نے عرض کیا: "جی ہاں۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم نئی مشک خرید لو پھر اس میں پانی بھر بھر کر لاتے رہو یہاں تک کہ وہ پھٹ جائے۔ اس عمل کی برکت سے تم جنت میں پہنچ جاؤ گے۔"

باب

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

طیالسی، ابن سعد اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ یحییٰ بن عبدالحمید بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میری دادی جان نے بتایا کہ غزوۂ احد یا غزوۂ حنین میں حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں تیر لگ گیا۔ وہ فوراً نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! یہ تیر کھینچ لیجئے۔" حضور ﷺ نے فرمایا:

"اے رافع! اگر تم چاہتے ہو تو میں تیر اور پیکان دونوں کو نکال لیتا ہوں۔ لیکن اگر تمہاری مرضی ہو تو میں تیر کھینچ لیتا ہوں اور اس کا پیکان (سرا) رہنے دیتا ہوں پھر قیامت کے روز میں گواہی دوں گا کہ تم شہید ہو۔"

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! تیر نکال لیجئے اور اس کا پیکان میرے جسم میں رہنے دیجئے۔ پھر قیامت کے روز یہ گواہی دینا کہ میں شہید ہوں۔"

چنانچہ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طویل زندگی پائی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ان کا زخم پھٹ گیا اور اسی تکلیف میں ان کا وصال ہو گیا۔

باب

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ام ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جلاوطن نہیں کیا تھا بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا:

"جب تعمیرات کا سلسلہ سلع پہاڑ تک پہنچ جائے تو تم یہاں سے نکل جانا۔" پھر جب آبادی بڑھتے بڑھتے سلع پہاڑ تک پہنچ گئی تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام چلے گئے۔

حاکم اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ام ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت آپہنچا تو انہوں نے فرمایا: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا تھا کہ آپ چند آدمیوں سے جن میں میں بھی تھا فرما رہے تھے:

"قیامت قائم ہونے سے پہلے تیس جھوٹے دجال آئیں گے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میری امت میں ستائیس کذاب اور دجال ہوں گے۔ ان میں چار عورتیں ہوں گی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

ابن عدی، ابو یعلی، بزار، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی جب تک تیس کذاب نہ آجائیں۔ ان جھوٹوں میں مسیلمہ، عنسی اور مختار نام کے آدمی ہوں گے اور عرب کے برے قبائل یہ ہیں بنو امیہ، بنو حنیفہ اور ثقیف۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حجاج سے کہا:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ثقیف قبیلے میں ایک جھوٹا شخص اور ایک تباہی مچانے والا ہو گا۔ جہاں تک جھوٹے آدمی کا تعلق ہے تو اسے ہم دیکھ چکے ہیں۔ اب رہا تباہی مچانے والا تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ تو ہی ہے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح کی روایت مرفوعاً نقل کی ہے۔

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے آکر انہیں بتایا کہ اہل عراق نے اپنے امام کو پتھر مارے ہیں۔ یہ سن کر آپ غصے کے عالم میں باہر تشریف لے آئے۔ کچھ دیر بعد نماز پڑھی تو نماز میں بھول گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے:

"یا اللہ! اہل عراق نے میری نماز میں اشتباہ پیدا کر دیا تو بھی ان کے معاملات کو خراب کر دے اور جلدی جلدی ان پر وہ ثقفی لڑکا مسلط کر دے جو زمانہ جاہلیت کی طرح ان میں فیصلے کرے گا، جو نہ تو اچھے کام کرنے والوں کے نیک کاموں کو قبول کرے گا اور نہ بدکاروں سے درگزر کرے گا۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا اس وقت مانگی جبکہ حجاج ابھی پیدا ہی نہ ہوا تھا۔ ابو الیمان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پورا یقین تھا کہ حجاج لامحالہ پیدا ہو گا۔

"تو پھر میں کہاں سوؤں۔ اس کے علاوہ میرا کوئی گھر نہیں ہے۔" حضور علیہ السلام نے فرمایا: "جب یہ لوگ تمہیں اس شہر سے بھی نکال دیں گے تو پھر تم کیا کرو گے؟" انہوں نے عرض کی: "میں شام چلا جاؤں گا۔" حضور علیہ السلام نے فرمایا: "جب وہ تمہیں شام سے بھی نکال دیں گے تو پھر تم کیا کرو گے؟" انہوں نے عرض کی: "میں پلٹ آؤں گا۔" حضور علیہ السلام نے فرمایا: "جب وہ تمہیں دوبارہ وہاں سے نکال دیں گے تو پھر کیا کرو گے؟" انہوں نے عرض کی: "پھر میں تلوار لے کر مرتے دم تک جنگ کرتا رہوں گا۔" نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں۔ وہ تمہیں جہاں لے جائیں تم بلا چون و چرا تعمیل کرنا یہاں تک کہ اسی حالت میں تمہاری میرے ساتھ ملاقات ہو جائے۔"

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو مثنی ملیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام جب اپنے صحابہ کرام کے پاس تشریف لاتے تو فرماتے:

"عویمر میری امت کا حکیم ہے اور جندب میری امت سے الگ تھلگ رہنے والا ہے۔ وہ اکیلا زندگی بسر کرے گا، اکیلا ہی وفات پائے گا اور اللہ تعالیٰ بھی اکیلا ہی اس کے لئے کافی ہو گا۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "جب عمارتیں جبل سلع تک پہنچ جائیں تو تم یہاں سے چلے جانا۔" حضور علیہ السلام نے شام کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا: "اور میرا خیال ہے کہ امراء تمہیں وہاں نہیں رہنے دیں گے۔" انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ علیہ السلام! کیا ایسی حالت میں پھر میں ان لوگوں سے جنگ نہ کروں جو میرے اور آپ کے احکامات کے مابین حائل ہو جائیں۔" حضور علیہ السلام نے فرمایا: "ہرگز نہیں۔ امیر وقت کا حکم سن کر اس کی اطاعت کرنا، خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔"

جب عمارتیں سلع پہاڑ تک جا پہنچیں تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام چلے گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کے لوگوں میں فساد مچا رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی طرف خط لکھا اور آپ ان کے پاس آ گئے پھر آپ ربذہ چلے گئے۔ اس وقت اقامت ہو چکی تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقرر کردہ حبشی غلام جماعت کروانے والا تھا کہ وہ آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "آگے بڑھ کر آپ ہی جماعت کروائیں کیونکہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ امام وقت کی بات سن کر اس کی اطاعت

باب

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں مصالحت

بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

بیشک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور انشاء اللہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔

اسی طرح کی روایت بیہقی نے حضرت جابر سے نقل کی ہے

باب

حضرت محمد بن حنفیہ کی خبر

بیہقی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

سَيُوْلَدُ لَكَ بَعْدِيْ غُلَامٌ قَدْ نَحَلْتَهُ اِسْمِيْ وَ كُنْيَتِيْ

میرے بعد تمہارے ہاں ایک بچہ پیدا ہو گا جس کے نام اور کنیت کو تم مجھ سے موسوم کرو گے۔

باب

حضرت صلہ بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر

ابن سعد، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ ("الحلیہ" میں) بہ سند ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہم تک پہنچا ہے کہ میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہو گا جس کا نام صلہ بن اشیم

باب

جیتے جی جنت کا نظارہ کر لینا

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "مسند الشامیین" میں اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "الثقات" میں ابراہیم بن ابو عبلہ سے اور وہ شریک بن خباشہ نمیری سے روایت کرتے ہیں کہ میں بیت المقدس میں تھا۔ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے کنویں سے پانی لانے کے لئے گیا۔ اچانک رسی ٹوٹ گئی اور ڈول کنویں میں جا گرا۔ میں نیچے اترا تاکہ ڈول نکال لوں۔ میں کنویں کے اندر ڈول تلاش کر ہی رہا تھا کہ اچانک مجھے ایک درخت دکھائی دیا۔ میں نے اس کا ایک پتہ توڑا اور باہر نکل آیا۔ غور سے دیکھا تو وہ دنیا کے معروف درختوں کے پتوں کی مانند نہ تھا۔ فوراً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے آیا۔ آپ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا:

اَشْهَدُ اَنَّ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا.

میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ برحق ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ اس امت کا ایک شخص اسی دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں داخل ہو گا۔

یہ کہہ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پتے کو قرآن مقدس کے اوراق میں رکھ دیا۔

اسی روایت کو کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے چند دیگر واسطوں سے شریک بن خباشہ کی اہلیہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام تشریف لے گئے تو ہم بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ اس کے بعد مذکورہ واقعہ منقول ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا کر پوچھا۔ کیا تمہیں کتاب مقدس میں یہ بات ملتی ہے کہ اس امت کا ایک شخص جیتے جی جنت میں داخل ہو گا۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔

باب

جھوٹے مدعیان نبوت اور حجاج کے متعلق آگاہ فرمانا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انہوں نے فرمایا کہ میں نے قرظی سے بڑھ کر قرآن کے مطالب کو جاننے والا آدمی نہیں دیکھا۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سعید بن میسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی کا بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام ولید رکھا گیا۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"تم اپنے فرعونوں جیسے نام رکھتے ہو۔ اس امت میں ایک شخص ہو گا جس کا نام ولید ہو گا۔ اس کی شر انگیزی فرعون سے بھی زیادہ ہو گی۔"

لوگوں کا خیال تھا کہ اس سے مراد ولید بن عبدالملک ہے مگر بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ وہ شخص ولید بن یزید ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مرسل حسن روایت ہے۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے حضرت سعید بن میسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً نقل کیا ہے اور اسے صحیح روایت قرار دیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی کے ہاں بچہ پیدا ہوا...... پھر یہی روایت منقول ہے۔

باب

شام میں طاعون پھیلنے کی خبر

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "عنقریب تم شام کی طرف جاؤ گے اور یہ ملک تمہارے ہاتھوں فتح ہو گا۔ پھر تمہارے اندر پھوڑے یا پارۂ گوشت کی مانند ایک بیماری پیدا ہو گی جو آدمی کی جلد پر حملہ کرے گی۔ اس بیماری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں مرتبہ شہادت عطا فرمائے گا اور تمہارے اعمال کو پاک صاف کر دے گا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم ایسے مقام پر اترو گے جسے جابیہ کہا جائے گا۔ وہاں تم اونٹ کے غدود کی مانند ایک بیماری میں مبتلا ہو گے۔ اس بیماری کے باعث اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت عطا فرمائے گا اور تمہارے اعمال کو پاک صاف کر دے گا۔"

احمد، طبرانی، بزار، ابو یعلی، حاکم، ابن حزیمہ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو موسیٰ اشعری

جب اہل عراق نے انہیں غصہ دلایا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ اہل عراق کو بلا تاخیر حجاج کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کر دے جس کی آمد یقینی تھی۔

احمد رحمۃ اللہ علیہ "الزہد" میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ کو یہ بددعا دی:

"یا اللہ! میں نے ان پر اعتماد کیا۔ انہوں نے مجھ سے بدعہدی کی۔ میں نے ان سے خلوص اور خیر خواہی کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے مجھے دھوکہ دیا۔ پس تو ان پر وہ ثقفی نوجوان مسلط کر دے جو دامن گھسیٹ کر متکبرانہ انداز میں چلنے والا اور دنیاوی جاہ و منصب کا دلدادہ ہو گا۔ وہ یہاں کی تر و تازگی سے لذت کام و دہن کا سامان کرے گا۔ بہترین قیمتی لباس پہنے گا اور جاہلانہ طریقے پر فیصلہ کرے گا۔" حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ حجاج پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: "دامن کو گھسیٹنے والا نوجوان دو شہروں کا امیر ہو گا۔ وہ بہترین لباس پہنے گا، عمدہ غذا کھائے گا اور عظیم المرتبہ شہریوں کو قتل کرے گا۔ اس کی وجہ سے خوف و ہراس پھیل جائے گا اور لوگوں کی نیندیں اڑ جائیں گی۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حبیب بن ابو ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا: "خدا کرے تمہیں اس وقت تک موت نہ آئے جب تک تم ثقفی نوجوان کو نہ دیکھ لو۔" اس شخص نے پوچھا: "یہ ثقفی نوجوان کون ہے؟" حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "یہ وہ شخص ہے جسے بروز قیامت کہا جائے گا کہ تو جہنم کے ایک گوشے سے ہمیں کفایت کر۔ بیس یا بیس سے زائد سال تک اقتدار میں رہے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی کرے گا۔ کسی عصیاں شعاری سے پہلے بند دروازہ ہی کیوں نہ ہو، وہ اسے بھی توڑ کر اس معصیت کا ارتکاب ضرور کرے گا اور اپنے ہم نواؤں کے تعاون سے ان سب کو تہ و تیغ کرے گا جو اس کے حکم سے سرتابی کی جرأت کریں گے۔"

باب

حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت

ابوداؤد اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے جمیع اور عبدالرحمٰن بن خلاد انصاری سے روایت کی کہ حضرت اُمّ ورقہ بنت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ غزوۂ بدر کی طرف تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! مجھے بھی اپنے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دیجئے۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمادے۔" میری التجا سن کر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

قَرِّیْ فِی بَیْتِكِ فَإِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُكِ الشَّهَادَةَ.

تم اپنے گھر میں ٹھہری رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت عطا فرمائے گا۔

اسی فرمان نبوی کی وجہ سے لوگ انہیں شہیدہ کہا کرتے تھے۔ آپ قرآن پاک کی قاریہ تھیں۔ آپ نے اپنے غلام اور لونڈی کو مُدبَّر بنالیا تھا یعنی ان سے کہا کہ میرے وصال کے بعد تم آزاد ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا کہ اس کے غلام اور لونڈی نے اپنی آزادی کی خاطر حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ وہ رات کے سناٹے میں اٹھے اور ایک چادر سے اپنی مالکہ کا گلا گھونٹ دیا۔ جس کے باعث حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موت واقع ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے دونوں قاتلوں کو تختہ دار پر لٹکادیا۔ مدینہ منورہ میں سولی کی سزا پانے والے یہ پہلے مجرم تھے۔

روایت مذکورہ کو ابن راہویہ، ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے چند دیگر واسطوں سے نقل کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے چلو۔ شہیدہ سے ملاقات کریں۔"

باب

حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بعد کے حالات سے باخبر فرمانا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے

ہو گا اور اس کی شفاعت سے اتنے اتنے آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔

باب

وہب، قرظی، غیلان اور ولید کی خبر

ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت میں ایک شخص پیدا ہو گا جس کا نام وہب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اسے حکمت و دانائی سے نوازے گا۔ میری امت میں غیلان نامی شخص بھی پیدا ہو گا جو لوگوں کے لئے ابلیس سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہو گا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"شیطان شام میں بلند آواز سے چیخے گا اور وہاں کے دو تہائی لوگ تقدیر کو جھٹلا دیں گے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں غیلان قدری کی طرف اشارہ ہے۔

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو بردہ ظفری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

"دو کاہنوں میں ایک ایسا شخص ہو گا جو قرآن پاک کو اس قدر خوبصورت انداز سے پڑھے گا کہ اس کے بعد کوئی بھی اس کی طرح قرآن نہیں پڑھ سکے گا۔"

نافع بن یزید کہتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ مذکورہ حدیث کا مصداق محمد بن کعب قرظی ہیں۔ جبکہ دو کاہنوں سے مراد بنو قریظہ اور بنو نضیر ہیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دو کاہنوں میں ایک ایسا شخص ہو گا جو بڑے ہی خوبصورت انداز سے قرآن پڑھے گا اور اس کے بعد کوئی بھی اس جیسا قرآن نہیں پڑھ سکے گا۔"

راوی کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال تھا کہ اس حدیث پاک کا مصداق محمد بن کعب قرظی ہیں اور دو کاہنوں سے مراد قریظہ اور نضیر کے قبیلے ہیں۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب تک ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہیں فتنے رونما نہیں ہو سکتے۔ فتنوں کا ظہور ان کے بعد ہوگا۔

ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل کیا اور آپ کی خوب تعریف کی پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کیا اور ان کی بھی تعریف و توصیف کی۔ اس کے بعد فرمایا: "تیس سال کے بعد جدھر جی آئے رخ کر لینا۔ تم جس طرف رخ کرو گے، تمہیں ذلت و رسوائی اور فسق و فجور کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: "قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! ذوالحجہ کے اختتام سے پہلے آپ جنت میں داخل ہو چکیں ہوں گے۔ ہم کتاب اللہ میں یہ لکھا پاتے ہیں کہ آپ جہنم کے ایک دروازے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو اس میں گرنے سے بچائیں گے۔ جب آپ کا وصال ہو جائے گا تو یہ لوگ قیامت تک دوزخ میں گرتے رہیں گے۔"

بزار، طبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ (المعرفہ میں) حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ ارشاد فرما رہے تھے "یہ فتنہ کے لئے رکاوٹ ہیں۔ تمہارے اور فتنے کے درمیان اس وقت تک بڑا ہی مضبوط دروازہ بند رہے گا جب تک تمہارے مابین یہ شخص زندہ موجود ہے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ("الاوسط" میں) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جب تک یہ شخص (یعنی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہارے اندر موجود ہیں، تم کسی فتنہ میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں جب تلوار رکھ دی جائے گی تو پھر قیامت تک نہ اٹھائی جائے گی۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت سے پہلے ہرج رونما ہوگا۔"

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت طعن (نیزہ زنی) اور طاعون سے فنا ہو گی۔"

عرض کی گئی: "یارسول اللہ ﷺ! طعن کا مطلب تو ہم سمجھتے ہیں۔ یہ طاعون کیا چیز ہے؟" نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "طاعون تمہارے دشمن جنات کی نیزہ زنی کو کہتے ہیں اور ان دونوں کی وجہ سے مرنے والوں کو شہادت کا مرتبہ مل جاتا ہے۔"

احمد، ابو یعلی اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ ("الاوسط" میں) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت طعن یا طاعون سے فنا ہو گی۔"

میں نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! طعن کو تو ہم جانتے ہیں۔ یہ طاعون کیا ہے؟" فرمایا: "اونٹ کے غدود کی مانند ایک پھوڑا سا نکلتا ہے۔ جہاں طاعون کی وبا پھوٹ پڑے، جو شخص وہاں سے نہ بھاگے اور فوت ہو جائے تو وہ شہید ہے اور جو وہاں سے فرار ہو جائے اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو پیش قدمی کرنے والے لشکر سے بھاگ جاتا ہے۔"

باب

بدکاری کے باعث شرح اموات میں اضافہ

ابن ماجہ اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس قوم میں بدکاری اس قدر عام ہو جائے کہ وہ اس فعل شنیع کا برملا ارتکاب کرنے لگیں تو ان میں طاعون کی وباء پھو۔ ۔پڑتی ہے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا فَشَا الزِّنَا فِیْ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا کَثُرَ فِیْهِمُ الْمَوْتُ.

جس قوم میں بھی زناکاری عام ہوئی، اس کے افراد کی شرح اموات میں اضافہ ہو گیا۔

باب

فتنہ کے ظاہر ہونے سے پہلے

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال فرما جانا

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ چند لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے یہ بات کہی ہے مگر تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو۔" چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ہی وصال فرما گئے۔

طیالسی رحمۃ اللہ علیہ یزید بن ابو حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی بالشت بھر زمین پر جھگڑ پڑے۔ وہ اپنا مقدمہ لے کر حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آگئے۔ آپ نے ان کی باتیں سنیں تو فرمایا:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا كُنْتَ فِي أَرْضٍ فَسَمِعْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِي شِبْرٍ مِّنَ الْأَرْضِ فَاخْرُجْ مِنْهَا.

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب تم ایسے علاقے میں ہو جہاں دو آدمیوں کو بالشت بھر زمین پر جھگڑا کرتے ہوئے سنو تو وہاں سے چلے جاؤ۔

یہ کہہ کر حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام چلے گئے۔

باب

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتنہ سے محفوظ رہنا

ابو داؤد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "مجھے ہر آدمی کے متعلق یہ خطرہ ہے کہ وہ فتنہ کے دور میں فتنہ و فساد کا شکار ہو جائے گا سوائے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔" ان کے بارے میں مجھے کوئی خطرہ نہیں کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے:

لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ.

فتنہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔

ہیں کہ اعلان نبوت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسی عورت کی گود میں کبھی اپنا سر مبارک نہیں رکھا جو آپ کے لئے حلال نہ تھی سوائے اُمّ الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے۔ آپ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ حضور نبی پاک ﷺ کے سر مبارک کے بالوں میں صفائی کرتیں اور چشمان مقدس میں سرمہ لگاتی تھیں۔ ایک دن حضور ﷺ کی آنکھوں میں سرمہ لگا رہی تھیں کہ اچانک ان کی آنکھوں سے ایک آنسو بہہ نکلا اور حضور ﷺ کے رخسار مبارک پر آگرا۔ نبی پاک ﷺ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: "اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کے وصال کی خبر دی ہے۔ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ آپ کے بعد ہم کس کے دامن میں پناہ لیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد تم پر ظلم کیا جائے گا اور تمہیں کمزور سمجھا جائے گا۔"

باب

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد فتنوں کا آغاز

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: تم میں سے کس کو فتنہ کے متعلق فرمان نبوی یاد ہے؟ میں نے کہا: مجھے یاد ہے۔ آپ نے فرمایا: "بتایئے۔" میں نے کہا کہ حضور نبی پاک ﷺ نے ایسے آدمی کا تذکرہ فرمایا جسے اس کے اہل و عیال، مال و متاع اور ہمسائے کے متعلق فتنہ و آزمائش میں ڈالا جائے گا پھر نماز اور صدقہ کے ذریعے اسے چھٹکارا ملے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں اس فتنہ کے متعلق نہیں پوچھ رہا ہوں بلکہ میرا سوال اس فتنہ کے بارے میں ہے جو سمندر کی لہروں کی مانند موجزن ہوگا۔ میں نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کو اس سے کوئی خطرہ نہیں۔ اس فتنے اور آپ کی ذات کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: "تمہارا کیا خیال ہے، وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے گا؟" میں نے کہا: "اس دروازہ کو توڑ دیا جائے گا۔" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "پھر وہ دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔" حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس دروازے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس سے مراد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے۔

احمد، بیہقی اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عروہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ فتنے ظاہر ہو چکے ہیں۔ آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہنس پڑیں۔ نبی پاک ﷺ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

اُنْظُرِیْ یَا حُمَیْرَاءُ اَنْ لَا تَکُوْنِیْ اَنْتِ.

حمیراء! تم خیال رکھنا۔ کہیں خروج کرنے والی تم ہی نہ بن جاؤ۔

پھر حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا:

اِنْ وُلِّیْتَ مِنْ اَمْرِهَا شَیْئًا فَارْفُقْ بِهَا.

اگر عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا کوئی معاملہ تمہارے سپرد کیا جائے تو ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنا۔

مذکورہ روایت کو حاکم نے صحیح کہا ہے۔

احمد، ابویعلیٰ، بزار، حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنو عامر کے مکانات کے پاس پہنچیں تو آپ پر کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ آپ نے پوچھا: یہ کون سی جگہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یہ حوأب ہے۔ آپ نے فرمایا: یوں لگتا ہے کہ مجھے واپس ہونا پڑے گا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اب آپ ایسا نہ کریں بلکہ آگے چلیں تاکہ لوگ آپ کو دیکھیں تو آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان میں صلح فرمادے۔ آپ نے پھر فرمایا لگتا ہے مجھے واپس ہی جانا پڑے گا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے ازواج مطہرات سے فرمایا:

کَیْفَ بِاِحْدَاکُنَّ اِذَا نَبَحَتْهَا کِلَابُ الْحَوْأَبِ.

تم میں سے کسی ایک کا کیا حال ہوگا جب اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔

بزار اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ازواج مطہرات سے) فرمایا:

"تم میں سے وہ کون ہے جو زیادہ بالوں والے سرخ اونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی؟ یہاں تک کہ حوأب کے کتے اس پر بھونکیں گے۔ حوأب کے آس پاس کشتوں کے پشتے لگ جائیں گے اور وہ ہلاکت کے قریب پہنچ جانے کے بعد نجات حاصل کرے گی۔"

حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے کہا گیا کہ ہمیں کوئی ارشاد نبوی سنائیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں نے تمہیں فرمان نبوی سنایا تو تم مجھے سنگسار کر دو گے۔ ہم نے کہا: سبحان اللہ! ہم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ انہوں نے فرمایا: "اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ امہات المؤمنین میں کوئی ایک تمہارے ساتھ جنگ کریں گی اور

صحابہ کرام نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! ہرج کا کیا مطلب ہے؟"

نبی پاک ﷺ نے فیرمایا:

"ہرج کا مطلب قتل ہے۔ تم مشرکین کو قتل نہیں کرو گے بلکہ ایک دوسرے کو موت کے گھاٹ اتارو گے۔"

احمد، بیہقی، بزار، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بادلوں کی طرح فتنے ظاہر ہوں گے۔ جن کے باعث تم زہریلے سانپ بن جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔"

زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں جن سانپوں کا ذکر آیا ہے وہ جب کسی کو ڈسنے کا ارادہ کرتے ہیں تو (انہوں نے ہاتھ اٹھا کر سمجھایا کہ اس طرح) سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر حملہ آور ہوتے ہیں۔

احمد، بزار، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"غیر معمولی واقعات رونما ہوں گے، فتنے بپا ہوں گے اور فرقہ بندیوں اور اختلافات کا ظہور ہو گا۔ ایسے پر فتن دور میں تمہیں قاتل بننے کی بجائے مقتول بن جانے کو ترجیح دینی چاہیے۔"

طبرانی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایک فتنہ رونما ہو گا۔ اس فتنہ کے ظہور کے وقت مغربی لشکر محفوظ رہے گا۔"

ابن حمق کہا کرتے تھے کہ اسی لئے میں تمہارے پاس مصر آگیا ہوں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"چار فتنے ظاہر ہوں گے۔ پہلے فتنہ کے وقت خونریزی کو حلال سمجھ لیا جائے گا۔ دوسرے فتنہ کے وقت خون کے ساتھ ساتھ دوسروں کے مال و اسباب کھا لینے کو بھی جائز سمجھا جائے گا جبکہ تیسرے فتنہ کے وقت خون اور مال کے علاوہ آبروریزی کو بھی حلال سمجھ لیا جائے گا۔"

(اس میں چوتھے فتنے کا ذکر نہیں۔ غالباً وہ فتنہ تاتار ہے۔ اس قوم نے آخری عباسی خلیفہ کو قتل کیا تھا)۔

ﷺ نے آپ سے پوچھا تھا: "کیا تم ان سے محبت کرتے ہو؟" آپ نے کہا تھا "کیوں نہیں۔" تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔

"تم ان کے خلاف خروج کرو گے اور ان سے جنگ کرو گے اور اس ساری صورت حال میں تم ظالم ہو گے۔"

راوی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گفتگو سن کر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس چلے گئے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ جمل کے موقع پر حضرت علی نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

"میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ بتاؤ۔ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا تھا۔ "تم ضرور ان سے جنگ کرو گے اور ظالم تم ہو گے پھر تمہارے مقابلے میں ان کو فتح نصیب ہو گی۔"

یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ نے کہا: "بلا شبہ میں نے یہ فرمان نبوی سنا تھا۔ اب میں آپ سے جنگ نہیں کروں گا۔"

واقعہ صفین

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی جب تک دو عظیم گروہوں کے درمیان جنگ نہ ہو جائے۔ (یاد رکھنا!) ان گروہوں کے مابین زبردست معرکہ ہو گا اور ان دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو گا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بنو اسرائیل کے مابین اختلاف ہو گیا تھا پھر اختلاف کا یہ سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے دو ثالث مقرر کیے۔ یہ ثالث خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کی گمراہی کا باعث بھی بن گئے۔ اب اس امت میں بھی اختلاف رونما ہو گا اور یہ اختلاف جاری رہے گا یہاں تک کہ دو ثالث مقرر ہوں گے جو نہ تو خود صحیح فیصلہ کر سکیں گے اور نہ ان کے ہم نوا کسی فیصلہ کن نتیجے پر پہنچ سکیں گے۔"

حضرت ثعلبہ بن ضبیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ وہاں ایک خیمہ نصب تھا۔ غور سے دیکھا تو خیمے کے اندر محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے اس صورت حال کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا: "جب تک مسلمانوں کے سر سے اس فتنہ کے بادل چھٹ نہیں جاتے، اس وقت تک میں کسی شہر میں بھی نہیں ٹھہروں گا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ("الاوسط" میں) حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم لوگوں کو دنیا پر جھگڑتے دیکھو تو تلوار لے کر حرہ کی سب سے بڑی چٹان کے پاس چلے جانا پھر تلوار کو اس چٹان پر اس زور سے مارنا کہ وہ ٹوٹ جائے۔ بعدازاں گھر میں آکر بیٹھ جانا یہاں تک کہ کوئی تم پر دست درازی کرے یا طبعی موت آپہنچے۔"

پھر میں نے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق عمل کیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک تلوار عطا فرما کر ارشاد فرمایا:

"اس تلوار کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔ جب تمہیں مسلمانوں کے دو گروہ باہم دیگر برسر پیکار دکھائی دیں تو اس تلوار کو پتھر پر مار کر توڑ دینا۔ اس کے بعد اپنی زبان اور ہاتھ کو قابو میں رکھنا۔ یہاں تک کہ تمہیں طبعی موت آجائے یا کوئی خطار کار ہاتھ تم تک آپہنچے۔"

چنانچہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا اور مسلمانوں میں نزاع کی کیفیت پیدا ہوئی تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چٹان کے پاس گئے۔ اس پر اپنی تلوار ماری اور وہ ٹوٹ گئی۔

باب

حضرت عائشہ اور حضرت زبیر کی حضرت علی سے محاذ آرائی

اور

جمل صفین اور نہروان کا تذکرہ

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جب بعض امہات المؤمنین کے خروج کا تذکرہ فرمایا تو حضرت عائشہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "کیا وہ شخص میں ہوں؟"

حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "کیا میں ہوں؟"

حضور ﷺ نے فرمایا:

لَا وَلٰكِنْ خَاصِفُ النَّعْلِ.

نہیں بلکہ وہ نعلین کی سلائی کرنے والا شخص ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عہد شکنوں، ظالموں اور خارجیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاوسط میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی روایت نقل کی ہے نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ حدیث پاک ذکر فرمائی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ مجھے حکم دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے تاکیدی حکم فرمایا۔

ابو یعلی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جو خاص باتیں مجھ سے فرمائیں ان میں یہ بات بھی تھی کہ حضور ﷺ کے بعد امت کے لوگ مجھ سے دھوکہ کریں گے۔

ابو یعلی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا: "میرے بعد تمہیں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔" انہوں نے عرض کی: "کیا ان مشکلات میں میرا دین سلامت رہے گا؟" حضور ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔"

حمیدی، ابن ابی عمر، بزار، ابو یعلی، ابن حبان، حاکم اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو الاسود دیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت آپ رکاب میں پاؤں رکھ چکے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "آپ عراق نہ جانا۔ اگر آپ وہاں گئے تو تلوار کی دھار سے آپ کو تکلیف پہنچے گی۔" حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! آپ سے پہلے یہی بات رسول خدا ﷺ بھی مجھ سے فرما چکے ہیں۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

ایسا لشکر لے کر آئیں گی جو تمہیں تہ تیغ کرے گا۔ تو کیا تم میری بات مان لو گے۔" لوگوں نے کہا:
"سبحان اللہ! بھلا اس بات کو کون مان سکتا ہے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سفر جنگ سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔

بزار اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے:
"ہلاکت میں مبتلا ہونے والی ایک قوم خروج کرے گی۔ یہ لوگ ہرگز کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ ان کی قائد ایک عورت ہو گی اور یہ قیادت کرنے والی (خوش نصیب) عورت جنت میں جائے گی۔"

احمد، بزار اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:
"تمہارے اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین کچھ اختلاف ہو گا۔ جب ایسی صورت پیدا ہو جائے تو انہیں محفوظ مقام پر پہنچا دینا۔"

حاکم اور بیہقی، ابو الاسود رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: "میں اللہ کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں۔ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا تھا: 'تم اس سے جنگ کرو گے در آں حالیکہ تم ظالم ہو گے۔'" انہوں نے کہا: "مجھے یاد نہیں۔" یہ کہہ کر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس پلٹ گئے۔

ابو یعلی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو جروہ مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضرت علی، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کہہ رہے تھے "میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا تھا کہ تم میرے ساتھ جنگ کرو گے در آں حالیکہ تم ظلم کرنے والے ہو گے۔" حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "کیوں نہیں۔ میں نے یہ فرمان سنا تھا مگر مجھے یاد نہ رہا تھا۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:
"کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں جب صرف آپ اور میں بارگاہ نبوی میں حاضر تھے اور رسول اللہ

”60ھ کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو نماز کو ضائع کریں گے اور نفسانی خواہشات کے تابع ہوں گے۔ وہ بلاشبہ گمراہی ونامرادی سے دوچار ہوں گے۔ ان کے بعد چند اور لوگ آئیں گے جو قرآن پاک کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔“

بیہقی، حضرت شعبی رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفین سے واپس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! معاویہ کی حکمرانی کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ اگر یہ نہ رہے تو تمہیں اندرائن کی مانند لوگوں کے سر کندھوں سے جدا ہوتے نظر آئیں گے۔“

احمد اور بزار رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”60ھ کے آغاز اور بچوں کی حکمرانی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو۔ یہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ کم ظرف اور بے مروت لوگوں کے ہاتھوں میں نہ آجائے۔“

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کے بازار میں سے گزر رہے تھے اور یہ ارشاد فرما رہے تھے:

”یا اللہ! 60ھ تک مجھے زندہ نہ رکھ۔ اے لوگو! خدا تم پر رحم فرمائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنپٹی کے بالوں کو مضبوطی سے تھام لو۔ اے اللہ! مجھے بچوں کی حکمرانی کا زمانہ نہ دکھا۔“

ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

”میری سنت کو سب سے پہلے بنوامیہ کا ایک فرد تبدیل کرے گا۔“

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مصداق غالباً یزید بن معاویہ ہے۔

ابن منیع، ابویعلیٰ، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”(دین حق کی) موجودہ صورت حال یونہی اعتدال اور عدل وانصاف کے ساتھ قائم رہے گی یہاں تک کہ بنوامیہ کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کرے گا جس کا نام یزید ہوگا۔“

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس امت میں دو ایسے حکم (ثالث) ہوں گے جو خود بھی راہ صواب سے دور رہیں گے اور ان کے پیچھے چلنے والے بھی حقیقت کو نہ پا سکیں گے۔''

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: ''سچ سچ بتاؤ۔ کیا اس فرمان نبوی کا مصداق تم ہی نہیں ہو۔''

''میری اس امت میں فتنہ رونما ہو گا۔ اے ابو موسیٰ! تم اس فتنہ میں مبتلا ہو گے۔ فتنہ و آزمائش کے ان حالات میں سویا ہوا شخص بیٹھے ہوئے سے، بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے اور کھڑا ہوا شخص چلنے والے سے بہتر ہو گا۔'' اس فرمان میں حضور ﷺ نے عام لوگوں کی بات نہیں کی بلکہ تمہاری ذات کا خاص طور پر تذکرہ فرمایا ہے۔''

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صفین کے موقع پر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔ میں نے ایک شامی اونٹ کو آتے دیکھا۔ سوار کے علاوہ کچھ ساز و سامان بھی اس پر لدا ہوا تھا۔ جونہی یہ اونٹ ہمارے قریب آیا تو سامان ایک طرف پھینک کر لوگوں کی صفوں کو چیرتا ہوا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہو گیا پھر عجب انداز محبت سے اپنے ہونٹوں کو سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک اور شانوں کے درمیان رکھ دیا اور گردن ہلانے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

''بخدا! یہ وہی علامت ہے جو میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک راز تھی۔''

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کہیں جا رہے تھے کہ حضور ﷺ کے نعلین پاک ایک جگہ سے ٹوٹ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے سینے لگے۔ نعلین پاک کی سلائی میں مصروف ہونے کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذرا پیچھے رہ گئے۔ حضور ﷺ تھوڑا سا آگے چلے ہی تھے کہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُّقَاتِلُ عَلٰى تَاْوِيْلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلٰى تَنْزِيْلِهٖ.

تم میں ایک ایسا شخص ہے جو قرآن پاک کی تاویل (معانی و مفاہیم) پر لوگوں سے اس طرح جنگ کرے گا جیسے میں نے نزول قرآن پر لوگوں سے جنگ کی ہے۔

عالم انہیں کہیں نظر نہ آئے گا۔"

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری رائے میں یہ عالم اجل حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

باب

عالمِ قریش حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ

طیالسی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (المعرفہ میں) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَسُبُّوا قُرَيْشًا فَإِنَّ عَالِمَهَا يَمْلَأُ الْاَرْضَ عِلْمًا.

قریش کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ ان کا عالم ساری دنیا کو علم و حکمت کے فیض سے معمور کر دے گا۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء فرماتے ہیں کہ یہ عالم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بعد کے قریشی علماء میں سے کسی عالم کا فیض چار دانگ عالم میں اتنا عام نہیں ہوا جتنا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے علم کا فیض عام ہوا۔

باب

حضرت زید بن صوحان اور حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تذکرہ

ابو یعلی، ابن مندہ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ يَسْبِقُهُ بَعْضُ أَعْضَائِهِ إِلَى الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى زَيْدِ بْنِ صَوْحَانَ.

جس کے لئے ایسے شخص کو دیکھنا باعث مسرت ہو جس کے بعض اعضاء باقی جسم سے پہلے جنت میں جائیں گے تو وہ زید بن صوحان کو دیکھ لے۔

ابن مندہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے

اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

”عنقریب فتنے ظاہر ہوں گے اور تمہارا اپنی قوم کے ساتھ اختلاف ہو جائے گا۔“ میں نے عرض کی: ”ایسے حالات میں آپ مجھے کیا حکم دینا پسند فرمائیں گے؟“ حضور ﷺ نے فرمایا: ”کتاب الٰہی کے ساتھ فیصلہ کرنا۔“

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

”میں تمہیں سات فتنوں سے خبردار کرتا ہوں۔ ایک فتنہ مدینہ منورہ سے آئے گا، دوسرا مکہ میں رونما ہو گا، تیسرا یمن سے، چوتھا شام سے، پانچواں مشرق سے، چھٹا مغرب سے جبکہ ساتواں فتنہ اندرون شام سے آئے گا اور یہ آخری فتنہ سفیانی کا فتنہ ہو گا۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم میں سے چند لوگ پہلے فتنے کا زمانہ پالیں گے جبکہ اسی امت کے کچھ آدمی آخری فتنہ کو بھی پالیں گے۔ ولید بن عیاش کہتے ہیں کہ مدینہ کا فتنہ وہ تھا جو حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وجہ سے رونما ہوا۔ مکہ کا فتنہ حضرت ابن زبیر والا فتنہ تھا۔ شام کا فتنہ بنو امیہ کی طرف سے اور مشرق کا فتنہ بھی انہی لوگوں کی طرف سے رونما ہوا۔

باب

قریش کے ناتجربہ کار لڑکوں کی حکمرانی اور 60 ھ کی تباہ کاریاں

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

”میری امت کی ہلاکت قریش کے نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں ہو گی۔“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو نام لے کر بتا سکتا ہوں کہ ان لڑکوں کا تعلق فلاں فلاں گھرانے سے ہو گا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

فرمانے لگے:

جُنْدب وَمَا جُنْدب وَالأقطع الخَيْر زَيد.

پھر حضور ﷺ سوار ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قریب جا کر اس ارشاد گرامی کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

رَجُلَانِ يَكُوْنَانِ فِي هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَضْرِبُ اَحَدُهُمَا ضَرْبَةً يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْآخَرُ تُقْطَعُ يَدُهٗ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ يَتْبَعُ اللّٰهُ آخَرَ جَسَدِهٖ اَوَّلَهٗ.

اس امت میں دو ایسے شخص آئیں گے جن میں سے ایک آدمی تلوار کا وار کر کے حق و باطل کے مابین خط امتیاز کھینچ دے گا جبکہ دوسرے شخص کا ہاتھ راہ خدا میں کٹ جائے گا پھر کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ اس کے باقی ماندہ جسم کو پہلے کٹ جانے والے ہاتھ کے ساتھ (جنت میں) پہنچادے گا۔

اجلح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا دو شخصوں میں سے ایک جندب تھا جس نے (کوفہ کے گورنر) ولید بن عقبہ کے سامنے جادوگر کو تلوار سے قتل کر دیا تھا جبکہ دوسرا شخص زید تھا جس کا ہاتھ جلولاء کے دن کٹ گیا تھا اور بعد میں یہ زید بن صوحان جنگ جمل میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی صحابیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس خیال کو ترجیح دی ہے کہ یہ مخضرم ہیں یعنی انہوں نے عہد نبوی تو پایا مگر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت سے مشرف ہونے کا موقع نہ مل سکا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کوفہ کے ایک گورنر نے ایک جادوگر کو بلایا جو لوگوں کے سامنے طرح طرح کے شعبدے دکھا رہا تھا۔ اتنے میں حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ پہنچے۔ انہوں نے جونہی جادوگر کو دیکھا، فوراً تلوار مار کر اسے قتل کر دیا۔ لوگ خوفزدہ ہو کر منتشر ہو گئے۔ حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

اَيُّهَا النَّاسُ لَنْ تُرَاعُوْا اِنَّمَا اَرَدْتُّ السَّاحِرَ.

لوگو! گھبراؤ مت۔ میں صرف جادوگر کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت حارث اعور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس زید الخیر کا تذکرہ فرمایا تھا، وہ زید بن صوحان ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

سَيَكُوْنُ بَعْدِيْ رَجُلٌ مِّنَ التَّابِعِيْنَ وَهُوَ زَيْدُ الْخَيْرِ يَسْبِقُهٗ بَعْضُ

"تمہارے پاس کالی رات کے ٹکڑوں کی مانند فتنوں کا ظہور ہوگا۔ جب بھی اللہ کے کچھ رسول اس دنیا سے رخصت ہوئے، ان کی جگہ دوسرے آ گئے مگر اب نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ اب بادشاہت آئے گی۔ اے معاذ! میری بات کو ذہن نشین کر لو۔ ذرا گنتی کرو۔ جب گنتی پانچ تک پہنچی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

یَزِیْدُ لَا یُبَارِکُ اللّٰہُ فِی یَزِیْدَ.

یزید آئے گا۔ اللہ اسے برکت نہ دے۔

پھر حضور رحمت عالم ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور فرمایا:

نُعِیَ اِلَیَّ حُسَیْنٌ وَ اُتِیْتُ بِتُرْبَتِہٖ وَاُخْبِرْتُ بِقَاتِلِہٖ.

مجھے (امام) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شہادت کی خبر دی گئی۔ ان کے مقتل کی مٹی بھی میرے پاس لائی گئی اور ان کے قاتل سے بھی مجھے آگاہ کر دیا گیا۔

جب گنتی دس تک پہنچی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلْوَلِیْدُ اِسْمُ فِرْعَوْنَ هَادِمُ شَرَائِعِ الْاِسْلَامِ یَبُوْءُ بِدَمِہٖ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ.

ولید فرعون کا نام ہے جو شریعت اسلامیہ کے احکامات کی بے حرمتی کرنے والا ہے۔ اس کے اپنے گھرانے کا ایک فرد اس کے خون کا ذمہ دار ہوگا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "اس شر و فساد کی وجہ سے عربوں کے لئے ہلاکت ہے جو عنقریب 60ھ کے آغاز میں رونما ہوگا۔ اس وقت امانت کو غنیمت سمجھا جائے گا۔ صدقہ کرنے کو تاوان خیال کیا جائے گا۔ گواہیاں جان پہچان کی وجہ سے دی جائیں گی اور مقدمات کے فیصلے خواہشات کی بھینٹ چڑھ جائیں گے۔"

باب

عالم مدینہ...... حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عنقریب لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر کسی بڑے عالم کو تلاش کریں گے اور عالم مدینہ سے بڑا

کیا تمہیں یہ ڈر ہے کہ میں بستر علالت پر فوت ہو جاؤں گا۔ ایسا ہر گز نہ ہو گا۔ میرے محبوب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مجھے بتایا تھا کہ مجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور اس دنیا میں میری آخری غذا پانی ملا دودھ ہو گا۔

احمد، ابن سعد، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابوالبختری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ صفین کے موقع پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس دودھ کا مشروب لایا گیا تو آپ ہنسنے لگے۔ لوگوں نے پوچھا:

مِمَّ تَضْحَكُ؟

اس میں ہنسی کی کیا بات ہے؟

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا:

آخِرُ شَرَابٍ تَشْرَبُهُ مِنَ الدُّنْيَا شَرْبَةُ لَبَنٍ.

اس دنیا میں تم جو آخری مشروب پیو گے وہ دودھ ہو گا۔

یہ کہہ کر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کارزار میں اترے اور جام شہادت نوش کیا۔

مذکورہ روایت چند دیگر اسناد سے بھی حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما رہے تھے:

تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ تَشْرَبُ شَرْبَةَ ضِيَاحٍ تَكُوْنُ آخِرَ رِزْقِكَ مِنَ الدُّنْيَا.

تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔ تم پانی ملا دودھ پیو گے اور اس دنیا میں یہی تمہارا آخری رزق ہو گا۔

احمد، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"الٰہی! قریش عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف مشتعل ہو گئے۔ عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے والا اور مال و اسباب چھیننے والا دونوں دوزخی ہیں۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ہذیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ صحابہ کے پاس تشریف لائے تو کسی نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دیوار گر گئی ہے اور ان کا وصال ہو گیا ہے۔ یہ سن کر نبی الانبیاء سید المرسلین امام الاولین

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کو لے کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک زبان رسالت سے یہ کلمات ادا ہونے لگے:

جُنْدب وَمَا جندب وَالأَقطع الخَيْر زَيْد.

صحابہ کرام نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے اس ارشاد گرامی کا کیا مطلب ہے؟"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"جہاں تک جندب کا تعلق ہے تو وہ تلوار کا ایسا وار کرے گا جس کی وجہ سے گویا وہ ایک پوری امت کا کردار ادا کرے گا۔ رہا زید تو وہ میری امت کا ایسا نرالا شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے باقی جسم سے کافی عرصہ پہلے جنت میں داخل ہو جائے گا۔"

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جب ولید بن عقبہ کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے تو انہوں نے ایک جادوگر کو اپنے دربار میں طلب کیا جو اپنے جادو کے اثر سے لوگوں کو اس قدر مسحور کر رہا تھا کہ لوگ سمجھتے تھے کہ وہ واقعی مردہ کو زندہ کر لیتا ہے اور زندہ کو موت سے ہم آغوش کر دیتا ہے۔ یہ جادوگر گورنر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ پہنچے۔ انہوں نے تلوار کا وار کر کے جادوگر کی گردن اڑا دی اور فرمایا:

اَحْيِ نَفْسَكَ الْآنَ

اب تو اپنے آپ کو زندہ کر۔

دوسرے شخص حضرت زید بن صوحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ جنگ قادسیہ میں ان کا ہاتھ کٹ گیا تھا اور پھر جنگ جمل میں وہ شہید ہو گئے تھے۔ حدیث مذکور کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کیا ہے۔ نیز یہی حدیث پاک ابو مجلز کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مرسلاً مروی ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند اجلح رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبید بن لاحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ سفر میں تھے کہ آپ کے ہم سفر ساتھیوں میں سے ایک شخص سواری سے اتر پڑا اور ساتھیوں کے شوق سفر کو تیز تر کرنے کے لئے رجز پڑھنے لگا۔ اس کے بعد ایک اور شخص نے بھی ایسا ہی کیا۔ اب رسول کریم ﷺ نے چاہا کہ ساتھیوں کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کی خاطر کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپ اپنی سواری سے نیچے تشریف لائے اور

مدینہ منورہ کو تین دن تک لوٹا اور ان ایام میں ایک ہزار کنواری دوشیزاؤں کی آبروریزی کی گئی۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لیث بن سعد سے نقل فرمایا ہے کہ واقعہ حرہ 60ھ میں بدھ کے دن پیش آیا جبکہ ماہ ذی الحجہ کے تین دن ابھی باقی تھے۔

باب

مقام عذراء میں ظلماً قتل ہونے والے

یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تاریخ میں)، بیہقی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

"تم نے اہل عذراء یعنی حجر اور اس کے ساتھیوں کو کیوں قتل کیا تھا؟"

انہوں نے کہا:

"میں نے سوچا تھا کہ ان لوگوں کو زندہ چھوڑنے سے امت میں فساد پیدا ہوگا اور ان کو قتل کر دینے سے معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ عذراء کے مقام پر کچھ لوگوں کو قتل کیا جائے گا اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور آسمان والے غضب ناک ہو جائیں گے۔" یہ حدیث پاک مرسل ہے۔

بیہقی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل عراق سے فرمایا:

"اے اہل عراق! تمہارے سات آدمی عذراء میں قتل کئے جائیں گے۔ ان کی مثال اخدود (کھائی) والوں جیسی ہوگی۔"

چنانچہ حجر اور اس کے ساتھیوں کو وہیں قتل کیا گیا۔ حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ کچھ اس طرح لکھا ہے کہ زیاد بن سمیہ نے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چھیڑا تو حجر نے پتھر اٹھا کر اسے مار دیا۔ اس کے پاس بیٹھے ہوئے چند اور آدمیوں نے بھی اس کی تقلید کی اور زیاد کو پتھر مارنے لگے۔ زیاد نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھ کر یہ اطلاع بھیجی کہ حجر نے مجھے منبر پر پتھر مارے ہیں۔ اس کے جواب میں امیر

أَعْضَائِهِ إِلَى الْجَنَّةِ بِعِشْرِينَ سَنَةً.

میرے بعد تابعین میں سے ایک شخص ہو گا جس کا نام زید الخیر ہو گا۔ اس کے کچھ اعضاء باقی ماندہ جسم سے بیس سال پہلے جنت میں پہنچ جائیں گے۔

چنانچہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بایاں ہاتھ نہاوند میں کٹ گیا تھا۔ اس کے بعد وہ بیس سال تک زندہ رہے اور بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے جنگ جمل میں شہید ہو گئے تھے۔ انہوں نے شہادت سے پہلے کہا تھا:

إِنِّي رَأَيْتُ يَدِيْ خَرَجَتْ مِنَ السَّمَاءِ تُشِيْرُ إِلَيَّ أَنْ تَعَالَ وَأَنَا لَاحِقٌ بِهَا.

میں نے اپنے ہاتھ کو آسمان سے نکلتے دیکھا ہے جو اشارہ سے مجھے اپنی طرف بلا رہا تھا اور اب میں اس کے پاس پہنچنے والا ہوں۔

باب

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت

شیخین رحمۃ اللہ علیہما (بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ) حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، نیز حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

باغی گروہ تجھے قتل کرے گا۔

یہ حدیث پاک متواتر ہے جسے دس سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کیا۔ اسی لئے میں نے احادیث متواترہ میں اسے ذکر کیا ہے۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باندی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید بیمار ہو گئے اور آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ ہم آپ کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگے۔ جب ذرا افاقہ ہوا تو ہمیں گریہ کناں دیکھ کر فرمایا:

أَتَخْشَوْنَ أَنْ أَمُوْتَ عَلَى فِرَاشِيْ أَخْبَرَنِيْ حَبِيْبِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَقْتُلُنِي الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ وَأَنَّ آخِرَ أَدَمِيْ مِنَ الدُّنْيَا مَذْقَةٌ مِنْ لَبَنٍ.

باب

بے وقت نماز پڑھنے والے ائمہ

ابن ماجہ اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہو سکتا ہے کہ تم ایسے لوگوں کا زمانہ پاؤ جو بے وقت نماز پڑھیں گے۔ اگر یہ صورت حال دیکھو تو اپنے گھروں میں صحیح وقت پر نماز پڑھ لینا اور بعد میں ان کے ساتھ بھی نماز میں شریک ہو جانا اور اس نماز میں نفل کی نیت کر لینا۔"

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے بعد تمہارے معاملات کی باگ دوڑ ایسے حکمرانوں کے ہاتھ آجائے گی جو سنت کو مٹائیں گے، علی الاعلان بدعت کا ارتکاب کریں گے اور نمازیں وقت سے دیر کر کے پڑھیں گے۔"

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"چند ایسے حکمران آئیں گے جو غیر ضروری کاموں میں اتنے مصروف ہوں گے کہ نماز کو اصل وقت سے مؤخر کر کے پڑھیں گے۔ تم ایسے لوگوں کے ساتھ نفل کی نیت کر کے نماز میں شامل ہو جانا۔"

میں (علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ ان حکمرانوں سے مراد بنوامیہ کے حکمران ہیں۔ مشہور ہے کہ وہ نمازوں میں تاخیر کیا کرتے تھے مگر جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے مقررہ اوقات میں نماز ادا کرنے کو دوبارہ شروع کر دیا۔

باب

"چند آدمیوں کی عمر" اور "صدی کے اختتام" سے آگاہ فرمانا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں ایک رات ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب

والآخرین علیہ ﷺ نے بلا تامل ارشاد فرمایا:

مَا مَاتَ عَمَّارٌ.

یہ نہیں ہو سکتا کہ عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا ہو۔

باب

واقعہ حرہ

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ایوب بن بشیر معاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ جب حرۂ زہرہ کے پاس سے گزرے تو تھوڑی دیر کے لئے رک گئے اور فرمایا: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. صحابہ کرام نے وجہ دریافت کرنا چاہی تو ارشاد فرمایا:

يُقْتَلُ بِهٰذِهِ الْحَرَّةِ خِيَارُ أُمَّتِيْ بَعْدَ أَصْحَابِيْ.

حرہ کے اس مقام پر میرے صحابہ کے بعد افضل ترین لوگوں کو قتل کیا جائے گا۔

یہ حدیث پاک مرسل ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آیت کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کچھ اس طرح فرمائی ہے کہ جس سے مذکورہ بالا حدیث پاک کی تائید ہوتی ہے۔ وہ آیت کریمہ یہ ہے:

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا. (احزاب:14)

اگر (کفار کے لشکر) ان پر مدینہ کے اطراف سے گھس آتے پھر ان سے فتنہ انگیزی میں شرکت کی درخواست کی جاتی تو وہ فوراً اسے قبول کر لیتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ کی عملی تعبیر 60ھ کے آغاز میں سامنے آئی جب بنو حارثہ نے اہل شام کو مدینہ منورہ میں داخل کر دیا۔

بیہقی، حضرت حسن رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حرہ کے دن مدینہ منورہ میں اس قدر قتل عام ہوا کہ کسی ایک فرد کے بچنے کی امید بھی نہ تھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حرہ کے دن سات سو حفاظ کرام شہید ہوئے جن میں سے تین سو صحابہ کرام تھے اور یہ واقعہ یزید کے عہد حکومت میں پیش آیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلم بن عقبہ نے

تھے۔ میں حضور ﷺ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ اتنے میں میرے والد صاحب آ پہنچے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میرا یہ بیٹا میری زندگی کا واحد سہارا ہے۔ یہی میرے ہاتھ پاؤں ہے۔"

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

اِرْجِعْ مَعَهٗ فَاِنَّهٗ يُوْشِكُ اَنْ يَّهْلِكَ.

تم اپنے والد کے ساتھ چلے جاؤ۔ عنقریب یہ فوت ہو جائیں گے۔

چنانچہ اسی سال میرے والد فوت ہو گئے۔

ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد میں شریک ہونے کے ارادے سے مدینہ پاک بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ ان کے پیچھے ان کے والد بھی آ گئے۔ انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! حبیب کے علاوہ میرا کوئی بیٹا نہیں جو میرے مال ومتاع اور گھر بار کے دیگر امور سرانجام دے سکے۔ اس کی معروضات سن کر نبی کریم ﷺ نے حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے ساتھ واپس بھیج دیا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا:

"ہو سکتا ہے اسی سال تم پر کوئی پابندی باقی نہ رہے۔ پس اے حبیب! اپنے والد کے ساتھ چلے جاؤ۔"

چنانچہ تعمیل ارشاد کرتے ہوئے حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اپنے والد کے ساتھ واپس لوٹ آئے پھر اسی سال مسلمہ فوت ہو گئے اور حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کو بھی جہاد میں شرکت کی سعادت نصیب ہو گئی۔

باب

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیٹے نعمان بن بشیر کو کسی کپڑے وغیرہ میں لپیٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئیں اور عرض کرنے لگیں:

"یارسول اللہ ﷺ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس بیٹے کو مال اور اولاد میں فراوانی عطا فرمائے۔"

معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا کہ حجر کو میرے پاس بھیج دو۔ جب حجر اور اس کے ساتھی دمشق کے قریب پہنچے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھیجے ہوئے آدمی انہیں عذراء کے مقام پر ملے۔ انہوں نے حجر کو ساتھیوں سمیت وہاں ہی موت کے گھاٹ اتار دیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل عراق کو عذراء کے مقتولین کی جو خبر دی تھی، وہ انہوں نے یقیناً حضور نبی کریم ﷺ سے سن کر ہی بتائی ہو گی۔

باب

عمرو بن حمق کا قتل

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت رفاعہ بن شداد بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن حمق کو طلب کیا تو میں بھی ان کے ساتھ باہر نکلا۔ عمرو مجھ سے کہنے لگے۔ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ جن وانس میرے خون میں شریک ہوں گے۔ رفاعہ کہتے ہیں کہ ابھی عمرو کی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ میں نے گھوڑوں کو آتے دیکھ لیا۔ میں نے اسے الوداع کہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک سانپ نے عمرو پر حملہ کیا اور انہیں ڈس لیا۔ اتنے میں سوار آ پہنچے اور انہوں نے عمرو کا سر تن سے جدا کر دیا۔ عہد اسلام میں کاٹ کر بھیجا جانے والا یہ پہلا سر تھا۔

باب

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نابینا ہو جانا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیمار ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
"اس بیماری سے تمہیں کچھ خطرہ نہیں ہونا چاہئے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم اس وقت کیا کرو گے جب عمر کا ایک حصہ گزار کر نابینا ہو جاؤ گے۔" انہوں نے عرض کی:

"میں اس وقت رضائے الٰہی کی خاطر صبر سے کام لوں گا۔" حضور ﷺ نے فرمایا:
"پھر تو آپ بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔" چنانچہ وصال نبوی کے بعد حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد ان کی بصارت لوٹ آئی اور پھر ان کا وصال ہو گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تاریخ میں) اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے سامنے ایک ایسے شخص نے حدیث بیان کی جس نے ایک آدمی کو مسجد خیف میں قصہ گوئی کرتے سنا تھا۔ میں نے اس کے متعلق پتہ کیا تو وہ شیطان نکلا۔

ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن ابو فاطمہ فزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں مسجد حرام میں اپنے شیخ کے پاس بیٹھ کر احادیث لکھ رہا تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھے شیبانی نے حدیث سنائی ہے۔ ایک شخص بولا۔ مجھے بھی شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث سنائی ہے۔ شیخ نے فرمایا شعبی سے روایت ہے۔ وہ شخص بولا مجھے بھی شعبی نے بتایا ہے۔ شیخ نے کہا حارث سے مروی ہے تو شخص مذکور کہنے لگا۔ اللہ کی قسم! میں نے حارث کو دیکھا ہے اور ان سے احادیث سنی ہیں۔ شیخ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا ذکر کیا تو وہ شخص کہنے لگا۔ اللہ کی قسم! میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دیکھا ہے اور میں صفین کے موقع پر موجود تھا۔ عیسیٰ فزاری کہتے ہیں کہ میں نے یہ عجیب صورت حال دیکھی تو آیت الکرسی پڑھنے لگا۔ جب میں نے وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا پڑھا اور ادھر دیکھا تو وہ شخص غائب ہو چکا تھا۔

باب

چوتھی صدی کے لوگ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرا زمانہ (صدی) سب سے بہتر ہے پھر جو ان کے بعد آئیں گے پھر جو ان کے بعد آئیں گے پھر ان کے بعد (چوتھی صدی میں) ایسے لوگ آئیں گے جو بددیانتی کے مرتکب ہوں گے۔ لوگ ان کے پاس امانتیں نہ رکھیں گے۔ وہ گواہیاں دیں گے حالانکہ ان سے گواہی کا مطالبہ بھی نہیں کیا جائے گا۔ وہ منت تو مانیں گے مگر اسے پورا نہ کریں گے۔ ان لوگوں میں موٹاپا ظاہر ہو جائے گا۔"

باب

آگ کے درمیان حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ابو نضرہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا:

"یہ رات جسے تم دیکھ رہے ہو، اسی سے اس صدی کا آغاز ہو رہا ہے اور آج روئے زمین پر جو لوگ موجود ہیں، ان میں سے ایک بھی اس صدی کے اختتام تک زندہ نہ رہے گا۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے وصال نبوی سے ایک ماہ قبل حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو۔ حالانکہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ قسم بخدا! آج روئے زمین پر جو زندہ لوگ موجود ہیں ان میں سے کسی پر سو سال نہیں گزریں گے۔ (یعنی یہ سب لوگ صدی کے اختتام سے پہلے فوت ہو جائیں گے)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "جن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور ملاقات کا شرف ہوا، ان میں سے میرے علاوہ باقی سب کا وصال ہو گیا ہے۔" پھر حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدی کے اختتام پر وصال ہوا۔

حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند محمد بن زیاد الہانی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر دست کرم رکھا اور ارشاد فرمایا:

يَعِيْشُ هٰذَا الْغُلَامُ قَرْنًا.

یہ بچہ پوری صدی یعنی سو سال زندہ رہے گا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورے سو سال عمر پائی۔ ان کے چہرے پر ایک پھوڑا سا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے متعلق بھی فرمایا:

لَا يَمُوْتُ هٰذَا حَتّٰى يَذْهَبَ الثُّؤْلُوْلُ مِنْ وَجْهِهٖ.

یہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت تک فوت نہ ہوں گے جب تک یہ پھوڑا ان کے چہرے سے ختم نہ ہو جائے گا۔

پھر واقعی ایسا ہی ہوا کہ ان کے وصال سے کچھ عرصے پہلے پھوڑا ٹھیک ہو گیا اور اس کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا

ابن سعد، بغوی، ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ (الصحابہ میں) نیز بیہقی رحمتہ اللہ علیہ حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں

لائی گئی۔ اسے پانی سے بھر دیا گیا اس کے نیچے آگ جلائی گئی اور ذرا اوپر بیٹھنے کی جگہ بنائی گئی۔ پانی کے بخارات ان تک پہنچتے تھے تو وہ گرمی محسوس کرتے تھے۔ اسی دوران وہ گر پڑے اور آگ سے بری طرح جھلس گئے۔

باب

دوزخی شخص کی خبر دینا

واقدی، طبرانی، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رجال بن عنفوہ بڑا ہی عاجز، پابندی سے قرآن کی تلاوت کرنے والا اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا تھا۔ ایک دن ہم چند اشخاص بیٹھے ہوئے تھے۔ رجال بھی ہمارے پاس بیٹھا تھا۔ اتنے میں رسول اکرم نور مجسم ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَحَدُ هٰؤُلَآءِ النَّفرِ فِي النَّارِ.

ان آدمیوں میں سے ایک دوزخی ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ فرمان سنتے ہی میں نے اپنے ساتھیوں کو غور سے دیکھا تو حیران رہ گیا کہ وہاں تو حضرت ابو ہریرہ، ابو اروی دوسی، طفیل بن عمرو اور رجال بن عنفوہ جیسے نیکوکار آدمی موجود تھے۔ میں سوچنے لگا کہ ان میں سے وہ بدبخت کون ہو گا جس کے دوزخی ہونے کی اطلاع حضور ﷺ نے ہمیں دی ہے۔ بعد ازاں جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور بنو حنیفہ مرتد ہو گئے۔ میں نے رجال بن عنفوہ کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ فتنہ و فساد کا شکار ہو گیا ہے۔ اس نے جھوٹے نبی مسیلمہ کی تائید کرتے ہوئے یہ گواہی دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد امور نبوت میں اسے شریک فرمالیا تھا۔ جونہی میں نے رجال کے متعلق یہ بات سنی تو بے ساختہ میری زبان سے نکلا: ''رسول اللہ ﷺ کا فرمان سچا تھا۔''

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رجّال یا رحّال لقب ہے۔ اس کا اصلی نام نہار تھا۔

سیف بن عمر ''الفتوح'' میں مخلد بن قیس بجلی سے روایت کرتے ہیں کہ فرات بن حیان، رجال بن عنفوہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر جانے لگے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ان آدمیوں میں سے ایک کی داڑھ دوزخ میں احد پہاڑ سے بھی بڑی ہو جائے گی۔'' پھر یہ فرمان نبوی مذکورہ اشخاص تک بھی پہنچ گیا۔ بعد ازاں جب

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو گی کہ اس لڑکے کو اپنے خالو جیسی زندگی حاصل ہو جائے جنہوں نے قابل ستائش زندگی گزاری اور پھر شہادت کا مرتبہ پا کر جنت میں داخل ہو گئے۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ عبدالملک بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ بشیر بن سعد اپنے بیٹے نعمان کو لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے کے لئے دعا فرمائیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ یہ اس مقام رفیع تک جا پہنچے جہاں تک تمہیں رسائی حاصل ہے پھر شام چلا جائے اور وہاں شام کے ایک منافق کے ہاتھوں شہید ہو جائے۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمہ بن محارب اور چند دیگر آدمیوں سے نقل فرمایا ہے کہ جب مروان بن حکم کے دور اقتدار میں ضحاک بن قیس کو مرج راھط میں قتل کیا گیا تو نعمان بن بشیر نے حمص سے فرار ہونے کا ارادہ کر لیا۔ یہ اس وقت حمص کے گورنر تھے۔ انہوں نے مخالفت کی اور ابن زبیر کی خاطر لوگوں کو دعوت دی پھر اہل حمص نے انہیں تلاش کر کے قتل کر دیا اور ان کا سر تن سے جدا کر ڈالا۔

باب

جھوٹی احادیث گھڑنے والے انسان اور شیطان

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے آخر میں کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو تمہارے سامنے ایسی احادیث بیان کریں گے جو نہ تم نے کبھی سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباؤ اجداد نے۔ ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا۔"

ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی جب تک ابلیس بازاروں میں گھوم پھر کر یہ نہ کہے گا کہ فلاں بن فلاں نے مجھ سے یہ یہ حدیث بیان کی ہے۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شیطان انسانی شکل میں آئے گا اور لوگوں کے سامنے جھوٹی احادیث بیان کرے گا جس کی وجہ سے لوگوں میں انتشار پھیل جائے گا۔

اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اس کی کیا مدد کریں گے۔ قیس کی یہ دلخراش گفتگو سن کر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً اٹھے، اسے گریبان سے پکڑ کر بارگاہ نبوی میں لے آئے اور اس کی گفتگو حضور ﷺ کے گوش گزار کر دی۔ رحمت عالم ﷺ نے جب قیس کی یہ بات سنی تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ غصے کی حالت میں اپنی چادر مبارک کو کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لے آئے۔ اعلان کیا گیا الصلاۃ جامعۃ. لوگ اکٹھے ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ نے حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الرَّبَّ رَبٌّ وَاحِدٌ وَإِنَّ الْاَبَ اَبٌ وَاحِدٌ وَإِنَّ الدِّيْنَ دِيْنٌ وَاحِدٌ وَإِنَّ الْعَرَبِيَّةَ لَيْسَتْ لَكُمْ بِاَبٍ وَلَا اُمٍّ وَاِنَّمَا هِيَ لِسَانٌ فَمَنْ تَكَلَّمَ بِالْعَرَبِيَّةِ فَهُوَ عَرِبِيٌّ.

اے لوگو! پروردگار عالم صرف ایک ہے۔ تمہارا باپ بھی ایک ہے اور تمہارا دین بھی ایک۔ عربی زبان کے ساتھ تمہارا تعلق ایسا نہیں کہ اسے تمہارا باپ یا تمہاری ماں کہا جائے۔ یہ صرف زبان ہے۔ جو شخص بھی عربی زبان بولے گا وہ عربی کہلائے گا اور بس۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ عرض کرنے لگے۔ ”حضور ﷺ! اس منافق کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟“ حضور ﷺ نے فرمایا:

دَعْهُ إِلَى النَّارِ.

اسے آگ میں جانے دو اور کچھ نہ کہو۔

راوی کا بیان ہے کہ قیس بعد میں مرتد ہو گیا اور حالت ارتداد میں ہی قتل ہو گیا۔

باب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تذکرہ

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی کام کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کسی شخص کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے قطع کلامی کو مناسب نہ سمجھا اور واپس چلے گئے۔ بعد میں جب رسول اللہ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے تو انہوں نے عرض کی: ”میں نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے پاس بھیجا تھا۔ انہوں نے آپ کے پاس کسی شخص کو دیکھا تو بات کئے بغیر واپس چلے گئے۔“ نبی پاک ﷺ نے پوچھا: ”کیا واقعی عبداللہ

کہ ایک صحابی کے گھر میں حضور ﷺ نے دس صحابہ کی موجودگی میں فرمایا:
"تم میں سے سب سے آخر میں فوت ہونے والا شخص آگ کے درمیان فوت ہوگا۔" ان صحابہ میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ ابونضرہ کہتے ہیں کہ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال اس محفل میں موجود تمام صحابہ کے بعد ہوا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے چند دیگر واسطوں سے بھی یہی راویت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمائی ہے۔

ابن سعد، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ اوس بن خالد سے اور وہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرات ابوہریرہ، سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور میں ایک مکان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا: "تم میں سے آخری شخص آگ کے درمیان فوت ہوگا۔" ان تینوں میں سب سے پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا پھر حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور سب سے آخر میں حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن طاؤس وغیرہ سے یہ بات سنی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حضرات ابوہریرہ، سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ایک تیسرے صحابی موجود تھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے آخری شخص کا وصال آگ کے درمیان ہوگا۔" تیسرے صحابی کا انتقال سب سے پہلے ہوا جبکہ حضرات ابوہریرہ اور سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعد میں فوت ہوئے۔ جب کوئی حضرت ابوہریرہ کو غصہ دلانا چاہتا تو انہیں ازراہ مذاق صرف اتنا کہہ دیتا کہ سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوگیا ہے۔ یہ سن کر بسا اوقات وہ بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ ان دونوں میں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے فوت ہوئے اور حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد میں۔

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ ابویزید مدینی سے روایت کرتے ہیں کہ مرض الموت میں حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت سردی لگ گئی۔ ان کے لئے آگ جلائی گئی۔ دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف آگ کے چولہے روشن کئے گئے مگر انہیں کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بالآخر اسی حالت میں ان کا وصال ہوگیا۔

ابن عساکر، محمد بن سیرین رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ شدید سردی کے باعث حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ ان کا جسم گرم نہیں ہو رہا تھا۔ ایک بڑی ہنڈیا

اے نفس مطمئن! اپنے رب کی طرف اس حال میں واپس چلو کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے خاص بندوں میں شامل ہو جاؤ اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ میری بینائی زائل ہو جائے گی جواب زائل ہو چکی ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ میں ڈوب جاؤں گا۔ چنانچہ یہ کام بھی رونما ہو چکا ہے۔ میں ایک دفعہ بحیرہ طبریہ میں ڈوبا تھا۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں فتنے کے بعد ہجرت کروں گا۔ الٰہی! گواہ رہنا۔ میں آج محمد بن علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف ہجرت کر رہا ہوں۔

باب

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے تہتر فرقے

بیہقی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہودیوں کے اکہتر یا بہتر فرقے ہو گئے تھے۔ اسی طرح نصرانیوں کے بھی اکہتر یا بہتر فرقے ہو گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔"

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اہل کتاب اپنے اپنے دین میں بہتر مذہب نکال لئے تھے۔ یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ یعنی لوگ خواہش نفس میں مبتلا ہو جائیں گے۔ یہ سب فرقے دوزخی ہوں گے سوائے ایک گروہ کے۔ یہ گروہ جماعت (سواد اعظم) ہو گا۔ میری امت میں ایسے لوگ آئیں گے کہ خواہشات ہر وقت ان کے ساتھ ہوں گی جس طرح کتا اپنے مالک کے ساتھ رہتا ہے اور خواہشات ان کے رگ وپے میں سرایت کر جائیں گی۔"

بیہقی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت پر ہو بہو وہی حالات آئیں گے جو بنو اسرائیل پر ہو گزرے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر ان میں کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ فعل شنیع کا ارتکاب کیا ہے تو میری امت میں بھی یہ واقعہ

رجّال کے ارتداد کی خبر حضرت ابو ہریرہ اور فرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک پہنچی تو وہ اپنے رب کے حضور سجدے میں گر گئے۔

باب

ولید بن عقبہ کا حال

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ ولید بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو حضور ﷺ کے پاس لانے لگے۔ حضور ﷺ ان بچوں کے سروں پر دست شفقت پھیرتے جاتے اور ان کے لئے دعا فرماتے جاتے تھے۔ میری والدہ مجھے بھی آپ ﷺ کے پاس لے آئیں۔ اس وقت میرے جسم پر خلوق کی خوشبو لگی ہوئی تھی۔ (خلوق میں زیادہ تر زعفران کی آمیزش ہوتی ہے) حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر دست کرم نہ پھیرا بلکہ مجھے ہاتھ بھی نہ لگایا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے دست کرم نہ پھیرنے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ولید کی آئندہ زندگی کے متعلق پہلے ہی آگاہ فرما دیا تھا۔ اسی لئے اسے دست مصطفوی کی برکت سے محروم کر دیا گیا۔ ولید کے حالات مشہور عام ہیں۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گورنر بنایا تو وہ شراب پیتا اور نمازوں میں تاخیر کیا کرتا تھا۔ لوگوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ پر جو الزامات لگائے اور جن کی بناء پر بالآخر انہیں شہید کیا گیا، ان میں سے ایک الزام یہ بھی تھا کہ آپ نے ولید جیسے شرابی اور بد عمل شخص کو گورنر کیوں بنا رکھا ہے۔

باب

قیس بن مطاطہ کا حال

خطیب رحمۃ اللہ علیہ "رواۃ مالک" میں حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیس بن مطاطہ لوگوں کے مجمع میں آیا۔ وہاں حضرت سلمان فارسی، حضرت صہیب رومی اور حضرت بلال حبشی رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تشریف فرما تھے۔ انہیں دیکھ کر قیس نے کہا اوس اور خزرج (جیسے عظیم مقام و مرتبے والے قبائل) نے اس شخص (نبی کریم ﷺ) کی مدد کی ہے۔ ان کی حمایت اور تائید تو قابل فہم ہے مگر یہ لوگ (یعنی سلمان، صہیب

"تم اس وقت کیا کرو گے جب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ جن میں سے صرف ایک گروہ جنت میں جائے گا اور باقی سب دوزخی ہوں گے۔"

میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! ایسا کب ہو گا؟"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"جب کم ظرف اور کمینہ فطرت لوگ زیادہ ہو جائیں گے۔ لونڈیاں مالکہ بن جائیں گی۔ منبروں پر باربردار جانوروں کی مانند (نادان اور کم علم) خطباء براجمان ہوں گے۔ قرآن پاک کو صرف سریلی آواز سے پڑھ لینے تک محدود کر دیا جائے گا۔ مساجد کی خوب آرائش ہو گی۔ اونچے اونچے منبر بنائے جائیں گے۔ مالِ فئی میں ہیرا پھیری کی جائے گی۔ زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔ امانت کو غنیمت خیال کیا جائے گا۔ دین کا علم رضائے الٰہی کی خاطر حاصل نہ کیا جائے گا۔ آدمی اپنی بیوی کا فرمان بردار ہو گا اور ماں کا نافرمان۔ اپنے باپ کو دور کرے گا اور دوست کو قریب۔ اس امت کے بعد والے لوگ پہلے لوگوں پر لعن طعن کریں گے۔ قبیلہ کا فاسق آدمی سردار بن جائے گا۔ قوم کا سب سے گھٹیا شخص ان کا لیڈر بن جائے گا اور آدمی کی ایذاء رسانیوں سے تحفظ حاصل کرنے کی خاطر اس کی عزت کی جائے گی۔ جب یہ حالات رونما ہوں گے تو امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور لوگ گھبرا کر شام میں پناہ لیں گے۔"

میں نے عرض کی: "کیا شام کو فتح کر لیا جائے گا۔" فرمایا: "ہاں۔ شام عنقریب فتح ہو جائے گا اور اس کی فتح کے بعد فتنوں کا ظہور ہو گا۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم سابقہ امتوں کے نقش قدم پر چلو گے۔ اگر وہ کسی راستے پر ایک یا دو ہاتھ کی مقدار چلے ہیں تو تم بھی چلو گے اور اگر وہ بالشت بھر چلے ہیں تو تم بھی چلو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہیں تو تم بھی داخل ہو گے۔"

عرض کی گئی: "یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ یہود و نصاریٰ کی پیروی کی بات کر رہے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "تو اور کس کی؟"

باب

خارجیوں کا فتنہ

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو دیکھ لیا تھا؟" حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "جی ہاں۔" حضور ﷺ نے فرمایا:

ذَاكَ جِبْرِيْلُ وَلَنْ يَّمُوْتَ حَتّٰى يَذْهَبَ بَصَرُهٗ وَيُؤْتٰى عِلْمًا.

وہ جبریل امین تھے۔ وصال سے پہلے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بینائی جاتی رہے گی اور انہیں علم و حکمت سے نوازا جائے گا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا۔ اس وقت آپ ﷺ دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محو کلام تھے۔ یہ دراصل جبریل امین تھے جو دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں بارگاہ نبوت میں آیا کرتے تھے مگر مجھے اس بات کا علم نہ تھا اس لئے میں نے سلام نہ کیا۔ اس وقت میں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ جبریل نے مجھے دیکھ کر کہا: "ان کے کپڑے کتنے زیادہ سفید ہیں۔ ان کی اولاد کو ان کے بعد سرداری اور سیادت ملے گی۔ اگر یہ سلام کرتے تو میں ضرور ان کے سلام کا جواب دیتا۔" پھر جب میں لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم نے سلام کیوں نہیں کیا تھا؟"

میں نے عرض کی: "حضور ﷺ! میں نے آپ کو دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محو کلام دیکھا تو مناسب نہ سمجھا کہ قطع کلامی کا باعث بنوں۔" حضور ﷺ نے پوچھا: "کیا واقعی تم نے انہیں دیکھا تھا؟" میں نے عرض کی: "جی ہاں۔" حضور ﷺ نے فرمایا:

أَمَا إِنَّهٗ سَيَذْهَبُ بَصَرُكَ وَيُرَدُّ عَلَيْكَ فِيْ مَوْتِكَ.

تمہاری بینائی زائل ہو جائے گی اور پھر وصال کے وقت دوبارہ لوٹ آئے گی۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وصال ہوا اور انہیں جنازے کے تختے پر رکھا گیا تو انتہائی سفید اور چمکدار قسم کا ایک پرندہ آیا اور ان کے کفن میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد وہ کسی کو نظر نہ آیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ وہی بشارت تھی جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سنائی تھی۔ پھر جب آپ کو لحد میں اتارا گیا تو انہیں اپنے پروردگار کی طرف سے یہ استقبالیہ کلمات سنائی دیئے جو قبر کے کنارے پر موجود ہر شخص نے سنے:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ.

کہا: ”مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ربذہ کے مقام پر میں بکریاں چرا رہی تھی۔ ناگہاں کوئی چیز مجھ پر چھا گئی۔ مجھے اندھیرا سا نظر آیا اور میں حاملہ ہو گئی پھر اسی حمل سے یہ لڑکا پیدا ہوا تھا۔“

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب مسلمانوں میں تفرقہ بندی ہو گی تو خوارج کا ایک گروہ ان سے الگ ہو جائے گا اور دو گروہوں میں سے جو حق کے زیادہ قریب ہو گا وہ ان خوارج کو قتل کرے گا۔“

مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل نہر سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا:

”اگر یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا تو پھر دیکھو ان میں ایک شخص ہو گا جس کے ہاتھ کی ساخت ناقص ہو گی۔“

حسب ارشاد ہم نے اس شخص کی تلاش شروع کر دی۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہم نے اسے پالیا اور اسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس بلا لائے۔ جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے تین بار اللہ اکبر کہا۔ پھر ارشاد فرمایا: ”اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ خوف نہ ہو تا کہ تم تکبر کا شکار ہو جاؤ گے تو میں تمہیں بتا دیتا کہ ان لوگوں کے قاتلین کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان سے کون کون سی بشارتیں سنائی تھیں۔“

میں نے عرض کی: ”کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بشارتیں سنی تھیں۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین بار فرمایا: ”ہاں۔ رب کعبہ کی قسم! میں نے سنی تھیں۔“

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن جمہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: ”تمہارے والد کے ساتھ کیا ہوا تھا؟“ میں نے کہا: ”انہیں ازارقہ نے قتل کر دیا تھا۔“ انہوں نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ازارقہ پر لعنت کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ یہ لوگ دوزخ کے کتے ہیں۔“

باب

رافضہ، قدریہ، مُرجئہ، زنادقہ سے آگاہ فرمانا

حضرت عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (زوائد المسند میں)، بزار، ابو یعلی اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ

رونما ہوگا۔ بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ یہ سب فرقے دوزخی ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: "حضور ﷺ! وہ فرقہ کون سا ہے؟"

حضور ﷺ نے فرمایا:

مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي.

وہ گروہ اس طریقہ پر ہوگا جس پر آج میں اور میرے صحابہ گامزن ہیں۔

بیہقی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم ضرور سابقہ امتوں کے طریقوں پر گامزن ہو گے اور بنو اسرائیل کئی فرقوں میں بٹ گئے تھے۔"

بزار اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم ضرور سابقہ امتوں کے طریقوں پر چلو گے۔ اگر وہ کسی راہ پر بالشت بھر چلے ہوں گے تو تم بھی چلو گے اور اگر وہ کسی راہ پر ایک ہاتھ یا دو ہاتھ کی مقدار چلے ہوں گے تو تم بھی چلو گے۔ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بل میں داخل ہوا تھا تو تم بھی داخل ہو گے بلکہ اگر بالفرض ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ فعل بدکا ارتکاب کیا تھا تو تم بھی کرو گے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم بنو اسرائیل کے ساتھ حد درجہ مشابہ ہو اور ہو بہو ان جیسے کام کرو گے۔ ان کا ہر عمل تمہارے اندر بھی ظاہر ہوگا۔ یہاں تک کہ ایسا بھی ہوگا کہ لوگوں کے مجمع کے پاس سے کوئی عورت گزرے گی۔ ایک شخص اٹھ کر اس کے پاس چلا جائے گا اور بلا جھجک اس سے جماع کر کے مجمع میں واپس آ جائے گا۔ لوگوں کے پاس آتے ہوئے وہ خود بھی ہنس رہا ہوگا اور لوگ بھی اسے دیکھ کر ہنس رہے ہوں گے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ الاوسط میں بہ سند حسن حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ امت سابقہ امتوں کا ایک طریقہ بھی نہ چھوڑے گی، سب طریقوں پر عمل پیرا ہوگی۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس طرح کی روایت نقل کی ہے نیز ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی مثل حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت نقل فرمائی ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ("الکبیر" میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہو سکتا ہے تم میرے بعد طویل عرصہ تک زندہ رہو یہاں تک کہ تم ایسی قوم کا زمانہ پالو جو تقدیر الٰہی کو جھٹلائے گی۔ جب ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو ان سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجانا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تقدیر کو جھٹلائیں گے۔"

اامام حمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔ "اس امت میں مسخ ہو گا، جان لو! یہ مسخ تقدیر کو جھٹلانے والے (قدریہ) فرقے اور زنادقہ میں رونما ہو گا۔"

طبرانی اور بزار رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس امت کے جملہ امور اس وقت تک درست رہیں گے جب تک اس کے افراد مشرکین کے بچوں اور تقدیر پر بحث مباحثہ نہ شروع کریں گے۔"

بزار اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ (الاوسط میں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تقدیر کے بارے میں سب سے آخر میں گفتگو کرنے والے اس امت کے بدترین لوگ ہوں گے۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے: "میری امت میں مسخ اور قذف (تہمت لگانا) ہو گا اور یہ بداعمالیاں اہل زندقہ میں رونما ہوں گی۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ لوگوں کے درمیان مال تقسیم فرمارہے تھے۔ اتنے میں ذوالخویصرہ آگیا۔ کہنے لگا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِعْدِلْ.

اے اللہ کے رسول! عدل سے کام لو۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

وَيْلَكَ وَمَنْ يَّعْدِلُ إِذَا لَمْ اَعْدِلْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَّمْ اَكُنْ اَعْدِلُ.

افسوس! اگر میں عدل نہیں کرتا تو کون کرتا ہے۔ اگر میں نے عدل وانصاف سے کام نہ لیا تو خائب وخاسر ہو جاؤں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

اِئْذَنْ لِيْ فِيْهِ اَضْرِبْ عُنُقَهٗ.

حضور ﷺ! اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑادوں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اسے چھوڑ دو۔ اس کے ایسے ساتھی ہوں گے جن کی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں تم اپنے صوم وصلاۃ کو بالکل حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پاک پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہو گا جس کا ایک بازو عورت کے پستان یا گوشت کے لوتھڑے کی مانند ہوگا۔ یہ لوگ ایک بہترین گروہ کے خلاف بغاوت کریں گے۔''

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ فرمان نبوی سنا ہے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان خارجیوں سے جنگ کی۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ آدمی کو ڈھونڈنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے ڈھونڈ کر آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ میں نے اسے غور سے دیکھا تو اس کی جسمانی ساخت فرمان نبوی کے عین مطابق نکلی۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ روایت کو نقل کیا ہے جس کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''تم میں سے کون اسے پہچانتا ہے؟'' ایک شخص نے کہا: ''اس کا نام حرقوص ہے اور اس کی والدہ یہیں موجود ہے۔'' آپ نے اس کی والدہ کو بلا بھیجا۔ جب وہ آگئی تو آپ نے اس سے پوچھا: ''تمہارے اس بیٹے کے باپ کا کیا نام ہے۔'' اس نے

پھر واقعی ایسا ہی ہوا کہ ابوریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ایک قوم پر ہوا جنہوں نے مرغی کو کچھ کھلائے پلائے بغیر باندھ رکھا تھا۔ انہوں نے ان لوگوں کو اس کام سے منع کیا تو وہ کہنے لگے: "اس بارے میں کوئی آیت پڑھ کر سناؤ۔" حضرت ابوریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے بے ساختہ نکلا:

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ.

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔

باب

سردار خیبر کو مستقبل کی خبر دینا

خطیب رحمۃ اللہ علیہ "رواۃ مالک" میں حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیبر کے سردار سے فرمایا: "کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھے وہ فرمان نبوی بھول گیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

"اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تمہارا اونٹ تمہیں چھوڑ کر شام کی جانب آزادی سے چرے گا...... پھر ایک دن ایسا ہی ہو گا...... پھر تیسری بار بھی ایسا ہی ہو گا۔"

باب

میت کا کلام کرنا

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (الاوسط میں) بہ سند جید حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے:

يَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ رَجُلٌ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ الْمَوْتِ.

میری امت میں ایک ایسا شخص ہو گا جو مرنے کے بعد کلام کرے گا۔

بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ متعدد طرق سے حضرت ربعی بن خراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے بھائی ربیع کا وصال ہو گیا۔ وہ شدید گرمیوں کے موسم میں ہم سب سے زیادہ روزے رکھا کرتا اور ٹھنڈی راتیں اپنے رب کے حضور قیام میں گزار دیتا تھا۔ میں نے جب اس پر چادر ڈالی تو وہ مسکرا دیا۔ میں نے حیرت سے پوچھا:

يَا اَخِيْ أَحَيَاةٌ بَعْدَ الْمَوْتِ.

نے مجھ سے فرمایا:

"تمہارے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ صفت پائی جائے گی۔ ان کے ساتھ یہودیوں نے بغض و حسد کیا حتیٰ کہ ان کی والدہ پر تہمت لگائی۔ جبکہ عیسائیوں نے ان سے اتنی زیادہ محبت کی کہ انہیں وہ مقام دے دیا جو ان کے شایان شان نہ تھا۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو قسم کے لوگ میری ذات کے متعلق ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے۔ ایک تو وہ جو افراط کی حد تک مجھ سے محبت کریں گے اور میری شان میں غلو سے کام لیں گے۔ میرے ایسے کمالات و اوصاف بیان کریں گے جو مجھ میں موجود نہیں۔ دوسرے وہ لوگ جو میرے ساتھ بغض رکھیں گے اور ان کے معاندانہ جذبات انہیں میرے خلاف الزام تراشی کرنے پر برانگیختہ کریں گے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جنہیں رافضہ کہا جائے گا۔ وہ دین اسلام (کی حدود و قیود) کو جھٹک دیں گے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمائی ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء کرام بھیجے، ان سب کی امتوں میں قدریہ اور مرجئہ فرقے آئے جو امت کے معاملات کو الجھانے کا باعث بنتے رہے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (الاوسط میں) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قدریہ اور مرجئہ اس امت کے مجوسی ہیں۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اس طرح کی روایت منقول ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت کے دو فرقے ایسے ہیں جن کے لئے اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ وہ فرقے مرجئہ اور قدریہ ہیں۔"

ہو اور اسے کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کے متعلق میرا حکم سنایا جائے تو وہ کہے:

"ہم کچھ نہیں جانتے۔ ہم صرف کتاب الٰہی کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ.

وہی ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ اس کی کچھ آیتیں محکم ہیں۔ وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں۔ پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ صرف متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں۔ قرآن سے ان کا مقصد فتنہ انگیزی اور غلط معنی کی تلاش ہے اور اللہ تعالیٰ کے بغیر اس کے صحیح معنی کو کوئی نہیں جانتا اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ ہم اس کے ساتھ ایمان لائے۔ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور صرف عقلمند ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا: "جب تم ایسے آدمیوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں تو سمجھ جاؤ کہ آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے یہی لوگ مراد لئے ہیں۔ ایسے لوگوں سے بچ کے رہنا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات میں جھگڑا کرتے ہیں تو جان لینا کہ یہی مراد الٰہی ہیں۔ حضرت ایوب فرماتے ہیں کہ میں نے جتنے بھی اصحاب اہواء (خواہشات نفسانی کے پیروکار) دیکھے ہیں وہ سبھی متشابہ آیات میں جھگڑتے ہیں۔

باب

قیس بن خرشہ کا حال

طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ محمد بن یزید بن ابو زیاد ثقفی سے روایت کرتے ہیں کہ قیس بن خرشہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کی: "اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے پاس جتنے

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میری امت اس وقت تک دین اسلام کا دامن مضبوطی سے تھامے رہے گی جب تک اس کے افراد تقدیر کو نہ جھٹلائیں گے مگر جب ایسا ہو جائے گا تو ان میں ہلاکت و بربادی رونما ہو جائے گی۔"

باب

مکہ مکرمہ سے باہر اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال

ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت یزید بن اصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرم میں شدید بیمار ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

اَخْرِجُوْنِیْ مِنْ مَّکَّةَ فَاِنِّیْ لَا اَمُوْتُ بِهَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَنِیْ أَنْ لاَّ أَمُوْتَ بِمَكَّةَ.

مجھے مکہ سے باہر لے جاؤ۔ یہاں مجھے موت نہیں آئے گی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ میرا وصال مکہ میں نہیں ہو گا۔

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سرف کے مقام پر اس درخت کے پاس لے جایا گیا جس کے نیچے نبی کریم ﷺ شادی کے بعد ان سے ملے تھے اور وہیں ان کا وصال ہو گیا۔

باب

ابو ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستقبل کی خبر دینا

محمد بن ربیع الجیزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "کِتَابُ مَنْ دَخَلَ مِصْرَ مِنَ الصَّحَابَةِ" یعنی "وہ صحابہ کرام جو مصر میں داخل ہوئے۔" اس کتاب میں وہ حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے ابو ریحانہ! اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تمہارا گزر ایسی قوم پر ہو گا جنہوں نے جانور کو بھوکا پیاسا باندھ رکھا ہو گا۔ تم انہیں کہو گے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے تو وہ کہیں گے کہ کوئی آیت پیش کرو جو خاص اسی حکم کو بیان کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔"

تذکرہ کیا مگر انہوں نے اس قدر بے رخی کا مظاہرہ کیا کہ ان کی جانب سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے: "ہمیں نبی کریم ﷺ نے پہلے ہی بتادیا تھا کہ آپ کے بعد ہمیں خود غرضی، انانیت اور خود پسندی کا سامنا کرنا پڑے گا۔" حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "ایسے حالات میں تمہیں حضور ﷺ نے کیا رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا تھا۔" حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "حضور ﷺ نے ہمیں صبر کرنے کی تلقین فرمائی تھی۔ یہاں تک کہ ہم آپ سے حوض کوثر پر جاملیں۔" یہ سن کر انہوں نے کہا: "تو پھر صبر سے کام لو۔" بے رخی کا یہ انداز دیکھ کر حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آگیا اور انہوں نے قسم کھالی کہ اب وہ کبھی ان سے بات نہیں کریں گے۔

باب

فرمان نبوی کی صداقت کا عملی مظاہرہ

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری قبیلے کو حضور ﷺ کی خصوصی دعا حاصل تھی، جس کی برکت کا یہ عالم تھا کہ اس قبیلے کا کوئی فرد فوت ہوتا تو غیب سے بادل امڈ آتا اور اس کی قبر پر بارش برسا کر چلا جاتا۔ ایک دن ان کا ایک غلام فوت ہو گیا۔ مسلمانوں نے کہا نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ.

کسی قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے۔

آج ہم اس فرمان نبوی کی صداقت کا عملی مظاہرہ دیکھیں گے۔

چنانچہ جب اس غلام کو سپرد خاک کیا گیا تو حسب معمول بادل نمودار ہوا اس کی قبر پر بارش برسا کر چلا گیا۔

باب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت حافظہ

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَبُوْهُرَيْرَةَ وِعَاءُ الْعِلْمِ.

بھائی جان! کیا موت کے بعد تم زندہ ہو گئے ہو۔

انہوں نے کہا:

لَا وَلٰكِنِّیْ لَقِيْتُ رَبِّیْ فَلَقِيَنِیْ بِرَوْحٍ وَّرَيْحَانٍ وَّوَجْهٍ غَيْرِ غَضْبَانَ.

نہیں بلکہ میں اپنے رب کریم سے ملا تو بارگاہ ایزدی کی طرف سے راحت و رحمت، جنتی پھولوں اور خندہ روئی سے میرا استقبال کیا گیا۔

میں نے پوچھا: "موت کو تم نے کیسا پایا؟"

انہوں نے کہا: "تم لوگ اسے جتنا مشکل سمجھتے ہو اس سے کہیں زیادہ آسان پایا۔"

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ربعی ٹھیک کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا:

مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ يَّتَكَلَّمُ بَعْدَ الْمَوْتِ.

میری امت کا ایک فرد مرنے کے بعد کلام کرے گا۔

ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں:

يَتَكَلَّمُ رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِیْ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ خَيْرِ التَّابِعِيْنَ.

میری امت کا ایک شخص وفات کے بعد کلام کرے گا اور وہ بہترین تابعین میں سے ہو گا۔

میں کہتا ہوں کہ حدیث مذکور کی متعدد اسناد ہیں۔ میں نے ایسی تمام روایات جو مرنے کے بعد کلام کرنے والوں کے متعلق ہیں اپنی تصنیف "کتاب البرزخ" میں بیان کر دی ہیں۔

باب

منکرین سنت اور متشابہ آیات پر بحث مباحثہ کرنے والے

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے کتاب دی گئی اور اس کے ساتھ اس کی مثل (سنت) دی گئی۔ عنقریب ایک سیر شکم شخص تکیہ لگا کے بیٹھے گا اور کہے گا۔ صرف قرآن پر عمل کرو۔ اس کی حلال کردہ چیزوں کو حلال جانو اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو حرام جانو۔"

ابو داؤد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں تم میں سے ایسا شخص ہرگز نہیں دیکھنا چاہتا جو تکیہ لگا کر بیٹھا

اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اتنی لمبی عمر عطا فرمائے کہ تم ایسے لوگوں کو دیکھ لو جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے اور وہ صبح شام غضب الٰہی میں گزاریں گے۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دو قسم کے دوزخی میں نے نہیں دیکھے۔ ایک وہ جن کے پاس گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے اور ان سے وہ لوگوں کو زدوکوب کریں گے۔ دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو اتنا باریک لباس پہنیں گی کہ سارا بدن برہنہ محسوس ہوگا۔ اپنے جسم کو بڑے ناز سے مٹکاتی ہوئی چلیں گی۔ ان کے سر یوں دکھائی دیں گے جیسے بختی اونٹوں کی کوہان جھوم رہی ہوتی ہے۔"

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں جن عورتوں کا تذکرہ موجود ہے، کہا گیا ہے کہ یہ عراق کی وہ گلوکارہ ہیں جو اپنے سروں پر تہہ در تہہ پگڑیاں باندھ لیتی ہیں اور ان کے اوپر بڑی بڑی چادریں ڈال دیا کرتی ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کے پاس گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے اور وہ صبح شام اللہ کی ناراضگی میں گزاریں گے۔"

باب

حجاز سے نکلنے والی آگ

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے آگ نمودار ہوگی، جس سے بصرہ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب ہم واپس آئے تو لوگ جلدی جلدی مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

احکامات آئے ہیں ان سب کو حق مانتے ہوئے میں آپ کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کرتا ہوں۔ نیز اس بات کی بھی بیعت کرتا ہوں کہ ہمیشہ حق کہوں گا۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے قیس! ہو سکتا ہے تمہیں عمر دراز نصیب ہو اور میرے بعد گردش دوران تمہیں ایسے لوگوں کے حوالے کر دے جن کے سامنے تم حق نہ کہہ سکو۔" قیس نے کہا: "قسم بخدا! میں آپ سے جس بات کی بھی بیعت کروں گا اسے ضرور پورا کروں گا۔" یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "تو پھر کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا۔" اس کے بعد قیس زیاد بن ابوسفیان اور اس کے بیٹے عبیداللہ کو برملا برا بھلا کہتا تھا۔ جب یہ بات عبیداللہ تک پہنچی تو اس نے قیس کو بلا لیا اور کہا: "کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھتا ہے۔" قیس نے کہا: "نہیں بلکہ اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے بتا دیتا ہوں کہ اللہ اور رسول کے خلاف کون جھوٹی باتیں کرتا ہے۔ یہ جھوٹ موٹ کا کاروبار وہ لوگ کر رہے ہیں جنہوں نے کتاب الٰہی اور سنت رسول کو پس پشت ڈال دیا ہے۔" عبیداللہ بن زیاد نے کہا: "وہ کون لوگ ہیں؟" قیس بولا: "تو، تیرا باپ اور تم دونوں کو حکم دینے والے۔" اس کے بعد قیس نے عبیداللہ بن زیاد سے پوچھا: "اچھا۔ اب یہ بتاؤ کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر کیا جھوٹ باندھا ہے۔" اس نے کہا: "وہ یہ ہے کہ تمہارا خیال ہے کہ کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔" قیس بولا: "ہاں۔ میرا یہی خیال ہے۔" ابن زیاد نے گرجتے ہوئے کہا: "آج ہی تجھے پتہ چل جائے گا کہ تو جھوٹا ہے۔" پھر حکم دیا کہ مجرموں کو سزا دینے والا شخص اور سزا کا ساز و سامان حاضر کیا جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ صورت حال دیکھ کر قیس جھک گیا اور پھر اسی حالت پر اس کا انتقال ہو گیا تھا۔

باب

خود پسند لوگوں کا برسر اقتدار آجانا

حاکم اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصاری صحابہ سے ارشاد فرمایا:

"میرے بعد تمہیں عطیات اور اقتدار کے معاملے میں خود غرضی اور خود پسندی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان حوصلہ شکن حالات میں صبر سے کام لینا یہاں تک کہ تم حوض پر مجھ سے آملو۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مقسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور اپنی حاجت کا

باب

شہر بغداد کی تعمیر

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرمار ہے تھے:

"دجلہ، دجیلہ، صراۃ اور قطربل کے درمیان ایک شہر آباد کیا جائے گا، جس میں دنیا کے جابر حکمران جمع ہوں گے۔ وہاں زمینوں کا خراج لایا جائے گا۔ یہ شہر کبھی زمین میں دھنس جائے گا اور اس کے دھنسنے کا عمل ہل کے پھالے کے شورزدہ زمین میں دھنسنے سے بھی زیادہ تیز ہو گا۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "مشرق کے دو دریاؤں کے درمیان شہر آباد کئے جائیں گے۔ دنیا جہان کے خزانے اکٹھے کر کے وہاں لائے جائیں گے۔ اس میں بدترین قسم کے لوگ آ بسیں گے۔ پہلے انہیں تلوار کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا۔"

میں کہتا ہوں کہ یہ شہر دوسری صدی ہجری میں آباد ہوئے اور وہاں کے باشندوں کو تاتاریوں کے ذریعے ساتویں صدی ہجری میں تلوار کے شدید عذاب سے دوچار کیا گیا جبکہ زمین میں دھنس جانے کا عذاب ابھی باقی ہے۔

باب

امت محمدیہ کا اعزاز

حاکم رحمۃ اللہ علیہ ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"اللہ تعالیٰ اس امت کو نصف یوم سے ہرگز محروم نہ فرمائے گا۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رب کریم کی بارگاہ عالی میں مجھے اس اعزاز سے ہرگز محروم نہیں کیا جائے گا کہ میری امت کو نصف یوم کی مزید مدت عطا کی جائے۔" صحابہ کرام نے عرض کی: "نصف یوم کتنی مدت ہوتی ہے؟" فرمایا: "پانچ سو سال۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم کا مخزن ہیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

اَبُوْهُرَيْرَةَ اَعْلَمُنَا بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَحْفَظُنَا لِحَدِيْثِهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مزاج شناس ہیں اور سب سے بڑھ کر احادیث نبویہ کو یاد رکھنے والے ہیں۔

باب

ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اُنَاسًا مِنْ اُمَّتِیْ يَأْتُوْنَ بَعْدِیْ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوِ اشْتَرٰی رُؤْيَتِیْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ.

میرے بعد میری امت میں چند ایسے لوگ آئیں گے جو یہ خواہش کریں گے کہ کاش اپنے اہل و عیال اور مال و متاع کے عوض وہ میرا دیدار خرید سکتے۔

باب

خواجہ سراؤں کی خبر

ابن عدی، دار قطنی رحمہما اللہ تعالیٰ (الافراد میں) اور ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”عنقریب کچھ لوگوں کو خصی کیا جائے گا۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ان خواجہ سراؤں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ میری یہ وصیت قبول کرلو۔“

باب

دو قسم کے دوزخی لوگ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

باب

دجال کا خروج

عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (زوائد المسند میں) حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"دجال اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک لوگ اس کے ذکر سے غافل نہ ہو جائیں گے اور خطباء منبروں پر اس کے متعلق گفتگو کرنا چھوڑ نہ دیں گے۔"

میں کہتا ہوں کہ آج کوئی خطیب ایسا نہیں جو منبر پر کھڑے ہو کر دجال کے متعلق کوئی بات کہتا ہو۔

باب

یکے بعد دیگرے اچھے لوگوں کا چل بسنا

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس خشک یا تازہ کھجوریں لائی گئیں۔ حاضرین محفل نے کھجوریں کھانا شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ گٹھلیاں اور بیکار کھجوریں بچ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جانتے ہو یہ کیا ہے؟ تم میں سے اچھے لوگ یکے بعد دیگرے دنیا سے چل بسیں گے اور پھر اسی طرح بیکار اور ناکارہ خلائق افراد بچ جائیں گے۔"

باب

امت کے حالات کی پیشگوئیاں

(جو حرف بہ حرف درست ثابت ہوئیں)

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ تو رسول اللہ ﷺ سے خیر و برکت کی باتیں پوچھا کرتے تھے مگر میں آپ سے شر و فساد کے متعلق دریافت کیا کرتا تھا مبادا میں کسی فساد میں آ جاؤں۔ ایک دفعہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! پہلے ہم جہالت اور شر و فساد کے زمانے میں تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کے صدقے

"عنقریب تم اسے اس حال میں چھوڑ دو گے کہ یہ پہلے سے بہتر حالت میں ہو گا۔ کاش مجھے معلوم ہو تا کہ کب جبل ورقان سے آگ نکلے گی جس سے بصرہ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔"

میں کہتا ہوں کہ یہ آگ 654ھ میں نمودار ہوئی تھی۔

باب

بصرہ اور کوفہ کا تذکرہ

ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"میں اس سرزمین کو خوب پہچانتا ہوں جسے بصرہ کہا جائے گا۔ اس شہر کی سمت قبلہ دوسرے شہروں کی بہ نسبت زیادہ درست اور مساجد و مؤذنین کی تعداد بھی نسبتاً زیادہ ہو گی۔ اسے اتنی مصیبتوں سے محفوظ رکھا جائے گا کہ اتنی مصیبتوں سے کسی شہر کو بھی نہیں بچایا جائے گا۔"

عبد اللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (زوائد الزہد میں) اور ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل کوفہ کا تذکرہ کیا تو فرمایا: "ان پر بہت بڑی مصیبتوں کا نزول ہو گا۔" پھر اہل بصرہ کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا: "بصرہ والوں کی سمت قبلہ تمام شہروں کی بہ نسبت زیادہ درست ہو گی اور وہاں مؤذنوں کی کثرت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہر ناخوشگوار صورت حال سے بچالے گا۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے۔ ایک بحرین کے سنگم پر، دوسرا حیرہ یا جزیرہ میں اور تیسرا شہر شام میں ہو گا۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم چند شہر آباد کرو گے۔ ان میں سے ایک شہر کو بصرہ کہا جائے گا۔ وہاں خسف (زمین میں دھنس جانے) اور مسخ کا عذاب رونما ہو گا۔"

لوگوں پر ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا کہ آدمی اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے حلال طریقے سے مال حاصل کیا ہے یا حرام و ناجائز ذریعہ سے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک روز ایسا ضرور آئے گا کہ تم میری زیارت کو اپنے مال و متاع اور اہل و عیال سے بھی عزیز سمجھو گے۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں۔" صحابہ کرام نے عرض کی: "کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں۔" فرمایا: "نہیں۔ تم میرے صحابہ ہو۔ میرے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے۔"

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم مجھ سے احادیث سنتے ہو۔ کچھ لوگ تم سے میری احادیث سنیں گے اور پھر بعد والے ان سے بھی یہی احادیث سنیں گے۔" ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حاضر شخص غائب تک یہ بات پہنچا دے۔ ہو سکتا ہے جس تک میری حدیث پہنچائی جائے وہ اسے ان سے بھی زیادہ یاد رکھے جنہوں نے براہ راست مجھ سے سنی ہو۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکورہ روایت نقل کی ہے۔ ابن ماجہ اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہارون عبدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوتے تو وہ ان کلمات کے ساتھ ہمارا استقبال کرتے تھے:

مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ان لوگوں کو میں مرحبا کہتا ہوں جو وصیت نبوی کا حقیقی مصداق ہیں۔

پھر فرماتے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہم سے یہ فرمایا تھا:

"آفاق سے کچھ لوگ تمہارے پاس آئیں گے۔ ان کے آنے کا مقصد یہ ہو گا کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں۔ میں تمہیں ایسے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ تم میری یہ وصیت قبول کرلو۔"

باب

حق کے علمبرداروں کا لافانی گروہ

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ جادۂ حق پر گامزن رہے گا یہاں تک کہ امر الٰہی آ پہنچے۔"

احمد اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا اور تا قیامت اس کی خاطر مسلمانوں کا ایک گروہ برسر پیکار رہے گا۔"

طبرانی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت کا ایک گروہ قیامت تک حق پر عمل پیرا رہے گا۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ دونوں روایات کو صحیح کہا ہے۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت کا ایک گروہ اسی دین پر قائم رہے گا اور مخالفین کی مخالفت انہیں کچھ نقصان نہ دے سکے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر (قیامت) آ جائے۔"

باب

ہر صدی کا مجدد

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ اِلٰی ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا.

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز میں اس امت میں ایسا شخص مبعوث فرمائے گا جو اس امت کے امور دینیہ کی تجدید کا فریضہ انجام دے گا۔

بعد حضور ﷺ نے صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "کیا ایسے لوگوں میں کوئی خیر و برکت ہو گی۔ (ہرگز نہیں) یہ لوگ دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔"

احمد، بزار، طبرانی، ابو نعیم اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں کو عجم (کے خزانوں) سے بھر دے گا پھر انہیں شیر جیسی جرأت و ہمت عطا کرے گا اور وہ میدان جنگ سے بھاگنے کی بجائے تمہارے جنگجو آدمیوں کو قتل کرنے لگ جائیں گے اور تمہارا مال غنیمت کھا جائیں گے۔"

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کی روایت حضرت انس اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے، بزار اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نیز طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی نقل فرمائی ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک مخصوص قطعہ زمین کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا:

"اس مقام پر بہت زیادہ قسمیں کھائی جائیں گی جو بارگاہ الٰہی تک نہ پہنچ سکیں گی۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آج تک میں نے اس جگہ صرف بردہ فروشوں یا جانوروں کے تاجروں کو دیکھا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"میرے بعد ایسے امراء برسر اقتدار آجائیں گے جو ایسے امور متعارف کرائیں گے جو تمہیں ناپسند خاطر ہوں گے اور ایسے کاموں سے منع کریں گے جو تمہارے نزدیک مستحسن و محمود ہوں گے۔ جو کوئی ایسا زمانہ پائے اس کے لئے نافرمان الٰہی کی اطاعت کرنا ضروری نہیں۔"

ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عطیات لو جب تک یہ عطیات کی صورت میں ہوں لیکن اگر یہ رشوت بن جائیں تو ہرگز نہ لو مگر تم اس سے اجتناب نہ کرو گے۔ نقصان کا اندیشہ اور فقر و فاقہ کا ڈر اس حکم پر تمہیں عمل پیرا نہ ہونے دے گا۔ یاد رکھو! ایمان کی چکی گردش کناں ہے۔ یاد رکھو! حکمرانی اور کتاب الٰہی کی راہیں جدا جدا ہو جائیں گی مگر تم کتاب کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ جان لو! تمہارے کچھ ایسے حکمران آئیں

ہمیں خیر و برکت کا یہ زمانہ عطا فرمایا ہے۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی پر فتن دور ہوگا۔ فرمایا: "ہاں۔"
میں نے عرض کیا: "کیا اس کے بعد پھر خیر و برکت ہوگی؟" فرمایا: "ہاں ہوگی مگر ساتھ ہی فتنہ و فساد بھی سر اٹھائے گا۔" میں نے پوچھا: "اس بابرکت عہد میں فتنہ و فساد کا کیا مطلب ہے؟" فرمایا:
"کچھ لوگ میری سنت کی بجائے کوئی اور راستہ اپنالیں گے اور میرے پیغام ہدایت کو چھوڑ کر کسی اور جانب گامزن ہو جائیں گے۔ تم یہ صورت حال دیکھ کر حیران ہو گے۔"

میں نے پھر پوچھا: "حضور ﷺ! کیا خیر و برکت والے اس دور کے بعد پھر بھی کسی شر انگیزی کا امکان ہے۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔ کچھ ایسے داعی پیدا ہوں گے جو جہنم کے دروازے کی جانب بلائیں گے۔ جو ان کی دعوت پر لبیک کہے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔"
میں نے عرض کی: "ان لوگوں کے متعلق ذرا وضاحت فرمائیے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ ہمارے ہی خاندان سے ہوں گے اور ہماری ہی زبانیں بولیں گے۔"

اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خیر و برکت کے بعد رونما ہونے والا سب سے پہلا شر و فساد وہ فتنہ ارتداد ہے جو وصال نبوی کے بعد واقع ہوا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بنو سلیم کے لوگ اپنی کان سے سونے کا ایک ٹکڑا اٹھا لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کانیں ظاہر ہوں گی اور بدترین قسم کے لوگ ان کے پاس آجائیں گے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب اقوام عالم تمہارے خلاف متحدہ محاذ بنالیں گی جیسے کھانا کھانے والے برتن کے قریب جمع ہو جاتے ہیں۔ کسی نے عرض کی: "کیا اس دن ہم عددی قلت کا شکار ہو جائیں گے۔" نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔ تمہاری افرادی قوت تو زیادہ ہوگی مگر تم پانی کی جھاگ کی مانند ہو جاؤ گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہارا خوف نکال لے گا اور تمہارے دلوں میں "وھن" ڈال دے گا۔" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "وھن کیا چیز ہے؟" فرمایا: "دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَايُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا اَخَذَ الْمَالَ بِحَلَالٍ اَمْ بِحَرَامٍ.

نے عرض کی: "حضور ﷺ! اس کا فدیہ۔" فرمایا: "ہم آل محمد ﷺ اولاد اسماعیل میں سے کسی فرد کا معاوضہ نہیں کھاتے۔" اس کے بعد فرمایا: "مجھے قریش سے صرف یہی اندیشہ ہے کہ وہ اپنا ہی نقصان کریں گے۔" میں نے عرض کی: "وہ کیسے؟ یا نبی اللہ ﷺ!" آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تمہیں عمر دراز نصیب ہو تو تم قریش کی یہ صورت حال دیکھ لو گے کہ لوگ کبھی ایک طرف مائل ہوں گے، کبھی دوسری طرف جیسے بکریاں دو تالابوں کے درمیان سرگرداں ہوتی ہے۔" اب میں دیکھ رہا ہوں کہ کچھ لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگ رہے ہوتے ہیں پھر اسی سال انہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اذن باریابی طلب کرتے دیکھتا ہوں۔ یہ صورت حال دیکھ کر مجھے فرمان نبوی یاد آجاتا ہے۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "آخر زمانہ میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو اس سیاہی کو پرندوں کے پوٹوں کی طرح رنگین کیا کریں گے۔ انہیں جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہو گی۔"

ابن سعد اور ابن ماجہ رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سلامہ بنت حر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَقُوْمُوْنَ سَاعَةً لَایَجِدُوْنَ اِمَامًا یُصَلِّیْ بِهِمْ.

لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ کافی دیر تک کھڑے رہیں گے اور انہیں کوئی امام نہ ملے گا جو انہیں نماز پڑھائے۔

احمد، ابو یعلی، بزار اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"مجھے اپنی امت سے تین باتوں کا خوف ہے۔ ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا، بادشاہ کا ظلم اور تقدیر الٰہی کو جھٹلانا۔"

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اپنی امت سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ تقدیر کو جھٹلائیں گے اور ستاروں کی تصدیق کریں گے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اپنے امتیوں سے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے کہ وہ اخیر زمانہ میں ان چیزوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ستاروں کی تصدیق، تقدیر کی تکذیب اور بادشاہ وقت کا ظلم۔"

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل فرمائی ہے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ دنیا سے علم کو اس طرح ختم نہیں فرمائے گا کہ اسے علماء کے سینوں سے نکال دے بلکہ علماء کی موت کے ساتھ علم کو اٹھالے گا۔ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سربراہ بنالیں گے اور ان سے مسائل دریافت کریں گے۔ یہ جاہل بغیر علم کے فتوے دیں گے جس کی وجہ سے یہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''علم خواہ ثریا کے پاس کیوں نہ ہو، فارس کے لوگ اسے حاصل کرلیں گے۔''

مسلم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کسی آدمی نے آپ سے کوئی بات پوچھی جو میں سمجھ نہ سکا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''اللہ اکبر! دو آدمی پہلے بھی یہی بات پوچھ چکے ہیں۔ اب یہ تیسرا شخص ہے وہی سوال کر رہا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ کچھ لوگ سوالات کرتے کرتے یہاں تک کہہ دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ بھلا اسے کس نے پیدا کیا ہے۔''

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ''سنن'' میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے اپنی امت میں سب سے زیادہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ نمازوں کو بے وقت ادا کریں گے یا تو بہت زیادہ دیر کر کے یا بہت جلد۔''

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دین غالب آجائے گا یہاں تک کہ سمندروں کے پار پہنچ جائے گا بلکہ راہ خدا میں سمندروں کے اندر گھوڑے ڈال دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پاک پڑھیں گے اور کہیں گے ہم قرآن کے قاری ہیں۔ ہم سے بڑا قاری، فقیہ اور عالم کون ہے۔'' اس کے

کریں گے تو انہیں جبراً دبالیا جائے گا۔ اس امت کے آخری لوگ اگلے لوگوں کو برا بھلا کہیں گے حالانکہ لعنت کی پھٹکار تو انہیں پر پڑے گی۔ یہاں تک کہ وہ علانیہ شراب پئیں گے۔ نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ کسی مجمع کے پاس سے عورت گزرے گی۔ ان میں سے ایک شخص اٹھ کر اس کے پاس چلا جائے گا اور اس کے دامن کو بلا جھجک اوپر اٹھالے گا جیسے کسی بھیڑ کی دم اٹھالی جاتی ہے۔ اس پر فتن دور میں حق گو شخص صرف اتنا کہہ سکے گا کہ تو اس عورت کو پس دیوار کیوں نہیں لے گیا۔ اس وقت یہ شخص موجودہ زمانے کے ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے کردار والا شمار ہو گا بلکہ اگر اس دور فتن میں کوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے گا تو اسے ان پچاس صحابہ کا اجر ملے گا جنہوں نے میری زیارت کی، مجھ پر ایمان لائے اور میری اطاعت و بیعت کا شرف پایا۔"

امام احمد، بزار اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "جب تم دیکھو کہ میری امت کے لوگ ظالم سے اس قدر خوفزدہ ہیں کہ وہ اسے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ تو ظلم کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ اب ان (کی عظمت) کو خیر باد کہا جا رہا ہے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "الاوسط" میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَأْمُرُوْنَ فِيْهِ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا يَنْهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ.

لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ نہ نیکی کا حکم دیں گے اور نہ برائی سے منع کریں گے۔

ابو یعلیٰ اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ (الاوسط میں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تمہاری عورتیں سرکش اور تمہارے جوان فاسق ہو جائیں گے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! کیا واقعی ایسا ہو گا؟"

حضور ﷺ نے فرمایا: "ہاں ایسا ہو گا بلکہ اس سے بھی زیادہ پریشان کن حالات رونما ہوں گے۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دو گے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! ایسا بھی ہو جائے گا؟"

حضور ﷺ نے فرمایا: "ہاں یہ ہو کر رہے گا بلکہ اس سے بھی سنگین صورت حال پیش آئے

گے کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے اور اگر ان کی حکم عدولی کی تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "تو پھر ہم کیا کریں؟" نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "تم حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے اصحاب والا کردار ادا کرنا۔ انہیں تختہ دار پر لٹکایا گیا اور آرے سے چیرا گیا۔ یاد رکھو!

مَوْتٌ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ حَيَاةٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ.

اطاعت الٰہی میں مر جانا اس زندگی سے بدرجہا بہتر ہے جو معصیت الٰہی میں بسر ہو۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔ "میرے بعد کچھ ایسے بادشاہ آئیں گے جن کے دروازوں پر اونٹوں کی مانند فتنے براجمان ہوں گے۔ وہ اگر کسی کو کچھ عطا کریں گے تو اسی قدر اس کے دین کا نقصان کر دیں گے۔"

ابن قانع رحمۃ اللہ علیہ حضرت حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ قَوْمًا مِنْ اُمَّتِيْ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اِسْمِهَا.

میرے کچھ امتی شراب پئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ دیں گے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اسی طرح کی حدیث روایت کی ہے۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شب و روز کا یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے ایک شخص کھڑا ہو کر کہے گا۔

"ہے کوئی جو مٹھی بھر درہموں کے عوض اپنا دین بیچنا چاہتا ہو۔"

احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بصرہ میں آیا۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہاں کے امیر تھے۔ میں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو بار بار کہہ رہا تھا: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان برحق ہے۔ میں نے اس سے وجہ دریافت کی تو وہ بولا:

"میں ایک دفعہ قبیلہ کے دو بوڑھے والدین کے بیٹے کا فدیہ دینے کے لئے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: "یہ رہا وہ لڑکا۔ تم اسے اس کے والد کے پاس لے جاؤ۔" میں

میں تین باتیں ظاہر نہ ہو جائیں۔ علم کا خاتمہ، خبیث اولاد کی کثرت اور سقاروں کا ظہور۔'' صحابہ کرام نے پوچھا: ''سقاروں سے کون مراد ہیں؟'' فرمایا: ''یہ ایسے لوگ ہیں جو اخیر زمانے میں آئیں گے اور باہم ملاقات کیوقت دعا سلام کی بجائے ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں گے۔''

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری امت اس وقت تک فنا نہ ہو گی جب تک ان میں یہ تین چیزیں ظاہر نہ ہو جائیں۔ تمایز (گروہ بندی)، تمایل (فتنہ و فساد) اور معامع (جنگ و جدال)۔'' میں نے عرض کی: ''حضور ﷺ! تمایز سے کیا مراد ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے مراد وہ عصبیت ہے جسے میرے بعد لوگ اسلام میں رواج دے دیں گے۔'' میں نے عرض کی: ''تمایل کا کیا مطلب ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کے درپئے آزار ہو گا حتیٰ کہ اس کی عزت سے کھیلے گا۔'' میں نے پوچھا: ''معامع سے کیا مراد ہے؟'' فرمایا: ''ایک شہر دوسرے شہر سے برسر پیکار ہو جائے گا۔''

احمد، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلامی احکام کے سارے بندھن ایک ایک کر کے ٹوٹ جائیں گے۔ جب ایک بندھن ٹوٹے گا تو لوگ اس کے ساتھ والے کو تھام لیں گے۔ سب سے پہلے حکم یعنی فیصلہ کرانے کا عمل ختم ہو گا اور سب سے آخر میں نماز۔''

بزار اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے بعد ایام صبر آنے والے ہیں۔ اس وقت صبر کرنا اتنا مشکل ہو گا جتنا کہ انگارے کو ہاتھ میں پکڑنا مشکل ہے۔ ان حالات میں جو آدمی عمل صالح کرے گا اسے پچاس آدمیوں کا ثواب ملے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''پچاس صحابہ کا یا ان کے اپنے پچاس آدمیوں کا ثواب ملے گا۔'' فرمایا: ''تم میں سے پچاس آدمیوں کا۔''

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح کی روایت نقل فرمائی ہے۔

بزار، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

''تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ تم آدمی کے مال کی کمی پر اس طرح رشک کرو گے جیسے آج مال و

بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تاریخ میں) نیز ابن سعد، ابن سکن اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت جنادہ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جاہلیت کے تین کام ایسے ہیں جنہیں اہل اسلام بھی نہیں چھوڑیں گے۔ ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا۔ نسب میں طعن و تشنیع کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کی ہلاکت تین چیزوں میں ہے۔ عصبیت، قدریت اور غیر یقینی روایت۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے اپنی امت سے تین باتوں کا ڈر ہے۔ عالم کی لغزش، منافق کا قرآن کے ساتھ جھگڑا کرنا اور تقدیر کو جھٹلانا۔"

ابو یعلی اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "ہر امت کی ایک مدت ہوتی ہے۔ میری امت کی مدت سو سال ہے۔ جب اس پر سو سال گزریں گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ اس تک آ پہنچے گا۔"

ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد فتنوں کی کثرت ہے۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ بہ سند حسن حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اور تمہارے ساتھ جو وعدے کئے جا رہے ہیں یہ سو سال میں رونما ہوں گے۔"

ابو یعلی اور بزار رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "125ھ میں دنیا کی زیب و زینت اٹھالی جائے گی۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"اس دین پر عروج و زوال کے ادوار آئیں گے۔ اس کا عروج اس وقت ہو گا جب ایک پورا قبیلہ دین کا علم حاصل کر لے گا۔ اس میں صرف ایک یا دو شخص فاسق ہوں گے جو ذلیل و رسوا ہوں گے۔ اگر وہ اپنے مطلب کی بات کریں گے تو انہیں بزور بازو دبا دیا جائے گا۔ اس دین کا دور زوال اسوقت ہو گا جب پورے قبیلے کا طرز عمل سفاکانہ ہو جائے گا۔ اس میں صرف ایک یا دو شخص فقیہ ہوں گے جنہیں ذلت و رسوائی کا سامنا ہو گا۔ اگر وہ حق بات کے لئے لب کشائی کی جرأت

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اس امت کے آخری لوگ اگلوں کو برا بھلا کہیں گے تو ان حالات میں اگر کسی نے حدیث چھپائی تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کو چھپالیا۔"

بزار اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ (الاوسط میں) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اخیر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو بہ ظاہر تو بھائی بھائی ہوں گے مگر بہ باطن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔"

صحابہ کرام نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! یہ کیسے ہوگا۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "چند ایک سے بہت زیادہ محبت و رغبت کرنے اور چند دوسروں سے بہت زیادہ خوفزدہ ہونے کی وجہ سے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "الاوسط" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اخیر زمانہ میں چند ایسے لوگ آئیں گے جن کے چہرے انسانوں جیسے مگر دل شیطانوں کی مانند ہوں گے۔ وہ افعال قبیحہ کے ارتکاب سے باز نہیں آئیں گے۔ اگر تم ان کے پیچھے چلو گے تو وہ تمہارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں گے۔ اگر تم ان کی نظروں سے اوجھل ہو گے تو وہ تمہاری غیبت کریں گے۔ اگر تم ان سے بات کرو گے تو وہ تمہیں جھوٹا کہیں گے۔ اگر ان کے پاس امانت رکھو گے تو وہ خیانت کریں گے۔ ان کے بچے بداخلاق اور نوجوان دھوکہ باز ہوں گے۔ ان کے بوڑھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیں گے۔ ان کی طرف سے عزت پانا ذلت کے مترادف ہوگا اور ان کے سامنے دست سوال دراز کرنا محتاجی کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔ ان میں حلیم و برباد شخص کو بداندیش و خطار کار اور نیکی کا حکم دینے والے کو مورد الزام ٹھہرایا جائے گا۔ مومن کو کمزور اور فاسق کو باعزت سمجھا جائے گا۔ سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت کہا جائے گا۔ ایسے ہی حالات میں ان پر بدترین لوگوں کو مسلط کر دیا جائے گا اور ان کے نیک لوگ دعائیں مانگیں گے مگر انہیں قبول نہیں کیا جائے گا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ بھیڑیئے بن جائیں گے اور جو بھیڑیا نہ بن سکا اسے بھیڑیئے کھا جائیں گے۔"

گی۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب (خیر و شر کا معیار بدل جائے گا) عمل بد کو تم کار خیر سمجھو گے اور کار خیر کو عمل بد تصور کرو گے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ وہ مساجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھیں گے اور ان کا مقصد حصول دنیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ تم ان کی محفلوں میں ہر گز نہ بیٹھنا۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب مسلمان اپنے علماء سے بغض رکھیں گے، بازاروں کو آباد کریں گے اور جلب زر کی خاطر نکاح کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں چار چیزوں میں مبتلا کر دے گا۔ قحط سالی، بادشاہ کا ظلم، حکمرانوں کی بد دیانتی اور دشمن کا تسلط۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس امت کے آخر میں کچھ لوگ سواریوں پر غیر معمولی قسم کے زین سجا کر مسجدوں کے دروازوں پر آئیں گے۔ ان کی عورتوں کا لباس اتنا باریک ہو گا کہ وہ برہنہ معلوم ہوں گی۔ ان کے سروں پر رکھے ہوئے عمامے اس طرح دکھائی دیں گے جیسے کمزور اونٹوں کے کوہان ہوتے ہیں۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اس وقت تک دنیا ختم نہ ہو گی جب تک خسف، مسخ اور قذف کے واقعات رونما نہ ہو جائیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! ایسا کب ہو گا۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "جب عورتیں سواریوں پر زین رکھ کر سوار ہوں گی۔ گانے والیاں زیادہ ہو جائیں گی۔ جھوٹی گواہیاں دی جائیں گی۔ نماز پڑھنے والے اہل شرک کے برتنوں یعنی سونے چاندی کے برتنوں میں کھائیں پئیں گے اور مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو کفایت کریں گی۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ امت اس وقت تک شریعت مطہرہ پر عمل پیرا رہے گی جب تک ان

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اپنی امت سے سب سے زیادہ خطرہ اس بات کا ہے کہ کہیں یہ قوم لوط کے عمل بد میں مبتلا نہ ہو جائے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ "المعرفہ" میں حضرت عبید جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کہ صحابی ہیں) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے پاس جبریل امین آئے اور کہا کہ آپ کی امت میں تین اعمال ایسے ہیں جو پہلی امتوں میں نہیں تھے۔ کفن چوری کرنا، جسم کو فربہ اور موٹا بنانا اور عورتوں کا عورتوں سے شہوت پوری کرنا۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "میری امت سب سے پہلے اسلام سے یوں روگردانی کرے گی جیسے جام شراب بھرنے کے لئے جھکایا جاتا ہے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب" میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ مسجدوں میں دنیاوی گفتگو کریں گے۔ ان کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھنا۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں۔" یہ حدیث پاک مرسل ہے۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ "موفقیات" میں حضرت عمر بن حفص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَتَّخِذُ الْمُلُوْكُ الْحَجَّ نُزْهَةً وَالْاَغْنِيَاءُ تِجَارَةً وَالْفُقَرَاءُ مَسْأَلَةً.

لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ بادشاہ ادائیگی حج کو اپنی سیر و تفریح کا ذریعہ بنالیں گے، دولت مند اسے اپنی تجارت کا اور غرباء لوگ بھیک مانگنے کا ذریعہ بنالیں گے۔

امام احمد بکر بن سوادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت میں کچھ ایسے لوگ جنم لیں گے جو نعمتوں کے سائے میں آنکھ کھولیں گے اور پر تکلف غذاؤں سے لذت کام و دہن کا سامان کریں گے۔ انواع و اقسام کے کھانے اور رنگ برنگے کپڑے ان کے نزدیک بڑی اہمیت والی چیزیں ہوں گی۔ سوچے سمجھے بغیر لمبی لمبی باتیں بنائیں گے۔ یہ لوگ میری امت کے بدترین افراد ہوں گے۔"

اولاد کی کثرت پر رشک کرتے ہو۔ یہاں تک کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور جانور کی طرح زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر کہے گا۔ "کاش تمہاری جگہ میں ہوتا۔" وہ موت کی خواہش اس لئے نہیں کرے گا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہونے کا شوق ہوگا اور نہ اس لئے کہ اپنے کسی نیک کام کا صلہ پانے کے لئے بے تاب ہوگا بلکہ مصائب و آلام سے چھٹکارا پانے کے لئے وہ موت کی تمنا کرے گا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا کہا جائے گا۔ امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار کہا جائے گا۔ گواہی اور قسم کے مطالبے کے بغیر لوگ گواہی دیں گے اور قسمیں کھائیں گے۔ کم ظرف اور کمینہ ظرف آدمی دنیاوی جاہ و حشمت اور مال و دولت سے بہرہ اندوز ہوگا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لوگ پھلدار درخت کی مانند ہیں۔ عنقریب یہ خاردار درخت کی مانند ہو جائیں گے۔ اگر تم ان سے جھگڑو گے تو وہ بھی تمہارے ساتھ جھگڑیں گے۔ اگر تم انہیں کچھ نہ کہو گے تو پھر بھی وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ اور اگر تم ان سے بھاگو گے تو وہ تمہیں ڈھونڈنا شروع کر دیں گے۔"

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "پھر ان سے بچاؤ کا کیا طریقہ ہے؟"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سخت حاجت مندی کے دن بھی انہیں اپنے مال سے قرض دینا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"صورت حال سنگین سے سنگین تر ہوتی جائے گی۔ مال و دولت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ لوگوں کا بخل بڑھتا جائے گا اور قیامت صرف شریر لوگوں پر قائم ہوگی۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ الاوسط میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا: "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو کب ترک کر دیا جائے گا؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "ایسا اس وقت ہوگا جب تمہیں بنو اسرائیل جیسے حالات پیش آئیں گے، جب تمہارے نیکوکار آدمی بدکاروں کے سامنے حق کہنے سے ہچکچائیں گے۔ دینی معلومات شریر لوگوں کے پاس اور حکومت کی باگ ڈور نوعمروں کے ہاتھوں میں چلی جائے گی۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب امانت کو ضائع کیا جانے لگے تو قیامت کے واقع ہونے کا انتظار کرنا۔''

اعرابی نے عرض کی: ''امانت کو کیسے ضائع کیا جائے گا؟'' فرمایا: ''جب معاملات نااہلوں کے سپرد کیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔''

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: ''قیامت کب آئے گی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے یہ سوال کیا جا رہا ہے، وہ اس بارے میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ میں تمہیں قیامت کی چند علامات سے آگاہ کرتا ہوں۔ جب تم دیکھو کو برہنہ پا، برہنہ جسم، بہرے اور گونگے لوگ روئے زمین کے بادشاہ بن گئے ہیں تو یہ بھی قیامت کی نشانی ہے اور جب تم دیکھو کہ جانوروں کے چرواہے بلند و بالا عمارتیں بنانے میں مقابلہ کر رہے ہیں تو یہ بھی قیامت کی نشانی ہے۔''

بزار رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے چند ایسے سال آئیں گے جن میں بہت کم نفع ہو گا۔ اس وقت جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ خائن لوگوں کو امانت دار اور امانتدار کو خائن سمجھا جائے گا۔ اس وقت رویبضہ بھی بولنے لگے گا۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ ﷺ! یہ رویبضہ کیا ہے؟'' فرمایا: ''معمولی درجے کا آدمی عامۃ الناس کے معاملات میں دخل دے گا۔'' حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل فرمائی ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ''الاوسط'' میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کی یہ نشانیاں ہیں۔ بدکرداری، بدگوئی، قطع رحمی، امانت دار کو خائن سمجھنا اور خائن کو امانت دار خیال کرنا۔''

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ چیزیں ہیں کہ اولاد غصہ سے مغلوب ہو گی، بارش کے باوجود شدید گرمی ہو گی اور شریر لوگ بکثرت ہوں گے۔ قیامت کی یہ بھی نشانیاں ہیں کہ بیگانوں کے ساتھ صلہ رحمی اور اپنوں کے ساتھ قطع رحمی کی جائے گی اور منافق لوگ اپنے قبیلوں کے سردار بن جائیں گے۔ قیامت کی یہ بھی نشانیاں ہیں کہ محرابوں کو آراستہ کیا جائے گا۔ دلوں کی

احمد، ابو یعلی اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

''لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کو عاجز و درماندہ رہنے اور فسق و فجور کا ارتکاب کرنے میں اختیار دیا جائے گا۔ جو کوئی ایسا زمانہ پائے اسے چاہئے کہ وہ عاجز و درماندہ بن جانے کو ترجیح دے۔''

طبرانی رحمۃ اللہ الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

''میری امت کو امتوں کی بیماری لگ جائے گی۔''

صحابہ کرام نے عرض کی: ''حضور ﷺ! امتوں کی بیماری کونسی ہے؟''

حضور ﷺ نے فرمایا: ''تکبر، مال و دولت کا غرور، باہمی چپقلش، ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر طاقت کا مظاہرہ کرنا، بغض و عناد اور بخل کرنا پھر ظلم و زیادتی کا دور دورہ ہو گا۔ بعد ازاں فتنہ و فساد اور قتل و غارت گری کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔''

احمد اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''یہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہو گی جب تک کمینے اور کم ظرف لوگ اس کے مالک نہ ہو جائیں گے۔''

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ''الاوسط'' میں حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صالحین ایک ایک کر کے دنیا سے کوچ کر جائیں گے۔ اور کھجور کے چھلکوں کی مانند گھٹیا قسم کے لوگ رہ جائیں گے جن کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہ ہو گی۔''

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس امت سے سب سے پہلے حیا اور امانت کو اٹھا لیا جائے گا اور اس میں سب سے آخر میں نماز باقی رہ جائے گی۔''

احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی جب تک ایسی قوم نہ آ جائے جس کے افراد گائے کی طرح اپنی زبانوں سے کھانا کھائیں گے۔''

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اخیر زمانہ میں جاہل عبادت گزار اور فاسق قراء ہوں گے۔''

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ اولاد غصے سے بے قابو ہو جائے گی۔ بارش کے باوجود شدید گرمی ہوا کرے گی۔ کمینہ فطرت آدمیوں کی کثرت ہو جائے گی۔ کریم النفس لوگ ناپید ہو جائیں گے۔ چھوٹے بچے بڑی عمر والوں کے خلاف اور کمینے آدمی کریم النفس لوگوں کے خلاف بات کرنے کی جسارت کریں گے۔“

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (الاوسط میں) اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

”جب یہ زمانہ اپنے انجام کے قریب پہنچے گا تو سبز چادریں کثرت سے پہنی جائیں گی۔ تجارت عروج پر ہو گی۔ مال و دولت کی فراوانی ہو گی۔ دولت مند شخص کو اس کی دولت کی وجہ سے عزت کا مقام دیا جائے گا۔ بچوں کی حکمرانی ہو گی۔ عورتوں کی کثرت ہو گی۔ بادشاہ ظلم اور ناانصافی سے کام لیں گے۔ ناپ تول میں کمی کی جائے گی۔ آدمی اپنے بچے کی پرورش سے کتے کے بچے کو پالنا زیادہ بہتر خیال کرے گا۔ نہ بڑے کی عزت رہے گی، نہ چھوٹے پر رحم کیا جائے گا اور حرامی بچوں کی کثرت ہو جائے گی۔“

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرب قیامت کی نشانی یہ ہے کہ بدکاروں کو معاشرے میں مقام رفیع مل جائے گا جبکہ نیکوکاروں کو ذلت و پستی میں رکھا جائے گا۔ باتوں کا سلسلہ بڑھ جائے گا اور عمل کا جوش و جذبہ ماند پڑ جائے گا۔“

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے قریب ہونے کی نشانی یہ ہے کہ پہلی رات کے چاند کو عیاں دیکھ کر کہا جائے گا کہ یہ تو دو راتوں کا چاند ہے۔ مسجدوں کو گزرگاہیں بنا دیا جائے گا اور ناگہانی موت واقع ہو گی۔“

بخاری رحمۃ اللہ علیہ (التاریخ میں) حضرت طلحہ بن ابو حدرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّرَوُا الْهِلَالَ فَيَقُوْلُوْا ابْنُ لَيْلَتَيْنِ وَهُوَ ابْنُ لَيْلَةٍ

یہ قیامت کی ایک نشانی ہے کہ لوگ پہلی رات کا چاند دیکھ کر کہیں گے کہ یہ دو راتوں کا چاند ہے حالانکہ وہ ایک ہی رات کا ہو گا۔

ابوالقاسم بغوی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میرے بعد میری امت میں ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پاک کی تلاوت کریں گے اور دین کا علم حاصل کریں گے مگر شیطان ان کے پاس آکر کہے گا۔ اگر تم بادشاہ کے پاس چلے جاؤ تو تمہاری دنیا سنور جائے گی اور بادشاہ کے اثرات بد سے تم اپنے دین کو بھی بچالو گے لیکن ایسا کبھی نہ ہو گا۔ جس طرح خاردار درخت سے کانٹوں کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا، اسی طرح بادشاہوں کے قریب جانے سے گناہوں اور خطاؤں کے سوا کچھ نہیں ملتا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "الزہد" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دیندار شخص کا دین سلامت رہنا مشکل ہو جائے گا۔ سوائے اس کے کہ وہ ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی کی جانب یا ایک پتھر سے دوسرے پتھر کی جانب بھاگ جائے۔ (یعنی معاشرہ سے دور کسی گوشہ تنہائی میں جا کر پناہ لے)۔ جب وہ زمانہ آئے گا تو خدا تعالیٰ کو ناراض کئے بغیر معیشت کا حصول ممکن نہ رہے گا۔ جب حالات اس قدر ناگفتہ بہ ہو جائیں گے تو آدمی کی موت اپنے بیوی بچوں کے ہاتھوں واقع ہو گی۔ اگر اس کے بیوی بچے نہ ہوں گے تو اس کی موت کا سبب اس کے والدین بنیں گے اور اگر والدین بھی نہ ہوں گے تو پھر رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ہاتھوں اس کی موت واقع ہو گی۔" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیسے ہو گا؟" حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ لوگ اسے تنگدستی اور غربت کی عار دلائیں گے اور وہ اس عار سے بچنے کے لئے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارے گا بالآخر وہ اپنے آپ کو ایسے خطرناک حالات سے دوچار کر دے گا کہ اس کی جان بھی چلی جائے گی۔"

باب

علاماتِ قیامت

شیخین رحمۃ اللہ علیہما (بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کی علامات میں سے یہ چیزیں ہیں۔ علم کا اٹھ جانا، جہالت کا موجود رہنا، شراب پیا جانا اور زناکاری کا عام ہو جانا۔"

ہفتے) کی طرح، ہفتہ دن کی طرح اور دن صرف اتنا محسوس ہو گا جتنا کہ لکڑیوں کا گٹھا جلنے پر وقت صرف ہوتا ہے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "الاوسط" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر میری امت نے چھ چیزوں کو حلال سمجھ لیا تو ان پر تباہی و بربادی مسلط ہو جائے گی۔ جب وہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگیں، شراب پینے لگیں، ریشم پہننا شروع کر دیں، لوگوں کو غلام بنالیا جائے، مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو کافی سمجھنے لگیں (تو تباہی ان کا مقدر رہو گی)۔"

ابن ماجہ اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (اپنی سنن میں) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں مسجدیں بنا کر فخر و مباہات سے کام لیں گے۔"

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ تم میرے بعد اپنی مساجد کو اس طرح بلند و بالا اور عالیشان بنانے لگو گے جس طرح یہودیوں نے اپنے عبادت خانوں کو اور عیسائیوں نے اپنے کلیساؤں کو بلند و بالا بنا ڈالا تھا۔"

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب بھی کسی قوم کے اعمال خراب ہوئے تو انہوں نے اپنی مساجد کی خوب تزئین و آرائش کی۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے ایسا وقت آئے گا کہ وارثت کا مال تقسیم نہ کیا جائے گا اور دشمن کا مال غنیمت حاصل کر کے بھی خوشی نہ ہو گی۔"

میں کہتا ہوں کہ دوسری پیشین گوئی تو ظاہر ہو چکی ہے جبکہ پہلی کے کچھ آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں کیونکہ موجودہ صدی کے وزراء نے بہت سے وارثوں کو ان کے حق وراثت سے محروم کر دیا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ

کھیتیاں ویران ہو جائیں گی۔ ایماندار شخص اپنے خاندان میں غلام سے زیادہ ذلیل ہو گا۔ مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو کافی سمجھیں گی۔ علاوہ ازیں یہ بھی قیامت کی نشانیاں ہیں کہ بچوں کی حکمرانی ہو گی۔ عورتیں مشورے دیں گی۔ ویرانے آباد کیے جائیں گے اور آبادیاں ویران ہو جائیں گی۔ آلات موسیقی ڈھول باجا وغیرہ اور شراب نوشی جیسی قباحتیں ظاہر ہوں گی اور حرامی بچوں کی کثرت ہو جائے گی۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: "کیا وہ لوگ مسلمان ہوں گے؟" انہوں نے فرمایا: "ہاں۔" "ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد بھی اپنے پاس رکھے گا اور وہ دونوں جب تک ایک دوسرے کے پاس رہیں گے زنا کا ارتکاب کرتے رہیں گے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت قائم ہونے سے پہلے کتاب اللہ کو باعث عار سمجھا جائے گا۔ دنیا کی مدت سمٹ جائے گی۔ قحط سالی کی وجہ سے پیداوار اور پھلوں میں کمی واقع ہو جائے گی۔ مشکوک افراد کو دیانتدار اور دیانتداروں کو مشکوک گردانا جائے گا۔ سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا خیال کیا جائے گا۔ فتنہ و فساد عام ہو جائے گا۔ بغاوت، حسد اور بخل جیسی قباحتیں رونما ہوں گی۔ لوگوں کے معاملات متصادم ہو جائیں گے۔ خواہش نفس کی اتباع کی جائے گی۔ ظن و تخمین کے ذریعے مقدمات کے فیصلے کیے جائیں گے۔ علم اٹھ جائے گا اور جہالت کا دور دورہ ہو گا۔ اولاد غصے سے مغلوب رہے گی۔ سردیوں میں شدید گرمی محسوس ہو گی۔ بدکاری کا اعلانیہ ارتکاب ہو گا اور زمین خون سے سیراب ہو جائے گی۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "الاوسط" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت برپا ہونے سے پہلے بدعملی اور بخل عام ہو جائے گا۔ امانتدار کو خائن اور خائن کو امانت دار کہا جائے گا۔ وعول ہلاک ہو جائیں گے اور تحوت کو غلبہ مل جائے گا۔"

صحابہ کرام نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! وعول اور تحوت سے کیا مراد ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "وعول لوگوں میں سے سربرآوردہ اور نمایاں شخصیات کو کہا جاتا ہے جبکہ تحوت سے مراد وہ گمنام لوگ ہیں جو لوگوں کے پاؤں تلے رہتے ہیں۔"

یوں دکھائی دے رہا ہے کہ گویا اولاد حام کے ایک شخص اسود دندانی نے میری اس مسجد کے ساتویں کنگرے سے حجر اسود لڑھکا دیا ہے۔ اس شخص کو رخمہ کہا جائے گا۔" بعض نے اس کو حاء کے ساتھ (رحمہ) بھی ذکر کیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ جب قرامطہ مسجد میں داخل ہوئے تو ان کے سردار نے کہا:

يَا رَخْمَةُ قُمْ. "اے رخمہ! اٹھو۔"

یہ سنتے ہی اولاد حام کا ایک فرد اسود دندانی اٹھ کھڑا ہوا۔ (جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا)۔ قرامطی سردار نے اسے حجر اسود تھما دیا اور کہا: "مسجد کی چھت پر چڑھ جاؤ اور یہ پتھر لڑھکا دو۔" اس نے پتھر ہاتھ میں پکڑا اور مسجد کی چھت پر چڑھ گیا۔ وہ اسے پہلے کنگرے سے گرانا چاہتا تھا کہ اچانک کسی نے اسے دوسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا۔ اسی طرح جب بھی اس نے کسی کنگرے سے پتھر لڑھکانا چاہا، غیر ارادی طور پر وہ اگلے کنگرے کی طرف بڑھ گیا۔ حتیٰ کہ وہ ساتویں کنگرے تک جا پہنچا اور وہاں سے حجر اسود کو گرا دیا۔ جب لوگوں نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کی یہ تصدیق دیکھی تو بے ساختہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنے لگے۔

میں کہتا ہوں کہ اس طرح کی بات خود ساختہ نہیں ہو سکتی۔ یقیناً آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام خداوندی سے مستقبل کی یہ بات معلوم ہو گئی تھی۔ قرامطہ کا فتنہ اور حجر اسود کو لے جانے کا عمل 317ھ میں رونپذیر ہوا۔

قبولیت دعا کی معجزانہ شان

باب

بارش کی دعا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما (بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عہد نبوی میں لوگ ایک دفعہ سخت قحط کا شکار ہو گئے۔ رسول خدا ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا.

یا رسول اللہ ﷺ! قحط سالی کی وجہ سے مال مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اور بال بچے آب و دانہ کو ترس گئے ہیں۔ از راہ کرم ہمارے لئے دعا فرمائیں۔

بزار اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ لوگ سر راہ اس طرح جماع کریں گے جس طرح گدھے جفتی کرتے ہیں۔''

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ الاوسط میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ ہر قبیلہ کے منافق افراد اس کے سردار بن جائیں گے۔''

احمد، بزار، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کی چند علامات یہ ہیں۔ آدمی صرف جان پہچان رکھنے والوں کو سلام کرے گا۔ تجارت اس قدر عام ہو جائے گی کہ کاروبار تجارت چلانے کے لئے بیوی اپنے خاوند کی امداد کرے گی۔ صلہ رحمی ختم ہو جائے گی۔ جھوٹی گواہیاں دی جائیں گی۔ حق کی گواہی چھپالی جائے گی اور آدمی مسجد کے پاس سے گزر جائے گا مگر اسے مسجد میں نماز پڑھنے کی توفیق نہ ملے گی۔''

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عداء بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ آدمی صرف اسی کو سلام کرے گا جسے وہ پہچانتا ہو گا اور مسجدوں کو گزرگاہیں بنالیا جائے گا۔''

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قرب قیامت کی چند نشانیاں یہ ہیں۔ بارش کی کثرت اور نباتات کی قلت، قراء کی کثرت اور فقہاء کی قلت۔ حکمرانوں کی کثرت اور امانتداروں کی قلت۔''

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت برپا ہونے سے پہلے سرزمین عرب میں چراگاہیں اور نہریں عام ہو جائیں گی اور مکہ و عراق کے درمیان سفر کرنے والے سوار کو راستہ بھول جانے کے علاوہ کوئی خطرہ محسوس نہ ہو گا۔''

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ زمانہ سمٹ جائے گا۔ سال مہینے کی طرح، مہینہ جمعہ (یعنی

چیز ہمارے پاس نہیں ہے۔

اعرابی نے سب سے آخر میں والی کون ومکاں، حامئ بے کساں ﷺ کی بارگاہ میں ان الفاظ میں اپنی فریاد پیش کی:

وَلَیْسَ لَنَا اِلَّا اِلَیْكَ فِرَارُنَا   وَاَیْنَ فِرَارُ النَّاسِ اِلَّا اِلَی الرُّسُلِ

دنیا کے مصائب وآلام سے بھاگ کر ہم آپ کی بارگاہ میں آگئے ہیں۔ ایسے مشکل حالات میں لوگ کی جائے پناہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسولوں کے دربار ہی ہوا کرتے ہیں۔

اعرابی کی فریاد سن کر رسول اللہ ﷺ اٹھے اور منبر پر تشریف لے گئے پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا مُرِیْعًا غَدَقًا طَبَقًا عَاجِلاً غَیْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ تَمْلَأُ بِهِ الضَّرْعُ وَتُنْبِتُ بِهِ الزَّرْعُ وَتُحْیِیْ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَالِكَ تُخْرَجُوْنَ.

اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر دے جو ہماری مشکلات کو دور کر دے، جو نفع رساں ہو، شادابی لائے، چار سو موسلا دھار برسے، فوراً باران کرم کا نزول ہو، جس میں فائدہ ہی فائدہ ہو، نقصان کا باعث نہ ہو۔ ایسا مینہ برسے جس کی وجہ سے سیر دار جانوروں کے تھن دودھ سے بھر جائیں، کھیتیاں لہلہانے لگیں اور مردہ زمین زندہ ہو جائے۔ وَكَذَالِكَ تُخْرَجُوْنَ (اور تمہیں بھی اسی طرح زندہ کر کے قبروں سے نکالا جائے گا)۔

حضور ﷺ نے ابھی دعا کے ہاتھ واپس نہ لوٹائے تھے کہ آسمان سے موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ بارش کی کثرت سے پریشان ہو کر اہل مدینہ شور مچاتے ہوئے آئے اور عرض کرنے لگے: "یارسول اللہ ﷺ! ہم غرق ہو گئے۔ ہم غرق ہو گئے۔" حضور ﷺ نے فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا.

اے اللہ! اب ہمارے آس پاس کے علاقوں پر بارش برسا۔ ہم پر نہ برسا۔

یہ دعا فرمانے کی دیر تھی کہ بادل چھٹ گیا اور مدینہ منورہ کا مطلع صاف ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ اتنے مسکرائے کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے پھر فرمایا: "اگر آج ابو طالب زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔" حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا

قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ سرزمین عرب چراگاہوں اور نہروں میں بدل جائے گی۔

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (اپنی سنن میں) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ مسجدوں کو گزرگاہیں بنالیا جائے گا۔ آدمی محض جان پہچان رکھنے والوں کو سلام کرے گا۔ میاں بیوی مل کر کاروبار تجارت کریں گے۔ گھوڑوں اور عورتوں کی گرانی ہو جائے گی۔ پھر یہ چیزیں سستی ہو جائیں گی اور اس کے بعد قیامت تک مہنگی نہ ہوں گی۔"

باب

جہاد کی برکت

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو حارثہ کے ایک شخص سے فرمایا:

"کیا تم جنگ میں شرکت نہیں کرو گے؟"

اس نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میں نے کھجور کے چند پودے لگائے ہیں۔ اگر میں محاذ جنگ پر چلا گیا تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ پودے ضائع نہ ہو جائیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْغَزْوُ خَيْرٌ لِوَدِيِّكَ.

جہاد میں تمہاری شرکت تمہارے پودوں کے حق میں بہتر ہو گی۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ شخص نے ارشاد نبوی کی تعمیل کرتے ہوئے جہاد میں شرکت کی اور جب وہ جنگ سے واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کے پودے پہلے سے کہیں زیادہ بہتر اور اچھی حالت میں تھے۔

باب

قرامطہ اور حجر اسود

ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت حسن بن محمد علوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بچپن کے زمانے میں کوفہ کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ قرامطہ وہاں حجر اسود لے آئے۔ اہل کوفہ کہا کرتے تھے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا: "مجھے

اگر کوئی شاعر اچھی شاعری کر سکتا ہے تو تمہارا کلام بھی یقیناً بہت خوبصورت ہے۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ چاشت کا وقت تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ تین دفعہ اللہ اکبر فرمایا اور تین بار بارگاہ الٰہی میں یہ التجا کی:

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا.

اے اللہ! ہمیں سیراب کر دے۔

بعد ازاں یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا سَمَنًا وَّلَبَنًا وَّشَحْمًا وَّلَحْمًا.

اے اللہ! ہمیں گھی، دودھ، چربی اور گوشت عطا فرما۔

اس وقت آسمان پر بادل نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ اچانک تیز ہوا چلنے لگی، غبار سا اٹھا اور ہر طرف بادل چھا گئے۔ پھر کیا تھا آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ ابھی وہیں تشریف فرما تھے کہ لوگ بازاروں میں شور مچانے لگے۔ گلیوں میں پانی بہہ رہا تھا۔ اس سال ہمارے ہاں دودھ، گھی، چربی اور گوشت کی فراوانی رہی۔ یہ چیزیں گلیوں میں عام ملتی تھیں، کوئی انہیں خریدتا نہ تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم دوران سفر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ وضو کرنے کے لئے پانی کی ضرورت پیش آ گئی۔ لوگوں نے قافلے میں پانی تلاش کیا مگر کہیں نہ ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے۔ آپ کی دعا کی برکت سے خوب بارش ہوئی۔ لوگوں نے جی بھر کر پانی پیا (وضو کیا) اور اپنے مشکیزے وغیرہ بھی بھر لئے۔

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند ابن مسیب حضرت ابو لبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ دوران خطبہ آپ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا.

اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر دے۔

ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! کھجوریں خشک کرنے کی جگہوں میں پڑی ہوئی ہیں (آپ فی الحال بارش کی دعا نہ فرمائیں)۔"

اعرابی کی گزارش سنتے ہی رسول اللہ ﷺ نے دست دعا بلند کر دیئے۔ اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔ قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! حضور ﷺ نے ابھی دعا کے ہاتھ نیچے نہ کئے تھے کہ بادل پہاڑوں کی مانند امڈ کر آگئے اور بارش برسنے لگی۔ ابھی آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ میں نے آپ ﷺ کی داڑھی مبارک پر بارش کے قطرات گرتے دیکھے۔ اس دن خوب بارش ہوئی پھر دوسرے، تیسرے اور چوتھے دن میں بارش ہوتی رہی بلکہ اگلے جمعہ تک بارش کا سلسلہ جاری رہا پھر اعرابی اٹھ کھڑا ہوا اور یوں عرض کرنے لگا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ.

یارسول اللہ ﷺ! اب تو بارش کی کثرت کی وجہ سے عمارتیں گرنے لگی ہیں۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہاتھ مبارک اٹھا دیئے اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا.

یا اللہ! ہمارے گرد و نواح پر بارش برسا۔ ہم پر نہ برسا۔

حضور ﷺ جس طرف بھی اشارہ فرماتے، بادل پھٹ جاتا حتیٰ کہ مدینہ منورہ کا شہر تالاب کی طرح نظر آنے لگا اور وادیٔ قناۃ ایک ماہ تک بہتی رہی۔ آس پاس کے علاقوں سے جو بھی آتا، وہ موسلا دھار بارش کی اطلاع دیتا تھا۔

یہ حدیث پاک حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعدد طرق سے مروی ہے۔

بیہقی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند مسلم ملائی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ! قسم بخدا! ہم فریاد لے کر آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں۔ قحط سالی کی شدت کا یہ عالم ہے کہ نہ اونٹ بلبلا سکتے ہیں اور نہ بچے چلا سکتے ہیں پھر وہ اعرابی یہ اشعار پڑھنے لگا:

اَتَيْنَاكَ وَالْعَذْرَا تَدْمٰى لِثَاتُهَا وَقَدْ شَغَلَتْ اُمُّ الصَّبِيِّ عَنِ الطِّفْلِ

وَاَلْقٰى بِكَفَّيْهِ الصَّبِيُّ اسْتِكَانَةً مِنَ الْجُوْعِ ضَعْفًا مَا يمرُّ وَمَا يحلي

وَلَا شَيْئٌ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ عِنْدَنَا سِوَى الْحَنْظَلِ الْقَانِيْ وَالعلهزِ الغسلِ

ہم آپ کے حضور اس عالم بے چارگی میں حاضر ہوئے ہیں کہ ہماری بچیوں کے تالو خون آلود ہیں۔ ماؤں کو اپنے بچوں کا خیال تک نہیں رہا۔ بھوک کے مارے بچے ہر میٹھی کڑوی چیز کھا رہے ہیں۔ سرخ اندرائین اور علہز کے علاوہ خورد و نوش کی کوئی

تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ. "اب تو مکانات گرنے لگے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس پر یہ دعائیہ کلمات جاری ہو گئے۔

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا.

اے اللہ! ہمارے آس پاس کے علاقوں پر بارش نازل فرما۔ اب ہم سے بارش کو روک لے۔

آپ کی دعا کے فوراً بعد بادل چھٹنے لگا اور دائیں بائیں چلا گیا۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: "یارسول اللہ ﷺ! میں جہاں سے آ رہا ہوں وہاں کے لوگوں کی حالت بڑی تشویشناک ہے۔ ان کے چرواہے کو زاد میسر نہیں اور نہ وہ اپنے اونٹ کی پشت پر گدیلا رکھ سکتے ہیں۔" اعرابی کی فریاد سن کر حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد یہ دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے:

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا غَدَقًا طَبَقًا مُرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ.

یہ دعا فرمانے کے بعد آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ پھر جدھر سے بھی کوئی شخص آتا، یہی خبر دیتا کہ ان کے ہاں خوب بارش ہوئی جس سے زمین میں ہر طرف سبزہ لہلہانے لگا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں جب حضور ﷺ کو منبر پر رونق افروز ہو کر بارش کی دعا کرتے دیکھتا ہوں اور پھر اتنی بارش ہوتی ہے کہ پرنالوں سے پانی بہنے لگتا ہے تو مجھے اکثر شاعر (حضرت ابو طالب) کا یہ شعر یاد آ جاتا ہے:

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

آپ ایسے حسین ہیں کہ آپ کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ آپ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے محافظ ہیں۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ "غریب الحدیث" میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ عہد نبوی میں لوگ سخت قحط کا شکار ہو گئے۔ حضور نبی رحمت ﷺ بقیع غرقد تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا جس کا ایک حصہ سامنے کی طرف اور دوسرا شانوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا جبکہ کاندھے مبارک پر عربی کمان

رسول اللہ ﷺ! غالباً آپ ان کے اس شعر کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں جو انہوں نے آپ کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہا تھا:

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

آپ وہ خوبرو انسان ہیں جن کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ آپ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے محافظ ہیں۔

بنو کنانہ کا ایک شخص اٹھا اور یہ اشعار پڑھنے لگا:

لَکَ الْحَمْدُ وَالْحَمْدُ مِمَّنْ شَکَرْ سُقِیْنَا بِوَجْهِ النَّبِیِّ الْمَطَرْ

یا اللہ! تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ تیرے شکر گزار بندے تیرے حمد سرا ہیں کہ نبی رحمت ﷺ کے صدقے ہمیں بارش سے سیراب کر دیا گیا۔

دَعَا اللّٰهَ خَالِقَهٗ دَعْوَةً اِلَیْهِ وَأَشْخَصَ مِنْهُ الْبَصَرْ

نبی پاک ﷺ نے اپنے خالق کریم کی بارگاہ میں دعا کی اور اس کی رحمت پر نگاہیں جما دیں۔

اَغَاثَ بِهِ اللّٰهُ عُلْیَا مُضَرْ وَهٰذَا الْعِیَانُ لِذَاکَ الْخَبَرْ

آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ نے مضر قبیلہ کی مشکل کشائی فرمائی اور یہ واقعہ اس بات کا واضح عملی مظاہرہ تھا۔

وَکَانَ کَمَا قَالَهٗ عَمُّهٗ اَبُوْ طَالِبٍ اَبْیَضُ ذُوْغُرَرْ

حضور ﷺ کی شان ویسی ہی ہے جیسا کہ آپ کے چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتائی تھی کہ آپ خوبصورت چمکتی پیشانی والے ہیں۔

فَلَمْ تَكُ اِلَّا کَکَفِّ الرِّدَاءِ أَوْ اَسْرَعَ حَتّٰی رَأَیْنَا الدُّرَرْ

چادر لپیٹنے کی مقدار یا اس سے بھی کم وقت گزرا تھا کہ ہمیں بارش کے قطرے موتیوں کی طرح گرتے ہوئے نظر آئے۔

بِهِ اللّٰهُ یَسْقِی صَوْبَ الْغَمَامِ وَمَنْ یَّکْفُرِ اللّٰهَ یَلْقَی الْغِیَرْ

حضور ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ بادل بھیج کر سیراب کر دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے وہ حادثات زمانہ سے دوچار ہو جاتا ہے۔

یہ اشعار سماعت فرمانے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنْ یَّكُ شَاعِرٌ یُحْسِنُ فَقَدْ اَحْسَنْتَ.

کے نیچے سے ایسی موسلادھار بارش عطا فرما جو ہمارے لئے سودمند ثابت ہو۔ جو ہماری مشکلات دور کر دے، فضا کو خوشگوار بنادے، ہر طرف سرسبزی و شادابی عام ہو جائے۔ بارش کے ذریعے سبزہ اگا دے اور کثرت کے ساتھ خیرات و برکات کا نزول فرما۔ یا اللہ! تو نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں فرمایا ہے۔ "ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا فرمایا۔" مولا! جو چیز پانی سے پیدا کی گئی ہو، وہ پانی کے بغیر کیونکر زندہ رہ سکتی ہے۔ الٰہی! لوگوں میں مایوسی بڑھ رہی ہے۔ بدگمانیاں پیدا ہو رہی ہیں، جانور سخت پیاسے ہیں۔ اپنے بچوں کے لئے رونے والیوں کی چیخ و پکار میں اضافہ ہو گیا ہے۔ بارش نہ ہونے کے باعث جانوروں کی ہڈیاں کمزور، گوشت کم اور چربی پگھل رہی ہے۔ یا اللہ! پریشان حال مخلوق کی چیخ و پکار پر رحم فرما۔ ان پر رحم فرما جن کے رزق کا کفیل صرف تو ہی ہے۔ الٰہی! پیاسے چوپایوں، چارہ کھانے والے جانوروں اور بھوک پیاس سے بے قرار بچوں پر رحم فرما۔ یا اللہ! خمیدہ سر بوڑھوں، شیر خوار بچوں اور چراگاہوں میں چل پھر کر چرنے والے بے زبان جانوروں پر رحم فرما۔ یا اللہ! ہماری روزی میں اضافہ فرما اور ہمیں اپنی رحمت سے محروم نہ فرما۔ بے شک تو دعاؤں کو سن کر قبول فرمالیتا ہے۔ اپنی رحمت خاص سے ہماری التجا کو قبول فرما۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے!

جب رحمت عالم ﷺ اپنی دعا سے فارغ ہوئے تو فوراً آسمان سے بارش برسنے لگی اور لوگوں کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ وہ اپنے گھروں کو کیسے پلٹیں گے۔ بہر حال جانوروں کی جان میں جان آ گئی، زمین سرسبز و شاداب ہو گئی اور انسانوں کو نئی زندگی مل گئی۔ یہ سب رحمت عالم، نور مجسم، رسول مکرم ﷺ کی ذات بابرکات کا فیضان تھا۔

باب

آل پاک کے لئے دعا فرمانا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا.

الٰہی! آل محمد (صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین وسلم) کا رزق قوت لایموت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یااللہ! بارش عطا فرما۔ اتنی بارش دے کر ابولبابہ کپڑے اتار کر کھجوریں خشک کرنے کی جگہ کی طرف جائے اور اس کا سوراخ اپنی چادر سے بند کرے۔"

اس وقت آسمان پر کوئی بادل نہ تھا فوراً (بادل آگئے اور) آسمان سے بارش برسنا شروع ہو گئی اور خوب بارش ہوئی۔ انصار نے ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھیر لیا اور کہنے لگے: ابولبابہ! جب تک تم اس طرح نہیں کرو گے جب طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، بارش کا سلسلہ نہیں رہے گا۔ چنانچہ ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے اتار کر کھجوریں خشک کرنے کی جگہ پہنچے اور اس کا سوراخ اپنی چادر سے بند کیا پھر بارش بھی رک گئی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس قحط سالی کی شکایت کی۔ حضور ﷺ عید گاہ کی جانب تشریف لے گئے اور منبر پر جلوہ افروز ہو کر دعا کے لئے ہاتھ اس قدر بلند فرمائے کہ بغل مبارک کی سفیدی نظر آنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً بادل روانہ فرمادیا۔ بادل گرجا، بجلی چمکی اور بارش برسنے لگی۔ ابھی تک آپ مسجد میں نہیں پہنچے تھے کہ گلیوں میں ہر طرف پانی بہنے لگا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاَنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔

ابن ماجہ اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت کعب بن مرہ یا مرہ بن کعب البہزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ مضر کے لئے بددعا فرمائی۔ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہو گئے اور عرض کرنے لگے۔ آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا غَدَقًا طَبَقًا مُرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ رَائِثٍ.

یااللہ! ہم پر بارش برسا، جو مشکلات کو ٹال دے، ہر طرف موسلادھار برسے، شادابی کا باعث بنے اور ضرر رساں نہ ہو بلکہ مفید اور نفع رساں ہو۔ یااللہ! جلدی سے بارش نازل فرما۔

ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ بارش آگئی اور خوب بارش ہوئی۔ لوگوں نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر شکایت کی اور عرض کرنے لگے:

باب

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لے آئے۔ اس وقت میں کہہ رہا تھا کہ یا اللہ! اگر میری موت کا وقت آ پہنچا ہے تو جلدی سے مجھے (موت سے ہمکنار فرما کر اس تکلیف سے) چھٹکارا بخش دے۔ اگر موت آنے میں ابھی دیر ہے تو میری یہ بیماری ٹال دے اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر کی توفیق عطا فرما۔ حضور ﷺ نے میرے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اشْفِهٖ اَللّٰھُمَّ عَافِهٖ.

یا اللہ! انہیں شفا عطا فرما۔ یا اللہ! انہیں عافیت عطا فرما۔

پھر ارشاد فرمایا: قُمْ "کھڑے ہو جاؤ۔" میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے بعد مجھے آج تک وہ تکلیف نہ ہوئی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک خاتون کے ہاں گیا۔ اس نے حضور ﷺ کے لئے بکری ذبح کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "ابھی ایک جنتی شخص اندر آئے گا۔" اتنے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے۔ پھر فرمایا: "ایک جنتی شخص اندر آئے گا۔" تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ پہنچے۔ حضور ﷺ نے تیسری بار بھی یہی فرمایا کہ ایک جنتی شخص آئے گا اور ساتھ ہی فرمایا۔ اے اللہ! اگر تیری مرضی ہو تو وہ علی ہو جائے۔" اتنے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہو گئے۔

باب

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قیس بن ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لَهٗ اِذَا دَعَاكَ.

یا اللہ! یہ جب بھی تجھ سے دعا مانگیں، ان کی دعا کو قبول فرمالینا۔

ڈال رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے قبلہ رو ہو کر تکبیر کہی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ دونوں رکعتوں میں آپ ﷺ نے بہ آواز بلند قراءت فرمائی۔ پہلی رکعت میں سورۂ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ اور دوسری رکعت میں سورۂ وَالضُّحٰی تلاوت فرمائی۔ بعد ازاں اپنی چادر مبارک کو الٹا کر لیا۔ غرض یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ بھی حالات کو بدل دے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور پھر دست مبارک اٹھا کر یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ ضَاحَتْ بِلَادُنَا وَاغْبَرَّتْ اَرْضُنَا وَهَامَتْ دَوَابُّنَا اَللّٰهُمَّ مُنَزِّلَ الْبَرَكَاتِ مِنْ أَمَاكِنِهَا وَنَاشِرَ الرَّحْمَةِ مِنْ مَّعَادِنِهَا بِالْغَيْثِ الْمُسْتَغِيْثِ اَنْتَ الْمُسْتَغْفَرُ مِنَ الْاَلْمَامِ فَنَسْتَغْفِرُكَ لِلْجَمَّاتِ مِنْ ذُنُوْبِنَا وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ مِنْ عَظِيْمِ خَطَايَانَا اَللّٰهُمَّ اَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا وَاكْفِنَا مَغْرُوْرًا مِنْ تَحْتِ عَرْشِكَ مِنْ حَيْثُ يَنْفَعُنَا غَيْثًا مُغِيْثًا وَارِعًا رَائِعًا مُمْرِعًا طَبَقًا عَامًّا خَصِبًا تُسْرِعُ لَنَا بِهِ النَّبَاتَ وَتُكْثِرُلَنَا بِهِ الْبَرَكَاتِ وَتُقْبِلُ بِهِ الْخَيْرَاتِ. اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ فِي كِتَابِكَ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَللّٰهُمَّ لَا حَيَاةَ لِشَيْءٍ خُلِقَ مِنَ الْمَاءِ اِلَّا بِالْمَاءِ. اَللّٰهُمَّ وَقَدْ قَنَطَ النَّاسُ اَوْ مَنْ قَنَطَ مِنْهُمْ وَسَاءَ ظَنُّهُمْ وَهَامَتْ بَهَائِمُهُمْ وَعَجَّتْ عَجِيْجُ الثَّكْلٰى عَلٰى اَوْلَادِهَا اِذْحَبَسْتَ عَنَّا قَطْرَ السَّمَاءِ فَدَقَّتْ لِذٰلِكَ عَظْمُهَا وَذَهَبَ لَحْمُهَا وَذَابَ شَحْمُهَا. اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اَنِيْنَ الْآنَةِ وَحَنِيْنَ الْحَانَّةِ وَمَنْ لَا يَحْمِلُ رِزْقَهُ غَيْرُكَ. اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْبَهَائِمَ الْحَائِمَةَ وَالْأَنْعَامَ السَّائِمَةَ وَالْاَطْفَالَ الصَّائِمَةَ. اَللّٰهُمَّ اِرْحَمِ الْمَشَائِخَ الرُّكَّعَ وَالْاَطْفَالَ الرُّضَّعَ وَالْبَهَائِمَ الرُّتَّعَ. اَللّٰهُمَّ زِدْنَا قُوَّتًا اِلٰى قُوَّتِنَا وَلَا تَرُدَّنَا مَحْرُوْمِيْنَ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

اے اللہ! لوگوں نے اپنا وطن چھوڑنا شروع کر دیا ہے۔ زمین میں ہر طرف غبار اڑ رہا ہے۔ جانور پیاس کی شدت سے بے حال ہیں۔ اے مولائے کریم تو بارش کے ذریعے برکتیں نازل فرماتا اور رحمتیں عام فرماتا ہے۔ ہم تیری مدد کے طالب ہیں۔ گناہوں کی معافی تیری ہی بارگاہ سے ملتی ہے۔ ہم جملہ گناہوں سے معافی مانگتے اور تمام خطاؤں سے توبہ کرتے ہیں۔ الٰہی! آسمان سے باران کرم نازل فرما۔ اپنے عرش

گفتگو کا علم ہوا تو آپ نے کہا:

اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ کَاذِبًا فَاَطِلْ عُمْرَہٗ وَاَطِلْ فَقْرَہٗ وَعَرِّضْہُ لِلْفِتَنِ.

یااللہ! اگر یہ جھوٹ بول رہا ہے تو اسے لمبی عمر دے کر فقر وافلاس میں مبتلا کر دے اور اسے فتنوں سے دوچار کر دے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے مذکورہ شخص کو دیکھا تھا۔ وہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ پیرانہ سالی کے باعث اس کی بھنویں اس کی آنکھوں پر لٹک آئی تھیں۔ علاوہ ازیں وہ سخت محتاجی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس حالت زار کے باوجود وہ سر راہ لڑکیوں کو چھیڑتا تھا۔ جب اس سے کہا جاتا کہ یہ تم نے کیا حال بنا رکھا ہے تو وہ کہتا۔ کیا کروں بڑھاپے کا عالم ہے اور عورتوں کی محبت میں گرفتار ہوں۔ دراصل مجھے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعا لگ گئی ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ میں خطبہ کے دوران فرمایا: "میں تمہارا کیسا امیر ہوں؟" ایک شخص اٹھا اور بولا: "میں صرف یہی جانتا ہوں کہ آپ رعایا میں انصاف نہیں کرتے، تقسیم میں مساوات نہیں کرتے اور لشکر کے ساتھ شریک جنگ نہیں ہوتے۔" حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "یااللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی بینائی سلب کر لے۔ اسے فوراً فقر و افلاس میں مبتلا کر دے اور اسے لمبی عمر دے کر فتنوں سے دوچار کر دے۔" راوی کا بیان ہے کہ وہ شخص مرنے سے پہلے اندھا اور محتاج ہو گیا تھا اور بھیک مانگتا پھرتا تھا۔ پھر مختار کذاب کے فتنہ میں قتل ہو گیا۔

طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مسلمان آدمی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجو کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "یااللہ! جیسے تو چاہے، اس شخص کی زبان اور ہاتھ سے مجھے بچا لے۔" چنانچہ جنگ قادسیہ میں وہ تیروں کی زد میں ایسا آیا کہ اس کی زبان بھی کٹ گئی، ہاتھ بھی کٹ گیا اور وہ تادم واپسیں بات نہ کر سکا۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کتاب مجابی الدعوہ میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کا قد بچوں کی طرح بالکل چھوٹا تھا۔ لوگ اسے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی بتلاتے تھے اور کہا کرتے کہ اس

بنادے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر ایسا ہی ہوا کہ آپ کی نسل پاک کو اتنی ہی غذا میسر آتی تھی جس سے بمشکل گزارہ ہوتا تھا اور وہ اس حالت میں ہمیشہ کمال صبر کا مظاہرہ کرتے رہے۔

باب

نبی کریم ﷺ کا مہمان

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا۔ آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے پاس کھانے کی چیز کا پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ کسی کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ فَاِنَّهٗ لَا يَمْلِكُهَا اِلَّا اَنْتَ.

یا اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل اور تیری رحمت مانگتا ہوں۔ یہ چیز تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔

اتنے میں کسی نے بھونی ہوئی بکری ہدیۃً بھیج دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی رحمت کے حاصل ہونے کا ہم انتظار کر رہے ہیں۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ کسی نے بھونی ہوئی بکری اور چند روٹیاں بھیج دیں۔ جنہیں اہل صفہ نے کھایا اور وہ سیر ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "ہم نے اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل اور رحمت کا سوال کیا تھا۔ یہ اس کا فضل آ پہنچا ہے اور اس کی رحمت اس کے ہاں (قیامت کے لئے) ذخیرہ کر دی گئی ہے۔"

باب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "الاوسط" میں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ بہ سند حسن حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو حضور ﷺ نے ان کے سینے پر تین بار اپنا دست کرم پھیرا اور آپ یہ دعا فرما رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ اخْرُجْ مَا فِیْ صَدْرِ عُمَرَ مِنْ غِلٍّ وَّاَبْدِلْهُ اِيْمَانًا.

یا اللہ! عمر کے سینے سے ہر طرح کا کھوٹ نکال دے اور انہیں خالص ایمان عطا فرما۔

سے، وہ اپنے والد سے اور وہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا فرمائی:

يَا رَبِّ اِنَّ لِيْ بَنِيْنَ صِغَارًا فَأَخِّرْ عَنِّي الْمَوْتَ حَتّٰى يَبْلُغُوْا.

اے پروردگار! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ مجھ سے اس وقت تک موت کو مؤخر فرما یہاں تک کہ یہ بڑے ہو جائیں۔

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیس سال تک ان کی موت کو مؤخر فرما دیا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ایک آدمی ملا جو حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "تم ایسے لوگوں کو برا بھلا کہہ رہے ہو جن کے ساتھ جو معاملہ ہونا تھا، ہو چکا ہے۔ اس گالی گلوچ سے باز آ جاؤ ورنہ میں تمہیں بد دعا دے دوں گا۔" اس نے کہا: "یہ تو مجھے ایسی دھمکی دے رہا ہے جیسے یہ کوئی نبی ہو۔" حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "الٰہی! یہ ان لوگوں کو برا بھلا کہہ رہا ہے جن کے ساتھ جو معاملہ ہونا تھا، ہو چکا۔ پس تو آج اسے نشان عبرت بنا دے۔" فوراً ایک اونٹنی نمودار ہوئی۔ لوگ اس کے سامنے سے ہٹ گئے اور اس نے اس آدمی کو روند ڈالا۔ یہ دیکھ کر لوگ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے دوڑنے لگے۔ وہ کہہ رہے تھے اے ابو اسحاق! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بد دعا کو قبول کر لیا ہے۔

باب

حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

ابن مندہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ یزید بن ابو مریم سے اور وہ اپنے والد حضرت مالک بن ربیعہ سلولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے انہیں اولاد میں برکت کی دعا دی تھی۔ آپ کی دعا کی برکت سے ان کے ہاں اسّی بیٹے پیدا ہوئے۔

باب

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ام ولد (وہ لونڈی جس کی

یہ روایت مرسل حسن ہے۔

ترمذی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند قیس حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ.

اے اللہ! سعد جب بھی تیری بارگاہ میں دست دعا دراز کرے، اسے شرف قبولیت عطا فرمانا۔

راوی کا بیان ہے: فَكَانَ لَا يَدْعُوْ اِلَّا اسْتُجِيْبَ لَهٗ . یعنی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی دعا کرتے، ان کی دعا قبول ہو جاتی تھی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاوسط" میں اسی طرح کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمائی ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ بہ سند قیس بن ابو حازم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ دعا فرما رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ سَدِّدْ سَھْمَهٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ وَحَبِّبْهُ.

اے اللہ! ان کے تیر کا وار کبھی خطا نہ جانے دے۔ ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرما اور انہیں اپنا محبوب بنا لے۔

شیخین اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند عبدالملک بن عمیر حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کوفہ کے چند آدمیوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں شکایت کی۔ آپ نے ایک آدمی بھیج دیا تاکہ وہ کوفہ جا کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرے۔ وہ شخص کوفہ کی مساجد میں جا کر لوگوں سے حالات پوچھتا رہا۔ ہر ایک نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ وہ ایک مسجد میں پہنچا۔ وہاں پر موجود ابو سعدہ نامی شخص نے کہا آپ نے چونکہ خدا کا واسطہ دے کر حقیقت حال بیان کرنے کی بات کی ہے لہٰذا میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقسیم مال میں مساوات نہیں کرتے۔ محاذ جنگ پر روانہ ہونے والے مجاہدین کے دستوں کے ساتھ نہیں جاتے اور فیصلہ کرتے وقت عدل سے کام نہیں لیتے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس شخص کی

اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! میرا ایک پاؤں لنگڑا ہے اور صحیح طرح سے زمین پر نہیں لگتا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تو ان کا پاؤں فوراً ٹھیک ہو گیا اور دوسرے پاؤں کی طرح زمین پر لگنے لگا۔

باب

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے، جو کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ ہیں، روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام کے سلسلے میں بقیع تشریف لے گئے۔ وہاں کسی کھنڈر میں داخل ہوئے اور بیٹھ گئے۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بل سے جنگلی چوہا نکلا، اس کے منہ میں ایک دینار تھا۔ اس نے دینار لا کر باہر رکھ دیا۔ وہ بار بار دینار نکالتا رہا حتیٰ کہ کل سترہ دینار ہو گئے۔ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اٹھا لائے اور سارا ماجرا عرض کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم نے بل میں ہاتھ ڈالا تھا؟" انہوں نے عرض کی: "نہیں حضور ﷺ!" آپ نے فرمایا: "تمہارے ذمہ ان کو صدقہ کرنا واجب نہیں۔ اللہ ان میں آپ کے لئے برکت عطا فرمائے۔" حضرت ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آخری دینار ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ میں نے حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں چاندی سے بھرے ہوئے تھیلے دیکھے۔

باب

حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں نیز ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا۔ آپ نے دودھ نوش فرما کر مجھے یہ دعا دی:

اَللّٰھُمَّ اَمْتِعْهُ بِشَبَابِهٖ.

اے اللہ! انہیں جوانی سے لطف اندوز فرما۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اسی سال ہو گئی مگر ان کا ایک

نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ناراض ہو کر فرمایا: ”خدا تجھے بڑا نہ کرے۔“ اسی لئے اس کی جسمانی نشو و نما رک گئی تھی۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام مِیناء سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آتی تھی۔ آپ اسے منع فرماتے تھے مگر وہ باز نہ آتی تھی۔ ایک دن وہ آئی تو آپ نے فرمایا: شَاهَ وَجْهُكِ. ”خدا کرے تیرا منہ بدنما ہو جائے۔“ تو اس کا چہرہ گدی کی طرف پھر گیا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بددعا دیتے ہوئے کہا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا يَشْتِمُ وَلِيًّا مِنْ أَوْلِيَائِكَ فَلَا تُفَرِّقْ هٰذَا الْجَمْعَ حَتّٰى تُرِيَهُمْ قُدْرَتَكَ.

یا اللہ! یہ آدمی تیرے ایک ولی کو برا بھلا کہہ رہا ہے تو لوگوں کے اس مجمع کے منتشر ہونے سے پہلے انہیں اپنی قدرت کاملہ کا کرشمہ دکھادے۔

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم وہاں ہی تھے کہ اس شخص کا گھوڑا زمین میں دھنسنے لگا اور اسے کھوپڑی کے بل پتھروں پر پٹخ دیا۔ جس کی وجہ سے اس کا دماغ پھٹ گیا اور وہ چل بسا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بددعا دی۔ ایک اونٹنی آئی اور اسے روند کر مار ڈالا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ایک غلام آزاد کیا اور قسم کھائی کہ آئندہ کسی کے خلاف بددعا نہیں کریں گے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مروان نے کہا: ”یہ مال ہمارا اپنا ہے۔ ہم جسے چاہیں عطا کریں گے۔“ یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ بلند کر دیئے اور فرمایا: ”میں بددعا کر دوں؟“ مروان نے جلدی سے بڑھ کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگا لیا اور کہا: ”ابواسحاق! خدا کے واسطے بددعا نہ کرنا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا مال ہے۔“

بیہقی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب

ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ عبدالحمید بن سلمہ سے، وہ اپنے والد سے اور وہ بھی اپنے والد حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والدین کا مذہب جدا جدا تھا۔ ایک مسلمان اور دوسرا کافر۔ ان میں سے ہر ایک مجھے اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا۔ یہ مقدمہ لے کر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی مرضی ہے جس کے پاس چلا جائے۔ میں نے کافر کی طرف دیکھا تو حضور ﷺ کی زبان مبارک پر یہ کلمات دعا جاری ہو گئے:

اَللّٰھُمَّ اھْدِہٖ. "یا اللہ! اسے ہدایت عطا فرما۔"

پھر میں مسلمان کی طرف متوجہ ہو گیا (اور ماں باپ میں سے جو مسلمان تھا، اسے اختیار کر لیا) تو حضور ﷺ نے مسلمان کے حق میں فیصلہ صادر فرمادیا۔

باب

داعیٔ برحق ﷺ کا حکیمانہ انداز تبلیغ

احمد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (شعب الایمان میں) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نوجوان نے حضور نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! مجھے زنا کی اجازت عطا فرمائیں۔" نوجوان کی یہ مذموم خواہش سن کر لوگوں نے اسے جھڑکنا شروع کر دیا اور کہنے لگے "ہٹ جا۔ ہٹ جا۔" داعیٔ برحق ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میرے قریب آ جاؤ۔" وہ آپ کے قریب آ گیا پھر فرمایا: "بیٹھ جاؤ۔" وہ بیٹھ گیا۔ معلم کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَتُحِبُّہٗ لِاُمِّكَ؟

کیا تم یہ پسند کرو گے کہ کوئی تمہاری والدہ کے ساتھ اس فعل شنیع کا ارتکاب کرے۔

نوجوان بولا: "قربان جاؤں یا رسول اللہ ﷺ! میں ایسی بات ہرگز پسند نہیں کروں گا۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَہٗ لِاُمَّھَاتِھِمْ.

"لوگ بھی اپنی ماؤں کے لئے یہ چیز پسند نہیں کرتے۔

آقا سے اولاد ہو) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: "حضور نبی کریم ﷺ کی کوئی بات سنایئے جو آپ کو یاد ہو۔" انہوں نے کہا: "مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں پانچ چھ سال کا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی آغوش مبارک میں بٹھا لیا اور میرے لئے اور میری اولاد کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ام ولد فرماتی ہیں کہ ہمیں آپ کی دعا کی یہ تاثیر دکھائی دیتی ہے کہ ہم پر بڑھاپے کے آثار طاری نہیں ہوتے۔

باب

حضرت نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت یعلی بن اشدق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نابغہ جعدی سے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اشعار سنائے تو آپ نے فرمایا:

اَجَدْتَ لَایَفْضُضِ اللّٰہُ فَاكَ.

تم نے بڑا عمدہ کلام سنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ (کے دانتوں) کو سلامت رکھے۔
راوی کا بیان ہے کہ میں نے انہیں سو سال سے زائد عمر میں دیکھا۔ ان کا ایک دانت بھی ضائع نہ ہوا تھا۔
بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی روایت چند دیگر واسطوں سے حضرت نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمائی ہے۔ اسی طرح ابن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے نقل فرمایا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانت انتہائی خوبصورت تھے۔ جب کبھی ان کا ایک دانت گرتا تو دوسرا اگ آتا تھا۔ ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک اور سند سے اس روایت کو حضرت نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا ہے۔ اس میں ہے کہ میں نے حضرت نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانتوں کو دیکھا۔ وہ دعائے نبوی کی برکت کے باعث برف سے زیادہ سفید نظر آتے تھے۔

باب

حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "مسند الشامیین" میں نیز ابن مندہ اور باوردی رحمہما اللہ تعالیٰ (المعرفہ) میں حضرت ابن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ثابت بن یزید رضی

وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهٗ لِخَالَاتِهِمْ.

لوگ بھی اپنی خالاؤں کے لئے یہ چیز پسند نہیں کرتے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مرشد قلب ونگاہ، ہادیٔ اعظم، رحمت عالم ﷺ نے نوجوان کے سینے پر اپنا دست کرم رکھ دیا اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ وَاَحْصِنْ فَرْجَهٗ.

یا اللہ! اس کے گناہ بخش دے، اس کے دل کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کو محفوظ فرما۔

اس کے بعد وہ نوجوان کبھی بھی کسی غلط کام کی طرف مائل نہ ہوا۔

باب

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں دو آدمیوں کو لے آئے۔ یہ آدمی قرأت میں اختلاف کر رہے تھے۔ ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی پڑھایا تھا۔ جب وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے دونوں کی قرأت سنی اور فرمایا: ”تم دونوں ٹھیک ہو۔“ حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ فرمان نبوی سن کر میرے دل میں زمانہ جاہلیت سے بھی زیادہ شکوک و شبہات جنم لینے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فوراً میرے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اذْهِبْ عَنْهُ الشَّيْطَانَ.

یا اللہ! ان سے شیطان کو دور کر دے۔

میں پسینے سے شرابور ہو گیا اور مجھ پر خوف الٰہی کی عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی۔ مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے خداوند ذوالجلال کو دیکھ رہا ہوں۔

باب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے دعا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے لئے ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی:

بال بھی سفید نہ ہوا۔

باب

حضرت ابو سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے لئے دعا

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد صاحب حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کی اولاد کے لئے خصوصی دعائے خیر فرمائی۔ آپ کی دعا کی برکت سے ان کی اولاد آج تک عزت و عظمت کی زندگی بسر کر رہی ہے۔

باب

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ضمرہ بن ثعلبہ بہزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضور نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کی موت عطا فرمائے۔" نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّمُ دَمَ ابْنِ ثَعْلَبَةَ عَلَى الْمُشْرِكِیْنَ.

اے اللہ! میں ابن ثعلبہ کا خون مشرکین پر حرام کرتا ہوں۔

چنانچہ حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طویل عمر پائی۔ وہ دشمن پر حملہ کرتے تو صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل جاتے اور پھر واپس آجاتے تھے۔

باب

یہودی کے لئے ہدایت کی دعا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند مجہول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ کو چھینک آگئی۔ یہودی نے کہا: یَرْحَمُكَ اللهُ. "اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: هَدَاكَ اللهُ. "اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت عطا فرمائے۔" یہودی فوراً مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَوَاللّٰہِ اِنَّ مَالِیْ لَکَثِیْرٌ وَاِنَّ وَلَدِیْ وَوَلَدِ وَلَدِیْ لَیَتَعَا دُوْنَ عَلٰی نَحوِ الْمِائَۃِ.

اللہ کی قسم میرے پاس مال و متاع کی فراوانی ہے اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد تقریباً سو سے بھی متجاوز ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری بیٹی آمنہ نے بتایا کہ حجاج کی بصرہ آمد تک میری اولاد میں سے ایک سو انتیس افراد کو سپرد خاک کیا جا چکا تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَطِلْ عُمْرَہٗ وَاَکْثِرْ مَالَہٗ وَاغْفِرْلَہٗ.

اے اللہ! انہیں عمر دراز عطا فرما۔ ان کے مال میں فراوانی عطا فرما اور ان کی مغفرت فرما۔

ترمذی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا اور اس میں ایسے پھول تھے جن سے کستوری کی مہک آتی تھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ننانوے سال عمر پائی اور 91ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَاَطِلْ عُمْرَہٗ وَاغْفِرْلَہٗ.

اے اللہ! ان کے مال و اولاد میں اضافہ فرما۔ انہیں عمر دراز عطا فرما اور ان کی مغفرت فرما۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری اولاد میں سے ایک سو دو آدمی وفات پا چکے ہیں۔ میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی طویل عمر عطا فرمائی ہے کہ میں اپنی زندگی سے اکتا گیا ہوں۔ نبی کریم ﷺ کی دعا والی تین چیزیں تو مجھے حاصل ہو گئی ہیں (یعنی مال کی کثرت، اولاد کی کثرت اور عمر کی درازی)۔ اب چوتھی چیز کا حصول ابھی باقی ہے (یعنی مغفرت)۔ مجھے پوری امید ہے کہ وہ مجھے اس سے بھی بہرہ اندوز فرمائے گا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ

ہادیٔ عالم ﷺ نے مزید پوچھا:

اَفَتُحِبُّہٗ لِاِبْنَتِكَ؟

کیا تم اپنی بیٹی کے لئے یہ چیز پسند کرو گے؟

اس نے عرض کی: ''نہیں یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَہٗ لِبَنَاتِھِمْ.

دوسرے لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لئے یہ چیز پسند نہیں کرتے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

اَتُحِبُّہٗ لِاُخْتِكَ؟

کیا تم اپنی بہن کے لئے یہ چیز پسند کرو گے؟

نوجوان نے عرض کی: ''میں قربان یا رسول اللہ ﷺ! یہ چیز مجھے بالکل پسند نہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَہٗ لِاَخَوَاتِھِمْ.

لوگ بھی اپنی بہنوں کے لئے یہ چیز پسند نہیں کرتے۔

پھر فرمایا:

اَفَتُحِبُّہٗ لِعَمَّتِكَ؟

کیا تم اپنی پھوپھی کے لئے یہ چیز پسند کرو گے؟

اس نے عرض کی: ''ہرگز نہیں یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔''

نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَہٗ لِعَمَّاتِھِمْ.

لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کے لئے یہ چیز پسند نہیں کرتے۔

پھر فرمایا:

اَفَتُحِبُّہٗ لِخَالَتِكَ؟

تو کیا اپنی خالہ کے لئے اس چیز کو پسند کرو گے؟

نوجوان بولا: ''ہرگز نہیں یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ پر قربان ہو جاؤ۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کوئی بات پوچھی۔ انہوں نے فرمایا: "تم ابوہریرہ کے پاس چلے جاؤ اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کرلو۔ کیونکہ ایک دفعہ میں، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک تیسرا شخص مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور دعائیں مانگ رہے تھے۔ اتنے میں رسول خدا ﷺ تشریف لے آئے۔ میں اور میرا ساتھی دعا کرتے، تو رسول اللہ ﷺ ہماری دعا پر آمین فرماتے پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی۔ ان کی دعا کے کلمات یہ تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِثْلَ مَا سَأَلَكَ صَاحِبَایَ وَاَسْئَلُكَ عِلْمًا لَا یُنْسٰی.

یا اللہ! میں تجھ سے انہی چیزوں کا سوال کرتا ہوں جن کا سوال میرے ساتھیوں نے کیا ہے۔ مزید برآں میں تجھ سے ایسے علم کا سوال کرتا ہوں جو کبھی فراموش نہ ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آمین۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم بھی ایسا علم مانگتے ہیں جو کبھی فراموش نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سَبَقَكُمَا بِهَا الدَّوْسِیُّ. "اس معاملے میں دوسی تم سے سبقت لے گیا ہے۔"

باب

حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو ان کی عمر چورانوے سال تھی۔ اس پیرانہ سالی کے باوجود وہ نہایت تنومند اور سڈول جسم کے مالک تھے۔ وہ فرماتے تھے:

لَقَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ اِلَّا بِدُعَاءِ النَّبِیِّ ﷺ۔

مجھے یقین ہے کہ صرف حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے ہی میں بہترین قوت سماعت وبصارت سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔

باب

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ.

یااللہ! انہیں دین کی خوب سمجھ عطا فرما۔

حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: وَعَلِّمْهُ التَّأْوِیْلَ. "اور انہیں قرآنی مطالب یعنی تفسیر قرآن کا علم بھی عطا فرما۔"

احمد اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست شفقت رکھا اور میرے لئے علم و حکمت کی دعا فرمائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول ہو گئی ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِهِ الْحِکْمَةَ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِیْلَ.

یااللہ! انہیں حکمت و دانائی عطا فرما اور انہیں تفسیر قرآن سکھا دے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ تَأْوِیْلَ الْقُرْاٰنَ.

یااللہ! انہیں قرآن پاک کے معانی و مطالب کا علم عطا فرما۔

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِیْهِ وَانْشُرْ مِنْهُ.

یااللہ! انہیں برکتیں عطا فرما اور ان کا فیض عام فرما دے۔

باب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِیْمَا رَزَقْتَهُ.

یااللہ! ان کے مال و اولاد میں اضافہ فرما اور ان کے رزق میں برکت فرما۔

یااللہ!ان کی تجارت میں برکت عطا فرما۔

باب

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کے لئے دعا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچہ بیمار ہو گیا۔ وہ گھر پر نہیں تھے کہ بچہ فوت ہو گیا۔ بچے کی ماں نے اپنے لخت جگر کو غسل دیا، کفن پہنایا اور مکان کے ایک کونے میں لٹا دیا۔ جب حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر آئے تو پوچھا: بچہ کیسا ہے؟ ان کی رفیقہ حیات نے کہا: "وہ پرسکون ہو گیا ہے۔ امید ہے آرام پا چکا ہو گا۔" حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھے کہ وہ بیماری سے آرام پا چکا ہو گا۔ لہٰذا بے فکر ہو کر شب بسر کی۔ صبح ہوئی اور غسل کر کے باہر جانے لگے تو بیوی نے انہیں بتا دیا کہ بچہ تو فوت ہو گیا ہے۔ انہوں نے صبح کی نماز نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ نماز کے بعد حضور ﷺ کو بچے کے فوت ہونے کی خبر سنائی۔ نبی کریم ﷺ نے دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّبَارِكَ لَكُمَا فِي لَيْلَتِكُمَا.

ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر اسی رات میں برکت فرما دے۔

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "ایک انصاری شخص نے بتایا کہ میں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نو بیٹے دیکھے۔ وہ سب قرآن پاک کے قاری تھے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ثابت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک بیٹا تھا۔ وہ فوت ہو گیا۔ والدہ نے اسے لٹا کر اوپر چادر ڈال دی۔ جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر آئے تو بیٹے کا حال پوچھا۔ بیوی نے کہا: "پرسکون ہے۔" انہوں نے مطمئن ہو کر کھانا کھایا۔ (رات گزری اور صبح ہوئی تو) بیوی نے کہا: مجھے یہ بتاؤ کہ اگر تمہیں کوئی چیز عاریۃً دے اور پھر واپس لے لے تو کیا تم غمگین ہو جاؤ گے۔ انہوں نے کہا: "نہیں۔" وہ بولی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک بیٹا عاریۃً عطا فرمایا تھا۔ اب وہ اس نے واپس لے لیا ہے۔ صبح جب وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو بیوی کی ساری گفتگو عرض کی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رات اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری بھی کی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "مجھے اپنی ذات، مال و متاع اور اولاد میں دعائے نبوی کی تاثیر واضح نظر آتی ہے۔"

باب

حضرت ابو ہریرہ اور ان کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے دعا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ روئے زمین کے سارے مومن مرد اور مومن عورتوں کو مجھ سے محبت ہے۔ میں نے کہا: "تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟" فرمانے لگے: "میں اپنی والدہ کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرتا تھا مگر وہ نہ مانتی تھیں۔ میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ میری والدہ کو دین اسلام کی طرف ہدایت عطا فرمائے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور میں واپس آگیا۔ جب گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

میں فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آگیا اور فرط مسرت سے رو رہا تھا جبکہ پہلے میں فرط غم سے رویا کرتا تھا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے اور اس نے میری والدہ کو ہدایت عطا فرمادی ہے۔ اب آپ یہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری والدہ کو مومن بندوں کے نزدیک محبوب بنادے۔" حضور ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا وَاُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْهُمْ اِلَيْهِمَا.

یا اللہ! مومن بندوں کے دلوں میں اپنے اس بندے اور اس کی والدہ کی محبت ڈال دے اور ان کی محبت ان کے دلوں میں پیدا فرما۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "حضور ﷺ کی اسی دعا کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ روئے زمین کے سارے مومن مرد اور مومن عورتوں کو مجھ سے محبت ہے اور مجھے ان سے محبت ہے۔"

دیناروں میں بیچ دیا۔ بعد ازاں ایک اور جانور ایک دینار میں خرید لیا۔ اس طرح وہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے قربانی کا جانور بھی خرید لائے اور دینار بھی واپس لے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر انہیں دعا دی کہ اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں برکت عطا فرمائے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت نقل فرمائی ہے کہ تجارت کے معاملات میں ان کی قسمت بڑی اچھی تھی۔ انہوں نے جب بھی کسی چیز کا خرید و فروخت کا معاملہ کیا، ہمیشہ نفع پایا۔

باب

قریش کے لئے دعا

بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تاریخ میں)، ابن ابی اسامہ، ابو یعلی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

"یا اللہ! جس طرح تو نے قریش کو شروع میں عذاب سے دوچار کیا، اب آخر میں انہیں اپنے لطف و کرم اور جود و عطا کا مزہ چکھا۔"

طیالسی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی: "یا اللہ! جس طرح تو نے قریش کو ابتداء میں عذاب اور وبال کا مزہ چکھایا تھا۔ اب آخر میں انہیں اپنی بخشش و عطا کا مزہ چکھا دے۔"

باب

زہیر بن ابی سلمی کے متعلق فرمان نبوی

ابو الفرج اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الاغانی" میں فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب میں یہ روایت دیکھی ہے کہ عبداللہ بن شبیب، زبیر بن بکار سے، وہ حمید بن محمد بن عبدالعزیز زہری سے، وہ اپنے بھائی ابراہیم بن محمد سے اور وہ رسول اکرم ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے زہیر بن ابی سلمیٰ کی طرف دیکھا۔ اس کی عمر اس وقت سو سال تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَعِذْنِیْ مِنْ شَیْطَانِہٖ.

یا اللہ! مجھے اس کے شیطان سے پناہ دے۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ.

اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے۔

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس روایت کو ایک دوسری سند سے نقل فرمایا ہے جس میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ دعائے نبوی کی برکت کا یہ عالم ہے کہ میں اپنے اندر اعتماد و یقین کا ایسا احساس پاتا ہوں کہ اگر میں کوئی پتھر اٹھاؤں تو اس کے نیچے مجھے سونا چاندی جیسی قیمتی دولت مل جائے گی۔

باب

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عروہ بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں رسول خدا ﷺ نے خرید و فروخت میں برکت کی دعا دی تھی۔ آپ ﷺ کی دعا کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو نفع پاتے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے خرید و فروخت کے معاملے برکت کی دعا دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے جو چیز بھی خریدی، اس میں مجھے نفع حاصل ہوا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ چند دیگر واسطوں سے حضرت عروہ بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تیرے دائیں ہاتھ کے سودے میں برکت عطا فرمائے۔" میں بازار کناسہ میں کاروبار کیا کرتا تھا۔ جب گھر واپس آتا تو چالیس ہزار کا منافع کما چکا ہوتا۔

باب

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے دعا

ابن ابی شیبہ، ابو یعلی اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند حسن حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس سے گزرے۔ وہ کھلونے وغیرہ بیچ رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ دعا دی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهٗ فِيْ تِجَارَتِهٖ.

کاروبار کے لئے روانہ کر دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ دولت مند بن گئے اور ان کے پاس مال کی اتنی فراوانی ہوئی کہ اسے سنبھال کر رکھنے کے لئے جگہ نہ ملتی تھی۔

میاں بیوی کی محبت

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے خاوند کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا:

أَتبغَضِينَهُ. "کیا تو اپنے خاوند سے نفرت کرتی ہے؟"

عورت بولی: "جی ہاں۔" مرشدِ قلب ونگاہ ﷺ نے میاں بیوی سے فرمایا:

اَدْنِيَا رُؤُوْسَكُمَا. "تم دونوں اپنے سر ایک دوسرے کے قریب کرلو۔"

انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ نبی رحمت ﷺ نے عورت کی پیشانی اس کے خاوند کی پیشانی پر رکھ دی اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا وَحَبِّبْ اَحَدَهُمَا اِلٰى صَاحِبِهٖ.

یا اللہ! ان دونوں میں الفت پیدا فرما اور انہیں ایک دوسرے کے لئے محبوب بنادے۔

کچھ عرصہ بعد جب مذکورہ عورت نبی کریم ﷺ سے ملی تو قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَيْفَ اَنْتِ وَزَوْجُكِ؟

تیرا اور تیرے خاوند کا کیا حال ہے؟

اس نے عرض کی:

مَا طَارِفٌ وَلَاتَالِدٌ وَلَاوَلَدٌ بِاَحَبَّ اِلَيَّ مِنْهُ.

اب مجھے اپنے خاوند سے بڑھ کر کسی سے محبت نہیں۔ نہ نئے پرانے مال سے اور نہ بال بچوں سے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ. "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ایمان افروز منظر دیکھا تو ان سے بھی نہ رہا گیا۔ عرض گزار ہوئے: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ. "اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں۔"

ابو یعلی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مذکورہ

بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِي لَيْلَتِكُمَا.

اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر اس رات میں برکت فرمائے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا عطا فرمایا جس کا نام عبداللہ ہے۔" لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہم عصر آدمیوں میں بہترین انسان تھے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ روایت نقل کر کے فرمایا کہ انصار میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر نوجوان کوئی نہ تھا۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سند زیاد نمیری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے یہ اضافہ کیا ہے کہ یہ بچہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لایا گیا تو آپ ﷺ نے کوئی چیز منہ مبارک میں چبا کر اس کے تالو سے لگائی یعنی تحنیک فرمائی پھر اس کی پیشانی پر دست شفقت رکھا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کی وہ جگہ ہمیشہ چمکتی رہی جہاں رحمت عالم ﷺ نے اپنا دست کرم رکھا تھا۔

باب

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا جی حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلے وغیرہ کی خرید وفروخت کے سلسلے میں بازار جاتے تو انہیں بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ جب ان کی ملاقات حضرت ابن زبیر اور حضرت ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ہوتی تو وہ کہتے: "رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی تھی۔ لہٰذا ہمیں بھی شریک کر لو۔ چنانچہ میرا دادا جی انہیں شریک کر لیا کرتے تھے۔ بسا اوقات انہیں پورا اونٹ نفع میں مل جاتا جسے وہ اپنے گھر بھیج دیتے تھے۔

باب

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ابو حصین، مدینہ منورہ کے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دینار عطا فرمایا تاکہ وہ آپ کے لئے قربانی کا جانور خرید لائیں۔ انہوں نے جانور خریدا اور پھر کسی گاہک کے ہاتھ دو

بائیں ہاتھ سے کھانے کا انجام

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلْ بِيَمِيْنِكَ. ''داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔''

اس نے کہا: ''میں داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔'' حضور ﷺ نے فرمایا:

لَا اسْتَطَعْتَ. ''خدا کرے تو کبھی داہنے ہاتھ سے نہ کھا سکے۔''

اصل میں اس نے از راہ تکبر ایسا کیا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ آج تک اپنا ہاتھ اٹھا کر منہ تک نہیں لے جا سکتا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سبیعہ اسلمیہ کو بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے دیکھا تو فرمایا: ''یہ غزہ کی وبا میں مبتلا ہو گی۔'' چنانچہ جب وہ غزہ گئی تو طاعون کا شکار ہو گئی اور جانبر نہ ہو سکی۔

کہیں قرار نہ ملتا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کسی آدمی کے متعلق دریافت فرمایا جس کا نام قیس تھا پھر فرمایا: ''خدا کرے اسے کہیں قرار نہ ملے۔'' چنانچہ وہ جہاں کہیں رہنے کے ارادہ سے جاتا، چند ہی دنوں بعد اکتا کر کوچ کر جاتا۔

اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ کی مخالفت کا انجام

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ضمرہ اور حضرت مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو کو حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بیٹے ہیں، روایت کرتے ہیں کہ ایک لشکر کے ساتھ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے سواریوں کے اوپر ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز پڑھائی۔ ایک شخص کود کر نیچے آ گیا اور زمین پر نماز پڑھنے لگا۔ اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس نے ہماری مخالفت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کی مخالفت کرے۔'' پھر وہ شخص مرنے سے پہلے مرتد ہو گیا۔

بکر بن شداخ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

ابن مندہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عبدالملک بن یعلی لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کے بعد مرتے دم تک وہ ایک شعر بھی نہ کہہ سکا۔

باب

خالد بن اسید بن ابوالعیص کا قبول اسلام

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خالد بن اسید بن ابوالعیص میں بہت زیادہ تکبر پایا جاتا تھا۔ فتح مکہ کے روز جب وہ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: "یا اللہ! اس کے احساس برتری میں اضافہ فرما۔" چنانچہ ان کی اولاد میں آج بھی دوسروں سے برتری کا احساس پایا جاتا ہے۔

باب

ایک اپاہج کا ذکر

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (المصنف میں) یزید بن نمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک اپاہج دیکھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں گدھے پر سوار ہو کر نبی کریم ﷺ کے سامنے سے گزرا۔ اس وقت آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یا اللہ! اس کا غرور توڑ دے۔" پھر میں اس پر سوار ہو کر کہیں نہ جا سکا۔

باب

رحمت عالم کی چند دیگر دعائیں

بوہنی وغیرہ میں برکت

امام احمد، ابن خزیمہ اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت صخر غامدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے اپنی امت کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُكُوْرِهَا.

یا اللہ! دن کے آغاز میں کئے جانے والے کاموں (بوہنی وغیرہ) میں میری امت کے لئے برکت عطا فرما۔

حضرت صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک تاجر شخص تھے۔ وہ اپنے بیٹوں کو دن کے آغاز میں

ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "معاویہ کو بلا لاؤ۔" میں نے عرض کی: "وہ کھانا کھا رہے ہیں۔" حضور ﷺ نے تین بار انہیں طلب فرمایا۔ جب تیسری بار بھی یہی عرض کیا گیا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بُطْنَهٗ.

اللہ انہیں کبھی سیر شکم نہ کرے۔

چنانچہ وہ جب بھی کھانا کھاتے تو پوری طرح شکم سیر نہ ہوتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور ﷺ نے پوچھا: "معاویہ! تمہارے جسم کا کون سا حصہ میرے ساتھ لگ رہا ہے۔" انہوں نے عرض کی: "میرا پیٹ۔" آپ ﷺ نے انہیں دعا دیتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِمْلَأْهُ عِلْماً وَحِلْماً.

یا اللہ! ان کا پیٹ علم و حکمت اور حلم و بردباری سے بھر دے۔

ذخیرہ اندوزی کی مذمت

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام فروخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کہ آپ کے فلاں غلام نے غلہ ذخیرہ کر رکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے ذخیرہ اندوزی کی مذمت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے:

مَنْ اِحْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالْجِذَامِ أَو بِالْإِفْلَاسِ.

مسلمانوں کی ضرورت کے باوجود جو کوئی اناج کو ذخیرہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ کے مرض یا فقر و افلاس میں مبتلا کر دے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام نے کہا: "ہم اپنا مال ہی تو خریدتے اور بیچتے ہیں۔" ابو یحییٰ کا بیان ہے کہ انہوں نے کچھ عرصہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ بالا غلام کو دیکھا۔ وہ کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہو چکا تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

روایت نقل فرمائی ہے۔

سلامتی کی دعا

ابو یعلی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے جنگ کے آغاز کا حکم فرمایا تو میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُدْعُ لِیْ بِالشَّهَادَةِ.

یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے شہادت کی دعا فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ.

یااللہ! انہیں سلامتی عطا فرما اور مال غنیمت بخش دے۔

پھر ہم مصروف پیکار ہو گئے۔ ہم ہر طرح کی تکلیف اور شکست وغیرہ سے سلامت بھی رہے اور مال غنیمت بھی حاصل کر لیا۔ دوسرے موقع پر اسی طرح جنگ کے آغاز میں میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُدْعُ لِیْ بِالشَّهَادَةِ.

یارسول اللہ! میرے لئے شہادت کی دعا فرمایئے۔

نبی رحمت ﷺ نے وہی دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ.

یااللہ! انہیں سلامتی اور مال غنیمت عطا فرما۔

اس کے بعد ہم دشمنوں سے جنگ کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلامتی اور غنیمت سے نواز دیا۔

یمن، شام اور عراق والوں کے لئے دعا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف دیکھا اور یہ دعا فرمائی: ”یااللہ! ان کے دلوں کو مائل کر دے۔“ پھر شام کی طرف دیکھا اور یہ دعا فرمائی: ”یااللہ ان کے دلوں کو مائل کر دے۔“ پھر عراق کی طرف دیکھا اور یہ دعا فرمائی: ”یااللہ! ان کے دلوں کو مائل کر دے۔“

اگر تو چاہے تو صبر سے کام لے اور صبر کے بدلے میں تجھے جنت ملے گی لیکن اگر تیری خواہش ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے تیری صحت و تندرستی کی دعا کرتا ہوں۔

اس نے عرض کی: أَصْبِرُ. "میں صبر سے کام لوں گی۔" پھر عرض کرنے لگی: "حضور ﷺ! مرگی کی تکلیف کے وقت میرے جسم کے بعض اعضاء بے پردہ ہو جاتے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں کہ میں اس رسوائی سے بچ جاؤں۔" تو حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔

برکت کی دعا

بیہقی، حضرت مجاہد رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اونٹ خریدا اور بارگاہ نبوی میں عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اونٹ خریدا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ اس میں برکت عطا فرمائے۔" حضور ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَهٗ فِيْهِ. "یا اللہ اس کی خاطر اس کے اونٹ میں برکت عطا فرما۔"

چند دنوں کے بعد اس کا اونٹ مر گیا۔ اس نے دوسرا اونٹ خرید لیا اور پھر بارگاہ نبوی میں عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! اس میں برکت کی دعا فرمائیں۔" حضور ﷺ نے دعا فرمائی مگر کچھ عرصہ بعد اس کا دوسرا اونٹ بھی مر گیا۔ اس نے تیسرا اونٹ خرید لیا اور اسے لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہو گیا۔ اس بار حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ احْمِلْهُ عَلَيْهِ. "یا اللہ! اسے اس اونٹ کی سواری نصیب فرما۔"

چنانچہ وہ اونٹ بیس سال تک اس کے پاس رہا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دراصل تینوں دفعہ حضور ﷺ کی دعا قبول ہوئی۔ البتہ دو بار کی دعائے برکت آخرت کے لئے ذخیرہ ہو گئی۔

نافرمان قبیلہ کے لئے بددعا

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا۔ آپ بنو عصیہ کو بددعا دیتے ہوئے فرما رہے تھے:

يَا أُمَّ مِلْدَمْ عَلَيْكِ بِبَنِيْ عَصِيَّةَ فَإِنَّهُمْ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

اے بخار! بنو عصیہ کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

اسی وجہ سے اس قبیلہ کے لوگوں کو بخار نے ہلاک کر دیا۔

سے روایت کرتے ہیں کہ بکر بن شداخ چھوٹی عمر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت بجا لایا کرتے تھے۔ جب وہ سن بلوغ کو پہنچے تو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کے گھر کے اندر چلا جاتا تھا مگر اب میں سن بلوغ کو پہنچ گیا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ دعا دی:

اَللّٰهُمَّ صَدِّقْ قَوْلَهٗ وَلَقِّهِ الظَّفَرَ.

یااللہ! ان کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات کو سچ کر دکھانا اور انہیں کامیابی سے ہمکنار رکھنا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہد مبارک تھا کہ بکر بن شداخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی کو قتل کر دیا۔ یہودی کے قتل کی خبر سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت پریشان ہوئے اور منبر پر پڑھ کر ارشاد فرمایا: "مجھے اللہ تعالیٰ نے ولایت و خلافت اس لئے عطا نہیں فرمائی کہ لوگوں کو قتل کر دیا جائے۔ اس قتل کی حقیقت سے مجھے کون آگاہ کرے گا؟" حضرت بکر بن شداخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور کہا: "یہ قتل میں نے کیا ہے۔" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اللہ اکبر۔ تم اس کے قاتل ہو۔ کوئی دلیل لاؤ کہ تم نے اسے ناحق قتل نہیں کیا؟" حضرت بکر بن شداخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ فلاں آدمی محاذ جنگ پر گیا تو اپنا گھربار میرے سپرد کر گیا۔ میں اس کے دروازے پر پہنچا تو اس یہودی کو اس کے گھر کے اندر پایا۔ اس وقت یہ کہہ رہا تھا:

وَاَشْعَثَ غَرَّهُ الْاِسْلَامُ حَتّٰی خَلَوْتُ بِعِرْسِهٖ لَیْلَ التَّمَامِ

اس پراگندہ بالوں والے شخص کو اسلام نے فریب سے دوچار کیا یہاں تک کہ میں نے ساری رات اس کی بیوی کے ساتھ خلوت میں بسر کر دی۔

اَبِیْتُ عَلٰی تَرَائِبِهَا وَیُمْسِیْ عَلٰی قَوْدَاءَ لَاحِبَةِ الْحِزَامِ

میں اس کی بیوی کے سینے پر رات گزارتا رہا اور وہ پتلی کمر والی اونٹنی پر سوار رہا۔

كَاَنَّ مَجَامِعَ الرَّبَلَاتِ مِنْهَا فِئَامٌ یَنْهَضُوْنَ اِلٰی فِئَامٖ

اس کے رال یوں تسلسل کے ساتھ ٹپکتے رہے جیسے لوگ گروہ در گروہ جاتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکر بن شداخ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو مان لیا اور دعائے نبوی کی برکت سے یہودی کا قتل رائیگاں چلا گیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا

امام مسلم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے

فرمان سچ ثابت ہو گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرسلاً نقل فرمائی ہے۔ اس روایت میں یہ الفاظ ہیں: اَکَلَهُ الْاَسَدُ بَلِ الْاُسُوْدُ."

باب

منکر زکوٰۃ ثعلبہ بن حاطب کا عبرتناک انجام

باوردی، ابن شاہین، ابن سکن اور بیہقی رحمھم اللہ تعالیٰ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال و اولاد عطا فرمائے۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَيْحَكَ يَا ثَعْلَبَةُ قَلِيْلٌ تُطِيْقُ شُكْرَهُ خَيْرٌ مِنْ كَثِيْرٍ لَا تُطِيْقُهُ.

ثعلبہ تو ہلاک ہو۔ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کر سکے، اس زیادہ مال سے بہتر ہے جس کا تو شکر ادا نہ کر سکے۔

مگر ثعلبہ نہ مانا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

وَيْحَكَ يَا ثَعْلَبَةُ أَمَا تُحِبُّ اَنْ تَكُوْنَ مِثْلِيْ فَلَوْشِئْتُ اَنْ يُسَيِّرَ مَعِيْ هٰذِهِ الْجِبَالَ مَعِيْ ذَهَبًا لَسَارَتْ.

ثعلبہ! جو ہلاک ہو۔ کیا تو میری طرح زندگی نہیں گزارنا چاہتا۔ میں اگر اپنے پروردگار کے سامنے یہ خواہش ظاہر کروں کہ وہ ان پہاڑوں کو سونا بنا کر میرے ساتھ چلائے تو بلاشبہ یہ پہاڑ سونا بن کر میرے جلو میں چلنا شروع کر دیں گے۔

مگر ثعلبہ نے اپنا مطالبہ پھر دہراتے ہوئے عرض کیا۔ "آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال و اولاد کی فراوانی عطا فرمائے۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اگر اللہ تعالیٰ مجھے دولت مند بنا دے تو میں ہر حقدار کو اس کا حق پہنچا دوں گا۔"

ثعلبہ کے اصرار پیہم کے باعث حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرما دی۔ اس نے چند بکریاں خریدیں۔ ان میں خوب برکت ہوئی اور وہ کیڑوں کی طرح بڑھنے لگیں یہاں تک کہ مدینہ منورہ کی جگہ تنگ ہو گئی اور وہ اپنی بکریوں کو لے کر مدینہ سے باہر جا بسا۔ اب وہ صرف دن کی نمازیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھتا اور رات کی نمازوں میں نہ آتا۔ بکریوں میں مزید اضافہ ہوا تو وہ ذرا دور چلا گیا۔ اب وہ دن رات کی پانچ نمازوں میں بھی حاضری نہ دے سکتا تھا۔ صرف

ﷺ نے ایک شخص کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا وہ اپنے بالوں کو مٹی پر لگنے سے روک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ قَبِّحْ شَعْرَہٗ. "یا اللہ اس کے بالوں کو خراب کر دے۔" راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بال فوراً گر گئے۔

ابو ثروان کا ذکر

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ عبدالملک بن ہارون سے، وہ اپنے والد ہارون سے، وہ اپنے والد عنترہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو ثروان بنو عمرو بن تمیم قبیلہ کے اونٹوں کا چرواہا تھا۔ ایک دفعہ رسول خدا ﷺ کو قریش سے خطرہ محسوس ہوا تو آپ ابو ثروان کے اونٹوں کے پاس تشریف لے گئے۔ ابو ثروان نے آپ کو دیکھا تو پوچھا: کون ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے اونٹوں کے پاس تھوڑی دیر ٹھہر کر اپنی گھبراہٹ دور کرنا چاہتا ہوں۔" ابو ثروان بولا لگتا ہے تم وہی شخص ہو جسے لوگ نبی سمجھتے ہیں۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔" اس نے کہا: "یہاں سے چلے جاؤ۔ اونٹوں کے پاس تمہاری موجودگی اونٹوں کے حق میں بہتر نہیں۔" آپ ﷺ نے اسے بددعا دیتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَطِلْ شَقَاءَہٗ وَبَقَاءَہٗ.

یا اللہ! اسے لمبی عمر دے کر بدبختی سے دوچار فرمادے۔

ہارون کہتے ہیں کہ میں نے ابو ثروان کو دیکھا تھا۔ پیرانہ سالی میں وہ زندگی سے اتنا تنگ آ گیا تھا کہ موت کی تمنا کیا کرتا تھا۔ لوگ کہتے تھے ابو ثروان! تم پر یہ جو آفت آن پڑی ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کی بددعا کی وجہ سے ہے۔ وہ کہا کرتا، ہرگز نہیں۔ جب اسلام کو غلبہ نصیب ہوا تو میں نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس لئے حضور ﷺ نے میرے لئے خیر و برکت اور مغفرت کی دعا فرمائی تھی البتہ حضور ﷺ کی پہلی دعا کو بعد والی دعا پر سبقت حاصل ہے۔

صبر کی فضیلت

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک کالے رنگ کی عورت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی: "مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس بیماری سے نجات عطا فرمائے۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَكِ.

لگااور سر پر خاک ڈالنے لگا۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: یہ سب تمہارا اپنا کیادھرا ہے۔ اس طرح حضور ﷺ نے اس کی زکوٰۃ قبول نہ فرمائی۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اپنی اپنی خلافت کے زمانے میں اس کی زکوٰۃ کو قبول نہ فرمایا۔ بالآخر وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں مر گیا۔

ماں کے نافرمان کا انجام

بیہقی اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن ابو اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: ”یارسول اللہ ﷺ! قریب ہی ایک نوجوان پر نزع کا عالم طاری ہے۔ اسے کلمہ پڑھنے کی تلقین کی جارہی ہے مگر وہ کلمہ نہیں پڑھ سکتا۔“ حضور ﷺ نے پوچھا: ”کیا وہ اپنی زندگی میں کلمہ نہیں پڑھتا تھا۔“ عرض کی گئی: ”کیوں نہیں حضور ﷺ! وہ مسلمان تھا۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر اب موت کے وقت کلمہ پڑھنے سے کیا چیز مانع ہے؟“ نبی رحمت ﷺ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ جب نوجوان کے پاس پہنچے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

يَا غُلَامُ! قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

”اے نوجوان! پڑھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.“

اس نے عرض کی: ”میں نہیں پڑھ سکتا۔“

حضور ﷺ نے فرمایا: ”کیوں؟“

نوجوان بولا: لِعُقُوْقِ وَالِدَتِیْ. ”اپنی والدہ کی نافرمانی کی وجہ سے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیا وہ زندہ ہے؟“

اس نے عرض کی: ”جی ہاں۔“

فرمایا: ”اسے بلا لاؤ۔“

جب نوجوان کی ماں حاضر خدمت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”یہ تمہارا بیٹا ہے؟“ اس نے عرض کی: ”جی ہاں۔“ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اگر آگ بھڑکائی جائے اور تم سے کہا جائے کہ اگر تم اپنے اس بیٹے کی سفارش نہیں کرتیں تو اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ تو تم کیا کروگی؟“

اس نے عرض کی: ”حضور ﷺ! میں سفارش کر کے اپنے لختِ جگر کو بچالوں گی۔“

درازیٔ عمر کی دعا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "الادب" میں اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت اُمّ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میرا بیٹا فوت ہوا تو میں سخت غمزدہ ہوئی اور غسل دینے والے سے کہا: "میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے نہ نہلاؤ۔ یہ مر جائے گا۔" حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری یہ بات حضور ﷺ کے گوش گزار کی تو آپ سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا: طَالَ عُمْرُھَا. "اس کی عمر دراز ہو۔" راوی کہتے ہیں کہ حضرت اُمّ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑی طویل عمر پائی۔ ہماری معلومات کے مطابق کسی عورت نے اتنی طویل عمر نہیں پائی۔

لیلیٰ بنت خطیم کے لئے فرمان نبوی

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے، کلبی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے، ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ لیلیٰ بنت خطیم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ سورج کی طرف پیٹھ کر کے تشریف فرما تھے۔ اس نے حضور ﷺ کے شانے مبارک پر اپنا ہاتھ مارا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ ھٰذَا اَکَلَہُ الْاُسُوْدُ.

یہ کون ہے؟ اسے شیر کھا جائیں۔

لیلیٰ نے عرض کی۔ میں اس شخص کی بیٹی ہوں جو پرندوں کو کھلانے پلانے والے اور ہواؤں سے مقابلہ کرنے والا ہے یعنی میں لیلیٰ بنت خطیم ہوں۔ میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں تاکہ اپنی ذات آپ کے حوالے کر دوں اور آپ مجھے اپنے عقد میں قبول فرمالیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آگئی اور انہیں بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے عقد کے لئے منظور فرمالیا ہے۔ لوگوں نے کہا تو نے اچھا نہیں کیا تو رقیبانہ جذبات رکھتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی دیگر ازواج مطہرات کے ساتھ رقابت تجھے لے ڈوبے گی۔ کہیں حضور نبی کریم ﷺ تیرے لئے بددعا نہ فرمادیں۔ جا اور اپنے آپ کو آزاد کرالے۔ اس نے دوبارہ حاضر خدمت ہو کر عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! عقد کو فسخ فرمادیجئے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "ٹھیک ہے۔ میں نے فسخ کر دیا۔" بعد میں ان کی شادی حضرت مسعود بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ ایک دفعہ وہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں غسل کر رہی تھیں کہ اچانک ایک بھیڑیا آ نکلا اور اس نے حملہ کر کے اس کے جسم کا کچھ حصہ کھالیا اور چلتا بنا۔ اس طرح اس کا وصال ہو گیا اور نبی کریم ﷺ کا

سے روایت کرتے ہیں کہ میں 9ھ میں پیدا ہوا تھا۔ میری ماں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات میں پھوٹ ڈالنے کی غرض سے ان کی باتیں ایک دوسری کو جا کر بتاتی اور چغل خوری کیا کرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بد دعا دی تو وہ مر گئی۔

باب

پر اثر دعائیں اور دم، تعویذ وغیرہ

یہ دعائیں اور دم، تعویذات وغیرہ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھلائے اور ان کی برکت کی تاثیر بھی ظاہر ہوئی

بخار کا دم

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ آپ بیمار تھیں اور بخار کو برا بھلا کہہ رہی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بخار کو برا بھلا نہ کہو۔ اسے رب کی طرف سے حکم ملا ہے۔ البتہ میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں اگر تم یہ پڑھو گی تو بخار اتر جائے گا۔'' وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ جِلْدِیَ الرَّقِیْقَ وَعَظْمِیَ الدَّقِیْقَ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِیْقِ. یَا اُمَّ مِلْدَم اِنْ کُنْتِ آمَنْتِ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ فَلَا تُصَدِّعِی الرَّأْسَ وَلَا تُنْتِنِی الْفَمَ وَلَا تَأْکُلِی اللَّحْمَ وَلَاتَشْرَبِی الدَّمَ وَتَحَوَّلِی عَنِّی اِلٰی مَنْ اِتَّخَذَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً آخَرَ.

اے اللہ! میری نرم و ملائم جلد اور کمزور ہڈیوں کو حرارت کی شدت سے بچا کر مجھ پر رحم فرما۔ اے بخار! اگر تو اللہ جل وعلا پر ایمان رکھتا ہے تو درد سر پیدا نہ کر۔ منہ کو بدبودار نہ بنا۔ میرا گوشت نہ کھا۔ خون نہ پی اور مجھے چھوڑ کر اس آدمی کے پاس چلا جا جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو معبود بنا رکھا ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مذکورہ

نماز جمعہ اور نماز جنازہ میں شریک ہوا کرتا۔ بکریوں میں مزید اضافہ ہوا تو جمعہ و جنازہ کی شرکت بھی چھوٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَيْحَ ثَعْلَبَةَ بْنَ حَاطِبٍ. "ثعلبہ بن حاطب ہلاک ہو گیا۔"

اسی دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول اکرم ﷺ کو یہ حکم ملا کہ آپ زکوٰۃ و صدقات وصول فرمائیں۔ حضور ﷺ نے اس مقصد کے لئے دو آدمیوں کو بھیجا انہیں اونٹوں بکریوں کے متعلق تفصیل کے ساتھ لکھ دیا کہ ان کی زکوٰۃ کس طرح لینی ہے اور انہیں حکم دیا کہ وہ ثعلبہ بن حاطب کے پاس چلے جائیں۔ جب حضور ﷺ کے قاصد ثعلبہ کے پاس پہنچے اور اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا: مجھے تحریری حکم نامہ دکھاؤ۔ جب اس نے حضور ﷺ کی تحریر دیکھی تو کہنے لگا: یہ جزیہ ہے۔ آپ پہلے آگے جا کر باقی لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر لیں۔ جب فارغ ہو جائیں تو میرے پاس آ جانا۔ جب وہ دیگر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر چکے تو دوبارہ ثعلبہ کے پاس آ گئے۔ وہ کہنے لگا یہ جزیہ ہے۔ آپ چلے جائیں تاکہ میں ذرا سوچ لوں۔ جب یہ قاصد مدینہ منورہ پہنچے اور حضور ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ نے بات کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: وَيْحَ ثَعْلَبَةَ بْنِ حَاطِبٍ. ثعلبہ بن حاطب ہلاک ہو گیا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمادیں:

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ. فَلَمَّا اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ. فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ.

اور کچھ ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ وعدہ کیا کہ اگر اس نے ہمیں اپنے فضل سے (مال) عطا فرمایا تو ہم دل کھول کر خیرات کریں گے اور نیکوکاروں میں ہو جائیں گے۔ پس جب اس نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا تو وہ کنجوسی کرنے لگے اور روگردانی کر لی اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں۔ پس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے ان کے دلوں میں اس دن تک نفاق جما دیا جب وہ اس سے ملیں گے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی کی اور وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

جب ثعلبہ کو ان آیات کا پتہ چلا تو وہ زکوٰۃ کا مال لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری زکوٰۃ قبول کرنے سے منع فرمادیا ہے۔" وہ رونے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کلمات پڑھے تو اللہ تعالیٰ نے جن کے مکر و فریب کو ٹال دیا۔

دعا کی برکت

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو عرض کی: "حضور ﷺ! میں کون سی دعا کیا کروں۔" حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا۔ یہ کلمات دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ قِنِیْ شَرَّ نَفْسِیْ وَاعْزِمْ لِیْ عَلٰی رُشْدِیْ.

یا اللہ! مجھے اپنے نفس کے شر سے بچا لے اور میرے لئے ہدایت مقدر فرما۔

وہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ بعد میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا تھا کہ میں چند کلمات دعا پڑھا کروں۔ ان کلمات کی یہ برکت ظاہر ہوئی کہ میں مسلمان ہو گیا۔"

بچھو، سانپ وغیرہ کے کاٹے کا دم

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سہیل بن ابو صالح سے، وہ اپنے والد سے اور وہ بنو اسلم کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کو بچھو نے کاٹ لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو علم ہوا تو فرمایا اگر وہ شام کے وقت اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ. پڑھتا تو اسے کوئی تکلیف نہ ہوتی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے اہل خانہ میں سے ایک عورت یہ کلمات پڑھا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اسے سانپ نے ڈس لیا مگر اسے ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حریات الافاعی میں سانپ نے ڈس لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انہیں عمارہ بن حزم کے پاس لے جاؤ۔ وہ انہیں دم کریں گے۔" لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! اتنی دیر تک تو یہ فوت ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "انہیں عمارہ بن حزم کے پاس لے جاؤ۔" صحابہ کرام نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دم کیا تو وہ شفایاب ہو گئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سہل بن ابو حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حرۃ الافاعی میں ایک شخص کو سانپ نے ڈس لیا۔ اسے دم کرنے کے لئے عمرو بن حزم کو بلایا گیا

حضور علیہ السلام نے فرمایا: "تو اللہ تعالیٰ کو گواہ بنالو اور اس کے ساتھ ہمیں بھی گواہ بنا کر کہہ دو کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔" یہ سنتے ہی نوجوان کی ماں نے کہا:
"میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔" اب حضور علیہ السلام نے نوجوان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:
"پڑھ لا اله الا الله. تو اس نے فوراً کہہ دیا لا اله الا الله." رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ بِیْ مِنَ النَّارِ.

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس شخص کو میرے وسیلے سے آتش جہنم سے بچالیا۔

حدیث پاک کی چار مشہور کتابوں میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث پاک موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری حدیث سنی، اسے یاد رکھا اور دوسروں تک اسی طرح پہنچادیا جس طرح اسے سنا تھا۔"

علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کی اسی دعا کی برکت ہے کہ تمام محدثین کے چہروں پر رونق اور تروتازگی دکھائی دیتی ہے۔

باب

جملہ اہل خانہ کے لئے دعا

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم علیہ السلام کسی آدمی کے حق میں دعا فرماتے تو آپ کی دعا کا اثر صرف اس کی ذات تک محدود نہ رہتا بلکہ اس کے بیٹوں پوتوں تک جاری رہتا۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے میرے لئے اور میرے بیٹوں پوتوں کے لئے دعا فرمائی۔ ایک دفعہ میں نے اپنے والد صاحب کو سنا۔ وہ میری بہن سے کہہ رہے تھے کہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن تک رسول اللہ علیہ السلام کی دعا کا اثر پہنچا۔

باب

چغل خور عورت کے لئے بددعا

ابوالفرج اصبہانی "الاغانی" میں ابراہیم بن مہدی سے، وہ عبیدہ بن اشعث سے اور وہ اپنے والد

کے اہل نہیں۔" حجاج نے اپنے دو بیٹے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیئے اور انہیں دو لاکھ درہم دے کر کہا کہ تم اس بزرگ (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں کرو۔ ہو سکتا ہے تم وہ کلمات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ حجاج کے بیٹوں نے اپنا مقصد حاصل کرنے کی بہتیری کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ وصال سے تین دن پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: "یہ کلمات یاد کرلو اور صرف اس شخص کو بتانا جو ان کا اہل ہو۔"

حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کلمات کی بڑی برکتیں ظاہر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح مجھ پر بھی الطاف و عنایات کے دروازے کھول دیئے اور آپ کی طرح مجھ سے بھی مصائب و آلام کو دور فرمادیا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَدِيْنِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِىْ وَمَالِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ اَعْطَانِىْ بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِى لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ بِسْمِ اللّٰهِ افْتَتَحْتُ وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ اَللّٰه اَللّٰه رَبِّىْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ اَحَدًا اَسْاَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِخَيْرِكَ مِنْ خَيْرِكَ الَّذِىْ لَا يُعْطِيْهِ غَيْرُكَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اجْعَلْنِىْ فِى عِيَاذِكَ وَجِوَارِكَ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْتَجِيْرُكَ مِنْ جَمِيْعِ كُلِّ شَىْءٍ خَلَقْتَ وَاَحْتَرِسُ بِكَ مِنْهُنَّ اُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَىَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. اَللّٰهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ. وَمِنْ خَلْفِىْ وَعَنْ يَمِيْنِىْ وَعَنْ شِمَالِىْ وَمِنْ فَوْقِىْ وَمِنْ تَحْتِىْ.

اس دعا کے آخر میں جس طرح بَيْنَ يَدَىَّ کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ شریف اور سورۂ اخلاص پڑھے گا اسی طرح مِنْ خَلْفِىْ، عَنْ يَمِيْنِىْ، عَنْ شِمَالِىْ، مِنْ فَوْقِىْ اور مِنْ تَحْتِىْ میں سے ہر ایک کے بعد بھی بِسْمِ اللّٰهِ اور سورۂ اخلاص پڑھے گا۔

دفع فقر کی دعا

خطیب رحمۃ اللہ علیہ "رواۃ مالک" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! دنیا نے میری طرف پشت کرلی ہے

کلمات پڑھے تو ان کا بخار اتر گیا۔

ادائیگی قرض کی دعا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک ایسی پر اثر دعا سنی ہے کہ اگر کسی پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو اور وہ مقروض یہ دعا پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض ادا فرما دے گا۔ وہ دعا یہ ہے:۔

اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِىْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنِىْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مِنْ سِوَاكَ.

اے اللہ! اے غم و اندوہ کو ٹالنے والے! مجبوروں اور لاچاروں کی دعائیں قبول فرمانے والے اور دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم! مجھ پر ایسی رحمت خاص نازل فرما جو غیروں کی محتاجی سے بے نیاز کر دے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے ذمہ کچھ قرض تھا اور ادائیگی کی کوئی صورت نہ تھی۔ میں نے مذکورہ دعا مانگی تو چند نوں کے بعد مجھے اس قدر مال مل گیا کہ میں نے قرض ادا کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میرے ذمہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کچھ قرض تھا۔ میں جب بھی انہیں دیکھتی تو بہت شرماتی تھی۔ میں نے یہی دعا پڑھنی شروع کر دی۔ چند ہی دنوں بعد اللہ تعالیٰ نے رزق کا غیبی انتظام فرما دیا۔ یہ رزق مجھے نہ تو میراث میں ملا اور نہ کسی نے صدقہ دیا۔ اس سے میں نے بہ آسانی اپنا قرض ادا کر لیا۔

جنات کا دم

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو العالیہ ریاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! ایک مکار جن مجھے پریشان کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، یہ کلمات پڑھو:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِىْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِى الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِى السَّمَاءِ وَمَا يَنْزِلُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ.

باب

سوتے وقت کا عمل

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آیت کریمہ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ آیت کریمہ چوری سے امان عطا کرتی ہے۔ ایک صحابی نے سونے سے پہلے آیت کریمہ پڑھی۔ رات کو گھر میں چور آ گیا۔ گھر کا مالک جاگ رہا تھا اور چوری کا منظر دیکھ رہا تھا۔ چور نے جب گھر کا سامان اکٹھا کر کے باندھ لیا تو گٹھڑی اٹھا کر دروازے کے پاس آیا۔ اس نے دروازے کو بند پایا۔ گٹھڑی نیچے رکھی تو دروازہ کھل گیا پھر جو اٹھائی تو دروازہ بند ہو گیا۔ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا۔ آیت کریمہ کی تاثیر کا عملی مظاہرہ دیکھ کر صحابی ہنس پڑا اور چور سے کہنے لگا: ''میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر رکھا ہے۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا خواب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ عہد نبوی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب کبھی خواب دیکھتے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کر دیا کرتے تھے اور حضور ﷺ ان کے خوابوں کی تعبیریں بتا دیتے تھے۔ میں ابھی نو عمر لڑکا تھا۔ شادی سے پہلے میں مسجد میں رہا کرتا تھا اور مسجد ہی میرا گھر تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر مجھ میں کوئی خوبی ہوتی تو مجھے بھی دیگر صحابہ کی طرح خواب دکھائی دیتے۔ ایک رات جب میں سونے لگا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: ''یا اللہ! اگر مجھ میں کوئی خوبی ہے تو مجھے بھی خواب دکھا۔'' جب میری آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے پاس دو فرشتے آتے ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہے اور وہ مجھے جہنم کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ میں یہ دعا کر رہا ہوں: اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ جَهَنَّمَ. ''یا اللہ میں جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' اچانک مجھے ایک اور فرشتہ ملا۔ اس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا گرز تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: ''گھبراؤ مت۔ تم بڑے اچھے انسان ہو۔ کاش کہ تم کثرت سے نمازیں پڑھتے۔'' فرشتے مجھے جہنم کے کنارے پر لے گئے۔ یہ کنویں کی طرح پتھروں سے بنا ہوا تھا اور اس میں کنویں کی طرح رسیاں بھی تھیں۔ ہر دو رسیوں

مگر انہوں نے انکار کر دیا پھر وہ رسول خدا ﷺ کے پاس آئے اور دم کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جن کلمات کے ساتھ تم دم کرو گے وہ مجھے سناؤ۔ انہوں نے سنا دیئے اور حضور ﷺ نے انہیں اجازت عطا فرمادی۔

یاد رہے کہ حرۃ الافاعی ابواء کے قریب ایک بستی کا نام تھا۔

نیند کی دعا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے خوابی کی تکلیف ہوگئی۔ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھادوں جن کے پڑھنے سے تمہیں نیند آجائے گی۔“

وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ جَارِیْ مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یُّفْرِطَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی عَزَّ جَارُكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ۔

اے سات آسمانوں اور ان تمام چیزوں کے پروردگار جن پر یہ سات آسمان سایہ فگن ہیں! اے تمام زمینوں اور ان کے اندر موجود چیزوں کے پروردگار! اے شیطانوں اور ان کے ہاتھوں گمراہ ہونے والوں کے رب! اپنی ساری مخلوق کے شر سے مجھے پناہ دے۔ کسی پر زیادتی نہ ہونے پائے۔ تیری پناہ غالب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

ظالموں سے نجات اور حاجات پوری ہونے کی دعا

ابن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ ابان بن ابو عیاش سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجاج کے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ حجاج کہنے لگا اگر تم رسول اللہ ﷺ کے خادم نہ ہوتے اور تمہارے متعلق امیر المؤمنین کی تحریر موجود نہ ہوتی تو میں تمہاری خوب خبر لیتا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”مجھے تم سے کوئی خطرہ نہیں۔ جب میں سن بلوغ کو پہنچا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسے کلمات سکھائے تھے جن کو پڑھنے کی وجہ سے کسی ظالم و جابر کا جور و ستم مجھے کوئی نقصان نہیں دیتا۔ علاوہ ازیں میری ساری حاجات بھی پوری ہو جاتی ہیں اور جملہ اہل ایمان مجھے محبت و پیار سے ملتے ہیں۔“

حجاج نے کہا: ”وہ کلمات مجھے بھی سکھا دیجئے۔“ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”تم ان

اس راستے پر جانا چاہا مگر اس شخص نے کہا تم ان لوگوں میں سے نہیں جو اس راستے پر چلتے ہیں۔ تھوڑا آگے چل کے داہنی جانب ایک راستہ دکھائی دیا۔ میں اس پر چلنے لگا۔ چلتے چلتے ہم ایک چکنے پہاڑ پر جا پہنچے۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑا۔ میں نے ایک دستے کو پکڑ لیا۔ اس نے کہا اس دستے کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔ میں نے یہ خواب رسول اکرم ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم نے بڑا اچھا خواب دیکھا ہے۔ شاہراہ دراصل میدان حشر ہے۔ بائیں جانب والا راستہ دوزخیوں کا راستہ ہے اور تم دوزخی نہیں۔ داہنی جانب والا راستہ جنتیوں کا راستہ ہے۔ چکنے پہاڑ سے مراد شہداء کا مقام ہے اور تم نے جس دستے کو پکڑ لیا تھا، وہ اسلام کا دستہ ہے۔ تا دم واپسیں اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا۔"

حضرت ابن زمیل جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب

طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن زمیل جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا یہ خواب سنایا "بہت سے لوگ ایک کشادہ، ہموار اور بے غبار راستے پر جا رہے تھے۔ یہ راستہ ایک چراگاہ تک لے جاتا تھا۔ ایسی چراگاہ میں نے زندگی بھر نہیں دیکھی۔ وہ بجلی کی طرح چمک رہی تھی۔ شبنم کے قطرات گر رہے تھے اور اس میں انواع واقسام کی گھاس تھی۔ پھر مجھے یوں دکھائی دیا جیسے شہسواروں کا ایک دستہ چراگاہ کے قریب آ گیا ہے جب یہ لوگ چراگاہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ پھر راستے میں ہی اپنی سواریاں بٹھا دیں اور دائیں بائیں چراگاہ میں نہ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ چلے گئے۔ اتنے میں لوگوں کا دوسرا گروہ آ پہنچا۔ ان کی تعداد پہلے گروہ سے کئی گنا زیادہ تھی۔ انہوں نے بھی چراگاہ کے قریب پہنچ کر نعرۂ تکبر بلند کیا اور راستے میں ہی سواریاں بٹھا دیں۔ ان میں سے چند آدمیوں نے تو بڑے مزے سے اپنی سواریوں کو چراگاہ میں چرایا اور چند ایک نے گھاس وغیرہ کے گٹھے بنا لئے۔ پھر یہ گروہ بھی روانہ ہو گیا۔ اتنے میں لوگوں کا ایک انبوہ کثیر آتا دکھائی دیا۔ جب یہ لوگ چراگاہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہنے لگے یہ بڑی بہترین جگہ ہے۔ یہ کہہ کر وہ چراگاہ کے اندر دائیں بائیں پھیل گئے۔ یہ سارا منظر دیکھنے کے بعد میں اسی راستے پر چلتا ہوا چراگاہ کے آخری کنارے تک جا پہنچا۔ یا رسول اللہ ﷺ! وہاں میں نے آپ کو ایک منبر پر تشریف فرما دیکھا۔ اس منبر کے ساتھ زینے تھے۔ آپ سب سے اوپر والے زینے پر تشریف فرما تھے۔ آپ کے داہنی

(یعنی میں فقر وافلاس کا شکار ہو گیا ہوں)۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم وہ ذکر کیوں نہیں کرتے جو ملائکہ کا ورد اور مخلوق کی تسبیح ہے اور اسی کی وجہ سے انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ طلوع فجر کے وقت سو بار یہ کلمات کہا کرو:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ.

اگر تم یہ کلمات کہو گے تو دنیا ذلیل ہو کر تمہارے پاس آ جائے گی۔" وہ آدمی چلا گیا اور کچھ عرصہ بعد دوبارہ حاضر خدمت ہوا اور عرض کی:

لَقَدْ اَقْبَلَتْ عَلَيَّ الدُّنْيَا فَمَا اَدْرِيْ اَيْنَ اَضَعُهَا.

دنیا کا سامان میرے پاس اتنا زیادہ آ گیا ہے کہ مجھے سمجھ نہیں کہ اسے کہاں رکھوں۔

سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہم سفر تھا۔ دوران سفر ہمارا گزر ایک قبیلے کے پاس سے ہوا۔ اس قبیلے کے ایک آدمی کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ ایک صحابی نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ارجہ بن صلت تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قوم کے پاس سے میرا گزر ہوا۔ انہوں نے ایک پاگل شخص کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا۔ وہ مجھ سے کہنے لگے۔ کیا تمہارے پاس اس کا کوئی علاج ہے۔ تمہارے نبی بڑی اچھی چیزیں لے کر آئے ہیں۔ میں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا۔ میں تین دن تک وہاں رہا اور روزانہ دو بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ کی برکت سے اسے شفا دے دی۔ انہوں نے خوش ہو کر مجھے سو بکریوں کا نذرانہ پیش کیا۔ میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

كُلْ فَمَنْ اَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ فَقَدْ اَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ.

یہ نذرانہ کھاؤ۔ کوئی ناجائز گنڈے کا نذرانہ کھاتا ہے مگر تم جائز دم کا نذرانہ کھا رہے ہو۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "بلی" کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور دونوں اکٹھے مسلمان ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص بہت زیادہ ریاضت و مجاہدہ کیا کرتا تھا۔ وہ محاذ جنگ پر گیا اور شہید ہو گیا جبکہ دوسرا شخص ایک سال بعد فوت ہوا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں جنت کے دروازے کے پاس کھڑا ہوں۔ اچانک مذکورہ بالا دونوں شخص وہاں آجاتے ہیں۔ ادھر جنت کے دروازے سے کوئی شخص باہر آکر بعد میں فوت ہونے والے شخص کو اندر جانے کی اجازت دے دیتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد واپس آکر شہید کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ پھر آکر مجھ سے کہتا ہے تم واپس لوٹ جاؤ۔ تمہیں اندر جانے کی اجازت نہیں مل سکتی۔ صبح ہوئی تو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے سامنے اپنا خواب بیان کر دیا۔ لوگ بڑے حیران تھے کہ شہید کو نہ جانے بعد میں کیوں اجازت دی گئی۔ لوگوں کی حیرت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حیرت کی کوئی بات نہیں۔ کیا تم جانتے نہیں کہ جنت میں پہلے جانے والا شخص شہید کی شہادت کے بعد ایک سال زندہ رہا۔ اس دوران اس نے بہت سی نمازیں پڑھیں، کئی سجدے کئے اور ماہ رمضان کے روزے بھی رکھے۔"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں سورۂ ص پڑھ رہا ہوں۔ جب آیت سجدہ پر پہنچتا ہوں تو ہر چیز سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ میں نے دوات، لوح اور قلم کو بھی دیکھ لیا۔ صبح ہوئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنا خواب عرض کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس آیت کی تلاوت کے وقت سجدہ کیا کرو۔

درخت کے سجدہ ریز ہونے کے متعلق ایک صحابی کا خواب

ابن ماجہ اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ گزشتہ رات میں

کے درمیان ایک فرشتہ بیٹھا ہوا تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا۔ میں نے چند آدمی دیکھے جو جہنم میں بیڑیوں کے ساتھ الٹے لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے ان میں چند قریشی آدمی بھی دیکھے۔ اس کے بعد وہ مجھے دائیں طرف لے گئے۔ نیند سے بیدار ہوا تو میں نے یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا۔ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میرا خواب نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ. "عبداللہ نیک آدمی ہے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے۔ میں اسے جنت کی جس جگہ کی طرف اشارہ کرتا ہوں، وہ اڑ کر وہاں پہنچ جاتا ہے۔ یہ خواب میں نے اپنی بہن حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنایا انہوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ. "تمہارا بھائی بڑا نیک آدمی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں۔ باغ کے وسط میں ایک ستون ہے اور ستون کے اوپر سرے پر ایک دستہ ہے۔ کسی نے مجھ سے کہا۔ اس ستون کے اوپر چڑھ جاؤ۔ میں نے کہا میں اس پر نہیں چڑھ سکتا۔ اچانک ایک لڑکا نمودار ہوا۔ اس نے مجھے کپڑوں سے پکڑ کر اٹھایا تو میں ستون پر چڑھ گیا۔ میں نے اوپر پہنچ کر دستے کو پکڑ لیا۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ یہ خواب میں نے حضور ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ نے فرمایا:

تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الْإِسْلَامِ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى لَا تَزَالُ مُتَمَسِّكاً بِالْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ.

وہ باغ اسلام کا باغ ہے۔ وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور عُرْوَہ (دستہ) اَلْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى (اسلام کا مضبوط دستہ) ہے۔ تم تادم واپسیں دین اسلام کے ساتھ وابستہ رہو گے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عہد رسالت مآب ﷺ میں خواب دیکھا کہ ایک آدمی نے میرے پاس آ کر کہا چلو۔ وہ مجھے ساتھ لے کر ایک شاہراہ پر چل نکلا۔ چلتے چلتے مجھے بائیں جانب ایک راستہ نظر آیا۔ میں نے

سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کے متعلق خواب

دارمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے ایک بھائی (صحابی) نے خواب دیکھا کہ لوگ طویل ترین اور دشوار گزار پہاڑی راستے سے گزر رہے ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی پر دو سرسبز درخت ہیں جن سے یہ آواز سنائی دیتی ہے: "کیا تم میں ایسا شخص ہے جو سورۂ بقرہ کی تلاوت کرتا ہو؟ کیا تم میں ایسا شخص ہے جو سورۂ آل عمران کی تلاوت کرتا ہو؟" کسی نے جواباً "ہاں" کہہ دیا تو درختوں کی شاخیں جھک کر لوگوں کے قریب آ گئیں۔ وہ شخص ان کے ساتھ چمٹ گیا۔ اس طرح وہ درخت اس شخص کو کبھی پہاڑ کی چوٹی پر لے جاتے اور کبھی نیچے لے آتے تھے۔

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب

حاکم حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم کے ایک شخص کے ساتھ ہجرت کی۔ وہ شخص بیمار ہو گیا۔ اس نے چوڑے پھل والے تیر سے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا: "تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا؟" اس نے کہا: "ہجرت کرنے کے باعث میری مغفرت کر دی گئی۔" حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: "تمہارے ہاتھوں کا کیا حال ہے؟" اس نے کہا: "میرے ہاتھوں کے متعلق مجھے کہا گیا کہ ہم تمہارے وہ اعضاء ٹھیک نہیں کریں گے جنہیں تم نے خود کاٹ کر خراب کر لیا۔" حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خواب رسول اکرم ﷺ کو سنایا تو آپ نے اس کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ وَلِیَدَیْہِ فَاغْفِرْ.

یا اللہ! اس کے ہاتھوں کی خطا بھی معاف فرما۔

سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام اور حضور سید المرسلین ﷺ کے معجزات میں مماثلت

علماء کرام فرماتے ہیں کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے جتنے معجزات اور امتیازات عطا فرمائے تھے، وہ سب کے سب ہمارے نبی کریم ﷺ کو بھی عطا فرمائے گئے بلکہ ان سے بھی اعلیٰ وافضل کمالات سے نوازا گیا۔

جانب گندمی رنگ کا ایک شخص تھا جس کی انگلیاں موٹی اور ناک ستواں تھی۔ جب وہ بات کرتا تو سب پر چھا جاتا تھا۔ قد و قامت کی درازی میں بھی وہ سب سے نمایاں تھا۔ آپ کی بائیں جانب سرخ رنگ کا میانہ قد شخص موجود تھا۔ جس کے چہرے پر بہت سے تل تھے۔ اس کے بال یوں دکھائی دے رہے تھے جیسے ابھی ابھی پانی سے دھوئے گئے ہوں، جب وہ گفتگو کرتا تو سب لوگ ہمہ تن گوش ہو کر باادب اس کی بات سنتے۔ آپ کے سامنے ایک عمر رسیدہ شخص موجود تھا جو شکل و شباہت میں آپ سے ملتا جلتا تھا۔ سب لوگ اسے اپنا امام بنانے کی خواہش رکھتے تھے۔ اس سے ذرا آگے ایک دبلی پتلی بوڑھی اونٹنی دکھائی دے رہی تھی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ اسے آگے دھکیل رہے تھے۔"

میرا خواب سن کر نبی کریم ﷺ کا رنگ مبارک زرد ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پریشانی کی یہ حالت کافور ہوئی تو ارشاد فرمایا:

"ہموار کشادہ راستہ ہدایت کا راستہ ہے جس پر تم گامزن ہو۔ چراگاہ دنیا اور اس کا عیش و آرام ہے۔ (لوگوں کا جو پہلا گروہ تھا اس سے مراد میں اور میرے صحابہ ہیں) نہ ہمارا دنیا سے کوئی واسطہ ہے اور نہ دنیا کو ہم سے کچھ سروکار۔ دوسرے گروہ سے مراد ہمارے بعد والے لوگ ہیں جن میں سے چند ایک تو بڑے مزے سے دنیاوی راحتوں سے لطف و اندوز ہوں گے اور کچھ (بقدر ضرورت) ساتھ لے لیں گے۔ بہر حال یہ لوگ نجات پا جائیں گے۔ تیسرے گروہ سے مراد لوگوں کی وہ کثیر تعداد ہے جو دنیا کی لذتوں میں کھو جائے گی مگر تم جس طرح سیدھے راستے پر چل کر میرے پاس پہنچے اسی طرح ساری زندگی راہ حق پر گامزن رہو گے یہاں تک کہ مجھ سے آملو گے۔ جو منبر تمہیں نظر آیا، جس کے ساتھ زینے تھے اور میں سب سے اونچے زینے پر موجود تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے اور میں آخری ہزاری میں آیا ہوں۔ جو شخص تمہیں میری داہنی جانب نظر آیا، وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے چونکہ وہ کلیم اللہ ہیں۔ اس لئے وہ بات کرتے تو کلام الٰہی کی برکت کے باعث سب لوگوں پر چھا جاتے تھے۔ جو شخص تمہیں بائیں جانب نظر آیا، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت و تکریم فرمائی ہے، اس لئے ہم بھی ان کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ جو عمر رسیدہ شخص تمہیں نظر آیا وہ ہمارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ ہم سب ان کی پیروی کرتے ہیں اور انہیں اپنا مقتدا مانتے ہیں۔ رہی اونٹنی تو وہ قیامت ہے جو میری امت پر قائم ہو گی کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔"

ہونے سے فوقیت رکھتا ہے۔اس کی دو وجہیں ہیں:۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور پھر یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا جبکہ حضور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا سلسلہ ہمیشہ جاری وساری رہے گا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو صرف ملائکہ نے سجدہ کیا تھا جبکہ ہمارے حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کے عمل میں ملائکہ کے علاوہ خود خداوند قدوس اور جمیع مومنین بھی شریک ہیں۔

باب

حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعزاز

حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا. (مریم 57)

اور ہم نے انہیں بڑے اونچے مکان تک بلند کیا۔

اور حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قَابَ قَوْسَيْن کی منزل رفیع تک پہنچا دیا۔

باب

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ امتیازی شان حاصل ہے کہ آپ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے جو بد دعا فرمائی تھی، اسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا اور آپ کی قوم کو طوفان میں غرق کر دیا۔اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کی بھی بے شمار دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں مثلاً ان لوگوں کے لئے بد دعا جنہوں نے پشت انور پر جانوروں کے پیٹ کی جھلی پھینکنے کی جسارت کی تھی (جس میں جانور کا بچہ لپٹا ہوتا ہے) اسی طرح قحط کے موقع پر آپ ﷺ نے بارش کے لئے دعا فرمائی تو آسمان سے موسلا دھار بارش برسنے لگی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور ﷺ کو یہ بھی امتیاز حاصل ہے کہ بیس سال کے قلیل عرصے میں ہزاروں لوگ آپ پر ایمان لائے اور لوگ جوق در جوق خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور مشرف بہ اسلام ہوتے رہے جبکہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم میں تبلیغ حق کا فریضہ سر انجام دیتے رہے مگر آپ پر ایمان لانے

نے خواب دیکھا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے سورۂ صٓ کی تلاوت کر رہا ہوں۔ جب آیت سجدہ پر پہنچتا ہوں تو سجدہ ریز ہو جاتا ہوں۔ مجھے دیکھ کر درخت بھی سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور مجھے درخت کے اندر سے یہ آواز سنائی دیتی ہے:

اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِھَا عِنْدَكَ ذِكْرًا وَاجْعَلْ لِی بِھَا عِنْدَكَ ذُخْرًا وَاعْظِمْ لِیْ بِھَا عِنْدَكَ اَجْرًا.

یااللہ! اس سجدے کو قبول فرما کر اپنے ہاں میرے لئے ذکر کا ثواب لکھ دے۔ اسے میرے لئے توشہ آخرت بنادے اور اس کے بدلے مجھے اجر عظیم عطا فرما۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کو بھی سورۂ صٓ کی تلاوت فرماتے سنا۔ جب آپ نے آیت سجدہ تلاوت فرمائی تو بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو گئے اور آپ کی زبان اقدس سے وہی دعائیہ کلمات جاری ہو گئے جو درخت سے صحابی نے سنے تھے۔

ایک انصاری کا خواب

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ ہم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کریں۔ ایک انصاری شخص کو خواب میں یہ آواز سنائی دی کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں ہر نماز کے بعد فلاں فلاں ذکر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ انصاری نے کہا: ”ہاں۔“ آواز آئی۔ اب ان کو پچیس پچیس بار پڑھا کرو اور **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کو بھی شامل ذکر کر لو۔ صبح ہوئی تو انصاری حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں خواب کا واقعہ عرض کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے۔ تم ایسا ہی کرو۔“

شب قدر کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خواب

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خواب میں یہ بتایا گیا کہ شب قدر ماہ رمضان کی آخری سات راتوں میں ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خواب سن کر فرمایا: ”تم سب کے خواب اس نقطے پر متفق ہیں کہ شب قدر آخری سات راتوں میں ہو گی۔ پس جو کوئی شب قدر کا متلاشی ہو، وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔“

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا اسی طرح مجھے بھی اس نے اپنا خلیل بنایا ہے۔ جنت میں میرا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمارے درمیان ہیں یعنی دو خلیلوں کے درمیان اس بندۂ مومن کا مقام ہے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت بھی نقل فرمائی ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو وصال مبارک سے پانچ دن پہلے یہ فرماتے سنا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب (نبی) کو اپنا خلیل بنایا ہے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بھی نقل فرمائی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیل بناتا مگر تمہارا صاحب (نبی) اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔"

(iii) ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نمرود سے تین پردوں میں چھپایا گیا تھا۔ اسی طرح جن لوگوں نے حضور سید المرسلین ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کی نظروں سے آپ ﷺ کو بھی چھپا لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّا جَعَلْنَا فِی اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ. (یٰسٓ: 9.8)

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے بنا دی ہے ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا پس وہ کچھ نہیں دیکھتے۔

اسی طرح فرمان الٰہی ہے:

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا. (اسراء: 45)

اور جب آپ قرآن کو پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے درمیان اور ان کے درمیان جو

باب

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزات

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا۔ آپ کو ملائکہ کا مسجود بنایا اور دنیا کی ہر چیز کے اسماء کا علم عطا فرمایا۔

بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اشیاء کے ناموں کا علم عطا فرما کر فرشتوں کے سامنے لایا گیا۔ یہی اِنباء (یعنی غیبی خبر دینا) ہی آپ کا معجزہ ہے جیسے فرمان الٰہی ہے:

فَلَمَّا اَنۡبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ.

پس جب آپ نے انہیں اشیاء کے ناموں سے آگاہ کر دیا۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو شرف کلام بھی بخشا اور یہ بھی آپ کا معجزہ ہے۔ جیسا کہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔ وہ مقام رسالت و نبوت پر فائز تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا تھا۔"

حضرت آدم علیہ السلام کے ان معجزات کی مانند حضور نبی کریم ﷺ کو بھی معجزات عطا فرمائے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا معجزہ آپ کو معراج کے وقت عطا ہوا جس کا ذکر اسراء و معراج کے باب میں ہو چکا ہے۔ جبکہ اشیاء کے ناموں کے علم کے بارے میں مسند الفردوس میں دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت پانی اور مٹی کی شکل میں میرے سامنے لائی گئی اور میں نے تمام اسماء کا علم حاصل کر لیا جس طرح حضرت آدم علیہ السلام نے تمام اسماء کا علم حاصل کر لیا تھا۔"

جہاں تک مسجود ملائکہ ہونے کا تعلق ہے تو بعض علماء کرام نے اس سلسلے میں یہ آیت کریمہ پیش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا. (احزاب:56)

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی مکرم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب و محبت سے) سلام عرض کیا کرو۔

علماء فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ اعزاز حضرت آدم علیہ السلام کے مسجود ملائکہ

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے تعمیر کعبہ کا حکم فرمایا ہے۔" بھیڑوں کی گواہی سن کر ذوالقرنین نے کہا: "اب میں تمہاری بات مان گیا ہوں اور تمہارے اس کام پر راضی ہوں۔"

اس معجزۂ ابراہیمی علیہ السلام کی طرح حضور نبی پاک ﷺ کے بے شمار معجزات ہیں اور بہت سے جانوروں نے بارگاہ نبوی میں کلام کیا۔

(vii) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک اور معجزہ بھی کتب حدیث میں ملتا ہے۔ ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ ہشام بن محمد سے، وہ اپنے والد سے، وہ ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کوثی سے روانہ ہوئے اور آگ سے بچ کر نکلے تو اس وقت تک آپ کی زبان سریانی تھی۔ جب آپ نے دریائے فرات کو عبور کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان تبدیل فرمادی۔ دریائے فرات عبور کرنے کے باعث اس نئی زبان کا نام ہی عبرانی رکھا گیا۔ ادھر نمرود نے آپ علیہ السلام کے تعاقب میں آدمی روانہ کر دیئے اور انہیں حکم دیا کہ جو شخص بھی تمہیں سریانی زبان بولتا نظر آئے اسے گرفتار کر کے میرے پاس لے آنا۔ یہ لوگ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملے تو آپ کو عبرانی زبان میں گفتگو کرتے پایا۔ وہ آپ کی زبان سمجھ نہ سکے اور آپ سے تعرض کئے بغیر چلے گئے۔ اسی طرح ہمارے پیارے نبی سید الانبیاء ختم الرسل مولائے کل ﷺ کو بھی تبدیلئ زبان کا معجزہ عطا فرمایا گیا۔ جب حضور ﷺ نے مختلف بادشاہوں کی طرف اپنے قاصد روانہ فرمائے اور یہ قاصد ان بادشاہوں کے درباروں میں پہنچ کر دعوت حق دینے لگے تو ان سب کی زبانیں بدل گئیں اور وہ اسی قوم کی زبان میں بات کرنے لگے جس کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

(viii) ابن ابی شیبہ رحمتہ اللہ علیہ نے "المصنف" میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک اور معجزہ بھی نقل فرمایا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ محمد بن ابو عبیدہ بن معن سے، وہ اپنے والد سے، وہ اعمش سے اور وہ حضرت ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام (اپنے اہل و عیال کے لئے) غلہ کی تلاش میں گئے مگر کہیں سے غلہ نہ مل سکا۔ آپ راستے میں سرخ ریت کے پاس سے گزرے تو وہی ریت لے لی اور اپنے گھر واپس تشریف لے آئے۔ کپڑے میں لپٹی ہوئی چیز دیکھ کر اہل خانہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "یہ سرخ گندم ہے۔" انہوں نے کھول کر دیکھا تو واقعی وہ سرخ گندم تھی۔ اس گندم کی یہ بھی خصوصیت تھی کہ جب اس کو بویا جاتا تو جڑ سے شاخ تک خوشہ بن جاتا جس میں تہہ در تہہ دانے

والوں کی تعداد سو سے بھی کم تھی۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو یہ کمال بھی عطا فرمایا تھا کہ جملہ حیوانات بلاچون وچرا آپ کی کشتی میں آگئے تھے۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کو بھی حیوانات پر تصرف حاصل تھا۔ اس موضوع کی بے شمار احادیث گزر چکی ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت نوح علیہ السلام تو زمین پر بخار لانے کا سبب بنے تھے مگر ہمارے حضور ﷺ نے بخار کو مدینہ سے جحفہ کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔

باب

حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ہود علیہ السلام کو ہوا پر تصرف حاصل تھا۔ اسی طرح ہمارے حضور ﷺ کی بھی ہوا کے ساتھ مدد کی گئی۔ اس موضوع کی احادیث غزوۂ خندق کے باب میں گزر چکی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ غزوۂ بدر کے ضمن میں بھی اس طرح کے واقعات کا تذکرہ موجود ہے۔

باب

حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام کو اونٹنی کا معجزہ عطا فرمایا گیا اور اس جیسے معجزات حضور سید عالم فخر المرسلین ﷺ کو بھی عطا فرمائے گئے مثلاً اونٹ کا کلام کرنا اور آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرنا۔

باب

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات

(i) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود سے نجات کا معجزہ ملا اور حضور سید عالم ﷺ کو بھی آگ سے متعلق بے شمار معجزے عطا ہوئے جن کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

(ii) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ ہونے کا شرف بخشا گیا ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا تھا جیسا کہ ابن ماجہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت

اپنے والد سے، وہ نوح بن حبیب بذشی سے، وہ حامد بن محمود سے، وہ ابو مسہر دمشقی سے، وہ ابن عبدالعزیز تنوخی سے اور وہ ربیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ بتایا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے تو آپ نے فوراً بھیڑیئے کو طلب فرمایا اور اس سے پوچھا:

هَلْ اَكَلْتَ قُرَّةَ عَيْنِىْ وَثَمْرَةَ فُؤَادِىْ؟

کیا تو نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے دل کے پھل کو کھالیا ہے؟

بھیڑیئے نے کہا: لَمْ اَفْعَلْ. "میں نے یہ کام نہیں کیا۔"

آپ علیہ السلام نے مزید پوچھا: "تو کہاں سے آرہا ہے اور کہاں جارہا ہے؟"

بھیڑیا بولا: "میں سرزمین مصر سے آیا ہوں اور جرجان جانے کا ارادہ ہے۔"

آپ علیہ السلام نے فرمایا: "تیرا وہاں کیا کام ہے؟"

بھیڑیئے نے کہا: "آپ سے پہلے جو انبیاء گزرے ہیں، میں نے ان سے یہ سنا تھا کہ جو کوئی اپنے کسی دوست یا رشتہ دار کو ملنے کے لئے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہر قدم کے بدلے میں ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے، ہزار گناہ مٹا دیتا ہے اور ہزار درجے بلند فرما دیتا ہے۔"

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا۔ یہ حدیث لکھ لو مگر بھیڑیئے نے انہیں یہ حدیث سنانے سے انکار کر دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "تو انہیں حدیث کیوں نہیں سناتا؟" اس نے کہا: "اس لئے کہ یہ نافرمان ہیں۔"

اسی طرح ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کے سامنے بھی بھیڑیئے نے کلام کیا جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے فرزند دلبند کے غم جدائی کے ساتھ آزمایا گیا۔ آپ نے اس امتحان میں صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا یہاں تک کہ فرط غم سے آپ کی صحت بگڑنے لگی۔ اسی طرح ہمارے حضور ﷺ کو بھی فرزند دلبند کے غم میں مبتلا کیا گیا حالانکہ اس لخت جگر کے علاوہ اس وقت آپ کا کوئی اور صاحبزادہ بھی نہ تھا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ پس آپ ﷺ کا صبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر پر فوقیت رکھتا ہے۔

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ حائل کر دیتے ہیں جو آنکھوں سے نہاں ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت کے سلسلے میں بہت سی احادیث گزر چکی ہیں۔

(iv) ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے ساتھ مناظرہ کیا اور ایسی مضبوط دلیل پیش فرمائی کہ وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ. (بقرہ:258) "تو اس کافر کے ہوش اڑ گئے۔"

اسی طرح حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس ایک دفعہ ابی بن خلف آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی۔ وہ قیامت کا انکار کر رہا تھا۔ ہڈی کو ہاتھ میں مسلتے ہوئے بولا:

مَنْ يُّحْيِی الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِيْمٌ. (یٰسٓ:78)

اجی! کون زندہ کر سکتا ہے ہڈیوں کو، جب وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں۔

فوراً اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما دی۔

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ." (یٰسٓ:79)

آپ فرمائیے (اے گستاخ سن!) انہیں وہی زندہ فرمائے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔

یہ ایسی برہان قاطع تھی جس نے منکر قیامت کو مبہوت و لاجواب کر دیا۔

(v) ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر غصہ کرتے ہوئے اپنی قوم کے بتوں کو توڑ ڈالا تھا۔ ہمارے حضور نبی رحمت ﷺ نے بھی تین سو ساٹھ بتوں کی طرف اشارہ فرمایا تو سب کے سب گر پڑے۔ فتح مکہ کے باب میں اس طرح کی حدیث پاک گزر چکی ہے۔

(vi) میں کہتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ معجزہ بھی دیا گیا کہ آپ کی خاطر بھیڑوں نے کلام کیا تھا۔

ابن ابی حاتم رحمتہ اللہ علیہ حضرت علباء بن احمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ذوالقرنین مکہ مکرمہ میں آیا تو اس نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر میں مصروف ہیں۔ اس نے کہا: "تم میری زمین میں یہ کام کیوں کر رہے ہو؟" انہوں نے فرمایا: "ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ خانہ کعبہ شریف کی تعمیر کریں۔" اس نے کہا: "اس دعویٰ کی کوئی دلیل لاؤ۔" اتنے میں دو بھیڑیں اٹھیں اور کہنے لگیں: "ہم گواہی دیتی ہیں کہ

میں کہتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء کا معجزہ بھی دیا گیا۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نور عطا فرمایا جوان کے چہرے کے سامنے چمکنے لگا۔ یہ دیکھ کر انہیں خطرہ پیدا ہوا کہ لوگ سمجھیں گے کہ اس کی شکل میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہے اس لئے وہ نور ان کے عصا میں منتقل کر دیا گیا۔ یہ حدیث پاک حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے باب میں گزر چکی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خاطر بحر احمر پھٹ گیا تھا۔ اسی طرح باب الاسراء میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضور ﷺ کے لئے آسمان وزمین کے درمیان موجود بحر پھٹ گیا اور حضور ﷺ اس کو عبور فرما کر آگے تشریف لے گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو من وسلویٰ عطا فرمایا گیا۔ اس کے مشابہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے یہ خصائص ہیں کہ غنائم کو آپ کے لئے حلال کیا گیا اور آپ نے تھوڑے سے کھانے سے لوگوں کے انبوہ کثیر کو سیر کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے آپ کی قوم پر طوفان، مکڑیوں، چیونٹیوں، مینڈکوں اور خون کا عذاب آیا۔ ابونعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بددعا سے آپ کی قوم قحط سالی کا شکار ہو گئی۔

حضور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کریم سے عرض کیا:

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى. (طٰہٰ: 84)

اور میں جلدی جلدی تیری بارگاہ میں اس لئے حاضر ہو گیا ہوں میرے رب کہ تو راضی ہو جائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کے لئے ارشاد فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى. (الضحیٰ:5)

اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا. (البقرہ: 144)

ہم ضرور آپ کو اس قبلے کی طرف پھیر دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں۔

مزید برآں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا:

وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ. (طٰہٰ:39)

ہوتے۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کو بھی اس کی مانند کئی معجزات عطا فرمائے گئے مثلاً آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو پانی سے مشکیزہ بھر کر عطا فرمایا تاکہ یہ ان کے سفر کا توشہ بن جائے۔ جب دوران سفر صحابہ کرام نے وہ مشکیزہ کھولا تو اس کا سارا پانی دودھ اور مکھن بن چکا تھا۔

باب

حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات

اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے کمال صبر کا مظاہرہ کرنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ایک امتیازی وصف ہے۔ ہمارے حضور ﷺ کا شق صدر (سینہ مبارک کے چاک ہونے) کے وقت صبر فرمانا بھی ایک عظیم الشان معجزہ ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے صبر سے حضور نبی کریم ﷺ کا صبر زیادہ عظمت و کمال کا باعث ہے کیونکہ شق صدر کا واقعہ حقیقۃً رونما ہوا تھا جبکہ ذبح اسماعیل حقیقۃً واقع نہ ہو سکا تھا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ بھی شرف بخشا گیا کہ آپ کے بدلے فدیہ دیا گیا۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی فدیہ دیا گیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی خاطر آب زمزم جاری کیا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی زمزم عطا کیا گیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو عربی زبان عطا کی گئی جیسا کہ حاکم رحمتہ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ عربی زبان الہام کی گئی۔"

اسی طرح ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہم سے زیادہ فصیح کیوں ہیں حالانکہ آپ ہمیشہ ہمارے درمیان رہے، کہیں بھی تشریف نہیں لے گئے۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

"حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان مٹ چکی تھی۔ جبریل امین یہ زبان لے کر آئے اور مجھے یاد کرا دی۔"

باب

حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات

جرجانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب "امالی" میں ابوالحسن احمد بن محمد بن اسماعیل سے، وہ

اسی طرح یہ معجزہ ایک اور مقام پر بھی ظاہر ہوا۔ مکہ شریف کی کسی گھاٹی میں مضبوط پتھر موجود تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے کہ اچانک وہ پتھر لڑھک کر آپ ﷺ کے پاس آگیا اور اتنا نرم ہو گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک بازوؤں اور کلائیوں کے نشانات اس پتھر پر ثبت ہو گئے اور یہ بہت مشہور ہے۔ لوہے کے نرم ہونے سے پتھر کا نرم ہو جانا زیادہ عظمت و کمال کا باعث ہے کیونکہ لوہے کو آگ نرم کر لیتی ہے مگر پتھر کو تو آگ بھی نرم نہیں کر سکتی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا اور بعینہ یہی واقعہ ہجرت نبوی کے موقع پر بھی پیش آیا۔

باب

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم عطا فرمایا گیا۔ ہمارے حضور نبی رحمت ﷺ کو اس سے بھی عظیم تر انعام سے نوازا گیا یعنی آپ کو زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں۔

ہوا بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے تصرف میں دی گئی تھی جو آپ کو لے کر مہینہ بھر کی مسافت صبح کو طے کر لیتی اور مہینہ بھر کی ہی مسافت شام کو طے کر لیتی تھی۔ ہمارے پیارے نبی مکرم سید المرسلین ﷺ کو اس سے بڑا معجزہ "براق" عطا فرمایا گیا۔ جس نے پچاس ہزار سال کی مسافت کو تہائی رات سے بھی کم مدت میں طے کر لیا۔ وہ باری باری آسمانوں میں داخل ہوتا گیا۔ حضور ﷺ نے آسمانوں کے عجائبات دیکھے اور جنت و دوزخ کا مشاہدہ کیا۔

جنات کو بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر کیا گیا تھا مگر وہ آپ سے کتراتے تھے اور آپ انہیں پابند سلاسل کر کے عذاب دیا کرتے تھے مگر نبی الانبیاء فخر المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس جنات کے وفد اپنی خوشی سے حاضر ہوا کرتے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے۔ عام شیطان اور سرکش قسم کے شیاطین سب کے سب حضور ﷺ کے لئے مسخر تھے۔ ایک دفعہ آپ نے چاہا کہ شیطان کو پکڑ کر مسجد کے ستون سے باندھ دیں مگر پھر یہ ارادہ ترک فرما دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں بھی سکھائی گئیں۔ اسی طرح حضور نبی پاک ﷺ کو تمام حیوانات کا کلام سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی گئی بلکہ درختوں، پتھروں اور عصا کی گفتگو بھی حضور ﷺ نے سماعت فرمائی۔ اس قسم کی احادیث گزر چکی ہیں۔

باب

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات و خصائص

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا حسن و جمال عطا فرمایا کہ وہ اس وصف میں انبیاء و مرسلین بلکہ تمام مخلوق سے فوقیت لے گئے۔ اسی طرح ہمارے حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا منفرد حسن و جمال عطا فرمایا جو کسی مخلوق کو عطا نہیں کیا گیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن عطا فرمایا گیا مگر ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کو پورا حسن عطا فرمایا گیا۔ اس کا ذکر کتاب کے آغاز میں ہو چکا ہے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ماں باپ کے فراق اور غریب الوطنی کے غم میں مبتلا کیا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے بھی گھر بار، رشتہ دار، دوست احباب اور وطن کو خیر باد کہہ کر اللہ تعالیٰ کے لئے ہجرت فرمائی۔

باب

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا گیا کہ آپ نے پتھر پر عصا مارا تو اس سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے اور اسی طرح کا معجزہ حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے رونما ہوا کہ ان سے فوارے کی طرح پانی ابلنے لگا۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے زیادہ حیرت انگیز ہے کیونکہ پتھر سے تو پانی کبھی نکل ہی آتا ہے مگر گوشت اور خون سے پانی کبھی نہیں نکلتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بادلوں نے سایہ کیا اور کئی احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ پر بھی بادل سایہ فگن ہو گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عصا مبارک عطا کیا گیا۔ معجزات مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کھجور کے تنے کا گریہ کناں ہونا عصاء موسوی سے مشابہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن جاتا تھا۔ اس سے حضور ﷺ کا وہ معجزہ مماثلت رکھتا ہے جس میں اونٹ کا تذکرہ ملتا ہے جسے ابو جہل نے دیکھا تھا۔

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ. (آل عمران: 49)

اور (بھیجے گا اسے) رسول بنا کر بنو اسرائیل کی طرف (وہ انہیں آکر کہے گا کہ) میں تمہارے رب کی طرف سے معجزہ لے کر تمہارے پاس آ گیا ہوں۔ (وہ معجزہ یہ ہے کہ) میں تمہارے لئے کیچڑ سے پرندے کی سی صورت بنا دیتا ہوں پھر اس (بے جان) میں پھونکتا ہوں تو وہ فوراً اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتی ہے اور میں مادر زاد اندھے اور (لاعلاج) کوڑھی کو تندرست کر دیتا ہوں اور میں اللہ کے حکم سے مردے کو زندہ کرتا ہوں اور تمہیں بتلاتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔

کتاب ھذا کے پچھلے صفات میں بہت سی احادیث آچکی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مردوں کو زندہ کیا اور مریضوں کو صحت و تندرستی عطا کی۔ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد کے ضمن میں یہ حدیث بھی آئی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوٹی ہوئی آنکھ کو دوبارہ ٹھیک فرما دیا۔ غزوۂ خیبر کے باب میں یہ بات ذکر کی گئی کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیمار آنکھوں میں حضور ﷺ نے اپنا مبارک لعاب دہن لگایا تو وہ ٹھیک ہو گئیں۔ علاوہ ازیں غیب کی خبریں دینے سے متعلق کئی ابواب میں احادیث بیان ہو چکی ہیں۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی سے زندہ پرندہ بنا لیتے تھے اسی طرح حضور ﷺ نے ایک لکڑی کو لوہے کی تلوار بنا دیا۔ یہ حدیث پاک غزوۂ بدر میں آچکی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ اس فرمان الٰہی میں ہے:

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ. (المائدہ:112)

جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم! کیا تیرا رب یہ کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے۔

اسی طرح کئی احادیث سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے آسمان سے کھانا اتارا گیا۔

فرمان الٰہی ہے:

اور میں نے اپنی جناب سے تجھ پر محبت کا پرتو ڈالا۔

اور حضور نبی کریم ﷺ کے لئے فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. (آل عمران:31)

آپ فرمائیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے واقعی محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ تب اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمانے لگے گا۔"

باب

حضرت یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان

حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے سورج کو روک دیا گیا تھا اور اسراء کے باب میں یہ بات ذکر ہو چکی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے بھی سورج کی رفتار کو روک دیا گیا تھا بلکہ اس سے بھی عظیم تر معجزہ اس وقت رونما ہوا جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا ہوئی اور حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا تو ڈوبا سورج واپس پلٹ آیا۔

باب

حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا ہوا تھا کہ پہاڑ آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے تھے۔ یہی معجزہ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کو بھی عطا ہوا کہ سنگریزوں اور کھانے کی چیزوں نے آپ کے سامنے تسبیح پڑھی۔ اس موضوع کی احادیث گزر چکی ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو پرندوں پر بھی تصرف حاصل تھا۔ اسی طرح ہمارے حضور سید الکونین ﷺ کے لئے بھی صرف پرندے ہی نہیں بلکہ جملہ حیوانات مسخر کر دیئے گئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم بنا دیا گیا۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے لئے بھی پتھر اور مضبوط چٹانیں نرم کر دی گئیں۔ واقعہ اس طرح ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر نبی کریم ﷺ مشرکین سے ہٹ جانے کی غرض سے پہاڑ کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی طرف اپنا سر مبارک جھکا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو اتنا نرم کر دیا کہ آپ ﷺ نے اس میں اپنا سر مبارک داخل فرما لیا۔ اس واضح معجزہ کو دوام حاصل ہو گیا ہے اور لوگ اس مقام کی زیارت کیا کرتے ہیں۔

مراحل سے گزر رہے تھے۔

- یوم اَلَستُ حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے بَلٰی فرمایا تھا۔
- حضرت آدم علیہ السلام سمیت ساری مخلوق آپ ﷺ کی خاطر پیدا کی گئی۔ پس آپ باعث تخلیق کائنات ہیں۔
- آپ ﷺ کا اسم گرامی عرش، آسمانوں، جنتوں اور عالم ملکوت کی ہر چیز پر نقش ہے۔
- فرشتے ہر آن آپ ﷺ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔
- حضرت آدم علیہ السلام کے عہد مبارک سے آپ کے نام پاک کا ذکر اذان میں ہوتا آیا ہے اور ملکوت اعلیٰ میں بھی آپ کے نام پاک کا تذکرہ ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام سے یہ وعدہ لیا کہ اگر نبی آخر الزماں ﷺ ان کے زمانے میں آجائیں تو وہ ان پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد کریں گے۔
- کتب سابقہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی بشارت دی گئی۔ ان کتب سماویہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف و کمالات کے علاوہ آپ کے صحابہ کرام، خلفاء عظام اور امت مرحومہ کا تذکرہ بھی کیا گیا۔
- حضور نبی رحمت ﷺ کی ولادت کے بعد آسمانوں پر ابلیس کا داخلہ روک دیا گیا۔
- آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا۔
- مقام دل کے بالمقابل پشت انور پر مہر نبوت کو ثبت کیا گیا۔
- حضور ﷺ کے ہزار اسماء ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کے ستر ناموں کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کو بھی موسوم کیا گیا۔
- دوران سفر فرشتوں نے آپ ﷺ پر سایہ کیا۔
- عقل و دانش میں حضور ﷺ سب سے اعلیٰ ہیں۔
- حضور پیکر حسن و جمال ہیں۔ آپ کو سارا حسن دیا گیا جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن ملا۔
- سلسلہ وحی کے آغاز کے وقت جبریل امین نے حضور ﷺ کو زور سے بھینچا۔
- امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق حضور ﷺ نے جبریل امین کو اس کی اصلی شکل میں دوبار دیکھا۔
- حضور ﷺ کی بعثت کے بعد کہانت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

باب

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے معجزات و کمالات

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ابھی بچے تھے کہ آپ کو حکمت و دانائی عطا فرمادی گئی۔ آپ نے عمر بھر کوئی خطانہ کی مگر پھر بھی خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ زار و قطار روتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ صوم وصال رکھا کرتے تھے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کو ان سے بھی عظیم تر کمالات عطا فرمائے گئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام بت پرستی اور جہالت کے زمانے میں تو نہیں آئے تھے جبکہ حضور نبی پاک ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے تو بت پرستی اور جہالت کا دور دورہ تھا۔ ہر طرف بتوں کے پجاری اور شیطان کے حواری تھے مگر اس کے باوجود ابھی آپ بچے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کا فہم وادراک اور حکمت و دانائی عطا فرمادی۔ آپ ﷺ کو نہ ان کے کسی بت سے کوئی دلچسپی تھی اور نہ کبھی آپ ان کے عید میلوں میں شریک ہوئے۔ نہ کبھی جھوٹ بولا اور نہ کبھی آپ ﷺ سے بچگانہ حرکات صادر ہوئیں۔ جہاں تک صوم وصال کا تعلق ہے تو آپ ﷺ پورا پورا ہفتہ روزے سے رہا کرتے اور فرمایا کرتے ''میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب خود مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔'' خوف خدا سے آپ ﷺ اس قدر روتے کہ آپ کے سینہ سے ہنڈیا کے جوش مارنے کی طرح آواز سنائی دیتی تھی۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام حَصُور تھے۔ (حَصُور اس کو کہتے ہیں جو کبھی عورتوں کے پاس نہ جائے۔) یہ بات کرنے والے کہ کہا جائے گا کہ حضور نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا تھا۔ اس لئے عامۃ الناس کے فطری تقاضوں کے عین مطابق حضور ﷺ کو نکاح کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ لوگ بھی آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے نکاح کریں اور ان کے فطری تقاضے پورے ہوں۔

باب

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ

پاک ہے۔ امتداد زمانہ کے ساتھ دوسری چیزوں میں تبدیلی آچکی ہے مگر قرآن مقدس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں۔ اس میں ہر چیز کا بیان ہے۔ سابقہ کتب سماویہ کی معلومات بھی اس میں موجود ہیں۔ اسے یاد کرنے کے لئے آسان بنادیا گیا ہے۔ قرآن پاک کو یکبارگی نازل نہیں کیا گیا۔ یہ سات قرأتوں میں نازل ہوا۔ ان تمام باتوں کو مندرجہ ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے

آیات کریمہ

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا. (اسراء:88)

(بطور چیلنج) کہہ دو کہ اگر سارے انسان اور سارے جن اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل لے آئیں تو اس کی مثل ہر گز نہیں لا سکیں گے اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں۔"

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ. (الحجر:9)

بے شک ہم ہی نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ. لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ.

(حٰمٓ السجدہ:42-41)

اور بیشک یہ بڑی عزت والی کتاب ہے اس کے نزدیک باطل نہیں آسکتا نہ اس کے سامنے سے اور نہ پیچھے سے۔"

نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ. (النحل: 89)

اور ہم نے آپ پر یہ کتاب اتاری ہے اس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ. (النمل:76)

بے شک یہ قرآن بنو اسرائیل کے سامنے اکثر ان امور (کی حقیقت) کو بیان کرتا ہے جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ. (القمر:17)

اور بے شک ہم نے قرآن کو نصیحت پذیری کے لئے آسان کر دیا ہے۔ پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔"

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ. (آل عمران:46)

اور لوگوں کے ساتھ گہوارے میں گفتگو کرے گا۔

حضور ﷺ کے لئے بھی بعد از ولادت ایسے ہی معجزات ثابت ہیں۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو روئے زمین کے سارے بت منہ کے بل گر پڑے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے بھی ایسا ہی معجزہ ثابت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔ ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آسمان پر اٹھایا جانا ہمارے حضور ﷺ کی امت کے چند افراد کے لئے بھی ثابت ہے مثلاً عامر بن فہیرہ، خبیب اور علاء الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

امتیازات مصطفیٰ

وہ خصائص وکمالات جو صرف حضور نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائے گئے اور کسی نبی کو عطا نہیں فرمائے گے۔

ابو سعید نیشاپوری "شرف المصطفیٰ ﷺ" میں فرماتے ہیں کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابلے میں حضور نبی پاک ﷺ کے مابہ الامتیاز فضائل وکمالات کل ساٹھ ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی اور نے حضور ﷺ کے فضائل کو اس طرح شمار کیا ہو۔ میں نے اس حوالے سے احادیث و آثار میں غور کیا تو مجھے مذکورہ تعداد کے علاوہ تین مزید خصائص میں مل گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امتیازات مصطفیٰ ﷺ کی بنیادی طور پر چار اقسام ہیں:۔

(i) وہ امتیازات جو اس دنیا میں حضور نبی کریم ﷺ کے لئے مخصوص ہیں۔

(ii) وہ امتیازات جو آخرت میں حضور نبی کریم ﷺ کے لئے مخصوص ہیں۔

(iii) وہ امتیازات جو اس دنیا میں امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے مخصوص ہیں۔

(iv) وہ امتیازات جو آخرت میں امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے مخصوص ہیں۔

اب باقاعدہ ابواب کے تحت ان کا مفصل تذکرہ کیا جاتا ہے۔

باب

خلقت اور نبوت میں انبیاء کرام سے مقدم ہونا

❁ حضور نبی رحمت ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام تخلیق کے

کے دربار سے رخصت ہوا تھا تو یہ فیصلہ کیا تھا کہ میں ادیان عالم کو آزماؤں گا۔ اس مقصد کے لئے میں نے سب سے پہلے تورات کو لکھا۔ میں نے اس کے تین نسخے لکھے اور اس کے کلمات والفاظ میں بہت سی کمی بیشی کر دی۔ یہ نسخے جب میں کنیسہ میں لے گیا تو ہاتھوں ہاتھ بک گئے۔ اس کے بعد میں نے انجیل لکھنے کا ارادہ کیا پھر انجیل کے بھی تین نسخے لکھ ڈالے۔ ان میں بھی میں نے بہت سی کمی بیشی کی۔ پھر یہ نسخے گرجا میں لے گیا جو فوراً بک گئے۔ آخر میں میں نے قرآن پاک لکھنے کا ارادہ کیا۔ اس کے بھی تین نسخے لکھے اور ان میں خوب کمی بیشی کی۔ جب میں ان نسخوں کو کاتبوں کے پاس لایا تو انہوں نے انہیں بڑی دِقت نظر سے دیکھا۔ جب انہیں ان میں کمی بیشی نظر آئی تو انہوں نے نسخوں کو خریدنے کی بجائے پرے پھینک دیا۔ یہ بات دیکھ کر میرے دل نے گواہی دی کہ یہ کتاب ہر طرح سے محفوظ و مامون ہے۔ قرآن کریم کے اسی معجزے نے مجھے قبول اسلام پر آمادہ کر لیا۔"

حضرت یحییٰ ابن اکثم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اسی سال حج پر گیا اور وہاں حضرت سفیان بن عیینہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے انہیں یہودی کے اسلام لانے کا مذکورہ واقعہ سنایا۔ وہ میری بات سن کر فرمانے لگے۔ اس چیز کا بیان کتاب اللہ میں بھی موجود ہے۔ میں نے کہا: "وہ کہاں؟" انہوں نے کہا: "تورات وانجیل کے بارے میں یہ فرمان الٰہی ہے:

بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ. (المائدہ:44)

اس واسطے کہ محافظ ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب کے۔

یعنی تورات وانجیل کی حفاظت ان کے ماننے والوں کے ذمہ تھی مگر وہ اسے تحریف و تغیر سے محفوظ نہ رکھ سکے جبکہ قرآن مقدس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ. (الحجر: 9)

بے شک ہم ہی نے اس ذکر (قرآن مجید) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں تحریف و تغیر کا امکان ہی نہیں۔"

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں۔ جن کے علوم صرف چار کتابوں میں رکھ دیئے یعنی تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید میں۔ پھر تورات، انجیل اور زبور کے جملہ علوم قرآن مجید فرقان حمید میں ودیعت فرما دیئے۔

- آسمانوں پر پہرے بٹھادیئے گئے اور جیسا کہ ابن سبع رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ آسمانوں پر جانے والے جنات پر شہاب ثاقب برسائے جانے لگے۔
- حضور نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیااور وہ حضور ﷺ پر ایمان لائے۔
- بعض کفار کے حق میں نبی رحمت ﷺ کی شفاعت قبول کر کے ان کے عذاب میں تخفیف کر دی گئی۔ جیسا کہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو قبروں والے آدمیوں کے واقعہ میں مذکور ہے۔
- آپ ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔
- آپ ﷺ کو شب معراج مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا۔
- حضور ﷺ کی خاطر سات آسمانوں میں شگاف کر دیئے گئے۔
- آپ ﷺ کو قاب قوسین تک رفعت عطا کی گئی۔
- آپ ﷺ کے قدم مبارک وہاں پہنچے جہاں تک نہ کسی نبی مرسل کو رسائی حاصل ہے اور نہ کسی مقرب فرشتے کو۔
- حضور ﷺ کی خاطر انبیاء کرام کو زندہ کیا گیا۔
- آپ ﷺ نے انبیاء کرام اور فرشتوں کی نماز میں امامت کا منصب جلیل پایا۔
- جیسا کہ امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے حضور ﷺ نے جنت و دوزخ کا مشاہدہ فرمایا۔
- وہاں اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔
- ان تمام حالات میں آپ اس طرح حفاظت ربانی میں رہے کہ نہ تو چشم مبارک بھٹکی اور نہ حد ادب سے آگے گزری۔
- حضور ﷺ نے دوبارا اپنے رب کریم کا دیدار کیا۔
- فرشتوں نے حضور نبی رحمت ﷺ کے ساتھ مل کر آپ کے دشمنوں سے جنگ کی۔

یہ کل تقریباً چالیس امتیازات ہیں جن کے متعلق سابقہ ابواب میں تفصیلی احادیث گزر چکی ہیں۔

باب

قرآن کریم کی شان اعجاز

قرآن کریم حضور نبی کریم ﷺ کا عظیم معجزہ ہے۔ یہ کلام معجز بیان ہر قسم کی تحریف سے

ابن ابی شیبہ رحمتہ اللہ علیہ ("المصنف" میں) اور ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ ابو میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن کریم ہر زبان کے مطابق نازل کیا گیا۔ ابن ابی شیبہ رحمتہ اللہ علیہ نے اسی طرح کی روایت حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل فرمائی ہے۔

ابن منذر رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں ہر زبان کے الفاظ میں سے کچھ نہ کچھ ضرور موجود ہے۔ پوچھا گیا۔ رومی زبان کا کونسا لفظ قرآن میں ہے؟ انہوں نے فرمایا: فَصُرْهُنَّ بمعنی قَطِّعْهُنَّ.

امام رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو دیگر آسمانی کتابوں پر تیس امتیازی اوصاف کے ساتھ فضیلت دی گئی۔ یہ اوصاف سابقہ کتابوں میں سے کسی میں بھی نہیں پائے جاتے۔

باب

قیامت تک جاری رہنے والا معجزہ

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ کا معجزہ قرآن قیامت تک جاری رہے گا حالانکہ باقی انبیاء کرام کے معجزات ان کے زمانوں تک محدود تھے۔ حضور ﷺ کی یہ خصوصیت شیخ عزالدین بن عبد السلام نے ذکر فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کی یہ بھی امتیازی شان ہے کہ آپ کے معجزات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بعض کے نزدیک آپ ﷺ کے معجزات ایک ہزار اور بعض کے نزدیک تین ہزار ہیں۔ اس خصوصیت کا تذکرہ امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا ہے۔

حلیمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کثرت معجزات کے ساتھ ساتھ ایک اور خوبی ایسی ہے جو صرف حضور نبی کریم ﷺ کے معجزات میں پائی جاتی ہے کسی اور کے معجزات میں نہیں پائی جاتی۔ وہ ہے جسمانی وجود عطا کر دینا۔

میں کہتا ہوں کہ حضور نبی پاک ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ تمام انبیاء کرام میں فرداً فرداً جو کمالات و معجزات پائے جاتے تھے وہ سب کے سب ذات پاک مصطفیٰ ﷺ میں جمع کر دیئے گئے۔ حالانکہ اور کسی نبی میں یہ خصوصیت نہیں پائی جاتی۔

علامہ ابن سلام رحمتہ اللہ علیہ نے پتھر کے سلام کرنے اور کھجور کے تنے کے گریہ کو بھی حضور ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے کیونکہ اس طرح کے معجزات کسی اور نبی کے لئے ثابت نہیں ہیں۔ اسی طرح انگلیوں سے پانی کے جاری ہونے اور چاند کے شق ہونے کو بھی حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں شمار کیا گیا ہے۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ۔ (اسراء:106)
قرآن کو ہم نے جدا جدا کر کے نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کے سامنے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔"

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۞ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا۔ (الفرقان:32,33)

اور کفار (از راہ اعتراض) کہنے لگے۔ ان پر یکبارگی قرآن کیوں نہیں اتارا گیا۔ اس طرح اس لئے کیا کہ ہم اس کے ساتھ آپ کے دل کو مضبوط کر دیں اور اسی لئے ہم نے ٹھہر ٹھہر کر اسے پڑھا ہے اور نہیں پیش کریں گے آپ پر کوئی اعتراض مگر ہم آپ کے پاس اس کا صحیح جواب اور عمدہ تفسیر لائیں گے۔"

احادیث مبارکہ

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر نبی کو اس کی شان کے مطابق معجزہ دیا گیا جسے دیکھ کر لوگ اس پر ایمان لے آئے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے وحی (قرآن پاک) کا معجزہ عطا کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرے اطاعت شعاروں کی تعداد تمام انبیاء کی امتوں سے زیادہ ہو گی۔"

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ آیت کریمہ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ کے متعلق حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے اثر سے قرآن پاک کو محفوظ کر لیا ہے۔ نہ تو وہ اس میں کسی غلط بات کا اضافہ کر سکتا ہے اور نہ اس میں سے حق بات کو نکال سکتا ہے۔

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ حضرت یحییٰ بن اکثم رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ عباسی خلیفہ مامون الرشید کے پاس ایک یہودی آیا۔ اس نے مامون کے سامنے بڑی خوبصورت گفتگو کی۔ مامون نے اسے اسلام کی دعوت پیش کی مگر اس نے انکار کر دیا۔ ایک سال بعد وہ شخص دوبارہ ہمارے پاس آگیا مگر اب وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اس نے فقہی مسائل پر بہت اچھی گفتگو کی۔ مامون الرشید نے اس سے پوچھا: "تم کیونکر مسلمان ہوئے؟" اس نے کہا: "جب میں پچھلے سال آپ

قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر آج موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ نہ ہوتا۔

باب

ناسخ و منسوخ آیات

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ کی کتاب قرآن مجید میں ناسخ اور منسوخ آیات موجود ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا. (البقرہ:106)

جو آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا فراموش کرادیتے ہیں تو (دوسری) اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں۔

سابقہ کتب سماویہ میں ناسخ منسوخ آیات موجود نہیں۔ اسی لئے یہودی نسخ کا انکار کرتے تھے۔ دراصل سابقہ کتابوں میں ناسخ منسوخ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کتابیں یکبارگی نازل ہوئی تھیں جبکہ ناسخ کی بنیادی شرط ہی یہ ہے کہ وہ منسوخ سے کچھ عرصہ بعد نازل ہو۔ اس لئے سابقہ کتابوں میں ناسخ و منسوخ آیات بالکل نہیں ہیں۔

باب

عرش کا خزانہ

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کو عرش کا خزانہ عطا فرمایا گیا جو کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ چند ابواب کے بعد یہ حدیث پاک آ رہی ہے۔

باب

حضور سید المرسلین ﷺ کی رسالت عامہ

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ سب لوگوں کو دعوت حق دینے کے لئے تشریف لائے۔ آپ کے ماننے والوں کی تعداد سارے انبیاء کے پیروکاروں سے زیادہ ہے۔ اس بات پر اجماع ہے کہ آپ ﷺ کو جنات کے لئے بھی نبی بنا کر بھیجا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کو ملائکہ کی طرف بھی رسول بنا کر مبعوث کیا گیا۔ امّی ہونے کے باوجود آپ کو

سعید بن منصور رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"جو علم حاصل کرنا چاہے، اسے چاہئے کہ قرآن پاک کا دامن تھام لے کیونکہ اس میں اولین و آخرین کا علم موجود ہے۔"

ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن میں ہر طرح کا علم نازل فرمایا اور اس میں ہر چیز کو کھول کر بیان فرما دیا مگر قرآن کریم کی بیان کردہ معلومات تک کماحقہ رسائی حاصل کرنا ہمارے علم و ادراک سے ماوراء ہے۔

ابوالشیخ "کتاب العظمہ" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر اللہ تعالیٰ نے (قرآن کریم میں) کسی چیز کے ذکر کو ترک فرمایا ہوتا تو ذرہ، رائی کے دانے اور مچھر جیسی کم حیثیت چیزوں کا ذکر نہ فرمایا ہوتا۔"

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"پہلی آسمانی کتابیں ایک باب سے ایک قرأت پر نازل کی جاتی تھیں جبکہ قرآن پاک کو سات ابواب سے سات قرأتوں پر نازل کیا گیا۔ جو یہ ہیں:۔ زاجر، آمر، حلال، حرام، محکم، متشابہ اور امثال۔"

شیخین رحمتہ اللہ علیہما حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے جبریل امین نے ایک قرأت پڑھائی۔ میں نے اسے دہرا دیا۔ میں اس سے مزید قرأتوں کا مطالبہ کرتا رہا اور وہ مجھے برابر پڑھاتا رہا حتیٰ کہ کل سات قرأتیں ہو گئیں۔

امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے رب نے میری طرف یہ پیغام بھیجا کہ میں ایک قرأت پر قرآن کی تلاوت کروں۔ میں نے جواباً بارگاہ ایزدی میں یہ درخواست کی کہ میری امت کو آسانی عطا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر یہ حکم بھیجا کہ دو قرأتوں کے مطابق تلاوت کرو۔ میں نے مزید آسانی کی درخواست کی تو فرمایا گیا کہ سات قرأتوں پر تلاوت کیا کرو۔"

آخرت کے لئے) مؤخر کر دیا ہے تاکہ اپنی امت کی شفاعت کر سکوں۔"

ابن ابی حاتم اور عثمان بن سعید دارمی رحمہما اللہ تعالیٰ (کتاب الرد علی الجہمیہ) میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا:

"جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: باہر تشریف لے جا کر لوگوں کے سامنے اس نعمت خاص کا تذکرہ کرو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا ہے پھر جبریل امین نے مجھے دس ایسی بشارتیں سنائیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا اور مجھے حکم فرمایا کہ میں جنات کو بھی عذاب الٰہی سے ڈراؤں۔ میرے اُمّی ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام میرے دل میں القاء فرمادیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو الواح اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی گئی۔ میری امت کے اگلے پچھلے تمام گناہوں کو معاف کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے کوثر سے نوازا۔ ملائکہ کے ساتھ میری مدد کی اور مجھے نصرت وفتح مندی بخشی۔ میرے سامنے رعب ودبدبہ رکھ دیا۔ میرے حوض کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا حوض بنادیا۔ اذان میں میرا ذکر بلند فرمایا۔ قیامت کے روز وہ مجھے مقام محمود عطا فرمائے گا جبکہ سبھی لوگ خوفزدہ اور پریشان حال ہوں گے۔ وہ مجھے اس گروہ میں اٹھائیگا جو سب سے پہلے نکلے گا۔ میری شفاعت کے ساتھ میری امت کے ستر ہزار آدمیوں کو بلا حساب وکتاب جنت میں داخل فرمائے گا۔ مجھے جنت کا وہ عظیم الشان محل عطا فرمائے گا جس سے اوپر کسی کا مقام نہیں سوائے ان فرشتوں کے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس نے مجھے غلبہ عطا فرمایا اور میرے لئے اور میری امت کے لئے مال غنیمت کو حلال فرمادیا حالانکہ اسے ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا۔"

ابو یعلی، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کو آسمان والوں اور انبیاء کرام پر فضیلت بخشی۔ لوگوں نے کہا: اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! آسمان والوں پر آپ کی کیا فضیلت ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں کے لئے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ.(الانبیاء:29)

اور ان میں سے جو یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا خدا ہوں تو ہم اسے جہنم کی سزا دیں گے۔

باب

ختم نبوت کا منفرد اعزاز

حضور ﷺ کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت تمام انبیاء کے آخر میں ہوئی۔ آپ ﷺ کی شریعت بیضاء قیامت تک قائم رہے گی اور یہ سابقہ شریعتوں کے لئے ناسخ ہے۔ گزشتہ انبیاء کرام اگر حضور نبی کریم ﷺ کا زمانہ پاتے تو ان پر آپ کی اتباع لازم ہو جاتی۔ اس سلسلے میں چند آیات کریمہ درج ذیل ہیں:۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (الاحزاب:40)

محمد (فداہ روحی) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ. (المائدہ: 48)

اور ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب سچائی کے ساتھ اتاری جو تصدیق کرنے والی ہے اپنے سے پہلے آسمانی کتاب کی اور یہ اس پر محافظ ہے۔

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ. (التوبہ:33)

وہی (قادر مطلق) ہے جس نے اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کردے۔"

ابن سبع رحمتہ اللہ علیہ نے آخری دو آیتوں سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شریعت مبارکہ سابقہ تمام شریعتوں کے لئے ناسخ ہے۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس وقت میرے پاس ایک کتاب تھی جو میں نے اہل کتاب سے لی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْاَنَّ مُوْسٰى كَانَ حَيًّا اَلْيَوْمَ مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اَنْ يَّتَّبِعَنِيْ.

ﷺ نے فرمایا: "میرے پیروکار تمام انبیاء سے زیادہ ہوں گے۔"

بزار رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے روز میری امت کے لوگ پرہجوم صورت میں آئیں گے۔ جیسے سیلاب آتا ہے یا رات چھا جاتی ہے۔ انہیں دیکھ کر فرشتے کہیں گے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء کی امتوں سے زیادہ ہے۔"

امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جتنے زیادہ لوگوں نے میری تصدیق کی، اس قدر کسی نبی کی تصدیق نہیں کی گئی۔ انبیاء کرام میں سے بعض ایسے بھی ہو گزرے ہیں جن کی نبوت کو صرف ایک آدمی نے مانا۔"

باب

ملائکہ کی طرف حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت

اس بات پر تو اجماع ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ جہاں تک ملائکہ کی طرف آپ ﷺ کے مبعوث ہونے کا تعلق ہے تو اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت علامہ تقی الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے اس رائے کو ترجیح دی ہے کہ آپ ﷺ کو ملائکہ کی طرف بھی مبعوث کیا گیا تھا اور بطور دلیل وہ روایت پیش کی ہے جسے عبدالرزاق نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اہل زمین کی صفیں آسمان والوں کی صفوں کے عین مطابق ہوتی ہیں۔ پس جب زمین کی آمین آسمان کی آمین کے ساتھ مل جاتی ہے تو بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔"

باب

تمام جہانوں کے لئے رحمت

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ ایسے رحمۃ للعالمین ہیں کہ کفار کو بھی آپ کی رحمت سے حصہ ملا۔ وہ اس طرح کہ ان سے دنیا کا عذاب ٹال دیا گیا (جو انہیں آخرت میں ملے گا) حالانکہ پہلے جو امتیں اپنے نبی کو جھٹلاتی تھیں ان پر فوراً عذاب

قرآن مجید کا پورا پورا علم دیا گیا۔ آپ تلاوت تو فرماتے تھے مگر کتابت کبھی نہیں کی۔
حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت عامہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ. (انبیاء: 28)

اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے جہانوں کے لئے سراپا رحمت بنا کر۔

تَبَارَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا.

(الفرقان: 1)

بڑی (خیر و) برکت والا ہے وہ جس نے اپنے (محبوب) بندہ پر الفرقان اتارا تاکہ وہ سارے جہان والوں کو (غضب الٰہی سے) ڈرانے والا بن جائے۔

شیخین رحمتہ اللہ علیہما حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے پانچ ایسی فضیلتیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ ایک ماہ کی مسافت پر دشمن کو مرعوب کر دینے کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ ساری زمین کو میری خاطر مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا۔ پس جب بھی نماز کا وقت ہو جائے، میرا امتی فوراً نماز ادا کرلے۔ میرے لئے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا حالانکہ یہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئیں۔ مجھے شفاعت عطا کی گئی۔ مجھ سے پہلے نبیوں کو کسی خاص قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا جبکہ مجھے سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔"

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ (اپنی تاریخ میں) نیز بزار، بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے پانچ فضیلتیں عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ میرے لئے زمین کو مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا حالانکہ کوئی نبی اس وقت تک نماز نہ پڑھ سکتا تھا جب تک وہ اپنے عبادت خانے میں نہ پہنچ جاتا۔ مشرکین کے مقابلے میں میری اس طرح مدد کی گئی کہ ایک ماہ کی مسافت پر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیتا ہے۔ سابقہ انبیاء کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے مگر مجھے تمام جن و انس کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ سابقہ انبیاء جب خمس (پانچواں حصہ) باقی مال سے الگ کرتے تو ایک آگ نمودار ہوتی اور اسے کھا جاتی تھی مگر مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ خمس کو اپنی امت کے فقراء میں تقسیم کر دوں۔ ہر نبی کی دعا کو قبول کر کے اس کا مطلوب اسے عطا کر دیا گیا مگر میں نے اپنی دعا کو (اس دنیا میں قبول کروانے کی بجائے

باب

حیات محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حیات مبارکہ کی قسم کھائی۔ فرمان الٰہی ہے:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ. (الحجر: 72)

(اے محبوب!) آپ کی زندگی کی قسم! یہ (اپنی طاقت کے نشہ میں) مست ہیں (اور) بہکے بہکے پھر رہے ہیں۔

ابو یعلی، ابن مردویہ، بیہقی، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی انسان ایسا پیدا نہیں فرمایا جو حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اس کی بارگاہ میں قدر و منزلت رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کی قسم کھائی اور کسی انسان کی زندگی کی قسم نہیں کھائی۔ فرمان الٰہی ہے:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ.

(اے محبوب!) آپ کی زندگی کی قسم! یہ (اپنی طاقت کے نشہ میں) مست ہیں (اور) بہکے بہکے پھر رہے ہیں۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے علاوہ کسی کی زندگی کی قسم نہیں کھائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ.

باب

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمزاد کا مسلمان ہونا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کا ہمزاد مسلمان ہو گیا تھا اور آپ کی ازواج مطہرات آپ کے لئے معاون و مددگار تھیں۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اور حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا:

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ

(الفتح:1,2)

یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے دور فرمادے وہ الزام جو ہجرت سے پہلے لگائے گئے اور جو ہجرت کے بعد لگائے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے ذریعے حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ہر طرح کے الزام، گناہ اور خطا سے برأت لکھ دی۔

لوگوں نے کہا: اے ابن عباس! حضور ﷺ کی انبیاء کرام پر کیا فضیلت ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے متعلق فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ. (ابراہیم:4)

اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اسکی قوم کی زبان کے ساتھ۔

اور حضور نبی رحمت ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ. (سبا:28)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف۔

پس حضور سید المرسلین ﷺ کو تمام جن وانس کی طرف رسول بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں اس کے لئے بھی رسول ہوں جس نے میرا زمانہ پایا اور اس کے لئے بھی جو میرے بعد پیدا ہوگا۔“

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ اگر لوگوں نے میری دعوت کو قبول نہ کیا تو میں صرف عرب کی طرف رسول ہوں گا۔ اگر عرب بھی نہ مانے تو قریش کی طرف۔ اگر قریش نے بھی انکار کیا تو بنو ہاشم کی طرف اور اگر بنو ہاشم نے بھی میری دعوت کو قبول نہ کیا تو میں صرف اپنی ذات کی طرف رسول ہوں گا۔“

امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. (البقرہ:104)

اے ایمان والو! (میرے حبیب سے کلام کرتے وقت) ''رَاعِنَا'' مت کہا کرو بلکہ ''انظرنا'' کہو اور (ان کی بات پہلے ہی) غور سے سنا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

باب

اللہ تعالیٰ کا محبت بھرا اسلوب تخاطب

علماء فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی امتیازی شان ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کے نام کے ساتھ مخاطب نہیں فرمایا بلکہ آپ کے جلیل القدر القابات کا تذکرہ فرمایا۔ مثلاً:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ. اے نبی (مکرم)

يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ. اے رسول (معظم)

يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ. اے چادر لپیٹنے والے

يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ. اے چادر لپیٹنے والے

پورے قرآن میں کہیں بھی آپ کے نام کے ساتھ آپ کو مخاطب نہیں فرمایا جبکہ دیگر انبیاء کرام کو ان کے ناموں کے ساتھ مخاطب فرمایا مثلاً:

يٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ. (البقرہ:35)

ترجمہ:۔''اے آدم! رہو تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں۔''

يٰنُوْحُ اهْبِطْ. (ہود:48)

اے نوح! (کشتی سے) اتریئے۔

يٰاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا. (ہود:76)

اے ابراہیم! اس بات کو رہنے دیجئے۔

يٰمُوْسٰى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ. (الاعراف: 144)

اے موسیٰ! میں نے تجھے برگزیدہ کیا۔

يٰعِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِىْ عَلَيْكَ. (المائدہ: 110)

آجاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ. (انبیاء:107)

اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے جہانوں کے لئے سراپا رحمت بنا کر۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ. (الانفال: 33)

اور اللہ تعالیٰ (کی شان) نہیں ہے کہ انہیں عذاب دے حالانکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِىْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَهُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ.

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔

مسلم رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بارگاہ نبوت میں عرض کی گئی:

"یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ مشرکین کے لئے بددعا نہیں فرمائیں گے؟" آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً وَّلَمْ اُبْعَثْ عَذَابًا.

مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ عذاب بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ آیت کریمہ:

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ.

اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے جہانوں کے لئے سراپا رحمت بنا کر۔

کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جو شخص ایمان لے آیا، اس نے تو دنیا و آخرت میں اس رحمت سے حظ وافر حاصل کر لیا مگر جو ایمان نہ لایا (وہ بھی محروم نہ رہا بلکہ) اسے اس دنیاوی عذاب سے بچا لیا گیا جو سابقہ امتوں پر اسی دنیا میں آجایا کرتا تھا مثلاً زمین میں دھنس جانا۔ شکل کا مسخ ہو جانا اور پتھروں کا برسنا وغیرہ۔

طرح مخاطب کرنے سے منع فرمادیا۔ اس کے بعد صحابہ کرام اپنے آقا و مولا سید عالم نور مجسم ﷺ کو ان کلمات کے ساتھ مخاطب کرنے لگے:

يَا نَبِيَّ اللّٰه ...... يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ حضرت علقمہ اور حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت کریمہ کی یہ تفسیر نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **یا محمد** نہ کہا کرو بلکہ **يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، يَا نَبِيَّ اللّٰهِ** کہا کرو۔ ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت حسن اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

انہوں نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے نبی کی پوری پوری تعظیم کی جائے اور ہر معاملے میں ان کی جلالت شان اور ولایت کو تسلیم کیا جائے۔

باب

قبر میں حضور سید المرسلین ﷺ کے متعلق سوال

احمد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جہاں تک قبر کی آزمائش والی گھڑی کا تعلق ہے تو جان لو کہ وہاں تمہیں میرے بارے میں آزمایا جائے گا اور میرے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا، جب نیک آدمی کو قبر میں بٹھا کر یہ پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون شخص ہے جو تمہارے مابین موجود تھا؟ تو وہ کہتا ہے۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں ......الحدیث۔

حکیم ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر والے کا مذکورہ سوال صرف اسی امت کے ساتھ خاص ہے۔ علامہ ابن عبدالبر رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہی بات کہی ہے۔ "کتاب البرزخ" میں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

باب

ستر مبارک کی حفاظت

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ کا ستر مبارک کسی نے نہیں دیکھا۔ اگر

"انبیاء کرام پر مجھے دو باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ میرا شیطان کافر تھا۔ اللہ نے اس کے مقابلہ میں میری مدد فرمائی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ جبکہ دوسری بات مجھے یاد نہیں رہی۔"

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے آدم علیہ السلام پر دو باتوں میں فضیلت بخشی گئی۔ میرا شیطان کافر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میری ازواج مطہرات (دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں) میری مددگار بن گئیں جبکہ آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی ان کی خطا پر معاون بنی تھی۔"

امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک جن ساتھی اور ایک فرشتہ ساتھی ہوتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا۔ ہاں میرے ساتھ بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے میرے جن ہمزاد کے مقابلے میں میری مدد فرمائی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اب وہ مجھے صرف اچھے کاموں کا ہی مشورہ دیتا ہے۔" طبرانی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی طرح کی حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"میری تمام فضیلتوں میں سے سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ میرا ایک ناقہ سوار فرزند ہو گا جس کی بیوی اس کے دین میں معاون ثابت ہو گی جبکہ میری بیوی خطا پر میری معاون بن گئی تھی۔"

باب

حضور نبی پاک ﷺ کو مخاطب کرنے کا انداز

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ سابقہ امتوں کے لوگ اپنے انبیاء کو جب مخاطب کرتے تو یوں کہا کرتے تھے "رَاعِنَا سَمعكَ" مگر اللہ تعالیٰ نے امت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اس طرز تخاطب سے منع فرمادیا بلکہ فرمایا کہ میرے نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کرتے ہوئے بہ صد ادب واحترام "اُنْظُرْنَا" کہا کرو۔ فرمان الٰہی ہے:

بیوی سے فرمایا: "اگر تو جنت میں بھی میری بیوی بننا پسند کرتی ہے تو میرے وصال کے بعد شادی نہ کرنا کیونکہ جنت میں عورت اس شخص کو ملے گی جو دنیا میں اس کا آخری شوہر ہو گا۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج پاک کے لئے آپ کے وصال مبارک کے بعد کسی سے نکاح کرنا حرام ہے کیونکہ وہ جنت میں بھی آپ کی بیویاں ہوں گی۔"

ازواج مطہرات کے لئے اس حکم کی یہ وجہ بھی ہے کہ وہ امہات المومنین یعنی مومنوں کی مائیں ہیں۔ ان کا کسی کے نکاح میں آنا ان کی عزت و عظمت کے خلاف ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے مقام رفیع کے لئے بھی نامناسب ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔ اسی لئے ماوردی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج پاک پر عدت وفات واجب نہیں تھی۔

جہاں تک اس زوجہ کا تعلق ہے جس سے حضور نبی کریم ﷺ نے دنیا میں ہی علیحدگی اختیار کر لی تھی جیسے مستعیذہ اور وہ عورت جس کے پہلو پر آپ نے سفیدی دیکھ لی تھی تو ان کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ وصال نبوی کے بعد ان عورتوں کے ساتھ بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ یہ قول امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے اور "الروضہ" میں اس کی تصحیح کی ہے کیونکہ آیت عام ہے اور اس کے عموم کے تحت یہ سب عورتیں آتی ہیں۔ آیت کریمہ میں "مِنۢ بَعْدِهٖٓ" کا معنی "حضور ﷺ کے وصال کے بعد" نہیں بلکہ اس کا مطلب ہے "آپ ﷺ سے نکاح کرنے کے بعد۔"

دوسرا قول یہ ہے کہ ایسی عورتوں کے لئے نکاح کرنا حرام نہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ یہ حکم صرف ان ازواج کے لئے ہے جو مَدْخُوْلِ بِهَا ہیں۔ امام الحرمین رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ امام رافعی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی "الشرح الصغیر" میں اسی قول کی تصحیح کی ہے۔ جیسا کہ روایت ہے کہ اشعث بن قیس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں مستعیذہ سے شادی کر لی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے اشعث کو سنگسار کرنے کا ارادہ کر لیا۔ جب آپ کو یہ بتایا گیا کہ مستعیذہ حضور ﷺ کی مَدْخُوْلِ بِهَا نہیں تو آپ نے سنگسار کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

اپنی مرضی سے علیحدگی اختیار کرنے والی بیویوں کے متعلق بھی مختلف اقوال ہیں۔ ان کے متعلق صحیح ترین قول امام الحرمین اور امام غزالی رحمہما اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ نکاح حلال ہے بلکہ علماء کی ایک جماعت نے پورے وثوق اور قطعیت کے ساتھ یہی قول اختیار کیا

اے عیسیٰ بن مریم! یاد کرو میرا انعام اپنے پر۔

یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ. (ص:26)

اے داؤد! ہم نے آپ کو زمین میں اپنا نائب مقرر کیا ہے۔

یَا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ. (مریم:7)

اے زکریا! ہم تجھے مژدہ دیتے ہیں۔

یَا یَحْیٰی خُذِالْکِتَابَ. (مریم:12)

اے یحییٰ! اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑلو۔

باب

حضور نبی کریم ﷺ کو نام لے کر مخاطب کرنے کی حُرمت

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ کے امتیوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ آپ کو آپ کا نام لے کر مخاطب کریں بلکہ ایسا کرنا حرام ہے۔ جبکہ دیگر انبیاء کرام کے امتی انہیں ان کے ناموں کے ساتھ ہی پکارا کرتے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتیوں کے متعلق قرآن کریم میں ہے:

قَالُوْا یَامُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ. (الاعراف:138)

بنواسرائیل نے کہا۔ اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک ایسا خدا بناؤ جیسے ان کے خدا ہیں۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی بات قرآن کریم میں اس طرح مذکور ہے۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ. (المائدہ:112)

جب حواریوں نے کہا۔ اے عیسیٰ بن مریم!

اور حضور نبی کریم ﷺ کی امت کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا. (النور:63)

رسول کے پکارنے کو آپس میں اس طرح نہ بنالو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ بہ سند ضحاک رحمتہ اللہ علیہ آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''صحابہ کرام پہلے پہل حضور ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے یوں عرض کرتے تھے **یا محمد، یا اباالقاسم**۔ اللہ تعالیٰ کو یہ طرز خطاب پسند نہ آیا۔ اس لئے اس نے اپنے نبی کی عظمت و توقیر کی خاطر صحابہ کرام کو اس

اور تمہارا (زندگی بھر کا) ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا اور وہ تو اپنی خواہش سے بولتا ہی نہیں۔

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ. (یٰسٓ: 69)

اور ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھایا۔

مذکورہ آیات کے علاوہ بھی بہت سی قرآنی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی طرف سے آپ کے مخالفین کو جواب دیا اور ان کے الزامات سے آپ ﷺ کی ذات اقدس و اطہر کو یکسر بری قرار دیا۔

باب

رسالت کی قسم

ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔

یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ. اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ. (یٰسٓ: 1 تا 3)

اے سید (عرب و عجم!) قسم ہے قرآن حکیم کی۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔

باب

دو قبلوں اور دو ہجرتوں والے نبی ﷺ

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو قبلوں کا امام بنایا اور دو ہجرتوں والا نبی بنایا۔ علاوہ ازیں آپ کی ذات میں شریعت و حقیقت کو بھی جمع کر دیا گیا حالانکہ سابقہ انبیاء کو ان دو خصوصیات میں سے صرف ایک خصوصیت عطا کی جاتی تھی۔ اس کی دلیل وہ واقعہ ہے جس میں حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا:

اِنِّیْ عَلٰی عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ لَا یَنْبَغِیْ لَكَ اَنْ تَعْلَمَهٗ

مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا علم عطا فرمایا ہے جسے حاصل کرنا آپ کے لئے مناسب نہیں۔

وَاَنْتَ عَلٰی عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ لَایَنْبَغِیْ لِیْ اَنْ اَعْلَمَهٗ

اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا علم عطا فرمایا ہے جسے حاصل کرنا میرے لئے مناسب نہیں۔

بفرض محال کوئی دیکھ لیتا تو اس کی آنکھیں بے نور ہو جاتیں۔ اس بارے میں حدیث پاک عنقریب وصال مبارک کے ابواب میں آئے گی۔

باب

ملک الموت کی اجازت طلبی

اس بارے میں حدیث پاک وصال مبارک کے ابواب میں آئے گی۔ میں نے کتاب البرزخ میں ایسی احادیث ذکر کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس ملک الموت اجازت طلب کئے بغیر آیا تھا۔

باب

وصال نبوی کے بعد ازواج مطہرات کے نکاح کی حُرمت

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ آپ کے وصال فرمانے کے بعد کسی سے نکاح کر لیں بلکہ ان کے لئے ایسا کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ أَبَدًا. اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَاللّٰهِ عَظِيْمًا. (الاحزاب: 53)

اور تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاؤ اور تمہیں اس کی بھی اجازت نہیں کہ تم ان کے بعد کبھی ان کی ازواج سے نکاح کرو۔ بے شک ایسا کرنا اللہ کے نزدیک گناہ عظیم ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی نبی کے لئے یہ ثابت نہیں کہ اس کی زوجہ کے لئے اس کے وصال کے بعد کسی سے نکاح کرنے کو حرام کیا گیا ہو بلکہ جابر بادشاہ کے قصہ میں حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق یہاں تک ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ میری (دینی) بہن ہے پھر آپ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ بھی فرمالیا تھا تاکہ وہ جابر شخص ان سے شادی کر لے۔ اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باقی انبیاء کی ازواج پاک کے لئے ایسی کوئی ممانعت نہیں تھی۔

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی

عمل کرے۔

حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ "الاصابہ" میں فرماتے ہیں کہ ابوحیان رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جمہور علماء کی یہ رائے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں۔ ان کو باطنی امور کا علم حاصل تھا جو بطور خاص انہیں وحی کیا گیا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ظاہری حکم کی بات کی تھی۔ ابوحیان رحمتہ اللہ علیہ کی اس گفتگو سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ حدیث پاک میں جن دو مختلف علموں کا ذکر آیا ہے ان سے مراد باطن کا حکم کرنا اور ظاہر کا حکم کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اس کا اور کوئی مطلب نہیں۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کو جو باطنی امور کا علم دیا گیا اور انہی امور پر عمل کرنے کا حکم بھی دیا گیا تو یہی دراصل ان کی شریعت ہے۔ پس ظاہری امور کا حکم ہو (جیسے دیگر انبیاء کے لئے تھا) یا باطنی امور کا حکم، (جیسے حضرت خضر علیہ السلام کے لئے تھا) ان تمام احکام کو شریعت ہی کہیں گے۔

ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کو ابتداء میں اکثر انبیاء کرام کی طرح یہی حکم دیا گیا تھا کہ آپ کو جو باطنی حالات اور حقائق معلوم ہیں ان کے مطابق فیصلہ نہ فرمایا کریں بلکہ ظاہری حالات و واقعات کے مطابق فیصلہ فرمایا کریں۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا:

نَحْنُ نَحْكُمُ بِالظَّاهِرِ.

ہم صرف ظاہر کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔

ایک جگہ حضور ﷺ کے فرمان کے یہ الفاظ ملتے ہیں:

اِنَّمَا اَقْضِیْ بِالظَّاهِرِ وَاللّٰهُ يَتَوَلَّى السَّرَآئِرَ.

میں صرف ظاہر کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ چھپی ہوئی باتوں کا والی تو اللہ تعالیٰ ہے۔

نبی رحمت ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا:

اِنَّمَا اَقْضِیْ بِنَحْوِمَآ اَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُهُ لَهُ بِحَقٍّ آخَرَ فَاِنَّمَا هِیَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ.

میں فریقین کے دلائل سن کر فیصلہ دیتا ہوں۔ اگر میرے فیصلے کے ذریعے کسی غیر کا حق کسی کو مل جائے تو (اسے نہیں لینا چاہئے کیونکہ) یہ اس کے لئے آگ کا ٹکڑا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "تمہارا ظاہر تو ہم پر واضح ہے اور تمہارا باطن خدا کے سپرد ہے۔"

ہے کیونکہ ایسی ازواج کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ یا تو دار آخرت کو پسند کر کے حضور ﷺ کے ساتھ رہنا پسند کرلیں یا پھر دنیا کی زیبائش و آسائش کو پسند کر کے الگ ہو جائیں۔ اس اختیار کے تحت علیحدگی اختیار کرنے والیوں کے لئے دنیاوی زیبائش و آسائش کا جواز ثابت ہوتا ہے اور نکاح کا تعلق بھی تو دنیاوی آسائشات سے ہے۔

وہ باندی جس سے آپ ﷺ نے دخول کے بعد علیحدگی اختیار فرمالی، اس کے متعلق بھی کئی اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اگر اس سے وصال کی وجہ سے علیحدگی ہوئی جیسے حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اس کے ساتھ نکاح حرام ہوگا۔ لیکن اگر آپ نے اپنی حیات طیبہ میں ہی اس سے علیحدگی اختیار فرمالی تو پھر اس کے ساتھ نکاح حرام نہ ہوگا۔

باب

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دشمنان رسول ﷺ کا ردّ

ابونعیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور سید المرسلین ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ سابقہ انبیاء کرام اپنے دشمنوں کے اعتراضات کا خود جواب دیا کرتے تھے مگر آپ ﷺ پر جب مخالفین نے اعتراضات کئے تو خود پروردگار عالم نے آپ کی طرف سے انہیں جواب دیا مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق قرآن پاک میں ہے کہ آپ نے اپنی قوم سے فرمایا:

يَاقَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ. (الاعراف:61)

اے میری قوم! مجھ میں ذرا گمراہی نہیں۔

اسی طرح حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

يَا قَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ. (الاعراف:67)

اے میری قوم! مجھ میں ذرا نادانی نہیں۔

اسی طرح باقی انبیاء کرام نے بھی اپنے مخالفین کو خود جواب دیا مگر نبی الانبیاء، فخر دو عالم، سرور کون و مکاں ﷺ کا معاملہ ان سے بالکل جدا ہے آپ کے مخالفین کا رد خود رب العالمین نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دشمنان رسول ﷺ کے تمام تر الزامات کا بھرپور جواب دیا۔ فرمان الٰہی ہے:

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ. (القلم:2)

آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔

وَمَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. (النجم:2,3)

ہیں اور وہ لوگ جو اچانک مر جاتے ہیں، انہیں دراصل حضرت خضر علیہ السلام ہی قتل کرتے ہیں۔ اگر اس قوم کی رائے کو صحیح مان لیا جائے تو حضرت خضر علیہ السلام حضور ﷺ کے نائب کی حیثیت سے یہ سارے کام سرانجام دے رہے ہیں کیونکہ وہ حضور ﷺ کے امتی اور پیروکار ہیں جیسا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو وہ بھی حضور سید المرسلین ﷺ کی شریعت بیضاء کو آپ کے نائب کی حیثیت سے نافذ کریں گے کیونکہ وہ بھی آپ ﷺ کے پیروکاروں اور امتیوں میں شامل ہو جائیں گے۔

باب

سدرۃ المنتہیٰ پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا

شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہ طور اور وادیٔ مقدس میں کلام فرمایا جبکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ پر کلام فرمایا اور آپ کو کلام کا شرف بخشنے کے ساتھ ساتھ اپنے دیدار سے بھی نوازا اور محبوبیت کے ساتھ ساتھ مقام خُلّت بھی عطا فرمایا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو مقام خُلّت عطا کیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا اور اے محمد ﷺ! آپ کو میں نے خُلّت اور محبوبیت سے نوازا اور بالمشافہ کلام کا شرف بخشا۔“

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی رحمت ﷺ سے عرض کیا گیا: ”اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو صفی (برگزیدہ) ہونے کا اعزاز بخشا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کو کونسی فضیلت عطا کی گئی ہے؟ اتنے میں جبریل امین علیہ السلام آئے اور حاضر خدمت ہو کر یہ پیغام سنایا:

اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اِنْ كُنْتُ اتَّخَذْتُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً فَقَدِ اتَّخَذْتُكَ حَبِيْباً وَاِنْ كُنْتُ كَلَّمْتُ مُوْسٰى فِى الْاَرْضِ تَكْلِيْماً فَقَدْ كَلَّمْتُكَ فِى

علم شریعت اور علم طریقت کا مفہوم

گزشتہ باب میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شریعت اور حقیقت دونوں کا علم عطا فرمایا تھا۔ بعض لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آسکی۔ اگر وہ غور فرماتے تو انہیں شریعت اور حقیقت کا مفہوم سمجھ آجاتا۔ شریعت سے مراد ہے "ظاہری معلومات کی بنیاد پر حکم دینا" اور حقیت سے مراد ہے "باطنی معلومات کی بنیاد پر حکم دینا۔"

علماء کرام نے بڑی وضاحت سے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ اگرچہ انبیاء کرام باطنی امور اور حقائق پر آگاہ ہوتے تھے مگر انہیں اس لئے مبعوث کیا گیا تھا کہ وہ صرف ظاہری معلومات کے مطابق فیصلہ فرمائیں جبکہ حضرت خضر علیہ السلام کو اس لئے مبعوث کیا گیا تاکہ وہ باطنی حالات اور حقائق کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضرت خضر علیہ السلام نے لڑکے کو قتل کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تعجب سے کہا:

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا. (الکھف:74)

بے شک آپ نے بہت ہی نازیبا کام کیا ہے۔

آپ کے تعجب کی وجہ یہ تھی کہ یہ کام شریعت کے خلاف تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جواباً کہا: "مجھے اس کام کا حکم دیا گیا ہے اور ایسے ہی کاموں کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔"

پھر فرمایا:

وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ.

میں نے یہ کام اپنی مرضی سے نہیں کیا۔

حضرت خضر علیہ السلام کے فرمان اِنَّكَ عَلٰى عَلْمٍ ...... الخ کا بھی یہی مطلب ہے۔

شیخ سراج الدین بلقینی رحمتہ اللہ علیہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں علم سے مراد عمل کرنا اور حکم کو نافذ کرنا ہے۔ اس لئے حضرت خضر علیہ السلام کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے لئے یہ مناسب نہیں کہ میرا علم جان کر اس پر عمل کریں کیونکہ اس علم پر عمل کرنا شریعت کے تقاضوں کے خلاف ہے اور میرے لئے بھی یہ مناسب نہیں کہ آپ کا علم جان کر اس پر عمل کروں کیونکہ اس علم پر عمل کرنا حقیقت کے تقاضوں کے منافی ہے۔ اسی لئے اگر امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے کسی ولی اللہ پر حقائق منکشف ہو جائیں تو اس کے لئے جائز نہیں کہ حقیقت کے احکام کو نافذ کر دے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حکم ظاہر پر ہی

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف بخشا اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا۔ نیز مجھے مقام محمود اور حوض کوثر کے ساتھ فضیلت بخشی، وہ حوض جس پر سارے پیاسے جمع ہوں گے۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا قرب عطا کیا کہ خداوند قدوس اور میرے درمیان صرف دو کمانوں کا یا اس سے بھی تھوڑا فاصلہ رہ گیا پھر فرمایا: "اے محمد ﷺ! کیا آپ کو اس بات کا غم ہے کہ میں نے آپ کو آخری نبی بنایا ہے؟" میں نے عرض کی: "نہیں یا رب العالمین! مجھے اس بات کا کوئی غم نہیں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تو کیا اس بات کا غم ہے کہ میں نے آپ کی امت کو آخری امت بنایا ہے؟" میں نے عرض کی: "نہیں۔" پھر فرمایا: "اپنی امت کو بتادو کہ میں نے اس کو آخری امت اس لئے بنایا ہے تاکہ دوسری امتیں تو اس کے سامنے شرمسار ہوں مگر یہ امت دیگر امتوں کے سامنے شرمسار نہ ہو۔"

باب

وحی کی تمام صورتوں کا عطا ہونا

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کی تمام صورتوں میں آپ کے ساتھ کلام فرمایا۔ وحی کی کل تین صورتیں ہیں: 1۔ سچے خواب، 2۔ بغیر واسطہ کے کلام کرنا، 3۔ جبریل امین کے واسطہ سے کلام کرنا۔

باب

چند دیگر اوصاف و کمالات

حضور نبی کریم ﷺ کے چند دیگر امتیازی اوصاف یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسا رعب و دبدبہ عطا فرمایا تھا کہ دشمن آپ سے مہینہ بھر کی مسافت آگے اور مہینہ بھر کی مسافت پیچھے مرعوب ہو جایا کرتا تھا۔ آپ کو جامع الکلم عطا فرمائے گئے یعنی آپ کی گفتگو کے الفاظ کم ہوتے مگر معانی و مطالب زیادہ ہوتے۔ آپ کو ساری زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ سوائے پانچ امور کے باقی سارے علوم آپ کو عطا کیے گئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ دیگر علوم کے ساتھ ساتھ مذکورہ پانچ امور کا علم بھی عطا کیا گیا۔ آپ کو روح کا علم بھی بخشا گیا۔ دجال کے

جب حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں کا عذر قبول فرمایا تو ان کے باطنی اور حقیقی حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ جس عورت کے متعلق آپ ﷺ نے رجم کا حکم روک لیا تھا اس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا مِّنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا.

اگر میں کسی کو دلیل کے بغیر رجم کرتا تو اس عورت کو ضرور رجم کرنے کا حکم دیتا۔

اس کے متعلق حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"اگر قرآن پاک کے احکام نہ ہوتے تو اس عورت کے ساتھ میں کچھ اور ہی سلوک کرتا۔"

حضور ﷺ کے ان ارشادات گرامی سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ آپ ان باطنی حالات اور حقائق کی بنیاد پر فیصلہ نہ فرماتے تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگاہ کر دیا ہوتا بلکہ دلائل اور ثبوت یا مجرم کے اعتراف کو دیکھ کر آپ شریعت کے ظاہر کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مزید شرف و عظمت سے نوازتے ہوئے اس بات کی بھی اجازت دے دی کہ آپ اپنے باطنی علم کی بنیاد پر بھی فیصلہ فرما سکتے ہیں اور آپ کو معاملات کے جو حقائق معلوم ہیں ان کے مطابق بھی حکم نافذ کر سکتے ہیں۔ اس طرح شریعت اور حقیقت دونوں خصوصیات آپ ﷺ کی ذات میں جمع کر دی گئیں جبکہ سابقہ انبیاء کرام کو صرف شریعت عطا کی گئی اور حضرت خضر علیہ السلام کو صرف حقیقت سے نوازا گیا اور کسی نبی کی ذات میں شریعت اور حقیقت کی دونوں خصوصیات یکجا موجود نہیں۔

علامہ قرطبی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: "تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے علم کی بنیاد پر کسی کو قتل کر دے۔ اس بات کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک نمازی اور ایک چور کو قتل کرنے کا حکم فرمایا تھا کیونکہ آپ ﷺ کو اپنے علم باطن کی بنیاد پر ان کا واجب القتل ہونا معلوم ہو گیا تھا۔ جن لوگوں کو شریعت اور حقیقت کا فرق سمجھ نہیں آتا وہ اگر ان دو حدیثوں کے متعلق میرے استدلال میں غور کریں گے تو حقیقت حال ان پر واضح ہو جائے گی اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ شریعت سے مراد علم ظاہر کی بنیاد پر حکم دینا اور حقیقت سے مراد علم باطن کی بنیاد پر حکم دینا ہے۔ اس کے علاوہ شریعت اور حقیقت کا کوئی مطلب نہیں۔ کوئی مسلمان، کافر یا پاگل انسان اس کا کوئی اور مطلب نہیں سمجھتا۔

بعض اسلاف کرام کا کہنا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب بھی حقیقت پر عمل کرتے رہتے

حصول طہارت کا ذریعہ بنایا گیا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رعب کے ذریعے ایسی مدد کی گئی کہ آپ کا دشمن دو ماہ کی مسافت پر مرعوب رہتا تھا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچ باتوں میں مجھے انبیاء پر فضیلت دی گئی۔ مجھے سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ میری امت کی خاطر میری شفاعت کو ذخیرہ کر دیا گیا۔ رعب کے ذریعے میری ایسی مدد فرمائی گئی کہ دشمن میرے آگے ایک ماہ کی مسافت پر اور میرے پیچھے بھی ایک ماہ کی مسافت پر مرعوب ہو جاتا ہے۔ ساری زمین کو میرے لئے مسجد اور حصول طہارت کا ذریعہ بنادیا گیا اور مال غنیمت کو میرے لئے حلال کیا گیا حالانکہ یہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

"جبریل امین میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے ساتھ میری مدد فرمائی۔ اس نے مجھے نصرت و فتح مندی سے نوازا۔ میرے سامنے رعب رکھ دیا۔ مجھے سلطنت اور بادشاہی عطا کی اور میرے لئے اور میری امت کے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا حالانکہ ہم سے پہلے یہ کسی کے لئے حلال نہ تھا۔"

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "احیاء العلوم" میں فرماتے ہیں کہ دیگر انبیاء علیہم السلام سے حضور نبی کریم ﷺ کی افضلیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس میں نبوت اور سلطنت دونوں کو جمع کر دیا گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ذریعے دین و دنیا کی فلاح و صلاح کی تکمیل فرمائی۔ آپ ﷺ کے علاوہ کسی نبی کو تلوار اور بادشاہی عطا نہیں کی گئیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تفسیر حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمائی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا. (الاسراء:80)

اور یہ دعا مانگا کیجئے کہ اے میرے رب! جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ اور مجھے اپنی جناب سے مدد کرنے والی قوت عطا فرما۔

السَّمَآءِ وَاِنْ كُنْتُ خَلَقْتُ عِيْسٰى مِنْ رُوْحِ الْقُدُسِ فَقَدْ خَلَقْتُ اسْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ اَخْلُقَ الْخَلْقَ بِاَلْفَى سَنَةٍ وَلَقَدْ وَطِئْتَ فِى السَّمَاءِ مَوْطِئًا لَمْ يَطَأْهُ اَحَدٌ قَبْلَكَ وَلَا يَطَأْهُ اَحَدٌ بَعْدَكَ وَاِنْ كُنْتُ اِصْطَفَيْتُ آدَمَ فَقَدْ خَتَمْتُ بِكَ الْاَنْبِيَاءَ وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَكْرَمَ عَلَىَّ مِنْكَ وَقَدْ اَعْطَيْتُكَ الْحَوْضَ وَالشَّفَاعَةَ وَالنَّاقَةَ وَالْقَضِيْبَ وَالتَّاجَ وَالْهِرَاوَةَ وَالْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَشَهْرَ رَمَضَانَ. وَالشَّفَاعَةُ كُلُّهَا لَكَ حَتّٰى ظِلُّ عَرْشِىْ فِى الْقِيَامَةِ عَلَيْكَ مَمْدُوْدٌ وَتَاجُ الْحَمْدِ عَلٰى رَأْسِكَ مَعْقُوْدٌ وَقَرَنْتُ اسْمَكَ مَعَ اسْمِىْ فَلَا اُذْكَرُ فِى مَوْضِعٍ حَتّٰى تُذْكَرَ مَعِىْ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِىْ وَلَوْلَاكَ مَاخَلَقْتُ الدُّنْيَا.

آپ کا رب کریم فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے تو آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے۔ اگر میں نے موسیٰ علیہ السلام سے زمین پر کلام کیا ہے تو آپ کے ساتھ آسمان پر کلام کیا ہے۔ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا تو آپ کے نام پاک کو ساری مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ آپ کے قدم آسمان میں اس مقام رفیع تک پہنچے جہاں تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکا اور نہ آپ کے بعد کوئی وہاں تک پہنچ سکے گا۔ اگر میں نے آدم علیہ السلام کو برگزیدہ بنایا تو آپ کو ختم نبوت کا شرف عطا کیا۔ میری مخلوق میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو میری بارگاہ میں آپ سے زیادہ عزت و عظمت حاصل ہو۔ میں نے آپ کو حوض کوثر، شفاعت، ناقہ، تلوار، تاج، عصا، حج، عمرہ اور ماہ رمضان عطا کیا۔ ہر قسم کی شفاعت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ قیامت کے روز میرا عرش آپ کے سر پر سایہ فگن ہوگا اور حمد کا تاج بھی آپ کے سر پر سجا ہوگا۔ میں نے اپنا نام آپ کے نام کے ساتھ ملا دیا ہے۔ پس جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہوگا۔ میں نے دنیا اور اہل دنیا کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے تاکہ انہیں یہ باور کراؤں کہ آپ کو میری بارگاہ میں بہت بڑی قدر و منزلت حاصل ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "میرے پاس آسمان سے ایسا فرشتہ آیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کے پاس نہیں آیا اور نہ میرے بعد کسی کے پاس آئے گا یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام۔ اس نے آکر کہا میں آپ کے پروردگار کا قاصد بن کر آیا ہوں۔ اس نے مجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ میں آپ سے پوچھوں۔ کیا آپ بندگی کرنے والے نبی بننا چاہتے ہیں یا بادشاہی کرنے والے نبی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ انہوں نے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ عاجزی اختیار کریں۔ اگر میں یہ کہہ دیتا کہ میں بادشاہی کرنے والا نبی بننا چاہتا ہوں تو پہاڑ سونا بن کر میرے جلو میں چلنا شروع کر دیتے۔"

احمد، ابن حبان رحمہما اللہ تعالیٰ (اپنی صحیح میں) اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے پاس چتکبرے گھوڑے پر دنیا کے خزانے لائے گئے۔ یہ خزانے جبریل امین لے کر آئے اور انہوں نے عمدہ ریشمی چادر اوڑھ رکھی تھی۔"

ابن سعد اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میرے لئے وادیٔ مکہ کو سونا بنانا چاہا مگر میں نے عرض کی:

لَا یَارَبِّ وَلٰکِنِّیْ اَشْبَعُ یَوْمًا وَاَجُوْعُ یَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَیْكَ وَذَکَرْتُكَ وَاِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ وَشَکَرْتُكَ.

نہیں میرے رب! بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن سیر ہو کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ جب بھوکا ہوں گا تو تیری بارگاہ میں اپنی نیاز مندی پیش کروں گا اور تیری یاد میں محو رہوں گا اور جب شکم سیر ہوں گا تو تیری حمد و ثناء کروں گا اور تیری نعمتوں پر سجدۂ شکر بجا لاؤں گا۔

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک انصاری عورت آئی۔ اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر مبارک تو صرف دوہری چادر ہے۔ جب وہ واپس گئی تو اس نے اون سے بھرا ہوا ایک بستر بھیج دیا۔ حضور نبی پاک ﷺ گھر تشریف لائے تو پوچھا: "عائشہ! یہ کیا ہے؟" میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! فلاں انصاری عورت آئی تھی۔ اس نے آپ کا بستر دیکھا تو گھر جا کر یہ بستر ہماری طرف بھیج دیا۔"

متعلق آپ کو ایسی معلومات فراہم کی گئیں جو کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ آپ کا نام احمد رکھا گیا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے (یہ خصوصیت ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہے) اور آپ کی ذات میں نبوت اور سلطنت کو جمع کر دیا گیا۔

احمد، ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے ایسے کمالات عطا فرمائے گئے جو کسی نبی کو عطا نہیں کئے گئے۔ رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ مجھے زمین کی کنجیاں دی گئیں۔ میرا نام احمد رکھا گیا۔ مٹی کو میری خاطر پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا گیا (یعنی تیمم جائز کیا گیا) اور میری امت کو آخری امت بنایا گیا۔''

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ.

مجھے چھ باتوں میں انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی: (1) مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا یعنی الفاظ مختصر اور معانی کا بحر بے پیدا کنار، (2) رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی، (3) میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا، (4) میرے لئے ساری زمین کو مسجد اور حصول طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا یعنی اس سے تیمم کی اجازت دی گئی، (5) مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا، (6) میری ذات کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے پانچ ایسی فضیلتیں عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی۔ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا۔ میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔'' ان کے علاوہ دو اور باتیں بھی حضور ﷺ نے ذکر فرمائی تھیں جو مجھے بھول گئی ہیں۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو نقل کر کے ان دو باتوں کو بھی ذکر کیا ہے جو یہ ہیں: ''مجھے ہر سرخ و سفید اور کالے (گورے) کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور میرے لئے ساری زمین کو مسجد اور

عرش تک کھلے ہوئے تھے اور جنت عدن صاف دکھائی دے رہی تھی۔ آپ ﷺ نے انبیاء کرام کے مقامات اور محلات دیکھے۔ جب آپ ﷺ نے یہ دیکھا کہ آپ ﷺ کا اپنا مقام سارے انبیاء سے اونچا ہے تو فرمایا: ”میں راضی ہوں۔“ علماء کا خیال ہے کہ درج ذیل آیت کریمہ رضوان ہی لے کر آئے تھے:

تَبَارَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا. (الفرقان:10)

بڑی خیر و برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو اگر چاہے تو آپ کے لئے اس سے بہتر بنا دے (یعنی ایسے) باغات جن کے نیچے نہریں رواں ہوں اور آپ کے لئے بڑے بڑے محلات بنا دے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔ اس کے راویوں میں اسحاق کذاب ہے جبکہ جویبر ضعیف ہے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (اپنی مسند میں) اور ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے فواتح الکلم، جوامع الکلم اور خواتم الکلم عطا فرمائے گئے۔“

احمد اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا کر دی گئیں سوائے پانچ چیزوں کے“ پھر آپ ﷺ نے آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ. (بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے) تلاوت فرمائی۔

احمد اور ابو یعلی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تمہارے نبی ﷺ کو پانچ امور کے علاوہ ہر چیز کی کنجیاں عطا فرمائیں گئیں۔ پھر انہوں نے آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَة. پڑھی۔

احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء بھیجے، سب نے اپنی اپنی امتوں کو دجال کے فتنہ سے ڈرایا۔ مجھے دجال کے متعلق ایسے امور سے آگاہ کیا گیا ہے جن سے کسی کو آگاہ نہیں کیا گیا۔ دجال کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو مکہ مکرمہ سے سچائی کے ساتھ لے گیا اور مدینہ منورہ میں سچائی کے ساتھ لے آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو معلوم تھا کہ یہ کام سُلْطَانٌ (غلبہ وقوت) کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے کتاب اللہ کی حدود اور فرائض کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے سُلْطَان نَصِیْر (مدد کرنے والی قوت) کا سوال کیا۔ دراصل یہ غلبہ وقوت بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر ایک خاص کرم ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو خانہ جنگی پیدا ہو جائے اور طاقتور کمزور کو کھا جائے۔

شیخین رحمۃ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی۔ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا۔ میں سو رہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے سامنے رکھ دی گئیں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ تو اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ اب تم یہ خزانے نکالو گے۔

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جوامع الکلم کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے جو بہت سے احکامات آسمانی کتابوں میں لکھے ہوتے تھے ان تمام احکامات کو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی خاطر ایک آدھ حکم میں جمع فرما دیتا تھا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند حسن اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہما "الزہد" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ جبریل امین کے ساتھ کوہ صفا پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے جبریل! آل محمد (ﷺ) کے پاس مٹھی بھر آٹا یا ہتھیلی بھر ستو بھی نہیں ہوتا۔" حضور ﷺ نے ابھی اپنی بات پوری نہ فرمائی تھی کہ آسمان سے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ یہ حضرت اسرافیل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سن لی ہے۔ اس نے مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے کر آپ کے پاس بھیجا ہے اور یہ حکم فرمایا ہے کہ آپ سے عرض کروں کہ اگر آپ چاہیں کہ تہامہ کے پہاڑ آپ کے لئے زمرد، یاقوت اور سونا چاندی بن کر آپ کے جلو میں چلنا شروع کر دیں تو میں ایسا ہی کر دوں۔ اب آپ کی اپنی مرضی ہے کہ آپ بادشاہ نبی بننا چاہتے ہیں یا بندگی کرنے والے نبی۔ جبریل امین نے اشارہ سے کہا عاجزی اختیار کیجئے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے تین بار فرمایا: "میں بندگی اختیار کرنے والا نبی بننا پسند کرتا ہوں۔"

ساری مخلوق سے زیادہ معزز و محتشم بنایا۔ آپ ﷺ کی عظمتوں کا یہ عالم ہے کہ آپ جملہ انبیاء و مرسلین اور فرشتوں سے افضل ہیں۔ آپ ﷺ کی ساری امت کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا حتیٰ کہ آپ نے انہیں دیکھ لیا۔ اسی طرح قیامت تک رونما ہونے والے سارے حالات و واقعات کو بھی آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ مزید براں بسم اللہ شریف، سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی، سورۂ بقرہ کی آخری آیات، مفصل اور سبع طوال سے آپ کو نوازا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۞ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۞ الَّذِىٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۞ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ. (انشراح:1 تا 4)

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ اتار دیا ہے جس نے آپ کی پیٹھ کو بوجھل کر دیا تھا اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ. (الفتح:2)

تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کی گناہوں کی مغفرت فرمادے۔"

بزار رحمۃ اللہ علیہ بہ سند جید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ میری وجہ سے میرے اگلوں پچھلوں کی مغفرت کر دی گئی۔ میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔ میری امت کو بہترین امت بنایا گیا۔ ساری زمین کو میرے لئے مسجد اور حصول طہارت کا ذریعہ بنایا گیا۔ مجھے کوثر سے نوازا گیا اور رعب کے ساتھ میری مدد فرمائی گئی۔ قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تمہارا یہ صاحب قیامت کے روز صاحب لواء الحمد ہو گا حضرت آدم علیہ السلام اور باقی سب انبیاء کرام اسی لواء الحمد کے نیچے ہوں گے۔"

شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ آپ کو مغفرت کی خبر دی گئی حالانکہ کسی نبی کے متعلق یہ بات منقول نہیں کہ اسے مغفرت کی خبر دی گئی ہو بلکہ ظاہر بات یہی ہے کہ کسی کو مغفرت کی خبر نہیں دی گئی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ میدان حشر میں سب انبیاء نفسی نفسی کہہ رہے ہوں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "یہ بستر اسے واپس کر دو۔" مگر میں نے واپس نہ کیا کیونکہ میرا جی چاہتا تھا کہ یہ بستر ہمارے گھر میں ہی پڑا رہے۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ نے تین بار یہی حکم دیا۔ پھر فرمایا:

رُدِّیْهِ یَا عَائِشَةُ فَوَاللّٰهِ لَوْشِئْتُ لَاَجْرَی اللّٰهُ مَعِیْ جِبَالَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ.

عائشہ! اسے واپس کر دو۔ اللہ کی قسم! اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ روانہ کر دے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ بہ سند اسحاق بن بشر، جو بیر سے، وہ ضحاک سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو فقر و فاقہ کی عار دلائی اور کہنے لگے:

مَا لِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ. (الفرقان: 7)

اس رسول کو کیا ہوا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔

تو مشرکین کی یہ گفتگو رسول اللہ ﷺ کے خاطر عاطر پر گراں گزری۔ فوراً جبریل امین حاضر خدمت ہوئے اور کہا: آپ کا رب کریم آپ کو سلام فرماتا ہے اور (آپ کی تسلی واطمینان کی خاطر) وہ ارشاد فرما رہا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَیَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ. (الفرقان:20)

اور ہم نے آپ سے پہلے رسول نہیں بھیجے مگر وہ سب کھانا کھایا کرتے اور بازاروں میں چلا پھرا کرتے تھے۔

پھر خازن جنت "رضوان" حاضر خدمت ہوئے۔ ان کے ساتھ نور کا ایک توڑا تھا جس کی روشنی جگمگا رہی تھی۔ رضوان نے کہا:

هٰذِهٖ مَفَاتِیْحُ خَزَائِنِ الدُّنْیَا.

یہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل امین کی طرف دیکھا جیسے ان سے مشورہ طلب فرما رہے ہوں۔ حضرت جبریل امین نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر لگایا۔ گویا وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ عاجزی اختیار فرمائیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا: "اے رضوان! مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔" آواز آئی: "نگاہ اٹھائیے۔" حضور ﷺ نے اوپر دیکھا تو آسمانوں کے دروازے

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو یعلی، ابن حبان اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آیت کریمہ:

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ.

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جبریل امین نے مجھ سے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِذَا ذُكِرۡتُ ذُكِرۡتَ مَعِيۡ.

اے محبوب! جب مجھے یاد کیا جائے گا، میرے ساتھ تمہیں بھی یاد کیا جائے گا۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت مذکورہ کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کا ذکر بلند فرما دیا۔ کوئی خطیب، کلمہ گو یا نمازی ایسا نہیں جو یہ نہ کہتا ہو:

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جن آسمانی امور کے متعلق مجھے حکم فرمایا تھا، جب میں ان سے فارغ ہوا تو عرض کی۔ اے رب کریم! گزشتہ سارے انبیاء کو تو نے عزت و عظمت عطا فرمائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں کو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا اور شیاطین کو مسخر فرمایا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مردوں کو زندہ فرما دیا۔ تو نے مجھے کونسی فضیلت عطا فرمائی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کیا میں نے آپ کو ان تمام سے افضل چیز نہیں عطا فرمائی۔ وہ یہ کہ جہاں میرا ذکر ہو گا وہاں میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہو گا۔ میں نے آپ کی امت کے سینوں کو انجیلیں بنا دیا ہے یعنی وہ زبانی قرآن پاک کی تلاوت کریں گے۔ یہ شان میں نے کسی امت کو عطا نہیں فرمائی۔ میں نے آپ پر عرش کے خزانوں سے ایک کلمہ نازل کیا، جو یہ ہے لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ."

حدیث اسراء میں یہ ذکر ہو چکا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کی ان الفاظ میں حمد و ثنا کی:

فصل

حضور ﷺ کو امور خمسہ کا علم بھی عطا فرمایا گیا

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کو امور خمسہ کا علم بھی دیا گیا (یعنی وہ پانچ امور جن کا ذکر آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ میں موجود ہے) علاوہ ازیں حضور ﷺ کو قیامت کے وقت کا اور روح کا علم بھی عطا فرمایا گیا مگر آپ کو یہ حکم دیا گیا کہ ان علوم کو مخفی رکھیں۔

باب

زمین کو لپیٹ دینا

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کی خاطر زمین کو لپیٹ دیا جاتا تھا۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ رات کو خالی پیٹ سوتے مگر صبح ہوتی تو شکم سیر ہوتے۔ قوت و طاقت میں کوئی بھی آپ پر غالب نہ ہوتا تھا۔ جب آپ حصول طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی میسر نہ ہوتا تو آپ اپنی مبارک انگلیوں کو پھیلا دیتے جن سے پانی جاری ہو جاتا۔ اس طرح حضور ﷺ اس پانی سے طہارت حاصل فرما لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس میں محبوبیت، خُلّت اور کلام جیسی صفات جمع فرما دی تھیں۔ رب کریم نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو اس مقام رفیع پر شرف کلام بخشا جہاں تک نہ کسی مقرب فرشتے کی رسائی ہے اور نہ کسی نبی مرسل کی۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ کی خاطر زمین کو لپیٹ دیا جاتا تھا۔

باب

شرح صدر، رفع ذکر، وعدۂ مغفرت اور مخصوص آیات اور سورتوں کا عطا ہونا

حضور نبی کریم ﷺ کی چند دیگر خصوصیات یہ ہیں۔ آپ ﷺ کے سینۂ اقدس کو کشادہ فرمایا گیا۔ آپ ﷺ سے وہ بوجھ اتار دیا گیا جو آپ کی پیٹھ کو گراں بار کر رہا تھا۔ آپ ﷺ کے ذکر کو ایسی رفعت ملی کہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ملا دیا گیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ حین حیات میں وعدۂ مغفرت فرمایا گیا۔ آپ کو رب تعالیٰ نے اپنا حبیب، تمام اولاد آدم کا سردار اور

آخر میں مبعوث کیا۔ میں نے آپ کو سبع مثانی یعنی سورۂ فاتحہ عطا کی، جو آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی۔ میں نے آپ کو عرش کے خزانے سے سورۂ بقرہ کی آخری آیات عطا فرمائیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں فرمائی گئیں اور میں نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میرے رب نے مجھے چھ باتوں میں فضیلت عطا فرمائی ہے۔ ایک ماہ کی مسافت پر میرے دشمن کے دل میں میرا رعب ڈال دیا گیا۔ مال غنیمت کو میرے لئے حلال کیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا۔ ساری زمین کو میرے لئے مسجد اور حصول طہارت کا ذریعہ بنایا گیا۔ مجھے فواتح الکلام اور جوامع الکلام سے نوازا گیا اور میری امت کو مجھ پر پیش کیا گیا۔ کوئی تابع و متبوع مجھ سے مخفی نہ رہا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آج رات اس حجرے کے پاس میری امت کے اولین و آخرین کو مجھ پر پیش کیا گیا۔" انہوں نے عرض کی: "حضور ﷺ! جو لوگ پیدا ہو چکے ہیں ان کے پیش ہونے کی سمجھ تو آتی ہے مگر وہ لوگ کس طرح پیش ہوئے جن کو ابھی تک پیدا ہی نہیں کیا گیا؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "انہیں متشکل صورت میں میرے سامنے لایا گیا۔ جس طرح تم ایک دوسرے کو پہچانتے ہو، میں نے ان کو اس سے بھی بہتر طریقے سے پہچان لیا۔"

دارقطنی اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ (الاوسط میں) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھ پر ایک ایسی آیت اتاری گئی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد میرے علاوہ کسی نبی پر نہیں اتاری گئی۔ وہ آیت یہ ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ اس آیت سے غافل ہیں جو حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے علاوہ صرف حضور نبی کریم ﷺ پر نازل کی گئی۔ وہ آیت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے۔

ابو عبید اور ابن ضریس رحمہما اللہ تعالیٰ "فضائل القرآن" میں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "آیت الکرسی تمہارے نبی پاک ﷺ کو اس خزانے سے عطا فرمائی گئی جو عرش کے نیچے ہے اور حضور ﷺ سے پہلے یہ آیت کسی کو عطا نہیں فرمائی گئی۔"

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں آیت فتح کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی ایسی خصوصیت ہے جس میں آپ کا کوئی ہم پلہ نہیں۔

طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنے پروردگار سے ایک سوال کیا تھا۔ اب میں سوچتا ہوں کاش وہ سوال نہ کیا ہوتا۔ میں نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی: اے میرے پروردگار! مجھ سے پہلے کئی رسول ہو گزرے ہیں۔ بعض مردوں کو زندہ کرتے تھے اور بعض کے لئے ہوا کو مسخر کیا گیا (مجھے تو نے کون سی شان بخشی ہے؟) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَلَمْ أَجِدْكَ يَتِيمًا فَاوَيْتُكَ. أَلَمْ اَجِدْكَ ضَآلًا فَهَدَيْتُكَ. أَلَمْ أَجِدْكَ عَائِلاً فَأَغْنَيْتُكَ. أَلَمْ اَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْتُ عَنْكَ وِزْرَكَ. أَلَمْ أَرْفَعْ لَكَ ذِكْرَكَ؟

کیا میں نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر اپنی آغوش رحمت میں جگہ دی۔ کیا میں نے آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ نہیں پایا پھر آپ کو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ کیا میں نے آپ کو اپنا حاجت مند نہیں پایا پھر آپ کو غنی کر دیا کیا میں نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا اور آپ سے بھاری بوجھ اتار نہیں دیا۔ کیا میں نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند نہیں کیا؟

میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ محبت بھرا کلام سنا تو عرض کیا:

بَلٰى يَا رَبِّ. ”کیوں نہیں۔ اے رب کریم! تو نے مجھے یہ سارے کمالات عطا فرمائے ہیں۔“

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ضجنان کے مقام پر تھے۔ میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ پر ایک خاص سورت نازل ہوئی ہے۔ میں بھی تیز تیز چلنے لگا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ یہ تلاوت فرما رہے تھے:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُّبِيناً. (الفتح:1)

یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے۔

جبریل امین یہ آیات کریمہ لائے اور حضور ﷺ کو مبارکباد دی۔ جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ حضرت جبریل امین نے حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا ہے تو وہ بھی آپ کو مبارکباد دینے لگے۔

فرما۔ تو ہمارا مالک ہے تو کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

ان تین آیات کے علاوہ چوتھی آیت "آیت الکرسی" ہے۔

احمد، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ (شعب میں) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "سورۂ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے والے خزانے سے مجھے عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔"

احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی روایت مرفوعاً نقل کی ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "آمن الرسول سے لے کر سورۂ بقرہ کے آخر تک جو دو آیتیں ہیں ان کے معانی میں بار بار غور کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی پاک ﷺ کو (ان آیات کے عطا کرنے کے لئے) خصوصی طور پر منتخب فرمایا۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات مجھے عرش کے نیچے سے عطا کی گئیں اور مفصل (سورتیں) بھی اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہیں۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ کے پاس ایک فرشتہ آیا اور عرض کیا: "آپ کو دو نور عطا ہونے کی مبارکباد! یہ نور کسی نبی کو عطا نہیں کئے گئے یعنی سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے تورات کی بجائے سبع طوال، زبور کی بجائے مئین، اور انجیل کی بجائے مثانی (سورۂ فاتحہ) سے نوازا گیا اور مجھے مفصل کے ساتھ فضیلت دی گئی۔"

ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت کریمہ "وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ." (بے شک ہم نے آپ کو سبع مثانی سے نوازا ہے) کی تفسیر میں فرمایا کہ ان سے مراد سبع طوال ہیں جو صرف نبی پاک ﷺ کو ہی عطا کی گئیں جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے صرف دو دی گئیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سبع مثانی اور طوال سورتیں عطا کی گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان میں سے صرف چھ عطا کی گئیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَ کَافَّةً لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِیْهِ تِبْیَانُ کُلِّ شَیْءٍ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ اُمَّةً وَّسَطًا وَجَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَهُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیْ ذِکْرِیْ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَخَاتِمًا.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر اور سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ جس نے مجھ پر فرقان حمید نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔ جس نے میری امت کو بہترین امت بنایا اور اسے لوگوں کے نفع و ہدایت کے لئے پیدا کیا گیا۔ جس نے میری امت کو درمیانی امت بنایا، اولین و آخرین کو میری امت میں شامل فرمایا، میرا سینہ کشادہ فرمایا، میرا بوجھ اتارا، میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتح و خاتم بنایا۔

یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: "اسی وجہ سے حضرت محمد ﷺ تم پر فضیلت لے گئے ہیں۔"

اسی حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: سَلْ "اے محبوب! مانگ لو۔" حضور ﷺ نے عرض کی: "تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور انہیں ملک عظیم عطا فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف بخشا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ ان کے لئے لوہے کو نرم کیا اور پہاڑوں کو مسخر کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی ملک عظیم عطا فرمایا اور ان کے لئے جن و انس، ہوا اور شیاطین کو مسخر کیا بلکہ انہیں ایسی بادشاہی عطا فرمائی جو ان کے بعد کسی کو زیبا نہیں۔ تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا فرمائی اور انہیں ایسا مسیحا بنایا کہ وہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا بخش دیتے تھے۔ تو نے انہیں اور ان کی والدہ کو شیطان مردود سے ایسی پناہ عطا فرمائی کہ اسے ان پر کچھ قابو نہ رہا۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فرمایا: "میں نے آپ کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ اس مقام خُلّت کا تذکرہ تورات میں حبیب الرحمٰن کے الفاظ کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ میں نے آپ کو سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا ہے۔ اولین و آخرین کو آپ کی امت بنایا ہے۔ آپ کی امت کا کوئی خطبہ اس وقت تک سند جواز حاصل کر ہی نہیں سکتا جب تک اس میں وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور سب سے

باب

اللہ تعالیٰ کے خطاب فرمانے کا منفرد انداز

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات اقدس کو جب مخاطب فرمایا تو دیگر انبیاء کرام کے مقابلے میں انداز خطاب بالکل منفرد تھا۔ مثلاً:

حضرت داؤد علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰه. (صٓ:26)

اور ہوائے نفس کی پیروی نہ کیا کرو۔ وہ تمہیں راہ خدا سے بہکادے گی۔

اور حضور نبی پاک ﷺ کے متعلق فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. (النجم:3)

اور وہ تو اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔

اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھا کر حضور نبی کریم ﷺ کی ذات سے خواہش نفس کی نفی فرمائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمان الٰہی ہے:

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ. (الشعراء:21)

تو میں بھاگ گیا تھا تمہارے ہاں سے جبکہ میں تم سے ڈرا۔

اور حضور نبی رحمت ﷺ کے متعلق فرمایا:

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ. (الانفال:30)

یاد کرو جب وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا آپ کے بارے میں خفیہ تدبیریں کر رہے تھے تاکہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو شہید کر دیں یا آپ کو جلاوطن کر دیں۔ وہ بھی خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر فرما رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ہجرت کو بہترین الفاظ کے ساتھ کنایۃً بیان فرمایا۔ مزید برآں آپ کے لئے فرار کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ آپ کے دشمنوں نے آپ کو نکالا۔ فرمان الٰہی ہے:

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو چار ایسی آیات عطا فرمائی گئیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا نہیں فرمائی گئیں تین آیات یہ ہیں:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ. كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ. لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا. رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا. رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ. (البقرہ: 284 تا 286)

اللہ ہی کی ملکیت میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے، تم اس کو ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ سو جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جس کو چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (ہمارے) رسول اس (کلام) پر ایمان لائے جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا اور مومن (بھی ایمان لائے) اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر سب (یہ کہتے ہوئے) ایمان لائے کہ ہم (ایمان لانے میں) ان رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش کے طالب ہیں اور (ہمیں) تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔ جو اس نے نیک کام کیے، ان کا نفع (بھی) اس کے لئے ہے اور جو اس نے برے کام کیے ان کا نقصان (بھی) اس کے لئے ہے۔ اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے غلطی ہو جائے تو ہماری گرفت نہ کرنا۔ اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بھاری بوجھ نہ ڈالنا جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا۔ اے ہمارے رب! ہم پر ان احکام کا بوجھ نہ ڈالنا جن کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہمیں معاف فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم

خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. (المجادلہ:13)

کیا تم (اس حکم سے) ڈر گئے کہ تمہیں سرگوشی سے پہلے صدقہ دینا چاہئے۔ پس جب تم ایسا نہیں کرسکے تو اللہ نے تم پر نظر کرم فرمائی پس (اب) تم نماز صحیح صحیح ادا کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو اور جو تم کرتے رہتے ہو، اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

سعید بن منصور، حضرت مجاہد رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں: "حکم یہ تھا کہ جو کوئی حضور نبی کریم ﷺ سے سرگوشی کرے وہ ایک دینار صدقہ کرے۔ سب سے پہلے حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حکم پر عمل فرمایا۔" بعد ازاں یہ رخصت نازل ہوگئی:

فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ. (المجادلہ:13)

پس جب تم ایسا نہیں کرسکتے تو اللہ نے تم پر نظر کرم فرمائی۔

باب

اطاعت رسول ﷺ کی فرضیت

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ایک امتیازی شان یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اطاعت کو سب پر مطلقاً فرض قرار دیا۔ حضور ﷺ کی اطاعت فرض ہونے میں نہ کوئی شرط ہے اور نہ کوئی استثناء۔ فرمان الٰہی ہے:

وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (الحشر:7)

اور رسول کریم جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ. (النساء:80)

اور جس نے رسول کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے قول و فعل کی اطاعت مطلقاً بلا استثناء واجب قرار دی۔ فرمان الٰہی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (الاحزاب:21)

بے شک تمہاری رہنمائی کے لئے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔

اور اپنے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء کے معاملے میں استثناء فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِیْ کی تفسیر میں فرمایا کہ سبع طوال میں سے چھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئیں پھر جب آپ نے الواح (تورات کی تختیوں) کو پھینکا تو دو گم ہو گئیں اور چار باقی رہ گئیں۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمان الٰہی سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِیْ کے تحت فرمایا: ''یہ ایسی آیات ہیں جو صرف تمہارے نبی ﷺ کے لئے ذخیرہ کی گئیں۔ حضور ﷺ کے علاوہ کسی نبی کے لئے ذخیرہ نہیں کی گئیں۔''

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (شعب الایمان میں) اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجی و کلیم اور مجھے اپنا حبیب بنایا پھر فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں اپنے خلیل اور کلیم پر اپنے حبیب کو فوقیت دوں گا۔''

عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہما (زوائد الزہد میں) اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مُوْسٰی صَفِیُّ اللّٰهِ وَأَنَا حَبِیْبُ رَبِّهٖ.

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے صفی (برگزیدہ) ہیں اور میں ان کے رب کا حبیب ہوں۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ (المعرفہ میں) حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک ایک بادل سا دکھائی دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایک فرشتے نے مجھے سلام کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ وہ میری ملاقات کے لئے رب کریم سے مسلسل اجازت مانگتا رہا۔ اب اسے اجازت ملی ہے کہ جا کر میرے حبیب کو یہ بشارت دے دو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ سے زیادہ قدر و منزلت کسی کو حاصل نہیں۔''

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز و مکرم ہوں گے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت و کرامت والے ابوالقاسم ﷺ ہوں گے۔''

بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. (التوبہ:1)

یہ قطع تعلق (کا اعلان) ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. (التوبہ:3)

اور اعلان عام ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔

اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ. (الانفال:24)

لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. (الاحزاب:36)

اور جو نافرمانی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی۔

شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. (الانفال:13)

انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. (الانفال:13)

اور جو مخالفت کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی۔

وَمَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. (التوبہ:63)

اور جو مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی۔

وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً.

(توبہ:16)

اور جنہوں نے اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے بغیر کسی کو اپنا محرم راز نہیں بنایا۔

يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. (المائدہ:33)

وہ جنگ کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے۔

مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ. (التوبہ:29)

جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے۔

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ. (الانفال:1)

آپ فرمایئے غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ. (الانفال:41)

تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے اور رسول کے لئے ہے۔

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ. (النساء:59)

اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا.

جب کفار نے ان کو نکالا۔

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْ اَخْرَجَتْكَ. (محمد:13)

اور بہت سی ایسی بستیاں تھیں جو قوت و شوکت میں تمہاری اس بستی سے کہیں زیادہ تھیں جس (کے باشندوں) نے آپ کو نکال دیا۔

مذکورہ آیتوں میں حضور ﷺ کی ہجرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اِخْرَاج (نکال دینا) کا لفظ استعمال فرمایا اور فرار کا لفظ استعمال نہ فرمایا کیونکہ فرار ہونے میں تنقیص شان کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

باب

سرگوشی سے پہلے صدقہ کا وجوب

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے ساتھ سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ یہ حکم کسی دوسرے نبی کے متعلق نازل نہیں ہوا۔ فرمان الٰہی ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً.

اے ایمان والو! جب تم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تنہائی میں بات کرنا چاہو تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ بات نقل کی ہے کہ مسلمانوں نے حضور ﷺ سے مسائل پوچھنے کا سلسلہ اتنا دراز کر دیا کہ ان کا یہ طرز عمل آپ کو گراں گزرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کی یہ پریشانی دور فرمانے کے لئے یہ حکم نازل فرمادیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ کرنا ضروری ہے۔ جب لوگ صدقہ کی ادائیگی میں پس و پیش کرنے لگے اور حضور ﷺ سے مسائل دریافت کرنے سے رک گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ فرما کر لوگوں کے لئے آسانی پیدا فرمادی جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقٰتٍ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاللّٰهُ

اس لئے ہم نے قرآن کو آپ کی زبان میں اتار کر آسان کر دیا ہے۔

دستِ اقدس اور گردن مبارک

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً إِلٰى عُنُقِكَ. (الاسراء:29)

اور اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کے ارد گرد بندھا ہوا نہ بنالو۔

سینہ اقدس اور پشتِ انور

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِىْ أَنْقَضَ ظَهْرَكَ.

(الانشراح:1 تا3)

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ اتار دیا ہے جس نے آپ کی پیٹھ کو بوجھل کر دیا تھا۔

قلبِ اَطہر

نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ. (البقرہ:97)

اس نے آپ کے دل پر قرآن اتارا۔

اخلاقِ عالیہ

وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ. (القلم:4)

اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔

باب

چار وزراء

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت بزار اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے چار وزراء کے ذریعے میری مدد فرمائی ہے۔ دو وزیر آسمان والوں میں سے ہیں یعنی حضرات جبریل اور میکائیل علیہما السلام اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں یعنی حضرات ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔"

ابن ماجہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

فرمان ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ.

بے شک ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے (برملا) کہہ دیا کہ ہم تم سے اور ان معبودوں سے بیزار ہیں جن کی تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو۔ ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض پیدا ہو گیا ہے یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لاؤ۔ مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا مستثنیٰ ہے کہ میں ضرور تمہارے لئے مغفرت طلب کروں گا اور میں اللہ کے سامنے تمہارے لئے کسی نفع کا مالک نہیں ہوں۔(1)

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور علیہ ﷺ کا نام

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور سید المرسلین ﷺ کی یہ بھی امتیازی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنی اطاعت و معصیت، فرائض واحکام اور وعدہ و وعید وغیرہ کے موقع پر اپنے نام پاک کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے نام پاک کو بھی ملا دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کی خصوصی عزت افزائی ہے۔ آیات کی تفصیل درج ذیل ہے:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ. (المائدہ:92)

اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کریم ﷺ کی۔

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ. (المجادلہ:13)

اور اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کرتے رہتے ہو۔

وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ. (التوبہ:71)

اور وہ اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔

1۔ پہلے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی اور ان کا طرز عمل تمہارے لئے ایک بہترین نمونہ ہے۔ اس کی تمہیں اقتداء کرنی چاہئے۔ یہاں سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ایک بات ایسی ہے جس کی تمہیں اقتداء نہیں کرنی چاہئے وہ یہ کہ انہوں نے اپنے کافر باپ کی مغفرت کے لئے دعا مانگی۔ تمہیں ایسا کرنا جائز نہیں۔ (ضیاءالقرآن جلد پنجم صفحہ نمبر 197)

لَا تَجْمَعُوْا بَيْنَ اِسْمِيْ وَكُنْيَتِيْ أَنَا اَبُو الْقَاسِمِ اَللّٰهُ يُعْطِيْ وَأَنَا أُقْسِمُ.

میرے نام اور کنیت کو ملا کر تم اپنے لئے اختیار نہ کیا کرو۔ میں ابوالقاسم ہوں۔ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو عمرہ انصاری سے اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَجْمَعُوْا بَيْنَ اِسْمِيْ وَكُنْيَتِيْ.

تم میرے نام اور کنیت کو جمع نہ کرو۔

احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ بقیع میں تشریف فرما تھے کہ کسی نے پکارا يَا اَبَا الْقَاسِمِ! حضور نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس نے عرض کی۔ میں نے آپ کو آواز نہیں دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سَمُّوْا بِاِسْمِيْ وَلَا تَكَنُّوْا بِكُنْيَتِيْ.

تم میرے نام پر اپنے نام تو رکھا کرو مگر میری کنیت اختیار نہ کیا کرو۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ اس نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھ دیا۔ دیگر انصاریوں کو پتہ چلا تو انہیں اس پر سخت غصہ آیا اور کہنے لگے۔ ہم حضور نبی کریم ﷺ سے مسئلہ دریافت کریں گے۔ جب یہ بات حضور ﷺ کے سامنے عرض کی گئی تو آپ ﷺ نے انصاریوں کے جذبہ محبت کی قدر کرتے ہوئے فرمایا: "انصاریوں نے بڑا اچھا کیا ہے۔" بعد ازاں مسئلہ سمجھایا اور ارشاد فرمایا:

تَسَمُّوْا بِاِسْمِيْ وَلَا تَكَنُّوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أُقْسِمُ بَيْنَكُمْ.

میرے نام پر اپنے نام رکھا کرو اور میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھا کرو۔ میں قاسم ہوں اور (اپنے رب کے خزانوں کو) تمہارے مابین تقسیم کرتا ہوں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی آدمی کے لئے ابوالقاسم کنیت رکھنا جائز نہیں خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ حضور ﷺ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا مکروہ ہے یعنی کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ آپ ﷺ کا نام اور کنیت دونوں اختیار کرے لیکن یہ جائز ہے کہ وہ حضور ﷺ کے نام پر صرف اپنا نام رکھ لے یا صرف حضور ﷺ کی

تو لوٹا دو اسے اللہ اور رسول (کے فرمان) کی طرف۔

مَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ. (التوبہ:59)

جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں دیا۔

سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ. (التوبہ:59)

عطا فرمائے گا ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔

اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ. (التوبہ:74)

انہیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل و کرم سے غنی کر دیا۔

کَذَبُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ. (التوبہ:90)

انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا۔

اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ. (الاحزاب:37)

اس پر اللہ نے بھی احسان فرمایا اور آپ نے بھی احسان فرمایا۔

باب

اعضاء مبارکہ کا تذکرہ

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ ﷺ کے اعضاء مبارکہ کا الگ الگ تذکرہ فرمایا ہے۔ چند آیات قرآنی درج ذیل ہیں:

رُخِ پر نور

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِكَ فِی السَّمَآءِ. (البقرہ:144)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا منہ کرنا آسمان کی طرف۔

چشمانِ مقدس

لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ. (الحجر:88)

اپنی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے۔

زبانِ فیض ترجمان

فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰہُ بِلِسَانِكَ. (مریم:97)

بھلا بھی کہتے ہو۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

إِذَا سَمَّيْتُمْ مُحَمَّدًا فَلَا تَضْرِبُوْهُ وَلَا تَحْرِمُوْهُ.

جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو تو نہ اسے مارو اور نہ کسی چیز سے محروم کرو۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلَاثَةٌ فَلَمْ يُسَمِّ اَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ.

جس شخص کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے اور اس نے کسی ایک کا نام بھی محمد نہ رکھا تو اس نے بڑی زیادتی کی۔

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ابن ابی فدیک رحمۃ اللہ علیہ، جہم بن عثمان سے، وہ ابن جشیب سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَسَمّٰى بِاِسْمِىْ يَرْجُوْ بَرَكَتِىْ غَدَتْ عَلَيْهِ الْبَرَكَةُ وَرَاحَتْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جس نے میرا نام اس امید پر رکھا کہ وہ میرے نام کی برکتوں کو پالے تو اس پر یقیناً برکت و سعادت سایہ فگن ہو گی بلکہ برکتوں کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

باب

حضور ﷺ کے نام کا وسیلہ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تاریخ میں)، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (الدلائل والدعوات میں) اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ (المعرفہ میں) حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص حضور نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: "آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے بینائی عطا فرمادے۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر تیری مرضی ہو تو اس تکلیف کا اجر آخرت میں پالینا اور یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے

کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ چلتے تو صحابہ کرام آپ کے آگے چلتے تھے اور پیچھے کی جانب فرشتوں کی خاطر چھوڑ دیتے تھے۔

حاکم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کو سات رفیق عطا فرمائے گئے جبکہ مجھے چودہ رفقاء سے نوازا گیا۔'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کے چودہ رفقاء کون کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں، حضرت حمزہ، میرے دو بیٹے، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت مقداد، حضرت سلمان، حضرت عمار، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔''

اہل بیت کے لئے حضور ﷺ کی دعا

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ (المؤتلف میں) حضرت امام جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جتنے بھی انبیاء کرام ہو گزرے ہیں سبھی نے اپنے گھر والوں کے لئے کوئی نہ کوئی مقبول و مستجاب دعا ضرور چھوڑی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے خاندان میں دو مستجاب دعائیں چھوڑی ہیں۔ ایک دعا مشکلات و مصائب ٹالنے کے لئے ہے اور دوسری دعا حاجات اور مرادیں پانے کے لئے ہے۔ مصیبتوں کو ٹالنے والی دعا یہ ہے:

يَا دَائِمًا لَمْ يَزَلْ يَا اِلٰهِيْ وَيَا اِلٰهَ آبَائِيْ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

اور حصول حاجات کی دعا یہ ہے:

يَامَنْ يَّكْفِيْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يَكْفِيْ مِنْهُ شَيْءٌ يَااَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ.

باب

ابوالقاسم کی کنیت رکھنے کی ممانعت

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ آپ ﷺ کی کنیت اختیار کرے بلکہ ایسا کرنا حرام ہے۔ بعض نے حضور ﷺ کے نام پر نام رکھنے کی کو بھی ناجائز کہا ہے (مگر یہ صحیح نہیں جیسا کہ ذیل میں دی گئی احادیث سے معلوم ہو جائے گا)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ دعامانگ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے جانا۔ میں بھی وہاں آ جاؤں گا۔
اس آدمی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت پر فوراً عمل کیا اور سیدھا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر چلا گیا۔ دربان نے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اندر لے گیا اور آپ کے ساتھ چٹائی پر بٹھا دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں تمہاری حاجت پر غور کروں گا۔'' پھر وہ آدمی آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر آیا تو اس کی ملاقات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہو گئی۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ پہلے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری حاجت کو در خور اعتناء ہی نہیں سمجھتے تھے مگر آج میں نے ان سے براہ راست گفتگو کی ہے اور اپنی حاجت پیش کی ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضور نبی پاک ﷺ کے زمانے میں ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ ایک نابینا شخص نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر بینائی ضائع ہو جانے کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم صبر سے کام نہیں لو گے؟'' اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرا کوئی رہبر نہیں۔ اس لئے بڑی دشواری کا سامنا ہے۔ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا۔ وضو کی جگہ چلے جاؤ اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر یہ دعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّیْ فَيُجْلِيَ لِیْ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ وَشَفِّعْنِیْ فِیْ نَفْسِیْ .

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو کہ نبی رحمت ہیں، تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ اے محمد ﷺ میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں تاکہ وہ میری آنکھوں کو روشن فرمادے۔ یا اللہ! حضور نبی کریم ﷺ کی سفارش میرے حق میں قبول فرما اور میری دعا کو میرے لئے شرف قبولیت سے نواز دے۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ابھی ہم وہاں ہی تھے کہ وہ شخص حضور ﷺ کے فرمان پر عمل کر کے واپس آیا تو اس کی بینائی لوٹ آئی تھی اور یوں محسوس ہو رہا تھا گویا اسے کبھی تکلیف تھی ہی نہیں۔''

شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''چاہئے کہ یہ بات صرف حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک تک محدود رہے کیونکہ آپ

کنیت اختیار کرلے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ کی کنیت اختیار کرنے کی ممانعت صرف آپ کی حیات طیبہ کے ساتھ مختص تھی۔ اب ایسی کوئی ممانعت نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنے سے منع کرنے کا سبب یہ تھا کہ جب کوئی یہ کنیت کسی اور کے لئے پکارتا تو حضور ﷺ خیال فرماتے کہ شاید مجھے آواز دے رہا ہے اور آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ اس طرح بلاوجہ حضور ﷺ کو تکلیف پہنچتی تھی۔ مگر اب یہ علت ختم ہو گئی ہے۔ لہٰذا اب حضور ﷺ کی کنیت اختیار کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

شیخ سراج الدین بن ملقن رحمۃ اللہ علیہ (الخصائص میں) فرماتے ہیں کہ چند علماء نے اس مسئلے میں سخت نقطہ نظر اپنایا ہے۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے نام پاک پر اپنا نام رکھنے کو ممنوع قرار دیا ہے خواہ کنیت کچھ بھی ہو۔ علماء کا یہ قول شیخ زکی الدین منذری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمام لڑکوں کو اپنے پاس بلالیا جن کا نام محمد تھا۔ انہیں گھر کے اندر لے گئے تاکہ ان کے نام تبدیل کر دیئے جائیں۔ اتنے میں لڑکوں کے باپ آ پہنچے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس بات پر گواہیاں پیش کیں کہ اکثر بچوں کا نام خود رسول اللہ ﷺ نے محمد رکھا ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی بات پر پورا یقین آ گیا تو آپ نے انہیں واپس جانے کی اجازت دے دی۔ ابو بکر کہتے ہیں کہ ان لڑکوں میں میرے والد صاحب بھی تھے۔

باب

محمد نام رکھنے کی فضیلت

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کے نام پر نام رکھنا باعث فضیلت ہے۔ پھر اس نام کی تعظیم و توقیر کرنا بھی واجب ہے۔

بزار، ابن عدی، ابویعلی اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تُسَمُّوْنَ اَوْلَادَکُمْ مُحَمَّدًا ثُمَّ تَلْعَنُوْنَهُمْ.

(بڑی حیرت کی بات ہے کہ) تم اپنے بچوں کا نام تو محمد رکھ دیتے ہو مگر پھر انہیں برا

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا. وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا.

(الاحزاب:30,31)

اے نبی کریم کی بیبیو! جس کسی نے تم میں سے کھلی ہوئی بیہودگی کی تو اس کے لئے عذاب کو دو چند کر دیا جائے گا اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے اور جو تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمان بردار بنی رہی اور نیک عمل کرتی رہی تو ہم اس کو اس کا اجر بھی دو چند دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت والی روزی تیار کر رکھی ہے۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں میں سے بہترین عورتیں مریم اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔"

حارث بن ابو اسامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زمانہ کی عورتوں سے افضل اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زمانہ کی عورتوں سے افضل ہیں۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں سوائے ان کے جو مریم بنت عمران کی نسل سے ہوں۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ اِنَّ اللّٰهَ يَغْضِبُ لِغَضَبِكِ وَيَرْضٰى لِرِضَاكِ.

اے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! تیرے ناراض ہونے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور تیرے راضی ہونے سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ فَاطِمَةَ حَصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَهَا اللّٰهُ وَذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ.

فاطمہ نے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی اولاد

لیکن اگر تمہیں بینائی ہی مطلوب ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔" اس نے عرض کی: "حضور ﷺ! دعا فرمائیں۔" حضور ﷺ نے فرمایا: پہلے اچھی طرح وضو کرلو پھر دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰى رَبِّیْ فِی حَاجَتِیْ هٰذِهٖ فَيَقْضِيَهَا لِیْ. اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ.

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی حضرت محمد ﷺ جو کہ نبی رحمت ہیں، کا وسیلہ پیش کرتے ہوئے تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ اے محمد ﷺ میں آپ کا وسیلہ لے کر اپنے رب کریم کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی یہ حاجت پیش کرتا ہوں تا کہ وہ اسے پورا فرمادے۔ اے اللہ! میرے متعلق حضور ﷺ کی سفارش قبول فرما۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ شخص نے حسب ارشاد عمل کیا اور جب دعا مانگ کر اٹھا تو بینا ہو چکا تھا۔

بینائی کا لوٹ آنا

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ (المعرفہ میں) حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کسی کام کے سلسلے میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بار بار آتا تھا مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ اس کی طرف توجہ فرماتے اور نہ اس کی حاجت کو درخور اعتناء سمجھتے تھے۔ اس کی ملاقات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو اپنی یہ پریشانی بیان کی۔ انہوں نے کہا وضو کی جگہ چلے جاؤ اور وضو کرلو پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کرو اور آخر میں یہ دعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰى رَبِّیْ فَيَقْضِیَ حَاجَتِیْ.

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی حضرت محمد ﷺ جو کہ نبی رحمت ہیں، کا وسیلہ لے کر تیری بارگاہ کا رخ کرتا ہوں۔ اے محمد ﷺ میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب سے التجا کرتا ہوں کہ وہ میری حاجت کو پورا فرمادے۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ. (الزمر:65)

اگر (بفرض محال) آپ نے بھی شرک کیا تو آپ کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

حالانکہ حضور ﷺ کے علاوہ باقی لوگوں کے متعلق یہ حکم ہے کہ ان کے اعمال تب ضائع سمجھے جائیں گے جب ان کو کفر پر موت آئے (یعنی مرنے سے پہلے توبہ کے ذریعے ان کی معافی ممکن ہے)۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا. اِذًا لَّاَ ذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُلَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا.

(الاسراء:75,76)

اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو آپ ان کی طرف کچھ نہ کچھ ضرور مائل ہو جاتے (بفرض حال اگر آپ ایسا کرتے) تو اس وقت ہم آپ کو دوگنا عذاب دنیا میں اور دوگنا عذاب موت کے بعد چکھاتے۔ پھر آپ ہمارے مقابلے میں کوئی مددگار نہ پاتے۔(1)

باب

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ "کتاب السنۃ" میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء و رسل کے علاوہ تمام جہان والوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور میرے صحابہ میں سے چار کو چن لیا ہے یعنی حضرات ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اگرچہ میرے تمام صحابہ خیر و برکت والے ہیں مگر ان چار کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی عظمت عطا فرمائی ہے۔ میری امت کو بھی اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں پر فضیلت بخشی ہے پھر میری امت کے چار زمانوں کے لوگوں کو امت کے باقی لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ پہلے تین زمانے

1۔ان آیات کی تفسیر میں حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ضیاء القرآن جلد دوم میں علامہ زرکشی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے پاؤں کو مضبوطی سے راہ راست پر مستحکم کر دیا ہے۔ اس لئے کفار کی طرف ادنیٰ سا میلان بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ حضور سرور عالم ﷺ ان کی طرف مائل ہوں۔ لَوْلَا امتناعیہ کا تقاضا یہی ہے کہ اس کا یہ مفہوم بیان کیا جائے۔ دنیا و آخرت میں دوگنا عذاب کی وعید کے متعلق قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ اس سے حضور ﷺ کی عظمت شان کا پتہ چلتا ہے کیونکہ جتنا کوئی زیادہ عزیز ہوتا ہے اتنا ہی اس کی معمولی سے معمولی لغزش ناقابل برداشت ہوتی ہے۔

موئے دردیدہ بود کوہِ عظیم

تمام اولاد آدم کے سردار ہیں اور آپ کے علاوہ دیگر انبیاء، ملائکہ اور اولیاء کے وسیلے کو وہ مقام حاصل نہیں کیونکہ ان سب کو بارگاہ ایزدی میں وہ مقام رفیع نصیب نہیں جس سے حضور ﷺ کو نوازا گیا ہے۔ پس آپ ﷺ کے مرتبہ عالیہ کے اظہار کے لئے یہ بات صرف آپ کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔"

باب

معصوم عن الخطاء ہونا

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے خطا کا سرزد ہونا ممکن نہیں۔ جبکہ دیگر انبیاء کا معاملہ اس سے جدا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو آپ کی خطا کا ازالہ کر سکے۔ بخلاف دیگر انبیاء کے کہ ان کے بعد انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو معصوم عن الخطاء بنایا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حق بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کے اجتہاد میں بھی خطا کا کوئی امکان نہیں۔"

باب

حضور ﷺ کی صاحبزادیوں اور ازواج مطہرات کی فضیلت

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی صاحبزادیوں اور ازواج مطہرات کو دنیا کی سب عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے لئے اجر و ثواب بھی دوگنا رکھا گیا ہے اور سزا و عذاب کو بھی دوگنا مقرر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا. (الاحزاب:32)

اے نبی کی ازواج (مطہرات!) تم دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی مانند نہیں ہو اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو۔ پس ایسی نرمی سے بات نہ کرو کہ وہ (بے حیا) طمع کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہے اور گفتگو کرو تو باوقار انداز سے کرو۔

احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو ہر طرف سے ملائکہ نے گھیر رکھا ہے۔ ہر ایک راستے پر فرشتے مقرر ہیں۔ ان شہروں میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوں گے۔"

کعبہ اور عرش سے قبر نبوی کی افضلیت

مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ؟ اس بارے میں علماء کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ تاہم اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ مقدس مقام جہاں حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور ہے۔ وہ بالاجماع تمام روئے زمین سے افضل ہے بلکہ کعبہ مقدسہ سے بھی افضل ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ عرش سے بھی افضل ہے۔

باب

"وضو کی خصوصیت" کے متعلق علماء کی آراء

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے چار باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے اور میری امت کو یہ حکم ملا ہے کہ ہم نماز میں اس طرح صفیں باندھیں جس طرح فرشتے باندھتے ہیں۔ مٹی کو میرے لئے وضوء (طہارت) کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ ساری زمین کو میرے لئے مسجد بنایا گیا ہے اور غنیمت کا مال میرے لئے حلال کیا گیا ہے۔"

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیحین کی ایک حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ وضو کرنا اس امت کے خصائص میں سے ہے۔ حدیث پاک یہ ہے:

اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ.

میری امت کو بروز قیامت بلایا جائے گا تو وہ اس حال میں آئے گی کہ ان کے ہاتھ پاؤں اور پیشانیاں وضوء کے اثر سے چمک رہی ہوں گی۔

مگر یہ استدلال درست نہیں کیونکہ امت مصطفویہ کی خصوصیت وضوء نہیں بلکہ وضوء کی برکت سے ہاتھ پاؤں اور پیشانیوں کا چمک اٹھنا ہے۔ وضوء کو اس امت کی خصوصیت کیسے کہا جا سکتا ہے جبکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے وضوء فرما کر ارشاد فرمایا:

کو آگ پر حرام کر دیا۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات پر آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کی فضیلت کے بارے میں مندرجہ ذیل حدیث بطور دلیل پیش کی جاتی ہے:

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر شخص کے ساتھ ہوئی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہتر خاتون کے ساتھ ہوئی ہے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"چار قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں (اپنے اعمال صالحہ کا) دگنا اجر ملے گا۔ ایک تو اللہ کے رسول کی بیبیاں ہیں...... الحدیث۔"

علماء کرام فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو آخرت میں دگنا اجر دیا جائے گا۔ بعض نے کہا ہے کہ دگنے اجر کا مطلب یہ ہے کہ ایک اجر اسی دنیا میں اور دوسرا اجر آخرت میں دیا جائے گا۔

جہاں تک عذاب کے دگنا ہونے کا تعلق ہے تو اس بارے میں بھی علماء کی مختلف آراء ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک عذاب دنیا میں اور دوسرا عذاب آخرت میں ہوگا جبکہ ازواج مطہرات کے علاوہ باقی سب کو جب دنیا میں عذاب مل جائے تو انہیں آخرت کا عذاب نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ دنیا کی حدود (سخت سزائیں) گناہ کا کفارہ بن جاتی ہیں۔

مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دگنے عذاب سے مراد دنیا میں ہی دوہرا عذاب دینا ہے۔

سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ جو ازواج مطہرات پر تہمت لگائے، وہ دنیا میں دگنی سزا کا مستحق ہے یعنی ایک سو ساٹھ کوڑے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "الشفاء" میں بعض علماء کی یہ رائے نقل کی ہے کہ مذکورہ حکم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ دیگر ازواج مطہرات کے لئے ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والا واجب القتل ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ جملہ امہات المومنین پر تہمت لگانے والا اسی سزا کا مستحق ہے یعنی قتل کیا جائے گا۔

صاحب تلخیص فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا:

امت کے افراد سابقہ انبیاء کی طرح وضو کرتے وقت تین تین بار اپنے اعضاء کو دھوتے ہیں۔

باب

پانچ نمازوں کی حکمت

پوری پانچ نمازیں پڑھنا حضور ﷺ کی خصوصیت ہے۔ پانچ نمازیں فرض ہونے کی حکمت درج ذیل روایت میں بیان کی گئی ہے۔

طحاوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبید اللہ بن محمد بن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو فجر کا وقت تھا۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا کی۔ یہی نماز صبح کی نماز بن گئی۔ جب حضرت اسحاق علیہ السلام کی قربانی پیش کی گئی تو ظہر کا وقت تھا۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعت نماز پڑھی۔ اس طرح ظہر کی نماز کا تعین ہو گیا۔ جب حضرت عزیر علیہ السلام کو زندہ کیا گیا اور ان سے پوچھا گیا: "آپ کتنی دیر ٹھہرے؟" انہوں نے کہا: "ایک دن" اچانک سورج دیکھ لیا تو فوراً کہا: "یا دن کا کچھ حصہ۔" اس دن انہوں نے چار رکعت نماز ادا کی جو عصر کی نماز بن گئی۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی مغفرت ہوئی تو مغرب کا وقت تھا۔ وہ اٹھے اور انہوں نے چار رکعت نماز کی نیت باندھی۔ ابھی تین رکعتیں ہی پڑھی تھیں کہ تھک گئے اور تیسری رکعت میں بیٹھ کر نماز مکمل کر لی۔ اسی لئے مغرب کی نماز کی تین رکعتیں مقرر ہوئیں اور عشاء کی نماز سب سے پہلے ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ادا فرمائی۔

عشاء کی نماز

حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے کسی نبی نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی۔ سب سے پہلے حضور ﷺ نے نماز عشاء ادا فرمائی۔ اس بارے میں احادیث درج ذیل ہیں:۔

بخاری حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات حضور نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز میں بہت دیر فرما دی یہاں تک کہ رات کافی گزر گئی۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور نماز عشاء ادا فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حاضرین مجلس سے فرمایا:

"تمہیں بشارت ہو۔ تم پر اللہ تعالیٰ کا یہ خصوصی فضل و کرم ہے کہ اس گھڑی تمہارے علاوہ کوئی بھی نماز نہیں پڑھتا۔" یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا: "اس گھڑی تمہارے علاوہ کبھی کسی نے نماز

تو متواتر ہیں جبکہ چوتھا زمانہ علیحدہ ہے۔"

جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ سارے صحابہ بعد والے سب لوگوں سے افضل ہیں۔ خواہ بعد والوں میں سے کوئی آدمی علم و عمل کی عظمتوں تک رسائی حاصل کر لے۔

باب

نبی کریم ﷺ کی مسجد اور شہروں کی فضیلت

مسجد نبوی

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری اس مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجد حرام کے کیونکہ مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا ثواب میری مسجد میں نماز پڑھنے سے بھی سو گنا زیادہ ہے۔"

مکہ مکرمہ

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

وَاللّٰهِ اِنَّكِ لَخَيْرُ اَرْضِ اللّٰهِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ.

قسم بخدا! تو اللہ تعالیٰ کی بہترین سرزمین ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ تجھی سے پیار ہے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَخْرَجْتَنِىْ مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَىَّ فَاسْكُنِّىْ فِىْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَيْكَ.

یااللہ! تو نے مجھے میرے پسندیدہ شہر سے ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اب مجھے اس شہر میں سکونت عطا فرما جو تجھے پسند ہے۔

صحابہ کرام نے علماء بنی اسرائیل سے جو باتیں سنیں ان میں یہ بھی ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ ایسی چیزیں دی گئیں کہ ساری زندگی ان پر عمل کرنے والے کے لئے بشارت تھی کہ قیامت کے روز اس سے حساب نہ لیا جائے گا۔ وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: (1) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، (2) نماز پڑھنا، (3) صدقہ دینا، (4) روزے رکھنا، (5) اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ جبکہ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان پانچ چیزوں کے ساتھ ساتھ مزید پانچ چیزیں بھی عطا فرمائیں: (1) جمعہ، (2) سمع (حکم سننا)، (3) طاعت (اس پر عمل کرنا)، (4) ہجرت، (5) اور جہاد۔

جمعہ، قبلہ اور آمین

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (اپنی سنن میں) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انہیں (یعنی اہل کتاب کو) ہمارے ساتھ اتنا حسد کسی چیز پر نہیں جتنا جمعہ پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا اور انہیں اس سے محروم رکھایا جتنا حسد قبلہ پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا اور انہیں اس سے محروم رکھایا جتنا حسد اس آمین پر ہے جو ہم امام کے پیچھے کہتے ہیں۔''

سلام، آمین اور صف بندی

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہود کو جتنا حسد تمہارے سلام اور آمین کہنے پر ہے اتنا کسی چیز پر نہیں۔''

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (الاوسط میں) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''یہودیوں نے ان تین چیزوں سے زیادہ کسی چیز پر مسلمانوں سے حسد نہیں کیا۔ سلام کا جواب دینا، صفیں باندھنا اور فرض نماز میں امام کے پیچھے آمین کہنا۔''

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ (اپنی مسند میں) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے تین امتیازی چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں: (1) نماز میں صفیں باندھنا، (2) سلام کرنا۔ اہل جنت بھی ملاقات کرتے وقت ایک دوسرے کو یہی سلام کہتے ہیں، (3) آمین کہنا۔ تم سے پہلے کسی کو آمین عطا نہیں کی گئی۔ سوائے حضرت ہارون علیہ السلام کے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ

هٰذَا وُضُوئِیْ وُضُوْءُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ.

یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا وضوء ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اگر بالفرض اس حدیث کو قابل عمل مان بھی لیا جائے تو اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وضوء کی خصوصیت صرف سابقہ انبیاء تک محدود تھی۔ ان کی امتوں کو یہ خصوصیت حاصل نہ تھی مگر حضور نبی کریم علیہ السلام کے علاوہ آپ کی امت کو بھی وضوء کی خصوصیت عطا فرمائی گئی۔

میں کہتا ہوں کہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی اس رائے کو اس حدیث سے بھی تقویت ملتی ہے جو ''تورات وانجیل میں ذکر مصطفیٰ علیہ السلام'' کے عنوان کے تحت گزر چکی ہے۔ اس میں حضور نبی کریم علیہ السلام کی امت کی یہ صفت بیان ہوئی ہے کہ اس امت کے لوگ اپنے اعضاء کا وضوء کریں گے۔ اس روایت کو ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً اور دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ امت مصطفویہ پر ہر نماز کے لئے طہارت حاصل کرنا فرض کیا گیا ہے جس طرح سابقہ انبیاء پر فرض تھا۔

پھر میں نے دیکھا کہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاوسط'' میں ابن لہیعہ کی ایک سند سے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے وضوء کا پانی طلب فرمایا اور ایک ایک دفعہ تمام اعضاء وضو کو دھو کر فرمایا:

هٰذَا الْوُضُوْءُ وَالَّذِیْ لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ الصَّلَاةَ اِلَّا بِهٖ.

یہ ایسا وضو ہے کہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں فرماتا۔

پھر آپ علیہ السلام نے دو دو بار اعضاء وضو کو دھویا اور فرمایا:

هٰذَا وُضُوْءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ.

یہ تم سے پہلی امتوں کا وضو ہے۔

پھر آپ علیہ السلام نے تین تین بار اعضاء وضو کو دھویا اور ارشاد فرمایا:

هٰذَا وُضُوئِیْ وَوُضُوْءُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ.

یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا وضوء ہے۔

اس روایت میں صراحۃً مذکور ہے کہ سابقہ امتوں کے لوگ بھی وضوء کیا کرتے تھے۔ پس دیگر امتوں کے مقابلے میں امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو۔

اس آیت کریمہ کے تحت چند مفسرین فرماتے ہیں کہ نماز میں رکوع کرنے کا حکم امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے۔ بنو اسرائیل کی نماز میں رکوع نہیں تھا۔ اسی لئے انہیں حکم دیا گیا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکوع کیا کریں۔

میں کہتا ہوں کہ مفسرین کی اس رائے کے حق میں اس روایت کو بھی بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے جو بزار اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے (الاوسط میں) حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَوَّلُ صَلَاةٍ رَكَعْنَا فِيهَا صَلَاةُ الْعَصْرِ.

ہم نے سب سے پہلے نماز عصر میں رکوع کیا۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ کیا ہے؟"

حضور ﷺ نے فرمایا:

بِهٰذَا اُمِرْتُ.

مجھے اسی طرح (رکوع کرنے کا) حکم دیا گیا ہے۔

اس روایت سے اس طرح استدلال کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے اس سے پہلے ظہر کی نماز ادا فرمائی تھی بلکہ پانچ فرض نمازوں سے پہلے آپ رات کے نوافل وغیرہ بھی ادا فرماتے تھے مگر کسی نماز میں آپ کا رکوع نہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ امم سابقہ کی نماز رکوع کے بغیر ہوتی تھی۔

نماز باجماعت

ابن فرشتہ رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح المجمع" میں مندرجہ ذیل حدیث روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَهُوَ مِنَّا.

جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلے کی طرف رخ کر لیا تو وہ ہم میں سے ہے۔

پھر اس فرمان نبوی کے تحت فرمایا کہ حدیث پاک کے الفاظ "صَلَاتَنَا" سے مراد نماز باجماعت ہے کیونکہ تنہا نماز پڑھنے کا طریقہ تو ہم سے پہلی امتوں میں بھی موجود تھا۔

نہیں پڑھی۔"

احمد اور نسائی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء میں تاخیر فرمائی پھر مسجد میں تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ لوگ نماز ادا کرنے کے لئے انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے علاوہ کسی دین کا کوئی بھی پیروکار اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا۔"

ابوداؤد، ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہما "المصنف" میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن" میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں اتنی تاخیر فرمائی کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ آپ نے نماز پڑھ لی ہوگی۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا:

"اس نماز میں تاخیر کیا کرو۔ اس کے ساتھ تمہیں باقی امتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔"

باب

چند دیگر امتیازات

حضور نبی کریم ﷺ کے چند دیگر امتیازات یہ ہیں: جمعہ پڑھنا، آمین کہنا، خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا، فرشتوں کی مانند نماز میں صف بندی کرنا اور سلام کرنا۔ ان امتیازی اوصاف کا تذکرہ مندرجہ ذیل احادیث میں موجود ہے:

جمعہ کا دن

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہم سے پہلی امتوں کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ سے محروم کئے رکھا۔ یہودیوں کی عبادت کا دن سنیچر اور عیسائی کا اتوار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کرم فرمایا اور ہمیں جمعہ کا دن عطا فرمایا۔ سابقہ امتیں بروز قیامت ہماری تابع ہوں گی۔ ہم دنیا میں سب سے آخری ہیں اور قیامت کے دن سب سے اول ہوں گے۔ ساری مخلوق سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔"

فضیلت کی پانچ باتیں

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

مسجدوں میں عیسائیوں کی طرح مذابح (محرابیں) نہیں بنائیں گے۔"

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبید بن ابوالجعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام فرماتے تھے کہ قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ مسجدوں میں مذابح یعنی طاقچے بنائے جائیں گے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "ان محرابوں سے بچو۔"

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ مسجدوں میں مذابح بنائے جائیں گے۔"

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاقچے یا محراب میں نماز پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے۔

ایسی ہی روایات امام حسن، ابراہیم نخعی، سالم بن ابوالجعد اور ابوخالد والبی سے بھی مروی ہیں۔

طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (اپنی سنن میں) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ان مذابح یعنی محرابوں سے بچو۔

باب

مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ...... الخ کہنا

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میری امت کو ایسی چیز دی گئی ہے جو سابقہ امتوں کو نہیں دی گئی۔ وہ یہ ہے کہ میرے امتی مصیبت کے وقت یہ کہتے ہیں:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ تعالیٰ اپنی اپنی تفسیروں میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس امت کے علاوہ کسی امت کو استرجاع (اِنَّا لِلّٰہِ......الخ) سے نہیں نوازا گیا۔ کیا تم نے سنا نہیں کہ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ الفاظ ادا فرمائے تھے:

یٰٓاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ.

السلام دعا مانگتے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔“

پاکیزہ زمین اور مخصوص آیات

ابن ابی شیبہ، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے تین باتوں میں لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے:۔

(1) ساری زمین کو ہمارے لئے مسجد بنایا گیا اور اس کی مٹی کو حصول طہارت کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔

(2) ملائکہ کی صفوں کی طرح ہمیں بھی صف بندی کا حکم دیا گیا۔

(3) اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات مجھے اس خزانے سے عطا فرمائی گئیں جو عرش کے نیچے ہے۔ اس خزانے سے نہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا کیا گیا اور نہ میرے بعد کسی کو عطا کیا جائے گا۔“

باب

اذان اور اقامت

اذان اور اقامت بھی حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہیں۔

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو عمیر بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے انصاری چچاؤں نے مجھے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ لوگوں کو نماز کے لئے کس طرح جمع کیا جائے۔ کسی نے یہ تجویز پیش کی کہ نماز کے وقت ایک جھنڈا گاڑ دیا جائے جسے دیکھ کر لوگ جمع ہو جائیں۔ مگر آپ ﷺ کو یہ تجویز پسند نہ آئی۔ کسی نے کہا بگل بجایا جائے۔ حضور ﷺ کو یہ تجویز بھی پسند نہ آئی اور فرمایا یہ یہود کا طریقہ ہے۔ ناقوس بجانے کی تجویز سامنے آئی تو حضور ﷺ نے یہ فرما کر رد کر دی کہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سوچ میں اٹھ کر چلے گئے۔ وہ سو رہے تھے کہ عالم خواب میں انہیں اذان کا طریقہ سکھلا دیا گیا۔

باب

نماز میں رکوع کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ. (بقرہ:43)

کی تفسیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو یہ آواز دی گئی:

يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اِسْتَجَبْتُ لَكُمْ قَبْلَ اَنْ تَدْعُوْنِيْ وَاَعْطَيْتُكُمْ قَبْلَ أَنْ تَسْأَلُوْنِيْ.

اے امت محمد ﷺ! تمہارے دعا کرنے سے پہلے میں نے تمہاری دعا کو قبول کر لیا اور تمہارے مانگنے سے پہلے میں نے تمہیں دے دیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ فرمان الٰہی "وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْنَا دَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ" میں نداء اور رحمت سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ ایسی بات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے لکھ لیا تھا۔ پھر یہ نداء فرمائی۔ اے امت محمد (ﷺ)! میری رحمت کو میرے غضب پر سبقت حاصل ہے۔ تمہارے مانگنے سے پہلے میں نے تمہیں دے دیا۔ تمہارے مغفرت طلب کرنے سے پہلے میں نے تمہیں بخش دیا اور جو یہ کہتا ہوا مجھ سے ملا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ میرے بندے اور رسول ہیں تو میں نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔"

ندامت بھی توبہ ہے

احمد اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اَلنَّدْمُ تَوْبَةٌ.

اپنے گناہوں پر نادم و شرمندہ ہونے کو توبہ کا درجہ حاصل ہے۔

(یعنی حضور ﷺ کا جو امتی اپنے گناہوں پر نادم ہوا تو گویا اس نے توبہ کر لی اور اس کی خطاؤں کو معاف کر دیا گیا)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ ندامت کو توبہ کا درجہ ملنا صرف اسی امت کا خاصہ ہے۔

باب

شب قدر

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ "شرح المہذب" میں فرماتے ہیں کہ شب قدر امت مصطفویہ زَادَهَا

باب

تحمید کہنا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ کو نماز میں اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنے کا حکم دیا گیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یہودیوں نے تین چیزوں پر ہم سے جتنا حسد کیا اتنا کسی اور چیز پر نہیں کیا۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں: سلام کہنا، آمین کہنا اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا۔

باب

نعلین پہن کر نماز پڑھنا

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نعلین میں نماز پڑھو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔''

ابو داؤد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ اپنی اپنی ''سنن'' میں روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''یہودیوں کے الٹ کرو۔ وہ اپنے نعلین اور موزوں میں نماز ادا نہیں کرتے۔''

باب

محراب میں نماز پڑھنے کی کراہت

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ کے لئے محراب میں نماز پڑھنے کو مکروہ کیا گیا حالانکہ پہلی امتوں میں محراب بنانے کا رواج تھا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ. (آل عمران: 39)

پھر ان کو فرشتوں نے آواز دی جب کہ وہ اپنی عبادت گاہ میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (المصنف میں) حضرت موسیٰ جھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری امت اس وقت تک بھلائی کے راستے پر گامزن رہے گی جب تک اس کے افراد اپنی

کھانے پینے اور عمل زوجیت سے رکے رہتے تھے مگر جب ابو قیس بن صرمہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقعات پیش آئے تو اللہ تعالیٰ نے طلوع فجر تک کھانے پینے اور عمل زوجیت کو جائز فرمادیا۔

ماہِ رمضان کے دوران امتیازی خصوصیات

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (الترغیب میں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ماہ رمضان میں میری امت کو پانچ ایسی خصوصیات عطا فرمائی گئیں، جو سابقہ کسی امت کو عطا نہیں فرمائی گئیں:

خَلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رَآئِحَةِ الْمِسْكِ.

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔

وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى يُفْطِرُوْا.

روزہ افطار کرنے تک ملائکہ روزہ داروں کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔"

وَتُصَفَّدُ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ فَلَا يَصِلُوْنَ فِيْهِ اِلٰى مَا كَانُوْا يَصِلُوْنَ اِلَيْهِ.

سرکش شیطانوں کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔ وہ ماہ رمضان سے پہلے جو کام کر گزرتے تھے، اس ماہ مقدس میں وہ سارے کام ان کی رسائی سے باہر ہو جاتے ہیں۔"

وَيُزَيِّنُ اللّٰهُ جَنَّتَهٗ فِي كُلِّ يَوْمٍ فَيَقُوْلُ يُوْشِكُ عِبَادِي الصَّالِحُوْنَ اَنْ يُّلْقُوْا عَنْهُمُ الْمَؤُوْنَةَ وَيَصِيْرُوْا اِلَيْكَ.

اللہ تعالیٰ ہر روز اپنی جنت کو سجا کر اس سے فرماتا ہے "عنقریب میرے نیک بندے (دنیا کے) بارگراں کو پرے پھینک کر تیرے پاس آجائیں گے۔"

وَيَغْفِرُ لَهُمْ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ.

اور ماہ رمضان کی آخری رات میں ان کی مغفرت فرمادیتا ہے۔"

صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہی شب قدر ہے؟ فرمایا: "نہیں بلکہ جب مزدور اپنا کام مکمل کر لیتا ہے تو اسے پوری مزدوری دی جاتی ہے۔"

عید الاضحیٰ

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

ہائے افسوس! یوسف کی جدائی پر۔

تکبیر کہنا

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ (المصنف میں) معمر سے اور وہ حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس امت کے سوا کسی کو تکبیر نہیں دی گئی۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (المصنف میں) حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ سابقہ انبیاء کس چیز کے ساتھ نماز کو شروع فرماتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: توحید، تسبیح اور تہلیل کے ساتھ۔

باب

تین اہم خصوصیات

حضرت فریابی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس امت کو تین ایسی خصوصیات عطا فرمائی گئی ہیں جو سوائے انبیاء کے کسی کو عطا نہیں فرمائی گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمایا جاتا تھا کہ آپ تبلیغ فرمائیں اور دین میں کوئی تنگی نہیں ہے۔ آپ اپنی قوم پر گواہ ہیں اور آپ دعا کریں، میں قبول کروں گا۔ اسی طرح حضور ﷺ کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ. (الحج:78)

اور اس نے دین کے معاملہ میں تم پر کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔

لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ. (البقرہ:143)

تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔

اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ. (غافر:60)

تم مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔

دعا کی قبولیت اور وعدہ مغفرت

نسائی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فرمان:

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْنَا دَيْنَا.

اور آپ (اس وقت) طور کے کنارہ پر نہ تھے جب ہم نے ندا فرمائی۔

لحد (بغلی قبر) ہمارے لئے ہے اور شق (صندوقی قبر) دوسروں کے لئے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"بغلی قبر ہمارے لئے ہے اور صندوقی قبر اہل کتاب کے لئے۔"

یوم عاشوراء اور یوم عرفہ کے روزے

مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ سے یوم عاشوراء (دسویں محرم) کے روزہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس دن کا روزہ گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔" اور جب آپ ﷺ سے یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ) کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس دن کا روزہ سال گزشتہ اور سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔"

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یوم عاشوراء پر یوم عرفہ کے روزے کو اس لئے فضیلت حاصل ہے کیونکہ عرفہ کا روزہ حضور نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور عاشوراء کا روزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ادا کرنا اگرچہ باعث اجر و ثواب ہے مگر حضور ﷺ کی سنت ادا کرنے کا اجر اس سے دوگنا ہے۔

کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھونا

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا باعث برکت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کھانے سے پہلے بھی اور کھانے کے بعد بھی ہاتھوں کو دھونا باعث برکت ہے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ نیشاپور" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے میں ایک نیکی ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے میں دو نیکیاں ہیں۔"

باب

نماز میں کلام کرنے کی ممانعت

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ (اپنی سنن میں) حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ

اللہُ شَرَفاً کے ساتھ خاص ہے۔ یہ مبارک رات ہم سے پہلے کسی امت کو عطا نہیں کی گئی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ "المؤطا" میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سابقہ امتوں کے لوگوں کی عمریں بتائی گئیں۔ آپ نے ان کے مقابلے میں اپنی امت کی عمروں کو مختصر پایا تو آپ کو خیال گزرا کہ میری امت کے لوگ اتنے زیادہ اعمال نہیں کر سکیں گے جتنا کہ پہلی امتوں کے لوگ لمبی عمروں کے باعث کر لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر خصوصی کرم فرمایا اور آپ کو شب قدر عطا فرما دی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس روایت کی بہت سی شاہد احادیث بھی ہیں جنہیں میں نے تفسیر مسند میں ذکر کر دیا ہے۔

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میری امت کو بطور خاص شب قدر عطا فرمائی ہے جو ان سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئی۔"

ماہِ رمضان

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ. "اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے ان لوگوں پر فرض کیے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ یہ گنتی کے چند روز ہیں) کے تحت حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر ماہ تین روزے رکھنا فرض ہے اور یہی تین روزے پہلی امتوں میں بھی تھے۔ بعد میں ماہِ رمضان کے روزے فرض کیے گئے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرمان الٰہی كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ کے تحت حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ اَلَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (تم سے پہلے لوگ) سے مراد عیسائی ہیں۔ ان پر بھی ماہِ رمضان کے روزے فرض تھے مگر ان کے لئے یہ بھی حکم تھا کہ وہ سونے کے بعد نہ کوئی چیز کھا پی سکتے ہیں اور نہ اپنی عورتوں سے مباشرت کر سکتے ہیں۔ اس حکم کی وجہ سے ماہِ رمضان کے روزے عیسائیوں کے لئے دشوار ہو گئے۔ وہ ایک جگہ اس مسئلے کے حل کے لئے اکٹھے ہوئے اور کافی سوچ بچار کے بعد یہ طے پایا کہ اب وہ گرمیوں اور سردیوں کے درمیانی موسم میں روزے رکھا کریں گے اور حکم خداوندی کی اس ترمیم کے کفارہ کے طور پر مزید بیس روزے رکھیں گے۔ ابتداء میں مسلمان بھی عیسائیوں کی طرح ماہِ رمضان میں سونے کے بعد

بے شک ہم نے قرآن کو نصیحت پذیری کے لئے آسان کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کے دو ناموں کو اپنے مبارک ناموں سے مشتق فرمایا (تفصیل آگے آ رہی ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کے دین کا نام اسلام رکھا۔

خیر الامم کا لقب

احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمان الٰہی کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے متعلق ارشاد فرمایا: "تم سترویں امت کی تکمیل کر رہے ہو اور تم سب امتوں سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز و مکرم ہو۔"

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی امت ایسی نہیں گزری جو اس امت سے زیادہ مشرف بہ اسلام ہوئی ہو۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ. (آل عمران:110)

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی ہدایت و بھلائی کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔

اسماء باری تعالیٰ سے اشتقاق

حضرت ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ (اپنی مسند میں) اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (المصنف میں) حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی شخص کے ذمہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی حق تھا۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اپنے حق کا تقاضا کرتے ہوئے فرمایا: "قسم اس ذات کی جس نے حضرت محمد ﷺ کو ساری انسانیت میں سے چن لیا ہے! میں اب تیرے ساتھ ہی رہوں گا۔" یہودی نے کہا: "اللہ کی قسم! اس نے محمد (ﷺ) کو انسانوں میں سے نہیں چنا۔" یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے تھپڑ رسید کر دیا۔ یہودی بارگاہ رسالت مآب میں شکایت لے کر آیا اور سارا ماجرا عرض کر دیا۔ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

اَمَّا اَنْتَ یَا عُمَرُ فَاَرْضِهٖ مِنْ لَطْمَتِهٖ.

اے عمر! تم نے اسے طمانچہ مارا ہے۔ اب اسے راضی کرو۔

اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے عید الاضحیٰ ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عید بطور خاص میری امت کو عطا فرمائی ہے۔"

سحری کھانا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فَصْلُ مَابَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ.

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں امتیازی فرق سحری کھانا ہے۔

افطار میں جلدی کرنا

ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ یہود و نصاریٰ افطار میں تاخیر کیا کرتے ہیں۔"

نحر کرنا

ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ تعالیٰ اپنی اپنی تفاسیر میں حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ بنو اسرائیل کے لئے ذبح کا حکم تھا اور تمہارے لئے نحر کا حکم ہے پھر آپ نے یہ فرمان الٰہی پڑھا:

فَذَبَحُوْهَا.

تو انہوں نے اسے ذبح کر دیا۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ.

پس آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھا کریں اور نحر (قربانی) کیا کریں۔

بغلی قبر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا.

رسول اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر عمامہ باندھا اور اس کا سرا عُشَر درخت کے پتے کی مانند چھوڑ دیا۔ پھر فرمایا: "میں نے فرشتوں کو (ایسے ہی) عمامہ باندھے دیکھا ہے۔"

ابن تیمیہ کی رائے کا رد

ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے شانوں کے درمیان اپنا دست قدرت رکھا، اس لئے حضور ﷺ نے دست قدرت سے مس ہونے والی جگہ کی تعظیم و توقیر کرتے ہوئے اس پر شملہ لٹکا دیا مگر عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رائے کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کی کوئی دلیل موجود نہیں۔

باب

افراط و تفریط سے پاک دین

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت سے وہ بوجھ اتار دیا جو پہلی امتوں کو گراں بار کرتا رہا۔ آپ ﷺ کی امت کے لئے پہلی امتوں کے سخت احکام کو نرم کر دیا گیا۔ ان کے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی گئی۔ بھول چوک، بامر مجبوری سرزد ہو جانے والی خطائیں اور دل کے وسوسوں پر ان سے مؤاخذہ نہ ہو گا۔ اگر آپ کا کوئی امتی برائی کا محض ارادہ کرے اور برائی کا ارتکاب نہ کرے تو اس کے نامہ عمل میں کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا بلکہ گناہ سے باز رہنے کی وجہ سے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر کوئی نیک کام کا ارادہ کرے اور عملاً اسے انجام نہ دے سکے تو اس کے نامہ عمل میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر وہ اس نیک کام کو کرلے تو دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اس امت کی چند دیگر خصوصیات یہ ہیں۔ توبہ کے باعث گناہ قتل کا معاف ہو جانا۔ مقام نجاست کو کاٹنے کی بجائے دھونے کا حکم، مال کا چوتھائی حصہ بطور زکوٰۃ دینے کا حکم منسوخ ہو جانا، دعا کی مقبولیت، قصاص اور دیت کے درمیان اختیار مل جانا، چار عورتوں سے نکاح کی اجازت، غیر مذہب عورت اور لونڈی سے نکاح کا جائز ہونا، حائضہ سے میل جول رکھنا (مگر وطی کرنا منع ہے)، اپنی بیوی کے ساتھ کسی بھی طریقے پر جماع کرنا اور شرمگاہ کو ننگا کرنے، تصویر بنانے اور نشہ آور چیزیں پینے کی ممانعت وغیرہ۔

مندرجہ بالا امور میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل کی آیات کریمہ میں بھی موجود ہے:

تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مسلمان اپنی نمازوں میں اہل کتاب کی طرح باتیں کیا کرتے تھے اور ایک دوسرے سے دوران نماز ہی حاجات طلب کر لیتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ نازل ہو گئی:

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ. (البقرہ:238)

اور خاموشی وادب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے قیام کرو۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ کے تحت روایت کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! باقی سب ادیان والے نماز میں کلام کرتے تھے مگر تم سراپا اطاعت وادب بن کر اللہ تعالیٰ کے سامنے قیام کیا کرو۔

روزہ میں کلام کرنے کی اجازت

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ "شرح ترمذی" میں فرماتے ہیں کہ سابقہ امتوں کے لئے یہ حکم تھا کہ وہ روزہ کے دوران کھانے پینے کے علاوہ آپس میں کلام کرنے سے بھی باز رہیں۔ اسی لئے انہیں سخت دشواری پیش آتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر خصوصی کرم فرمایا اور روزے میں دو طرح کی آسانی پیدا فرمادی۔ ایک تو یہ کہ سابقہ امتوں کے مقابلے میں روزہ کا وقت کم کر کے نصف کر دیا یعنی رات کی پابندی ختم فرمادی۔ دوسرا یہ کہ روزہ کے امور ممنوعہ میں کمی فرمادی یعنی کلام کرنے کی اجازت عطا فرمادی۔

باب

اُمت مصطفویہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی چند اہم خصوصیات

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی امت کو خیر الامم اور آخر الامم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ. (آل عمران:110)

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی ہدایت و بھلائی کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔

آپ ﷺ کی امت کے لئے قرآن پاک کو زبانی یاد کرنا آسان بنادیا گیا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ. (القمر:22اور32)

دل کے وسوسوں کا حکم

حضرت فریابی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں حضرت محمد بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی اور رسول پر بھی کتاب اتاری، اس میں یہ آیت کریمہ ضرور نازل فرمائی:

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ. (البقرہ:284)

اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا۔

اس حکم کی سختی سے پریشان ہو کر سابقہ امتیں اپنے انبیاء و رسل کے پاس حاضر ہو کر کہتیں: "کیا ان برے خیالات پر بھی مؤاخذہ ہو گا جو دل میں جنم لیں اور ان پر عمل نہ کیا جائے۔" اس طرح وہ لوگ راہ کفر اختیار کر کے گمراہی کا شکار ہو جاتے تھے۔ جب یہی آیت حضور نبی رحمت ﷺ پر نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بھی شاق گزری۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا دل میں جنم لینے والے ان خیالات پر بھی ہم سے مؤاخذہ ہو گا جن پر ہمارے اعضاء عمل نہ کریں۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "اپنے رب کا حکم سن کر اسے مان لو اور اسی سے التجا کرو۔" پھر اٰمَنَ الرَّسُوْلُ ...... الخ آیات نازل ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اکْتَسَبَتْ. (البقرہ:286)

جو نیک عمل اس نے کیا اس کا اجر اسے ملے گا اور جو برا عمل اس نے کمایا اس کا وبال اس پر ہو گا۔

اس حکم کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دل کے وسوسوں اور برے خیالات کو معاف فرما دیا اور فرمایا کہ صرف ان افعال پر مؤاخذہ ہو گا جن کا ارتکاب اعضاء کریں گے۔ اچھے اعمال کا انہیں نفع ہو گا اور برے اعمال کا ان پر وبال ہو گا۔

مسلم اور ترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ) تو مسلمان سخت گھبرا گئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے اپنی پریشانی بیان کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کہو۔ ہم نے (اپنے رب کا حکم) سنا اور اطاعت کی اور اسے (بہ دل و جان) تسلیم کیا۔" پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں میں ایمان کی قوت ڈال دی اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورت تک

پھر آپ ﷺ نے یہودی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"اے یہودی! آدم علیہ السلام صفی اللہ، ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ، موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ اور عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں جبکہ میں حبیب اللہ ہوں۔ اے یہودی! اللہ تعالیٰ کے دو نام ایسے ہیں جن سے میری امت کے نام مشتق کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام السلام ہے اور میری امت کا نام "مسلمین" اس سے مشتق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دوسرا نام المؤمن ہے اور میری امت کا نام "مؤمنین" اسی نام پاک سے اخذ کیا گیا ہے۔ اے یہودی! تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے ایک دن مانگا۔ اس نے آج کا دن (جمعہ) ہمیں عطا فرمایا۔ کل تمہارے لئے ہے اور پرسوں عیسائیوں کے لئے۔ اے یہودی! تم زمانے کے لحاظ سے ہم سے پہلے آئے ہو اور ہم بعد میں آئے ہیں مگر بروز قیامت ہم تم پر سبقت لے جائیں گے بلکہ اس وقت تک انبیاء کے لئے جنت کا داخلہ حرام ہو گا جب تک میں داخل نہ ہو جاؤں گا اور اس وقت تک دیگر امتوں کا داخلہ بھی حرام ہو گا جب تک میری امت داخل نہ ہو جائے گی۔"

باب

شملہ لٹکانا اور تہبند باندھنا

کتاب کے شروع میں ایک باب گزرا ہے جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے ان خصائص کا ذکر ہے جو تورات وانجیل میں موجود ہیں۔ اس باب کی احادیث میں یہ الفاظ موجود ہیں:

وَيَأْتَزِرُوْنَ عَلٰى اَوْسَاطِهِمْ.

اور اس امت کے لوگ درمیان میں تہبند باندھیں گے۔

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ اپنے والد سے اور وہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم اس طرح تہبند باندھا کرو جس طرح میں نے ملائکہ کو اپنے رب کے ہاں باندھے دیکھا۔ وہ آدھی پنڈلیوں تک تہبند باندھے ہوئے تھے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمامے باندھا کرو اور ان کے شملے پیٹھ کی طرف لٹکایا کرو۔ یہ فرشتوں کی نشانی ہے۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ

ہوں۔اس نے میرا سینہ کھول دیا۔اس نے مجھے یہ شرف بھی بخشا کہ میری امت نہ رسوا ہو گی اور نہ مغلوب۔ میرا رعب میرے سامنے ایک ماہ کی مسافت پر (دشمن کو) محسوس ہوتا ہے۔ میں تمام نبیوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا ہے۔اس نے سابقہ امتوں کے بہت سے سخت احکام ہمارے لئے نرم فرما دیئے اور ہمارے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔اللہ تعالیٰ کی ان ہی الطاف بے پایاں کا شکر ادا کرنے کے لئے میں اس کی بارگاہ عالی میں سجدہ ریز ہو گیا۔"

استغفار...... گناہوں کا کفارہ

حضرت ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تفسیر میں) اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (الشعب میں) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے سامنے بنو اسرائیل کے فضائل و کمالات ذکر کئے گئے تو آپ نے فرمایا:"بنو اسرائیل میں سے کوئی آدمی جب گناہ کر بیٹھتا تو اگلی صبح اس کے دروازے کی چوکھٹ پر اس کے گناہ کا کفارہ لکھا ہوتا مگر تمہارے گناہوں کا کفارہ استغفار ہے۔ تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت کا سوال کرتے ہو تو وہ تمہارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی آیت عطا فرمائی ہے جو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہے۔وہ آیت کریمہ یہ ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ. (آل عمران:135)

اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی برا کام کر بیٹھیں یا اپنے آپ پر ظلم کر لیں تو فوراً اللہ کا ذکر کرنے لگتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کو کون بخشتا ہے اور جو کام ان سے سرزد ہوا اس پر اصرار نہیں کرتے۔اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں۔

حضرت ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کاش ہمارے کفارے بھی بنو اسرائیل کے کفاروں کی طرح ہوتے! حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو چیز عطا فرمائی ہے وہ بہت بہتر ہے۔بنو اسرائیل میں سے جب کوئی شخص گناہ کرتا تو اس کا گناہ اور گناہ کا کفارہ دونوں چیزیں اس

مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ. (الحج:78)

اوراس نے دین کے معاملہ میں تم پر کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ. (البقرہ:185)

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے سہولت چاہتا ہے اور وہ تمہارے لئے دشواری نہیں چاہتا۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا. (البقرہ:286)

اے ہمارے رب اگر ہم بھولیں یا خطا کر بیٹھیں تو ہم کو نہ پکڑ اے ہمارے رب ہم پر بھاری بوجھ نہ ڈال جیسے تو نے ان پر ڈالا تھا جو ہم سے پہلے گزرے ہیں۔

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْاَغْلَالَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ. (الاعراف:157)

اور ان سے ان کا بوجھ اتارتا ہے اور وہ زنجیریں (کاٹتا ہے) جو انہیں جکڑے ہوئے تھیں۔

اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ. (البقرہ:186)

(اے میرے حبیب!) جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتاؤ کہ میں ان کے بالکل نزدیک ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا مانگتا ہے۔ پس انہیں چاہئے کہ میرے حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پا جائیں۔

دین میں تنگی نہ ہونے کا مطلب

حضرت ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ.

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

کیا ہم زنا اور چوری جیسے افعال بد کرتے پھریں، تب بھی کوئی تنگی اور رکاوٹ نہیں؟" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: "نہیں۔ ایسی بات نہیں بلکہ آیت کا مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر وہ بوجھ نہیں ڈالا جو بنو اسرائیل پر ڈالا تھا۔"

جاتا ہے۔ میں نے کہا تو جھوٹ کہتی ہے۔ اس نے کہا نہیں بلکہ پیشاب لگنے کی صورت میں جسم کی کھال یا کپڑے کے آلودہ ہو جانے والے حصے کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ سچ کہہ رہی ہے۔"

حیض کا حکم

امام احمد، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہودیوں کی کوئی عورت حائضہ ہو جاتی تو وہ اس کے ساتھ کھانے پینے اور عمل زوجیت سے رک جاتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے حیض کے بارے میں پوچھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہو گئی:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ. فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ. اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ. (البقرہ:222)

اور وہ آپ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں فرمایئے وہ تکلیف دہ ہے پس حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہا کرو اور ان کے نزدیک نہ جایا کرو یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جیسے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور صاف ستھرا رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حیض کی حالت میں اپنی بیویوں کے ساتھ جماع کے علاوہ ہر قسم کا میل جول رکھ سکتے ہو۔" جب یہودیوں نے یہ حکم سنا تو کہنے لگے:

"یہ شخص ہر مسئلے میں ہماری مخالفت ہی کرنا چاہتا ہے۔"

کتب تفاسیر میں لکھا ہے کہ عیسائی حالت حیض میں بڑی بے پروائی سے عورت کے ساتھ جماع کر لیتے تھے اور یہودی اس سے بالکل الگ تھلگ ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس افراط و تفریط کو چھوڑ کر درمیانی راہ پر چلنے کا حکم فرمادیا (یعنی حائضہ کے ساتھ جماع کرنا منع ہے۔ باقی ہر قسم کا میل جول رکھنا جائز ہے)۔

مباشرت کا طریقہ

ابو داؤد اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں

آیات نازل ہو گئیں۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میری خاطر میرے امتیوں کے دلوں کے وسوسوں کو معاف فرمادیا ہے جب تک وہ انہیں زبان پر نہ لائیں یا ان پر عمل نہ کریں۔"

بھول چوک سے درگزر

احمد، ابن حبان، حاکم اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میری امت سے بھول چوک (خطا ونسیان) اور ان افعال کا بوجھ اتار دیا ہے جن کے کرنے پر انہیں مجبور کیا جائے۔"

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میری امت کی بھول چوک اور ان افعال کو معاف فرمادیا ہے جن کے کرنے پر انہیں مجبور کیا جائے۔"

الطاف بے پایاں

امام احمد، ابو بکر الشافعی رحمۃ اللہ علیہما، (الغیلانیات میں)، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے سجدہ فرمایا اور سجدے کو کافی طویل فرمادیا۔ ہم سوچنے لگے کہ کہیں آپ ﷺ کا وصال تو نہیں ہو گیا۔ پھر جب آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا تو ارشاد فرمایا: "میرے رب نے مجھ سے میری امت کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے۔ میں نے عرض کی: اے پروردگار! یہ تیری ہی مخلوق اور تیرے ہی بندے ہیں تو جیسے چاہئے ان کے ساتھ سلوک فرما۔" اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ طلب فرمایا۔ میں نے وہی بات عرض کی۔ اللہ تعالیٰ نے تیسری بار مشورہ طلب فرمایا۔ میں نے پھر بھی وہی بات عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میں آپ کو آپ کی امت کے معاملے میں رسوا نہیں کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ سب سے پہلے میری امت کے ستر ہزار آدمی میرے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار مزید جائیں گے۔ یہ سب بلا حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف پیغام بھیجا کہ آپ دعا کریں، میں قبول کروں گا۔ آپ سوال کریں، میں عطا کروں گا۔ میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے۔ میں زندہ اور صحیح سلامت محو خرام

آدمی نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! مجھے سیاحت (زمین میں چل پھر کر عبادت کرنے) کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔"

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمارہ بنت غزیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے سیاحت کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے سیاحت کے بدلے میں یہ حکم دیا ہے کہ اس کی راہ میں جہاد کریں اور بلندی پر چڑھتے وقت تکبیر (اللہ اکبر) کہا کریں۔"

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: "اس امت کی سیاحت روزے ہیں۔"

دیت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بنو اسرائیل کے لئے قتل کے بدلے قصاص لینے کا حکم تو تھا مگر دیت کی اجازت نہ تھی مگر اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى. اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ. ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ.

(البقرہ:178)

اے ایمان والو تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے جو ناحق مارے جائیں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت پس جس کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ چیز معاف کی جائے تو چاہیئے کہ (مقتول کا وارث) دستور کے مطابق خون بہا طلب کرے اور (قاتل کو چاہیئے) کہ اسے اچھی طرح ادا کرے یہ تمہارے رب کی طرف سے رعایت اور رحمت ہے۔

اس فرمان الٰہی میں فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ (جس کے لئے معاف کی جائے) سے مراد قتل عمد میں دیت قبول کرنا ہے۔ اسی حکم کو اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کے مقابلے میں اس امت کے لئے تخفیف اور رحمت قرار دیا ہے۔

کے دروازے پر لکھ دی جاتی تھیں۔ اگر وہ کفارہ ادا کرتا تو اسے دنیا میں رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا اور اگر کفارہ ادا نہ کرتا تو آخرت کی رسوائی اس کا مقدر بنتی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہتر چیز عطا فرمائی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. (النساء:110)

اور جو شخص برا کام کر بیٹھے یا اپنے آپ پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا پائے گا۔

نیز پانچ نمازیں درمیانی اوقات کے (گناہوں کے) لئے کفارہ ہیں۔ اسی طرح نماز جمعہ پچھلی نماز جمعہ تک کے لئے بھی کفارہ ہے۔

بنو اسرائیل کی توبہ

حضرت ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچھڑے کے پجاریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا ہم کس طرح توبہ کریں؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "ایک دوسرے کو قتل کرو۔" چنانچہ انہوں نے چھریاں لے لیں اور بڑی بے پروائی کے ساتھ اپنے بھائی، باپ یا ماں کو قتل کرنے لگے۔

بنو اسرائیل کے لئے بول کا حکم

حضرت ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب بنو اسرائیل (کے کپڑوں وغیرہ) پر بول (پیشاب) لگ جاتا تو وہ اس جگہ کو قینچی سے کاٹ ڈالتے تھے۔ ایک آدمی نے انہیں اس عمل سے منع کیا تو اسے عذاب قبر میں مبتلا کر دیا گیا۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب بنو اسرائیل کے کسی شخص (کے کپڑوں وغیرہ) پر پیشاب لگ جاتا تو وہ اسے قینچی سے کاٹ ڈالتے تھے۔"

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (المصنف میں) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودن میرے پاس آئی اور کہنے لگی: عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے دیا

"اے میرے رب! میں تورات میں ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جو تمام امتوں سے افضل ہو گی۔ جسے لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کیا جائے گا۔ اس کے افراد نیکی کا حکم دیں گے، برائی سے منع کریں گے اور اللہ پر کامل ایمان لائیں گے۔ یااللہ! انہیں میری امت بنادے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: "اے میرے رب! میں تورات میں ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جن کی انجیلیں ان کے سینوں میں محفوظ ہوں گی اور وہ انہیں زبانی پڑھیں گے حالانکہ ان سے پہلی امتوں کے لوگ اپنی کتابوں کو زبانی یاد نہ کر سکیں گے بلکہ دیکھ کر پڑھیں گے۔ یااللہ! انہیں میری امت بنادے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: "اے میرے رب! میں تورات میں ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جو کتاب اول و آخر پر ایمان لائیں گے اور گمراہوں کے پیشواؤں سے جنگ کریں گے حتیٰ کہ کانے کذاب (یعنی دجال) سے برسرپیکار ہوں گے۔ یااللہ! انہیں میری امت بنادے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: "اے میرے رب! میں تورات میں ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جو صدقات کا مال کھا سکیں گے حالانکہ ان سے پہلی امتوں میں سے کوئی شخص اگر صدقہ کرے گا تو ایک آگ نمودار ہو کر اس صدقے کو کھا جائے گی۔ لیکن اگر صدقہ قبول نہ ہوا تو اسے آگ نہیں کھائے گی۔ یااللہ! انہیں میری امت بنادے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: "اے میرے رب! میں تورات میں ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں کہ جب وہ کسی برائی کا ارادہ کریں گے تو محض ارادہ کی بناء پر ان کے نامۂ عمل میں گناہ نہیں لکھا جائے گا اور اگر وہ برائی کا ارتکاب کرلیں گے تو صرف ایک گناہ لکھا جائے گا لیکن اگر کوئی نیکی کا ارادہ کرے گا تو محض ارادہ کرنے کے باعث اس کے نامۂ عمل میں ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور اگر وہ نیک کام کرے گا تو دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی جن میں سات سو گنا تک اضافہ ممکن ہو گا۔ یااللہ! انہیں میری امت بنادے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: "اے میرے رب! میں تورات میں ایسی امت کا

کہ اہل کتاب اپنی عورتوں کے ساتھ صرف ایک طریقہ پر مباشرت کرتے تھے جس میں عورت کا ستر کم سے کم کھلتا تھا۔ انصار کے ایک قبیلہ نے بھی ان کے طریقے کو اپنا لیا اور وہ سمجھتے تھے کہ انہیں دوسرے لوگوں پر علمی برتری حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی رہنمائی کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمادی:

نِسَآءُ کُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَأْتُوْا حَرْثَکُمْ أَنّٰی شِئْتُمْ. (البقرہ:223)

تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں سو تم اپنے کھیت میں جس طرح چاہو آؤ۔

اس آیت کریمہ کے ذریعے مسلمانوں کو اپنی بیویوں سے مباشرت کرنے کا طریقہ سمجھادیا کہ اس کے لئے کوئی مخصوص کیفیت مقرر نہیں۔ مباشرت کے وقت تمہاری بیویوں کا منہ تمہاری طرف ہو یا پیٹھ، یا وہ چت لیٹی ہوں، تمام صورتیں جائز ہیں (مگر شرط یہ ہے کہ صحبت صرف فرج میں ہو)۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (المصنف میں) حضرت قرہ ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہودی اپنی عورتوں کو بٹھا کر ان سے مباشرت کرنے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اسی دوران آیت کریمہ نِسَآءُ کُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ ...... الخ نازل ہوگئی۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ جیسے چاہیں سامنے یا پیچھے کی طرف سے اپنی عورتوں کے پاس جائیں مگر شرط یہ ہے کہ صحبت صرف فرج میں ہو۔

رہبانیت

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ المعرفہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"ہم پر رہبانیت فرض نہیں کی گئی۔ میری امت کی رہبانیت مساجد میں نماز کا انتظار اور حج و عمرہ کی ادائیگی ہے۔"

امام احمد اور ابو یعلی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ہر نبی کی رہبانیت ہوا کرتی تھی اور اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔"

سیاحت

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک

باب

امت کے لئے خصوصی دعائیں

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا حتیٰ کہ میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔ میرے لئے جتنی زمین لپیٹی گئی، میری امت کا دائرہ حکومت وہاں تک پہنچ جائے گا۔ مجھے سرخ و سفید دو خزانے عطا کئے گئے۔ میں نے اپنی امت کے لئے اپنے رب سے یہ دعا کی کہ وہ انہیں قحط عام کے ساتھ ہلاک نہ کرے اور اپنوں کے سوا ان پر کوئی دشمن اس طرح مسلط نہ کرے کہ وہ ان کی بیخ کنی کردے۔ اللہ تعالیٰ نے میری ان دعاؤں کو قبول فرمالیا۔''

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ میری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ کرے۔ اس نے میری یہ دعا بھی قبول فرمالی مگر جب میں نے یہ سوال کیا کہ وہ میری امت میں خانہ جنگی کی صورت پیدا نہ فرمائے تو اس نے میری یہ دعا واپس فرمادی۔''

دارمی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے زمانے میں سے رحمت و برکت والا زمانہ عطا فرمایا اور اس نے مجھے برگزیدہ فرمایا۔ ہم (دنیا میں) آخر میں آنے والے ہیں اور قیامت کے روز سب سے آگے ہوں گے۔ میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں (بلکہ اظہار حقیقت کے لئے) کہہ رہا ہوں کہ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں۔ قیامت کے دن میرے پاس لواء الحمد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرماتے ہوئے تین چیزوں سے میری امت کو پناہ دے دی ہے۔ وہ انہیں قحط عام میں مبتلا نہیں فرمائے گا۔ دشمن ان کا استیصال نہیں کر سکے گا اور وہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔''

احمد اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ ابو بصرہ غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بنو اسرائیل کے لئے قتل یا زخمی کرنے کی صورت میں مجرم سے قصاص لینے کا حکم تھا۔ اس سے دیت قبول کرنے کی اجازت نہیں تھی جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ. (المائدہ:45)

اور ہم نے یہود کے لئے یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے لئے قصاص ہے۔

امت مصطفویہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کے لئے اللہ تعالیٰ نے تخفیف فرمائی اور ان کے لئے زخمی یا قتل کرنے کی صورت میں دیت قبول کرنے کی بھی اجازت عطا فرمادی۔ اسی تخفیف کا ذکر ان قرآنی کلمات میں ہے:

ذٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ.

یہ تمہارے رب کی طرف سے رعایت ہے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل تورات کے لئے یہ حکم تھا کہ وہ یا تو قتل کا قصاص لیں یا پھر معاف کر دیں انہیں تاوان قبول کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ اہل انجیل کو صرف معاف کرنے کا حکم دیا گیا۔ جبکہ اس امت کو تین باتوں کا اختیار دیا گیا۔ قصاص لینا، معاف کرنا یا دیت قبول کرنا حالانکہ سابقہ امتوں کو ان باتوں کا اختیار نہ تھا۔

نصرانیہ اور لونڈی سے نکاح کرنا

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (المصنف میں) وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے، وہ لیث رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے جو آسانیاں پیدا فرمائیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ نصرانی عورت اور لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

تورات میں امت مصطفویہ ﷺ کا تذکرہ

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قریب سے شرف کلام بخشا تو انہوں نے عرض کی:

باب

مخلوق کی زبان...... حق کی ترجمان

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سابقہ امتوں کے سو آدمی جس کے بارے میں کلمات خیر کہتے اور اس کے اچھے اعمال کی گواہی دیتے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی تھی مگر میری امت کے پچاس آدمی اگر کسی کے اچھے اعمال کی گواہی دیں گے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔"

امام بخاری، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس مسلمان کے بارے میں چار آدمی اچھے اعمال کی گواہی دیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمادے گا۔"

ہم نے عرض کی: "اگر تین آدمی گواہی دیں تو؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "خواہ تین ہی ہوں۔" ہم نے پوچھا کہ اگر دو ہوں تو؟ فرمایا: "دو ہی کیوں نہ ہوں۔" پھر ہم نے ایک کے متعلق سوال نہیں کیا۔

باب

طاعون کا رحمت بن جانا

حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے طاعون کا مرض عذاب الٰہی کا نشان تھا مگر آپ ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے لئے طاعون جیسے مہلک مرض کو بھی رحمت بنا دیا گیا بلکہ اگر طاعون پھوٹ پڑے اور آپ ﷺ کا امتی صبر واستقامت کے ساتھ اپنے مسکن میں ٹھہرا رہے تو اسے راہ خدا میں شہید ہونے والے خوش نصیب انسان کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بنو اسرائیل اور دیگر سابقہ امتوں کو بطور عذاب طاعون میں مبتلا کیا جاتا تھا۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ اللہ تعالیٰ کا

تذکرہ پاتا ہوں جو تجھ سے دعا مانگیں گے اور تو ان کی دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔یا اللہ! انہیں میری امت بنادے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔"

حضرت داؤد علیہ السلام کو امت محمدیہ ﷺ کے فضائل سے آگاہ کرنا

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی:"اے داؤد! تمہارے بعد میرا ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد اور محمد ہوگا۔وہ سچا نبی ہوگا۔میں اس پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔وہ کبھی میری نافرمانی نہیں کرے گا۔میں نے اس کے سبب اس کے اگلوں پچھلوں کی مغفرت کردی ہے۔اس کی امت امت مرحومہ ہوگی۔اس امت کے افراد کو میں ایسے نوافل عطا فرماؤں گا جو انبیاء کو عطا فرماتا ہوں۔میں ان پر وہی فرائض لازم کروں گا جو انبیاء ورسل پر لازم کیا کرتا ہوں۔بروز قیامت جب وہ میرے پاس آئیں گے تو انبیاء کرام کے نور کی طرح ان کا نور بھی چمک رہا ہوگا۔اس چمک دمک کی وجہ یہ ہوگی کہ میں ان پر یہ فرض قرار دوں گا کہ وہ انبیاء کی طرح ہر نماز کے لئے وضو کریں۔میں انبیاء کی طرح انہیں غسل جنابت، حج اور جہاد کا بھی حکم دوں گا۔اے داؤد! میں نے محمد (ﷺ) اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی ہے۔میں نے انہیں ایسی چھ خصوصیات عطا کی ہیں جو سابقہ امتوں کو عطا نہیں کیں۔بھول چوک کی صورت میں ان سے مؤاخذہ نہ کیا جائے گا۔اگر ان سے غیر ارادی طور پر کوئی گناہ سرزد ہو جائے گا اور وہ مجھ سے اپنے گناہ کی بخشش کا سوال کریں گے تو میں بخش دوں گا۔اگر وہ اپنی پسند خاطر چیزوں کو آخرت کا ذخیرہ بنانے کے لئے آگے بھیجیں گے تو میں بہت جلد انہیں کئی گنا صلہ عطا فرمادوں گا۔ان کے اعمال کا بدلہ میرے پاس کئی گنا اجر کی صورت میں موجود ہے بلکہ اس سے بھی افضل جزا موجود ہے۔اگر وہ مصیبتوں پر صبر کرتے ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھیں گے تو میں ان پر رحمت وبرکت نازل کروں گا اور انہیں نعمتوں والی جنتوں میں لے جاؤں گا۔اگر وہ مجھ سے دعا کریں گے تو میں ان کی دعا قبول کروں گا۔یا تو وہ اپنی دعا کا فوری اثر دیکھ لیں گے یا دعا کی برکت سے میں ان کی کوئی مصیبت ٹال دوں گا یا پھر دعا کرنے کا ثواب آخرت کے لئے ذخیرہ کردوں گا۔

"چالیس آدمیوں سے یہ زمین ہر گز خالی نہ ہو گی جو خداوند رحمٰن کے خلیل (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی مثل ہوں گے۔ انہی کے ذریعے تمہیں سیراب کیا جائے گا اور انہی کے ذریعے تمہاری مدد کی جائے گی۔ جب بھی ان میں سے کوئی فوت ہو گا، اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا آدمی بھیج دے گا۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (اپنی مسند میں) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اس امت میں تیس ابدال ہوں گے جو خداوند رحمٰن کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثل ہوں گے۔ جب ان میں سے کوئی فوت ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا آدمی بھیج دے گا۔"

ابوزناد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام زمین کے اوتاد تھے۔ اب نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان اوتاد کے بدلے امت محمدیہ علیٰ صاحبها الصلوٰۃ والسلام میں چالیس آدمی بھیج دیئے ہیں جنہیں ابدال کہا جائے گا۔ جب ان میں سے کوئی فوت ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کا متبادل پیدا فرمادے گا۔ اب زمین کے اوتاد یہی ہیں۔ (میں نے اس سلسلے میں ایک الگ کتاب لکھی ہے اور اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔)

حضور نبی کریم ﷺ کے امتی کی اقتداء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت ہمیشہ حق پر کاربند رہے گی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے۔ میری امت کا امام ان سے کہے گا کہ آگے بڑھیئے (اور نماز پڑھایئے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تم زیادہ حق دار ہو تم خود ہی ایک دوسرے کے امیر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ اعزاز عطا فرمایا ہے۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی حدیث پاک روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ میری امت کا امیر کہے گا: "آیئے نماز پڑھایئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے نہیں بلکہ تم خود ہی ایک دوسرے کے امیر ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر خصوصی کرم ہے۔"

”میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ وہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے۔ اس نے میری دعا قبول فرمالی۔ میں نے دعا کی کہ وہ انہیں قحط سالی سے ہلاک نہ کرکے جیسے پہلی امتوں کو ہلاک کیا گیا۔ اس نے میری یہ دعا بھی قبول فرمالی۔ میں نے دعا کی کہ ان پر دشمن غالب نہ آسکے۔ میری اس دعا کو بھی شرف قبولیت سے نوازا گیا مگر جب میں نے یہ دعا کی کہ وہ انہیں گروہ بنا کر آپس میں لڑا نہ دے کہ وہ ایک دوسرے پر طاقت آزمائی کرتے پھریں تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دعا سے روک دیا۔“

ساری امت گمراہ نہیں ہو سکتی

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا یَجْمَعُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ عَلَی الضَّلَالَةِ اَبَدًا.

اللہ تعالیٰ اس امت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں فرمائے گا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا یَجْمَعُ اللّٰهُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ اَبَدًا.

اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی گمراہی پر کبھی جمع نہیں فرمائے گا۔

امت کا اختلاف رحمت ہے

شیخ نصر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ ”کتاب الحجہ“ میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ.

میری امت کا اختلاف باعث رحمت ہے۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ ”رواۃ مالک“ میں اسماعیل بن ابو مجالد سے نقل کرتے ہیں کہ ہارون الرشید نے حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اے ابو عبداللہ! ہم چند کتابیں لکھوا کر ہر طرف پھیلا دیں اور مسلمانوں کو صرف انہی کتابوں پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”علماء کا اختلاف اس امت پر خدا کی رحمت ہے۔ جس شخص کے نزدیک جو بات حق اور صحیح ہے، وہ صرف اسی پر عمل کرتا ہے۔ ہر ایک راہ راست پر گامزن ہے اور ہر ایک اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔“

تورات کو یَاَیُّھَا الْمَسَاکِیْنُ کے ساتھ خطاب فرمایا ہے۔

امت مصطفویہ ﷺ پر خصوصی کرم

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت کریمہ:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا. (فاطر:32)

پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا تھا۔

کے تحت ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد امت محمدیہ علیٰ صاحبها الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائیں ان سب کا اس امت کو وارث بنایا۔ اس کے ظالم شخص کی بھی مغفرت ممکن ہے۔ میانہ رو آدمی سے بڑی نرمی کے ساتھ حساب لیا جائے گا اور بڑھ چڑھ کر نیکیاں کرنے والے کو حساب کے بغیر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ ہمارا نیکوکار آدمی تو نیکوکار ہے ہی۔ ہمارا میانہ رو شخص بھی نجات پا جائے گا اور ہمارے ظالم کی مغفرت کا بھی قوی امکان ہے۔ اس روایت کو ابن لال رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔

باب

عمر کم، اجر زیادہ

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ایک خصوصیت مبارکہ یہ بھی ہے کہ سابقہ امتوں کے مقابلے میں آپ ﷺ کی امت کے اعمال کم ہوتے ہیں مگر انہیں اجر و ثواب کئی گنا زیادہ عطا کیا جاتا ہے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سابقہ امتوں کے مقابلے میں تمہاری عمر صرف اتنی ہے جتنا کہ نماز عصر سے غروب آفتاب تک کا وقت ہوتا ہے۔ اہل تورات کو تورات دی گئی۔ انہوں نے اس پر عمل کیا۔ یہاں

عذاب ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے مگر مؤمنین کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے رحمت بنا دیا ہے۔ اگر کہیں طاعون پھوٹ پڑے اور کوئی شخص صبر واطمینان اور نیت ثواب کے ساتھ اسی شہر میں ٹھہرا رہے اور یہ یقین رکھے کہ اسے صرف وہی تکلیف آسکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہے تو ایسے شخص کو شہید کے برابر اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔"

باب

امت کے ایک گروہ کا ہمیشہ حق پر رہنا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ حکم خداوندی آپہنچے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ (الحلیہ میں) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ہر زمانے میں میری امت میں سابقین (کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے) ہوں گے۔"

چند جلیل القدر ہستیاں

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے تین سو آدمیوں کے دل حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے دل پر، چالیس آدمیوں کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل پر، سات آدمیوں کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر، پانچ آدمیوں کے دل حضرت جبریل علیہ السلام کے دل پر، تین آدمیوں کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل پر اور ایک آدمی کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل پر پیدا کیا گیا ہے۔ انہی جلیل القدر ہستیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ زندگی اور موت دیتا ہے نیز بارش برساتا، نباتات اگاتا اور مصیبتیں دور فرماتا ہے۔"

ابدال و اوتاد

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (الاوسط میں) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اور حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے بارے میں فرمایا:

وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ. (الاعراف:181)

اور جنہیں ہم نے پیدا فرمایا ان میں سے ایک امت ہے جو حق کے ساتھ راہ دکھاتی ہے اور حق کے ساتھ ہی عدل وانصاف کرتی ہے۔

باب

خزانوں کا عطا ہونا

ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں شفی بن ماتع اصحی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس امت پر ہر قسم کی چیزیں کھول دی جائیں گی حتی کہ زمین کے خزانے بھی کھول دیئے جائیں گے......الحدیث۔

اسناد، انساب اور اعراب

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی یہ انفرادی خصوصیت ہے کہ بیشمار احادیث ایسی ہیں کہ جن کی اسناد متصل ہیں اور ان کے سلسلۂ سند میں تمام راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں جبکہ دیگر امتوں میں اس چیز کا وجود نہیں ملتا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (التقریب میں) فرماتے ہیں کہ اسناد حدیث صرف اسی امت کا خاصہ ہے۔

ابو علی جبائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین ایسی چیزیں بطور خاص عطا فرمائی ہیں جو کسی امت کو عطا نہیں فرمائی گئیں۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں:۔ اسناد، انساب اور اعراب۔

تصنیف و تحقیق کا بلند پایہ معیار

شرح ترمذی میں علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصنیف و تحقیق کے میدان میں اس امت نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں دیگر امتیں ان تک نہیں پہنچ سکیں بلکہ شروحات لکھنے اور مشکل مسائل کی گتھیاں سلجھانے میں اس امت نے جو کردار ادا کیا کوئی بھی اس معاملے میں اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

باب

عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ زوائد الزہد میں حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس امت کا ایمان تین (دن) سے زیادہ عرصہ کے لئے ابتلا و آزمائش کا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی جب (حضرت عیسیٰ) ابن مریم علیہما السلام تمہارے اندر نزول فرمائیں گے اور امامت کرنے کا اعزاز تمہارے ہی ایک شخص کو حاصل ہو گا۔"

خروج دجال کے وقت تسبیح و تکبیر

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پریشانی اور فقر و فاقہ کا تذکرہ فرمایا جو دجال کے نکلنے کے وقت درپیش ہو گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "اس دن کون سا مال بہتر ہو گا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "طاقتور نوجوان اپنے گھر والوں کو پانی پلائے گا۔ جہاں تک کھانے کا تعلق ہے تو وہ میسر ہی نہ ہو گا۔" انہوں نے عرض کی: "اس دن مومنوں کا کونسا کھانا ہو گا؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "تسبیح، تکبیر اور تہلیل یعنی سبحان اللہ، اللہ اکبر اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ورد کرنا۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی یہی روایت نقل کی ہے۔ اس میں ہے کہ اس دن مومنوں کے لئے وہی چیز کافی ہو گی جو آسمان والوں کے لئے کافی ہوتی ہے یعنی تسبیح و تقدیس۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہی روایت نقل کی ہے۔ "اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن اس چیز کے ساتھ مومنوں کی حفاظت فرمائے گا جس کے ساتھ فرشتوں کی حفاظت فرمائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنا۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ راویت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کی ہے۔

باب

منفرد انداز خطاب

"اے ایمان والو!"

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ حضرت خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ تم قرآن پاک میں پڑھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی امت کو یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو!) کے محبت بھرے کلمات سے خطاب فرمایا ہے جبکہ تورات میں اللہ تعالیٰ نے اہل

یہ کلمات ادا کریں گے:

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

تو اگلے پچھلے سبھی مومنین رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیں گے۔ اللہ تعالیٰ حسب منشاء کسی کی گواہی قبول فرمالے گا اور کسی کی رد فرمادے گا۔

ابن زنجویہ رحمۃ اللہ علیہ "فضائل اعمال" میں حضرت کثیر بن مرہ حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حضرت صالح علیہ السلام کی خاطر قوم ثمود کی اونٹنی کو زندہ کیا جائے گا۔ آپ اپنی قبر انور کے پاس سے اس پر سوار ہو کر میدان حشر میں پہنچیں گے۔"

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ عضباء پر سوار ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس پر میری بیٹی سوار ہو گی۔ میں براق پر ہوں گا۔ اس روز دیگر انبیاء کے مقابلے میں مجھے براق کی سواری کا خصوصی امتیاز حاصل ہو گا جبکہ (حضرت) بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک جنتی اونٹنی پر سوار ہوں گے اور اس کی پشت پر بیٹھ کر اذان دے رہے ہوں گے۔ جب انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے لوگ (حضرت) بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اذان کے یہ کلمات سنیں گے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

تو وہ بے ساختہ کہہ اٹھیں گے: "ہم بھی اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے محبوب پاک ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔

جنتی پوشاک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن مجھے ایک جنتی پوشاک عطا فرمائی جائے گی پھر میں عرش کی داہنی جانب ایسے مقام رفیع پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا مخلوق میں سے کسی کی رسائی نہ ہو گی۔"

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی۔ پھر آپ عرش کے سامنے تشریف فرما ہو جائیں گے۔ بعد ازاں میری پوشاک لائی جائے گی۔ میں اسے پہن کر عرش

تک کہ جب عین دوپہر کا وقت ہوا تو وہ اس پر عمل کرنے سے عاجز آ گئے۔ انہیں ایک ایک قیراط اجر دیا گیا۔ پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی۔ انہوں نے عصر تک اس پر عمل کیا پھر عاجز آ گئے۔ انہیں بھی ایک ایک قیراط اجر دیا گیا۔ پھر ہمیں قرآن عطا کیا گیا۔ ہم نے غروب آفتاب تک اس پر عمل کیا اور ہمیں دو دو قیراط اجر دیا گیا۔ تورات و انجیل کے پیروکاروں نے ہمارا دوگنا اجر دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے: ''اے ہمارے رب! ان لوگوں کو تو نے دو دو قیراط عطا فرمائے ہیں اور ہمیں ایک ایک قیراط دیا ہے حالانکہ ہمارے اعمال ان سے زیادہ تھے۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا میں نے تمہارے اجر میں کچھ کمی کی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''نہیں باری تعالیٰ! تو نے ہمارے اجر میں کوئی کمی نہیں فرمائی۔'' اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ''امت محمدیہ علٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کو میں نے محض اپنے فضل و کرم سے زیادہ اجر عطا فرمایا ہے اور میں جس پر چاہتا ہوں، اپنا فضل و کرم فرماتا ہوں۔''

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نبی کے معجزات زیادہ عیاں ہوتے ہیں اس کی امت کا اجر و ثواب کم ہوتا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معجزات کے عیاں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اتنے واضح، نمایاں اور مؤثر ہوں کہ لوگ انہیں دیکھتے ہی بلا تامل حق کو قبول کر لیں۔ اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت کا معاملہ اس سے بالکل جدا ہے یعنی آپ ﷺ کے معجزات اگرچہ واضح اور نمایاں ہیں مگر آپ ﷺ کی امت کا اجر و ثواب دوسری امتوں کی نسبت کئی گنا زیادہ ہے۔

باب

حضرت کلیم علیہ السلام اور حضرت حبیب ﷺ کی امتوں میں فرق

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ. (الاعراف:159)

اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ جو حق کے ساتھ راہ بتاتا ہے اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتا ہے۔

باب

شفاعت عظمیٰ

آقائے نامدار، فخر موجودات، محبوب رب العالمین ﷺ کی چند دیگر خصوصیات اور امتیازی اوصاف یہ ہیں۔ آپ ﷺ کو مقام محمود عطا فرمایا جائے گا۔ آپ ﷺ کے دست اقدس میں لواء الحمد ہو گا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور باقی تمام انبیاء اسی پرچم کے زیر سایہ ہوں گے۔ بروز حشر آپ ﷺ جملہ انبیاء کے امام، خطیب اور قائد ہوں گے۔ آپ ﷺ سب سے پہلے شفاعت فرمائیں گے اور آپ ﷺ کی ہی شفاعت کو سب سے پہلے قبول کیا جائے گا۔ آپ ﷺ سب سے پہلے رب قدوس کی طرف دیکھیں گے۔ آپ ﷺ کو ہی سب سے پہلے سجدہ کرنے کا حکم دیا جائے گا پھر آپ ﷺ سجدہ سے سر اٹھائیں گے۔ نبی کریم ﷺ سے شریعت مطہرہ کی تبلیغ پر کوئی گواہ طلب نہیں کیا جائے گا جبکہ دیگر انبیاء کرام سے گواہ لانے کا مطالبہ کیا جائے گا۔ امور آخرت کا حتمی فیصلہ کرنے کے لئے آپ ﷺ کو شفاعت عظمیٰ سے نوازا جائے گا۔ آپ ﷺ کی شفاعت سے کئی لوگ حساب و کتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ کئی موحدین جو اپنے گناہوں کے باعث دوزخ کے مستحق بن چکے ہوں گے، آپ ﷺ کی شفاعت سے وہ جہنم رسید ہونے سے بچ جائیں گے۔ اسی طرح کئی جنتی لوگوں کے درجات بلند ہوں گے۔ آپ ﷺ کی شفاعت ہی کے صدقے ان کفار کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی جو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور آپ ﷺ کی شفاعت کے طفیل مشرکین کے چھوٹے بچوں کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔

فرمان الٰہی ہے:

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا. (الاسراء:79)

یقیناً آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہو گا؟ اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا سورج بالکل قریب آ جائے گا اور لوگوں کو ناقابل برداشت تکلیف کا سامنا ہو گا۔ وہ ایک دوسرے سے کہیں گے۔ ہم سخت کرب میں مبتلا ہیں۔ چلیں، کوئی شفاعت کرنے والا ڈھونڈیں جو رب کریم کے پاس ہماری سفارش کرے۔ کچھ

باعث نہیں بنے گا۔ بعد ازاں خوشحالی اور فراخی کا دور شروع ہو جائے گا۔

باب

شافع محشر ﷺ کی شان محبوبی

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے روز میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ زمین سب سے پہلے میرے لئے شق ہو گی۔ میں ہی سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور میری ہی شفاعت کو سب سے پہلے قبول کیا جائے گا۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں پر غشی طاری ہو جائے گی اور مجھے سب سے پہلے افاقہ ملے گا۔"

روضہ اطہر پر فرشتوں کی حاضری

ابن مبارک اور ابن ابی دنیار حمہما اللہ تعالیٰ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہر صبح کو ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور قبر نبوی کو اپنے پروں کے ساتھ ڈھانپ لیتے ہیں پھر شام تک حضور نبی کریم ﷺ کے لئے دعائے مغفرت ورحمت کرتے رہتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو یہ فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں اور مزید ستر ہزار فرشتے اتر آتے ہیں۔ یہ فرشتے بھی ساری رات صبح تک وہی کام کرتے ہیں جو دن کے فرشتوں نے کیا ہوتا ہے۔ فرشتوں کی روضہ اطہر پر حاضری کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جب قیامت برپا ہو گی تو حضور نبی کریم ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں باہر تشریف لائیں گے۔

اذانِ بلالی

طبرانی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انبیاء کرام کو چوپایوں پر سوار کر کے میدان حشر میں لایا جائے گا۔ میں براق پر سوار ہو کر آؤں گا جبکہ (حضرت) بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جنتی اونٹنی پر بٹھا کر لایا جائے گا۔ (حضرت) بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اذان دیں گے اور شہادت توحید ورسالت کا اعلان کریں گے۔ جب وہ

اور کے پاس چلے جاؤ۔ بلکہ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔"

اب مخلوق خدا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو گی اور یوں عرض کرے گی: "اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس نے اپنی ساری مخلوق میں سے آپ کو ہمکلامی کے لئے چن لیا تھا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہے۔ ہم شدید مشکل سے دو چار ہیں۔ بارگاہ رب العزت میں ہماری شفاعت فرمایئے۔" حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے:

"آج رب کریم قہر و غضب کے عالم میں ہے۔ یہ قہر و غضب نہ کبھی پہلے رونما ہوا، نہ کبھی آئندہ ہو گا۔ میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا حالانکہ مجھے اسے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ پس مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ تم کسی اور کے پاس چلے جاؤ بلکہ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔"

لوگ دوڑتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے:

"اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ رسول اللہ، کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ آپ کی یہ شان ہے کہ آپ نے پنگھوڑے میں لوگوں سے کلام فرمایا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہے۔ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم سخت مشکل میں ہیں۔ رب کریم سے ہماری شفاعت فرمایئے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے:

"آج رب کریم قہر و غضب کے عالم میں ہے۔ یہ کیفیت نہ کبھی پہلے پیدا ہوئی اور نہ کبھی آئندہ ہو گی۔" وہ اپنی کوئی خطا ذکر نہ کریں گے پھر فرمائیں گے: "کسی اور کے پاس چلے جاؤ بلکہ حضرت محمد ﷺ کے پاس چلے جاؤ۔" چنانچہ سبھی لوگ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے:

"اے محمد ﷺ! آپ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام امتیوں کے گناہ بخش دیئے ہیں۔ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم شدید کرب میں مبتلا ہیں۔ از راہ کرم رب کریم کے حضور ہماری شفاعت فرمایئے۔"

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اٹھ کر عرش کے نیچے آ جاؤں گا اور اپنے پروردگار کے سامنے سجدہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی حمد و ثناء کے ایسے الفاظ میرے دل میں القاء فرمائے گا جو مجھ سے پہلے کسی کو القاء نہیں فرمائے گئے، پھر کہا جائے گا:

يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهُ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ.

اے محمد ﷺ! اپنا سر انور اٹھاؤ۔ مجھ سے مانگو، آپ کو عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کرو، آپ کی

کی داہنی جانب ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے علاوہ کوئی بھی کھڑا نہ ہو سکے گا۔ اس مقام رفیع کو اگلے پچھلے سب لوگ رشک کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "الاسماء والصفات" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنتی پوشاک پہنائی جائے گی۔ پھر مجھے لایا جائے گا اور مجھے ایسی جنتی پوشاک پہنائی جائے گی جو انسانی وہم و گمان سے ماوراء ہو گی۔"

حشر کے دن شان مصطفیٰ ﷺ کا ظہور

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "جب مومنوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو میں ان کا سردار ہوں گا۔ جب وہ میدان حشر میں جائیں گے تو میں ان سے پہلے وہاں پہنچوں گا۔ جب وہ غمزدہ ہوں گے تو میں انہیں خوش کر دوں گا۔ جب وہ سجدہ ریز ہوں گے تو میں ان کا امام ہوں گا۔ جب وہ جمع ہوں گے تو میں ان سب سے زیادہ بارگاہ الٰہی کے قریب ہوں گا۔ پھر کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور لب کشائی کروں گا۔ رب کریم میری بات کی تصدیق فرمائے گا۔ میں شفاعت کروں گا، وہ میری شفاعت کو شرف قبولیت سے نوازے گا۔ میں جو کچھ مانگوں گا، وہ عطا فرما دے گا۔"

دارمی، ترمذی، ابو یعلی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو میں سب سے پہلے باہر آؤں گا۔ جب وہ میدان حشر میں پہنچیں گے تو میں ان کے آگے آگے ہوں گا۔ جب وہ مہر بلب ہوں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا۔ جب انہیں رکاوٹ پیش آئے گی تو میں ان کی شفاعت کروں گا۔ جب وہ غمزدہ ہوں گے تو میں انہیں شادمانی عطا کروں گا۔ کرم کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا، جنت کی کنجیاں میرے قبضے میں ہوں گی اور حمد کا جھنڈا بھی میرے پاس ہو گا۔ مجھے اپنے رب کریم کے حضور تمام بنی نوع انسان سے زیادہ عزت و عظمت حاصل ہو گی۔ میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ ایک ہزار خدام میرے ارد گرد گردش کناں ہوں گے (جو اتنے حسین ہوں گے) جیسے (سینۂ صدف میں) چھپے ہوئے موتی۔"

خلیل ہیں۔" لوگ فوراً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے:

"میں تمہارا یہ کام نہیں کر سکتا۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بندۂ خاص ہیں جنہیں اس نے شرف کلام بخشا اور تورات عطا فرمائی۔"

چنانچہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے:

"میں تمہارا یہ کام نہیں کر سکتا۔" پھر وہ ناحق قتل ہونے والے شخص کو یاد کریں گے اور اپنے رب کے پاس حاضر ہونے سے شرمائیں گے۔ پھر فرمائیں گے:

"تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بندۂ خاص اور رسول ہیں۔ وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔"

لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے تو وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں تمہاری حاجت پوری نہیں کر سکتا۔ البتہ تم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس چلے جاؤ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ایسے مکرم بندے ہیں جن کے اگلے پچھلے سب امتیوں کے گناہ اللہ تعالیٰ نے بخش دیئے ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر لوگ میرے پاس آ جائیں گے۔ میں کھڑا ہو جاؤں گا اور مومنین کی دو قطاروں کے درمیان چل کر اپنے رب سے اذن باریابی طلب کروں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ جتنی دیر رب کو منظور ہو گا میں سجدے میں پڑا رہوں گا۔ پھر آواز آئے گی:

اِرْفَعْ مُحَمَّدُ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهُ.

اے محمد ﷺ! سجدے سے سر مبارک اٹھاؤ اور بات کرو، آپ کی بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور مانگو، آپ کو عطا کیا جائے گا۔

میں سجدے سے سر اٹھاؤں گا۔ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کروں گا جو وہ خود مجھے سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا۔ ایک مقررہ تعداد کے حق میں میری شفاعت قبول کر لی جائے گی۔ میں انہیں جنت میں داخل کر دوں گا۔ میں دوبارہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گا۔ جب اپنے رب کریم کو دیکھوں گا تو سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ جتنی دیر رب کو منظور ہو گا میں سجدے میں پڑا رہوں گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

اِرْفَعْ مُحَمَّدُ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ.

اے محمد ﷺ! سجدے سے سر مبارک اٹھائیے اور بات کیجئے، آپ کی بات سنی جائے گی۔ مانگئے، آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

لوگ کہیں گے۔ اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلتے ہیں۔ چنانچہ ساری خلق حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آ جائے گی اور عرض کرے گی: "اے آدم علیہ السلام! آپ ابوالبشر ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ کے جسد پاک میں اس نے اپنی روح پھونکی۔ اس کے حکم سے ملائکہ نے آپ کو سجدہ کیا۔ ہماری حالت زار پر نظر کرم فرمایئے ہم سخت کرب میں مبتلا ہیں۔ رب کریم کے حضور ہمارے لئے شفاعت کیجئے۔"

حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: "آج رب کریم قہر و غضب کے عالم میں ہے۔ غیظ و غضب کی یہ صورت حال نہ پہلے کبھی پیدا ہوئی اور نہ آئندہ کبھی ہو گی۔ میرے رب نے مجھے درخت کے قریب جانے سے منع کیا تھا مگر میں حکم عدولی کر بیٹھا۔ پس مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ تم کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔" پھر سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: "اے نوح علیہ السلام! آپ اہل زمین کی جانب بھیجے جانے والے پہلے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عَبۡدِ شَکُوۡرَ (شکر گزار بندہ) رکھا ہے۔ ہمارے حال زار پر نظر کرم فرمایئے۔ ہم سخت مشکل میں ہیں۔ رب کریم کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔" حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے:

"آج رب کریم ایسے قہر و غضب کے عالم میں ہے۔ کہ غیظ و غضب کی یہ صورت حال نہ کبھی پہلے پیدا ہوئی اور نہ کبھی آئندہ ہو گی۔ مجھے ایک دعا مانگنے کا اختیار تھا جسے میں نے اپنی قوم کی تباہی کے لئے مانگ لیا تھا۔ اب مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ تم کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس چلے جاؤ۔" پھر مخلوق خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو گی۔ یہاں آکر عرض کرے گی: "اے ابراہیم علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کے نبی اور خلیل ہیں۔ ہمارے حال زار پر نظر کرم فرمایئے۔ ہم سخت مشکل میں گرفتار ہیں۔" حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے:

"آج رب کریم قہر و غضب کے عالم میں ہے۔ غیظ و غضب کی یہ کیفیت نہ کبھی پہلے پیدا ہوئی اور نہ کبھی آئندہ ہو گی۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی وہ تین باتیں یاد کریں گے جو بظاہر جھوٹی معلوم ہوتی ہیں مگر بہ باطن مبنی بر حقیقت ہیں۔ بعد ازاں فرمائیں گے:

"مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ تم کسی

گا۔ شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنی امت کے بارے میں میری شفاعت قبول کر لی جائے گی اور کہا جائے گا: ”ننانوے آدمیوں کے گروپ میں سے ایک ایک آدمی کو نکال کر جنت میں داخل فرماتے جایئے۔“ میں بار بار رب قدوس کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا۔ ہر بار میری شفاعت قبول ہو گی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ مجھے شفاعت کا یہ عظیم مرتبہ عطا فرمائے گا کہ اے محمد ﷺ! اپنی امت کے ہر ایسے شخص کو جنت میں داخل فرما دیجئے جس نے ایک دن بھی خلوص نیت کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا پھر اسی حالت ایمان میں فوت ہوا۔

امام احمد اور ابو یعلی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ہر نبی کو ایک دعا مانگنے کا اختیار ملا اور ہر نبی نے دنیا میں ہی اپنی دعائیں مانگ لیں مگر میں نے اپنی دعا کو چھپا رکھا ہے تاکہ (قیامت کے روز) اپنی امت کی شفاعت کر سکوں۔ قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا۔ میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ سب سے پہلے میری قبر کی زمین شق ہو گی۔ میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ میرے ہاتھ میں لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) ہو گا۔ میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام اور باقی انبیاء میرے اسی جھنڈے کے زیر سایہ ہوں گے۔ میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ لوگوں کے لئے قیامت کا دن بہت طویل ہو جائے گا۔ وہ ایک دوسرے کو کہیں گے۔ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلیں تاکہ وہ رب کریم کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں اور ہمارا حساب کتاب جلد ہو جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ میں تمہارا یہ کام نہیں کر سکتا۔ مجھ سے ایک خطا سرزد ہو گئی تھی جس کے باعث مجھے جنت سے نکال دیا گیا تھا۔ لہٰذا آج مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ تم نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ انہیں انبیاء پر ایک طرح کی اولیت حاصل ہے۔ چنانچہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے: ”آپ ہماری شفاعت فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے متعلق فیصلہ فرما دے۔“ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے: ”میں نے اپنے بیٹے کے متعلق اللہ تعالیٰ سے (ایسا) سوال کر لیا تھا (جس کا مجھے کوئی حق نہ تھا لہٰذا اسی خطا کے باعث) مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ تم خداوند رحمٰن کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔“ چنانچہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آجائیں گے اور عرض کریں گے: ”اے ابراہیم علیہ السلام! رب کریم کی بارگاہ

شفاعت قبول کی جائے گی۔

اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے لب مبارک پر یہ کلمات جاری ہو جائیں گے:

یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ. یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ. یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ.

اے میرے رب! میری امت کو بخش دے، میری امت کو بخش دے۔

حضور ﷺ بار بار یہی کلمات ادا فرما رہے ہوں گے۔ اتنے میں آواز آئے گی:

"اے محمد ﷺ! جنت کی داہنی جانب والے دروازے سے اپنی امت کے ان لوگوں کو داخل فرما دیجئے جن پر کوئی حساب و کتاب نہیں۔ یہ لوگ باقی لوگوں کے ساتھ جنت کے دوسرے دروازوں سے بھی داخل ہونے کا شرف پائیں گے۔" اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! جنتی دروازوں کے دو کواڑوں کے مابین اتنا ہی فاصلہ ہوگا جتنا کہ مکہ اور ہجر کے درمیان یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے روز جب مومنین جمع ہوں گے تو وہ اس دن کی سختی سے پریشان ہو کر کہیں گے۔ ہمیں کوئی ایسا شخص تلاش کرنا چاہئے جو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہماری سفارش کرکے ہمیں اس پریشان کن صورت حال سے نجات دلا دے۔ چنانچہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے: "اے آدم علیہ السلام! آپ ابوالبشر ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ ملائکہ سے سجدہ کروایا اور آپ کو ہر چیز کے ناموں کا علم عطا فرمایا۔ رب کریم کی بارگاہ میں ہمارے لئے شفاعت فرمایئے کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔" حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے:

"میں تمہارا یہ کام نہیں کر سکتا۔" پھر اپنی خطا یاد کریں گے اور اپنے رب کے پاس حاضر ہونے سے شرم محسوس کریں گے۔ پھر فرمائیں گے:

"تم نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اہل زمین کی جانب مبعوث کیا گیا۔"

لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آجائیں گے۔ وہ فرمائیں گے:

"میں تمہاری حاجت پوری نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی اس خطا کو یاد کریں گے جب انہوں نے اپنے رب سے اس چیز کا سوال کیا تھا جس کا انہیں کوئی علم نہ تھا۔ لہٰذا وہ اپنے رب کے سامنے جانے سے شرمائیں گے اور لوگوں سے کہیں گے: "تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ جو خداوند رحمٰن کے

پس ہمیں آخرین واولین ہونے کا شرف حاصل ہے یعنی دنیا میں سب سے آخری امت اور حساب کتاب میں سب سے اول۔ ساری امتیں ہمارے راستے سے ہٹ جائیں گی۔ ہم اس شان سے جا رہے ہوں گے کہ وضو کی برکت سے ہماری پیشانیاں اور ہمارے ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے۔ ہماری یہ شان دیکھ کر دوسری امتیں کہیں گی کہ یوں لگتا ہے جیسے یہ سب انبیاء جا رہے ہیں پھر ہم جنت کے دروازے تک جا پہنچیں گے۔ میں کنڈی پکڑ کر دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ آواز آئے گی: "کون؟" میں کہوں گا: "میں محمد (ﷺ)۔" پھر میں رب کریم کے حضور حاضر ہوں گا۔ میرا رب کرسی جلال پر متمکن ہو گا۔ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی بے مثل و بے مثال حمد و ثناء بیان کروں گا جو نہ آج تک کسی نے کی اور نہ کبھی کوئی کر سکے گا پھر آواز آئے گی:

"اے محمد ﷺ! سر مبارک اٹھاؤ اور مانگو، آپ کو عطا کیا جائے گا۔ بات کرو، آپ کی بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔"

میں سر اٹھا کر بارگاہ ایزدی میں عرض کروں گا:

اَیْ رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ.

اے میرے رب کریم! میری امت کو بخش دے۔ میری امت کو بخش دے۔

مجھ سے کہا جائے گا: "جس کے دل میں فلاں فلاں چیز کے برابر ایمان ہے اسے آپ جہنم سے نکال لیں۔" میں دوبارہ سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور پہلے کی طرح حمد و ثناء میں مصروف ہو جاؤں گا۔" آواز آئے گی:

"سر مبارک اٹھاؤ اور بات کرو، آپ کی ہر بات سنی جائے گی۔ مانگو، آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔"

میں عرض کروں گا:

اَیْ رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ.

اے رب کریم! میری امت کو بخش دے۔ میری امت کو بخش دے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "جن کے دلوں میں پہلی قسم کے لوگوں سے کم ایمان ہے، انہیں بھی آپ جہنم سے نکال لیں۔"

میں تیسری بار پھر سجدے میں گر جاؤں گا اور حسب سابق حمد و ثناء میں مصروف ہو جاؤں گا۔ آواز آئے گی:

"سر مبارک اٹھاؤ اور بات کرو، آپ کی ہر بات سنی جائے گی۔ مانگو، آپ کو عطا کیا جائے گا اور

میں سجدے سے سر اٹھا کر اپنے رب کی وہ حمد و ثناء کروں گا جو وہ خود مجھے سکھائے گا پھر شفاعت کروں گا تو ایک مقررہ تعداد کے حق میں میری شفاعت قبول کرلی جائے گی۔ میں انہیں جنت میں داخل کر دوں گا۔ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوگا۔ میں پروردگار عالم کو دیکھ کر سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور مشیت ایزدی کے مطابق میں سجدہ ریز رہوں گا۔ پھر آواز آئے گی:

اِرْفَعْ مُحَمَّدُ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ.

حکم الٰہی سنتے ہی میں سجدے سے سر اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی حمد و ثناء بیان کروں گا۔ پھر شفاعت کروں گا تو ایک مقررہ تعداد کے حق میں میری شفاعت قبول کرلی جائے گی، جنہیں میں جنت میں داخل کر دوں گا۔ چوتھی بار میں اپنے رب کے حضور عرض کروں گا: "اے میرے پروردگار! اب صرف وہی آدمی رہ گئے ہیں جن کو قرآن پاک نے روک رکھا ہے۔" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھتا تھا اور اس کے دل میں جو برابر خیر تھی پھر اس شخص کو بھی دوزخ سے نکال لیا جائے گا جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھتا تھا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر خیر تھی۔ بعد ازاں اس شخص کو بھی دوزخ سے نکال لیا جائے گا جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھتا تھا اور اس کے دل میں ذرہ برابر خیر تھی۔"

امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں کھڑا انتظار کر رہا ہوں گا کہ لوگ کب پل صراط کو عبور کرتے ہیں۔ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آکر کہیں گے: "اے محمد ﷺ! انبیاء کرام آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں کہ سب امتوں کا بلا تاخیر فیصلہ کیا جائے اور جہاں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو، انہیں بھیج دیا جائے کیونکہ اس وقت یہ لوگ سخت پریشان ہیں۔ ساری مخلوق پسینے میں غرق ہے۔ مومن کو تو زکام کی بیماری جتنی تکلیف ہے جبکہ کافر پر موت سی چھائی ہوئی ہے۔"

راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ فرمائیں گے: "تم ذرا ٹھہرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔" اللہ کے نبی ﷺ جا کر عرش کے نیچے کھڑے ہو جائیں گے۔ وہاں آپ کو ایسا قرب خاص نصیب ہو گا جو کسی برگزیدہ فرشتے یا نبی مرسل کو نصیب نہیں ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو وحی فرمائے گا کہ (میرے محبوب) محمد ﷺ کے پاس چلے جاؤ اور ان سے کہو:

اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ.

(اے محبوب!) سر انور اٹھائیے اور اپنے رب کریم سے مانگئے، آپ کو عطا کیا جائے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"سورج قریب آجائے گا اور لوگ پسینے میں نصف کانوں تک ڈوبے ہوں گے۔ اسی حالت کرب میں لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے فریاد کریں گے۔ آپ علیہ السلام فرمائیں گے مجھے یہ کام کرنے کا اختیار نہیں۔ پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی یہی کہیں گے۔ بعد ازاں لوگ شافع محشر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس حاضر ہوں گے۔ آپ شفاعت فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمادے گا پھر حضور ﷺ جنت کے دوازے پر تشریف لائیں گے اور دروازے کی زنجیر کو تھام لیں گے۔ اسی روز اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ مقام محمود پر جلوہ افروز ہوں گے اور وہاں پر موجود ساری خلق خدا آپ کی تعریف کر رہی ہو گی۔"

بزار اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا۔ کوئی شخص بات نہیں کر سکے گا۔ سب سے پہلے (حضرت) محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام پکارا جائے گا۔ آپ فرمائیں گے:

لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ وَالْمَهْدِیُّ مَنْ هَدَیْتَ وَعَبْدُكَ بَیْنَ یَدَیْكَ وَبِكَ وَاِلَیْكَ لَا مَنْجَامِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَیْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْبَیْتِ.

میں حاضر ہوں۔ ساری بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ شر و فساد کو تیری بارگاہ سے کوئی نسبت نہیں۔ ہدایت یافتہ وہی ہے جسے تو ہدایت دے۔ تیرا بندہ تیرے سامنے حاضر ہے۔ تجھ سے ہی مدد چاہتا ہے اور تیری طرف ہی رجوع کرتا ہے۔ تیری بارگاہ کے علاوہ کوئی اور نجات کا راستہ ہی نہیں۔ تو بڑی خیر و برکت اور عزوشان کا مالک ہے تو ہر قسم کی خامیوں سے پاک ہے۔ اے بیت اللہ شریف کے پروردگار!

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت قبول کرلی جائے گی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا.

یقیناً آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر فائز فرمائیگا۔

ابن ابی شیبہ اور ابن عاصم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

میں شفاعت فرمائیے کہ وہ جلد ہمارا فیصلہ فرمادے۔" آپ بھی فرمائیں گے کہ میں تمہارا یہ کام نہیں کرسکتا۔ میں نے اسلام میں تین جھوٹ بولے ہیں (بظاہر جھوٹ بہ باطن سچ) ان باتوں سے میرا مقصد دین حنیف کا دفاع کرنا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان تین باتوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول ہے اِنِّیْ سَقِیْمٌ (میں علیل ہوں)۔ دوسرا آپ کا یہ قول ہے بَلْ فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ (بلکہ یہ کام ان بتوں میں سے بڑے بت نے کیا ہے) اور تیسرا آپ کا وہ قول جب آپ نے اپنی بیوی کے متعلق بادشاہ کے سامنے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج مجھے اپنی فکر دامن گیر ہے۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ انہیں اللہ تعالیٰ نے ہمکلامی کا شرف عطا کرنے کے لئے چن لیا تھا۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آجائیں گے اور کہیں گے: اے موسیٰ علیہ السلام! آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ ہم کلام کرنے کے لئے چن لیا تھا۔ آپ ہی ہماری شفاعت فرمادیں مگر وہ بھی فرمائیں گے کہ میں تمہارا یہ کام نہیں کرسکتا۔ میں نے ایک آدمی کو بلاوجہ قتل کردیا تھا۔ آج مجھے اپنی فکر لگی ہوئی ہے۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ لوگ سیدھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آجائیں گے اور عرض کریں گے آپ رب کریم سے شفاعت فرمائیں کہ وہ جلد ہمارا فیصلہ فرمادے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی فرمائیں گے کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا۔ لوگوں نے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر مجھے معبود بنالیا تھا۔ آج مجھے اپنی فکر ہے۔ جب کسی برتن میں کوئی چیز ہو اور برتن کو سربمہر کردیا گیا ہو تو کیا مہر کو توڑے بغیر وہ چیز حاصل کی جاسکتی ہے؟ لوگ عرض کریں گے نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے:

"محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آج آپ اس شان کے ساتھ جلوہ گر ہیں کہ آپ کے اگلے پچھلے سب امتیوں کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر لوگ میرے پاس آجائیں گے اور عرض کریں گے: "یا رسول اللہ ﷺ! رب کریم کے حضور شفاعت فرمائیے کہ وہ جلد ہمارا فیصلہ فرمادے۔" میں کہوں گا: أَنَا لَهَا "میں ہی اس کام کے لئے ہوں۔" پھر اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے گا، مجھے اذن شفاعت بخشے گا۔ جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو ایک منادی بلند آواز سے کہے گا:

اَیْنَ اَحْمَدُ وَاُمَّتُهٗ.

احمد مجتبیٰ ﷺ اور آپ کی امت کہاں ہے؟

لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آجائیں گے اور عرض کریں گے:

"آپ ہماری حالت زار ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری شفاعت فرمادیں۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی وہی فرمائیں گے کہ میں تمہارا یہ کام نہیں کر سکتا۔ لوگ کہیں گے۔ ہم پھر کدھر جائیں؟ وہ فرمائیں گے: "تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ جو کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔" پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آجائیں گے۔ اور عرض کریں گے: "اے کلمۃ اللہ اور روح اللہ کی شان والے! آپ ہماری حالت زار دیکھ ہی رہے ہیں۔ رب کریم کے حضور ہماری شفاعت فرمائیے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: "میں تمہارا یہ کام نہیں کر سکتا۔"

لوگ عرض کریں گے: "تو پھر ہم کہاں جائیں؟"

وہ فرمائیں گے: "تم اس ہستی پاک کے پاس چلے جاؤ جن کے ہاتھوں میں باب شفاعت کھولنے کی طاقت ہے اور جن کے اگلے پچھلے امتیوں کے گناہ اللہ تعالیٰ نے بخش دیئے ہیں۔ آج وہ ہستی اس حال میں یہاں جلوہ افروز ہے کہ اسے کوئی خوف نہیں اور ان پر ہر طرف سے حمد و ستائش کے پھول برس رہے ہیں۔"

چنانچہ ساری مخلوق خدا حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس حاضر ہوگی اور عرض کرے گی:

"اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعت کا بند دروازہ کھولنے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ اس نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے سب امتیوں کی بخشش فرمادی ہے۔ آج آپ بالکل بے خوف ہیں۔ ہماری حالت زار آپ ﷺ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ از راہ کرم رب کریم کے حضور ہماری شفاعت فرمائیے۔"

حضور ﷺ فرمائیں گے: "میں ہی تمہارا یہ کام کروں گا۔"

پھر آپ لوگوں کی صفوں میں سے نکلتے ہوئے جنت کے دروازے تک جا پہنچیں گے اور اس کی سونے کی زنجیر پکڑ کر دستک دیں گے۔ پوچھا جائے گا۔ کون؟ آپ ﷺ فرمائیں گے: "میں محمد ﷺ۔" آپ ﷺ کی خاطر دروازہ کھول دیا جائے گا اور آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر سجدے کی اجازت مانگیں گے۔ اجازت ملتے ہی آپ ﷺ سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ آواز آئے گی:

يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَادْعُ تُجَبْ.

اے محمد ﷺ! سر مبارک اٹھا کر مانگئے، آپ کو عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور دعا مانگئے آپ کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا جائے گا۔

شفاعت کرو، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔"

میں پھر وہی عرض کروں گا:

اَیْ رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ.

اے رب کریم! میری امت کو بخش دے۔ میری امت کو بخش دے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "جن کے دلوں میں دوسری قسم کے لوگوں سے بھی کم ایمان ہے انہیں بھی جہنم سے نکال کر داخل جنت فرما دیجئے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ("الاوسط" میں) نیز حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لِلْاَنْبِیَاءِ مَنَابِرُمِنْ ذَهَبٍ فَیَجْلِسُوْنَ عَلَیْهَا وَیَبْقٰی مِنْبَرِیْ لَا اَجْلِسُ عَلَیْهِ قَائِمًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ مُنْتَصِبًا مَخَافَةَ اَنْ یُّبْعَثَ بِیْ اِلَی الْجَنَّةِ وَتَبْقٰی اُمَّتِیْ بَعْدِیْ.

انبیاء کرام کے سونے کے منبر ہوں گے۔ وہ اپنے اپنے منبروں پر تشریف فرما ہوں گے مگر میرا منبر خالی ہو گا۔ میں اس پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ اس اندیشے کے پیش نظر اپنے رب کے حضور سیدھا کھڑا رہوں گا کہ مبادا وہ مجھے تو جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد تنہا رہ جائے۔

پھر فرمایا: "میں بارگاہ الٰہی میں عرض کروں گا: "اے میرے رب! میری امت، میری امت۔" اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے محمد ﷺ! آپ کیا چاہتے ہیں؟" میں آپ کی امت کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ میں کہوں گا "اے پروردگار! ان سے جلد حساب لے۔" میں شفاعت کرتا رہوں گا۔ اتنے میں مجھے چند آدمیوں کے متعلق حکم نامے دکھائے جائیں گے جن کو جہنم کی طرف بھیجا جا چکا ہو گا پھر داروغہ جہنم مالک کہے گا: اے محمد ﷺ! میں نے دوزخ میں آپ کی امت کا کوئی فرد ایسا نہیں چھوڑا جو غضب الٰہی کا شکار ہو۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ بروز قیامت پنجوں کے بل چل رہے ہوں گے اور ہر امت اپنے اپنے نبی کے پیچھے دوڑ رہی ہو گی اور کہہ رہی ہو گی۔ اے نبی! ہماری شفاعت فرمائیے۔ اے نبی! ہماری شفاعت فرمائیے۔ شفاعت طلب کرنے کا یہ سلسلہ بالآخر حضور نبی کریم ﷺ پر آ کر ختم ہو جائے گا (اور آپ بارگاہ ربوبیت میں لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے) یہی وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔

فرما جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آپ کو یا کسی اور کو یہ سفارش کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ مجھے اپنی عزت و جلال اور رحمت کی قسم! میں دوزخ میں ایسا کوئی شخص نہیں چھوڑوں گا جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتا ہوگا۔"

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد ﷺ! میں نے جتنے بھی انبیاء و رسل مبعوث کئے ہیں، ہر ایک نے مجھ سے کوئی نہ کوئی خاص دعا مانگی جو میں نے ضرور قبول کی۔ اے محمد ﷺ! آپ بھی کوئی دعا مانگئے، میں ضرور قبول کروں گا۔ میں نے عرض کی میں اپنی دعا بروز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لئے مانگوں گا۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! شفاعت کا کیا مطلب ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "میں رب کریم سے عرض کروں گا۔ اے میرے رب! میں وہ شفاعت کرتا ہوں جسے میں نے تیرے پاس محفوظ کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ہاں وہ شفاعت محفوظ ہے پھر وہ میری امت کے باقی ماندہ افراد کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمادے گا۔"

امام احمد، طبرانی اور بزار رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے رب نے مجھے دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔ آدھی امت کو جنت میں داخل کرنا یا شفاعت کرنا۔ میں نے اپنی امت کی خاطر شفاعت کو چن لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ شفاعت کے ذریعے (آدھی امت سے بھی) زیادہ آدمیوں کی بخشش کا سامان ہو جائے گا۔ میری شفاعت اس شخص کو حاصل ہوگی جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہوا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "الاوسط" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں جہنم کے پاس آ کر اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ دروازہ کھل جائے گا۔ میں اندر داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثناء کروں گا کہ اس جیسی حمد و ثناء نہ مجھ سے پہلے کسی نے کی اور نہ میرے بعد کوئی کر سکے گا۔ پھر میں ہر اس شخص کو جہنم سے نکال لوں گا جس نے خلوص نیت کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا ہوگا۔"

کرتے ہیں کہ قیامت کے دن سورج کو بیس سال کی حرارت عطا کر دی جائے گی اور یہ لوگوں کے سروں کے اتنا قریب آ جائے گا کہ صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ جائے گا۔ لوگ پسینے سے شرابور ہوں گے۔ ان کا پسینہ زمین پر بہنے لگے گا پھر بڑھتے بڑھتے آدمی کے منہ تک جا پہنچے گا اور لوگوں کے منہ سے غراروں کی سی آوازیں سنائی دیں گی۔ اس پریشان کن صورت حال میں وہ ایک دوسرے سے کہیں گے۔ دیکھو تو سہی ہم کتنی تکلیف میں ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو تاکہ وہ رب کریم کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں۔ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آ جائیں گے اور عرض کریں گے:

''اے ابوالبشر! آپ کو اللہ تعالیٰ نے دست قدرت سے پیدا کیا، آپ کے جسد پاک میں اس نے اپنی روح پھونکی اور اپنی جنت میں ٹھہرایا۔ ازراہ کرم اٹھئے اور رب کریم کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیے۔ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم بڑی مشکل سے دوچار ہیں۔''

حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: ''میں تمہارا یہ کام نہیں کر سکتا۔''

لوگ عرض کریں گے: ''تو پھر آپ ہمیں کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں؟''

حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: ''تم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے کے پاس چلے جاؤ۔''

لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آ جائیں گے اور عرض کریں گے،

''اے اللہ کے نبی! آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا شکر گزار بندہ بنایا۔ آپ ہماری حالت زار ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ رب کریم کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔''

حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے: ''میں تمہارا یہ کام نہیں کر سکتا۔''

لوگ عرض کریں گے: ''تو پھر آپ ہمیں کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں؟''

وہ فرمائیں گے: ''تم خداوند رحمٰن کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔''

لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ جائیں گے اور ان سے عرض کریں گے:

''اے خداوند رحمٰن کے خلیل! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کتنی تکلیف میں ہیں۔ رب کریم کی بارگاہ میں ہماری سفارش کیجئے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: ''میں تمہارا یہ کام نہیں کر سکتا۔''

لوگ عرض کریں گے: ''تو پھر ہم کہاں جائیں؟''

وہ فرمائیں گے: ''تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے ہمکلامی کا شرف بخشنے کے لئے چن لیا تھا۔''

حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کو پیش آنے والے حالات اور ان کی باہمی خونریزی کے واقعات مجھے خواب میں دکھادیئے گئے۔ ان چیزوں کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی مجھے اللہ تعالیٰ نے ان کا علم عطا فرمادیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ وہ قیامت کے دن مجھے ان لوگوں کی شفاعت کرنے کا اختیار عطا فرما دے۔ چنانچہ اس نے مجھے شفاعت کا اختیار عطا فرمادیا۔"

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول تلاوت فرمایا:

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (ابراہیم:36)

پس جو میرے پیچھے چلا تو وہ میرا ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی (تو اس کا معاملہ تیرے سپرد ہے) بے شک تو غفور ورحیم ہے۔

پھر آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول تلاوت فرمایا:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ.

(المائدہ:118)

اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بلاشبہ تو ہی سب پہ غالب ہے اور بڑا دانا ہے۔

پھر رحمت عالم ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند کردیئے اور اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ کہتے ہوئے زاروقطار رونے لگے۔ محبوب کریم ﷺ کی اپنی امت پر یہ شفقت دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے جبریل امین سے فرمایا:

یَاجِبْرِیْلُ اِذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ لَهٗ اِنَّا سَنُرْضِیْكَ فِیْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ.

اے جبریل! (میرے محبوب) محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو۔ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کردیں گے اور پریشان نہ ہونے دیں گے۔

بزار اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ (الاوسط میں) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اپنی امت کے لئے شفاعت کرتا رہوں گا حتیٰ کہ میرا رب مجھ سے فرمائے گا:

پھر آپ ﷺ سر مبارک اٹھائیں گے اور دو یا تین بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: "میری امت کو بخش دے۔" آپ کی شفاعت ہر اس شخص کے حق میں قبول کرلی جائے گی جس کے دل میں دانہ برابر یا جو برابر یا رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان موجود ہو گا۔ اسی مقام شفاعت کا نام مقام محمود ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (الکبیر میں) نیز ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا اور ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ جب فیصلہ ہو جائے گا تو مومنین کہیں گے کہ پروردگار عالم نے جو فیصلہ فرمانا تھا فرمادیا، اب ہماری شفاعت کون کرے گا؟ پھر کہیں گے یہ کام حضرت آدم علیہ السلام کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور کلام کا شرف بخشا۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جا کر عرض کریں گے۔ "اللہ پاک نے تو اپنا فیصلہ فرمادیا ہے۔ اب آپ اٹھئے اور رب کریم کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔" حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: "تم نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔" لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آجائیں گے وہ انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف بھیج دیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف رہنمائی کر دیں گے۔ ان کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کا حکم دیں گے۔ لوگ دوڑے دوڑے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے:

"میں تمہیں امّی لقب نبی عربی کی طرف بھیجتا ہوں۔"

پھر وہ میرے پاس آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے میں ان کی شفاعت کرنے کے لئے اٹھوں گا۔ جہاں میں بیٹھا ہوں گا وہاں سے انتہائی پاکیزہ خوشبو مہک اٹھے گی۔ میں رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا (اور شفاعت کروں گا)۔ وہ میری شفاعت قبول فرمالے گا اور میرے لئے سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک نور ہی نور پیدا فرمادے گا۔

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ "السنہ" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں رب کریم کی بارگاہ میں شفاعت کرتا جاؤں گا اور وہ میری شفاعت کو قبول فرماتا جائے گا حتیٰ کہ میں عرض کروں گا۔ اے میرے رب! ہر اس شخص کے حق میں میری شفاعت قبول

حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں)"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: "میرے رب نے میری طرف یہ حکم بھیجا کہ میں قرآن پاک کو صرف ایک قرأت پر تلاوت کروں۔ میں نے بارگاہ رب العزت میں رجوع کی اور عرض کی: "اے میرے پروردگار! میری امت کے لئے آسانی پیدا فرمائیے۔" پھر حکم ہوا: "دو قرأتوں پر تلاوت کیا کرو۔" میں نے دوسری بار رجوع کیا اور اپنی امت کے لئے مزید آسانی کی درخواست کی۔ اب حکم ملا کہ سات قرأتوں پر تلاوت کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے مزید کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے میرے محبوب آپ نے جتنی دفعہ آسانی مانگنے کے لئے میری بارگاہ کی طرف رجوع کیا ہے اتنی ہی دعائیں مجھ سے مانگ لو (میں قبول کرلوں گا) میں نے عرض کی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ.

اے اللہ! میری امت کو بخش دے۔

اور دوسری دعا کو میں نے قیامت تک مؤخر کر دیا۔ اس دن ساری مخلوق فرط شوق سے میرے پاس آئے گی حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔"

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (کتاب الروایہ میں) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا اور میں اس پر فخر نہیں کر رہا ہوں۔ بروز قیامت ہر کوئی میرے جھنڈے کے زیر سایہ مشکل کشائی کا منتظر ہو گا۔ میں حمد کا جھنڈا لے کر چل رہا ہوں گا اور لوگ بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ میں جنت کے دروازے پر پہنچ کر دستک دوں گا۔ پوچھا جائے گا: "تم کون ہو؟" میں کہوں گا: "میں محمد (ﷺ) ہوں۔" آواز آئے گی: "محمد ﷺ کو خوش آمدید۔" جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اس کی رحمت پر نظریں جمائے رکھوں گا۔"

ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں۔ آپ ﷺ کو کون سی شان عطا فرمائی گئی ہے؟" حضور ﷺ نے فرمایا:

وُلْدُ آدَمَ کُلُّھُمْ تَحْتَ رَایَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تُفْتَحُ لَہٗ اَبْوَابُ

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمیں چار ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو سابقہ نبیوں کو عطا نہیں کی گئیں۔ میں نے اپنے رب سے پانچویں چیز بھی مانگی تھی۔ اس نے مجھے وہ بھی عطا فرمادی۔ وہ بڑی ہی اعلیٰ چیز ہے (پہلی چار چیزیں یہ ہیں) (1) سابقہ انبیاء کرام کو صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور ان کا دائرہ نبوت اپنی قوم سے متجاوز نہ ہوتا تھا جبکہ مجھے سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، (2) ہمارے دشمن کو ایک ماہ کی مسافت پر ہم سے مرعوب کر دیا گیا ہے، (3) ہماری خاطر ساری زمین کو حصول طہارت کا ذریعہ اور مسجد بنایا گیا ہے، (4) خُمس (پانچواں حصہ) ہمارے لئے حلال کیا گیا حالانکہ یہ پہلے کسی نبی کے لئے حلال نہ تھا۔ میں نے پانچویں چیز اپنے رب سے یہ مانگی کہ میرا جو امتی بھی توحید کی گواہی دیتا ہوا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے، وہ اسے ضرور داخل جنت فرمادے۔"

امام احمد، ابن ابی شیبہ اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں فرمائی گئیں: (1) مجھے ہر کالے اور گورے کی طرف مبعوث کیا گیا، (2) ایک ماہ کی مسافت پر دشمن کو مرعوب کر کے میری مدد کی گئی، (3) زمین کو میرے لئے مسجد اور حصول طہارت کا ذریعہ بنایا گیا، (4) مال غنیمت کو میرے لئے حلال کیا گیا جو پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا۔ (5) مجھے شفاعت عطا کی گئی۔ ہر نبی نے شفاعت کا حق اسی دنیا میں ہی وصول کر لیا مگر میں نے اپنی شفاعت کو آخرت کے لئے رکھ دیا ہے۔ میری شفاعت میرے اس امتی کو حاصل ہوگی جو اس حال میں فوت ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہوگا۔"

ابن ابی شیبہ، ابو یعلی، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔" اس کے بعد یہ روایت بھی حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث کی طرح مروی ہے۔ البتہ پانچویں چیز کا تذکرہ اس روایت میں اس طرح ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "مجھ سے کہا گیا۔ مانگو، آپ کو عطا کیا جائے گا۔ میں نے بروز قیامت اپنی امت کی شفاعت کرنے کے لئے اپنی دعا کو محفوظ کر لیا اور میری شفاعت انشاء اللہ ہر اس شخص کو حاصل ہوگی جس نے شرک کا ارتکاب نہ کیا ہوگا۔"

احمد، طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ (الاوسط میں)، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت اُم

اظہار حقیقت اور تحدیث نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں) قیامت کے دن لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور باقی انبیاء کرام اس کے نیچے ہوں گے۔ میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت کو قبول کیا جائے گا اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں ہی سب سے پہلے جنت کی زنجیر ہلاؤں گا اور میں فخر نہیں کرتا پھر اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمادے گا اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے۔ میں یہ بات ازراہ فخر نہیں کہہ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مجھے تمام اولین و آخرین سے زیادہ قدر و منزلت حاصل ہے اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے جن و انس اور سرخ و سیاہ کی طرف بھیجا گیا۔ دیگر انبیاء کے برعکس میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا۔ ساری زمین کو میرے لئے مسجد اور پاکیزگی کا ذریعہ بنایا گیا۔ میرے سامنے ایک ماہ کی مسافت تک دشمن کو مرعوب کر کے میری مدد کی گئی۔ مجھے سورۂ بقرہ کی آخری آیات عطا فرمائی گئیں۔ یہ عرش کے خزانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ اعزاز صرف مجھے بخشا گیا کسی اور نبی کو نہیں بخشا گیا۔ مجھے تورات کی بجائے مثانی، انجیل کی بجائے مئین اور زبور کی بجائے حٰمٓ والی سورتیں عطا کی گئیں۔ مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی۔ میں دنیا و آخرت میں اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں۔ یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ سب سے پہلے زمین مجھ سے اور میری امت سے شق ہوگی اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ بروز قیامت لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور سب انبیاء اس کے نیچے ہوں گے۔ یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ بروز قیامت جنت کی کنجیاں بھی میرے پاس ہوں گی اور یہ بات بھی میں فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ شفاعت کا دروازہ میرے ہاتھوں ہی کھلے گا۔ یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں تمام مخلوق سے پہلے جنت میں جاؤں گا۔ میں ان کے آگے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے پیچھے ہوگی۔ میں یہ بات بھی فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔"

أَرَضِيتَ يَا مُحَمَّدُ.

اے محمد ﷺ! کیا آپ راضی ہو گئے ہیں؟

میں عرض کروں گا:

اَیْ رَبِّ رَضِیْتُ.

اے میرے رب کریم! میں راضی ہوں۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (الاوسط میں) بہ سند حسن حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں: (1) مجھے ہر کالے گورے کی طرف مبعوث کیا گیا جبکہ سابقہ نبیوں کو صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا رہا، (2) ایک ماہ کی مسافت تک دشمن پر میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی، (3) مال غنیمت کو کھانا میرے لئے حلال کیا گیا جبکہ پہلے کسی نبی کے لئے یہ حلال نہ تھا، (4) زمین کو میرے لئے مسجد اور حصول طہارت کا ذریعہ بنایا گیا، (5) ہر نبی کو ایک (مقبول و مستجاب) دعا مانگنے کا اختیار دیا گیا اور انہوں نے اس دنیا میں ہی اپنی اپنی دعا مانگ لی مگر میں نے اپنی دعا کو (آخرت کے لئے) مؤخر کر دیا تاکہ اپنی امت کی شفاعت کر سکوں۔ میری شفاعت سے انشاء اللہ تعالیٰ ہر وہ شخص بہرہ مند ہو گا جو اس حال میں فوت ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو گا۔"

بچوں کے افعال لہو و لعب

ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے رب کریم سے درخواست کی کہ وہ نسل انسانی میں سے لہو و لعب کے کام کرنے والوں کو عذاب نہ دے۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ درخواست منظور فرمالی۔"

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لہو و لعب کے کام کرنے والوں سے مراد چھوٹے بچے ہیں کیونکہ ان کے افعال غیر ارادی طور پر ان سے سرزد ہو جاتے ہیں۔

امام احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب قیامت کا دن ہو گا، میں تمام نبیوں کا امام، خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ میں ان کمالات پر فخر نہیں کر رہا (بلکہ

"جب قیامت کا دن ہو گا تو پردوں کے پیچھے سے ایک منادی پکارے گا:

یاأَیُّهَا النَّاسُ غُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ وَنَکِّسُوْا رُؤُوْسَکُمْ فَاِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجُوْزُ الصِّرَاطَ اِلَى الْجَنَّةِ.

اے لوگو! نگاہیں نیچی کر لو اور سروں کو جھکا لو۔ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت محمد (ﷺ) پل صراط کو عبور کر کے جنت تشریف لے جارہی ہیں۔

درِ جنت پہ دستک

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سب سے پہلے میں ہی جنت کے دروازے پہ دستک دوں گا۔"

مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آکر دستک دوں گا۔ خازن جنت پوچھے گا: "کون؟" میں کہوں گا: "محمد ﷺ" وہ کہے گا: "مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے لئے در جنت کھول دوں اور آپ ﷺ کی آمد سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔"

چند دیگر امتیازات

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بروز قیامت سب سے پہلے مجھ سے زمین شق ہو گی۔ میں فخر نہیں کرتا۔ لواء الحمد مجھے عطا ہو گا۔ میں فخر نہیں کرتا۔ بروز قیامت میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا۔ میں فخر نہیں کرتا اور اس دن سب سے پہلے میں ہی جنت میں داخل ہوں گا۔ میں اس بات پر بھی فخر نہیں کرتا۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "الاوسط" میں بہ سند حسن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تک میں جنت میں داخل نہ ہو جاؤں گا اس وقت تک انبیاء کے لئے جنت کا داخلہ حرام ہو گا اور جب تک میری امت جنت میں داخل نہ ہو جائے گی، دیگر امتوں کے لئے داخلہ حرام ہو گا۔"

اسی طرح کی حدیث پاک حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

الْجَنَّةِ.

قیامت کے دن تمام اولاد آدم میرے جھنڈے کے نیچے ہو گی اور جنت کے دروازے سب سے پہلے میرے لئے کھولے جائیں گے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تاریخ میں)، طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (الاوسط میں) نیز بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں قائد المرسلین ہوں مگر فخر نہیں کرتا۔ میں خاتم النبیین ہوں مگر فخر نہیں کرتا۔ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہو گی مگر میں فخر نہیں کرتا۔"

دارمی، ترمذی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ چند صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ ان میں انبیاء کرام کے متعلق گفتگو چھڑ گئی۔ کسی نے کہا: "بڑے تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو خلیل بنایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنایا۔" دوسرے نے کہا: "اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا۔" تیسرے نے کہا: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان دیکھو وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔" چوتھے صحابی بولے: "حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صفی اللہ بنایا ہے" اتنے میں حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا:

"میں نے تمہارا یہ کلام سن لیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ بلاشبہ ان کی یہی شان ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں۔ واقعی ان کا یہی مقام ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ بلاشبہ وہ اسی شان کے مالک ہیں۔ آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور بلاشبہ ان کا یہی مقام ہے۔" پھر ارشاد فرمایا:

اَلَا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهٗ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ وِلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ غَلَقَ الْجَنَّةِ وَلَا فَخْرَ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْ خِلُنِيْهَا وَمَعِيْ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ.

"جان لو۔ میں حبیب اللہ ہوں۔ میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں (بلکہ

جب تم مؤذن کی اذان سنو تو (اذان کا جواب دو اور) مؤذن کی طرح کلمات اذان کہتے جاؤ۔ پھر مجھ پر درود شریف پڑھو۔ پھر میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگو۔ وسیلہ جنت کا ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو ملے گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ پس جو میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

جنت کا بالاخانہ

عثمان بن سعید دارمی رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الرد علی الجہمیہ" میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھے جنت کے باغات میں ایک عظیم الشان بالا خانہ عطا فرمائے گا۔ یہ اتنا بلند ہو گا کہ مجھ سے اوپر حاملان عرش کے علاوہ اور کوئی نہ ہو گا۔"

منبر نبوی کی شان

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے منبر کے پائے جنت میں گڑے ہوئے ہیں۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کی حدیث پاک ابو واقد لیثی سے روایت کی ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرا یہ منبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کے اوپر ہے۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَابَيْنَ بَيْتِىْ وَمِنْبَرِىْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ.

میرے گھر اور منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

باب

اول بھی، آخر بھی

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی امت اول بھی ہے اور آخر بھی۔ یعنی

باب

نسبت نبی ﷺ کی دائمی تاثیر

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

''قیامت کے دن سب رشتے اور نسبی تعلقات ٹوٹ جائیں گے سوائے میرے رشتے اور نسبی تعلق کے۔''

اس حدیث پاک کا مفہوم بعض نے یہ بتایا ہے کہ حضور ﷺ کی امت کی نسبت بروز قیامت آپ ﷺ کی طرف کی جائے گی مگر باقی انبیاء کی امتیں ان کی طرف منسوب نہیں ہوں گی۔ بعض نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس روز حضور ﷺ کی نسبت کا تو فائدہ ہوگا جبکہ دیگر نسبتیں اور تعلقات کام نہیں آئیں گے۔

باب

پل صراط عبور کرنا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جہنم کا پل بنے گا تو میں سب سے پہلے اسے عبور کروں گا۔''

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعظیم

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب قیامت کا دن ہوگا تو اہل محشر سے کہا جائے گا: ''نگاہیں نیچی کرلو۔ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت محمد (ﷺ) گزر رہی ہیں۔'' چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دو سبز چادریں اوڑھے وہاں سے گزر جائیں گی۔''

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

پہنچایا تھا۔"

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بروز قیامت لوگوں کو میدان حشر میں جمع کیا جائے گا۔ اس وقت میں اپنی امت کے ساتھ ایک بلند ٹیلے پر ہوں گا۔ میرا رب مجھے سبز پوشاک پہنائے گا۔ پھر مجھے (شفاعت کی) اجازت دی جائے گی اور جو خدا کو منظور ہوگا، میں کہوں گا۔ یہی مقام محمود ہے۔"

حشر کے دن امتیازی علامات

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بروز قیامت میری امت کو بلایا جائے گا تو وہ اس حال میں آئے گی کہ اس کے ہاتھ پاؤں اور پیشانیاں وضو کے اثر سے چمک رہی ہوں گی۔"

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جتنا عدن سے ایلہ کا فاصلہ ہے، میرا حوض اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ میں اپنے حوض سے لوگوں کو یوں دور کروں گا جیسے کوئی شخص پرائے اونٹوں کو اپنے حوض سے پرے ہٹاتا ہے۔"

عرض کی گئی: "یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ہمیں پہچان لیں گے؟"

فرمایا: "ہاں۔ تم اس حال میں میرے پاس آؤ گے کہ وضو کی برکت سے تمہاری پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے۔ یہ علامت کسی اور کو حاصل نہ ہوگی۔"

احمد اور بزار رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے سجدہ کی اجازت ملے گی۔ میں ہی سب سے پہلے سجدے سے سر اٹھاؤں گا اور سامنے دیکھوں گا تو ساری امتوں میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ میرے پیچھے اور دائیں بائیں بھی یہی منظر ہوگا۔" ایک آدمی نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! اتنی زیادہ امتوں میں آپ اپنی امت کو کیسے پہچان لیں گے؟" آپ ﷺ نے فرمایا:

"میری امت کے لوگوں کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں وضوء کی برکت سے چمک رہے ہوں گے۔ ان کے علاوہ کسی اور کی یہ شان نہیں ہوگی۔ میں انہیں اس لئے بھی پہچان لوں گا کہ انہیں داہنے ہاتھوں میں اعمال نامے دیئے جائیں گے اور اس لئے بھی کہ ان کی اولاد ان کے سامنے دوڑ

اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔ میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے پہلے جنت میں میرے پاس آئیں گی۔ میری امت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثال ایسی ہے جیسی بنو اسرائیل میں حضرت مریم علیہا السلام کی مثال۔''

باب

حوض کوثر

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّا اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ. (الکوثر:1)

بے شک ہم نے آپ کو (جو کچھ عطا کیا) بے حد و بے حساب عطا کیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مجھے چند خصوصیات عطا فرمائی گئی ہیں۔ میں ان کا ذکر فخر کے طور پر نہیں کر رہا ہوں۔ میری وجہ سے میرے اگلوں پچھلوں کی مغفرت کر دی گئی۔ میری امت کو خیر الامم بنایا گیا۔ مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے۔ رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ زمین کو میرے لئے مسجد اور پاکیزگی کا ذریعہ بنایا گیا اور مجھے حوض کوثر عطا فرمایا گیا جس کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہے۔''

وسیلہ کا مقام

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِذَا سَمِعۡتُمُ الۡمُؤَذِّنَ فَقُوۡلُوۡا مِثۡلَ مَا يَقُوۡلُ ثُمَّ صَلُّوۡا عَلَيَّ ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الۡوَسِيۡلَةَ فَاِنَّهَا مَنۡزِلَةٌ فِي الۡجَنَّةِ لَا تَنۡبَغِيۡ اِلَّا لِعَبۡدٍ مِّنۡ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرۡجُوۡا اَنۡ اَكُوۡنَ اَنَا هُوَ فَمَنۡ سَاَلَ لِيَ الۡوَسِيۡلَةَ حَلَّتۡ عَلَيۡهِ شَفَاعَتِيۡ.

کرے گی۔"

ابو یعلیٰ اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس امت کا عذاب تلوار سے ہوگا۔"

ابن ماجہ اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (البعث میں) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یہ امت امت مرحومہ ہے۔ اس کا عذاب اس کے اپنے ہاتھوں سے ہوگا۔ قیامت کے دن ایک ایک مشرک ہر مسلمان کے حوالے کیا جائے گا اور کہا جائے گا۔ جہنم سے بچنے کے لئے یہ تمہارا فدیہ ہے۔"

بھاری اعمال

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (الترغیب میں) حضرت لیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"ترازوئے عدل میں امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اعمال نیک سب سے زیادہ بھاری ہوں گے کیونکہ ان کی زبانوں پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کلمہ بہ آسانی جاری ہو جائے گا جبکہ ان سے پہلے والی امتوں کے لئے یہ کلمہ پڑھنا بہت مشکل ہوگا۔"

دوسروں کے اعمال کا ثواب ملنا

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ آیت کریمہ:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى. (النجم: 39)

اور نہیں ملتا انسان کو وہی کچھ جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

کے تحت حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ حکم حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں ان کی امتوں کے لئے نازل ہوا تھا جبکہ اس امت کے لوگوں کو اپنے اعمال کا ثواب بھی ملتا ہے اور (ان کے مرنے کے بعد) اگر دوسرے لوگ اعمال نیک کریں (اور انہیں ایصال ثواب کریں) تو ان کا ثواب بھی انہیں مل جاتا ہے۔"

باب

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کی امت سب سے پہلے جنت

اس دنیا میں یہ امت سب سے آخر میں آئی مگر بروز قیامت ساری مخلوق سے پہلے اس امت کا فیصلہ کیا جائے گا۔

حضرت ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہم اہل دنیا میں سب سے آخری ہیں اور قیامت کے روز سب سے اول ہوں گے یعنی ساری مخلوق سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔''

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے ہر امت اور نبی کو باری باری میدان حشر میں بھیجے گا۔ جب حضور احمد مجتبیٰ ﷺ اور آپ کی امت جو کہ آخر الامم ہے سر حشر تشریف لائیں گے تو پھر جہنم پر ایک پل رکھ دیا جائے گا۔ ایک منادی پکارے گا:

اَیْنَ اَحْمَدُ وَاُمَّتُهٗ؟

احمد مجتبیٰ ﷺ اور ان کی امت کہاں ہے؟

حضور ﷺ اٹھ کھڑے ہوں گے اور آپ ﷺ کی امت کے نیک و بد سب لوگ آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑیں گے۔ پھر یہ پل صراط کو عبور کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے دشمنوں کی آنکھوں کو بے نور کر دے گا اور دائیں بائیں گرنے لگیں گے جبکہ حضور نبی کریم ﷺ اور صالح لوگ نجات پا جائیں گے۔ ملائکہ انہیں جنت میں ان کے ٹھکانوں پر ٹھہرا رہے ہوں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ جب رب کریم کی بارگاہ میں پہنچیں گے تو اللہ پاک کی داہنی جانب آپ ﷺ کے لئے کرسی رکھی جائے گی۔ بعد ازاں منادی کہے گا: عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کہاں ہے؟......الحدیث۔

بلند ٹیلہ

ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''میں اپنی امت کے ساتھ بروز حشر ایک بلند ٹیلے پر ہوں گا۔ ہم وہاں سے مخلوق کی جانب جھانک رہے ہوں گے۔ سب لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش آپ (ﷺ) ہم میں سے ہوتے۔ جس نبی کو اس کی قوم جھٹلائے گی، ہم گواہی دیں گے کہ اس نبی نے بلاشبہ پیغام ربانی کو صحیح صحیح

"میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ وہ میری امت کے ستر ہزار افراد کو بلا حساب و کتاب جنت میں داخل فرمائے گا۔ میں نے رب کریم سے مزید کرم فرمانے کا سوال کیا تو اس نے مجھے ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ مزید ستر ہزار عطا فرما دیئے۔ میں نے عرض کی: اے میرے رب کریم! کیا میری امت کی تعداد اتنی زیادہ ہو جائے گی۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اعراب سے یہ تعداد پوری کر دوں گا۔"

"تورات و انجیل میں شان مصطفیٰ ﷺ" کے عنوان کے تحت حضرت علتان بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو حدیث پاک پہلے گزر چکی ہے، اس میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی مذکورہ خصوصیات کا تذکرہ تورات میں بھی موجود ہے۔

باب

امت کی گواہی

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف جمیلہ میں سے ایک امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کو عادل حکام کے قائم مقام ٹھہرا لیا ہے۔ قیامت کے روز آپ ﷺ کی امت یہ گواہی دے گی کہ سابقہ انبیاء کرام نے اپنی امتوں کو تبلیغ کرنے کا فریضہ انجام دے دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطاً لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْداً. (البقرہ:143)

(اے مسلمانو!) اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنا دیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور (ہمارا) رسول تم پر گواہ ہو۔

امام بخاری، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے روز حضرت نوح علیہ السلام کو بلا کر پوچھا جائے گا: "کیا آپ نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی؟" وہ کہیں گے: "ہاں۔" پھر ان کی امت کو بلا کر ان سے پوچھا جائے گا: "کیا انہوں نے تمہیں تبلیغ کی تھی؟" وہ کہیں گے: "نہیں۔ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔" پھر حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا: "آپ کی گواہی کون دے گا؟" وہ کہیں گے: "میری

رہی ہو گی۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند صحیح حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں قیامت کے دن ساری امتوں کے درمیان اپنی امت کو پہچان لوں گا۔" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! آپ اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟" آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں انہیں اس طرح پہچانوں گا کہ ان کے اعمال نامے ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے۔ سجدوں کے باعث ان کے چہروں پر بھی خاص نشانی ہو گی اور ان کا نور ان کے سامنے دوڑ رہا ہو گا۔"

قبر میں گناہوں کی مغفرت

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "الاوسط" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میری اُمت امت مرحومہ ہے۔ یہ گناہوں کے ساتھ قبر میں داخل ہو گی مگر جب باہر آئے گی تو اس پر کوئی گناہ نہ ہو گا۔ مومنین کی دعائے مغفرت کی وجہ سے اس کے سب گناہ معاف ہو چکے ہوں گے۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایسا نہ ہو گا کہ قیامت کے دن کسی سے حساب کتاب لے کر فوراً اس کی مغفرت کر دی جائے اور مسلمان اپنے اعمال (کا انجام) قبر میں ہی دیکھ لے گا۔"

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مومن سے قبر میں حساب لیا جائے گا تاکہ کل میدان حشر میں اس کا حساب کتاب آسان ہو جائے۔ عالم برزخ میں ہی اسے گناہوں سے پاک کر دیا جائے گا تاکہ جب قبر سے نکلے تو وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت چکا ہو۔"

اس امت کا عذاب

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ("الاوسط" میں) اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"اس امت کا عذاب دنیا میں ہی رکھ دیا گیا ہے۔"

ابو یعلی اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ (الاوسط میں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہ امت امت مرحومہ ہے۔ اس کو وہی عذاب آئے گا جو یہ خود اپنے ہاتھوں سے

خصوصی احکام

چند ایسی چیزیں ہیں جو صرف اور صرف حضور نبی کریم ﷺ کے لئے واجب، حرام یا مباح تھیں اور یہ احکامات صرف حضور ﷺ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھے۔ اس موضوع پر چند فقہاء نے الگ کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔ ہمارے اصحاب شافعیہ نے اپنی کتب فقہیہ میں باب النکاح کے ضمن میں اس مسئلہ پر گفتگو کی ہے مگر وہ اس بحث کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ نہیں کر سکے۔ میں انشاءاللہ یہاں اس موضوع کی تمام تفصیلات کو زیر بحث لانے کی کوشش کروں گا تاکہ اس کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہے اور اس پر مزید گفتگو کی ضرورت نہ پڑے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ میں اس موضوع کے متعلق وہ ساری باتیں ذکر کروں گا جو کسی بھی عالم نے خصائص نبویہ میں شامل کی ہیں خواہ (فقہی اعتبار سے) اس پر ہمارے اصحاب کا عمل ہو یا نہ ہو، خواہ دوسروں نے اس کو صحیح کہا ہو یا نہ کہا ہو۔ وہ لوگ جو کسی موضوع کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کیا کرتے ہیں، ان کا یہی طریقہ کار ہوتا ہے کہ وہ ساری معلومات کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کر دیا کرتے ہیں مگر بعض کم فہم اور نادان قسم کے لوگ جب اس طرح کی معلومات کو یکجا دیکھتے ہیں تو ان کا سرے سے انکار کر دیتے ہیں۔

واجبات اور ان کی حکمت

اس عنوان کے تحت وہ احکام مذکور ہوں گے جن کی ادائیگی امت پر واجب نہیں تھی۔ صرف حضور ﷺ پر واجب تھی۔ آپ ﷺ کے لئے بعض نوافل کو واجب یا فرض قرار دینے میں ایک خاص حکمت کار فرما تھی اور وہ یہ کہ فرائض و واجبات کا ثواب نوافل سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے اور فرائض و واجبات کے ذریعے نوافل کی بہ نسبت زیادہ قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"میرے قرب کی تمنا کرنے والے فرائض کی ادائیگی کے ذریعے جس طرح میرا قرب حاصل کر سکتے ہیں اس طرح کسی اور حکم کی بجا آوری سے حاصل نہیں کر سکتے۔"

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک فرض کا ثواب ستر نفلوں کے برابر ہوتا ہے۔

ان واجبات و فرائض کی تفصیل ذیل کے ابواب میں آرہی ہے۔

میں داخل ہو گی۔ اس کے متعلق حدیث پاک پچھلے صفات میں آچکی ہے۔ اس امت کی خطاؤں کو بھی معاف کر دیا جائے گا۔ اس کے بارے میں اسراء و معراج کے عنوان کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت گزر چکی ہے۔ اس امت کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ دیگر امتوں سے پہلے ان (کی قبروں) کی زمین شق ہو گی۔ اس سلسلے کی حدیث بھی قریب ہی گزری ہے۔

باب

جنت میں بلا حساب و کتاب داخلہ

شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ایک اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے ستر ہزار افراد بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ اعزاز کسی اور نبی کے لئے ثابت نہیں۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"آج میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں۔ کسی نبی کے ساتھ ایک امتی، کسی کے ساتھ دو، کسی کے ساتھ پوری قوم تھی اور کسی کے ساتھ ایک امتی بھی نہ تھا۔ اچانک میں نے بہت سے لوگ آتے دیکھے۔ مجھے امید تھی کہ یہ میری امت کے لوگ ہیں۔ مگر مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کے لوگ ہیں۔ پھر مجھ سے کہا گیا: "دیکھو۔" میں نے دیکھا تو مجھے بہت زیادہ ہجوم نظر آیا جس نے آفاق کو گھیر رکھا تھا۔ مجھ سے کہا گیا ادھر دیکھو ادھر دیکھو۔ میں نے دیکھا تو واقعی لوگوں کا انبوہ کثیر تھا۔ آواز آئی یہ آپ کی امت ہے۔ ان میں ستر ہزار ایسے آدمی ہیں جو بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت کے ستر ہزار آدمیوں کو بلا حساب و عذاب جنت میں داخل فرمائے گا۔ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار مزید داخل فرمائے گا اور میرا رب اپنی شان کے مطابق تین چلو بھر کر داخل جنت فرمائے گا (یعنی بہت زیادہ لوگوں کو)۔"

طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (البعث میں) حضرت عمر بن حزم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ مجھے قربانی کا حکم دیا گیا اور تم پر قربانی کو فرض نہیں کیا گیا۔" امام احمد رحمتہ اللہ علیہ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے: "مجھ پر قربانی فرض کی گئی اور تم پر فرض نہیں کی گئی۔"

احمد اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "تین چیزیں مجھ پر فرض ہیں جبکہ تمہارے لئے نفل ہیں: وتر، فجر کی دو رکعتیں اور چاشت کی دو رکعتیں۔"

مسواک

ابوداؤد، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ (سنن میں) حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما غسیلِ ملائکہ سے روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کو پہلے ہر نماز کے لئے وضو کرنے کا حکم تھا خواہ آپ باوضو ہی کیوں نہ ہوتے مگر جب یہ حکم آپ پر شاق گزرا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دے دیا گیا اور وضو کا حکم واپس لے لیا گیا سوائے حدث کی صورت کے۔"

سواری پر وتر پڑھنا

احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سواری پر وتر کی نماز ادا فرمائی۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر وتر کی نماز آپ پر واجب ہوتی تو سواری پر اس کی ادائیگی جائز ہی نہ رہتی پھر حضور ﷺ نے وتر سوار ہو کر کیوں ادا فرمائے۔

علامہ نووی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں اس کا جواب یہ دیا ہے کہ وتر کا وجوب بھی حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور اس واجب خاص کو سواری پر ادا کرنے کا جواز بھی حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

زوال کی نماز

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ اپنی سنن میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر پڑھے اور یہ تم پر لازم نہیں۔ آپ ﷺ نے قربانی کی اور یہ تم پر لازم نہیں۔ آپ ﷺ نے چاشت کی نماز ادا فرمائی اور یہ تم پر لازم نہیں۔ آپ ﷺ نے ظہر سے پہلے نماز پڑھی اور یہ تم پر لازم نہیں۔ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ زوال کے وقت نماز پڑھنا بھی ان واجبات میں سے ہے جو حضور ﷺ کے ساتھ خاص تھے۔

گواہی حضرت محمد ﷺ اور آپ کی امت دے گی۔" فرمان الٰہی وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا کا یہی مطلب ہے پھر تمہیں بلایا جائے گا اور تم گواہی دو گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے واقعی تبلیغ کا فریضہ انجام دے دیا تھا اور میں تمہاری تصدیق کروں گا۔"

احمد، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن جب انبیاء کرام تشریف لائیں گے تو کسی نبی کے ساتھ ایک امتی اور کسی کے ساتھ دو یا دو سے زیادہ امتی ہوں گے۔ انبیاء کرام سے پوچھا جائے گا: "کیا تم نے اپنی قوموں کو تبلیغ کی تھی؟" وہ کہیں گے: "ہاں" پھر ان کی قوموں کو بلا کر ان سے پوچھا جائے گا۔ "کیا ان انبیاء نے تمہیں تبلیغ کی تھی۔" وہ کہیں گی: "نہیں۔" انبیاء کرام سے گواہ لانے کا مطالبہ کیا جائے گا۔ وہ کہیں گے۔ ہماری گواہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ چنانچہ اس امت کو بلایا جائے گا اور اس کے افراد گواہی دیں گے کہ انبیاء کرام نے واقعی تبلیغ کا فریضہ انجام دے دیا تھا۔ پوچھا جائے گا: "تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟" وہ کہیں گے: "ہمارے نبی کریم ﷺ ایک کتاب لائے تھے۔ اس کے ذریعے ہمیں پتہ چلا کہ انبیاء کرام نے اپنی امتوں کو تبلیغ کر دی تھی۔ ہم نے کتاب الٰہی کے اس حکم کو مان لیا تھا۔" آواز آئے گی: "تم سچ کہہ رہے ہو۔" یہ فرمان الٰہی بھی اسی کے متعلق ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا.

اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنا دیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور (ہمارا) رسول تم پر گواہ ہو۔

باب

جہنم کی گرمی

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ "الاوسط" میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جہنم کی گرمی میری امت کے لئے حمام کی گرمی کی مانند ہو گی۔"

بنا دیتا۔"

حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مشورہ

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا:

لَوْ اِجْتَمَعْتُمَا فِی مَشْوَرَةٍ مَّا خَالَفْتُكُمَا.

اگر تم دونوں کسی مشورہ میں ہم خیال ہو جاؤ گے تو میں تمہاری رائے سے اختلاف نہیں کروں گا۔

حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشورہ

حاکم رحمتہ اللہ علیہ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو موقعوں پر مشورہ دیا۔ آپ ﷺ نے دونوں مرتبہ میری رائے کو قبول فرمایا۔ غزوۂ بدر کے موقع پر میں بھی آپ ﷺ کی معیت میں روانہ ہوا۔ آپ ﷺ نے پانی کے چشمے سے پہلے پڑاؤ ڈالنا چاہا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ وحی الٰہی کے مطابق یہ کام فرما رہے ہیں یا آپ ﷺ کی اپنی رائے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ میری ذاتی رائے ہے۔" میں نے عرض کی میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ چشمے سے آگے کیمپ لگانے کا حکم فرمائیں تاکہ بوقت ضرورت ہم یہاں پناہ لے سکیں۔ آپ ﷺ نے میرا یہ مشورہ قبول فرمالیا۔ دوسرا مشورہ میں نے اس وقت دیا جب جبریل امین نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ آپ ﷺ کو کون سی بات پسند ہے۔ کیا آپ ﷺ اسی دنیا میں اپنے صحابہ کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں یا اپنے رب کریم کے پاس نعمتوں بھری جنت میں جانا چاہتے ہیں جس کا اس نے آپ ﷺ سے وعدہ کر رکھا ہے؟ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب فرمایا۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہماری خواہش یہ ہے کہ آپ ہمارے مابین تشریف فرما رہیں تاکہ آپ ہمیں دشمن کے رازوں سے آگاہ فرمائیں، ہماری فتح و نصرت کی دعا فرمائیں اور آسمان کی خبریں سنائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "اے حباب! تم کیوں نہیں بولتے؟" میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! جو آپ کے رب کریم کی مرضی ہے، آپ بھی وہی اختیار فرمائیں۔" آپ ﷺ نے میری رائے کو قبول فرمالیا۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

باب

چند نمازیں اور مسواک و قربانی وغیرہ

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ تہجد، وتر، سنت فجر اور چاشت کی نماز آپ پر فرض تھیں۔ اسی طرح مسواک اور قربانی کرنا بھی آپ کے لئے فرض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ. (الاسراء:79)

اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نماز تہجد ادا کرو (تلاوت قرآن کے ساتھ یہ نماز) زائد ہے آپ کے لئے۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تہجد کی نماز حضور ﷺ کے لئے ایک زائد نماز تھی جبکہ تمہارے لئے یہ فضیلت و ثواب کا درجہ رکھتی ہے۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ الاوسط میں اور بیہقی رحمتہ اللہ علیہ اپنی سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تین چیزیں میرے لئے فرض اور تمہارے لئے سنت ہیں۔ وتر، مسواک اور رات کی نماز۔"

احمد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (اپنی سنن میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تین چیزیں میرے لئے فرض اور تمہارے لئے نفل ہیں۔ قربانی، وتر اور چاشت کی دو رکعتیں۔"

دار قطنی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تین چیزیں میرے لئے فرض اور تمہارے لئے نفل ہیں قربانی، وتر اور فجر کی دو رکعتیں۔"

امام احمد اور بزار رحمہما اللہ تعالیٰ چند دیگر واسطوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے فجر اور وتر کا حکم دیا گیا ہے اور چاشت کی نماز تم پر لازم نہیں۔"

امام احمد اور عبید رحمہما اللہ تعالیٰ (اپنی مسند میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے دو رکعت نماز چاشت کا حکم دیا گیا اور

باب

دشمن کے سامنے ڈٹ جانا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ دشمن کے سامنے استقامت وپامردی کے ساتھ سینہ سپر ہو جانا آپ پر واجب تھا۔ خواہ دشمن کی تعداد کتنی زیادہ ہی کیوں نہ ہوتی۔ علاوہ ازیں برائی کو ختم کرنا بھی آپ پر واجب تھا اور کسی خوف کی وجہ سے یہ حکم ساقط نہ ہوتا تھا جبکہ امت کے لئے ان دونوں حکموں میں کافی نرمی ہے یعنی مجبوری اور خوف کی وجہ سے امت سے یہ حکم ساقط ہو جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے لئے مذکورہ حکم کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ہر صورت میں آپ کی حفاظت فرمائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ. (المائدہ:67)

اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں (کے شر) سے بچائے گا۔

یہی وجہ تھی کہ دشمن آپ ﷺ کا بال بھی بیکا نہ کر سکتے تھے خواہ ان کی تعداد کم ہوتی یا زیادہ۔

باب

میت کے قرض کی ادائیگی

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اگر کوئی مسلمان تنگدستی کی حالت میں فوت ہوتا اور اس کے ذمہ کسی کا قرض لازم ہوتا تو آپ ﷺ پر اس کا قرض ادا کرنا واجب تھا۔

ابن ماجہ رحمتہ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَكَ دَيْناً اَوْضَيَاعاً فَعَلَيَّ وَاِلَيَّ.

اگر کوئی مال چھوڑ کر فوت ہو تو وہ اس کے گھر والوں کا ہے لیکن اگر کوئی قرض چھوڑ کر فوت ہو اور اس کا کوئی والی نہ ہو تو اس کا قرض میرے ذمہ ہے اور میں ہی اس کا والی ہوں۔

شیخین رحمتہ اللہ علیہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی فوت شدہ آدمی لایا جاتا اور اس کے ذمہ قرض ہوتا تو حضور ﷺ پوچھتے: "کیا اس نے کوئی ترکہ چھوڑا ہے جس سے اس کا قرض ادا کیا جائے؟" اگر اس کے ترکہ سے

غسل جمعہ

دیلمی رحمتہ اللہ علیہ مسند الفردوس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "وتر مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے نفل ہیں۔ قربانی مجھ پر فرض ہے اور تمہارے لئے نفل ہے۔ غسل جمعہ مجھ پر فرض ہے اور تمہارے لئے نفل ہے۔" اس روایت کی سند میں ایک راوی نوح بن ابو مریم ہے جو بہت زیادہ احادیث گھڑتا ہے۔

باب

مشورہ کرنا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ صحابہ کرام سے مشورہ کرنا آپ پر واجب تھا۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ. (آل عمران:159)

اور ان سے اس کام میں صلاح مشورہ کیجئے۔

ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (الشعب میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب فرمان الٰہی وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو مشورہ کرنے کی ضرورت تو نہیں البتہ اسے اللہ تعالیٰ نے میری امت پر رحمت فرمانے کے لئے لازم کر دیا ہے۔"

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے فرائض کو قائم کرنے کا حکم فرمایا ہے اسی طرح لوگوں کے ساتھ نرمی اور دلجوئی کرنے کا بھی حکم فرمایا ہے۔"

ابن ابی حاتم رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام سے جس کثرت کے ساتھ مشورے لیتے اس طرح میں نے کسی کو اپنے ساتھیوں سے مشورہ طلب کرتے نہیں دیکھا۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر میں مشورہ کے بغیر کسی کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتا تو ابن ام عبد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنا خلیفہ

کریم ﷺ سے ایسی چیز کا مطالبہ کرتی ہو جو آپ کے پاس موجود نہیں۔" پھر اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو اختیار دینے کے متعلق آیات نازل فرمادیں۔ حضور ﷺ سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا:

"میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں۔ اس میں جلد بازی سے کام نہ لینا اور اپنے والدین سے مشورہ کر کے میری بات کا جواب دینا۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "حضور ﷺ! کیا بات ہے؟"

حضور ﷺ نے انہیں یہ کلام الٰہی پڑھ کر سنایا:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا. وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا.

اے نبی مکرم! آپ اپنی بیبیوں کو فرما دیجئے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی آرائش و (آسائش) کی خواہاں ہو تو آؤ تمہیں مال و متاع دے دوں اور پھر تمہیں رخصت کر دوں بڑی خوبصورتی کے ساتھ اور اگر تم اللہ، اس کے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جو تم میں سے نیکوکار ہیں اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی:

أَفِيْكَ اَسْتَأْمِرُ اَبَوَيَّ بَلْ اَخْتَارُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج پاک نے کہا: "حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کسی عورت کا مہر ہم سے زیادہ نہ ہو سکے گا۔" ان کی یہ بات سن کر غیرت خداوندی جوش میں آگئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو فرمایا: "ان سے الگ ہو جاؤ۔" چنانچہ حضور ﷺ انتیس دن تک ان سے الگ رہے۔ پھر حکم ہوا کہ اب ان کو اختیار دے دو (چاہیں تو دنیا کی آسائش و زیبائش کو پسند کر لیں اور چاہیں تو آپ کے شرف زوجیت کو پسند کر لیں) تو حضور ﷺ نے انہیں یہ اختیار عطا فرمادیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ حضرت عمرو بن شعیب سے، وہ اپنے والد سے اور وہ بھی اپنے والد سے

حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے موقع پر لوگوں سے مشورہ طلب فرمایا تو حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور عرض کی: "ہم جنگجو لوگ ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ ان دنوں ایک چشمے کے علاوہ باقی سب چشموں کا پانی خشک ہو چکا ہو گا اور اسی چشمہ پر ہم ان سے ملیں گے۔" راوی کہتے ہیں کہ قریظہ اور نضیر کے ساتھ لڑائی کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب فرمایا تو اس وقت بھی حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی: "میری رائے یہ ہے کہ آپ محلات کے درمیان قیام فرمائیں تاکہ دونوں طرف کے لوگوں کے مابین خبر رسانی کا سلسلہ منقطع ہو جائے۔" چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی رائے پر عمل فرمایا۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشورہ

حاکم رحمتہ اللہ علیہ عبدالحمید بن ابوعبس سے، وہ اپنے والد ابوعبس بن محمد سے اور وہ اپنے والد محمد بن ابوعبس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ابن اشرف کی سرکوبی کون کرے گا؟ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو تکلیف دی ہے۔" حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں؟" حضور ﷺ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا: "جاؤ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ لے لو۔" حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور انہیں ساری بات بتائی تو انہوں نے کہا: "اللہ کا نام لے کر جاؤ اور یہ کام کر گزرو۔"

مشورہ طلب امور

ماوردی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن امور کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام سے مشورے طلب فرماتے تھے ان کے بارے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضور ﷺ صرف جنگی معاملات اور دشمنوں کی ایذا رسانی کے وقت مشورے طلب فرماتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ دین و دنیا کے جملہ امور میں آپ ﷺ مشورے لیتے تھے اور چند علماء کی رائے یہ ہے کہ آپ ﷺ صرف دینی امور کے متعلق مشورہ طلب فرماتے تاکہ لوگوں کو احکام کی علتوں اور اجتہاد کے طریقے کا علم ہو جائے۔

علاوہ آپ حسب منشاء کسی عورت سے بھی نکاح کر سکتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ. (الاحزاب:51)

آپ ان میں سے جس کو چاہیں دور کر دیں اور جس کو چاہیں پاس رکھ لیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کی روایت حضرت ام سلمہ، حضرت ابن عباس، حضرت عطاء بن یسار اور حضرت محمد بن عمر بن علی بن ابو طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے بھی نقل فرمائی ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ نازل ہوئی تو میں نے عرض کی: "آپ جس بات کا ارادہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کا حکم بہت جلد نازل فرما دیتا ہے۔"

اختیار دینے کی حکمت

ازواج مطہرات کو اختیار دینے میں کونسی حکمت کارفرما تھی؟ اس بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں۔ چند ایک کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (ازواج مطہرات نے دوسری عورتوں کی آسائش وزیبائش پر رشک کرتے ہوئے خرچ کا مطالبہ کر دیا تھا اور) رشک جب حد سے بڑھتا ہے تو سینوں میں عداوت، دلوں میں نفرت اور عقیدت میں کمزوری پیدا کر دیتا ہے۔ پس آپ ﷺ نے ازواج پاک کو اختیار عطا فرما کر ان برے نتائج کی بیخ کنی فرما دی۔

حضرت رافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو یہ اختیار عطا فرمایا کہ آپ ﷺ فقر و فاقہ اور دولت مندی میں سے کوئی ایک چیز منتخب فرمالیں۔ نگاہ نبوت نے فقر و فاقہ کو چن لیا اور فاقہ مستی پر صبر کرنے کو ترجیح دی۔ اب حضور ﷺ کے اہل خانہ پر بھی فقر و فاقہ کی زندگی لازم ہو گئی۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو اختیار دینے کا حکم فرما دیا (کہ چاہیں تو وہ اسی فقر و فاقہ کو پسند کر لیں اور چاہیں تو دنیوی آسائشات کو پسند کر لیں) تاکہ پتہ چل جائے کہ حضور ﷺ کی وفا شعار اور سراپا خلوص بیویوں نے فقر و فاقہ کو جبراً اختیار نہیں کیا بلکہ خوش دلی اور رضاء ورغبت کے ساتھ انہوں نے درویشانہ زندگی اپنا رکھی ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ ازواج مطہرات کو اختیار دینے سے مقصود ان کا امتحان لینا تھا تاکہ پتہ چل جائے کہ وہ واقعی رسول اکرم ﷺ کی سب سے زیادہ وفا شعار اور جانثار بیویاں ہیں۔

قرض کی ادائیگی ممکن ہوتی تو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھتے۔ ورنہ مسلمانوں سے فرماتے کہ تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر فتوحات کا دروازہ کھول دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاءُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ.

میں مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہوں۔ پس جو مومن فوت ہو اور اپنے ذمہ قرض چھوڑ جائے تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور اگر وہ کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔

باب

ازواج مطہرات کو اختیار دینا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ پر واجب کیا گیا کہ آپ اپنی ازواج مطہرات سے فرمائیں کہ انہیں اختیار ہے چاہیں تو آپ کے شرف زوجیت سے بہرہ مند رہیں اور اگر چاہیں تو آپ سے الگ ہو جائیں۔ پھر آپ کے لئے یہ بھی واجب کیا گیا کہ جو زوجہ محترمہ آپ کی زوجیت کو ترجیح دے، آپ اسے اپنے نکاح میں برقرار رکھیں اور طلاق نہ دیں۔

امام احمد، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ کے اردگرد ازواج مطہرات بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ ﷺ ان کے درمیان خاموشی کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ (رخ حبیب ﷺ کی افسردگی دیکھ کر) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "ابھی میں حضور ﷺ سے ایسی بات کروں گا کہ آپ مسکرانے لگیں گے۔" پھر انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! اگر عمر کی بیوی بنت زید مجھ سے خرچے کا مطالبہ کرے گی تو آپ دیکھیں گے کہ میں اس کی گردن مار دوں گا۔" حضور ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا: "یہ بھی میرے اردگرد اس لئے حلقہ بنا کر بیٹھی ہیں تاکہ خرچے کا مطالبہ کریں۔" یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مارنے کے لئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مارنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں اپنی اپنی صاحبزادیوں سے کہنے لگے: "تم نبی

کے نازل ہونے کے بعد حضور ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا حالانکہ وہ مہاجرہ نہیں تھیں۔

حلت نکاح کو صرف مہاجر عورتوں کے ساتھ مخصوص کرنے کے حق میں پیش کی جانے والی یہ دونوں دلیلیں کمزور ہیں۔ جہاں تک پہلی دلیل کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے لئے جواز نکاح کو مہاجر عورتوں تک محدود کر لینا منصب نبوت کے قطعاً منافی نہیں۔ کیونکہ یہ مسلمہ بات ہے کہ حضور ﷺ کے لئے کتابیہ کے ساتھ شادی فرمانا ممنوع تھا جبکہ امت کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ پس اگر کتابیہ کے ساتھ نکاح کی حرمت منصب نبوت کے منافی نہیں تو غیر مہاجر عورت کے ساتھ نکاح کی حرمت بھی منصب نبوت کے منافی نہیں ہو گی۔ رہی دوسری دلیل تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے نزول آیت سے پہلے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح فرمالیا تھا کیونکہ آپ ﷺ نے خیبر میں 7ھ میں انہیں شرف زوجیت بخشا جبکہ یہ آیت کریمہ 9ھ میں نازل ہوئی۔

ہمارے اصحاب (شوافع) کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لئے یہ بھی مباح کر دیا گیا کہ آپ ان ازواج سے دوسری بیویاں تبدیل فرمالیں مگر آپ ﷺ نے عملاً ایسا نہ کیا۔ جبکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس رائے سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ دوسری بیویاں تبدیل کرنے کی حرمت منسوخ نہیں ہوئی بلکہ ہمیشہ برقرار رہی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "الام" میں صراحت کی ہے نیز ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بڑے وثوق سے کہا ہے کہ حضور ﷺ کے لئے ایسی رفیقۂ حیات کو طلاق دینا حرام کیا گیا جس نے آپ کی ذات عالی کو اختیار کر لیا اور ایسی بیوی کو اپنے پاس رکھنا حرام کیا گیا جس نے آپ سے بے رغبتی کی۔

حضور ﷺ سے علیحدگی اختیار کرنے والی بیوی کے متعلق ہمارے اصحاب کی دو آراء ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بیوی آپ ﷺ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی کیونکہ اس نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کو پسند کر لیا۔ اس لئے وہ آخرت میں بھی آپ کے شرف زوجیت سے محروم رہے گی۔ یہ بھی حضور ﷺ کی امتیازی خصوصیت ہے کیونکہ اگر حضور ﷺ کا کوئی امتی اپنی بیوی کو اختیار دے اور وہ اس سے علیحدہ ہو جانے کو اختیار کرے تو طلاق واقع ہو جائے گی مگر وہ اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہو گی۔

روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے ازواج مطہرات کو اختیار عطا فرمانا چاہا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابتدا کی۔ تمام ازواج مطہرات نے حضور ﷺ کی معیت کو ترجیح دی سوائے عامریہ کے۔ اس نے اپنی قوم کو ترجیح دی۔ بعد میں وہ کہا کرتی تھی: ''میں بڑی بد بخت ہوں۔'' وہ مینگنیاں جمع کر کے انہیں بیچا کرتی تھی۔ کبھی کبھار ازواج مطہرات کے پاس اجازت لے کر حاضر ہوتی، ان سے سوال کیا کرتی اور کہا کرتی: ''میں بڑی بد بخت ہوں۔''

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مناح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عامریہ کے علاوہ تمام ازواج مطہرات نے حضور ﷺ کی زوجیت کو اختیار کر لیا جبکہ عامریہ نے اپنی قوم کو اختیار کر لیا تھا۔ بعد میں اس کی عقل جاتی رہی اور اسی حال میں مر گئی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے ازواج مطہرات کو اختیار عطا فرمایا تو انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو پسند کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جذبہ ایثار کی قدر کرتے ہوئے یہ حکم نازل فرمادیا:

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ رَّقِيْبًا. (الاحزاب:52)

اس کے بعد آپ کے لئے دوسری عورتیں حلال نہیں اور نہ اس کی اجازت ہے کہ آپ ان ازواج سے دوسری بیویاں تبدیل کر لیں اگرچہ آپ کو ان کا حسن پسند آ جائے بجز کنیزوں کے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگران ہے۔

اس طرح حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا کہ جن نو ازواج نے آپ کی زوجیت کو اختیار کر لیا ہے، اب آپ ان کے علاوہ کسی (آزاد) عورت کو شرف زوجیت نہ بخشیں۔

ابن سعد رحمہ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ **لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ** کے تحت حضرت ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، حضرت حسن، حضرت مجاہد اور حضرت ابو امامہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر یہ پابندی عائد کر دی کہ ان ازواج پاک کی موجودگی میں آپ کسی عورت سے شادی نہیں فرما سکتے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پھر کسی (آزاد) عورت کو شرف زوجیت نہیں بخشا۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وصال سے پہلے حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اجازت مل گئی تھی کہ محرم عورتوں کے

علوم نبوت

حضور نبی کریم ﷺ کو تنہا اتنے علوم و معارف عطا کئے گئے جو تمام لوگوں کو بھی نہیں دیئے گئے۔

مخالف کا رد کرنا

آپ ﷺ کو یہ حکم تھا کہ مد مقابل کا بہ احسن طریق رد فرمائیں۔

روزانہ ستر بار استغفار کرنا

دنیا کی طرف میلان کا احساس ہوتا تو حضور ﷺ روزانہ ستر بار استغفار کرتے۔ اسے ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنی تلخیص میں) اور ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔

امامت کی افضیلت

علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے (الشافی میں) نقل فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے حق میں امامت اذان سے افضل تھی۔ جبکہ دیگر لوگوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

محرمات اور ان کی حکمت

چند امور ایسے بھی ہیں جو بطور خاص حضور نبی کریم ﷺ کے لئے حرام کئے گئے جبکہ امت کے لئے یہ کام مباح یا مکروہ ہیں۔ حرمت کے اس خصوصی حکم کا مقصد یہ ہے کہ محبوب پاک ﷺ کی عزت و عظمت کو مزید چار چاند لگ جائیں۔ دراصل آپ ﷺ مکارم اخلاق کی ان بلندیوں پر فائز ہیں کہ رذائل اخلاق تو درکنار، معمولی اور بے وقعت قسم کے کاموں کو بھی آپ کی شان رفیع اور مقام بلند سے کوئی نسبت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مباح یا مکروہ امور کو بھی صرف آپ ﷺ کے لئے حرام کر دیا گیا۔ اس میں یہ حکمت بھی کارفرما تھی کہ آپ ﷺ کو بے شمار اجر و ثواب عطا کیا جائے اور یہ بات واضح ہے کہ مکروہ سے بچنے کی بہ نسبت حرام سے بچنے کا ثواب کئی گناہ زیادہ ہے۔

باب

زکوٰۃ و صدقات

فخر دو عالم، رحمت کائنات، نور مجسم ﷺ کی یہ خصوصیت مبارکہ ہے کہ آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل پاک پر، آپ ﷺ کے غلاموں پر اور آپ ﷺ کی آل پاک کے غلاموں پر

کتاب الروضہ وغیرہ میں ہے کہ جب ازواج پاک نے اختیار ملنے پر نبی پاک ﷺ کی معیت کو چن لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حسن عمل کے بدلے انہیں جنت عطا فرمادی جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

فَإِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا. (الاحزاب: 29)

تو بے شک اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکوکار (عورتوں) کے لئے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

مزید بر آں اللہ تعالیٰ نے ان ازواج کے ہوتے ہوئے کسی عورت سے شادی کرنا یا ان کے بدلے کسی عورت سے شادی کرنا حضور ﷺ کے لئے ممنوع قرار دے دیا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ.

(الاحزاب:52)

آپ کے لئے اس کے بعد دوسری عورتیں حلال نہیں اور نہ اس کی اجازت ہے کہ آپ ان ازواج سے دوسری بیویاں تبدیل کرلیں۔

بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ. (الاحزاب:50)

اے نبی (مکرم!) ہم نے آپ کے لئے آپ کی ازواج حلال کر دی ہیں۔

احمد، ترمذی، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وصال سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے لئے (دیگر) ازواج سے نکاح کرنا حلال کر دیا گیا۔ اس روایت کی سند صحیح ہے۔ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ آپ ﷺ کو تمام عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت دی گئی یا صرف مہاجر عورتوں کے ساتھ۔ ظاہر آیت سے تو صرف مہاجر عورتوں کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ ماوردی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر دوسرے قول کو مان لیا جائے تو پھر یہ بھی حضور ﷺ کی خصوصیت ہوگی کہ آپ ﷺ کے لئے غیر مہاجر عورت سے نکاح کرنا ممنوع تھا۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے بھی اسی رائے کو تقویت ملتی ہے۔ اس روایت کے مطابق حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کے لئے حلال نہیں تھی کیونکہ میں نے ہجرت نہیں کی تھی۔ تاہم انہوں نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے کیونکہ امت کے مقابلے میں حضور ﷺ کے لئے نکاح کرنے میں زیادہ وسعت اور گنجائش ہونی چاہئے اور یہ تبھی ممکن ہے کہ مہاجر اور غیر مہاجر ہر قسم کی مسلمان عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہو جانے کو مان لیا جائے۔ پس حضور ﷺ کے لئے اس حکم کو (صرف مہاجر عورتوں تک) محدود کر دینا مناسب نہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی ثابت ہے کہ اس حکم

کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: "تم نبی پاک ﷺ سے عرض کرو کہ وہ تمہیں وصولی صدقات کا عامل بنا دیں۔" انہوں نے جب حضور ﷺ کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا كُنْتُ لِاَسْتَعْمِلَكَ عَلٰى غُسَالَةِ الْاَ يْدِىْ.

میں تمہیں ہاتھوں کے دھوون جمع کرنے پر عامل نہیں بنانا چاہتا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالملک بن مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے بنو عبدالمطلب! صدقہ لوگوں کا میل ہے۔ تم نہ اسے کھانا اور نہ اس پر عامل بننا۔"

امام مسلم اور ابن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت مطلب بن ربیعہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور فضل بن عباس بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! ہم یہ درخواست لے کر آئے ہیں کہ آپ ﷺ ہمیں صدقات کی وصولی کا عامل بنا دیں۔" حضور ﷺ ہماری درخواست سن کر خاموش رہے۔ پھر مکان کی چھت کی طرف سر مبارک اٹھایا۔ ہم آپ ﷺ سے کچھ عرض کرنا ہی چاہتے تھے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے اشارہ کر کے ہمیں بات کرنے سے روک دیا۔ تھوڑی دیر بعد حضور ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"محمد ﷺ اور آل محمد رضی اللہ عنہم کے لئے صدقہ حلال نہیں۔ یہ لوگوں کا میل ہے۔"

حرمت صدقہ کی حکمت

علماء کرام فرماتے ہیں کہ چونکہ صدقہ لوگوں کا میل ہے اس لئے نبی محتشم ﷺ کے منصب رفیع کو اس میل کچیل سے آلودہ نہ ہونے دیا گیا اور حضور ﷺ سے نسبت خاص رکھنے کے باعث آپ ﷺ کی آل پاک کے لئے بھی یہی حکم فرمایا گیا۔

چونکہ صدقہ ہمیشہ کسی پر رحم کرتے ہوئے دیا جاتا ہے اور اس سے صدقہ لینے والے کی کم حیثیتی کا احساس ابھرتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے صدقہ کی بجائے خاندان نبوت کے لئے غنیمت کو حلال کر دیا کیونکہ جو آدمی مال غنیمت لیتا ہے، وہ لوگوں کی نظروں میں معزز و مکرم ہوتا ہے اور جس سے مال غنیمت لیا جاتا ہے، لوگ اسے حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں۔

باب

دیگر واجبات وخصائص

''اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ'' کے کلمات کہنا

حضور ﷺ کی یہ بھی خصوصیت تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حکم تھا کہ جب کسی چیز کو دیکھ کر آپ کو روحانی مسرت حاصل ہو تو آپ یہ کہا کریں:

لَبَّیْکَ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ.

اے اللہ میں تیری جانب متوجہ ہوں۔ بلاشبہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔

یہ روایت علامہ رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائی ہے۔

نماز فرض کی کامل ادائیگی

حضور ﷺ پر واجب تھا کہ فرض نماز کو کامل واکمل طریقہ پر ادا فرمائیں جس میں کوتاہی یا خلل کا واہمہ تک نہ ہو۔ اسے ماوردی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

حالت وحی میں بھی نماز روزہ کا خیال رہنا

حضور ﷺ کی یہ بھی خصوصیت مبارکہ ہے کہ حالت وحی میں اگرچہ آپ دنیا ومافیہا سے بے نیاز ہو جاتے تھے مگر نماز، روزہ اور دیگر احکام خداوندی سے توجہ مبارک نہ ہٹتی تھی۔ اسے ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے ''تلخیص'' میں نیز قفال رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے زوائد الروضہ میں نقل کیا ہے۔ علاوہ ازیں ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے بڑے وثوق واعتماد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

نوافل کو پورا کرنا

حضور ﷺ اگر نوافل شروع فرما لیتے تو آپ کے لئے انہیں پورا کرنا واجب تھا۔ اسے بھی الروضہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

مشاہدۂ حق

آپ ﷺ کو یہ بھی حکم دیا گیا کہ بظاہر لوگوں کے ساتھ دینی معاملات اور گفتگو میں مصروف رہیں اور بہ باطن مشاہدۂ حق میں منہمک رہیں۔

چلا آیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: "تم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر ہمارا بیٹا لے آؤ۔ اگر حضور ﷺ فدیہ لئے بغیر اسے تمہارے حوالے نہ کریں تو اس کا فدیہ ادا کر دینا۔" میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس لڑکے کو لے جانے کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ رہا وہ لڑکا۔ اسے اس کے باپ کے پاس لے جاؤ۔" میں نے عرض کی: "اس کا فدیہ؟ یا رسول اللہ ﷺ!" فرمایا: "ہم آل محمد ﷺ کے لئے یہ جائز نہیں کہ اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے کسی فرد کی قیمت کھائیں۔"

میری معلومات کے مطابق آج تک کسی فقیہ نے یہ مسئلہ بیان نہیں کیا جو مذکورہ حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے۔

باب

بو والا کھانا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ بو والا کھانا آپ کے لئے حرام تھا۔

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے۔ آپ ﷺ جب کھانا تناول فرمالیتے تو بچاہوا کھانا واپس بھیج دیتے تھے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانے میں حضور ﷺ کے دست مبارک کے نشانات کو دیکھا کرتے تھے۔ ایک دن وہ حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے:

"یا رسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے۔ میں نے آج کھانے میں آپ ﷺ کی انگلیوں کے نشانات نہیں دیکھے؟"

حضور ﷺ نے فرمایا: "اس میں لہسن تھا۔"

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: "کیا لہسن حرام ہے؟"

فرمایا:

لَا، اِنَّكَ لَسْتَ مِثْلِيْ اِنَّهٗ يَأْتِيْنِيَ الْمَلَكُ.

نہیں۔ (یہ حرام نہیں ہے) مگر تم میری مثل نہیں ہو۔ میرے پاس فرشتہ آیا کرتا ہے۔

زکوٰۃ وصدقات لینا حرام کیا گیا۔

امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ حضرت مطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ.

یہ صدقات لوگوں کا میل ہیں۔ یہ محمد ﷺ اور آل محمد رضی اللہ عنہم کے لئے حلال نہیں۔

ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ، حضرت عائشہ، حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرمالیتے مگر صدقہ قبول نہ فرماتے تھے۔

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الصَّدَقَةَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِيْ.

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے اہل بیت پر صدقہ کو حرام کر دیا ہے۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور سے کھانا آتا تو آپ ﷺ اس کھانے کے متعلق استفسار فرمایا کرتے کہ یہ کیسا کھانا ہے؟ اگر کہا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ ﷺ اسے تناول فرمالیتے اور اگر کہا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو آپ ﷺ اسے تناول نہ فرماتے تھے۔

طبرانی رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے وصولی صدقات کے لئے حضرت ارقم زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل مقرر فرمایا۔ انہوں نے نبی پاک ﷺ کے غلام حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے پاس اجازت لینے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے ابورافع! محمد ﷺ اور آل محمد رضی اللہ عنہم پر صدقہ حرام ہے۔"

امام احمد او ابوداؤد رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں:

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَاِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ.

ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں اور کسی قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے۔

ابن سعد اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

نبی عبد بننے کو ترجیح دیں۔" آپ ﷺ نے جبریل امین کی طرف دیکھا۔ گویا ان سے مشورہ طلب فرما رہے ہوں۔ جبریل نے اشارے سے کہا: "عاجزی اختیار کیجئے۔" چنانچہ اقلیم فقر و غنا کے تاجدار ﷺ نے فرمایا: "میں نبی عبد بننا پسند کرتا ہوں۔" اس کے بعد حضور ﷺ نے ٹیک لگا کر کھانا کبھی نہ کھایا حتیٰ کہ ظاہری دنیا سے پردہ فرما گئے۔

طبرانی، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ جبریل امین بھی اس کے ساتھ تھے۔ فرشتے نے حاضر خدمت ہو کر کہا: "اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اختیار دیتا ہے کہ آپ چاہیں تو نبی عبد بننا پسند فرمالیں اور چاہیں تو نبی ملک بننے کو ترجیح دیں۔" آپ ﷺ جبریل امین کی طرف متوجہ ہوئے۔ گویا ان سے مشورہ طلب فرما رہے ہوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اشارے سے کہا: "تواضع اختیار کیجئے۔" اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نبی عبد بننا چاہتا ہوں۔" اس ارشاد گرامی کے بعد آپ ﷺ نے کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا حتیٰ کہ آپ ﷺ خالق حقیقی سے جا ملے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبریل امین حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور ﷺ مکہ شریف کے بالائی علاقے میں ایک جگہ ٹیک لگا کر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: "اے محمد ﷺ! یہ تو بادشاہوں کا طریقہ ہے کہ وہ ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہیں؟" حضور ﷺ فوراً سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جبریل امین بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور ﷺ ٹیک لگا کر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ حضرت جبریل امین نے کہا: "ٹیک لگانا ناز و نعم کی علامت ہے۔" حضور ﷺ فوراً سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور اس کے بعد آپ ﷺ کو کبھی ٹیک لگائے نہیں دیکھا گیا۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ اٰكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَاَشْرَبُ كَمَا يَشْرَبُ الْعَبْدُ.

میں (اللہ کا) بندہ ہوں۔ میں اس طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور میں اس طرح پیتا ہوں جس طرح بندہ پیتا ہے۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ٹیک لگانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے نیچے جو

علماء سلف کی رائے

رہا یہ سوال کہ صدقات کے حرام ہونے کا حکم کیا حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے یا سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے بھی یہی حکم تھا؟ اس کے بارے میں علماء سلف کا اختلاف ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیگر انبیاء کرام کے لئے بھی یہ حکم موجود تھا۔ جبکہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ یہ حکم صرف حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ خاص ہے۔ سابقہ انبیاء کے لئے یہ حکم نہیں تھا۔

صدقات واجبہ اور صدقات نفلیہ

حضور رحمت عالم ﷺ کے لئے واجب اور نفلی صدقات دونوں کا حکم یکساں تھا۔ جہاں تک آپ ﷺ کی آل پاک کا تعلق ہے تو ان کے متعلق ہمارا (شوافع) کا مسلک یہ ہے کہ ان پر زکوۃ اور صدقات واجبہ لینا تو حرام ہے لیکن نفلی صدقات لینا حرام نہیں بلکہ جائز ہے اور یہی صحیح ترین رائے ہیں۔ البتہ شوافع کے ہاں اس مسئلہ میں دو مزید آراء بھی ملتی ہیں۔ ایک یہ کہ آل پاک پر نفلی صدقات لینا بھی حرام ہے مالکیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ دوسری یہ کہ ان پر نفلی صدقات کا مال لینا حرام تو ہے البتہ رفاہ عامہ کی وہ چیزیں جن پر صدقات کا مال صرف کیا گیا ہو، ان سے فائدہ حاصل کرنا ان کے لئے جائز ہے مثلاً مساجد اور کنویں وغیرہ۔

ابن صلاح، ابوالفرج سرخسی رحمہما اللہ تعالیٰ کی "امالی" سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہاشمی کو کفارہ اور نذر کا مال دینے کے متعلق دو قول ہیں۔ اسی طرح ہاشمیوں کو زکوۃ کا عامل بنانے کے متعلق بھی دو قول ہیں۔ ان قوال میں سے صحیح ترین قول یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں۔ سابقہ احادیث سے بھی صراحۃً یہی حکم ثابت ہوتا ہے۔

باب

اولاد اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ

حضور نبی کریم ﷺ کی آل پاک کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے کسی کی قیمت، معاوضہ یا فدیہ وغیرہ کھائیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمران بن حسین ضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں ایک شخص نے بتایا کہ ایک قبیلے کے بوڑھے ماں باپ کا بیٹا حضور نبی کریم ﷺ کے پاس

شعر گوئی کی صلاحیت موجود ہی نہ تھی تو پھر ان کو حرام کرنا چہ معنی دارد؟)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات پر گرفت کرتے ہوئے "الروضہ" میں کہا ہے کہ حضور ﷺ کی ذات میں کتابت و شعر گوئی کی صلاحیت کو مانا جائے یا نہ مانا جائے، ہر دو صورتوں میں ان کی حرمت کا قول کرنا صحیح ہے کیونکہ ان کے حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کتابت و شعر گوئی تک رسائی حاصل کرنا حرام ہے۔ صحیح ترین قول یہ ہے کہ آپ ﷺ یہ دونوں کام اچھی طرح نہیں کر سکتے تھے۔

بعض علماء کی رائے اس کے برعکس ہے۔ ان کی دلیل صلح حدیبیہ والی حدیث پاک ہے جس میں ہے کہ حضور ﷺ نے یہ الفاظ لکھے:

هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰه.

یہ وہ معاہدہ ہے جس سے محمد بن عبداللہ (ﷺ) نے اتفاق کیا ہے۔

ان کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کسی صحابی کو یہ الفاظ لکھنے کا حکم فرمایا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عوف بن عبداللہ بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا:

مَا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قَرَأَ وَكَتَبَ.

نبی کریم ﷺ نے وصال سے پہلے قرأت بھی کی اور کتابت بھی۔

اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

حافظ ابوالحسن ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں حدیث مذکور کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک سے پہلے عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرأت و کتابت سیکھ لی تھی۔ (گویا حافظ الحسن ہیثمی کے خیال میں قَرَءَ اور كَتَبَ میں پوشیدہ ضمیر کا مرجع آپ ﷺ نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں)۔

ابومسعود دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی "اطراف" میں صلح حدیبیہ والی حدیث پاک کے ضمن میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے صلح نامہ ہاتھ مبارک میں لیا۔ باوجودیکہ آپ ﷺ کتابت سے اچھی طرح واقف نہ تھے، پھر بھی آپ ﷺ نے رسول اللہ کی بجائے محمد (ﷺ) لکھ دیا۔

حضرت عمر بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ "الکتاب" میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حدیبیہ کے دن صلح نامے پر چند الفاظ خود رقم فرمائے حالانکہ اس سے قبل آپ کتابت سے واقف ہی نہ تھے۔ یہ

ٹیک لگا کر کھانا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ ٹیک لگا کر کھانا تناول فرمانا آپ ﷺ کے لئے حرام تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَمَّا أَنَا فَلا آكُلُ مُتَّكِئاً.

میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ''معلم کائنات ﷺ کو ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا۔''

ابن سعد اور ابو یعلی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہ سند حسن روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلنے لگیں۔ میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی۔ اس نے مجھ سے کہا:

''آپ ﷺ کا پروردگار آپ کو سلام فرماتا ہے اور پوچھتا ہے کہ کیا آپ ﷺ نبی ملک (بادشاہ نبی) بننا پسند کریں گے یا نبی عبد۔ جبریل نے مجھے اشارہ سے کہا: ''تواضع اختیار کیجئے۔'' چنانچہ میں نے کہا: ''میں نبی عبد بننا چاہتا ہوں۔'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے کہ اس کے بعد حضور ﷺ کو ٹیک لگا کر کھانا تناول فرماتے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے:

كُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ.

میں اس طرح کھاتا ہوں جس طرح (اللہ کا) بندہ کھاتا ہے اور میں اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دفعہ ایسا فرشتہ آیا جو پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ اس کے ساتھ جبریل امین بھی تھے۔ جبریل خاموش رہے اور دوسرے فرشتے نے کہا: ''آپ ﷺ کا پروردگار آپ کو اختیار دیتا ہے کہ آپ ﷺ چاہیں تو نبی ملک بننا پسند فرمالیں اور چاہیں تو

علماء کرام فرماتے ہیں کہ (هَلْ اَنْتَ اِلَّا اِصْبَعٌ دُمِيْتِ) جیسا رزمیہ کلام وغیرہ جو آپ ﷺ سے مروی ہے اسے ہم شعر نہیں کہہ سکتے کیونکہ شعر وہ کلام ہوتا ہے جسے قصداً موزوں کیا گیا ہو جبکہ حضور ﷺ نے قصداً یہ کلام موزوں نہیں فرمایا جیسا کہ قرآن پاک میں چند آیات بھی ہم وزن موجود ہیں۔ انہیں بھی شعر کہنا صحیح نہیں کیونکہ انہیں شعر کہنے کے لئے قصداً موزوں نہیں کیا گیا۔

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح حضور ﷺ کے لئے کتابت حرام تھی اسی طرح آپ ﷺ کے لئے کسی کتاب کا مطالعہ کرنا بھی حرام کیا گیا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهُ بِيَمِيْنِكَ.

اور آپ اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ اسے دائیں ہاتھ سے لکھ سکتے تھے۔

مزید برآں جس طرح آپ ﷺ کے لئے شعر کہنا حرام تھا، اسی طرح اسے نقل کرنا بھی حرام تھا۔

حربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ حضور ﷺ نے کبھی پورا شعر پڑھا ہو۔ البتہ کبھی آپ ﷺ شعر کا پہلا مصرعہ پڑھتے اور کبھی دوسرا۔ مثلاً ایک دفعہ آپ ﷺ نے لبید کے شعر کا یہ پہلا مصرعہ پڑھا:

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ

اور ایک دفعہ آپ ﷺ نے طرفہ کے شعر کا درج ذیل دوسرا مصرعہ پڑھا:

وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ

لیکن اگر کبھی آپ ﷺ نے کسی کا پورا شعر پڑھا تو اس کے الفاظ میں تبدیلی فرمادی جیسا کہ عباس بن مرداس کے شعر کے متعلق ابھی تذکرہ ہو چکا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کوئی شعر موزوں نہیں فرمایا۔

باب

زرہ کو اتارنا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ اگر آپ ﷺ جنگ کے لئے زرہ پہن لیتے تو جنگ کرنے سے پہلے پہلے زرہ اتارنا آپ ﷺ کے لئے حرام تھا۔

بچھونا ہوتا تھا آپ اس پر ٹیک لگالیا کرتے تھے۔ بیہقی، ابن دحیہ اور قاضی عیاض رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے اور انہوں نے کہا کہ یہ محققین کی رائے ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ پہلو کے بل ٹیک لگاتے تھے۔

باب

کتابت اور شعر گوئی

حضور سید المرسلین، فخر کائنات، رحمت عالم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ پر کتابت اور شعر گوئی کو حرام کر دیا گیا۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ. (الاعراف:157)

(یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی اُمّی ہے۔

وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ کِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ. (العنکبوت:48)

اور آپ اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھ سکتے تھے (اگر آپ لکھ سکتے) تو اہل باطل ضرور شک کرتے۔"

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ. (یٰسٓ:69)

اور ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھایا اور نہ یہ آپ کے شایان شان ہے۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں حضور ﷺ کے متعلق یہ لکھا پاتے تھے کہ آپ نہ تو کچھ لکھیں گے اور نہ کوئی کتاب پڑھیں گے۔ پھر یہ آیت کریمہ بھی نازل ہو گئی:

وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ کِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ.

اور آپ اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھ سکتے تھے (اگر آپ لکھ پڑھ سکتے) تو اہل باطل ضرور شک کرتے۔

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لئے کتابت اور شعر گوئی کو حرام کئے جانے کا حکم تب لگایا جا سکتا ہے جب یہ مان لیا جائے کہ آپ ان دونوں اصناف میں مہارت رکھتے تھے (مگر اس کے باوجود آپ کو ان سے روک دیا گیا لیکن اگر یہ کہا جائے کہ آپ میں کتابت اور

میں زیادہ کی بازیافت کی امید نہ کیا کریں۔

مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ یہ حکم صرف حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ضحاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آیت کریمہ وَمَا اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا (اور جو روپیہ وغیرہ تم بیاج پر دیتے ہو) میں "ربا" سے مراد وہ زیادتی ہے جو (امت کے لئے) حرام نہیں (مگر معیوب ضرور ہے) وہ یہ کہ دوسروں کو تحفے تحائف اس نیت سے دیئے جائیں کہ وہ ان سے کئی گنا زیادہ تحفے بدلے میں دیں گے مگر حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ایسا کرنا بھی ممنوع قرار دیا گیا۔

باب

دنیوی مال و دولت کی طرف دیکھنا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ دنیاداروں کے مال و دولت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی آپ کے لئے حرام کر دیا گیا۔ فرمان الٰہی ہے:

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ.

ان (اموال) کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے جن سے ہم نے ان کے مختلف طبقوں کو لطف اندوز کیا ہے۔

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب ایضاح کے حوالے سے یہی حکم لکھا ہے نیز امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "الروضہ" میں اور ابن القاضی (ص) رحمۃ اللہ علیہ نے "التلخیص" میں بھی اسی پر اعتماد کیا ہے۔

باب

مقروض کی نماز جنازہ

حضور نبی کریم ﷺ کے لئے مقروض میت کی نماز جنازہ پڑھنا حرام تھا۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں آپ ﷺ کے لئے یہی حکم تھا پھر جب خوشحالی نصیب ہو گئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ ابھی چند صفحات پہلے "واجبات" کے عنوان کے تحت اس بارے میں حدیث پاک گزر چکی ہے۔

آپ ﷺ کا معجزہ ہے کہ عین اسی وقت آپ ﷺ نے کتابت کا علم حاصل کر لیا۔ محدثین کی ایک پوری جماعت نے اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔ جن میں ابوذر ہروی، ابوالفتح نیشاپوری، قاضی ابوالولید لخمی اور قاضی ابوجعفر سمنانی اصولی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نام بہت نمایاں ہیں۔

ابوالولید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ بہت بڑا معجزہ ہے کہ آپ کسی سے سیکھے بغیر کتابت کر لیتے تھے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے جب الفاظ لکھے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کتابت یا حروف کی تمیز وغیرہ سے روشناس ہو گئے تھے بلکہ بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دست مبارک میں قلم لے کر بے ساختہ لکھنا شروع کر دیا۔ جب آپ ﷺ نے قلم ہٹایا تو ایک معنی خیز عبارت رقم ہو چکی تھی۔

شعر گوئی کی حرمت کے متعلق ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ملتی ہے جو انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

"اگر (بفرض محال) میں شراب پی لوں، (ناجائز) تعویذ لٹکا لوں یا خود ساختہ شعر کہہ دوں اور پھر کچھ ایسا ویسا کام کر بیٹھوں تو مجھے کوئی تعجب نہ ہوگا۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسجد کی تعمیر کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے یہ شعر پڑھا:

هٰذَا الْحَمَالُ لَا حَمَالُ خَيْبَرَ هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرُ

حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ آپ ﷺ نے اس شعر کے علاوہ جب بھی کوئی شعر پڑھا تو وہ سابقہ شعراء کا کلام ہی ہوتا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوزناد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے عباس بن مرداس سے فرمایا:

تمہارا اپنے اس شعر کے متعلق کیا خیال ہے؟

اَصْبَحَ نَهْبِي وَنَهْبُ الْعَبِيْدِ بَيْنَ الْأَقْرَعِ وَ عُيَيْنَةَ

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ نہ تو آپ ﷺ شاعر ہیں اور نہ شاعرانہ کلام نقل فرمانے والے اور نہ ہی ایسا کرنا آپ ﷺ کے شایان شان ہے۔ اس نے دراصل بَيْنَ عيينة وَالْأَقْرَع کہا ہے۔

کہ آیت کریمہ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ میں اہل کتاب کی عورتوں کا تذکرہ ہے۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آیت کریمہ لَایَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ میں جو عورتیں حضور ﷺ کے لئے حرام کی گئی ہیں ان سے مراد یہودی اور نصرانی عورتیں ہیں یعنی یہ مناسب نہیں کہ یہودی اور نصرانی عورتیں امہات المومنین بن جائیں۔

کتابیہ کی حرمت نکاح کے متعلق علماء کرام نے کئی وجوہات بیان کی ہیں:۔

(1) حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج پاک امہات المومنین (مومنوں کی مائیں) بن جاتی ہیں اور کتابی عورتوں کا امہات المومنین بن جانا مناسب ہے۔

(2) آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو جنت میں بھی آپ ﷺ کی زوجیت کا شرف اور آپ کی معیت نصیب ہو گی اور کتابیہ کو یہ مقام کہاں مل سکتا ہے؟

(3) کسی کافرہ کے رحم میں حمل ٹھہرانا حضور ﷺ کے منصب رفیع اور مقام بلند کے لئے قطعاً مناسب نہیں۔

(4) چونکہ کافرہ (کتابیہ) کو حضور ﷺ سے سچی محبت نہیں ہو سکتی بلکہ وہ تو آپ کی ذات سے نفرت کرے گی۔ لہٰذا نفرت کرنے والی کے متعلق یہی حکم ہے کہ اسے آپ اپنے نکاح میں قبول نہ فرمائیں۔

(5) فرمان الٰہی اَلّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ الآیہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسلمان عورتیں بھی آپ ﷺ کے لئے حلال نہیں جنہوں نے ہجرت نہیں کی۔ جب غیر مہاجر مسلمان عورتیں بھی حلال نہیں تو غیر مسلمہ کتابیہ تو بہ درجہ اولیٰ حلال نہ ہو گی۔

ابواسحاق شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ کسی کتابیہ سے شادی فرما لیتے تو آپ ﷺ کی عزت افزائی کی خاطر اللہ تعالیٰ اسے ہدایت عطا فرما دیتا۔

بعض شوافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے لئے کتابیہ لونڈی سے صحبت کرنا بھی حرام تھا لیکن صحیح ترین قول یہ ہے کہ ایسا کرنا حلال تھا۔

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ "الحاوی" میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی لونڈی ریحانہ کے ساتھ اس کے اسلام لانے سے پہلے مباشرت کی تھی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ ﷺ پر واجب تھا کہ آپ کتابیہ لونڈی کو اختیار دیں کہ وہ چاہے تو اسلام قبول کر کے حضور ﷺ کے ساتھ رہے اور چاہے تو اپنے دین پر قائم رہ کر حضور ﷺ سے الگ ہو جائے۔ اس کے متعلق دو

امام احمد اور ابن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے ایک مضبوط زرہ پہن رکھی ہے اور مجھے ایک ذبح شدہ گائے نظر آرہی ہے۔ اس خواب کی تعبیر میں نے یہ سمجھی ہے کہ زرہ سے مراد مدینہ منورہ ہے اور گائے کا مطلب جنگ و جدال ہے۔ اب تم مدینہ منورہ میں ہی رہنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی ہے۔ اگر دشمن ہم پر حملہ آور ہوا تو ہم شہر مدینہ کے اندر رہ کر ان سے دفاعی جنگ کریں گے۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! زمانہ جاہلیت میں مدینہ منورہ پر کبھی چڑھائی نہیں کی گئی۔ کیا اب اسلام میں ہم ان کی چڑھائی کو گوارا کرلیں گے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

"تو پھر تمہاری مرضی ہے۔"

صحابہ کرام چلے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زرہ زیب تن فرمالی۔ صحابہ نے آپس میں کہا: "ہم کیا کر بیٹھے ہیں۔ ہم نے تو رسول اللہ ﷺ کی رائے مبارک ٹھکرادی ہے۔" چنانچہ وہ دوڑے دوڑے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

"یا رسول اللہ ﷺ! آپ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہیں، وہی طریقہ اختیار فرمائیں۔"

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"اب یہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ کا نبی جب زرہ پہن لے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ جنگ کرنے سے پہلے اسے اتار دے۔"

باب

احسان کا معاوضہ

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ کے لئے لوگوں پر اس نیت سے احسان کرنا حرام کیا گیا کہ لوگ اس کے معاوضے میں زیادہ احسان کریں بلکہ حکم الٰہی ہوا:

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ.

اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کیجئے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ (اے محبوب!) آپ جب بھی لوگوں پر کوئی نوازش فرمائیں تو اس کے بدلے

آپ نے ادا کر دیئے اور آپ کی کنیزیں جو اللہ نے آپ کو بطور غنیمت عطا کی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور مومن عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کر دے اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے۔ یہ (اجازت) صرف آپ کے لئے ہے۔ دوسرے مومنوں کے لئے نہیں۔

مذکورہ عورتوں کے علاوہ باقی سب کو آپ کے لئے حرام کر دیا گیا۔

باب

مسلمان لونڈی سے نکاح

صحیح ترین قول کے مطابق مسلمان لونڈی سے نکاح کرنا بھی سید عالم ﷺ کے لئے حرام کیا گیا۔ دراصل لونڈی کے ساتھ نکاح کے جائز ہونے کی چند شرائط ہیں اور ان شرائط کو ذات پاک مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ کوئی مناسبت ہی نہیں۔ وہ شرائط درج ذیل ہیں:

(1) لونڈی کے ساتھ نکاح کرنا اسوقت جائز ہے جب بدکاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو۔

(2) دوسری شرط یہ ہے کہ آزاد عورت کے ساتھ نکاح کرنے پر قادر نہ ہو (یعنی اس کا مہر جو کہ عموماً لونڈی کے مہر سے کئی گنا زیادہ ہوتا ہے ادا نہ کر سکتا ہو)۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ذات میں یہ دونوں شرائط نہیں پائی جاتیں کیونکہ ایک تو آپ ﷺ مکمل طور پر معصوم تھے۔ دوسرا آپ کے ذمہ مہر کی ادائیگی لازم ہی نہ تھی۔

مسلمان لونڈی کے ساتھ آپ کے نکاح کے حرام ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جو آدمی کسی لونڈی سے نکاح کرے تو اس کی اولاد (لونڈی کے مالک کی) غلام ہوا کرتی ہے اور نبی پاک ﷺ کے مقام بلند اور شان رفیع کے لئے یہ قطعاً مناسب نہیں کہ آپ کی اولاد پاک کسی کی غلام بن جائے۔

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن علماء نے مسلمان لونڈی کے ساتھ حضور ﷺ کے نکاح کو جائز قرار دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مذکورہ دونوں شرائط صرف امت کے لئے ہیں۔ حضور ﷺ کے لئے ان شرائط کا پایا جانا ضروری نہیں۔ آپ ﷺ کا معاملہ جدا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت کے برعکس آپ ﷺ کے لئے ایک سے زیادہ لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز ہے۔ جہاں تک آپ ﷺ کی اولاد کے غلام بن جانے کا تعلق ہے تو یہ دلیل بھی صحیح نہیں کیونکہ

باب

نفرت کرنے والی عورت

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ جو عورت آپ ﷺ سے اظہار نفرت کرتی اس کے ساتھ تعلق نکاح قائم کرنا یا رکھنا آپ ﷺ کے لئے حرام کیا گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بنت جون جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ اس کے قریب ہوئے تو وہ بولی: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ. ''میں آپ سے پناہ مانگتی ہوں۔'' حضور ﷺ نے فرمایا:

عُذْتِ بِعَظِيْمٍ اِلْحَقِیْ بِاَهْلِكِ.

تو نے عظمت والے (خدائے بزرگ و برتر) کی پناہ لی ہے۔ اب تو اپنے گھر چلی جا۔

ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ایسی عورت کو اپنے نکاح میں رکھنا حرام تھا جس پر آپ کی صحبت ناگوار ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس کی دلیل گزشتہ صفحات میں ''واجبات'' کے ضمن میں آنے والا یہ واقعہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج پاک کو اختیار عطا فرمادیا کہ جو چاہے آپ کے پاس رہے اور جو آپ کی صحبت کو نہ چاہے، وہ الگ ہو جائے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ کے پیغام نکاح کو ایک بار نامنظور کیا جاتا تو آپ دوبارہ پیغام نہ بھیجتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک دفعہ ایک عورت کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس نے کہا: ''میں اپنے والد سے مشورہ کر کے بتاؤں گی۔'' وہ اپنے والد سے ملی۔ اس نے اجازت دے دی وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر عرض کرنے لگی: ''مجھے اجازت مل گئی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہم نے تیرے علاوہ کسی اور کو اپنا ہم بستر بنالیا ہے۔''

باب

کتابیہ سے نکاح

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ کتابیہ سے نکاح کرنا آپ ﷺ کے لئے حرام کیا گیا۔

ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''ناسخ'' میں حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

آپ ﷺ کیا چاہتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اپنی آنکھوں سے اشارہ کیوں نہ فرمایا۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ اَنْ تَکُوْنَ لِنَبِیٍّ خَائِنَةُ الْاَعْیُنِ.

کسی نبی کے لئے خیانت کرنے والی آنکھ (یا آنکھوں سے اشارہ کرنا) مناسب نہیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی روایت مرسلاً نقل کی ہے۔ اس کے آخر میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلْاِیْمَاءُ خِیَانَةٌ لَیْسَ لِنَبِیٍّ اَنْ یُّوْمِیَ.

اشارہ کرنا خیانت ہے اور کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خَائِنَةُ الْاَعْیُنِ سے مراد یہ ہے کہ کسی مباح عمل کی طرف ایسا اشارہ کیا جائے کہ بظاہر اس کی سمجھ نہ آ جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ مباح عمل کی طرف بھی اشارہ کرنا آپ ﷺ کے لئے حرام تھا جبکہ آپ کی امت کے لئے امر مباح میں تو حرام نہیں البتہ امر ممنوع میں حرام ہے۔

صاحب تلخیص نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضور ﷺ کے لئے دشمن کو جنگی چال کے ذریعے دھوکے میں ڈالنا بھی جائز نہ تھا مگر جمہور علماء نے ان کی مخالفت کی ہے۔

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے سفر کی خبر دینے کے لئے توریہ (1) سے کام لیتے تھے جیسا کہ صحیحین میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہے۔ اشارہ کے عدم جواز اور توریہ کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ اشارہ کرنا ایک معیوب عمل ہے جس سے اشارہ کرنے والے کی تنقیص شان کا تاثر جنم لیتا ہے جبکہ اہم امور کو پوشیدہ رکھنے کی خاطر توریہ سے کام لینا قطعاً معیوب علم نہیں ہے۔

1۔ توریہ علم بلاغت کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے شیخ الحدیث استاذی المکرم حضرت مولانا محمد معراج الاسلام صاحب مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف "منہاج البلاغہ" کا مندرجہ ذیل اقتباس پڑھئے:

"توریہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک لفظ کے دو مفہوم ہوں، مخاطب کا ذہن آسان مفہوم کی طرف جائے لیکن متکلم کی مراد دوسرا مفہوم ہو۔ مثال: هٰذَا رَجُلٌ یَهْدِیْنِیْ السَّبِیْلَ. "یہ آدمی مجھے راستہ دکھاتا ہے۔" ہجرت کے موقع پر جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں جو بھی آپ سے پوچھتا کہ یہ کون ہیں؟ تو آپ جواب دیتے۔ رَجُلٌ یَهْدِیْنِیْ السَّبِیْلَ. اس سے مخاطب یہ سمجھتا کہ ریگستانی علاقہ کے رہنما ہیں، جہاں راہ شناس اور ماہر رہنما کے بغیر بہ سلامت نکل جانا ممکن ہے مگر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذہن میں یہ بات رکھتے کہ یہ راہ آخرت کے رہنما اور ہدایت و معرفت کا راستہ دکھانے والے مرشد اعظم اور ہادی برحق ہیں جنہیں اللہ پاک نے بھٹکتی انسانیت کے لئے بھیجا ہے۔"

(منہاج البلاغہ صفحہ 246)

قول ہیں: ایک یہ کہ ہاں، آپ ﷺ پر اختیار دینا واجب تھا تاکہ وہ مسلمان ہو کر آخرت میں آپ کی زوجیت کا شرف حاصل کر سکے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ پر ایسا کرنا واجب نہیں تھا کیونکہ جب آپ ﷺ نے ریحانہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اس کے انکار کے باوجود آپ ﷺ نے اسے اپنی ملکیت سے علیحدہ نہ کیا بلکہ اس کے ساتھ مباشرت بھی جاری رکھی۔

باب

غیر مہاجر مسلمان عورت سے نکاح

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ کے لئے غیر مہاجر مسلمان عورت سے نکاح کرنا حرام کیا گیا۔

امام ترمذی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو مہاجر مسلمان عورتوں کے علاوہ باقی تمام عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کر دیا گیا۔ فرمان الٰہی ہے:

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ۔ (الاحزاب:52)

اس کے بعد آپ کے لئے دوسری عورتیں حلال نہیں اور نہ اس کی اجازت ہے کہ آپ ان ازواج سے دوسری بیویاں تبدیل کر لیں اگرچہ آپ کو ان کا حسن پسند آ جائے بجز کنیزوں کے۔

نیز آپ ﷺ کے لئے ایماندار مہاجر عورتوں کے علاوہ ایسی ایماندار خاتون کو حلال کر دیا گیا جو اپنی جان آپ ﷺ کی نذر کر دے اور اسلام کے علاوہ کسی بھی دین والی عورت آپ ﷺ پر حرام کر دی گئی۔ فرمان الٰہی ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الاحزاب:50)

اے نبی (مکرم!) ہم نے آپ کے لئے آپ کی ازواج حلال کر دی ہیں جن کے مہر

باب

مشرکین کی امداد

حضور ﷺ کے لئے مشرکین سے مدد لینا حرام تھا۔ قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ میں اپنی قوم کے ایک شخص کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ ہم نے عرض کی۔ ہمیں اپنی قوم کا جنگ میں شریک ہونا سخت ناگوار ہے۔ ہم نے آپ ﷺ کو امداد کی پیشکش کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم مسلمان ہو گئے ہو۔ ہم نے عرض کی: نہیں۔ فرمایا: ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے مدد حاصل کرنا نہیں چاہتے۔

باب

ظلم وجور پر گواہ بننا

حضور ﷺ کبھی ظلم وجور پر گواہ نہیں بنتے تھے۔ قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو بھی آپ ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما نے اس کے متعلق حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے اس موضوع پر مستقل کتاب بھی تصنیف کی ہے۔

....

مباحات

وہ امور جو خصوصی طور پر حضور سید عالم فخر المرسلین ﷺ کے لئے مباح کئے گئے درج ذیل ہیں:

باب

عصر کے بعد نماز پڑھنا

"الروضہ" میں ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ سے ظہر کی آخری دو رکعتیں رہ گئیں۔ آپ ﷺ نے انہیں عصر کے بعد قضا کر لیا پھر آپ ﷺ نے پوری پابندی کے ساتھ ہمیشہ عصر

اگر بالفرض آپ ﷺ نے کسی لونڈی سے نکاح کر لیا ہوتا تو اس کی اولاد نہ تو غلام بنتی اور نہ لونڈی کے مالک کو اس کی اولاد کی قیمت دینا آپ ﷺ کے ذمہ لازم ہوتا کیونکہ ان میں غلامی متعذر ہے اور یہی صحیح ترین قول ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر بفرض محال حضور ﷺ کے حق میں نکاح (1) غرور تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر بھی آپ ﷺ کے ذمہ اس کی اولاد پیدا ہونے کی صورت میں ان کی قیمت دینا لازم نہ ہوگی۔

ابن رفعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں نکاح غرور اور پھر ایسے نکاح میں وطی کو فرض کر لینا بھی محل نظر ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ وطئ شبہ حرام ہے حالانکہ اس کی وجہ سے آدمی گناہگار نہیں ہوتا۔ لہٰذا حضور ﷺ کی ذات عالی کو ایسی نسبت سے محفوظ رکھنا چاہئے۔ اس کے جواز کا قول کرنا بھی درست ہے کیونکہ بالاجماع اس میں گناہ نہیں جس طرح کہ نسیان (بھول چوک) کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

باب

آنکھوں سے اشارہ کرنا

ابوداؤد، نسائی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز نبی رحمت ﷺ نے سب لوگوں کو امان دینے کا اعلان فرما دیا۔ سوائے چار آدمیوں کے۔ عبداللہ بن ابی سرح بھی انہی چار میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پناہ لے لی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں ساتھ لے کر حاضر ہو گئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! عبداللہ سے بھی بیعت لے لیں۔ نبی پاک ﷺ نے نگاہ اٹھا کر اسے تین بار دیکھا اور ہر بار گویا آپ ﷺ اس کی بیعت سے انکار فرما رہے تھے۔ بعد میں آپ ﷺ نے اس سے بیعت لے لی۔ کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: "جب تم نے دیکھا کہ میں اس کی بیعت سے اپنا ہاتھ روک رہا ہوں تو کیا تمہارے اندر کوئی بھی رمز شناس اور سمجھ دار شخص نہیں تھا جو اسے قتل کر دیتا؟" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: "ہمیں کیا معلوم کہ

1۔ نکاح غرور یہ ہے کہ کوئی شخص عورت سے ملک یمین یا نکاح کی بنیاد پر وطی کرے اور اس سے اولاد پیدا ہو پھر اس کا کوئی مستحق نکل آئے تو بالاجماع وہ اولاد آزاد ہوگی اور مالک کو اس کی قیمت ادا کرنا پڑے گی۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حال میں نماز میں پڑھی کہ آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بچی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اٹھا رکھا تھا۔ جب سجدہ فرماتے تو حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیچے لٹا دیتے اور جب قیام فرماتے تو اسے اٹھا لیتے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ اسے علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں نقل فرمایا ہے۔

باب

غائبانہ نماز جنازہ

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے۔ نجاشی کی نماز جنازہ ادا فرمانا بھی اسی پر محمول ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضور ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لئے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔(1)

باب

بیٹھ کر نماز پڑھانا

علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس بات کا تذکرہ صحیحین کی حدیث میں ہے مگر آپ ﷺ نے اپنی امت کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

دار قطنی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (سنن میں) بہ سند جابر جعفی حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے بعد کوئی بیٹھ کر امامت نہ کرے۔"

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسے صرف جابر جعفی نے روایت کیا ہے اور وہ متروک الحدیث ہے۔ نیز یہ حدیث مرسل ہے۔ پس اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت سے استدلال کرنے والوں کو بخوبی علم ہے

1۔ تحقیق کی رو سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ سرکار ابد قرار سے غائبانہ نماز جنازہ کے جتنے واقعات مروی ہیں وہ در حقیقت غائبانہ نہیں۔ بلکہ بعض میں میت آپ کے سامنے لائی گئی اور بعض میں زمین کو سمیٹ دیا گیا۔

میں کہتا ہوں (کہ انبیاء کرام کے لئے توریہ بھی جائز نہ تھا) بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "الدلائل" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"لوگوں کو مجھ سے دور رکھنا کیونکہ کسی نبی کے لئے جھوٹ بولنا مناسب نہیں۔"

چنانچہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا جاتا کہ تم کون ہو؟ تو وہ کہتے میں بَاغِی (سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا ہوں)۔ جب کہا جاتا تمہارے ساتھ کون ہے؟ تو وہ جواب دیتے هَادٍ یَهْدِینِی (یہ میرے راہنما ہیں جو مجھے صحیح راہ دکھاتے ہیں)۔

اس روایت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کرام کے لئے توریہ بھی جائز نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات "هَادٍ یَّهْدِینِی" جھوٹ نہیں بلکہ توریہ ہے۔ ان کی مراد یہ تھی کہ یہ خیر و فلاح اور حق و راستی کی راہ دکھلانے والے ہیں مگر اسے جھوٹ اس لئے کہا گیا کہ یہ صورۃً جھوٹ ہے۔ شفاعت کے عنوان کے تحت گزشتہ صفحات میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک فرمان گزرا ہے کہ آپ بروز حشر اپنے پاس آنے والوں کو فرمائیں گے۔ تم کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ میں نے تین جھوٹ بولے تھے۔ آپ کے یہ جھوٹ بھی دراصل توریہ کے کلمات تھے جو حقیقۃً جھوٹ نہ تھے۔ پس پتہ چلا کہ انبیاء کرام کے لئے توریہ بھی جائز نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بروز قیامت توریہ کے کلمات کو اپنی خطا شمار کریں گے۔

باب

اذان سن کر حملہ آور ہونا

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اگر دشمن کی طرف سے اللہ اکبر کی آواز سنائی دیتی تو آپ کے لئے ان پر حملہ آور ہونا حرام ہو جاتا۔ اس کی دلیل یہ حدیث پاک ہے۔ شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر حملہ آور ہونا چاہتے تو صبح تک آپ ہمیں جنگ کرنے کا حکم نہ دیتے تھے بلکہ انتظار فرماتے۔ اگر ان کی طرف سے اذان کی آواز سنائی دیتی تو آپ ان پر حملہ نہ فرماتے لیکن اگر اذان کی آواز سنائی نہ دیتی تو آپ حملہ کرنے کا حکم دے دیتے تھے۔

اپنے شکم اطہر پر پتھر رکھ لیتے تھے کیونکہ جب صوم وصال کی صورت میں آپ ﷺ کو پروردگار عالم خود کھلاتا پلاتا تھا تو صوم وصال کے علاوہ وہ رب کریم آپ ﷺ کو بھوک کے حوالے کیسے کر دیتا تھا کہ نوبت پیٹ پر پتھر باندھنے تک جا پہنچتی۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علی فرماتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ حدیث پاک میں جو حَجَر (پتھر) کا لفظ ہے، یہ دراصل حَجز (تہبند کا کنارہ) تھا۔ غلطی سے زاء کو راء کے ساتھ بدل دیا گیا۔

باب

کافی وقت گزرنے کے بعد استثناء کرنا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ جب آپ کوئی کلام فرماتے اور اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کو اس کلام سے استثناء کرنے کا خیال آتا تو آپ کے لئے ایسا کرنا جائز تھا۔

فرمان الٰہی ہے:

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ. (الکہف:23)

کسی چیز کے متعلق ہرگز یہ نہ کہنا کہ میں اسے کل کرنے والا ہوں مگر (یہ کہ ساتھ یہ بھی کہو) اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اپنے رب کو یاد کر جب تو بھول جائے۔

طبرانی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ تعالیٰ آیت بالا کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ کو کلام فرماتے ہوئے استثناء کرنا بھول جائے اور بعد میں یاد آئے تو اسی وقت استثناء فرمالیا کرو (یعنی اِنْ شَاءَ اللّٰه وغیرہ کہہ لیا کرو)۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عرصہ گزر جانے کے بعد استثناء کرنا رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے۔ ہمارے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔ ہم صرف اپنی قسم کے ساتھ متصلاً ہی استثناء کر سکتے ہیں، بعد میں نہیں کر سکتے۔

باب

اللہ و رسول کے لئے ایک ضمیر کا استعمال

شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء نے خصائص نبوی میں یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ کے لئے یہ جائز تھا کہ آپ اپنی ذات اور اللہ تبارک و تعالیٰ دونوں کے لئے

کے بعد دو رکعتیں پڑھنا شروع کر دیں۔ یہ صرف آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

امام مسلم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (اپنی سنن میں) حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان دو رکعتوں کے متعلق دریافت کیا جو حضور ﷺ عصر کے بعد ادا فرمایا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا:

''آپ ﷺ یہ دو رکعتیں عصر سے پہلے ادا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ کسی وجہ سے رہ گئیں تو آپ ﷺ نے انہیں عصر کے بعد ادا فرمالیا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے انہیں عصر کے بعد پڑھنے کا معمول بنالیا اور آپ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی آپ ﷺ کوئی نماز ادا فرماتے، اس پر مداومت اختیار فرمالیتے تھے۔

احمد، ابو یعلی اور ابن حبان رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اور میرے گھر تشریف لے آئے پھر دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے پہلے تو یہ نماز کبھی نہیں پڑھی؟ فرمایا: ''خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے تھے۔ میں ان کے ساتھ اتنا مصروف ہوا کہ میری دو رکعتیں رہ گئیں جو میں ظہر کے بعد پڑھا کرتا تھا۔ اس لئے اب میں نے وہی دو رکعتیں پڑھی ہیں۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! اگر یہ رکعتیں ہم سے رہ جائیں تو کیا ہم بھی انہیں قضا کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ''نہیں۔''

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ اپنی ''سنن'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ خود تو عصر کے بعد نماز پڑھا کرتے تھے مگر دوسروں کو منع فرماتے تھے۔ اسی طرح صوم وصال رکھا کرتے تھے مگر دوسروں کو اس سے منع فرماتے تھے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ دو رکعتیں ایسی تھیں جو رسول اللہ ﷺ کبھی ترک نہ فرماتے تھے۔ خلوت و جلوت ہر صورت میں انہیں ادا فرماتے تھے۔ دو رکعتیں صبح سے پہلے اور دو رکعتیں عصر کے بعد۔

باب

حالت نماز میں بچی کو اٹھانا

یہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی امتیازی خصوصیت ہے کہ آپ نے حالت نماز میں بچے کو اٹھائے رکھا۔

مال ودولت اور دنیوی سازوسامان کی بجائے احکام الٰہی ہوا کرتے تھے جو خداوند ذوالجلال کی طرف سے ان کے دل میں ودیعت فرمائے جاتے تھے۔ جب اس امانت الٰہی کو خرچ کرنے کا موقع ہوتا تو وہ بلا کم وکاست اسے لٹا دیتے تھے اور جہاں اس کا موقع محل نہ ہوتا، وہ اسے خرچ کرنے سے باز رہتے تھے۔ انبیاء کرام پر زکوٰۃ کے واجب نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ میل کچیل ہے اور انبیاء کرام کا دامن ہر قسم کی آلودگی اور میل کچیل سے یکسر پاک ہوتا ہے۔

باب

فیٔ اور غنیمت(1)

مال فیٔ کے پانچ حصوں میں سے چار حصے اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ حضور ﷺ کی ذات اطہر کے ساتھ خاص ہے۔ اسی طرح آپ کو یہ بھی اختیار تھا کہ مال غنیمت تقسیم کئے جانے سے پہلے جو چیز چاہیں، اس میں سے لے لیں۔

مال فیٔ کے متعلق فرمان الٰہی ہے:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ. (الحشر:7)

اللہ تعالیٰ نے ان گاؤں کے رہنے والوں سے جو مال اپنے رسول کی طرف پلٹا دیا ہے تو وہ اللہ کا ہے، اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے۔

اسی طرح مال غنیمت کے متعلق فرمان الٰہی ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى

1۔ اس باب میں مال فیٔ اور مال غنیمت کا ذکر ہے اس لئے ان دونوں کا بنیادی فرق جاننا ضروری ہے۔ مال غنیمت اس مال کو کہتے ہیں کہ جو کفار سے قوت وغلبہ اور لشکر کشی سے حاصل کیا جائے گا لیکن کفار کا وہ مال جو بغیر لڑے حاصل کر لیا جائے اسے مال فیٔ کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مال غنیمت کے حصول کی نسبت مسلمان کی طرف کی گئی فرمایا: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ اور مال فیٔ کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی۔ ارشاد فرمایا: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ. چونکہ مال غنیمت اور مال فیٔ میں نمایاں فرق ہے، اس لئے ان کے مصارف بھی جدا جدا ہیں۔

کتاب ھذا کے مصنف حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ شافعی المسلک ہیں۔ اس لئے مال فیٔ کی تقسیم کے متعلق حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بیان کرنا بھی ضروری ہے۔ آئمہ ثلاثہ کے برعکس حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ مال فیٔ کے پانچ حصے کئے جائیں گے۔ چار حصے خلیفہ وقت لے کر مسلمانوں کی فلاح وبہبود پر خرچ کرے گا اور پانچواں حصہ باقی حقداروں میں تقسیم کیا جائے گا۔ (مترجم)

کہ یہ حجت اور دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ ایک تو یہ مرسل ہے دوسرا اس کا راوی ایسا شخص ہے جس کی روایات کو لوگ درخور اعتنا نہیں سمجھتے۔

باب

صوم وصال

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِیَّاکُمْ وَالْوِصَالَ. "صوم وصال نہ رکھا کرو۔" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ تو صوم وصال رکھا کرتے ہیں۔" سید عرب وعجم، فخر دوعالم ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ.

میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔ میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا پروردگار خود مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث پاک کا مفہوم متعین کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد حقیقت ہے یعنی فی الواقع شہنشاہ دوجہاں ﷺ کے پاس جنت سے کھانے پینے کا سامان آتا تھا اور آپ ﷺ یہ جنتی غذا تناول فرماتے تھے مگر اس جنتی غذا سے آپ کا روزہ نہ ٹوٹتا تھا۔ چند علماء کا خیال ہے کہ اس سے مراد مجاز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو ایسی قوت و طاقت مل جاتی تھی جس طرح کھاپی کر شکم سیر ہو جانے والے کو مل جایا کرتی ہے۔

جمہور علماء کی رائے میں صوم وصال حضور ﷺ کے لئے خصوصی طور پر مباح کیا گیا۔

امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کے قرب خاص کی علامت ہے۔ صاحب "المطلب" نے یہاں ایک خاص نکتہ بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ حضور ﷺ کو تمام امت کے مقابلے میں بحیثیت مجموعی صوم وصال کے مباح ہونے کی انفرادی خصوصیت حاصل ہے۔ البتہ بہت سے صالحین ایسے ہو گزرے ہیں جو صوم وصال رکھا کرتے تھے۔ پس حدیث پاک کی نہی کا حکم مجموعی حیثیت کے تناظر میں سمجھا جائے۔

فائدہ

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح" میں فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا حدیث سے اس روایت کا بطلان واضح ہو جاتا ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بھوک کی شدت کے باعث

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَاَدَّيْتُمُ الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَسَهْمَ النَّبِيِّ وَسَهْمَ الصَّفِيِّ اَنْتُمْ آمِنُوْنَ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔

یہ تحریر محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے بنوزہیر بن اقیس کے نام ہے۔ اگر تم یہ گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، زکوۃ دو، مال غنیمت کا پانچواں حصہ ادا کرو اور نبی کا حصہ اور صفی کا حصہ ادا کرو تو تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حفاظت میں رہو گے۔

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صفی کا حصہ صحیح احادیث میں مذکور ہے اور اہل علم سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اہل سیر اور مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بطور صفی حضور ﷺ نے منتخب فرمائی تھیں اور علماء کا اس پر بھی اجماع ہے کہ یہ حکم صرف آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مبارک تلوار ذوالفقار بھی بطور صفی آپ ﷺ کو ملی تھی۔

باب

چراگاہ وغیرہ الاٹ کرنا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کوئی سا قطعہ اراضی (ممنوعہ جگہ، چراگاہ وغیرہ جسے عربی میں حِمٰی کہا جاتا ہے) اپنے نام کر دیتے تھے اور پھر کسی خلیفہ وقت کے لئے اسے منسوخ کرنا جائز نہ تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سوا کسی کی کوئی حِمٰی نہیں۔"

علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی یہ امتیازی خصوصیت تھی کہ بے آباد زمینوں کو اپنی ذات کے لئے الاٹ فرما دیتے تھے اور یہ الاٹمنٹ کسی خلیفہ وقت کے لئے جائز نہیں۔ البتہ وہ عام مسلمانوں کی فلاح کے لئے کوئی قطعہ زمین نامزد کر سکتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ ایسا کرنا بھی ان کے لئے جائز نہیں۔ اگر جائز مان بھی لیا جائے تو بہر حال اسے بعد میں منسوخ کیا جا سکتا ہے مگر جسے حضور ﷺ نامزد یا الاٹ فرما دیں اسے منسوخ کرنا تو در کنار اس میں سر مو تبدیلی یا ترمیم کرنا

ایک ہی ضمیر (ضمیر تثنیہ) استعمال فرمائیں۔ مثلاً آپ نے فرمایا: **اَنْ یَکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا**۔ (اس فرمان عالیشان کے کلمہ "سواھما" میں **ھُمَا** ضمیر تثنیہ ہے جس کا مرجع **اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ** ہے)۔

اسی طرح ایک اور فرمان نبوی ہے:

وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ۔

اس فرمان کے کلمہ "**یَعْصِھِمَا**" میں **ھُمَا** ضمیر تثنیہ سے مراد بھی اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم ﷺ ہیں۔

مگر یاد رہے کہ حضور ﷺ کے علاوہ کسی انسان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب خطیب نے کہا:

مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَقَدْ غَوٰی۔

جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی، وہ گمراہ ہو گیا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

بِئْسَ الْخَطِیْبُ اَنْتَ قُلْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔

تو برا خطیب ہے۔ اس طرح کہو۔ **وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ**۔ (اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی)۔

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کو ایک ضمیر میں یکجا کرنا نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں کیونکہ اگر کوئی امتی اس طرح کرے تو اس سے خدا اور رسول کے ہم سر اور ہم پلہ ہونے کا وہم پیدا ہوتا ہے مگر نبی کریم ﷺ خود ایسا کریں تو اس قسم کا وہم و گمان جنم نہیں لیتا۔

باب

زکوٰۃ کا عدم وجوب

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ پر زکوٰۃ واجب نہ تھی۔

سلسلہ شاذلیہ کے شیخ طریقت حضرت تاج الدین بن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "التنویر" میں فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر زکوٰۃ واجب نہیں تھی کیونکہ ان کے پاس

میں نے فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:
"مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم بنایا ہے، لوگوں نے نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ یہاں خون ریزی کرے یا کوئی درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص رسول خدا (ﷺ) کے قتال سے ان باتوں کے جائز ہونے کا استدلال کرے تو اسے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول
کو تو ان کاموں کی اجازت دی ہے مگر تمہیں اجازت نہیں دی۔"

بلا احرام مکہ میں داخل ہونا

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ احرام کے بغیر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ کے سر انور پر سیاہ عمامہ تھا۔

امان کے بعد قتل کا حکم

ابن قاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امان دینے کے بعد بھی دشمن کو قتل کرنا آپ ﷺ کے لئے جائز تھا۔ رافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کرام نے ابن قاص رحمۃ اللہ علیہ کی اس رائے کو غلط قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ پر آنکھوں سے اشارہ کرنا حرام تھا تو امان دینے کے بعد قتل کرنا کیونکر جائز ہو سکتا تھا۔

باب

ذاتی علم کی بنیاد پر فیصلہ فرمانا، اپنے حق میں گواہی دینا یا قبول کرنا اور ہدیہ قبول فرمانا وغیرہ

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ ذاتی علم کی بنیاد پر فیصلہ فرما سکتے تھے، اپنی ذات اور اپنی آل پاک کے حق میں فیصلہ فرما سکتے تھے، وہ گواہ جو آپ ﷺ کے حق میں یا آپ ﷺ کی اولاد کے حق میں گواہی دیتا، اس کی گواہی قبول فرما لیتے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے گواہی بھی دے سکتے تھے۔ نیز ہدیہ قبول کرنا بھی آپ ﷺ کے لئے جائز تھا مگر مذکورہ جملہ امور دیگر حکام کے لئے جائز نہیں ہیں۔

الْقُرْبیٰ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ. (الانفال:41)

اور جان لو کہ جو کوئی چیز تم غنیمت میں حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے اور رسول کے لئے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے۔

احمد اور شیخین رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بطور خاص مال فی عطا فرمایا جو پہلے کسی کو عطا نہیں کیا گیا۔ فرمان الٰہی ہے:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.
(الحشر:6)

اور اللہ نے جو مال ان سے لے کر اپنے رسول کی طرف پلٹا دیئے تو نہ تم نے اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے تسلط بخشتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

یہ حضور نبی پاک ﷺ کی انفرادی خصوصیت تھی۔ آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے لئے سال بھر کا خرچہ رکھ لیا کرتے اور باقی کو بیت المال میں جمع فرما دیتے تھے۔ ساری زندگی آپ ﷺ نے یہی معمول جاری رکھا۔ وصول نبوی کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی طریق نبوی پر عمل کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے: "میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں۔"

ابو داؤد اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خمس کے علاوہ میرے لئے تمہاری ان غنیمتوں میں سے کچھ بھی حلال نہیں ہے اور پھر خمس بھی تم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔"

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمر بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بنو قریظہ کو قید کیا گیا اور قیدیوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا جن میں زید بن عمرو کی بیٹی ریحانہ بھی تھی تو آپ ﷺ نے اسے دیگر قیدیوں سے علیحدہ کر لینے کا حکم دے دیا۔ اس طرح وہ مال غنیمت میں سے حضور ﷺ کا منتخب حصہ قرار پا گئیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن" میں یزید بن شخیر سے اور وہ ایک دیہات کے رہنے والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں چمڑے کے ایک ٹکڑے پر درج ذیل کلمات لکھ کر دیئے:

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى بَنِىْ زُهَيْرِ بْنِ اُقَيْسٍ اِنَّكُمْ اِنْ شَهِدْتُّمْ اَنْ

امام مسلم اور ابن ماجہ رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی ازواج کے) ساتھ لیٹتے تھے حالانکہ آپ ﷺ روزہ دار ہوتے۔ آپ ﷺ تم سب سے زیادہ اپنے نفس پر قابو رکھتے تھے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن" میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں انہیں بوسے دیتے اور ان کی زبان چوسا کرتے تھے۔

باب

حالت احرام میں خوشبو لگانا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "گویا میں نبی کریم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اور آپ نے احرام باندھ رکھا ہے۔"

اصحاب مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ احرام باندھ لینے کے بعد خوشبو لگاتے رہنا حضور ﷺ کا خاصہ ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے لئے خوشبو کے جواز کی چند وجوہات بیان کی ہیں:

(1) خوشبو اگرچہ عام لوگوں کے لئے خواہش نفس کو ابھارنے والی چیزوں میں ہی شمار ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حالت احرام میں انہیں خوشبو لگانے سے منع کر دیا گیا مگر حضور ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اپنے نفس کو قابو میں رکھنے والے تھے اور آپ کا معاملہ عام لوگوں سے یکسر مختلف تھا۔ اس لئے آپ ﷺ کو حالت احرام میں خوشبو لگانے کی خصوصی اجازت دے دی گئی تھی۔

(2) دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو خوشبو پسند تھی۔ پس حالت احرام میں بھی آپ ﷺ کی پسند کا احترام کیا گیا۔

(3) تیسری وجہ یہ ہے کہ وحی کے نزول کے باعث فرشتے آپ ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اس لئے حالت احرام میں بھی خوشبو لگانے کی آپ ﷺ کو اجازت تھی۔

باب

جنابت اور نیند وغیرہ کے خصوصی احکام

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کے لئے حالت جنابت میں

بھی کسی صورت میں جائز نہیں۔ شہنشاہ دو عالم ﷺ کا یہ بھی کمال تھا کہ آپ ﷺ بعض علاقوں کی زمینیں فتح کرنے سے پہلے الاٹ فرمادیتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زمین کا مالک بنادیا تھا۔ آپ جیسے چاہتے، اس میں تصرف فرماتے تھے۔ بیت المقدس کی فتح سے پہلے ہی محبوب کریم ﷺ نے وہاں کا ایک گاؤں حضرت تمیم داری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اولاد کے نام کر دیا تھا اور وہ آج تک ان کی اولاد کے قبضے میں ہے۔ بعض سلاطین نے انہیں پریشان کرنے کی کوشش کی مگر حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے کفر کا فتویٰ جاری کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْطَعُ اَرْضَ الْجَنَّةِ فَاَرْضُ الدُّنْیَا اَوْلٰی.

جب حضور نبی کریم ﷺ جنت کی زمین تقسیم فرماتے تھے تو پھر دنیا کی زمین تو بہ درجہ اولیٰ تقسیم فرماسکتے تھے۔

باب

شہر مکہ سے متعلق امتیازی اوصاف

حضور نبی کریم ﷺ کے لئے مکہ مکرمہ میں قتل و قتال کرنا، بغیر احرام کے شہر مکہ میں داخل ہونا اور امان دینے کے بعد دشمن کو مارنے کا حکم دینا، یہ سب امور مباح تھے۔

فرمان الٰہی ہے:

لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ. (البلد: 1)

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی جبکہ آپ اس میں رونق افروز ہیں۔

قتل و قتال

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر خود تھا۔ آپ ﷺ نے جب خود اتارا تو ایک آدمی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: "ابن اخطل خانہ کعبہ کے غلاف سے لپٹا ہوا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے قتل کر دو۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

"اس مسجد میں آپ ﷺ کے لئے وہ باتیں جائز ہیں جو میرے لئے جائز ہیں۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں اس مسجد میں داخل ہونے کو کسی جنبی مرد یا حیض والی عورت کے لئے جائز نہیں کرتا سوائے محمد (ﷺ)، ازواج (مطہرات)، علی اور فاطمہ کے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں محمد (ﷺ) اور آل محمد (رضی اللہ عنہم) کے سوا کسی جنبی اور حیض والی عورت کے لئے اس مسجد کو حلال نہیں کرتا۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رات کے وقت نبی کریم ﷺ نے وضو فرمایا، نماز پڑھی اور سو گئے یہاں تک کہ میں نے خراٹوں کی آواز بھی سنی۔ جب مؤذن نے اذان دی تو آپ ﷺ اٹھ کر وضو کئے بغیر نماز میں مصروف ہو گئے۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ سجدے کی حالت میں سو جایا کرتے پھر جب اٹھتے تو اپنی نماز جاری رکھتے۔

ابن ماجہ اور ابو یعلی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لیٹ جاتے۔ یہاں تک کہ سانس کی آوازیں سنائی دیتیں پھر اٹھ کر نماز شروع فرمادیتے اور وضو نہ فرماتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں مگر دل نہ سوتا تھا۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک زوجہ محترمہ کو بوسہ دینے کے بعد نماز پڑھ لی اور وضو نہ فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری روایت کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ وضو فرمانے کے بعد (اپنی ازواج کو) بوسہ دیتے پھر نماز پڑھ لیا کرتے اور دوبارہ وضو نہ فرماتے تھے۔ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے خیال میں کوئی ایسی وجہ نہیں کہ اس روایت سے صرفِ نظر کر لی جائے۔

نسائی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند صحیح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے جنازہ کی طرح لیٹی ہوتی اور آپ ﷺ نماز پڑھ لیا کرتے تھے پھر جب آپ ﷺ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو پاؤں مبارک کی ہلکی سی ٹھوکر سے مجھے بھی بیدار کر

ذاتی علم کی نبیاد پر فیصلہ کرنے کے متعلق بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سفیان کی بیوی ہندہ والی حدیث ذکر کی ہے اور آپ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: "تو اس کے مال سے حسب دستور اتنا لے لے جو تیرے لئے اور تیرے بیٹوں کے لئے کافی ہو جائے۔" اپنی ذات کے حق میں فیصلہ دینے اور اپنے حق میں دی جانے والی گواہی کو قبول کرنے کے متعلق انہوں نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث نقل کی ہے جس کا ذکر چند صفحات کے بعد آنے والا ہے۔ جب یہ جائز ہے تو اپنی اولاد کے حق میں فیصلہ دینا بھی آپ ﷺ کے لئے جائز ہو گا۔ جہاں تک ہدیہ قبول فرمانے کا تعلق ہے تو اس کے متعلق احادیث مبارکہ پچھلے صفحات میں گزر چکی ہیں۔

باب

غصے کی حالت میں فیصلہ فرمانا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ غصے کی حالت میں فیصلہ فرمانا یا فتویٰ دینا آپ ﷺ کے لئے مکروہ نہیں تھا بلکہ ایسا کرنا مباح و جائز تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی حالت میں آپ ﷺ بے قابو نہیں ہو جاتے تھے جس طرح ہم بے قابو ہو جاتے ہیں اور یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ ہم سے کہیں غلط فیصلہ نہ ہو جائے۔

لُقطہ کی حدیث کے ضمن میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح مسلم" میں یہی بات لکھی ہے کیونکہ حضور ﷺ نے ایسے عالم میں فتویٰ دیا جبکہ آپ سخت غصے میں تھے اور فرط غضب سے آپ ﷺ کے رخسار پر انوار سرخ ہو گئے تھے۔

باب

حالت روزہ میں بوسہ دینا

حضور ﷺ کے لئے حالت روزہ میں اپنی ازواج مطہرات کو بوسہ دینا جائز تھا باوجودیکہ آپ ﷺ میں غایت درجے کی مردانہ قوت تھی۔ جبکہ باقی مسلمانوں کے لئے حالت روزہ میں اپنی بیوی کو شہوت کے ساتھ بوسہ دینا ناجائز ہے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ روزے کی حالت میں ہوتے اور (اپنی ازواج کو) بوسہ دیتے تھے۔ تم میں کون ایسا شخص ہے جو حضور ﷺ کی طرح اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو۔

پر زمانہ جاہلیت میں لعنت بھیجی، پھر وہ مسلمان ہو گیا تو میری اس لعنت کو اس کے حق میں اپنے قرب کا ذریعہ بنادے۔"

باب

کل جہاں کے مالک ﷺ

حضور ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ جس کا سامان خورد و نوش استعمال فرمانا چاہتے، استعمال فرما سکتے تھے اور اصل مالک کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنا سامان بخوشی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دے خواہ وہ محتاج ہی کیوں نہ ہو تا۔ اس پر لازم تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خاطر اپنی جان تک کا نذرانہ پیش کر دے۔ فرمان الٰہی ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ. (الاحزاب:6)

نبی کریم (ﷺ) مومنوں کے ان کی جان سے بھی زیادہ مالک ہیں۔

علماء کرام کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ اگر کوئی بدبخت حضور ﷺ پر دست ظلم و تعدی دراز کرنے کی جسارت کرتا تو آپ ﷺ کے پاس موجود ہر شخص پر واجب تھا کہ وہ حضور ﷺ کے تحفظ کی خاطر اپنی جان قربان کر دے جیسا کہ غزوۂ احد میں اپنے محبوب نبی ﷺ کی جان عزیز کو بچانے کے لئے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان قربان کر دی تھی۔ اسی طرح اگر حضور ﷺ کسی بے شوہر عورت کو پیام نکاح دیتے تو اس کے لئے آپ ﷺ کے پیام نکاح کو قبول کرنا واجب ہو جاتا اور باقی لوگوں کے لئے اسے پیام نکاح بھیجنا حرام ہو جاتا تھا۔ اگر وہ عورت شادی شدہ ہوتی تو اس کے شوہر پر واجب ہو جاتا کہ وہ اسے طلاق دے کر حضور ﷺ کے نکاح کے لئے فارغ کر دے۔ اس کی ایک دلیل تو سابقہ آیت ہے۔ دوسری دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ .(الانفال:24)

اے ایمان والو! لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر جب وہ رسول تمہیں بلائے۔

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی استدلال کیا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے اس مسئلے کا استنباط کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان پر طلاق دینا واجب ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی دو حکمتیں بیان فرمائی ہیں:

بھی مسجد میں ٹھہرنا جائز تھا۔ اسی طرح پہلو کے بل سونے سے آپ ﷺ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا نیز ازواج مطہرات کو چھونے سے بھی آپ ﷺ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا۔ اگرچہ آخری بات کے متعلق دو آراء ملتی ہیں مگر میرے نزدیک صحیح ترین رائے یہی ہے جو میں نے ذکر کر دی ہے۔

ترمذی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"اس مسجد میں جنابت کی حالت میں ٹھہرنا میرے اور تیرے علاہ کسی کے لئے جائز نہیں۔"

بزار رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "میرے اور تیرے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس مسجد میں جنبی ہونے کی حالت میں ٹھہرے۔"

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین ایسی خوبیاں عطا کی گئیں ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک خوبی مجھے عطا کی جاتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے بھی عزیز تر ہوتی:

(1) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شادی کا شرف پانا۔

(2) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں اس حالت میں ٹھہرنا جو میرے لئے حلال نہیں۔

(3) اور فتح خیبر کے موقع پر علم جہاد اٹھانا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس مسجد میں جنابت یا حیض کی حالت میں جانا کسی کے لئے جائز نہیں سوائے رسول اللہ ﷺ، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔

حضرت زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ "اخبار المدینہ" میں حضرت ابو حازم اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ ایسی پاکیزہ مسجد بنائیں جہاں ان کے اور ہارون علیہ السلام کے علاوہ کوئی بھی نہ ٹھہرے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں بھی ایسی پاکیزہ مسجد بناؤں جہاں میرے، علی اور علی کے دو بیٹوں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے سوا کوئی نہ ٹھہرے۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

دی گئی کہ آپ ﷺ جس عورت سے چاہیں، نکاح فرمالیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ جب ایک آزاد شخص غلام پر فضیلت رکھنے کی وجہ سے اس کے مقابلے میں زیادہ عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے تو یہ لازم آئے گا کہ حضور نبی کریم ﷺ جنہیں تمام امت پر فضیلت حاصل ہے، امت کے مقابلے میں زیادہ عورتوں سے نکاح کر سکیں۔

فوائد

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے ننانوے عورتوں سے نکاح کرنا جائز کیا گیا۔ انہوں نے تعدد ازواج کے کئی فوائد اور حکمتیں ذکر کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(1) چونکہ حضور ﷺ کی ذات ظاہری و باطنی محاسن کا مجموعہ تھی۔ زیادہ ازواج کا یہ فائدہ تھا کہ آپ ﷺ کے باطنی محاسن زیادہ سے زیادہ لوگوں کو معلوم ہو سکیں۔

(2) شریعت مطہرہ کے بہت سے احکام ایسے ہیں جن پر آگاہ ہونا مردوں کے لئے ممکن ہی نہ تھا۔ ازواج مطہرات کے ذریعے اس طرح کے احکام مردوں تک منتقل ہو گئے۔

(3). کثرت ازواج میں یہ بھی حکمت تھی کہ زیادہ سے زیادہ قبائل کو حضور ﷺ اپنا سسرال بننے کا شرف عطا فرمادیں۔

(4) دشمنوں کی ایذاء رسانیوں کے باعث آپ ﷺ کو جو دکھ ہوتا تھا وہ ازواج کے باعث آپ ﷺ کے خاطر عاطر پر گراں بار نہ ہوتا تھا بلکہ آپ ﷺ کو شرح صدر کی دولت میسر رہا کرتی تھی۔

(5) ایک تو آپ کے کندھوں پر نبوت و رسالت کا بار گراں تھا پھر کثرت ازواج کے باعث خانگی ذمہ داریوں نے اس بوجھ میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ اس طرح مشقت و تکلیف میں اضافہ کر کے دراصل آپ ﷺ کے لئے اجر و ثواب کو بڑھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔

(6) ایک حکمت یہ بھی ہے کہ نکاح آپ ﷺ کے لئے ایک طرح کی عبادت تھی۔ علماء فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو اس وقت ان کا والد آپ ﷺ کا دشمن تھا اور جب حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو اس وقت آپ ﷺ نے ان کے باپ، چچا اور خاوند کو قتل کروادیا تھا۔ اگر یہ ازواج آپ ﷺ کے باطنی احوال سے واقفیت حاصل کر کے یہ نہ جان لیتیں کہ

دیتے تھے۔

باب

لعنت کا رحمت بن جانا

حضور نبی پاک علیہ السلام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام جس پر چاہتے بلا سبب لعنت فرما سکتے تھے۔ یہ بات ابن القاص اور امام الحرمین رحمہما اللہ تعالیٰ نے ذکر کی ہے۔ آپ علیہ السلام کے برا بھلا کہنے میں بھی کئی فوائد پنہاں ہوتے تھے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی: "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے ساتھ ایک وعدہ فرما جو ہمیشہ پورا ہو (وہ یہ ہے کہ چونکہ) میں بشر ہوں۔ اس لئے اگر (بشری تقاضوں کے پیش نظر) میں کسی کو کوئی تکلیف دوں، برا بھلا کہوں، کسی پر لعنت بھیجوں یا کسی کو جسمانی سزا دوں تو ان امور کو اس کے حق میں زکوٰۃ، صلوٰۃ اور قربت کا ذریعہ بنا دینا اور قیامت کے روز ان کے باعث اسے قرب خاص عطا کرنا۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند صحیح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے ایک آدمی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تحویل میں دے کر فرمایا: "اس کا خیال رکھنا۔" ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر وہ شخص بھاگ گیا۔ رسول خدا علیہ السلام نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

قَطَعَ اللّٰهُ يَدَكِ.

اللہ تیرا ہاتھ کاٹ دے۔

حضور علیہ السلام کی بد دعا سن کر وہ گھبرا گئیں۔ نبی رحمت علیہ السلام نے فرمایا:

اِنِّیْ سَأَلْتُ رَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَيُّمَا اِنْسَانٍ مِّنْ اُمَّتِیْ دَعَوْتُ اللّٰهَ عَلَيْهِ اَنْ يَّجْعَلَهَا لَهٗ مَغْفِرَةً.

میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ اگر میں اپنے کسی امتی کو بد دعا دوں تو وہ اسے اس کے لئے باعث مغفرت بنا دے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو سنا، آپ علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں عرض کر رہے تھے: "یا اللہ! اگر میں نے کسی

لہٰذا ولی کی ضرورت نہیں رہتی۔ جہاں تک گواہوں کی شرط کا تعلق ہے تو امتیوں کے نکاح میں گواہ اس لئے بنائے جاتے ہیں تا کہ کل کلاں عورت نکاح سے انکار نہ کر دے مگر حضور ﷺ کے نکاح سے بہرہ یاب ہونے کے بعد بھلا کون ایسی بدبخت عورت ہے جو آپ ﷺ کے نکاح کو ٹھکرا دے۔ اگر بالفرض کوئی عورت انکار کی جرأت کر بھی لیتی تو حضور ﷺ کے مقابلے میں اس کی بات قابل قبول ہی نہ ہوتی بلکہ علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ''شرح مہذب'' میں یہاں تک لکھ دیا ہے کہ ایسی عورت حضور ﷺ کے انکار اور تکذیب کے باعث کافر ہو جائے گی۔

پس حضور ﷺ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ آپ ﷺ کسی بھی عورت سے اس کی یا اس کے ولی کی اجازت کے بغیر شادی فرما سکتے تھے۔ اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ. (الاحزاب:6)

نبی مومنوں کا ان کی جان سے بھی زیادہ مالک ہے۔

باب

نکاح کے بغیر عورت کا حلال ہونا

حضور ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے حلال کر دینے سے کوئی عورت آپ ﷺ کے لئے حلال ہو جاتی تھی اور آپ ﷺ عقد نکاح کے بغیر بھی اس کے پاس تشریف لے جا سکتے تھے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب عقد کے بغیر آپ ﷺ کے لئے عورت حلال تھی تو یہ کہنا بھی صحیح ہو گا کہ کسی عورت سے مشورہ پوچھے بغیر آپ اس سے عقد فرما سکتے تھے۔

فرمان الٰہی ہے:

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا. (الاحزاب:37)

پھر جب زید نے اسے طلاق دینے کی خواہش پوری کر لی تو ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اعزاز

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیگر ازواج مطہرات کے مقابلے میں فخر کرتے ہوئے یہ کہا کرتی تھیں:

پہلی حکمت کا تعلق خاوند سے ہے کہ اس سے عورت کے خاوند کا امتحان مقصود ہوتا تھا تاکہ پتہ چل جائے کہ کیا وہ اللہ کے رسول کی خاطر اپنی اہلیہ سے دستبردار ہو جانا گوارا کرتا ہے یا نہیں کیونکہ حضور ﷺ کی محبت ہی ایمان کامل کی علامت ہے۔ فرمان نبوی ہے:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ.

تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے گھر والوں، بال بچوں اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

دوسری حکمت کا تعلق حضور ﷺ کی ذات پاک سے ہے کہ حضور ﷺ پر بشری عوارض طاری ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کے لئے آنکھوں سے اشارہ کرنا اور ظاہری حالات کے برعکس اپنے دل میں کوئی بات چھپانا ممنوع تھا۔

باب

چار سے زائد بیویاں

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کے لئے بیک وقت چار سے زائد عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھنا جائز تھا۔ اس مسئلے پر علماء کا اجماع ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے کہ آیت کریمہ:

مَاكَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ. (الاحزاب:38)

نبی پر ایسے کام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جنہیں اللہ نے ان کے لئے حلال کر دیا ہے اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے ان (انبیاء) کے بارے میں جو پہلے گزر چکے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ جتنی عورتوں سے چاہتے، نکاح فرما سکتے تھے۔ یہ ایک قسم کا فریضہ تھا اور سابقہ انبیاء کی سنت تھی مثلاً حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی ہزار بیویاں تھیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن" میں فرمان الٰہی يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ. الآیۃ کے تحت فرمایا کہ اگرچہ حضور ﷺ کی متعدد ازواج تھیں مگر پھر بھی آپ ﷺ کو اجازت

مَا أَنَا كَأَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُنَّ زُوِّجْنَ بِالْمُهُوْرِ وَزَوَّجَهُنَّ الْاَوْلِيَاءُ وَزَوَّجَنِيَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ وَاَنْزَلَ فِيَّ الْكِتَابَ يَقْرَؤُهُ الْمُسْلِمُوْنَ لَا يُبَدَّلُ وَلَا يُغَيَّرُ.

مجھے رسول اللہ ﷺ کی ازواج پاک میں منفرد حیثیت حاصل ہے۔ ان کی شادیاں مہر کے عوض ہوئیں اور ان کے ولیوں (سرپرستوں) نے ان کی شادیاں کیں۔ مگر میرا نکاح خود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے کیا اور میرے متعلق اس کتاب ہدایت کی آیات نازل کیں جس کی تلاوت مسلمان ہمیشہ کرتے رہیں گے اور اس میں ذرا بھی تبدیلی نہیں آئے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اعتراف عظمت

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر رحم فرمائے۔ اس نے اس دنیا میں عزت و عظمت کا وہ مقام بلند پایا جو دوسروں کے لئے ناقابل تسخیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ان کا نکاح اپنے نبی ﷺ سے کر دیا۔ ان کے بارے میں قرآن کی آیات نازل ہوئیں۔ ہم حضور ﷺ کے گرد حلقہ بنائے بیٹھی تھیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے سب سے پہلے وہ مجھ سے آملے گی جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔" گویا آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ خوشخبری سنائی کہ وہ سب سے پہلے حضور ﷺ سے جاملیں گی اور جنت میں انہیں آپ ﷺ کی زوجہ بننے کا شرف حاصل ہوگا۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کرتی تھیں: "میں تین باتوں میں آپ ﷺ کی نسبت پہ ناز کرتی ہوں۔ آپ کی دیگر ازواج کو یہ اعزاز حاصل نہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اور میرے جدامجد ایک ہیں(1)۔ دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کے ساتھ میرا نکاح کیا ہے۔ تیسری یہ کہ آسمان سے میرے نکاح کی خبر لانے کے لئے جبریل امین سفیر بنے۔"

1۔ لفظ جد دادا اور نانا دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دادا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نانا تھے۔ (مترجم)

آپ ﷺ ساری مخلوق میں کامل ترین ہستی ہیں تو بشری تقاضوں کے عین مطابق ان کا طبعی میلان اپنے آباؤاجداد اور رشتہ داروں کی طرف ہوتا۔ کثرت ازواج کے باعث حضور ﷺ کے بے شمار باطنی کمالات و معجزات کا علم ہوا جس طرح کہ ظاہری کمالات مردوں نے خود معلوم کر لئے تھے۔

باب

ولی اور گواہوں کے بغیر نکاح فرمانا

یہ بھی حضور نبی رحمت ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کے لئے ولی اور گواہوں کے بغیر نکاح کرنا جائز تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن" میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "حضور نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی کا نکاح ولی، گواہوں اور مہر کے بغیر منعقد نہیں ہو سکتا۔"

بیہقی اور مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جب حضور ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے حرم میں شامل فرمایا تو لوگ کہنے لگے۔ ہمیں صحیح اندازہ نہیں کہ آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمالیا ہے یا انہیں اُم ولد بنالیا ہے۔ پھر کہنے لگے: اچھا۔ ابھی یہ بات معلوم ہو جائے گی۔ اگر حضور ﷺ نے ان کا پردہ کرایا تو وہ حضور ﷺ کی بیوی ہوں گی ورنہ اُمّ ولد۔ چنانچہ جب حضور ﷺ نے سوار ہونا چاہا تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پردہ کروادیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو پتہ چل گیا کہ حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمالیا ہے۔ یہ حدیث ذکر کر کے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ نے ولی اور گواہوں وغیرہ کے بغیر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تھا اور ایسا کرنا صرف آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ امت کے نکاح میں ولی کا اعتبار اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ کفو کی حفاظت ہو جائے۔ یعنی کسی ادنیٰ درجے کے خاندان میں عورت کی شادی نہ ہو جائے جو عورت کے سرپرستوں کے لئے باعث ننگ و عار ہو مگر حضور ﷺ کا معاملہ بالکل برعکس ہے۔ آپ ﷺ کا خاندان ساری دنیا کے خاندانوں سے افضل اور آپ ﷺ کا کفو سب سے اعلیٰ ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کے ساتھ شادی کرنے کے لئے چونکہ کفو کے زیاں کا اندیشہ ہی نہیں ہوتا

زیادہ صحیح ہے یعنی لفظ نکاح کا استعمال ضروری تھا کیونکہ فرمان الٰہی "اَنْ یَّسْتَنْکِحَهَا" کے ظاہر حکم کا یہی تقاضا ہے۔

باب

تقسیم اوقات کا واجب نہ ہونا

حضور ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اپنی ازواج کے مابین اوقات تقسیم نہ فرمانا آپ ﷺ کے لئے مباح تھا۔ اگرچہ اس مسئلہ پر علماء کے دو قول ہیں مگر اکثر نے اسی کو اختیار کیا اور حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ. (الاحزاب:51)

(آپ کو اختیار ہے) اپنی ازواج سے جس کو چاہیں دور کر دیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور اگر آپ دوبارہ طلب کریں جن کو آپ نے علیحدہ کر دیا تھا تب بھی آپ پر کوئی مضائقہ نہیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ازواج مطہرات کے مابین تقسیم اوقات کے سلسلے میں حضور ﷺ پر کوئی پابندی نہ تھی بلکہ آپ ﷺ کو اپنی مرضی کے مطابق تقسیم فرمانے کی اجازت تھی۔ اس کی وجہ اس فرمان الٰہی میں بیان کی گئی ہے:

ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ.

اس (رخصت) سے پوری توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

چونکہ ازواج پاک کو معلوم تھا کہ یہ حکم خداوندی ہے لہٰذا وہ اس حکم پر مطمئن تھیں۔

بعض علماء کرام نے تقسیم اوقات کے واجب نہ ہونے کی دو وجہیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ اگر آپ پر تقسیم اوقات واجب ہوتی تو نبوت و رسالت کی گراں بار ذمہ داریوں میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی۔ دوسری یہ کہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک ہی وقت میں بہت سی ازواج کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور یہ صورت حال تقسیم اوقات کے منافی ہے۔

ابن قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ تقسیم اوقات ابتداءً حضور ﷺ پر واجب تھی مگر بعد میں مذکورہ آیت کی وجہ سے اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔

زَوَّجَكُنَّ اَهَالِيكُنَّ وَزَوَّجَنِيَ اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ.

تمہاری شادی تمہارے گھر والوں نے کی ہے جبکہ میری شادی سات آسمانوں کے اوپر سے اللہ تعالیٰ نے کرائی ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عدت پوری ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "تم جاؤ اور ان کو میرا پیام نکاح پہنچادو۔" انہوں نے جاکر حضور ﷺ کا پیغام سنایا تو وہ بولیں: "میں اس وقت تک کچھ نہیں کروں گی جب تک اپنے رب سے مشورہ نہ کر لوں۔ یہ کہہ کر وہ اٹھیں اور اپنی عبادت کی جگہ چلی گئیں۔ ادھر قرآنی آیات نازل ہو گئیں اور حضور ﷺ بلا اجازت ان کے پاس چلے گئے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمان الٰہی:

وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ. (الاحزاب: 37)

اور آپ اپنے جب میں وہ بات مخفی رکھے ہوئے تھے۔ جسے اللہ ظاہر فرمانے والا تھا۔

کے تحت فرمایا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آگاہ فرمادیا تھا کہ انہیں آپ ﷺ کی زوجہ بننے کا شرف حاصل ہو گا پھر جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی شکایت لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا:

اِتَّقِ اللّٰهَ وَاَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ.

اللہ سے ڈرو اور اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دو۔

حالانکہ حضور ﷺ کو بخوبی علم تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بالآخر آپ ﷺ کے نکاح میں آجائیں گی مگر پھر بھی آپ ﷺ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صبر و تحمل کی تلقین فرما رہے تھے۔ اسی چیز کی طرف اللہ تعالیٰ نے وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ کے کلمات کے ساتھ اشارہ فرمایا ہے یعنی میں نے آپ کو بتادیا تھا کہ میں زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ ﷺ کی زوجیت میں دوں گا مگر آپ ﷺ نے یہ بات اپنے دل میں چھپا کر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ صبر کرو اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرو۔

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہا کرتی تھیں:

نے یہ بات "الخصائص" میں ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ بڑی عجیب بات ہے، ہمیں نہیں معلوم کہ ان کے علاوہ کسی اور نے بھی یہ قول کیا ہو حالانکہ جمہور علماء کا کہنا ہے کہ ہر باپ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی نابالغہ بیٹی کسی بھی شخص کو نکاح کر دے۔ یہ حضور ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے تو کہا ہے کہ اس مسئلہ پر اجماع ہے۔

باب

آزادی کو مہر بنادینا

حضور ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ باندی کو آزاد فرما کر اس سے نکاح فرماتے تو اس کے آزاد کرنے کو ہی اس کا مہر بنادیتے تھے یعنی اس کی آزادی مہر کے قائم مقام ہو جاتی تھی۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد فرمایا اور انہیں آزاد کرنے کو ان کا مہر قرار دے دیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد فرما کر ان سے شادی فرمالی۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ ان کا مہر کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کی اپنی جان۔"

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تو ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باندی کو آزادی کو مہر بنایا مگر اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ یہ عمل صرف آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور امت کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں چونکہ اس مسئلے میں حضور ﷺ کی تخصیص پر کوئی دلیل نہیں، اس لئے امت کے لئے بھی یہ عمل مباح ہوگا۔

میں کہتا ہوں کہ میری رائے میں بھی ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول صحیح ہے۔ نیز امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مذہب ہے۔

باب

اجنبی عورت کے ساتھ خلوت

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کے لئے اجنبی عورت کو دیکھنا اور اس کے پاس تنہائی میں بیٹھنا جائز تھا۔

باب

مہر کے بغیر نکاح ہو جانا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کا نکاح لفظ ہبہ کے ساتھ منعقد ہو جاتا تھا۔اسی طرح مہر کے بغیر نکاح ہو جانا بھی آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ یعنی نہ تو ابتداء میں مہر کا ذکر کرنا ضروری تھا اور نہ بعد میں آپ پر مہر کو ادا کرنا لازم ہوتا تھا۔ فرمان الٰہی ہے:

وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ. (الاحزاب:50)

اور مومن عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کر دے، اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے۔ یہ اجازت صرف آپ کے لئے ہے دوسرے مومنوں کے لئے نہیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی جان نبی کریم ﷺ کو ہبہ کر دی تھی یعنی اپنی جان حضور ﷺ کی نذر کر دی تھی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن ابراہیم تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اُمّ شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی جان نبی کریم ﷺ کو ہبہ کر دی تھی مگر آپ ﷺ نے انہیں قبول نہ فرمایا پھر حضرت اُمّ شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تادم واپسیں شادی نہ کی۔

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت کریمہ تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ اس آیت میں ان ازواج پاک کا تذکرہ ہے جنہوں نے اپنی جانیں حضور ﷺ کو ہبہ کر دی تھیں۔ بعض کو آپ ﷺ نے قبول فرمایا اور بعض کو قبول نہ فرمایا مگر (ان کی جانثاری اور محبت کا اندازہ کیجئے کہ) انہوں نے پھر ساری زندگی شادی نہ کی۔ حضرت اُمّ شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی انہی میں سے تھیں۔

سعید بن منصور اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ اپنی "سنن" میں حضرت ابن میسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ نکاح کے لئے ہبہ کا لفظ استعمال کرے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح عورت کی طرف سے ہبہ کا لفظ کافی تھا، کیا حضور ﷺ کی جانب سے بھی ہبہ کا لفظ ہی کافی تھا یا لفظ نکاح ضروری تھا؟ دوسرا قول

باب

حضور ﷺ کی ولایت عامہ

حضور ﷺ ہر ایک کے ولی اور سرپرست ہیں۔ آپ ﷺ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ کسی بھی عورت کی شادی اس کی یا اس کے والدین کی مرضی کے بغیر کسی مرد سے کر سکتے تھے۔

فرمان الٰہی ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ. (الاحزاب:36)

نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ فرما دیں تو پھر انہیں اپنے اس معاملے میں کوئی اختیار ہو۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن" میں اسی عنوان کے تحت اس آیت کریمہ کو ذکر کیا ہے۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ. (الاحزاب:6)

نبی مومنوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ مالک ہے۔

علاوہ ازیں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل دو احادیث بھی نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں ہر مومن کا دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ مالک یا قربت دار ہوں۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنی جان حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے عورتوں کی حاجت نہیں۔" ایک شخص نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! اس کی شادی میرے ساتھ فرما دیجئے۔" حضور ﷺ نے فرمایا:

"میں نے اس قرآن کے عوض اس کی شادی تمہارے ساتھ کر دی جو تمہارے پاس موجود ہے۔"

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ کیا وہ حضور ﷺ کے متبنّٰی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نکاح کرنا پسند

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ پر اپنی ازواج کو نان نفقہ دینا واجب تھا یا نہیں تھا؟ اس کے متعلق بھی دو قول ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو صحیح کہا ہے کہ آپ ﷺ پر نفقہ دینا واجب تھا۔

باب

حالت احرام میں نکاح فرمانا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ حالت احرام میں بھی آپ ﷺ نکاح فرما سکتے تھے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا تو آپ ﷺ نے احرام باندھ رکھا تھا۔

دوران عدت نکاح فرمانا، نیز دو بہنوں وغیرہ کو جمع فرمانا

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کے لئے ایسی عورت سے نکاح فرمانا جائز تھا جو عدت گزار رہی ہوتی تھی بلکہ آپ ﷺ کے لئے دو بہنوں، پھوپھی بھتیجی، خالہ بھانجی یا ماں بیٹی کو اپنے نکاح میں جمع فرمانا بھی جائز تھا مگر صحیح ترین قول کے مطابق یہ سب صورتیں آپ ﷺ کے لئے ناجائز تھیں۔ اس بات کی ایک دلیل حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی کے متعلق وارد ہونے والی حدیث پاک ہے جو صحیحین میں موجود ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ جب ام المومنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن آپ ﷺ کے سامنے نکاح کے لئے پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ میرے لئے حلال نہیں۔ تم اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھ پر پیش نہ کیا کرو۔"

نابالغہ سے نکاح

یہ بات ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب نکاح فرمایا تو اس وقت ان کی عمر چھ یا سات سال تھی۔ ابن شبرمہ نے ابن حزم رحمہما اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کہا ہے کہ نابالغہ سے نکاح فرمانا بھی حضور ﷺ کی خصوصیت ہے۔ ورنہ کسی باپ کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بیٹی بلوغ سے پہلے کسی کے نکاح میں دے دے۔ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ

کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: "آپ ﷺ ان کو شرف زوجیت سے نوازدیں۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔" پھر آپ ﷺ نے حضرت سلمہ بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کی شادی کر دی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی موجود تھے مگر ان کے ہوتے ہوئے حضور ﷺ عمارہ کے ولی بنے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو صغیرہ کے نکاح وغیرہ کا جو اختیار حاصل تھا وہ کسی اور کو حاصل نہ تھا۔

باب

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن" میں حضرت سلمہ بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے کہا: میرا کوئی ولی موجود نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ تمہاری شادی کر دے۔" چنانچہ ان کے بیٹے نے ان کی شادی حضور ﷺ سے کر دی حالانکہ اس وقت وہ کم سن تھے اور سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نکاح کے معاملہ میں جو امتیازی خصوصیات حضور ﷺ کو حاصل تھیں وہ کسی اور کو حاصل نہیں تھیں۔

باب

طلاق

حضور نبی رحمت ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ جس طرح آپ کے لئے ازواج مطہرات کی تعداد محدود نہ تھی اسی طرح انہیں طلاق دینے کی تعداد بھی محدود نہ تھی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضور ﷺ بالفرض کسی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیتے تو کیا وہ کسی اور سے نکاح کئے بغیر دوبارہ آپ ﷺ کے لئے حلال ہو سکتی تھی؟ اس کے متعلق دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ حلال ہو جاتی کیونکہ حضور ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی ازواج دوسروں پر حرام ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ تا ابد آپ ﷺ کے لئے حرام ہو جاتی۔

باب

حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ نے اپنی باندی حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خالد بن ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ اس وقت میری شادی ہو چکی تھی۔ حضور ﷺ میرے بستر پر اس طرح تشریف فرما ہو گئے جیسے تم میرے پاس بیٹھے ہو۔

کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پاک کی تین توجیہات بیان کی ہیں: (1) یا تو یہ واقعہ آیت حجاب کے نزول سے پہلے کا ہے، (2) یا کسی ضرورت کے پیش نظر آپ ﷺ کے لئے اجنبی عورت کو دیکھنا جائز کیا گیا تھا، (3) یا پھر ایسا کرنا آپ ﷺ کے لئے اس لئے مباح تھا کہ آپ ﷺ کی ذات پاک سے فتنہ کا کوئی امکان نہ تھا۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قوی دلائل سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ امتیازی خصوصیت تھی کہ آپ ﷺ کے لئے اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں بیٹھنا یا اس کی طرف دیکھنا جائز تھا۔ یہی توجیہ سب سے بہتر اور صحیح ہے جیسا کہ اُمّ حرام بنت ملحان کے پاس رحمت عالم ﷺ جایا کرتے، وہاں آرام فرماتے وہ آپ ﷺ کے بالوں کو سنوارا کرتی تھیں حالانکہ نہ تو وہ آپ ﷺ کی محرم تھیں اور نہ رشتہ زوجیت میں منسلک۔

ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے "الخصائص" میں حدیث اُمّ حرام ذکر کر کے فرمایا۔

نسب کا علم رکھنے والے علماء بخوبی جانتے ہیں کہ اُمّ حرام اور حضور ﷺ آپس میں محرم نہ تھے۔ حافظ شرف الدین دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کا تذکرہ کیا اور کہا کہ یہ حکم اُمّ حرام اور ان کی بہن اُمّ سلیم کے ساتھ خاص ہے۔

ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "چونکہ حضور نبی کریم ﷺ معصوم ہیں اس لئے اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا آپ ﷺ کے لئے جائز تھا۔ ہمارے چند اصحاب کی یہی رائے ہے۔"

باب

ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ نے طعام الفجاۃ تناول فرمایا۔ حالانکہ آپ اسے کھانے سے منع فرماتے تھے۔ مگر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات سے انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ امت کے لئے اسے کھانا مباح ہے اور اس کی ممانعت کا کوئی ثبوت نہیں۔

باب

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ کا یہ بھی خاصہ ہے کہ آپ کو (نعوذ باللہ) گالی دینے والے یا ہجو گوئی کرنے والے کو قتل کرنا آپ کے لئے جائز تھا۔

کرامات

کرامات سے مراد وہ خصوصی احکام ہیں۔ جن کے ذریعے حضور سید المرسلین ﷺ کی شان رفیع پوری مخلوق میں منفرد، ممتاز اور نمایاں نظر آتی ہے۔

باب

ترکہ

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت مبارکہ ہے کہ آپ کا ترکہ وارثوں میں تقسیم نہیں ہوا بلکہ وصال کے بعد حسب معمول انہی مصارف پر خرچ ہوتا رہا۔ جن پر آپ کی حیات طیبہ میں خرچ ہوتا تھا۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمارا مال وارثوں میں تقسیم نہیں ہوتا۔ ہم جو ترکہ چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ صدقہ ہوتا ہے۔" پس اس مال میں سے آل محمد (ﷺ) کھائیں گے۔ قسم بخدا! میں رسول اللہ ﷺ کے صدقہ میں سر مو تبدیلی نہیں کروں گا اور اسے اسی حالت پر برقرار رکھوں گا۔ جس حالت میں اسے رسول اللہ ﷺ صرف فرماتے تھے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے ورثاء درہم اور دینار تقسیم نہیں کریں گے۔ میری ازواج کے نفقہ اور میرے مزدور کی اجرت سے جو کچھ بچ گیا وہ صدقہ ہے۔"

کریں گی۔ انہوں نے جواباً یہ کہا کہ وہ ان کے ساتھ نکاح نہیں کرنا چاہتیں۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت کریمہ نازل فرمادی۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ. (الاحزاب:36)

نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کسی معاملے کا فیصلہ فرمادیں تو پھر انہیں اپنے اس معاملے میں اختیار ہو۔

آیت کریمہ سنتے ہی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ کی مرضی یہی ہے کہ میں زید سے شادی کرلوں۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔" تو انہوں نے فوراً کہا:

اِذًا لَا اَعْصِىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ.

پھر میں اللہ کے رسول کی نافرمانی نہیں کروں گی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کی طرف پیغام نکاح بھیجا مگر اس عورت نے ان کے ساتھ شادی نہ کی۔

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اس سے کہا مگر وہ نہ مانی۔ آخر کار یہ بات حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: "کیا تم فلاں عورت کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہو؟" انہوں نے عرض کی: "جی ہاں۔" فرمایا: "میں نے اس کے ساتھ تمہاری شادی کردی ہے۔" چنانچہ اس عورت کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر لے جایا گیا۔

باب

حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

حضور ﷺ کو اپنی صاحبزادیوں کے علاوہ بھی ہر صغیرہ (چھوٹی بچی) پر ولایت حاصل تھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ میں تھیں۔ جب حضور عمرۂ قضاء کے لئے تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمارہ کو لے

حکمت

انبیاء کی میراث تقسیم نہ ہونے میں چند حکمتیں کارفرما ہیں:۔

(۱) اگر انبیاء کرام علیہم السلام کا ترکہ تقسیم کیا جا سکتا ہے تو ممکن ہے ان کا کوئی رشتہ دار حصول ترکہ کے لالچ میں آکر ان کی موت کی تمنا کر بیٹھتا اور یہ تمنا اس کے لئے ہلاک و بربادی کا باعث بن جاتی۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام کا ترکہ تقسیم نہ ہونے کی ایک حکمت یہ ہے کہ کوئی ان کی موت کی تمنا نہ کرے۔

(۲) دوسری حکمت یہ ہے کہ لوگ انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ گمان نہ کریں کہ انہیں دنیا سے لگاؤ رہا اور اپنے وارثوں کے لئے مال جمع کرتے رہے۔

(۳) تیسری حکمت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور زندہ انسان کا مال تقسیم نہیں ہوتا۔ اسی لئے امام الحرمین فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ کی اپنے مال پر ملکیت باقی تھی۔ وصال کے بعد آپ کا مال آپ کے اہل خانہ پر اسی طرح خرچ کیا جاتا رہا جس طرح آپ کی حیات طیبہ میں خرچ ہوتا تھا۔ کیونکہ ظاہری وفات کے باوجود آپ زندہ ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کا مال آپ کے اہل خانہ اور خدام پر خرچ کرتے تھے اور اسے وہیں صرف کرتے تھے جہاں حیات نبویہ میں اسے صرف کیا جاتا تھا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ حضور ﷺ کی ملکیت اپنے مال سے زائد ہو گئی اور وہ تمام مسلمانوں کے لئے صدقہ بن گیا۔ صرف ورثاء اس کے مالک نہیں تھے۔ چند علماء نے یہاں حضور ﷺ کی ایک اور امتیازی خصوصیت کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ یہ کہ وصال کے بعد حضور ﷺ کے سارے مال کو صدقہ کرنا جائز ہے جبکہ امت کے لئے یہ حکم ہے کہ مرنے کے بعد میت کے مال کے صرف تہائی حصے کو صدقہ کرنا جائز ہے۔

باب

امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ یعنی مومنوں کے لئے ان سے نکاح کرنا حرام ہے اور ماؤں کی طرح ان کی تعظیم و تکریم اور اطاعت لازم ہے۔ دیگر احکامات مثلاً انہیں بے حجاب دیکھنے وغیرہ میں وہ ماؤں کی طرح نہیں ہیں۔ فرمان

عنہا کو اپنے اوپر حرام فرمالیا مگر پھر بھی وہ آپ ﷺ پر حرام نہیں ہوئیں اور مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق آپ پر کفارہ بھی لازم نہ ہوا۔ کیونکہ حضور ﷺ معصوم و مغفور ہیں۔ جبکہ کوئی امتی اگر اپنی باندی کو اپنے اوپر حرام کرلے تو اس پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔

باب

قربانی

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی۔ حالانکہ کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر قربانی کرے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عیدگاہ میں سینگوں والا دنبہ ذبح کر کے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَنْ مَنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ

"اے اللہ! یہ قربانی میری طرف سے ہے اور میرے ان امتیوں کی طرف سے جو قربانی نہیں کر سکتے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مینڈھے ذبح فرمائے۔ ان میں سے ایک کو ذبح کر کے فرمایا:

"اے اللہ! یہ محمد (ﷺ) اور امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے۔ جنہوں نے تیری توحید اور میری تبلیغ رسالت کی گواہی دی۔"

حاکم حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمان الٰہی لِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا ھُمْ نَاسِکُوْہُ کے تحت روایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد ذبیحہ ہے جسے امت کے لوگ ذبح کیا کرتے ہیں۔

ابورافع روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قربانی فرماتے تو سینگوں والے، سفیدی مائل سیاہ رنگ کے دو مینڈھے خرید لیتے۔ پھر جب خطبہ اور نماز عید سے فارغ ہو جاتے تو ایک مینڈھے کو ذبح کر کے فرماتے "یا اللہ! یہ میری ساری امت کی طرف سے ہے۔ جنہوں نے تیری توحید اور میری تبلیغ کی گواہی دی۔" پھر دوسرا مینڈھا لایا جاتا۔ آپ اسے ذبح کر کے فرماتے "یا اللہ! یہ محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) کی طرف سے ہے۔" پھر آپ ﷺ مساکین کو کھلاتے، خود بھی تناول فرماتے اور آپ کے گھر والے بھی۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ

"اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔"

امام رافعی اور امام بغوی رحمہما اللہ تعالیٰ کی اتباع کرتے ہوئے "الروضہ" میں بھی مذکور ہے کہ کسی کے لئے جائز نہ تھا کہ وہ ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگتا سوائے پردے کے پیچھے سے جبکہ دیگر عورتوں سے بالمشافہ کوئی چیز مانگ لینے میں حرج نہیں۔

قاضی عیاض اور امام نووی رحمہما اللہ تعالیٰ (شرح مسلم میں) فرماتے ہیں کہ امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لئے چہرے اور ہاتھوں کا حجاب بالاجماع فرض تھا حتیٰ کہ گواہی وغیرہ کے لئے بھی یہ اعضاء ظاہر کرنا جائز نہ تھا۔ بلکہ بول و بزار جیسی حاجت ضروریہ کے علاوہ نقاب اوڑھ کر باہر نکلنا بھی ممنوع تھا۔ جب لوگ ان سے کوئی بات پوچھتے تو پس پردہ بیٹھتے تھے اور جب کبھی وہ (مجبوراً) باہر نکلتیں تو حجاب اوڑھ کر اپنے جسم کو مکمل طور پر چھپا لیتی تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب وصال ہوا تو پردہ کی خاطر ان کے جنازہ کی چارپائی پر چادر وغیرہ کا گنبد سا بنایا گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد ایک دفعہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی حاجت سے باہر نکلیں تو چونکہ وہ ایک تنومند عورت تھیں، اس لئے (حجاب سے پہلے) انہیں پہچاننے والے پہچان گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سے نہ رہا گیا انہوں نے دیکھا تو) بول اٹھے: "ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ تم اس طرح کیوں باہر آجاتی ہو۔" حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فوراً پلٹ گئیں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ شام کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہڈی تھی۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میں کسی کام سے باہر گئی تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دیکھ کر یہ بات کہہ دی ہے۔" فوراً وحی شروع ہو گئی۔ ابھی حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے ہڈی نیچے نہ رکھی تھی کہ فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات کی اجازت دے دی ہے کہ تم ضرورت سے باہر جا سکتی ہو۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ مناسک حج ادا کرانے کے لئے بھیجا۔ اسی سال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال بھی ہوا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذات خود ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ تمہیں میری بارگاہ میں وہی مقام نصیب ہے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاں حضرت ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا۔ البتہ میرے بعد نہ نبوت ہے اور نہ وراثت۔''

وراثت نبویہ کا مطلب

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا: ترکہ تقسیم نہ ہونا ہمارے نبی کریم ﷺ کی منفرد خصوصیت ہے۔ دیگر انبیاء کرام کا ترکہ تقسیم ہوتا تھا۔ اس بات کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہیں:

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ

اور سلیمان، داؤد علیہم السلام کے وارث بنے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کی:

فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ

''پس مجھے اپنے پاس سے ایک وارث بخش دے جو میرا وارث بنے اور یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان کا وارث بنے۔''

آیات بالا میں انبیاء علیہم السلام کی اولاد کے وارث بن جانے کا تذکرہ ہے۔ پس وراثت تقسیم نہ ہونا حضور نبی کریم ﷺ کی امتیازی خصوصیت ہے۔

مگر صحیح قول جس پر علماء کا اجماع ہے، یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا تھا۔ اس کی دلیل یہ حدیث پاک ہے۔ نسائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔

''ہم...... گروہ انبیاء...... کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے۔''

جہاں تک آیات کریمہ میں انبیاء کی وراثت کی بات ہے تو اس سے مال واسباب کی وراثت مراد نہیں بلکہ نبوت اور علم کی وراثت مراد ہے۔

جیسا کہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: علماء انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء کی میراث نہ درہم ہیں اور نہ دینار بلکہ ان کی میراث علم ہے۔ پس جس نے علم حاصل کر لیا اس نے (دین کا) وافر حصہ حاصل کر لیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعدازاں حضرت سودہ اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ باقی ازواج پاک حج کیا کرتی تھیں مگر یہ دونوں فرمایا کرتیں:

"رسول اللہ ﷺ کے بعد اب کوئی سواری ہمیں اپنے گھروں سے نہیں ہلا سکے گی۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: "میں نے حج بھی کیا، عمرہ بھی کیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے گھر میں بیٹھی رہوں گی۔" وہ دراصل حضور ﷺ کے اس فرمان پر عمل پیرا تھیں کہ یہ حج ہے پھر اس کے بعد گھر میں ٹھہرنے کی پابندی لاگو ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے بعد تادم واپسیں حج نہ کیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج پاک سے فرمایا:

"تم میں سے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہی، بڑی برائی سے بچی رہی اور اپنی چٹائی کو تھامے رہی تو آخرت میں بھی اسے میری زوجہ بننے کا شرف حاصل ہوگا۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ربیعہ بن عبدالرحمٰن، حضرت ابوجعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج پاک کو حج اور عمرہ کرنے سے منع کر دیا تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں حج اور عمرہ کرنے سے منع کر دیا۔ پھر آخری سال ہمیں اجازت دے دی۔ چنانچہ ہم نے ان کی معیت میں حج کیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے۔ تو ہم نے حج کرنے کی اجازت چاہی انہوں نے فرمایا: "جو تم چاہتی ہو کرو۔" چنانچہ انہوں نے بھی ہمیں حج کرایا۔ البتہ حضرت زینب اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حج ادا نہ کیا بلکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد اپنے گھر سے باہر بھی نہ نکلیں۔ بہرحال ہم تمام ازواج ہمیشہ باپردہ رہا کرتی تھیں۔

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لئے ساری زندگی وہی حکم تھا جو عدت گزارنے والی عورتوں کا ہوتا ہے۔ معتدہ (عدت گزارنے والی) کو دوران عدت گھر کے اندر ٹھہرنا پڑتا ہے اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن ساری زندگی اپنے اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں۔ البتہ انہیں اپنی

الٰہی ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ.

نبی (ﷺ) مومنوں کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہیں اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

بعض نے وَھُوَاَبٌ لَّھُمْ (اور حضور ﷺ ان کے باپ ہیں) بھی پڑھا ہے۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ کی بیویاں مومن مردوں کے لئے ماں کا درجہ رکھتی ہیں۔ نہ کہ مومن عورتوں کے لئے کیونکہ ماں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان سے نکاح کرنا حرام ہے اور یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہو سکتا ہے۔

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے انہیں "اماں جان" کہہ کر پکارا تو انہوں نے فرمایا:

اَنَا اُمُّ رِجَالِکُمْ وَلَسْتُ اُمَّ نِسَائِکُمْ

میں تمہارے مردوں کی ماں ہوں۔ تمہاری عورتوں کی ماں نہیں ہوں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

اَنَا اُمُّ الرِّجَالِ مِنْکُمْ وَالنِّسَآءِ

میں تمہارے مردوں اور تمہاری عورتوں کی ماں ہوں۔

علماء کی ایک جماعت کی بھی یہی رائے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مومن عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ حضور ﷺ کی بیویوں کی ماں کی طرح تعظیم و تکریم کریں۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تمام مردوں اور عورتوں کے لئے عزت واحترام کے حوالے سے باپ کا درجہ رکھتے ہیں۔

باب

ازواج مطہرات کے لئے پابندئ حجاب

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ امتیازی خصوصیت ہے۔ کہ مومنوں کے لئے آپ کی ازواج مطہرات کو نقاب اوڑھے ہوئے دیکھنا بھی حرام تھا اور بالمشافہ گفتگو بھی جائز نہ تھی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"تجھے آگ نہیں چھوئے گی۔"

بزار، ابویعلی، ابن خیثمہ، بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ (سنن میں) اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور فرمایا: "یہ خون کہیں چھپا آؤ۔" میں چلا گیا اور آپ ﷺ کا خون مبارک پی کر واپس آ گیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا:

"تو نے کیا کیا؟"

میں نے عرض کی: "میں نے اسے چھپا دیا ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا اسے پی گئے ہو؟"

میں نے عرض کی: "جی ہاں۔"

یہ سن کر حضور رحمت عالم ﷺ مسکرا دیئے۔

بزار، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ (سنن میں) بہ سند حسن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور مجھے اپنا خون مبارک عطا فرما کر ارشاد فرمایا:

"اسے جا کر کہیں چھپا دو۔"

میں نے خون مبارک پی لیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "تم نے کیا کیا؟" میں نے عرض کی: "میں نے اسے چھپا دیا ہے۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "شاید تم اسے پی گئے ہو؟" میں نے عرض کی: "جی ہاں۔ میں نے اسے پی لیا ہے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ غزوۂ احد میں جب رسول خدا ﷺ زخمی ہوئے اور میرے والد صاحب آپ سے ملے تو انہوں نے اپنے منہ سے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس سے خون صاف کیا اور اسے پی لیا۔ یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جو ایسے آدمی کو دیکھنا پسند کرے جس کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا ہو تو وہ مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لے۔"

ابن سکن اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "اس کا خون میرے خون کے ساتھ مل گیا ہے۔ اب اسے آگ نہیں چھوئے گی۔" (**خَالَطَ دَمُهُ بِدَمِي وَلَا تَمَسُّهُ النَّارُ**)

عنہن کے سامنے چلتے تھے اور کسی کو ان کے قریب نہ آنے دیتے تھے اور میں ان کے پیچھے رہ کر یہی خدمت انجام دیتا رہا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کجاوؤں میں تشریف فرما تھیں۔ جب کسی گھاٹی میں اترتی تھیں تو ہم ادھر سے کسی کو گزرنے نہ دیتے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام معبد بنت خالد بن خلیف رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خلافت فاروقی میں حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ حج کیا۔ ان کے کجاوؤں پر سبز چادریں تنی ہوئی تھیں۔ سامنے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری پر بیٹھ کر بہ آواز بلند فرما رہے تھے "ہٹ جاؤ، ہٹ جاؤ۔" اور حضرت ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی سواریوں کے پیچھے یہی صدا لگا رہے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی ازواج پاک کے آگے آگے جا رہے تھے اور جو لوگ سامنے آتے، انہیں دور ہٹاتے جاتے یہاں تک کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن بہ آسانی گزر جاتی تھیں۔

باب

گھر میں ٹھہرنے کی پابندی

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت مبارکہ ہے کہ آپ کے وصال کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہمیشہ اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کے لئے حج اور عمرہ کی خاطر باہر نکلنا بھی جائز نہ تھا۔

فرمان الٰہی ہے:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ

"اور تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

"یہ تو حج ہے۔ اس کے بعد گھر میں ٹھہرنے کی پابندی لاگو ہو جائے گی۔"

الحجہ کے روز جب حضور نبی کریم ﷺ نے بالوں کا حلق کرایا تو ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ کے بال مبارک لوگوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند موئے مبارک لے لئے۔

علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَاَنْ یَّکُوْنَ عِنْدِیْ مِنْهُ شَعْرَةٌ وَّاحِدَةٌ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْهَا

"میرے پاس حضور رحمت عالم ﷺ کا ایک بال موجود ہونا مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہے۔"

باب

بیٹھ کر نفل پڑھنا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کو بیٹھ کر نفل نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے برابر ملتا تھا۔

امام مسلم اور ابو داؤد رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کسی نے مجھے یہ فرمان نبوی سنایا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔ ایک دفعہ میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں نے تو سنا ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے مقابلے میں آدھا ثواب ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں مگر تم میری طرح نہیں ہو۔"

باب

حضور ﷺ کے اعمال

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کے اعمال آپ ﷺ کے لئے زائد عبادت کا درجہ رکھتے تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند صحیح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: "کیا تمہارے اعمال حضور ﷺ کے اعمال کی مانند ہو سکتے ہیں۔

جان کی مالک بننے کا اختیار حاصل نہ تھا۔

باب

خون اور بول و براز کی طہارت

غطریف رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں نیز طبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پیالے میں کچھ پیتے ہوئے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تم کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی:

''میں چاہتا ہوں کہ حضور ﷺ کا خون مبارک میرے پیٹ میں چلا جائے۔''

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تجھے آگ نہیں چھوئے گی۔''

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ''الضعفاء'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ قریش کے ایک غلام نے حضور نبی کریم ﷺ کو پچھنے لگائے۔ جب وہ فارغ ہوا تو اس نے حضور ﷺ کا خون لے کر پی لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تیرا بھلا ہو۔ تو نے خون کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے عرض کی:

''میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ آپ ﷺ کے خون مبارک کو زمین پر بہا دوں۔ پس وہ میرے پیٹ میں ہے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا:

اِذْهَبْ فَقَدْ اَحْرَزْتَ نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ

''جا۔ تو نے اپنے آپ کو دوزخ سے محفوظ کر لیا ہے۔''

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''سنن'' میں حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور اپنا خون مبارک میرے بیٹے کو دے دیا۔ اس نے حضور ﷺ کا خون پی لیا۔ جبریل امین نے حاضر ہو کر حضور ﷺ کو یہ بات بتا دی۔ آپ ﷺ نے میرے بیٹے سے فرمایا: تو نے کیا کیا ہے؟ اس نے عرض کی: ''مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ آپ ﷺ کا مبارک خون کہیں پھینک دوں۔'' یہ سن کر حضور ﷺ نے اس کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا:

اگر کسی شخص کو حضور ﷺ بلائیں اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو حکم یہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کے بلاوے پر لبیک کہتا ہوا فوراً حاضر ہو جائے اور اس عمل سے اس کی نماز باطل نہیں ہو گی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید بن معلیٰ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھے بلا لیا۔ میں نے نماز مکمل کی اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا۔ میں نے تمہیں بلایا، تو تم فوراً کیوں نہ آ گئے؟ میں نے عرض کی: "حضور ﷺ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ. (انفال:24)

اے ایمان والو! لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر جب وہ رسول بلائے۔

پھر فرمایا: "کیا میں تمہیں قرآن پاک کی عظیم ترین سورت سے آگاہ نہ کر دوں؟" میں غالباً اس سورت کو بھول گیا تھا۔ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! وہی سورت جس کے بارے میں آپ ﷺ نے مجھے بتایا تھا۔" فرمایا: "ہاں وہ یہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔"

باب

حضور ﷺ کی اجازت کے بغیر جانا اور خطبہ کے دوران بات کرنا

عہد نبوی میں جب کوئی شخص حضور ﷺ کے خطبہ کے دوران بات کیا کرتا تو اس کا جمعہ باطل ہو جاتا تھا۔ نیز آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر آپ کی مجلس سے اٹھ جانا کسی کے لئے جائز نہ تھا۔

فرمان الٰہی ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ.

بس سچے مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب کسی اجتماعی کام کے لئے وہ آپ کے ساتھ ہوتے ہیں تو چلے نہیں جاتے جب تک کہ

ابو یعلی، حاکم، دار قطنی، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور بول کے لئے رکھے ہوئے برتن میں بول فرمایا۔ اسی رات اچانک میری آنکھ کھلی تو مجھے سخت پیاس محسوس ہوئی۔ میں نے برتن اٹھایا اور حضور ﷺ کا بول مبارک پی لیا۔ صبح ہوئی اور میں نے رات کا واقعہ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ آپ ﷺ میری بات سن کر مسکرا پڑے اور ارشاد فرمایا: "اب تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہ ہو گا۔" ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ آج کے بعد تمہیں اپنے پیٹ میں کبھی کوئی شکایت محسوس نہ ہو گی۔"

طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حکیمہ بنت امیمہ سے اور وہ اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کا لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں آپ ﷺ بول فرماتے تھے اور اسے اپنی چارپائی کے نیچے رکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ بیدار ہوئے اور پیالہ تلاش کیا تو وہ نہ ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پیالہ کہاں ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ آپ کے پیالے میں جو کچھ تھا اسے تو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خادمہ برہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پی لیا۔ یہ خادمہ سرزمین حبشہ سے ان کے ساتھ آئی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اس نے آتش جہنم سے بچاؤ کا اہتمام کر لیا ہے۔"

غسل کا پانی

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ الاوسط میں حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غسل فرمایا اور میں نے آپ کے غسل کا پانی پی لیا پھر یہ بات حضور ﷺ کو بتا دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اِذْهَبِیْ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ بَدَنَكِ عَلَى النَّارِ

"جا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے بدن کو آتش جہنم پر حرام کر دیا ہے۔"

موئے مبارک

اصحاب شافعیہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک (بال مبارک) بالاجماع پاک ہیں اور جس طرح باقی لوگوں کے بالوں کے بارے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کے بالوں کے متعلق ایسا کوئی اختلاف نہیں۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دسویں ذی

قابل قبول سمجھی جائے گی۔ فن حدیث میں یہی رائے مستند مانی جاتی ہے۔ اسی کو میں نے "شرح تقریب" اور "شرح الفیۃ الحدیث" میں ذکر کیا ہے مگر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف رائے دی اور اپنی رائے کو ترجیح یافتہ کہا ہے۔

باب

آداب بارگاہ نبوت

حضور رحمت عالم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ کسی بھی معاملے میں آپ ﷺ سے آگے بڑھنا، آپ ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنا، بلند آواز کے ساتھ آپ ﷺ کو پکارنا، حجروں کے باہر سے یا دور سے چیخ کر پکارنا یہ سب امور ممنوع ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ. اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ. اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ. وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (الحجرات: 1 تا 5)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی (کریم) کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح تم ایک دوسرے سے زور سے باتیں کرتے ہو۔ کہیں (اس بے ادبی سے) تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔ بے شک جو اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے

آپ ﷺ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف تھے۔ آپ ﷺ کے اعمال تو آپ کے لئے زائد عبادت کا درجہ رکھتے تھے۔"

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ فرمان الٰہی "نَافِلَةً لَّكَ" کی تفسیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ نافلہ (زائد عبادت کا حکم) حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرمان الٰہی "نَافِلَةً لَّكَ" کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ زائد عبادت صرف رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے کیونکہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہیں (یعنی آپ کا کوئی گناہ نہیں)۔ آپ ﷺ نے فرائض کے علاوہ جو بھی عمل کیا وہ اضافی اور زائد عمل بن گیا (جس سے آپ ﷺ کے درجات بلند ہوتے تھے) کیونکہ آپ ﷺ کا کوئی عمل گناہ کا کفارہ نہیں بنتا تھا۔ جبکہ لوگ فرائض کے علاوہ جتنے اعمال صالحہ کیا کرتے ہیں، وہ ان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

"نَافِلَةً لَّكَ" کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ عام لوگ جب فرائض ادا کرتے ہیں تو ان کی ادائیگی میں کمی رہ جاتی ہے پھر جب وہ تہجد کی نماز پڑھتے ہیں تو اس کے ذریعے اس کمی کی تلافی ہو جاتی ہے مگر حضور ﷺ چونکہ معصوم تھے اور آپ ﷺ کے فرائض کامل واکمل صورت میں ادا ہوتے تھے اور ان میں کسی قسم کی خامی یا کمی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے تہجد سے کسی فرض کی کمی پوری نہ ہوتی تھی بلکہ یہ نماز آپ ﷺ کے لئے زائد عبادت کا درجہ رکھتی تھی (جس سے آپ ﷺ کے مراتب عالیہ اور مقامات رفیعہ میں مزید اضافہ ہو جاتا تھا)۔

باب

نمازی کا سلام عرض کرنا اور حضور ﷺ کے بلاوے پر لبیک کہنا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ ہر نمازی نماز پڑھتے ہوئے آپ ﷺ کو مخاطب کر کے سلام عرض کرتا ہے اور بڑے ادب سے کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ. یہ شرف کسی اور کو حاصل نہیں۔

رکھنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ...... الآیہ. اسی طرح بارگاہ نبوی کے آداب کا خیال نہ رکھنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ...... الآیہ. (یاد رکھنا) رسول اللہ ﷺ کا احترام بعد از وصال بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح وصال سے پہلے آپ کی زندگی میں ضروری ہے۔"

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی یہ محبت افروز اور جرأت مندانہ گفتگو سن کر خلیفہ منصور لاجواب ہو گیا۔

باب

گستاخ رسول کا حکم

جو شخص رسول اللہ ﷺ کی (معاذ اللہ) اہانت کا مرتکب ہو گا، کافر ہو جائے گا اور جو آپ ﷺ کو (معاذ اللہ) گالی دے گا یا آپ ﷺ کے متعلق بد گوئی اور ہرزہ سرائی کرے گا، اسے قتل کر دیا جائے گا۔

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (سنن میں) حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیں۔ میں نے عرض کیا: "اے خلیفہ رسول! اجازت ہو تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔" انہوں نے فرمایا:

لَیْسَتْ هٰذِهٖ لِاَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو یہ شرف حاصل نہیں کہ اس کو گالی دینے والا قتل کیا جائے۔

اس روایت کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا ہے۔

ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی شخص اگر کسی کو گالی دے تو (اگرچہ یہ سخت گناہ ہے مگر) اسے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن اگر کوئی حضور نبی کریم ﷺ کو (معاذ اللہ) گالی دے تو اس جرم کی پاداش میں اسے قتل کیا جائے گا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ عہد نبوی میں ایک نابینا شخص کی اُمّ ولد اکثر اوقات رسول اللہ ﷺ کی عیب جوئی کیا کرتی اور آپ کو گالیاں دیتی تھی۔ ایک دن اس کے نابینا مالک نے اسے قتل کر دیا۔ جب یہ بات حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کا خون رائیگاں ہے۔"

آپ سے اجازت نہ لے لیں۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن جب حضور نبی کریم ﷺ خطبہ شروع فرما دیتے تو کسی آدمی کے لئے جائز نہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر مسجد سے باہر نکل جائے۔ اگر کوئی باہر جانا چاہتا تو انگلی کے اشارہ کے ساتھ حضور ﷺ سے اجازت طلب کر لیتا تھا اور حضور ﷺ اسے اجازت عطا فرما دیتے تھے۔ بول کر اجازت لینا ان کے لئے جائز نہ تھا کیونکہ خطبہ کے دوران اگر کوئی بول پڑتا تو اس کا جمعہ باطل ہو جاتا تھا۔

باب

حضور ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا

کسی شخص کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا گناہ ہے مگر حضور ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اگر کوئی جان بوجھ کر ایسا کرے تو پھر تاحیات اس کی روایت قبول نہ کی جائے گی خواہ وہ توبہ ہی کیوں نہ کر لے بلکہ شیخ ابو محمد جوینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری طرف جھوٹ منسوب کرنے کو تم اس طرح نہ سمجھو جس طرح تم ایک دوسرے کی طرف جھوٹ منسوب کر دیا کرتے ہو (بلکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے) اگر کسی نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا اگرچہ گناہ کبیرہ ہے مگر صحیح قول کے مطابق ایسا کرنے والے کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ البتہ علامہ جوینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کفر ہے۔ ایسا شخص اگر اپنے گناہ سے توبہ بھی کر لے تو امام احمد، صیر فی رحمہما اللہ تعالیٰ اور بہت سے علماء کہتے ہیں کہ اس کی روایت کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ خواہ وہ اپنی حالت کی اصلاح بھی کر لے لیکن اگر کوئی کسی اور آدمی کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتا ہے یا کوئی فاسقانہ عمل کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اس کی روایت

ابن ماجہ اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم قریش کے لوگوں سے ملتے تو وہ ہمیں دیکھ کر چپ ہو جاتے اور باہمی گفتگو کا سلسلہ روک دیتے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے ان کے اس طرز عمل کا ذکر کیا تو آپ ﷺ فوراً کھڑے ہو گئے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جو اس کے شایان شان ہے پھر فرمایا:

مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَحَدَّثُوْنَ فَاِذَا رَأَوُا الرَّجُلَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ قَطَعُوْا حَدِيْثَهُمْ وَاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّهُمْ لِلّٰهِ وَلِقَرَابَتِهِمْ مِنِّيْ.

ان لوگوں کو کیا ہو گیا جو آپس میں گفتگو کرتے ہوئے جب میرے اہل بیت کے کسی آدمی کو دیکھ لیتے ہیں تو اپنی گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم! کسی آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو گا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور میری قرابت داری کا لحاظ کرتے ہوئے میرے اہل بیت کے ساتھ محبت نہیں کرے گا۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"انصار کی محبت ایمان کی علامت ہے اور ان کا بغض منافقت کی علامت ہے۔"

حضرت ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے انصار سے محبت کی، اس سے اللہ نے محبت کی اور جس نے انصار سے دشمنی کی، اس سے اللہ نے دشمنی کی۔"

باب

صاحبزادیوں کی اولاد پر ولایت

امت کے لئے یہ حکم ہے کہ نواسے نواسیاں اپنے نانا کی طرف منسوب نہیں ہوتیں مگر حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ ﷺ کی طرف منسوب ہوتی تھی۔ آپ ﷺ ہی ان کے ولی اور عصبہ تھے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے مختص کر لیا ہے۔ انہی کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرمان الٰہی لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ...... الخ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دور سے چیخ کر یَا اَبَاالقاسم پکارنا ممنوع ہے۔ حضور ﷺ کو مخاطب کرتے وقت اس انداز سے بولنا چاہئے جس کا تذکرہ سورۃ حجرات کی آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ میں موجود ہے۔ علماء کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس بھی آواز بلند کرنا مکروہ ہے کیونکہ جس طرح حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم آپ ﷺ کی زندگی میں ضروری تھی اسی طرح وصال کے بعد بھی آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم ضروری ہے۔

خلیفہ منصور اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

ابن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان مسجد نبوی میں بات چیت ہو رہی تھی۔ اس دن خلیفہ کی معیت میں پانچ سو شمشیر زن بھی موجود تھے۔ دوران گفتگو خلیفہ کی آواز بلند ہونے لگی تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَدَّبَ قَوْمًا فَقَالَ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ الآیة وَمَدَحَ قَوْمًا فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ الآیة وَذَمَّ قَوْمًا فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ الآیة وَاِنَّ حُرْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَیِّتًا کَحُرْمَتِہٖ حَیًّا.

اے خلیفہ! اس مسجد میں اپنی آواز کو اونچا نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بارگاہ نبوت کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا: لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ ......الآیة اور حضور کی بارگاہ کا ادب و احترام ملحوظ

حارث بن ابواسامہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کی طرف پیغام نکاح بھیجنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ رسول خدا ﷺ کی بیٹی پر دشمن خدا کی بیٹی سے شادی کرلے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کی طرف پیغام نکاح بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جس نے انہیں اذیت دی، اس نے مجھے اذیت دی۔" یہ حدیث پاک مرسل قوی ہے۔

احمد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عبید اللہ بن ابو رافع سے اور وہ حضرت مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن حسن نے انہیں ان کی بیٹی کی خاطر پیغام نکاح دیا۔ انہوں نے جواباً کہا: "اللہ کی قسم! میرے لئے تمہارے خاندان سے بہتر کوئی رشتہ اور تعلق نہیں مگر مجھے ایک فرمان نبوی یاد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو بات اسے پریشان کرتی ہے، وہ مجھے بھی پریشان کرتی ہے اور جو بات اسے خوش کرتی ہے، وہ مجھے بھی خوش کرتی ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ آپ کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی ہیں۔ اگر میں اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کردوں تو اس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دکھ پہنچے گا۔"

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معذرت کو قبول کرلیا اور پھر واپس چلے گئے۔

باب

خاندان نبوی میں رشتہ ازدواج کا فائدہ

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ بہ سند حارث حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے میرے خاندان میں شادی کی یا جس کے خاندان میں میں نے شادی کی، وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔"

حارث بن ابواسامہ اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودن حضور نبی کریم ﷺ کو (معاذ اللہ) گالی دیتی اور طرح طرح کی خرافات بکتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور وہ مر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون باطل قرار دے دیا۔

باب

رسول اللہ ﷺ، اہل بیت اور صحابہ کرام کی محبت

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی محبت، آپ کے اہل بیت اور صحابہ کرام کی محبت اہل ایمان پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ. (التوبہ: 24)

(اے حبیب ﷺ!) آپ فرمائیے۔ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار جس کے مندے کا تم اندیشہ کرتے ہو اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو، تمہیں اللہ تعالیٰ سے، اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ.

تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے (ماں) باپ، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

"الخصائص" میں ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

يَجِبُ عَلٰى اُمَّتِهٖ اَنْ يُّحِبُّوْهُ اَعْلٰى دَرَجَاتِ الْمَحَبَّةِ.

حضور ﷺ کی امت پر فرض ہے کہ وہ آپ سے انتہا درجے کی محبت کرے۔

کی طرح کوئی نقش نہ بنائے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

"مشرکوں کی آگ سے روشنی حاصل نہ کیا کرو اور اپنی انگوٹھیوں پر عربی نقش نہ کیا کرو۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "عربی" سے مراد "محمد رسول اللہ" کے کلمات ہیں۔ یعنی حضور ﷺ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی انگوٹھی کے نقش کی طرح تم "محمد رسول اللہ" کندہ نہ کرایا کرو۔

باب

صلوٰۃ الخوف(1)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور چند دیگر علماء کرام کا مذہب یہ ہے کہ صلوٰۃ خوف پڑھانا حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے۔ ان کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے:

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ. (النساء:102)

اور جب آپ ان میں موجود ہوں تو انہیں نماز پڑھائیں۔

یعنی نماز خوف کے لئے حضور ﷺ کی موجودگی ضروری ہے۔

حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز خوف کو جائز کرنے کی حکمت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کی اتنی زیادہ فضیلت ہے کہ کوئی کام اجر و ثواب میں اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کو آپ کی اقتداء میں نماز خوف پڑھنے کی اجازت دی گئی اور اس سلسلے میں نماز کے طریقہ کار میں کچھ ترمیم بھی برداشت کرلی گئی تاکہ سب لوگ اس فضیلت سے بہرہ یاب ہو سکیں اور کوئی بھی حضور ﷺ سے الگ نماز پڑھ کے اس فضیلت سے محروم نہ ہونے پائے۔

1۔ صلوٰۃ الخوف اس وقت پڑھی جاتی ہے جب دشمن سامنے ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر سب لوگ ایک ہی جماعت کرائیں گے تو دشمن حملہ کر دیں گے پھر لوگ بھی ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر اصرار کر رہے ہوں تو ان حالات میں امام لوگوں کے دو گروہ بنائے۔ ایک گروہ امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ دوسرا دشمن کے سامنے کھڑا ہو جائے۔ یہ گروہ نماز کی ایک رکعت (یا دو رکعتیں) پڑھنے کے بعد دشمن کے مقابلے پر چلا جائے۔ پھر دوسرا گروہ آ جائے...... صلوٰۃ خوف کے تفصیلی احکام فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ یہ تعارفی کلمات اس باب میں وارد ہونے والی احادیث کا مفہوم سمجھانے کے لئے لکھ دیئے ہیں۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں (مترجم)۔

نے فرمایا: ''ہر ماں کی اولاد کا کوئی نہ کوئی عصبہ (ولی) ہوتا ہے مگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹوں کا اور کوئی عصبہ نہیں۔ میں ہی ان کا ولی اور عصبہ ہوں۔''

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کی روایت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کی ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ فرمان نبوی نقل کیا:

اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ.

میرا یہ بیٹا سردار ہے۔

علاوہ ازیں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کی ولادت کے موقع پر حضور رسالت مآب ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تھا:

مَا سَمَّیْتَ ابْنِیْ؟

تم نے میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے؟

باب

بناتِ رسول ﷺ کی شان

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کے دامادوں کے لئے یہ جائز نہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کے ہوتے ہوئے کسی اور عورت کے ساتھ شادی کریں۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے اور یہ فرما رہے تھے:

''بنو ہشام بن مغیرہ نے اس بات کی اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس بات کی اجازت نہیں دوں گا، نہیں دوں گا۔ اگر علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بیٹی سے نکاح کے آرزو مند ہیں تو میری بیٹی کو طلاق دے دیں۔ وہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جو چیز اسے پریشان کرتی ہے، وہ مجھے بھی پریشان کرتی ہے اور جو چیز اسے تکلیف دیتی ہے، وہ مجھے بھی تکلیف دیتی ہے۔''

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات بعید از عقل نہیں کہ حضور ﷺ کی یہ خصوصیت ہو کہ آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کے ہوتے ہوئے ان کے شوہروں پر کسی اور عورت سے شادی کرنا ممنوع ہو۔

(2) ثبوتیہ نعمتیں۔ یہ لامتناہی ہیں۔ ایسی ہی نعمتوں کے متعلق فرمایا:

وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ. (الفتح:2)

اور تاکہ مکمل فرمادے اپنے انعام کو آپ پر۔

اسی طرح دنیاوی نعمتیں بھی دو طرح کی ہیں: (1) دینی نعمتیں۔ ان کے متعلق فرمایا:

وَيَهْدِيَكَ صِرَاطاً مُّسْتَقِيماً. (الفتح:2)

اور چلائے آپ کو سیدھی راہ پر۔

(2) محض دنیاوی نعمتیں۔ ان کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا. (الفتح:3)

اور تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی زبردست مدد فرمائے۔

اس طرح وہ تمام نعمتیں جو دیگر لوگوں میں الگ الگ موجود ہوتی ہیں، حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک میں یکجا کر دی گئیں اور ان کا ذکر کر کے آپ ﷺ کی عظمت ورفعت کا اظہار کر دیا گیا۔ حضور ﷺ کے ان کمالات کو اس فتح مبین کی غایت قرار دیا گیا جس کا ذکر قرآن پاک میں ان الفاظ کے ساتھ ہے:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيناً. (الفتح:1)

یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے۔

اس آیت کریمہ میں فتح مبین عطا کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی طرف منسوب کر کے فتح کی عظمت کی طرف اشارہ فرمایا ہے پھر فتحًا پر جو تنوین ہے اس سے اس فتح کی مزید عظمت اجاگر ہوتی ہے۔ مزید برآں "لَكَ" کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فتح مبین حضور نبی رحمت ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے پہلے ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت کریمہ کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ یقیناً گناہوں سے پاک تھے۔ آیت کا منشاء صرف عظمت نبی ﷺ کا بیان ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر معمولی قسم کی خطاؤں کے صادر ہونے کے امکان کو مان بھی لیا جائے تو یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ آپ سے ایسی خطائیں عملاً کبھی صادر نہیں ہوئیں۔ ایسا بھلا کیونکر ہو سکتا تھا جبکہ فرمان الٰہی ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى. (النجم: 3,4)

اور وہ تو اپنی خواہش سے بولتا ہی نہیں۔ یہ نہیں ہے مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے اپنے رب کریم سے یہ سوال کیا ہے کہ میں اپنے جس امتی کو تعلق ازدواج سے نوازوں، وہ جنت میں میرے ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمالی ہے۔"

حارث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

ابن راہویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے پیغام نکاح بھیجا۔ انہوں نے ان کی شادی آپ کے ساتھ کردی پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین کے پاس آئے اور فرمایا: "کیا تم مجھے اس پر مسرت موقع پر مبارک نہیں دیتے کہ میری شادی حضرت فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہوگئی ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے روز ہر قسم کا رشتہ اور نسبی تعلق منقطع ہو جائے گا سوائے میرے رشتے اور نسبی تعلق کے اسی لئے میں نے چاہا کہ میرا تعلق بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قائم ہو جائے۔"

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب رشتے، نسبی تعلقات اور سسرال کے رابطے وغیرہ منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے رشتے اور تعلق کے۔"

باب

انگشتری مبارک کا نقش

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی انگشتری مبارک پر جو نقش بنوایا تھا، وہ کسی اور کے لئے بنوانا جائز نہیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھی بنوائی اور اس پر "**محمد رسول اللّٰه**" کے کلمات نقش کروائے پھر فرمایا:

"ہم نے انگوٹھی بنوا کر اس پر ایسا نقش کرایا جو کسی کے لئے جائز نہیں۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھی بنوائی اور اس پر یہ کلمات کندہ کروائے "**محمد رسول اللّٰه**" پھر فرمایا: "میری انگوٹھی کے نقش

احکام شرعیہ کی تبلیغ واجب تھی اس لئے ایسے کام کرنے سے آپ کو واجب یا کم از کم نفل کا ثواب ضرور دیا جاتا ہوگا۔

باب

جنون سے پاک ہونا

حضور نبی کریم ﷺ اور جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ ان پر جنون طاری نہیں ہو سکتا۔ البتہ بے ہوشی کا مرض لاحق ہو سکتا ہے کیونکہ جنون ایک قسم کا عیب ہے اور بے ہوشی ایک مرض ہے۔

شیخ ابو حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام کو بے ہوشی کا مرض بھی لمبے عرصے تک لاحق نہیں ہو سکتا۔ بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے "حواشی الروضہ" میں اسی قول پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام کو لاحق ہونے والی بے ہوشی بھی عام انسانوں کی بے ہوشی سے یکسر مختلف ہوا کرتی ہے۔ اس مرض سے انبیاء کرام کے دلوں پر کچھ اثر نہیں پڑتا، محض ظاہری حواس تکلیف سے دوچار ہوتے ہیں کیونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ حالت نیند میں انبیاء کرام کی آنکھیں سوتی ہیں مگر ان کے دل بیدار رہتے ہیں۔ جب انبیاء کے دل عالم خواب میں نیند کے اثر سے محفوظ ہوتے ہیں تو عالم بے ہوشی میں بہ درجہ اولیٰ محفوظ ہوتے ہوں گے۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رائے بڑی دلچسپ اور قابل قبول ہے۔

احتلام سے پاک ہونا

مشہور قول کے مطابق انبیاء کرام احتلام سے بھی پاک ہوتے ہیں۔ "الروضہ" میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اس کتاب کے آغاز میں اس کی دلیل گزر چکی ہے۔

نابینائی سے محفوظ ہونا

چونکہ نابینا ہونا ایک قسم کا عیب ہے۔ اس لئے انبیاء کرام اس عیب سے بھی محفوظ ہوتے ہیں۔ کوئی نبی نابینا نہیں ہوا۔ بعض جگہ حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ نابینا تھے مگر یہ صحیح نہیں ہے اور اس کی کوئی مضبوط دلیل موجود نہیں۔ جہاں تک حضرت یعقوب علیہ السلام کے نابینا ہونے کا تعلق ہے تو دوسرے لوگوں کی طرح ان کی بینائی ضائع نہیں ہوگئی تھی بلکہ ان کی آنکھوں پر پردہ سا پڑ گیا تھا جو (حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک لگنے

حضور ﷺ کے علاوہ کسی امام کو یہ مقام رفیع حاصل نہیں کیونکہ عام حالات میں امام جماعت کی تبدیلی آسان ہوتی ہے (اور لوگ بھی کسی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر اصرار نہیں کرتے)۔

باب

معصوم عن الخطا ہونا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ معصوم عن الخطاء ہیں یعنی ہر چھوٹے بڑے گناہ سے پاک ہیں۔ آپ سے کبھی نہ عمداً کوئی خطا سرزد ہوئی اور نہ سہواً۔ فرمان الٰہی ہے:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. (الفتح:2)

تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے تمہارے اگلوں اور تمہارے پچھلوں کے گناہ بخشے۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء کرام تبلیغ دین کے جملہ امور میں معصوم تھے۔ تبلیغی کاموں کے علاوہ ہر قسم کے گناہ کبیرہ سے بھی پاک تھے۔ علاوہ ازیں ان صغیرہ گناہوں سے بھی منزہ و مبرا تھے جو ان کے مرتبہ نبوت کے منافی ہیں۔ اسی طرح صغیرہ گناہوں پر مداومت سے بھی یکسر پاک تھے۔ ان چار امور پر امت کا اجماع ہے۔

رہا سوال ان معمولی قسم کی خطاؤں کا جو مقام نبوت کے منافی نہیں تو ان کے متعلق معتزلہ اور دیگر بہت سے علماء کی رائے یہ ہے کہ ان کا صدور انبیاء سے ممکن ہے مگر صحیح مذہب یہ ہے کہ ایسے امور بھی انبیاء سے صادر نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء کا ہر قول و فعل ہمارے لئے واجب الاتباع ہے۔ اب یہ کیسے ممکن ہوگا کہ انبیاء سے (معمولی قسم کی) ناروا باتیں سرزد ہوں اور ہمارے لئے ان کی اتباع بھی ضروری ہو۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: "جن لوگوں نے انبیاء سے معمولی خطاؤں کے صادر ہونے کو ممکن کہا ہے، ان کے پاس کوئی دلیل یا نص موجود نہیں۔ انہوں نے سابقہ آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ رائے قائم کی ہے۔ میں اس آیت کریمہ کے سیاق و سباق پر غور و خوض کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے: "نبی کریم ﷺ کی عظمت و رفعت کا بیان۔" اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ سے کوئی گناہ صادر ہوا جسے معاف کر دیا گیا۔ دراصل یہاں ان تمام دنیوی و اخروی نعمتوں کو بیان کیا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کی ہیں۔ اخروی نعمتوں کی دو قسمیں ہیں: (1) سلبی نعمتیں جیسے گناہوں کی بخشش،

بھی شیطان نبی کریم ﷺ کی شکل و صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی عظمت و توقیر کی خاطر آپ ﷺ کو یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ "شرح مسلم" میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کرے اور حضور ﷺ اسے کوئی مستحب کام کرنے کا حکم دیں یا کسی امر ممنوع سے منع فرمائیں تو باتفاق علماء اس شخص پر حکم نبوی کی تعمیل کرنا مستحب ہے۔

"فتاویٰ حناطی" میں ہے کہ اگر کوئی شخص خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کرے اور اسے آپ ﷺ کی وہی شکل و صورت نظر آئے جو احادیث میں مذکور ہے پھر وہ آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کرے اور حضور ﷺ اسے مسئلے کا ایسا حکم بتائیں جو اس کے مذہب کے تو خلاف ہو، البتہ نص اور اجماع کے خلاف نہ ہو تو کیا اس پر عمل کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق دو قول ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ وہ فرمان نبوی پر عمل کرے کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان قیاس پر مقدم ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ وہ عمل نہ کرے کیونکہ قیاس کو دلیل شرعی کی حیثیت حاصل ہے اور خوابوں پر احکام کی بنیاد نہیں رکھی جاتی۔ پس خواب کی بناء پر دلیل شرعی (یعنی قیاس) کو ترک نہیں کیا جائے گا۔

استاد ابو اسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب الجدل" میں ہے کہ اگر کوئی شخص خواب میں شاہ خوبان عالم، نور مجسم ﷺ کی زیارت کرے اور حضور ﷺ اسے کوئی حکم ارشاد فرمائیں تو کیا جاگنے کے بعد اس پر حکم نبوی کی تعمیل واجب ہے؟ اس کے متعلق دو قول ہیں (ایک قول کے مطابق عمل کرنا واجب ہے اور دوسرے قول کے مطابق عمل کرنا واجب نہیں)۔ جن علماء نے یہ کہا ہے کہ حضور ﷺ کے خواب والے فرمان پر عمل کرنا واجب نہیں، وہ یہ نہیں کہتے کہ حضور ﷺ کی زیارت مشکوک ہے بلکہ ان کی دلیل یہ ہے کہ حالت نیند میں انسان کی یادداشت کمزور پڑ جاتی ہے جبکہ کسی بھی خبر کے قابل قبول ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ خبر دینے والا قوی الحافظہ اور مکلف ہو اور سونے والے شخص میں یہ دونوں باتیں مفقود ہوتی ہیں۔

فتاویٰ قاضی حسین رحمۃ اللہ علیہ میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ اس میں ہے کہ اگر تیس شعبان کی رات کو حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو اور آپ ﷺ خواب دیکھنے والے کو یہ بتا دیں کہ کل رمضان شریف ہے تو کیا اس پر روزہ رکھنا واجب ہوگا؟ اس مسئلے کے متعلق ابو اسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ والی رائے کا اظہار کیا گیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کے ہر عمل کی اتباع کرنا ضروری ہے وہ عمل تھوڑا ہو تا یا زیادہ، چھوٹا ہو تا یا بڑا۔ انہیں ان باتوں سے کوئی سروکار نہ تھا۔ وہ تو آپ ﷺ کی خلوت تک کے اعمال کو جاننے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے مشتاق رہا کرتے تھے۔ جو بھی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے جذبہ اتباع کو دیکھتا ہے، اسے شرم آتی ہے کہ اس کے دل میں اس کے برعکس کوئی اور وسوسہ پیدا ہو (علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو ختم ہوئی)۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمرو بن شعیب سے، وہ اپنے والد سے اور وہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَأْذَنُ لِيْ فَأَكْتُبَ مَا اَسْمَعُ مِنْكَ؟

یا رسول اللہ! کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں آپ سے جو بات سنوں، اسے لکھ لیا کروں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ "ہاں۔"

میں نے عرض کی: فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ. "خوشی اور غصہ دونوں حالتوں میں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

نَعَمْ فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ اَقُوْلَ عِنْدَ الرِّضَا وَالْغَضَبِ اِلَّا حَقًّا.

ہاں۔ میرے لئے زیبا نہیں کہ میں خوشی یا غصے کے عالم میں حق بات کے سوا کچھ اور کہوں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں ہمیشہ حق ہی کہتا ہوں۔" صحابہ کرام نے عرض کی: "آپ تو بعض اوقات خوش طبعی کی باتیں بھی کر لیتے ہیں۔" فرمایا: "میں ہر حال میں حق ہی کہتا ہوں۔"

باب

فعل مکروہ سے پاک ہونا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کا دامن فعل مکروہ سے یکسر منزہ و مبرا ہے۔

علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ "جمع الجوامع" میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا دامن ہر قسم کے حرام یا مکروہ سے پاک ہے۔ حضور ﷺ نے بعض ایسے کام کئے جو ہمارے لئے مکروہ ہیں، ان کی حکمت یہ تھی تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ کام حرام نہیں بلکہ جائز ہیں چونکہ حضور نبی کریم ﷺ پر

پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہوں اور جو آپ ﷺ پر ایک بار سلام بھیجتا ہے، میں اس پر دس بار سلام بھیجتا ہوں۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جبریل امین میرے پاس آئے اور کہا جو کوئی آپ ﷺ پر ایک بار درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرما دیتا ہے۔"

حسنات و درجات میں اضافہ

بزار اور ابو یعلی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔

"جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا، اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کیلئے دس نیکیاں لکھ دے گا۔"

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے، اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور دس درجے بلند فرما دیتا ہے۔

اصبہانی "الترغیب" میں حضرت سعد بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے صدق دل سے مجھ پر درود پاک پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے دس درجے بلند فرما دے گا اور اس کے نامہ عمل میں دس نیکیاں لکھ دے گا۔"

امام احمد اور ابن ماجہ رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"جس نے مجھ پر درود بھیجا، فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ درود بھیجتا رہتا ہے۔ اب بندے کی اپنی مرضی ہے، چاہے تو وہ اسے کم کر دے چاہے تو زیادہ کر دے۔"

قرب مصطفیٰ ﷺ

ترمذی اور ابن حبان رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً.

قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہو گا جو مجھ پر سب سے زیادہ

سے) زائل ہو گیا۔

باب

حضور ﷺ کا خواب

حضور نبی رحمت ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کے خواب بھی وحی ہوتے تھے۔
آپ ﷺ خواب میں جو کچھ ملاحظہ فرماتے، وہ حق اور سچ ہوتا تھا۔
طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عالم خواب یا عالم بیداری میں جو کچھ دیکھتے، وہ حق اور سچ ہوتا تھا۔
حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمان الٰہی اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا. (میں نے گیارہ تارے دیکھے) کے تحت فرمایا:
"انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔"

باب

خواب میں شاہِ خوبانِ عالم ﷺ کی زیارت

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ عالم خواب میں آپ ﷺ کی زیارت برحق ہے۔
شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ.

جس نے مجھے خواب میں دیکھا، بلا شبہ اس نے مجھے ہی دیکھا۔ شیطان میری شکل و صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث بالا کا مفہوم یہ ہے کہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت برحق ہے۔ آپ ﷺ کا خواب افکار پریشاں کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ چند دیگر علماء نے کہا ہے کہ فَقَدْ رَآنِیْ کا مطلب یہ ہے کہ اس نے حقیقۃً حضور ﷺ کی زیارت کر لی۔
بعض فرماتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کی عالم خواب میں زیارت کرنا برحق ہے اور شیطان کو آپ ﷺ کی شکل و صورت اختیار کرنے سے روک دیا گیا ہے تاکہ وہ آپ ﷺ کی جانب سے کسی کو جھوٹ موٹ باتیں نہ کہہ سکے۔ خواب کے علاوہ عالم بیداری میں

دیئے جائیں گے۔

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ "فضیلت درود" میں حضرت یعقوب بن زید بن طلحہ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے رب کی طرف سے میرے پاس پیغام لانے والا آیا اور اس نے کہا: "جو بندہ آپ ﷺ پر ایک بار درود پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔" یہ فرمان نبوی سن کر ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا: "یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی دعاؤں کا آدھا حصہ آپ ﷺ کے نام کرتا ہوں۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "جتنا تیرا جی چاہے۔" اس نے عرض کی: "کیا میں اپنی دعاؤں کا دو تہائی آپ ﷺ کے نام کر دوں؟" فرمایا: "جیسے تیری مرضی۔" اس نے عرض کی: "کیا میں اپنی ساری دعائیں آپ ﷺ کے نام نہ کر دوں؟" یہ سن کر حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

اِذًا يَكْفِيكَ اللّٰهُ هَمَّ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ.

تب اللہ تعالیٰ تیرے دنیا و آخرت کے غم دور کرنے کے لئے کافی ہو گا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "الشعب" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جبریل امین نے میرے پاس آ کر کہا۔ اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے۔"

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بخیل ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ لوگ میرا ذکر کریں اور مجھ پر درود نہ بھیجیں۔"

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ.

جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے تو وہ جنت کے راستہ سے بھٹک گیا۔

درود پاک...... تزکیہ نفس اور کفارۂ ذنوب کا ذریعہ

قاضی اسماعیل اور اصبہانی رحمہما اللہ تعالیٰ "الترغیب" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ "روضۃ الاحکام" میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو خواب میں حضور رحمت عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہو اور حضور ﷺ اس سے فرمائیں کہ فلاں آدمی کا فلاں آدمی کے ذمہ اتنا قرض وغیرہ ہے تو کیا وہ اس بات کا گواہ بن سکتا ہے؟ اس کے متعلق دو قول ذکر کئے گئے ہیں۔

باب

فضیلت درود وسلام

حضور سید عالم، نور مجسم ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کی بہت زیادہ فضیلت ہے اور یہ فضیلت صرف آپ ﷺ کی ذات اقدس کا خاصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. (الاحزاب:56)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی مکرم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود وسلام بھیجا کرو۔

رحمت الٰہی کا نزول

مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رویات کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا.

جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ پر ایک بار درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے بدلے اس پر ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ اب بندے کی مرضی ہے کہ وہ کم درود پڑھے یا زیادہ۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اس نے کہا آپ ﷺ کا پروردگار فرماتا ہے کیا آپ ﷺ اس بات پر خوش نہیں کہ آپ ﷺ کا جو امتی آپ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، میں اس

غلام آزاد کرنے سے افضل

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اپنی جان کی محبت سے یا راہ خدا میں تلوار چلانے سے افضل ہے۔"

دعا میں تین بار حضور ﷺ کا ذکر کرنا

بزار اور اصبہانی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم مجھے سوار کے پیالے کی طرح نہ بنایا کرو۔ وہ پیالہ بھر کر اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ پینے کی ضرورت ہو تو پی لیتا ہے اور وضو کی ضرورت پڑے تو وضو کر لیتا ہے ورنہ اس کا پانی یونہی بہا دیتا ہے۔ تم میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا کرو۔ مجھے اپنی دعاؤں کے اول، وسط اور آخر میں یاد رکھا کرو۔"

دعا کا معلق ہو جانا

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تک دعا میں نبی اور آل نبی ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے، دعا اور آسمان کے درمیان حجاب آڑے رہتا ہے۔ جب درود پاک پڑھ لیا جاتا ہے تو یہ حجاب ختم ہو جاتا ہے اور دعا آسمانوں میں داخل ہو جاتی ہے۔ اگر درود پاک نہ پڑھا جائے تو دعا واپس آ جاتی ہے۔"

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان روک دی جاتی ہے۔ جب تک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر درود نہ پڑھ لیا جائے یہ اوپر نہیں جا سکتی۔

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس دعا کے شروع میں نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے، وہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔

شفاعت کا حصول

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند جید حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

درود شریف پڑھتا ہوگا۔

درود نہ پڑھنے پر وعیدیں

امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْبَخِیْلُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ.

بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ نَسِیَ الصَّلَاۃَ عَلَیَّ خَطِیَٔ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ.

جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا، وہ جنت کے راستہ سے بھٹک گیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جب لوگ کوئی محفل منعقد کریں اور وہ اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور نہ اپنے نبی ﷺ پر درود پڑھیں تو ان کی یہ محفل خسارے کا باعث بنے گی۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے، چاہے تو انہیں معاف فرمادے۔"

غم واندوہ سے نجات

امام ترمذی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میں آپ پر بہت زیادہ درود پڑھتا رہتا ہوں۔ میں کتنا درود پڑھا کروں؟" حضور ﷺ نے فرمایا: "جتنا تم چاہو۔" میں نے عرض کی: "کیا وقت کا چوتھائی حصہ؟" فرمایا: "جتنا تیرا جی چاہے اور اگر اس سے زیادہ پڑھے تو تیرے لئے بہتر ہے۔" میں نے عرض کی: "نصف وقت؟" فرمایا: "جتنا تیرا جی چاہے اور اگر زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔" میں نے عرض کی: "دو تہائی؟" فرمایا: "جتنا تیرا جی چاہے اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔" میں نے عرض کی: "میں اپنا سارا وقت درود شریف پڑھتا رہوں گا۔" فرمایا:

اِذًا تَکْفِیْ ھَمَّکَ وَیُغْفَرُلَکَ ذَنْبُکَ.

تب یہ درود پاک تیرے رنج والم کو دور کرنے کے لئے کافی ہوگا اور تیرے گناہ بخش

کے لمبے درخت کی مانند ہوں گے اور تمام اولاد آدم کو ملاحظہ فرمارہے ہو گے۔ کسی کو جنت کی طرف لے جایا جارہا ہو گا تو کسی کو دوزخ کی جانب دھکیلا جارہا ہو گا۔ اتنے میں آپ دیکھیں گے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ایک فرد کو دوزخ کی طرف لے جایا جارہا ہے۔

آپ بہ آواز بلند پکاریں گے:

يَا اَحْمَدُ. يَا اَحْمَدُ.

اے احمد! اے احمد ﷺ!

میں کہوں گا:

لَبَّيْكَ يَا اَبَا الْبَشَرِ.

اے ابوالبشر! میں آ گیا ہوں۔ کیا بات ہے۔

وہ کہیں گے: ”آپ کی امت کے ایک آدمی کو دوزخ کی طرف لے جایا جارہا ہے۔“ میں کمربستہ ہو کر فرشتوں کے پیچھے برق رفتاری سے چل پڑوں گا اور انہیں آواز دوں گا:

يَا رُسُلَ رَبِّيْ قِفُوْا.

اے میرے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ۔

وہ کہیں گے: ”ہم اللہ تعالیٰ کے وہ سخت مزاج اور تند خو فرشتے ہیں جو اس کے حکم کے پابند ہیں اور اس سے سر موانحراف نہیں کرتے۔“

جب میں ان سے ناامید ہو جاؤں گا تو داہنا ہاتھ اپنی ریش (مبارک) پر رکھ کر عرش الٰہی کی طرف متوجہ ہو جاؤں گا اور بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کروں گا:

رَبِّ قَدْ وَعَدْتَّنِيْ اَنْ لَا تُخْزِيَنِيْ فِيْ اُمَّتِيْ.

اے میرے پروردگار! تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ مجھے اپنی امت کے معاملے میں رسوا نہیں کرے گا۔

عرش کے پاس سے آواز آئے گی:

اَطِيْعُوْا مُحَمَّدًا وَرُدُّوْا هٰذَا الْعَبْدَ اِلَى الْمَقَامِ.

اے فرشتو! (میرے محبوب نبی) محمد (ﷺ) کی بات مان لو اور اس بندے کو میدان حشر میں واپس لے جاؤ۔

میں اپنی کمر سے انگلی کے پورے کے برابر ایک سفید کاغذ نکالوں گا اور بسم اللہ پڑھ کر ترازوئے عدل کے داہنے پلڑے میں ڈال دوں گا۔ اس کی برکت سے نیکیوں کا پلڑا برائیوں کے

صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ عَلَيَّ زَكَاةٌ لَّكُمْ.

مجھ پر درود پڑھا کرو۔ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے تزکیہ نفس کا باعث ہے۔

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ عَلَيَّ كَفَّارَةٌ لَّكُمْ.

مجھ پر درود پڑھا کرو۔ تمہارا درود تمہارے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔

حاجتیں پوری ہونا

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خالد بن طہمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً قُضِيَتْ لَهٗ مِائَةُ حَاجَةٍ.

جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا، اس کی سو حاجتیں پوری کر دی جائیں گی۔

درود سے محرومی...... باعث حسرت و ندامت

قاضی اسماعیل اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (شعب الایمان میں) حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں پھر جب وہاں سے اٹھیں اور نبی ﷺ پر درود نہ پڑھیں تو یہ مجلس بروز قیامت ان کے لئے باعث حسرت ہو گی۔ خواہ وہ جنت میں بھی داخل ہو جائیں۔ وہ اپنے ثواب میں کمی دیکھ کر افسوس کریں گے۔"

مومنوں پر خصوصی کرم نوازی

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الترغیب" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بروز حشر تم میں سے قیامت کی ہولناکیوں اور مشکل مقامات سے نجات پانے والا وہ شخص ہو گا جو دنیا میں مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھتا ہو گا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے درود کے بعد کسی کے درود بھیجنے کی حاجت نہیں تھی مگر اللہ تعالیٰ نے بطور خاص مومنوں کو درود بھیجنے کا حکم دیا تاکہ انہیں بے پایاں اجر و ثواب سے نوازا جائے۔"

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَۃُ تَسْتَغْفِرُ لَہٗ مَا دَامَ اسْمِیْ فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ.

جس نے کسی کتاب میں مجھ پر درود پاک لکھا تو جب تک اس کتاب میں میرا نام لکھا رہے گا اس وقت تک فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی حدیث پاک حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں:

لَمْ تَزَلِ الصَّلَاۃُ جَارِیَۃً لَہٗ.

اس کے لئے رحمت الٰہی کے نزول کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

قیامت کی پیاس کا علاج

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ وحی فرمائی کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن کی پیاس کا آپ پر کچھ اثر نہ ہو؟ انہوں نے عرض کی: "جی ہاں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاَکْثِرِ الصَّلَاۃَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

تو پھر (میرے محبوب حضرت محمد ﷺ) پر کثرت کے ساتھ درود پڑھا کرو۔

"صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" لکھنے کی برکت

ابن ابوالحسن میمونی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے ابو علی حسن بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا۔ ان کے ہاتھوں کی انگلیوں پر سونے کے رنگ سے چند الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ میں نے ان کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا:

یَا بُنَیَّ ھٰذَا لِکَتْبِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

اے میرے بیٹے! میں جب رسول اللہ ﷺ کی احادیث لکھا کرتا تھا تو آپ کے اسم گرامی کے ساتھ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضرور لکھتا تھا۔ یہ اسی درود شریف کی برکت ہے۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی صبح کے وقت بھی مجھ پر دس بار درود پڑھے اور شام کے وقت بھی دس بار درود پڑھے تو بروز قیامت اسے میری شفاعت حاصل ہو گی۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (الشعب میں) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھا کرو۔ جو ایسا کرے گا، میں قیامت کے دن اس کی گواہی دوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔"

پل صراط پر حفاظت

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "حدیث رؤیا" کے ضمن میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے پل صراط پر اپنے ایک امتی کو کھجور کی شاخوں کی طرح کانپتے ہوئے دیکھا۔ اتنے میں درود پاک اس کے پاس آ پہنچا تو اس کا لرزہ ختم ہو گیا۔"

عرش الٰہی کا سایہ

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"جو مجھ پر بکثرت درود پاک پڑھے گا، وہ عرش الٰہی کے سایہ میں ہو گا۔"

جمعہ کے دن درود پاک پڑھنا

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند حسن حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر جمعہ کو مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ ہر جمعہ کے دن میری امت کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ پس جو مجھ پر بکثرت درود پڑھے گا، اس کا ٹھکانہ (جنت میں) میرے زیادہ قریب ہو گا۔"

جہنمی کا مستحقِ جنت بن جانا

درود پاک کی فضیلت کے بارے میں ابو عبد اللہ نمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ روایت نقل کی ہے:

"اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت آدم علیہ السلام کو عرش کی وسعتوں میں ایک خاص مقام عطا کیا جائے گا۔ وہاں آپ دو سبز کپڑوں میں ملبوس تشریف فرما ہوں گے۔ قد و قامت میں کھجور

کے ساتھ رحمت کی دعا فرما سکتے تھے جبکہ کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ نبی یا فرشتے کے علاوہ کسی پر صلوٰۃ بھیجے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب لوگ حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس زکوٰۃ و صدقات کا مال لاتے تو آپ ﷺ ان کلمات کے ساتھ ان کے لئے دعا فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ.

یا اللہ! ان پر صلوٰۃ (رحمت) بھیج دے۔

میرے والد صاحب صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں یہ دعا دی:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ اَبِى اَوْفٰى.

اے اللہ! آل ابی اوفی پر صلوٰۃ (رحمت) بھیج دے۔

ابن سعد، قاضی اسماعیل اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ (سنن میں) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ میری اہلیہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! میرے لئے اور میرے خاوند کے لئے رحمت کی دعا فرمائیے۔" حضور رحمت عالم ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى زَوْجِكَ.

اللہ تعالیٰ تجھ پر اور تیرے خاوند پر صلوٰۃ (رحمت) بھیجے۔

قاضی اسماعیل اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (سنن میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی پر صلوٰۃ بھیجنا جائز نہیں۔ البتہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت کی دعا کی جا سکتی ہے۔

غیر نبی پر تبعاً صلوٰۃ بھیجنا

ہمارے اصحاب شافعیہ کہتے ہیں کہ غیر نبی پر ابتداءً صلوٰۃ بھیجنا مکروہ ہے۔ بعض نے کہا کہ حرام ہے (البتہ غیر نبی پر تبعاً صلوٰۃ بھیجنا جائز ہے)۔

غیر نبی کے لئے "علیہ السلام" کہنا

علامہ جوینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلام کا حکم بھی صلوٰۃ کی طرح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کا یکجا ذکر فرمایا ہے۔ اس لئے کسی غیر نبی کے لئے، جو غائب ہو، علیہ السلام کہنا جائز

پلڑے سے بھاری ہو جائے گا۔ آواز آئے گی:

سَعِدَ وَسَعِدَ جِدُّهٗ وَثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ اِنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ.

یہ شخص سعادتوں سے ہمکنار ہو گیا۔ اسے خوش نصیبی اور فیروز بختی مل گئی اور اس کے نیک اعمال کے پلڑے بھاری ہو گئے۔ اسے جنت میں لے جاؤ۔

وہ شخص حیران ہو کر کہے گا: "اے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ۔ مجھے پوچھنے دو کہ یہ کون ذی وقار اور عزت مآب ہستی ہے جس نے میری بگڑی ہوئی قسمت کو سنوار دیا۔"

پھر کہے گا۔

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا اَحْسَنَ وُجْهَكَ وَمَا اَحْسَنَ خَلْقَكَ مَنْ اَنْتَ فَقَدْ اَقَلْتَنِیْ عَثْرَتِیْ وَرَحِمْتَ عَبْرَتِیْ.

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کتنے خوبرو اور خوبصورت ہیں۔ ازراہ کرم مجھے بتائیے کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے میری خطائیں معاف کرا دیں اور میرے آنسوؤں پر رحم فرمایا۔

میں کہوں گا۔

أَنَا نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ وَهٰذِهٖ صَلَاتُكَ الَّتِیْ كُنْتَ تُصَلِّیْ عَلَیَّ وَافَتْكَ اَحْوَجَ مَا تَكُوْنُ اِلَيْهَا.

میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں اور یہ تیرا وہ درود ہے جو تو مجھ پر پڑھا کرتا تھا۔ آج تجھے اس درود کی شدید حاجت تھی اور اس نے موقع پر پہنچ کر تیری حاجت پوری کر دی۔

وضو کے بعد درود پاک پڑھنا

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:
"جب تم میں سے کوئی وضو کر لے تو یہ کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. بعد ازاں مجھ پر درود پڑھے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔"

درود پاک لکھنے کی فضیلت

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

افسوس ہے (تو اللہ کے رسول کی بات کیوں نہیں مانتا) حضور ﷺ تو ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔"

اتنے میں حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور اعرابی کی گفت و شنید سنی۔ اعرابی کہہ رہا تھا: "کوئی گواہ لاؤ جو یہ گواہی دے کہ میں نے گھوڑا آپ کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔" یہ سنتے ہی حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ گھوڑا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

بِمَ تَشْهَدُ؟ "تم کیسے گواہی دیتے ہو؟"

انہوں نے عرض کی۔ بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! "میں اس لئے گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپ کے رسول برحق ہونے کی تصدیق کی ہے۔ میں آپ کی ہر بات کو حق اور سچ مانتا ہوں۔"

اپنے وفا شعار صحابی کا یہ جذبہ اطاعت و محبت دیکھ کر حضور رحمت عالم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔

ابن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ اعرابی نے انکار کر دیا۔ اتنے میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے۔ انہوں نے کہا اے اعرابی! میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے یہ گھوڑا حضور ﷺ کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے خزیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ہم نے تو تمہیں گواہ نہیں بنایا تھا۔ تم کیسے گواہی دے رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی:

أَنَا أُصَدِّقُكَ عَلٰى خَبَرِ السَّمَاءِ أَلَا أُصَدِّقُكَ عَلٰى ذَا الْأَعْرَابِيِّ.

میں جب آسمان کی خبروں پر آپ کی تصدیق کر لیتا ہوں تو کیا اس اعرابی کے معاملے میں آپ کی تصدیق نہیں کروں گا۔

حضور نبی رحمت ﷺ نے ان کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔ اسلام میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں جس کی گواہی دو آدمیوں کے برابر تسلیم کی جاتی ہو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ شَهِدَ لَهُ خُزَيْمَةُ أَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ فَحَسْبُهُ.

باب

حضور ﷺ کے لئے رحمۃ اللہ علیہ کہنے کی ممانعت

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ آپ ﷺ کے لئے رحمت کی دعا کرے۔ آپ ﷺ کا منصب جلیل اس سے ماوراء اور بلند تر ہے۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر ہو تو کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ آپ کے نام پاک کے ساتھ رَحِمَهُ الله کہے۔" اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ (جو مجھ پر صلوٰۃ یعنی درود بھیجے) آپ نے کہیں یہ نہیں فرمایا مَنْ تَرَحَّمَ عَلَيَّ (جو میرے لئے رحمت کی دعا کرے) اور نہ کبھی یہ فرمایا مَنْ دَعَا لِيْ (جو میرے لئے دعا کرے)۔ اگرچہ صلوٰۃ کا معنی بھی رحمت ہے لیکن حضور ﷺ کی تعظیم کی خاطر صلوٰۃ کا لفظ خاص کر دیا گیا۔ اس لئے اب یہ جائز نہیں کہ ہم اس لفظ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا لفظ استعمال کریں۔ درج ذیل فرمان الٰہی بھی ہمارے اس قول کی تائید کرتا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔

رسول کریم کے پکارنے کو آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کی طرح نہ بنالو۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "شرح بخاری" میں فرماتے ہیں کہ یہ بڑی عمدہ بحث ہے۔

مالکی علماء میں سے قاضی ابو بکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اور شافعی علماء میں سے علامہ صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی بات ذکر کی ہے۔ شارح الارشاد ابوالقاسم انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رحمت کی دعا صلوٰۃ کے ساتھ ملا کر مانگنا تو جائز ہے، الگ مانگنا جائز نہیں۔

حنفی علماء کی کتابوں میں سے ایک کتاب "الذخیرہ" میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول منقول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے رحمت کی دعا مانگنا مکروہ ہے۔ اس سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ جس کے لئے رحمت کی دعا مانگی جارہی ہے اس میں کوئی نقص یا عیب موجود ہے کیونکہ عام طور پر ایسے شخص پر رحمت کی درخواست کی جاتی ہے جس میں کوئی قابل مذمت بات موجود ہو۔

باب

حضور نبی کریم ﷺ کا صلوٰۃ بھیجنا

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ جس کے لئے چاہتے لفظ صلوٰۃ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آل فلاں کے لئے حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بطور خاص اجازت دی گئی۔ شارع علیہ السلام کو اختیار حاصل ہے کہ وہ حکم عام میں سے جو خاص کرنا چاہیں، خاص فرما سکتے ہیں۔

حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلانا

ابن سعد اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ حضرت سہلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول خدا ﷺ کے سامنے ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ وہ ان کے پاس آتے رہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلا دیں (تاکہ ان کے ساتھ رضاعت کا رشتہ قائم ہو جائے اور وہ بلا روک ٹوک ان کے پاس آ سکیں)۔ چنانچہ حضرت سہلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں اپنا دودھ پلا دیا حالانکہ حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بہت بڑی تھی اور وہ غزوۂ بدر میں بھی شریک ہو چکے تھے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ تمام ازواج مطہرات اس بات سے گریزاں رہیں کہ کوئی اس قسم کی رضاعی رشتے کی وجہ سے ان کے پاس آئے۔ وہ کہا کرتی تھیں۔ یہ رسول خدا ﷺ کی طرف سے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے لئے خصوصی اجازت تھی۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ یہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے خصوصی اجازت تھی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یہ اجازت صرف سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تھی۔"

تین دن کا سوگ

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "تم تین دن تک سوگ والے کپڑے پہنو۔ پھر جو جی چاہے کرو۔"

قبل از وقت زکوٰۃ دینا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت

نہیں۔ البتہ اگر زندہ یا فوت شدہ مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے سلام کا لفظ استعمال کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

باب

احکام شرعیہ میں خصوصی اختیارات

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ آپ جس کے لئے جو حکم چاہتے، خاص فرمادیتے تھے۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی

ابوداؤد اور نسائی رحمہما اللہ تعالیٰ عمارہ بن خزیمہ انصاری سے اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا اور اس سے فرمایا۔ میرے ساتھ چلو۔ میں اس گھوڑے کی قیمت ادا کردوں گا۔ رسول اللہ ﷺ تیز تیز چلنے لگے اور اعرابی آپ ﷺ کے پیچھے آہستہ آہستہ آرہا تھا۔ راستے میں چند آدمی اعرابی سے ملے اور اس کا گھوڑا خریدنے کے متعلق بات چیت چھیڑ دی۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے خرید لیا ہے۔ ان خریداروں میں سے کسی نے حضور ﷺ کے ساتھ طے پانے والی قیمت سے زیادہ قیمت بتادی۔ اعرابی نے رسول خدا ﷺ کو آواز دی:

"اگر آپ یہ گھوڑا خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیں ورنہ میں اسے کسی اور کے ہاتھ بیچتا ہوں۔"

اعرابی کی آواز سن کر حضور ﷺ رک گئے۔ جب وہ آپ کے پاس آپہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اَوَلَسْتُ قَدْ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ؟

کیا میں نے تم سے یہ گھوڑا خرید نہیں لیا ہے؟

اعرابی کہنے لگا:

لَا وَاللّٰهِ مَا بِعْتُكَ.

نہیں۔ قسم بخدا! میں نے اسے آپ کے ہاتھ نہیں بیچا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "ایسا نہیں ہے بلکہ میں اسے خرید چکا ہوں۔"

لوگ قریب آگئے۔ بحث و تکرار جاری تھی۔ اعرابی کہہ رہا تھا کوئی گواہ لاؤ جو یہ گواہی دے کہ میں نے گھوڑا آپ کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔ وہاں جتنے مسلمان آئے، سب اعرابی سے کہتے رہے۔ "تجھ پر

ہے۔"حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اعتراض کا جواب دینے کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قریش کے چند آدمیوں کو بلایا۔ انہوں نے آکر گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا: "تمہارے ہاں میرے بعد ایک بیٹا پیدا ہو گا۔ میں نے اسے اپنا نام اور کنیت عطا کر دی ہے۔ اس کے بعد میرے کسی امتی کے لئے ایسا کرنا جائز نہ ہو گا۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت منذر ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خصوصی اجازت دی گئی تھی۔ اصل میں انہوں نے بارگاہ نبوی میں عرض کی تھی: "یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ کے بعد میرا بیٹا پیدا ہو تو کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کے نام اور کنیت پر اس کا نام اور کنیت رکھ دوں؟" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔ اجازت ہے۔"

باب

مؤاخات قائم کرنا

حضور نبی کریم ﷺ کو خصوصی اختیار حاصل تھا کہ آپ چاہتے تو چند لوگوں میں مؤاخات قائم فرما دیتے تھے یعنی ان کو بھائی بھائی بنا دیتے۔ صرف یہی نہیں بلکہ انہیں وراثت کا حقدار بھی بنا دیتے تھے۔

علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ. (النساء:33) اور جن لوگوں کے ساتھ تمہارا عہد و پیمان بندھ چکا ہے۔" کی تفسیر میں حضرت علی بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ جن لوگوں میں رسول اللہ ﷺ مؤاخات قائم فرما دیتے، اگر ان کا کوئی قریبی رشتہ بیچ میں نہ ہوتا تو انہیں وراثت سے بھی حصہ ملتا تھا مگر آج اس قسم کا رشتہ مؤاخات قائم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ آپ نے چند لوگوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا تھا۔ حضور ﷺ کے علاوہ کسی کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔ حضور ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ اب ایسا نہیں ہو سکتا۔

باب

محراب رسول ﷺ کی اٹل حیثیت

ہمارے اصحاب شافعیہ رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ جو شخص مدینۃ النبی زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا میں

ترجمہ:۔ "خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کے حق میں گواہی دیں یا خلاف گواہی دیں، ان کی تنہا گواہی کافی سمجھی جائے گی۔"

چھوٹی بکری کی قربانی

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دس ذوالحجہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"جس نے ہماری طرح نماز پڑھ کر قربانی کی، اس نے صحیح قربانی کرلی اور جس نے نماز (عید) سے پہلے قربانی کی تو اس نے محض گوشت حاصل کرنے کے لئے بکری ذبح کرلی (اس کی قربانی ادا نہ ہوئی)۔"

یہ سن کر حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور عرض کرنے لگے: "یا رسول اللہ ﷺ! میں نے تو نماز عید کے لئے آنے سے پہلے قربانی کر لی ہے۔ میں نے سوچا کہ آج کھانے پینے کا دن ہے۔ اس لئے میں نے جلد قربانی کرلی۔ قربانی کا گوشت خود بھی کھایا اور گھر والوں کے علاوہ پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو محض گوشت حاصل کرنے کے لئے بکری ذبح ہو گئی ہے۔" انہوں نے عرض کی: "میرے پاس ایک چھوٹی بکری ہے جس کی عمر سال سے کم ہے البتہ (اتنی فربہ ہے کہ) اس کا گوشت دو بکریوں سے بھی زیادہ ہو گا۔ کیا میرے لئے اس کی قربانی جائز ہے۔" حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

نَعَمْ وَلَنْ تُجْزِئَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ.

ہاں۔ تمہارے لئے جائز ہے مگر تمہارے بعد کسی کے لئے (سال سے کم عمر کی بکری کی قربانی کرنا) جائز نہ ہوگا۔

خصوصی اجازت

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا نازل ہوئی تو ان احکامات میں نوحہ کا حکم بھی شامل تھا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آل فلاں کی استثناء فرمادیں کیونکہ زمانہ جاہلیت میں انہوں نے مجھے سعادت بخشی۔ پس میرے لئے ضروری ہے کہ میں بھی انہیں سعادت بخشوں۔" تو آپ ﷺ نے:

"اِلَّا آلَ فُلَانٍ" فرما کر استثناء فرمادی۔

یہ میرے اہل بیت ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

"آسمان سے ایک فرشتہ اترا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے مجھے سلام کرنے کی اجازت مانگی پھر میرے پاس آکر مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "قیامت کے دن پردوں کے پیچھے سے ایک منادی ندا دے گا۔ "اے اہل محشر! اپنی نگاہیں جھکالو تاکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گزر جائیں۔" اس وقت آپ نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی ہوں گی۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: "تمہاری ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور تمہاری رضا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جاتا ہے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں سوائے مریم بنت عمران کے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بوقت علالت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ارشاد فرمایا:

"کیا تم اس پر خوش نہیں کہ تم سب جہان کی عورتوں، تمام مومن عورتوں اور اس امت کی جملہ خواتین کی سردار ہو۔"

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: "جنت میں اس کی ایک دودھ پلانے والی دایہ ہے۔ وہیں اس کی دودھ کی مدت پوری ہو گی۔ (میرا) یہ (فرزند) صدیق ہے۔"

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا وہ وقت سے پہلے زکوٰۃ ادا کر سکتے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے انہیں اس بات کی اجازت عطا فرمادی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکم بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو سال کی زکوٰۃ پہلے قبول فرمالی۔

سورت مبارکہ کو مہر بنادینا

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو نعمان ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کی شادی قرآن پاک کی ایک سورت کے عوض فرمادی پھر ارشاد فرمایا: "تمہارے بعد سورت قرآنیہ کسی کا مہر نہیں بن سکتی۔" یہ حدیث پاک مرسل ہے۔ اس میں غیر معروف راوی بھی ہے۔

حضرت ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ کے بعد کسی کے لئے یہ جائز نہیں (کہ وہ سورت مبارکہ کو مہر بنالے)۔

ابن عوانہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت لیث بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی بات نقل کی ہے۔

صرف "السلام" کہنے کی اجازت

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتیں تو لکنت کے باعث ان کی زبان سے یہ کلمات ادا ہو جاتے تھے: سَلَامٌ لَا عَلَيْكُمْ. چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت عطا فرمائی کہ وہ صرف "السلام" کہا کریں۔

حضور ﷺ کا نام اور کنیت اختیار کرنا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت منذر ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت علی اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین کچھ تلخ کلامی ہو گئی۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا: "میں نے تمہارے جیسا کام نہیں کیا ہے۔ تم نے تو اتنی بڑی جسارت کی ہے کہ (اپنے فرزند کے لئے) رسول اللہ ﷺ کا نام پاک اور کنیت مبارکہ اختیار کر رکھی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے امتیوں کو اپنا نام و کنیت دونوں رکھنے سے منع فرمایا

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! آپ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد فرمارہے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ پیارے ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ جِبْرِیْلَ یُعِیْنُ الْحُسَیْنَ وَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اُعِیْنَ الْحَسَنَ.

جبریل امین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کر رہے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میں حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کروں۔

یہ حدیث پاک مرسل ہے۔

تعویذ

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

کَانَ عَلَی الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ تَعْوِیْذَانِ فِیْهِمَا زَغَبٌ مِنْ زَغَبِ جَنَاحِ جِبْرِیْلَ.

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس دو تعویذ تھے جن میں جبریل امین کے چھوٹے پر موجود تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جنتی عورتوں میں سے افضل ترین یہ ہیں: خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ)، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔"

حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سارے جہان کی عورتوں میں سے یہ چار عورتیں تیرے لئے (عزت و عظمت کے لحاظ سے) کافی ہیں۔ مریم، آسیہ (فرعون کی بیوی)، خدیجہ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔"

اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نماز پڑھے تو اس کے لئے محراب رسول ﷺ خانہ کعبہ کی مثل ہے۔ اجتہاد کے ذریعے کسی صورت میں بھی محراب نبوی کی سمت کو چھوڑنا جائز نہیں بلکہ وہ تمام مقامات جہاں شہنشاہ دو عالم، سرور کون ومکان ﷺ نے نماز ادا فرمائی، وہاں آپ ﷺ کی متعین کردہ سمت قبلہ کی پیروی لازمی ہے۔ اجتہاد کے ذریعے اس سمت سے دائیں بائیں پھرنا ہرگز جائز نہیں۔ جبکہ عام جگہوں اور مدینہ منورہ کے علاوہ باقی شہروں میں اجتہاد کر کے سمت قبلہ متعین کی جاسکتی ہے۔ یہی صحیح ترین قول ہے۔

باب

خاندان نبوت کی عظمت شان

حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم کے ساتھ نسبت خاص کے باعث آپ کی اولاد پاک، ازواج مطہرات، اہل بیت، صحابہ کرام بلکہ حضور ﷺ کے پورے خاندان کو غیر معمولی عزت وعظمت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا. (الاحزاب:33)

اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کردے اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کردے۔"

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ. (الاحزاب:31)

اور جو تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبردار رہی اور نیک عمل کرتی رہی تو ہم اس کو اس کا اجر بھی دوچند دیں گے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمان الٰہی "اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ" میرے گھر میں نازل ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے دونوں صاحبزادوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلالیا۔ پھر فرمایا:

هٰٓؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِيْ.

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

سَیِّدُ الشُّھَدَآءِ حَمْزَۃُ.

شہیدوں کے سردار حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جنتی جوانوں کے سردار سفیان بن حارث ہیں جو ابن عبدالمطلب، ابن عم النبی ﷺ ہیں۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی اپنے بھائی کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے سوائے بنو ہاشم کے۔ یہ کسی کے لئے نہیں اٹھتے۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کی اولاد کے علاوہ کوئی کسی کے لئے کھڑا نہ ہو گا۔"

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہا کرو۔ قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا (راہ خدا میں) خرچ کرے، پھر بھی وہ کسی صحابی کی فضیلت کو نہیں پا سکتا بلکہ اس کی فضیلت کے نصف تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔"

طیالسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر کسی آدمی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پھر وہ اسے راہ خدا میں خرچ کرے اور بیواؤں، مسکینوں اور یتیموں پر خرچ کرے تاکہ وہ میرے کسی صحابی کو حاصل ہونے والی پل بھر کی فضیلت کو پالے تو وہ کبھی نہیں پا سکتا۔"

ابن ابی عمر رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جنت میں اس کی ایک دایہ ہے۔ وہاں جا کر یہ اپنی رضاعت پوری کرے گا۔" پھر فرمایا: "یہ صدیق اور شہید ہے۔"

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو حضور ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھ کر ارشاد فرمایا:

"جنت میں اس کی دودھ پلانے والی ایک دایہ ہے۔ اگر یہ زندہ رہتا تو صدیق اور نبی ہوتا۔ اس کے قبطی ماموں آزاد ہو جاتے اور کسی قبطی کو غلام نہ بنایا جاتا۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ رہتے تو صدیق اور نبی کے مقام پر فائز ہوتے۔

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں سوائے دو خالہ زاد بھائیوں کے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کی روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کی ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس جبریل امین آئے اور انہوں نے کہا حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔"

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین کشتی کا مقابلہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے:

هِيْ حَسَنُ!

اے حسن! جلدی کرو۔

الْقِيَامَةِ.

میرا صحابی جس شہر یا بستی وغیرہ میں فوت ہو گا، بروز قیامت وہ وہاں کے باشندوں کا قائد، امام اور نور ہو گا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جس شہر میں میرے صحابی کا انتقال ہو گا، وہ وہاں کے لوگوں کا نور ہو گا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس شہر والوں کا سردار بنا کر زندہ فرمائے گا۔"

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن" میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اہل بدر کی نماز جناہ میں چھ، دیگر صحابہ کے لئے پانچ اور باقی لوگوں کے لئے چار تکبریں کہتے تھے۔

حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ابو زاہر یہ حضرت حلیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قریش کو وہ کمالات عطا کئے گئے ہیں جو کسی اور کو عطا نہیں کئے گئے۔"

باب

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عادل ہونا

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کے تمام صحابہ عادل ہیں۔ اس بات پر بڑے ہی معتبر علماء کرام کا اجماع ہے۔ جس طرح حدیث پاک کے راویوں کی عدالت پرکھی جاتی ہے، صحابہ کرام کی عدالت اس طرح نہیں پرکھی جائے گی۔ اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرے زمانہ کے لوگ سب سے بہترین ہیں۔"

صحابی اور تابعی

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی امتیازی شان ہے کہ جو صاحب ایمان لحظہ بھر کے لئے آپ ﷺ کی صحبت میں رہا، وہ صحابی بن گیا۔ جبکہ تابعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ طویل عرصے تک صحابہ کرام کی معیت میں رہے۔ علماء اصول کی صحیح ترین رائے یہی ہے۔ صحابی اور تابعی میں اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیغمبرانہ شان اور نور نبوت کے فیضان کا یہ عالم تھا

"اے بنو عبدالمطلب! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ تم میں سے (دین حنیف کے) قائل آدمیوں کو ثابت قدمی عطا فرمائے، گمراہوں کو ہدایت بخشے، جاہلوں کو عالم بنادے اور تم سب کو سخی، بہادر اور رحم دل بنادے۔ اگر کوئی شخص حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان قدم جما کر کھڑا ہو جائے۔ نماز پڑھے اور روزے رکھے مگر دل میں میرے اہل بیت کے ساتھ بغض رکھے تو وہ بروز قیامت دوزخ میں جائے گا۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم اہل بیت سے جو بھی بغض رکھے گا، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں داخل کرے گا۔"

ابویعلی، بزار اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ.

خبردار! تمہارے درمیان میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے۔ جو اس میں سوار ہوا، نجات پا گیا اور جو اس سے رہ گیا، غرق ہو گیا۔

ترمذی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"میں تمہارے درمیان دو اہم چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے اہل بیت۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ستارے اہل زمین کے لئے غرق سے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لئے اختلاف سے امان ہیں۔ جب کوئی قبیلہ ان کی مخالفت کرے گا تو ان میں اختلاف رونما ہو جائے گا اور وہ شیطان کے ساتھی بن جائیں گے۔" ابویعلی اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی روایت نقل فرمائی ہے۔

حاکم رحمتہ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اہل بیت کے متعلق میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ ان میں سے جو توحید اور میری تبلیغ رسالت کا اقرار کرے گا، وہ اسے عذاب نہیں دے گا۔"

اَلَّذِیْنَ یَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَرْوُوْنَ اَحَادِیْثِیْ وَسُنَّتِیْ وَیُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ.

میرے جانشین وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے۔ میری احادیث اور سنت کو روایت کریں گے اور لوگوں کو حدیث و سنت کی تعلیم دیں گے۔

وصال نبوی سے متعلق معجزات و خصائص

باب

اپنے وصال سے آگاہ فرمانا

احمد، ابو یعلی اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

"تمہارا خیال ہے کہ میں تم سے آخر میں وفات پاؤں گا۔ جان لو! میں تم سے پہلے وفات پاؤں گا اور تم میرے بعد گروہ در گروہ آؤ گے اور ایک دوسرے کو ہلاک کرو گے۔"

قرآن کریم کا دو بار دور کرنا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے۔ جس سال آپ ﷺ کا وصال ہوا، اس سال آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔ جبریل امین ہر ماہ رمضان میں حضور کے ساتھ قرآن پاک کا دور کرتے تھے مگر جس سال آپ ﷺ کا وصال ہوا انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو بار دور کیا۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے رازداری کے انداز میں ان سے فرمایا:

"جبریل امین ہر سال میرے ساتھ ایک بار قرآن کا دور کرتے تھے مگر اس سال انہوں نے دو بار قرآن کا دور کیا ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میرے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آگاہ فرمانا

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جس تکلیف میں رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا، اسی میں آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا

ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں میرے صحابہ تاروں کی مثل ہیں جن سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ جب وہ چھپ جاتے ہیں تو لوگ پریشان ہو جاتے ہیں۔"

عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں جن سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ تم ان میں سے جس کے قول پر بھی عمل پیرا ہو گے، ہدایت پا جاؤ گے۔"

ابو یعلی اور بزار رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے صحابہ کی مثال کھانے میں نمک جیسی ہے کہ نمک کے بغیر کھانا صحیح نہیں ہوتا۔"

ابن منیع اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ (الاوسط میں) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد میرے صحابہ سے کچھ لغزش ہو گی۔ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ گزری ہوئی ان کی روح پرور ساعتوں کے بدلے ان کی لغزش کو معاف فرما دے گا۔ میرے بعد چند لوگ ان کی اس لغزش پر عمل پیرا ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ منہ کے بل دوزخ میں ڈال دے گا۔"

ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے قرابت داروں اور صحابہ کو اپنی حالت پر رہنے دو۔ جس نے ان کے متعلق میرے حکم کا خیال رکھا، اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ مل جائے گا اور جس نے خیال نہ رکھا، اس سے اللہ تعالیٰ بیزار ہو جائے گا اور جس سے اللہ تعالیٰ بیزار ہو جائے ہو سکتا ہے وہ اسے اپنی گرفت میں لے لے۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کی نظیر میری امت میں موجود ہے۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری نظیر ہیں۔ جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھنا چاہتا ہو، وہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لے۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَّاتَ مِنْ اَصْحَابِیْ بِبَلْدَةٍ فَھُوَ قَائِدُھُمْ وَاِمَامُھُمْ وَنُوْرُھُمْ یَوْمَ

کہ ہم بھی اس سورت کے متعلق یہی کچھ جانتے ہیں۔

دنیا میں رہنے یا اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کا اختیار

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو یہ اختیار عطا فرمایا کہ وہ یا تو دنیا میں رہے یا اللہ تعالیٰ کے پاس چلا جائے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کو ترجیح دے دی۔''

یہ سن کر رازدان نبوت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ ہم حیران تھے کہ یہ کیوں رو رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے تو بس اتنی سی بات بتائی ہے کہ ایک آدمی کو دنیا میں رہنے یا اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کا اختیار دیا گیا ہے (اس میں بھلا رونے کی کونسی بات ہے)۔ بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ جس شخص کو یہ اختیار دیا گیا، وہ خود رسول اکرم ﷺ تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب سے زیادہ رسول خدا ﷺ کے مزاج آشنا اور رمز شناس تھے۔ حضور نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابو بکر! رو ؤمت۔ ساتھ نبھانے اور مال و متاع خرچ کرنے میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ کو بناتا۔ البتہ ہمارے مابین اخوت اسلامی کا رشتہ قائم ہے۔ مسجد نبوی میں کھلنے والے سب دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ کے۔''

بیہقی، ابو یعلی رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''ایک آدمی کو اس کے پروردگار نے یہ اختیار دیا ہے کہ یا تو وہ دنیا میں رہے جتنا اس کا جی چاہے یا پھر اللہ تعالیٰ کے پاس چلا جائے۔ اس نے اپنے رب کی ملاقات کو ترجیح دے دی ہے۔'' یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور عرض کی:

بَل نَفْدِيْكَ بِأَموَالِنَا وَابْنَائِنَا.

نہیں یا رسول اللہ! آپ کے بدلے میں ہم اپنے مال و دولت اور بیٹوں کو بطور فدیہ دے دیں گے۔

واقدی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند عائشہ بنت سعد حضرت اُمّ درہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور وہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سر مبارک پر

کہ جب بھی کسی ابجد ناشناس بدو پر آپ ﷺ کی نگاہ پڑ جاتی، اس کی زبان سے حکمت و معرفت کے موتی جھڑنے لگتے (فَبِمُجَرَّدِ مَا يَقَعُ بَصَرُهُ عَلَى الْاَعْرَابِيِّ الْجِلْفِ يَنْطِقُ بِالْحِكْمَةِ)۔

محدثین کے ترو تازہ چہرے

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ بھی منفرد نوعیت کا کمال ہے کہ جن علماء کو آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ اپنے سینوں میں محفوظ کرنے کی سعادت ملی، ان کے چہرے ہمیشہ شگفتہ اور ترو تازہ رہے۔

بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ علماء حدیث میں ایک بھی ایسا نہیں جس کا چہرہ بارونق اور شگفتہ وشاداب نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَاهَا فَأَدَّاهَا إِلٰى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا.

اللہ تعالیٰ اس شخص کو شگفتہ اور ترو تازہ رکھے جس نے میرا فرمان سنا، اسے یاد رکھا اور پھر اس تک پہنچایا جس نے اسے نہیں سنا تھا۔

حافظ حدیث کا لقب

احادیث مبارکہ کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لینے والوں کی یہ خصوصیت ہے کہ انہیں حافظ اور امیر المؤمنین جیسے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حافظ ایسا منفرد لقب ہے جو صرف علم حدیث کے علماء کو حاصل ہے باقی جتنے علوم ہیں کسی میں مہارت رکھنے والے کو یہ لقب حاصل نہیں۔

رسول خدا ﷺ کے جانشین

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَآئِيْ.

یا اللہ! میرے جانشینوں پر رحم فرما۔

عرض کی گئی:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ خُلَفَآءُكَ؟

یا رسول اللہ! آپ کے جانشین کون ہیں؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ مجھے خزانے دیئے گئے اور مجھے یہ اختیار دیا گیا کہ یا تو میں اسی دنیا میں رہ کر اپنی امت کی فتوحات کو دیکھوں یا ان سے پہلے اپنے رب سے جا ملوں۔ میں نے اپنے رب کے حضور جلد پہنچ جانے کو پسند کر لیا ہے۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سالم بن ابوالجعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عالم خواب میں مجھے دنیا کی چابیاں عطا کی گئیں پھر تمہارے نبی کو بہترین راستے پر لے جایا گیا اور تمہیں اس دنیا میں چھوڑ دیا گیا تاکہ تم سرخ، زرد اور سفید رنگ کے میٹھے کھانوں سے لطف اندوز ہوتے رہو۔"

شرک کا خطرہ نہ رہا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم ایک دن کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے پھر شہداء احد کے پاس تشریف لے گئے اور ان پر ایسی نماز پڑھی جیسی میت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ بعد ازاں آپ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ فَرَطُکُمْ (1) وَأَنَا شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ اَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیَ الْآنَ وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنْ أَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَتَنَافَسُوْا۔

میں تمہارا پیشرو ہوں اور تم پر گواہ ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اب بھی حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور بلاشبہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے تم سے یہ اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ تم (دنیا کے بارے میں) ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے۔"

انبیاء کرام کی عمریں

ابن سعد اور ابن راہویہ رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! دنیا میں جو نبی بھی مبعوث کیا گیا، اسے اپنے سے پہلے

1۔ فَرَط سے مراد وہ شخص ہے جو کسی جماعت سے پہلے منزل پر پہنچ کر ان کے لئے قیام و طعام وغیرہ کا بندوبست کرے۔ مطلب یہ ہے کہ میں تم سے پہلے جا رہا ہوں تاکہ تمہاری شفاعت اور نجات کا اہتمام کر لوں۔

اور رازداری میں کچھ ارشاد فرمایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے لگیں۔ حضور ﷺ نے پھر آہستہ سے کوئی بات ارشاد فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے ان سے اس صورت حال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے پہلے مجھے یہ خبر دی کہ اسی تکلیف میں آپ ﷺ کا وصال ہو جائے گا۔ یہ اندوہناک خبر سن کر میں رونے لگی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے تم مجھ سے آملو گی۔ یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔

طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بیماری کے عالم میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا۔ آپ ﷺ نے سرگوشی کے انداز میں ان سے کوئی بات کی تو وہ رونے لگیں۔ پھر آپ ﷺ نے دوبارہ سرگوشی کرتے ہوئے کوئی بات ارشاد فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ پہلی بار حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ جبریل امین ہر سال میرے ساتھ قرآن پاک کا دور ایک دفعہ کیا کرتے تھے۔ اس سال انہوں نے دو دفعہ کیا ہے اور جتنے بھی انبیاء تشریف لائے سب نے اپنے سے پہلے آنے والے نبی کے مقابلے میں نصف عمر پائی پھر فرمایا۔ اے بیٹی! تمام مسلمان عورتوں میں سے کوئی بھی تجھ سے زیادہ غم والم سے دوچار نہ ہو گی۔ پس صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ دوسری بار حضور ﷺ نے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ تم سب سے پہلے مجھ سے آملو گی۔ مزید برآں ارشاد فرمایا تم تمام جنتی عورتوں کی سردار ہو سوائے ان کے جو مریم بنت عمران سے تعلق رکھتی ہو۔ یہ خوشخبری سن کر میں ہنس پڑی۔

سورۃ النصر کے ذریعے وصال کی خبر

احمد، دارمی، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب سورۂ مبارکہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور ارشاد فرمایا: "مجھے میرے وصال کی خبر دے دی گئی ہے۔" یہ سن کر وہ رونے لگیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "صبر سے کام لو۔ تم سب سے پہلے مجھ سے آملو گی۔" یہ سن کر وہ ہنسنے لگیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمان الٰہی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس سے وصال نبوی مراد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اس سے مراد آپ کے بھتیجے کی وفات ہے۔

باب

وصال کے دن اور جگہ کی خبر دینا

حضور نبی رحمت ﷺ نے پہلے ہی آگاہ فرمادیا تھا کہ کس دن اور کہاں آپ کا وصال ہوگا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"پیر کے دن کا روزہ ترک نہ کرنا۔ پیر کے دن میری ولادت ہوئی۔ پیر کے دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ پیر کے دن میں نے ہجرت کی اور پیر کے دن ہی میرا وصال ہوگا۔"

احمد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ "تمہارے نبی کریم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے۔ پیر کے دن انہیں اعلان نبوت کا حکم دیا گیا۔ پیر کے دن مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی۔ پیر کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ پیر کے دن مکہ فتح فرمایا اور پیر ہی کے دن آپ ﷺ کا وصال ہوا۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مدینہ منورہ میری ہجرت گاہ ہے اور یہی سر زمین میری آرام گاہ ہے۔"

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ "اخبار المدینہ" میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مدینہ میری ہجرت گاہ ہے۔ یہیں میرا وصال ہوگا اور یہیں سے میرا حشر ہوگا۔"

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کی روایت حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرفوعاً نقل فرمائی ہے۔

باب

مرتبہ شہادت پر فائز ہونا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب نبی، سرور کون ومکاں، فخر المرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ کو مقام نبوت کے ساتھ ساتھ مرتبہ شہادت بھی عطا فرمایا تھا۔

امام بخاری اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت

پٹی باندھے ہوئے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہو گئے پھر ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَقَائِمٌ عَلَی الْحَوْضِ السَّاعَۃَ.

قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میں اس وقت بھی حوض کوثر پر کھڑا ہوں۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے ایک بندے کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چاہے تو دنیا میں رہے، چاہے تو اللہ تعالیٰ کے پاس چلا جائے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کو ترجیح دی ہے۔''

یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زار و قطار رونے لگے اور عرض کرنے لگے:

بَلْ نَفْدِیْکَ بِآبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا وَاَنْفُسِنَا وَاَمْوَالِنَا.

نہیں حضور ﷺ! بلکہ ہم اپنے ماں باپ اور جان و مال آپ پر قربان کر دیں گے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنف'' میں بھی یہی روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

احمد، ابن سعد، دارمی، حاکم، بیہقی اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت ابو مویہبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات مجھے رسول خدا ﷺ نے بیدار کر کے ارشاد فرمایا: ''اے ابو مویہبہ! مجھے حکم ملا ہے کہ میں اہل بقیع کے واسطے استغفار کروں۔'' میں حضور ﷺ کی معیت میں بقیع پہنچا۔ آپ ﷺ نے ہاتھ مبارک اٹھا کر ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی پھر فرمایا: ''تمہیں وہ ساعتیں مبارک ہوں جو تمہیں اس دنیا میں نصیب رہیں (جبکہ فتنہ و فساد کا کوئی اندیشہ نہ تھا) اب شب دیجور کے ٹکڑوں کی مانند پے در پے فتنے رونما ہوں گے۔ ہر فتنہ پہلے سے زیادہ شر و فساد بپا کرے گا۔ اے ابو مویہبہ! مجھے دنیا کے خزانوں کی چابیاں، اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا اختیار اور جنت الفردوس، یہ سب چیزیں عطا کر دی گئی ہیں۔ پھر مجھے اختیار دیا گیا کہ میں ان چیزوں اور رب کریم کی ملاقات میں سے کسی ایک کو منتخب کر لوں۔ میں نے اپنے رب کریم کی ملاقات کو چن لیا ہے۔'' اس کے بعد حضور ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ جب صبح ہوئی تو وہ تکلیف شروع ہو گئی جس میں بالآخر آپ ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل فرمائی ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

لاحق ہو گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس مرض کو مجھ پر مسلط نہیں فرمائے گا۔"
ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

ابن اسحاق، ابن سعد اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بارگاہ نبوی میں عرض کی گئی:

"ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں آپ ذات الجنب میں مبتلا نہ ہوں۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: "یہ بیماری شیطان کے اثر سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مجھ پر مسلط نہیں فرمائے گا۔"

باب

حالت مرض کے معجزات

ابن سعد، ابو یعلی، طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرا سر باندھ دو تاکہ میں مسجد تک جا سکوں۔" میں نے آپ ﷺ کے سر مبارک پر ایک پٹی سی باندھ دی۔ نقاہت اور کمزوری کے باعث حضور ﷺ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر بمشکل تمام مسجد میں تشریف لے آئے پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ قَدْدَنَا مِنكُمْ خُفُوْقِيْ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِكُمْ اَلَا فَمَنْ كُنْتُ جَلَدْتُّ لَهُ ظَهْرًا فَلْيَسْتَقِدْ وَمَنْ كُنْتُ اَخَذْتُ لَهُ مَالًا فَهٰذَا مَا لِيْ فَلْيَأْخُذْمِنْهُ وَمَنْ كُنْتُ شَتَمْتُ لَهُ عِرْضًا فَهٰذَا عِرْضِيْ فَلْيَسْتَقِدْ وَلَا يَقُوْلَنَّ قَائِلٌ اَخَافُ الشَّحْنَاءَ مِنْ قِبَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهَا لَيْسَتْ مِنْ شَأْنِيْ وَلَا مِنْ خُلُقِيْ.

حمد و صلاۃ کے بعد! اے لوگو! تمہارے پاس سے میرے چلے جانے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ سن لو! میں نے جس کی پیٹھ پر کوڑے مارے ہوں وہ اپنا بدلہ لے لے۔ میں نے جس سے کوئی مال چھینا ہو، وہ اپنا مال لے لے۔ میرا مال حاضر ہے۔ میں نے جس کی عزت و ناموس پر کوئی حرف گیری کی ہو، وہ بھی اپنا بدلہ لے لے۔ میری عزت حاضر ہے اور کوئی یہ نہ کہے کہ اسے اللہ کے رسول ﷺ کے ناراض ہو جانے کا خطرہ ہے۔

آنے والے نبی کے مقابلے میں آدھی عمر دی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چالیس سال عمر دی گئی۔"

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "المطالب العالیہ" میں فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان نبوت کے بعد چالیس سال عمر پائی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کو اس سے پہلے آنے والے نبی کے مقابلے میں آدھی عمر دی جاتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں چالیس سال (تک تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے) رہے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث فرمایا، اس نے اپنے سے پہلے آنے والے نبی سے نصف عمر پائی۔"

دردِ سر کی شکایت

احمد، ابن سعد، ابو یعلیٰ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ میرے حجرے کے پاس سے گزرتے تو کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور ارشاد فرمایا کرتے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے اور کوئی بات کئے بغیر گزر گئے۔ میں نے سر پہ پٹی باندھ لی اور بستر پر لیٹ گئی۔ آپ ﷺ دوبارہ وہاں سے گزرے تو ارشاد فرمایا: "عائشہ! تمہیں کیا ہوا ہے؟" میں نے عرض کی: "مجھے دردسر کی شکایت ہے۔" حضور ﷺ نے فرمایا:

"ہائے میرا سر! (دراصل تمہیں نہیں) بلکہ مجھے دردسر کی شکایت ہے۔"

یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جب جبریل امین نے آپ ﷺ کو خبر دی تھی آپ کے وصال کا وقت قریب ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب

بزار رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ مضبوط رسیوں کے ساتھ زمین کو آسمان کی طرف کھینچا جا رہا ہے پھر اپنا خواب حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ذَاكَ وَفَاةُ ابْنِ اَخِيْكَ.

نے جسم اقدس کو چھو کر عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! آپ کو تو بہت سخت بخار ہے۔" فرمایا: "ہاں مجھے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔" میں نے عرض کی: "پھر آپ ﷺ کے لئے اجر بھی دوگنا ہوگا۔" فرمایا: "ہاں۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کو سخت بخار تھا۔ بخار کی شدت کا یہ عالم تھا کہ حضور ﷺ کے جسم اقدس پر ہم ہاتھ بھی نہ رکھ سکتے تھے۔ یہ تکلیف دیکھ کر ہم سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی شخص ایسا نہیں جسے انبیاء کرام سے زیادہ تکالیف سے دوچار کیا گیا ہو۔ جس طرح ہماری آزمائشیں سخت ہوتی ہیں، اسی طرح ہمارا اجر بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ کسی نبی پر چیچڑی (خون پینے والا کیڑا) مسلط کیا گیا پھر اسی تکلیف میں اس نبی کا وصال ہو گیا۔ کسی نبی کو پہننے کے لئے کپڑے دستیاب نہ تھے سوائے ایک کمبل کے۔"

احمد رحمۃ اللہ علیہ "الزہد" میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ سخت بخار میں مبتلا تھے۔ میں نے کپڑے کے اوپر ہاتھ رکھا تو پھر بھی مجھے بخار کی حرارت محسوس ہوئی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے کسی کا اتنا شدید بخار نہیں دیکھا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اسی طرح ہمارا اجر بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ انبیاء کرام کو شدید آزمائشوں میں ڈالا جاتا ہے پھر صالحین کو۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ.

ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہہ دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "وہ نرم دل آدمی ہیں۔ جب وہ آپ کی جگہ مصلیٰ امامت پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔"

حضور ﷺ نے پھر فرمایا:

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ.

کرتے ہیں کہ جس مرض میں حضور ﷺ کا وصال ہوا، اس میں آپ ﷺ فرماتے تھے: "مجھے ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف محسوس ہوتی رہی جو میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اب اس زہر کے اثر سے میری رگ جاں کٹ رہی ہے۔"

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت اُم بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی میرے (ماں) باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔ میرا اپنے بیٹے کے بارے میں تو یہ خیال ہے کہ اس پر خیبر والے اس کھانے کا اثر ہے جو اس نے آپ ﷺ کے ساتھ کھایا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "میرا بھی یہی خیال ہے۔ اب اسی کے اثر سے میری رگ جاں کٹ رہی ہے۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں۔ اس وقت آپ ﷺ اس مرض میں مبتلا تھے جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ انہوں نے آپ ﷺ کے جسم اقدس پر ہاتھ لگایا۔ اس وقت حضور ﷺ کو سخت بخار تھا۔ وہ کہنے لگیں: یارسول اللہ ﷺ! بخار کی یہ شدت تو میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا: "جس طرح ہمارا اجر زیادہ ہوتا ہے، اسی طرح ہماری آزمائش بھی بہت بڑی ہوتی ہے۔ لوگ میرے متعلق کیا کہتے ہیں؟" میں نے عرض کی: "لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کو ذات الجنب کا مرض لاحق ہے۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ مرض میں مجھے مبتلا نہیں فرمائے گا۔ یہ تو شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔ دراصل میری تکلیف کا سبب وہ کھانا ہے جو غزوۂ خیبر کے موقع پر میں نے اور تمہارے بیٹے نے کھالیا تھا۔ اس کی وجہ سے مجھے تھوڑی بہت تکلیف ہوتی رہی یہاں تک کہ اب رگ جاں کٹ جانے کا وقت آپہنچا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔"

احمد، ابن سعد، ابو یعلی، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "ایک بار قسم کھا کر حضور ﷺ سے شہادت کی نفی کرنے کی بہ نسبت مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں نو بار قسم کھا کر کہوں کہ حضور ﷺ کو شہید کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مقام نبوت کے ساتھ ساتھ مرتبہ شہادت سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ آپ ﷺ کو ذات الجنب کا مرض

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جس مرض میں رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا، اس کے دوران آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آخری نماز جو نبی کریم ﷺ نے ایک کپڑا لپیٹ کر جماعت کے ساتھ پڑھی، اسے آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں ادا فرمایا تھا۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ پیر کے دن کی نماز صبح تھی اور اسی دن ہی آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

شام اور بیت المقدس کی فتح

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ پر نزع کا عالم طاری تھا۔ اسی دوران آپ ﷺ نے فرمایا: "شداد! تمہیں کیا ہوا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "مجھ پر دنیا تنگ ہو گئی ہے۔" فرمایا: "تمہیں دنیا سے کوئی خطرہ نہیں۔ شام اور بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوں گے اور ان علاقوں کی امامت انشاء اللہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے حصے میں آئے گی۔"

ایام علالت

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بدھ کے دن سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف شروع ہوئی۔ تیرہ دن تک بیماری کی یہ کیفیت جاری رہی پھر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

باب

وصال سے ذرا پہلے کے معجزات

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ صحت کے ایام میں رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "اس وقت تک کسی نبی کا وصال نہیں ہوتا جب تک وہ جنت میں اپنا مقام نہیں دیکھ لیتا پھر اسے (اس دنیا میں رہنے یا اللہ تعالیٰ کے پاس چلے جانے کا) اختیار دے دیا جاتا ہے۔" جب رسول اللہ ﷺ پر نزع کا عالم طاری ہوا تو آپ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ آپ ﷺ پر غشی سی طاری ہوئی پھر ذرا افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے مکان کی

یہ میری عادت نہیں اور نہ اس بات کو میرے اخلاق عالیہ سے کوئی نسبت ہے۔"

اس کے بعد رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

"جس کو اپنے آپ میں کوئی خامی محسوس ہوتی ہو وہ کھڑا ہو کر مجھے بتا دے میں اس کے لئے دعا کر دوں گا۔"

یہ سنتے ہی ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! میں منافق، بخیل، بزدل، بہت زیادہ سونے والا اور حد درجے کا جھوٹا ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ اِيْمَاناً وَّصِدْقاً وَاَذْهِبْ عَنْهُ النَّوْمَ وَشُحَّ نَفْسِه وَشَجِّعْ جُبْنَهُ.

یا اللہ! اسے ایمان اور خلوص عطا فرما۔ اسے نیند اور بخل سے نجات عطا فرما اور اس کی بزدلی کو بہادری سے بدل دے۔

حضرت فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعد ازاں اس شخص کو جنگ میں داد شجاعت دیتے ہوئے دیکھا۔ وہ بڑی بے جگری سے لڑنے والا انڈر قسم کا انسان تھا۔ علاوہ ازیں وہ بہت کم سوتا تھا۔

پھر ایک عورت اٹھی۔ اس نے انگلی کے ساتھ اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "عائشہ کے مکان میں چلی جاؤ اور میرے آنے تک انتظار کرو۔" پھر جب حضور ﷺ اس کے پاس تشریف لائے تو اس کے سر پر عصا مبارک رکھا اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ دعائے نبوی کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ بعد میں وہ مجھے نصیحت کیا کرتی تھی کہ عائشہ! نماز کو اچھی طرح پڑھا کرو۔

بخار کی شدت

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تکلیف سے دوچار ہوا ہو۔

دوگنا اجر و ثواب

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ شدید بخار میں مبتلا تھے۔ میں

اسے اجر و ثواب دکھایا جاتا ہے۔ بعد ازاں اس کی روح لوٹادی جاتی ہے اور اسے (دنیا و آخرت میں سے کسی ایک کو چن لینے کا) اختیار دیا جاتا ہے۔" حضور ﷺ کا فرمان میرے ذہن نشین تھا۔ میں نے حضور ﷺ کو اپنے سینے سے لگا رکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک جھک گئی۔ میں نے سوچا کہ آپ ﷺ کی روح قبض ہو گئی ہے اور مجھے حضور ﷺ کا فرمان یاد آ گیا۔ میں نے پھر دیکھا کہ آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھالیا اور میری طرف نگاہ رحمت فرمائی۔ میں نے کہا: "اب حضور ﷺ ہمیں اختیار نہیں فرمائیں گے۔" پھر فرمایا: "جنت میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (الاوسط میں) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بایں الفاظ نقل کرتے ہیں:

"حضور ﷺ کی روح مبارک قبض ہوئی تو میں نے آپ ﷺ کو سینے سے لگا رکھا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی روح پاک کو لوٹا دے گا کیونکہ وصال کے وقت انبیاء کرام کی یہی حالت ہوتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد حضور ﷺ کے جسد اطہر میں حرکت سی پیدا ہوئی۔ میں نے عرض کی: "اگر آج آپ کو اختیار مل گیا ہے تو آپ ہمیں ہرگز اختیار نہیں فرمائیں گے۔"

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند واقدی رحمۃ اللہ علیہ حکم بن قاسم سے اور وہ ابو حریث سے روایت کرتے ہیں کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف ہوئی، آپ ﷺ نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا۔ جب آخری مرتبہ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے صحت یابی کی دعا نہ مانگی بلکہ فرمایا: "اے میرے دل! تجھے کیا ہوا ہے؟ تو ہر کہیں پناہ گاہ ڈھونڈتا ہے۔" اس حالت مرض میں جبریل امین میرے پاس آئے اور کہا: "اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو میں آپ کو شفا دے دیتا ہوں اور اگر چاہیں تو آپ ﷺ کی عمر پوری کر دیتا ہوں اور آپ ﷺ کی مغفرت فرما دیتا ہوں۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "یہ کام میرے رب کی مرضی کے سپرد ہے۔ اسے جو پسند ہو اسی کو روبہ عمل کر دے۔"

ملک الموت کی اجازت طلبی

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ جعفر بن محمد بن علی سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ وصال نبوی سے تین دن پہلے جبریل امین بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: "اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزت و تکریم کی خاطر مجھے بطور خاص آپ کی طرف بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی بات دریافت فرماتا ہے جس کا اسے آپ ﷺ سے زیادہ علم ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ وہی گزارش کی۔ حضور ﷺ نے تیسری بار ارشاد فرمایا:

مُرِنی اَبَابَکرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ.

عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! (اپنے والد) ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ تم وہی عورتیں ہو جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا تھا۔

چنانچہ حضور ﷺ کے قاصد نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی لوگوں کو نماز پڑھائی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میرا خیال یہ نہیں تھا کہ جو شخص حضور ﷺ کے قائم مقام ہو گا لوگ اس سے محبت کریں گے بلکہ میں نے بار بار آپ ﷺ کی خدمت میں اس لئے عرض کیا تھا کیونکہ میرا خیال تھا کہ جو شخص حضور ﷺ کے قائم مقام ہو گا، لوگ اس سے بدشگونی پکڑیں گے۔ اسی لئے میں نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بجائے کسی اور کو قائم مقام بنالیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت مرض میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

صَلِّ بِالنَّاسِ.

لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔

تھوڑی دیر بعد رسول اللہ ﷺ کو ذرا افاقہ محسوس ہوا تو آپ ﷺ باہر تشریف لے آئے۔ اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ انہیں حضور ﷺ کی آمد کا پتہ نہ چلا۔ حضور ﷺ نے ان کے کندھوں کے درمیان اپنا دست مبارک رکھا تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ نبی کریم ﷺ ان کی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔ جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا:

لَمْ یُقْبَضْ نَبِیٌّ قَطُّ حَتّٰی یَؤُمَّهٗ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِهٖ.

کسی نبی کا اس وقت تک وصال نہیں ہوا جب تک اس کے کسی امتی نے اس کی امامت نہ کرلی۔

يَا مَلَكَ الْمَوْتِ اِمْضِ لِمَا اُمِرْتَ بِهٖ.

اے ملک الموت! تمہیں جو حکم دیا گیا ہے اسے کر گزرو۔

اس کے بعد جبریل امین کہنے لگے: ''یارسول اللہ ﷺ! زمین پر آنے کا یہ میرا آخری موقع ہے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ اتنے میں کسی آنے والے کی آہٹ محسوس ہوئی۔ آنے والا دکھائی نہ دیا مگر اس کی آواز سنی گئی۔ وہ کہہ رہا تھا:

''اے اہل بیت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر فوت ہونے والے کا متبادل انتظام موجود ہے۔ اس کے ہاں ہر مصیبت میں تسلی دینے اور ہر نقصان کی تلافی کرنے کا سامان موجود ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور اسی سے رحمت کی امید رکھو۔ مصیبت زدہ تو وہ شخص ہوتا ہے جسے اجر وثواب سے محروم کر دیا جائے۔''

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث پاک کے الفاظ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اِشْتَاقَ اِلٰی لِقَائِكَ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس دنیا سے آخرت کی طرف اس لئے لے جانا چاہتا ہے تاکہ وہ آپ کو قرب خاص اور عزت وعظمت کی عظیم ترین منزلوں پر فائز فرمادے۔ یہ سند معضل ہے۔ اسے ابن سعد، شافعی اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد محمد بن علی سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً نقل کیا ہے۔ عدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی مسند میں جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد محمد بن علی سے، انہوں نے اپنے والد علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً نقل کیا ہے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ملک الموت رسول اللہ ﷺ کے پاس حالت مرض میں آئے۔ اس وقت حضور ﷺ کا سر مبارک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش میں تھا۔ ملک الموت نے اجازت طلب کی اور کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''تم واپس جاؤ۔ ہم مصروف ہیں۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابوالحسن! جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ ملک الموت ہیں۔'' پھر فرمایا: ''بلا تامل اندر آجاؤ۔'' ملک الموت اندر داخل ہوئے تو کہا: ''آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ملک

چھت کی طرف نگاہیں جمادیں اور یہ فرمایا:

اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی.

یا اللہ! میں رفیق اعلیٰ(1) کو اختیار کرتا ہوں۔

یہ الفاظ سنتے ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ حالت صحت میں حضور ﷺ انبیاء کرام کے وصال کے متعلق جو کچھ فرمایا کرتے تھے۔ اب وہی کچھ ہو رہا ہے اور حضور ﷺ نے اللہ پاک کے پاس جانا پسند کر لیا ہے۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم آپس میں یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو وصال سے پہلے دنیا میں رہنے یا آخرت کی طرف جانے کا اختیار دیا جائے گا۔ آخری مرض میں میں نے سنا حضور ﷺ بھاری آواز میں یہ فرما رہے تھے:

مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا.

ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ ساتھی کیا ہی اچھے ہیں۔

حضور ﷺ کی زبان اقدس سے یہ کلمات سن کر ہمیں یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ کو دنیا و آخرت میں سے کسی ایک کو پسند کر لینے کا اختیار دے دیا گیا ہے (اور آپ ﷺ نے دنیا کے مقابلے میں آخرت کے ساتھیوں کو پسند کر لیا ہے)۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ میری آغوش میں آرام فرما تھے کہ آپ ﷺ پر بے ہوشی سی طاری ہوئی۔ میں آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر ہاتھ پھیرنے لگی اور صحت یابی کی دعا کرنے لگی فَجَعَلْتُ اَمْسَحُ وَجْھَهٗ وَاَدْعُوْلَهٗ بِالشِّفَاءِ حضور ﷺ نے فرمایا:

"صحت یابی کی دعا نہ کرو بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ سے جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کے سے مبارک اور عظمت والے ساتھی مانگتا ہوں۔"

احمد، ابن سعد اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "ہر نبی کی روح قبض کر لی جاتی ہے پھر

1۔ رفیق اعلیٰ سے مراد یا تو ملائکہ ہیں یا انبیاء کرام یا ذات باری تعالیٰ (مترجم)۔

باب

عالم نزع کے معجزات

خوشبوئے رسول ﷺ

بزار اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند صحیح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کو میں نے اپنے سینے سے لگا رکھا تھا۔ جب روح پاک جسم اطہر سے باہر نکلی تو ایسی خوشبو محسوس ہوئی کہ اس سے زیادہ پاکیزہ خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگھی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ کو بوسہ دیا اور عرض کیا:

مَا اَطْیَبَكَ حَیًّا وَمَا اَطْیَبَكَ مَیِّتًا.

آپ حالت حیات میں بھی کتنے پاکیزہ اور خوشبودار تھے اور اب حالت وصال میں بھی کتنے پاکیزہ اور خوشبودار ہیں۔

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وصال کے دن میں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے سینہ اقدس پر رکھا (تو میرا ہاتھ اتنا خوشبودار ہو گیا کہ) پھر کئی ہفتے گزر گئے۔ میں کھانا کھاتی اور وضو کرتی مگر میرے ہاتھ سے کستوری کی مہک ختم نہ ہوتی تھی۔

مہر نبوت کا اٹھ جانا

بیہقی اور ابو نعیم، واقدی رحمہم اللہ تعالیٰ سے اور وہ اپنے شیوخ رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کو نبی کریم ﷺ کے وصال کے بارے میں شک ہوا۔ بعض نے کہا: آپ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔ بعض نے کہا وصال نہیں ہوا۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا ہاتھ حضور ﷺ کے شانوں کے درمیان رکھا تو فرمایا:

بلاشبہ آپ ﷺ وصال فرما چکے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے شانوں کے درمیان سے مہر

وہ پوچھتا ہے کہ آپ (ﷺ) اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "اے جبریل! میں اپنے آپ کو مغموم اور غمگین پاتا ہوں۔" دوسرے دن پھر جبریل امین آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور وہی بات کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے آپ کو مغموم اور غمگین پاتا ہوں۔" تیسرے دن پھر جبریل امین حاضر ہوئے۔ ان کے ساتھ ملک الموت بھی تھے۔ علاوہ ازیں ایک ایسا فرشتہ بھی تھا جو خلا میں رہتا ہے جو نہ کبھی آسمان پر گیا اور نہ زمین پر آیا۔ اس فرشتے کا نام اسماعیل ہے۔ یہ ایسے ستر ہزار فرشتوں کا نگران ہے جن میں سے ہر ایک مزید ستر ہزار فرشتوں کا نگران ہے۔

جبریل امین ان سے آگے بڑھے اور بارگاہ نبوی میں عرض کرنے لگے: "اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزت و تکریم کی خاطر مجھے بطور خاص آپ کے پاس بھیجا ہے۔ وہ ایسی بات دریافت فرماتا ہے جس کا اسے آپ ﷺ سے زیادہ علم ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ آپ (ﷺ) اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے آپ کو مغموم اور غمگین پاتا ہوں۔" بعد ازاں ملک الموت نے دروازے پر آکر اجازت طلب کی۔ جبریل امین نے کہا ملک الموت آئے ہیں اور حاضر ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ انہوں نے آپ سے پہلے کبھی کسی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ کبھی آئندہ مانگیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "انہیں اجازت دے دو۔" چنانچہ وہ اندر آگئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے پھر کہنے لگے:

إِنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَنِيْ وَأَمَرَنِيْ أَنْ أُطِيْعَكَ فِيْمَا أَمَرْتَنِيْ إِنْ أَمَرْتَنِيْ أَنْ أَقْبِضَ نَفْسَكَ قَبَضْتُهَا وَإِنْ أَمَرْتَنِيْ أَنْ أَتْرُكَهَا تَرَكْتُهَا.

اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور یہ حکم فرمایا ہے کہ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں۔ اگر آپ یہ حکم دیں کہ میں آپ کی روح قبض کرلوں تو میں ایسا کرلوں گا اور اگر آپ مجھے یہ حکم دیں کہ میں اسے قبض نہ کروں تو میں نہیں کروں گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "اے ملک الموت! کیا تم ایسا کرو گے؟"

ملک الموت نے کہا: "جی ہاں مجھے یہی حکم ملا ہے۔" اتنے میں جبریل امین بولے:

إِنَّ اللّٰهَ قَدِ اشْتَاقَ إِلٰى لِقَائِكَ.

اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

آ پہنچی۔ میرے ساتھی مرتد ہو گئے مگر میں اسلام پر ثابت قدم رہا۔ بعد ازاں میں مدینہ منورہ کی طرف عازم سفر ہوا۔ راستے میں ایک راہب ملا۔ میں نے اسے صورت حال بتائی تو اس نے ایک کتاب نکالی اور اس میں غور و فکر کرنے لگا۔ میں نے حضور ﷺ کی زیارت کے وقت آپ ﷺ کے جو اوصاف اور خدوخال دیکھے تو بعینہ انہی کا تذکرہ اس کتاب میں موجود تھا۔ حضور ﷺ کے وصال کا وقت بھی اس میں لکھا ہوا تھا۔ یہ چیزیں دیکھ کر میرا ایمان تازہ ہو گیا اور میری بصیرت ایمانی میں اضافہ ہو گیا پھر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور انہیں یہ سارا ایمان افروز واقعہ سنایا۔

ابن سعد، واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ سے اور وہ اپنے شیوخ رحمۃ اللہ علیہم سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عمان کے عامل تھے۔ ایک یہودی نے ان کے پاس آ کر کہا: "اگر میں آپ سے کوئی اہم سوال کروں تو کیا مجھے آپ کی طرف سے کوئی خطرہ تو نہ ہو گا؟" انہوں نے فرمایا: نہیں۔" یہودی بولا: "میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ کو کس نے ہمارے پاس بھیجا ہے؟" انہوں نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ نے۔" یہودی نے کہا: "کیا آپ یقین سے کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔" حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "ہاں۔" یہودی کہنے لگا: "اگر تمہاری بات برحق ہے تو جان لو کہ آج ان کا وصال ہو گیا ہے۔" پھر کچھ عرصہ بعد حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس وصال نبوی کی خبر آ پہنچی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت حارث بن عبداللہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف روانہ فرمایا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ کا وصال ہو جائے گا تو میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوتا (میں یمن آیا تو کچھ عرصے کے بعد) ایک یہودی عالم میرے پاس آیا اور کہنے لگا: "محمد ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔" میں نے پوچھا: "کب؟" اس نے کہا: "آج۔" حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت اگر میرے پاس کوئی ہتھیار ہوتا تو میں اس سے لڑ پڑتا۔ پھر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط مجھے مل گیا جس میں حضور ﷺ کے وصال کی خبر تھی۔ میں نے مذکورہ عالم کو بلا کر پوچھا: "تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟" اس نے کہا: "ہماری کتاب میں اس نبی کا تذکرہ موجود ہے کہ ان کا وصال فلاں دن ہو گا۔" میں نے پوچھا: "حضور ﷺ کے بعد ہمارا کیا حال ہو گا؟" اس نے کہا: "تمہاری چکی پینتیس سال تک گردش کناں رہے گی۔ اس سے ایک دن بھی زیادہ نہ ہو گا۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

الموت نے اس سے پہلے کبھی کسی کے اہل بیت پر سلام کیا تھا اور نہ کبھی بعد میں کریں گے۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ "الاوسط" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر یہ فرمانے لگے: "اے جبریل! تم کہاں ہو؟" حضور ﷺ کبھی ہاتھ مبارک آگے بڑھاتے اور کبھی سمیٹ لیتے تھے۔ میں نے جبریل کی ایسی آواز سنی جو کسی نے نہیں سنی۔ وہ کہہ رہے تھے: "لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ."

آخری وصیت

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد حکومت میں حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور کہنے لگے: اے امیر المومنین! یہ بتائیے کہ رسول خدا ﷺ نے آخری بات کونسی ارشاد فرمائی تھی۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو۔" انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ حضور ﷺ کے آخری الفاظ یہ تھے "الصلاۃ الصلاۃ" یہ سن کر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "انبیاء کرام کے آخری الفاظ ہمیشہ یہی ہوتے ہیں۔"

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وصال کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ نے سب سے آخری وصیت یہ فرمائی:

اَلصَّلٰوۃَ اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ.

نماز قائم رکھنا۔ نماز قائم رکھنا اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں سے حسن سلوک کرنا۔

حضور ﷺ کے سینہ مبارک سے معلوم ہوتا تھا جیسے آپ ﷺ بار بار یہی کلمات دہرا رہے ہوں مگر زبان سے ادا نہ ہو سکتے تھے۔

سنائی دی جسے وہ نہیں پہچانتے تھے۔ آواز یہ تھی:

اِغْسِلُوْا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ ثِیَابُہٗ.

نبی کریم ﷺ کو کپڑوں میں ہی غسل دے دو۔

ابن ماجہ، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے لگے تو اندر سے کسی منادی کی آواز آئی:

لَا تَنْزِعُوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَمِیْصَہٗ.

اللہ کے رسول ﷺ کے جسد پاک سے قمیص نہ اتارتا۔

ابن سعد اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کو غسل دینے والوں کی آراء مختلف ہو گئیں۔ انہیں اجنبی آدمی کی آواز سنائی دی۔ کوئی کہہ رہا تھا:

اِغْسِلُوْا نَبِیَّکُمْ وَعَلَیْہِ قَمِیْصُہٗ.

اپنے نبی پاک ﷺ کو اس حال میں غسل دو کہ قمیص آپ کے زیب تن رہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کی روایت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً نیز غیلان، ابن جریر، حکم بن عتیبہ اور منصور رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی نقل فرمائی ہے۔

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کی سعادت حاصل کی۔ غسل دیتے ہوئے وہ فرما رہے تھے:

بِأَبِیْ وَاُمِّیْ طِبْتَ حَیًّا وَّمَیِّتاً.

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ حیات ظاہری میں بھی پاکیزہ اور بے عیب رہے اور وصال کے بعد بھی پاکیزہ اور بے عیب ہیں۔

ابو داؤد، حاکم، بیہقی اور ابن سعد رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند حضرت سعید بن مسیب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کی سعادت حاصل کی۔ میں دیکھنے لگا کہ کیا آپ ﷺ کے ساتھ دیگر میتوں والا کوئی معاملہ پیش آتا ہے یا نہیں مگر مجھے ایسی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ پس آپ ﷺ کی ذات بابرکات (وصال سے پہلے) حیات ظاہری میں بھی پاکیزہ اور بے عیب تھی اور وصال کے بعد بھی پاکیزہ اور بے عیب رہی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ

نبوت اٹھالی گئی ہے۔اسی علامت سے آپ ﷺ کے وصال کا صحیح پتہ چلا۔

اس روایت کو ابن سعد نے واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ سے، انہوں نے قاسم بن اسحاق سے، انہوں نے اپنی والدہ سے، انہوں نے ان کے والد قاسم بن اسحاق سے، انہوں نے ان کے والد قاسم بن محمد بن ابو بکر سے اور انہوں نے اُمّ معاویہ سے بھی نقل فرمایا ہے۔

آسمان سے "وامحمداہ" کی آواز آنا

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو ملک الموت روتے ہوئے آسمان کی طرف روانہ ہوئے۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں نے آسمان سے آتی ہوئی ایک آواز سنی۔ کوئی پکار پکار کر کہہ رہا تھا: "وَامُحَمَّدَاہ."

باب

وصال نبوی کے متعلق اہل کتاب کا خبر دینا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں یمن میں تھا۔ وہاں کے دو آدمی مجھے ملے جو بڑے ہی باہمت اور جہاندیدہ انسان تھے۔ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق باتیں کرنے لگا۔ وہ کہنے لگے: "جو بات تم کر رہے ہو، اگر وہ سچ ہے تو پھر جان لو کہ تمہارے نبی کو وصال فرمائے تین دن گزر گئے ہیں۔" بعد ازاں میں ان دونوں کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ ابھی ہم راستے میں ہی تھے کہ ہمیں ایک قافلہ ملا جو مدینہ منورہ سے آ رہا تھا۔ ہم نے ان سے حالات دریافت کئے تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ چند دیگر واسطوں سے حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یمن میں ایک عالم سے میری ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا: "اگر تمہارا صاحب واقعی نبی ہے تو پیر کے دن اس کا انتقال ہو گیا ہو گا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کعب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حیرہ کے ایک وفد کے ہمراہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے ہمیں اسلام کی دعوت دی اور ہم مسلمان ہو گئے۔ پھر ہم حیرہ واپس آ گئے۔ کچھ عرصہ بعد رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس طرح کی روایت نقل کی ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ عبدالواحد بن ابو عون سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "جب میرا وصال ہو جائے تو تم مجھے غسل دینا۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میں نے کبھی کسی میت کو غسل نہیں دیا۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "یہ کام تمہارے لئے آسان ہو جائے گا۔" حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے آپ ﷺ کو غسل دیا تو جس عضو پاک کو بھی ہاتھ لگاتا تھا، وہ بہ آسانی الٹ جاتا تھا۔ حضرت فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے ایک پہلو مبارک کو تھام رکھا تھا اور وہ کہہ رہے تھے: "علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جلدی کرو۔ میری کمر ٹوٹ رہی ہے۔"

باب

نماز جنازہ کا منفرد انداز

حضور نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ بھی بالکل منفرد انداز سے ادا کی گئی۔ نہ کوئی امام تھا اور نہ جنازے کی مشہور دعا پڑھی گئی بلکہ ہر کسی نے بارگاہ نبوت میں صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا۔

ابن اسحاق اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول پاک سید لولاک ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو سب سے پہلے آپ ﷺ کے پاس مردوں کو حاضر ہونے کی اجازت دی گئی۔ وہ ٹولیوں کی صورت میں آتے رہے اور امام کے بغیر آپ ﷺ پر نماز جنازہ پڑھتے رہے۔ پھر عورتیں آئیں اور انہوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ پھر بچے داخل ہوئے اور انہوں نے نماز جنازہ پڑھی پھر غلام آئے اور انہوں نے بھی نماز جنازہ پڑھی۔ کسی نے بھی ان کی امامت نہیں کی۔

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کفن پہنا کر چارپائی پر لٹایا گیا اور قبر انور کے کنارے لایا گیا تو لوگوں نے گروہ در گروہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دی۔ کسی نے ان کی امامت نہیں کی۔

ابن سعد، ابن منیع، حاکم، بیہقی اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ (الاوسط میں) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو ہم نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! آپ کو غسل کون دے گا؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے

میں اسلام قبول کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ راستے میں ذو قربات حمیری سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے پوچھا: "کہاں کا ارادہ ہے؟" میں نے اسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا۔ وہ بولا: "اگر وہ سچا نبی ہے تو اب تہ مزار ہو گا۔" میں اس کی بات سن کر روانہ ہو گیا۔ راستے میں مجھے ایک سوار ملا۔ اس نے خبر دی کہ حضور نبی رحمت علیہ کا وصال ہو گیا ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذویب ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں پتہ چلا کہ حضور علیہ علیل ہیں۔ یہ خبر سن کر سب قبیلہ والے پریشان ہو گئے۔ میں نے ساری رات جاگتے ہوئے گزار دی۔ صبح ہونے کو تھی کہ میں سو گیا۔ اتنے میں غیب سے آواز سنائی دی۔ کوئی کہہ رہا تھا:

خَطْبٌ اَجَلُّ اَنَاخَ بِالْاِسْلَامِ بَیْنَ النَّخِیْلِ وَمَعْقِدِ الْآطَامِ

قُبِضَ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ فَعُیُوْنُنَا تَذْرِی الدُّمُوْعَ عَلَیْہِ بِالتَّسْجَامِ

نخلستان اور ٹیلوں کے سنگم پر دین اسلام پر بہت بڑی مصیبت آن پڑی ہے۔ حضور نبی کریم محمد رسول اللہ علیہ کا وصال ہو گیا ہے اور ہماری آنکھوں سے اشکوں کا سیل رواں جاری ہے۔

میں گھبرا کر اٹھا۔ دیکھا تو صرف سعد الذابح (1) نامی تارا نظر آیا۔ مجھے پتہ چل گیا کہ حضور نبی کریم علیہ کا وصال ہو گیا ہے۔ میں مدینہ منورہ آیا تو وہاں کے لوگ زار و قطار رو رہے تھے۔ ان کی گریہ وزاری کی آواز اتنی اونچی تھی جیسے حجاج کرام احرام باندھ کر بہ آواز بلند تلبیہ کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا: "یہ کیا ہے؟" مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ علیہ کا وصال ہو گیا ہے۔

باب

غسل کے وقت ظاہر ہونے والے معجزات

ابن سعد، ابوداؤد، حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضور نبی کریم علیہ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو کہنے لگے: قسم بخدا! ہم کچھ نہیں جانتے کہ عام میت کی طرح آپ علیہ کے کپڑے اتار کر غسل دیں یا کپڑوں میں ہی غسل دے دیں۔ جب آراء مختلف ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان سب پر نیند طاری کر دی اور ہر شخص کی ٹھوڑی اس کے سینے سے جا لگی۔ پھر گھر کے ایک گوشے سے کسی آدمی کی آواز

1۔ آسمان کے دس مخصوص تاروں کو سعود النجوم کہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو سعد کہا جاتا ہے۔

اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کی طرف جو کچھ نازل کیا گیا وہ آپ نے کماحقہٗ پہنچادیا۔ آپ نے اپنی امت کی بھرپور خیر خواہی فرمائی اور راہ خدا میں جہاد کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت و عظمت عطا فرمادی۔ حضور ﷺ اپنی امت کی خیر خواہی فرماتے رہے اور راہ خدا میں جہاد کرتے رہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا کلمہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں سے بنادے جو وحی الٰہی کی پیروی کرتے ہیں اور آپ کے بعد ہمیں دین اسلام پر ثابت قدمی عطا فرما اور آپ ﷺ کو اور ہمیں ایک جگہ جمع فرما۔"

لوگ آمین آمین کہتے جاتے تھے۔ مردوں کے بعد عورتوں نے حاضری دی پھر بچوں نے۔

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے محمد بن ابراہیم تیمی سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

ابن سعد، ابو حازم مدنی رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو مہاجرین ٹولیوں کی صورت میں اندر داخل ہوئے، نماز جنازہ پڑھی (یعنی درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا) اور باہر نکل گئے پھر اسی طریقے پر انصار داخل ہوئے۔ بعد ازاں باقی اہل مدینہ نے یہ شرف حاصل کیا۔ جب مرد فارغ ہوئے تو عورتیں داخل ہوگئیں۔ وہ فرط غم کے باعث بلند آواز سے جَزع فَزع کررہی تھیں۔ اچانک مکان کے اندر کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ گھبرا کر خاموش ہوگئیں۔ کوئی کہہ رہا تھا:

"اللہ تعالیٰ کے پاس ہر فوت ہونے والے پر صبر و تسلی دلانے کا اہتمام ہے۔ اس کے پاس ہر مصیبت کا نیک بدلہ اور ہر نقصان کی تلافی کا انتظام ہے۔ جس کو بہتر بدلہ مل گیا، اس کا نقصان پورا ہوگیا۔ حقیقی مصیبت زدہ وہ ہے جس کو اپنی مصیبت کا نیک بدلہ نہ مل سکا۔"

باب

تدفین سے متعلق معجزات

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ وصال کے فوراً بعد آپ ﷺ کی تدفین عمل میں نہ لائی گئی بلکہ اسے چند دن تک مؤخر کیا گیا۔ نیز آپ ﷺ کے اپنے مکان میں اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ علاوہ ازیں تدفین کے موقع پر بہت سے معجزات رونما ہوئے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیر

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیا۔ انہیں عام میتوں سے بالکل برعکس صورت حال دکھائی دی۔ وہ کہہ رہے تھے:

بِأَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّیْ مَا أَطْيَبَكَ حَيًّا وَمَيِّتاً.

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کتنے ہی بے عیب اور پاکیزہ تر ہیں۔ حیات ظاہری میں (وصال سے پہلے بھی) اور وصال کے بعد بھی۔

ابن سعد، بزار اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند یزید بن بلال حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی کہ میرے علاوہ کوئی آپ کو غسل نہ دے۔ جو بھی میرا ستر دیکھے گا اس کی آنکھیں بے نور ہو جائیں گی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بوقت غسل میں آپ ﷺ کے جسم اقدس کے جس حصے کو ہاتھ لگاتا، میرے ساتھ تیس آدمی اسے الٹ دیتے تھے غسل سے فارغ ہونے تک یہی صورت حال جاری رہی۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بہ سند ابو معشر حضرت محمد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "جسد اطہر کے جس عضو پاک کو بھی ہم غسل دینے کا ارادہ کرتے تھے، (کسی غیر مرئی قوت کے ذریعے) وہ خود بخود اٹھ جاتا تھا۔ جب ہم مقام ستر کے قریب پہنچے تو گھر کی جانب سے مجھے یہ آواز سنائی دی: "اپنے نبی کے مقام ستر کو نہ کھولنا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علباء بن احمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ کو غسل دے رہے تھے۔ اتنے میں یہ آواز سنائی دی: "اے علی! اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاؤ۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیا۔ غسل دیتے ہوئے آپ کہہ رہے تھے:

بَأَبِیْ أَنْتَ طِبْتَ حَيًّا وَطِبْتَ مَيِّتًا.

میرے (ماں) باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ حیات ظاہری میں بھی پاک صاف اور بے عیب رہے اور اب بھی بعد از وصال بھی پاک صاف اور بے عیب ہیں۔

غسل کے وقت ایسی پاکیزہ خوشبو پھیل گئی کہ اس جیسی خوشبو لوگوں نے پہلے کبھی نہیں سونگھی تھی۔

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے:

مَامَاتَ نَبِیٌّ اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ.

جب بھی کسی نبی کا وصال ہوا، اسے وہیں دفن کیا گیا جہاں اس کی روح قبض ہوئی۔

چنانچہ جس بچھونے پر حضور ﷺ کا وصال ہوا اسے وہاں سے ہٹایا گیا اور اسی جگہ آپ ﷺ کی خاطر قبر مبارک کھودی گئی۔ اس روایت کی کئی موصول اور مرسل سندیں ہیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن ابو ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا تَوَفَّی اللّٰہُ نَبِیًّا قَطُّ اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ تُقْبَضُ رُوْحُہٗ.

جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو وفات دی، اسے روح قبض ہونے کی جگہ پر ہی دفن کیا گیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سالم بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، جو کہ اصحاب صفہ میں سے ہیں، روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرہ مبارکہ میں داخل ہوئے۔ جب باہر نکلے تو آپ سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ ﷺ! وفات پا چکے ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "ہاں" لوگوں کو آپ کی بات پر پورا یقین آ گیا۔ لوگوں نے پوچھا ہم آپ ﷺ کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں گے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "تم ٹولیوں کی صورت میں حاضر خدمت ہو کر درود و سلام عرض کرتے جاؤ گے۔" لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات بھی مان لی اور مزید استفسار کرنے لگے کہ "کیا آپ ﷺ کی تدفین بھی ہو گی۔" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "ہاں۔" انہوں نے کہا: "کہاں؟" فرمایا: "جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح پاک قبض فرمائی۔ بلاشبہ پاکیزہ مقام پر آپ ﷺ کی روح پاک قبض کی گئی ہے۔" لوگوں نے یقین کر لیا کہ بات ایسے ہی ہے جیسے آپ فرما رہے ہیں۔

جائے وصال کی فضیلت

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین کے متعلق صحابہ کرام میں اختلاف پیدا ہونے لگا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

قریبی اہل بیت کے مرد بہت سے ایسے ملائکہ کے ساتھ مل کر مجھے غسل دیں گے جو تمہیں نظر نہ آئیں گے مگر وہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے۔" ہم نے عرض کی: "آپ ﷺ کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا؟" فرمایا: "جب تم غسل دے کر خوشبو لگالو اور کفن بھی پہنالو تو مجھے اپنی اس چارپائی پر لٹادینا اور قبر کے پاس لے جانا۔ بعد ازاں تھوڑی دیر کے لئے تم سب باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے جبریل علیہ السلام مجھ پر نماز جنازہ پڑھیں گے، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام اور پھر ملک الموت فرشتوں کے لشکر کے ساتھ نماز جنازہ پڑھیں گے پھر میرے اہل بیت مجھ پر نماز جنازہ پڑھیں۔ اس کے بعد تم سب ٹولیوں کی صورت میں یا اکیلے اکیلے داخل ہو جانا۔" ہم نے عرض کی: "آپ ﷺ کو قبر میں کون اتارے گا؟" فرمایا: "میرے اہل بیت بہت سے ملائکہ کے ساتھ۔ یہ ملائکہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے مگر وہ تمہیں نظر نہیں آئیں گے۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عبدالملک بن عبدالرحمان رحمۃ اللہ علیہ سے صرف سلام الطویل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے مگر علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "المطالب العالیہ" میں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر گرفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج کے مطابق اس روایت کو عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ سے مسلمہ بن صالح نے بھی روایت کیا۔ پس یہ روایت سلام الطویل کی روایت کی تابع اور شاہد ہے۔ علاوہ ازیں بزار رحمۃ اللہ علیہ نے چند دیگر واسطوں سے بھی روایت مذکورہ کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو چارپائی پر رکھا گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "کوئی آپ ﷺ کی نماز جنازہ میں امامت نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ حیات ظاہری کی طرح پس از وصال بھی امام ہیں۔ لوگ گروہ در گروہ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوتے رہے اور آپ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھتے رہے۔ کسی نے ان کی امامت نہیں کی (نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ یہ تھا کہ) وہ تکبیر کہتے اور بارگاہ نبوت میں یوں سلام عرض کرتے تھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَشْهَدُ اَنْ قَدْ بَلَّغَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ وَنَصَحَ لِاُمَّتِهٖ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى اَعَزَّ اللّٰهُ دِيْنَهٗ وَنَصَحَ لِاُمَّتِهٖ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَتَمَّتْ كَلِمَتُهٗ اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْنَا مِمَّنْ يَّتْبَعُ مَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ وَثَبِّتْنَا بَعْدَهٗ وَاجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ.

اے نبی مکرم ﷺ! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور آپ میرے حجرے میں مدفون ہوئے تو میرے والد گرامی نے فرمایا:

هٰذَا خَيْرُ اَقْمَارِكَ.

یہ تیرا سب سے افضل ترین چاند ہے۔

چادر بچھانا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور میں سرخ رنگ کی چادر رکھی گئی۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ صرف حضور نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ حدیث پاک نقل فرمائی ہے مگر اس میں حضرت وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مذکور نہیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری لحد میں میری چادر بچھا دینا۔ زمین کو انبیاء کے جسموں پر کچھ قدرت حاصل نہیں۔“

بزار رحمۃ اللہ علیہ بہ سند صحیح حضرت ابن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کو قبر انور میں چھپا لینے کے بعد ہم نے اپنے دلوں میں عجیب سی کیفیت محسوس کی۔

ابن سعد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا مدینہ منورہ کی ہر چیز تاریکی میں ڈوب گئی۔ آپ ﷺ کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد ابھی ہم نے اپنے ہاتھ جھاڑے ہی تھے کہ ہمارے دلوں کی عجیب سی حالت ہو گئی۔

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے وصال نبوی ﷺ کا دن دیکھا۔ اس سے زیادہ (پریشان کن اور) برا دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

باب

تعزیت کے معجزات

ملائکہ کی تعزیت

حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو فرشتوں نے آ کر اہل بیت سے تعزیت کی۔ انہیں فرشتوں کی

کے دن رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور جمعہ کی شب آپ ﷺ کو دفن کیا گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیر کے دن رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا۔ آپ ﷺ نے وہ دن، اگلی رات اور اگلا دن بھی گزارا۔ پھر اس سے اگلی رات آپ ﷺ کو دفن کیا گیا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن سورج کے ڈھلنے سے لے کر منگل کے غروب آفتاب تک اپنی چارپائی پر موجود رہے۔ لوگ نماز جنازہ پڑھتے رہے (یعنی درود وسلام پیش کرتے رہے) اور آپ ﷺ کی چارپائی قبر کے کنارے پڑی رہی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیر کے دن رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا سوموار اور منگل کے دن آپ ﷺ باہر ہی رہے اور بدھ کے دن آپ ﷺ کی تدفین ہوئی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کی روایت حضرت عثمان بن محمد اخنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کی ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی معتمر بن سلیمان سے اور انہوں نے اپنے والد سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابراہیم بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا حضور نبی کریم ﷺ (وصال کے بعد) کتنے دن اس زمین پر موجود رہے؟ انہوں نے کہا: "تین دن۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو تین دن تک آپ ﷺ کو دفن نہ کیا گیا اور لوگ ٹولیوں کی صورت میں حاضر خدمت ہو کر نماز جنازہ پڑھتے رہے (یعنی درود وسلام پیش کرتے رہے) نہ تو انہوں نے صفیں بنائیں اور نہ کسی امام نے انہیں نماز پڑھائی۔

انبیاء کا مدفن

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کی تدفین کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہو گیا۔ کسی نے کہا آپ ﷺ کو اپنی مسجد میں دفن کرنا چاہئے اور کسی نے بقیع میں دفن کرنے کی تجویز دی۔ حضرت ابو بکر

شاید یہ ہمارے نبی علیہ السلام کے بھائی حضرت خضر علیہ السلام ہیں جو حضور علیہ السلام کے وصال پر ہماری تعزیت کرنے آئے ہیں۔

ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم علیہ السلام کا وصال ہوا اور تعزیت کا سلسلہ شروع ہوا تو کسی شخص کے آنے کی آہٹ سنائی دی مگر وہ دکھائی نہ دیا۔ اس نے آکر کہا:

"اے اہل بیت! السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتهٗ. اللہ تعالیٰ کو ہر مصیبت سے چھٹکارا دینے، ہر ہلاک ہونے والے کا نعم البدل عطا کرنے اور ہر نقصان کی تلافی کرنے پر قدرت حاصل ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور اسی کی رحمت سے امید وابستہ کرو۔ حقیقی محروم وہ ہے جسے ثواب اور نیک بدلے سے محروم کر دیا جائے۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "جانتے ہو۔ یہ کون شخص ہے؟ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔"

حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام کی تعزیت

سیف بن عمر رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الردہ" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ علیہ السلام کا وصال ہوا تو اہل بیت کی آہ و فغاں کا شور بلند ہوا جسے مسجد میں بیٹھے ہوئے آدمیوں نے بھی سن لیا۔ جب ان کا شور تھم گیا تو انہوں نے سنا، کوئی شخص دروازے پر آکر یوں سلام کر رہا تھا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ اور کہہ رہا تھا:

"ہر ایک نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ قیامت کے دن تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ جان لو! اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر ایک کا بدلہ اور ہر خوف سے نجات کا سامان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید وابستہ کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ مصیبت زدہ وہ ہے جسے ثواب سے محروم کر دیا گیا ہو۔"

انہوں نے پوری توجہ سے یہ آواز سنی اور رونا بند کر دیا۔ پھر اس شخص کو دیکھنا چاہا مگر وہ نظر نہ آیا اور وہ دوبارہ رونے لگے۔ اچانک دوسرے منادی کی آواز سنائی دی:

"اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اور ہر حال میں اس کی حمد کرو، تمہارا شمار مخلصین میں ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو ہر مصیبت سے چھٹکارا دینے اور ہر نقصان کا بدلہ دینے پر قدرت حاصل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور اسی کی رحمت کو کافی سمجھو۔ مصیبت زدہ تو وہ ہے جسے ثواب

اِنَّ اَحَبَّ الْبِقَاعِ اِلَى اللّٰهِ مَكَانٌ قُبِضَ فِيْهِ نَبِيُّهٗ.

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب ترین مقام وہ ہے جہاں اس کے نبی علیہ السلام کا وصال ہوا۔

لحد

احمد، ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے رسول اللہ علیہ السلام کے لئے قبر کھودنا چاہی تو اس وقت مدینہ منورہ میں دو گورکن تھے ایک ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صندوقی قبر بناتے تھے اور دوسرے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو لحد بناتے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو آدمیوں کو بلایا۔ ایک کو ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اور دوسرے کو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیج دیا اور یہ دعا کی: "یا اللہ! تو اپنے رسول پاک علیہ السلام کی قبر کے لئے اپنی پسند ظاہر فرمادے۔" چنانچہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے۔ وہ آئے اور انہوں نے لحد بنائی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ بہ سند عبداللہ بن ابو طلحہ، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کی قبر انور کے متعلق صحابہ کرام کی آراء میں اختلاف ہو گیا۔ بعض نے شق والی (صندوقی) قبر بنانے کی تجویز دی اور بعض نے کہا کہ لحد بنائی جائے۔ بہر حال سب نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عرض کی: "یا اللہ! تو اپنے نبی کے لئے اپنی مرضی ظاہر فرما دے۔" پھر کہنے لگے: "ابو عبیدہ اور ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف آدمی بھیجتے ہیں۔ ان میں سے جو پہلے آجائے، وہ اپنی مرضی کی قبر کھودے۔" چنانچہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے آگئے۔ انہوں نے کہا: "مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے لحد کو پسند فرمایا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ السلام خود بھی لحد کو دیکھتے تو اسے پسند فرماتے تھے۔"

تین چاند

ابن سعد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں آگرے ہیں۔ میں نے (اپنے والد گرامی) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواب کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

يُدْفَنُ فِي بَيْتِكَ ثَلَاثَةٌ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ.

دنیا کی تین افضل ترین ہستیاں تمہارے مکان میں مدفون ہوں گی۔

کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تمہارا افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے۔ اس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ تمہارا درود وسلام مجھ پر پیش کیا جاتا ہے؟"

صحابہ کرام نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! آپ کے وصال کے بعد درود وسلام آپ ﷺ پر کیسے پیش کیا جائے گا؟" حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ رَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَأْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ.

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ اخبار المدینہ میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ کَلَّمَہٗ رُوْحُ الْقُدُسِ لَمْ یُؤْذَنْ لِلْأَرْضِ أَنْ تَأْکُلَ مِنْ لَحْمِہٖ.

جس سے روح القدس کلام کرلے، زمین کو اجازت نہیں کہ اس کا گوشت کھائے۔

زبیر اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انبیاء کرام (کے جسموں) کا گوشت نہ تو زمین خراب کر سکتی ہے اور نہ اسے درندے کھا سکتے ہیں۔

باب

قبر مبارک میں زندہ وسلامت ہونا

حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ و سلامت موجود ہیں اور اس میں آپ ﷺ نماز بھی پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو سلام عرض کرنے والوں کا سلام بارگاہ نبوت میں پہنچاتا ہے اور حضور ﷺ ان کے سلام کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔

قبر انور پر فرشتے کا تقرر

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "الترغیب" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھے گا، میں اسے خود سن لوں گا اور جو دور سے درود بھیجے گا اسے مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔"

موجودگی کا احساس تو ہوتا تھا مگر وہ نظر نہ آتے تھے۔ فرشتے آکر یوں کہتے تھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَاءً مِّنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّخَلْفًا مِّنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَثِقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمَحْرُوْمُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

اے اہل بیت! تم پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر مصیبت سے چھٹکارا دینے کا انتظام اور ہر نقصان کی تلافی کا اہتمام موجود ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرو اور اسی سے امید رحمت وابستہ رکھو۔ حقیقی محروم وہ ہے جسے اجر و ثواب اور نیک بدلے سے محروم کر دیا جائے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبَرَکَاتُہٗ.

حضرت خضر علیہ السلام کی تعزیت

حاکم، بیہقی اور ابن ابی دنیار حمہم اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو صحابہ کرام نے حضور ﷺ کو گھیر لیا اور آپ ﷺ کے آس پاس جمع ہو گئے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کی داڑھی سرخی مائل سفید تھی...... تنومند اور روشن رو...... لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے آیا اور خوب رویا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:

"اللہ تعالیٰ کو ہر مصیبت سے چھٹکارا دینے، ہر نقصان کا بدلہ دینے اور ہر ہلاک ہونے والے کا نعم البدل عطا کرنے پر قدرت حاصل ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور اسی سے لو لگاؤ۔ حقیقی مصیبت زدہ وہ ہے جس کے نقصان کو بہترین بدلے کے ساتھ پورا نہ کیا جائے۔" یہ کہہ کر وہ شخص واپس پلٹ گیا۔ صحابہ کرام ایک دوسرے سے پوچھنے لگے: "کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟" حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

نَعَمْ هٰذَا اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَضِرُ.

ہاں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے بھائی حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

ابن ابی دنیار حمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لَعَلَّ هٰذَا الْخَضِرُ اَخُوْ نَبِيِّنَا جَاءَ يُعَزِّيْنَا عَلَيْهِ.

ہیں۔ وصال کے بعد میرا علم ایسا ہی ہوگا جیسا کہ حیات ظاہری میں ہے۔"(اِنَّ عِلْمِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَعِلْمِیْ فِی الْحَیَاۃِ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے۔ پھر اگر انہوں نے میری قبر کے پاس آ کر یا محمد کہا تو میں ضرور انہیں جواب دوں گا۔"

نام لے کر سلام پہنچانا

ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ پر جو امتی درود و سلام پڑھتا ہے، اس کا درود و سلام حضور ﷺ تک بایں الفاظ پہنچایا جاتا ہے "فلاں شخص آپ ﷺ پر درود بھیج رہا ہے اور فلاں شخص آپ ﷺ پر سلام عرض کر رہا ہے۔"

سلام کا جواب عطا فرمانا

ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص مجھ پر سلام عرض کرے گا، اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دے گا اور میں اس کے سلام کا جواب دوں گا۔"

اذان واقامت کی آواز

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں واقعہ حرہ کی راتوں میں مسجد نبوی میں اکیلا ہوتا تھا۔ جب بھی نماز کا وقت ہوتا، مجھے قبر مبارک کے اندر سے اذان کی آواز سنائی دیتی تھی۔ (وَمَا یَأْتِیْ وَقْتُ صَلَاۃٍ اِلَّا سَمِعْتُ الْاَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ)

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ "اخبار المدینہ" میں حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے محروم کر دیا جائے۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

هٰذَا الْخَضِرُ وَإِلْيَاسُ حَضَرَا وَفَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یہ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے وصال پر حاضر ہوئے ہیں۔

ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ بہ سند حسن حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد لوگ ایک دوسرے کی تعزیت کریں گے۔" یہ فرمان نبوی سن کر لوگ سوچنے لگے کہ آخر ایسا کیونکر ہوگا؟ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو واقعی (سب لوگ غم سے نڈھال تھے اور) ایک دوسرے سے ملتے اور وصال نبوی پر ایک دوسرے کو دلاسے دیتے تھے۔

باب

قبر مبارک پر نماز پڑھنے کی حرمت

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک پر نماز پڑھنا حرام کر دیا گیا۔

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس مرض میں، جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا، یہ فرماتے سنا:

"اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ ﷺ کی قبر مبارک باہر (کہیں کھلی جگہ پر) بنائی جاتی مگر خطرہ یہ تھا کہ کہیں اسے سجدہ گاہ نہ بنالیا جائے۔"

باب

جسد پاک کی حفاظت

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ وصال کے بعد مزار اقدس میں آپ ﷺ کے جسد اطہر پر زمین کا کچھ اثر نہ ہوا۔

ابن ماجہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

"جب میرا وصال ہو جائے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ لینا۔ جو انسان بھی مصیبت کے وقت یہ کلمات پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بہتر بدلہ عطا فرما دیتا ہے۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے وصال جیسے صدمہ جانکاہ کا بھی کوئی بدلہ ہو سکے گا۔" فرمایا: "ہاں، میرا بھی۔"

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت عطاء بن ابورباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کسی پر کوئی مصیبت آن پڑے تو میرے (وصال کے) صدمے کو یاد کر لینا۔ یہ سب سے بڑا صدمہ ہے۔"

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ الاوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے پردہ ہٹا کر دیکھا تو لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"الحمد للہ۔ کسی نبی کا اس وقت تک وصال نہیں ہوا جب تک اس کے کسی امتی نے اس کی امامت نہ کر لی۔"

اس کے بعد حضور ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"اے لوگو! میرے بعد تم میں سے کوئی شخص جب کسی صدمے سے دوچار ہو تو میرے (وصال کے باعث پہنچنے والے) صدمے کو یاد کر کے اپنے صدمے پر صبر حاصل کر لے۔ میرے بعد میرا کوئی امتی کسی ایسی مصیبت سے دوچار نہ ہو گا جو میرے وصال کے صدمے سے زیادہ درد انگیز اور المناک ہو۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کو یاد کر کے انہوں نے کہا: "ہائے مصیبت! اس صدمے کے بعد جب بھی ہم پر کوئی تکلیف آئی تو ہم نے وصال نبوی کے صدمہ جانکاہ کو یاد کر لیا۔ جس کے باعث ہمیں اپنی تکلیف آسان معلوم ہونے لگی۔"

باب

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کی اجازت

خطیب رحمۃ اللہ علیہ "رواۃ مالک" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (اپنی تاریخ میں) اور اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

''اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا فرشتہ ہے جسے اس نے ساری مخلوق کی آواز سننے کی قوت عطا فرمائی ہے۔ وہ میری قبر کے پاس کھڑا رہے گا اور جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھے گا، وہ اس کا درود مجھ تک پہنچادے گا۔''

زمین میں گشت کرنے والے فرشتے

امام احمد، نسائی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ (الشعب میں) نیز بزار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے فرشتے ہیں جو زمین میں گشت کرتے رہتے ہیں اور وہ مجھ تک میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔''

حضرت ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

ہر جگہ سے درود و سلام پہنچنا

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فضیلت درود میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلُّوْا عَلَيَّ وَسَلِّمُوْا حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَسَيَبْلُغُنِيْ سَلَامُكُمْ وَصَلَاتُكُمْ.

تم جہاں کہیں بھی ہو، مجھ پر درود و سلام پڑھتے رہنا، تمہارا درود و سلام مجھ تک پہنچ جائے گا۔

درود پاک سے سو حاجات کا پورا ہونا

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے جمعہ کے دن اور جمعہ کی شب مجھ پر سو بار درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمادے گا۔ ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی۔ درود پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جو میری قبر میں اس طرح درود پہنچائے گا جیسے تمہارے پاس تحائف لائے جاتے

اجازت مانگ رہے ہیں۔" میں نے دیکھا کہ دروازہ کھل گیا اور یہ آواز آئی:

اُدْخِلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى حَبِيْبِهٖ فَاِنَّ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ مُشْتَاقٌ.

دوست کو اپنے دوست کے پاس لے آؤ۔ دوست اپنے دوست سے ملنے کا مشتاق ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابو طاہر موسیٰ بن محمد بن عطاء مقدسی جھوٹا ہے۔ اس نے یہ حدیث عبدالجلیل مری سے روایت کی ہے جو کہ مجہول ہے۔

غزوات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دوران حیرت انگیز مناظر اور دیگر واقعات

حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین کرامتیں

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ میں نے ان کی معیت میں بہت سے حیرت انگیز منظر دیکھے۔ ایک سے ایک عجیب تر۔ ہم دریا کے کنارے پہنچے تو انہوں نے فرمایا:

سَمُّوا اللّٰهَ تَعَالٰى وَاقْتَحِمُوْا.

بسم اللہ پڑھ کر دریا میں کود جاؤ۔

چنانچہ ہم بسم اللہ پڑھ کر دریا کے اندر گھس گئے اور بہ آسانی اسے عبور کر لیا۔ صرف ہمارے اونٹوں کے پاؤں کے تلوے پانی سے گیلے ہوئے۔ واپسی پر ہم حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں ایک صحرا سے گزر رہے تھے۔ ہمارے پاس پانی ختم ہو گیا۔ حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانی کی شکایت کی تو انہوں نے دو رکعت نماز ادا کر کے بارگاہ الٰہی میں دست دعا بلند کر دیئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے بادل ڈھال کی مانند چھا گئے اور پانی سے لبریز مشکوں کے منہ کھل گئے۔ ہم نے جی بھر کر پانی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔ پھر وہاں ہی راستے میں حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے انہیں ریگستان میں دفن کر دیا۔ تدفین کے بعد ابھی تھوڑی سی مسافت طے کی تھی کہ ہمیں خیال آیا کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی درندہ حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کو کھا جائے۔ یہ خیال آتے ہی ہم واپس مڑے مگر وہاں ان کا جسم موجود نہ تھا۔

سے روایت کرتے ہیں کہ ایام حرہ میں رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک سے مجھے مسلسل اذان و اقامت کی آواز سنائی دیتی رہی یہاں تک کہ سب لوگ واپس آگئے۔

انبیاء کرام زندہ ہیں

ابو یعلی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَآءٌ فِی قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ.

انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے رہتے ہیں۔

باب

حیات و وفات میں اُمّت کی بہتری

حارث رحمۃ اللہ علیہ (اپنی مسند میں) نیز ابن سعد اور قاضی اسماعیل رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت بکر بن عبد اللہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حَیَاتِیْ خَیْرٌلَّکُمْ وَمَوْتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَمَا کَانَ مِنْ حَسَنٍ حَمِدْتُ اللّٰہَ عَلَیْہِ وَمَا کَانَ مِنْ سَیِّیءٍ اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰہَ لَکُمْ.

میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے۔ نیک عمل دیکھ کر میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کروں گا اور برا عمل دیکھ کر تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کروں گا۔

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے بہ سند صحیح حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

باب

وصال نبوی......ایک صدمہ جانکاہ

ابن سعد، واقدی رحمہما اللہ تعالیٰ سے، وہ شبل بن علاء سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

کرتے ہیں۔ اہل فارس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اسلام کے مجاہد دریا کو پایاب کر لیں گے۔ انہوں نے بڑی سرعت کے ساتھ بہت سا مال جمع کیا اور ساتھ لے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمان صفر 16 ھ میں اس شہر میں داخل ہوئے اور کسریٰ کے باقیماندہ محلات کے علاوہ شیریں اور بعد والے بادشاہوں کے جمع شدہ خزانوں پر قابض ہو گئے۔

پیالہ

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دریا کو عبور کرنے کے واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”ہم اپنے گھوڑوں اور جانوروں کو لے کر دریائے دجلہ پر اس طرح چھا گئے کہ اس کے کناروں سے کسی کو پانی نظر نہ آتا تھا۔ جب ہم اہل فارس تک پہنچے تو ہمارے گھوڑوں کے ایالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ ہنہنا رہے تھے۔ جب انہوں نے یہ صورت حال دیکھی تو بھاگ کھڑے ہوئے اور پیچھے مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے۔ ہمارے لشکر کی کوئی چیز پانی میں نہیں گری سوائے ایک پیالے کے۔ دراصل وہ پرانی رسی سے بندھا ہوا تھا۔ وہ ٹوٹی تو پیالہ پانی میں جا گرا پھر ہواؤں اور موجوں کے تھپیڑوں نے اس پیالے کو باہر دھکیل دیا اور اس کے مالک نے اسے اٹھالیا۔“

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو بکر بن حفص بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریا کو پایاب کر رہے تھے اور انہیں گھوڑے تیرا کر لے جا رہے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَاللّٰهِ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ وَلِيَّهٗ وَلَيُظْهِرَنَّ دِيْنَهٗ وَلَيَهْزِمَنَّ عَدُوَّهٗ اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي الْجَيْشِ بَغْيٌ اَوْ ذُنُوْبٌ تَغْلِبُ الْحَسَنَاتِ.

اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ قسم بخدا! وہ اپنے دوست کی مدد کرے گا، اپنے دین کو غالب کرے گا اور اپنے دشمن کو شکست دے گا بشرطیکہ لشکر میں ایسی خطائیں نہ ہوں جو نیکیوں پر غالب آجائیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ”یہی عظمتیں دین اسلام کے شایان شان

کرتے ہیں کہ جب میرے والد صاحب بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس لے جانا اور اجازت مانگ کر کہنا۔ یہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے پاس دفن ہونا چاہتا ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو مجھے حضور ﷺ کے پہلو میں دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ ملے تو بقیع میں لے جا کر دفن کر دینا۔" چنانچہ آپ کی میت دروازے کے سامنے لائی گئی اور عرض کیا گیا:

هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ قَدْ اِشْتَهٰى اَنْ يُّدْفَنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَوْصَانَا فَاِنْ اُذِنَ لَنَا دَخَلْنَا وَاِنْ لَّمْ يُؤْذَنْ لَنَا اِنْصَرَفْنَا.

یہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہیں۔ ان کی خواہش تھی کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس مدفن نصیب ہو جائے اور انہوں نے ہمیں اس بات کی وصیت کی تھی۔ اگر اجازت ہو تو ہم اندر داخل ہو کر انہیں حضور ﷺ کے پہلو میں دفن کر دیں ورنہ ہم پلٹ جائیں گے۔

اچانک آواز آئی:

اُدْخِلُوْا وَكَرَامَةً.

عزت و کرامت کے ساتھ انہیں اندر لے آؤ۔

ہمیں آواز تو سنائی دی مگر کوئی آدمی دکھائی نہ دیا۔ خطیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں بہت زیادہ غرابت ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سرہانے بٹھا لیا اور فرمایا: "اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جب میرا وصال ہو جائے تو اپنے مبارک ہاتھوں سے مجھے غسل دینا جن سے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تھا پھر مجھے خوشبو لگا کر حجرۂ عائشہ کے سامنے لے جانا جہاں رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں اور وہاں دفن کرنے کی اجازت مانگنا۔ اگر دروازہ کھل جائے تو مجھے اندر لے جانا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کر دینا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمادے۔" حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں غسل دینے اور کفن پہنانے کے بعد سب سے پہلے میں دروازے پر حاضر ہوا اور عرض کی:

"یا رسول اللہ ﷺ! یہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی

عالم تھا کہ لکڑیوں کو کنارے پر پھینک رہا تھا مگر اس طغیانی کے باوجود وہ پانی کے اوپر چلنے لگے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ ابو مسلم خولانی نے دریا کے کنارے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور اس واقعے کو یاد کیا جب اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کے لئے سمندر کو پایاب کر دیا تھا۔ پھر انہوں نے اپنے گھوڑے کو جھڑ کا تو وہ دریا میں کود گیا۔ سب لوگ بھی اس کے پیچھے کود گئے یہاں تک کہ انہوں نے دریا کو عبور کر لیا پھر ابو مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

"کیا تمہاری کوئی چیز گم ہوئی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی بازیافت کی دعا کریں گے۔"

زہر نے اثر نہ کیا

ابو یعلی، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابو سفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حیرہ پہنچے تو لوگوں نے آپ کو ناصحانہ انداز میں کہا: "زہر سے بچنے کی کوشش کرنا۔ یہ عجمی لوگ کہیں تمہیں زہر نہ پلا دیں۔" انہوں نے فرمایا: "زہر لے آؤ۔" انہوں نے زہر ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ پڑھ کر منہ میں ڈال دیا۔ زہر نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے چند دیگر سندوں سے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ ان میں یہ الفاظ ہیں: فَأُتِيَ بِسَمٍّ سَاعَةٍ (فوراً مار ڈالنے والا زہر لایا گیا)

ابو نعیم، کلبی رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ خلافت صدیقی میں جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیرہ کو فتح کرنے کے ارادے سے آئے تو اہل حیرہ نے عبدالمسیح نامی شخص کو آپ کی طرف بھیجا۔ اس کے پاس زہر ہلاہل موجود تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "ادھر لاؤ۔" آپ نے وہ زہر ہاتھ میں لیا اور یہ دعا پڑھ کر منہ میں ڈال دیا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَآءٌ.

اللہ تعالیٰ کے نام سے...... اس خدا کے نام سے جو زمین و آسمان کا پروردگار ہے......

اس خدا کے نام سے جس کے نام کی برکت سے کوئی بیماری نقصان نہیں دے سکتی۔

یہ حیرت انگیز صورت حال دیکھ کر عبدالمسیح اپنی قوم کے پاس واپس آ گیا اور ان سے کہنے لگا: "اے میری قوم! اس نے تو زہر ہلاہل کھا لیا ہے اور اس کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ تم ان سے صلح

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ الفاظ کا مفہوم یہ ہے "میں نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر دریا کو عبور کر لیا۔"

ایک اور روایت کا مفہوم یہ ہے "انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ریت کے ٹیلے کے نیچے سے پانی نکل آیا۔ سب نے جی بھر کر پانی پیا اور چل دیئے۔ ان میں سے ایک شخص وہاں اپنا کچھ سامان بھول گیا۔ وہ واپس آیا۔ اس نے دیکھا کہ اب وہاں پانی موجود نہیں تھا۔ وہ اپنا سامان لے کر چلا گیا۔"

ایک اور روایت کا مفہوم یہ ہے "جب حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو ہمارے پاس پانی موجود نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیئے اور بارش برسنے لگی۔ ہم نے حضرت علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دے کر سپرد خاک کر دیا۔ وہاں سے چلے جانے کے بعد ہم دوبارہ وہاں گئے تو ان کی قبر کے نام ونشان کا بھی پتہ نہ چلتا تھا۔"

دریائے دجلہ میں کود پڑنا

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ابن الدقیل سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریائے شیر کے کنارے پر پہنچے تو کشتیاں تلاش کیں تاکہ لوگوں کے ساتھ دریا کو عبور کیا جائے۔ انہیں پتہ چلا کہ اہل فارس نے تمام کشتیوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ وہ ماہ صفر کے چند دن وہاں ٹھہرے رہے۔ اچانک دریا کی موجوں میں طغیانی آ گئی اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں کود کر اسے عبور کر لیتے ہیں باوجودیکہ دجلہ کا بہاؤ خطرناک حد تک تیز ہے۔ نیند سے بیدار ہوتے ہی آپ نے دریا کو عبور کرنے کا تہیہ کر لیا اور سب لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: "میں نے اس دریا کو عبور کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔" سب نے آپ کی بات کو مان لیا۔ بعد ازاں آپ نے لوگوں کو دریا میں گھس جانے کی اجازت دی اور فرمایا۔ تم سب یہ کہو:

نَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

یہ کہتے ہوئے سبھی لوگ دریائے دجلہ میں کود پڑے اور دریا کی موجوں کو چیرتے گئے۔ اس وقت دریا کا پانی جھاگ اگل رہا تھا اور اس کی رنگت زرد تھی۔ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ دریا کو عبور کر رہے تھے اور آپس میں اس طرح باتیں کر رہے تھے جیسے زمین پر چلتے ہوئے باتیں

عنہ کو عراق کی طرف روانہ فرمایا۔ وہ سرزمین عراق میں چلتے رہے۔ جب حلوان کے مقام پر پہنچے تو عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے اپنے مؤذن حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی اور کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ. پہاڑ کی جانب سے کسی نے جواب دیا كَبَّرْتَ يَا نَضْلَةُ كَبِيْرًا۔

حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

جواب دینے والے نے کہا: كَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ (یہ دل کے اخلاص والی بات ہے)

مؤذن نے کہا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

پہاڑ سے آواز آئی: بُعِثَ النَّبِيُّ (نبی پاک ﷺ مبعوث ہوئے)۔

مؤذن نے کہا: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ.

پہاڑ سے آواز آئی: كلمةٌ مَقْبُوْلَةٌ (یہ بات بارگاہ الٰہی میں مقبول ہے)۔

مؤذن نے کہا: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ.

پہاڑ سے جواب ملا: اَلْبَقَاءُ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ. (دوام صرف اُمت محمدیہ کو حاصل ہے)۔

مؤذن نے کہا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ.

پہاڑ کی جانب سے جواب ملا: كَبَّرْتَ كَبِيْرًا.

مؤذن نے کہا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

جواب دینے والے نے کہا: كَلِمَةُ حَقٍّ حَرُمَتْ عَلَى النَّارِ. (یہ کلمہ حق ہے۔ یہ کہنے والا آتش دوزخ پر حرام ہے)۔

حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو پہاڑ کی طرف سے آنے والی آواز کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "میں نے تمہاری آواز سن لی ہے۔ اب ذرا نمایاں ہو کر اپنا چہرہ دکھادے۔"

پہاڑ پھٹ گیا اور سفید سر، سفید ریش آدمی نمودار ہو گیا۔ اس کا سر چکی کی مانند تھا۔ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا میں عبد صالح حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی ذؤیب ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجھے درازی عمر کی دعا دی تھی اور وہ آسمان سے نازل ہونے تک مجھے اسی پہاڑ میں ٹھہرا گئے ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ۔ حضور نبی کریم ﷺ کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا: حضور ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔" وصال نبوی کی خبر سن کر وہ دیر تک روتا رہا۔ پھر بولا: "حضور ﷺ کے بعد کون خلیفہ بنا؟" ہم نے کہا: "ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔" اس نے پوچھا: "ان کا کیا حال ہے؟" ہم نے بتایا کہ ان کا بھی وصال ہو گیا ہے۔

ہیں۔ قسم بخدا!! اہل اسلام کے لئے سمندر بھی مسخر کر دیئے گئے ہیں اور خشکی کے راستے بھی۔"

چنانچہ مسلمانوں کا لشکر پانی پر یوں چھایا ہوا تھا کہ کنارے سے پانی نظر نہ آتا تھا۔ اہل لشکر خشکی کی بہ نسبت زیادہ باتیں کر رہے تھے۔ جب وہ دریا کے دوسرے کنارے پر جا نکلے تو معلوم ہوا کہ نہ ان کی کوئی چیز گم ہوئی اور نہ کوئی شخص پانی میں ڈوبا۔

یوم الجراثیم

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمیر صائدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ دریائے دجلہ میں کود پڑے اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر دریا کو عبور کرنے لگے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ.

یہ غالب علم والے کا حکم ہے۔

پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ میرا گھوڑا سیدھا کھڑا ہو جاتا تھا۔ جب وہ تھک جاتا تو ٹیلہ سا نمودار ہو جاتا جس پر وہ بڑے اطمینان سے آرام کر لیتا گویا زمین پر کھڑا ہو۔ مدائن میں اس سے زیادہ حیرت انگیز منظر کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اسی لئے اس دن کو یوم الجراثیم یعنی ٹیلوں کا دن کہا جاتا ہے۔ جب بھی کوئی تھک جاتا، اس کے سامنے ٹیلہ نمودار ہو جاتا جس پر وہ آرام کر لیتا تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت قیس بن ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم دجلہ میں داخل ہوئے تو وہ ٹھاٹھیں مار رہا تھا مگر ہماری خاطر اللہ تعالیٰ نے اسے اس قدر مسخر کر دیا تھا کہ گہرے سے گہرے پانی میں بھی ہمارا شہسوار رکتا تو پانی بمشکل تنگ تک پہنچتا تھا۔

دیو آمدند (جن آگئے)

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حبیب بن صہبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مدائن کی جنگ کے موقع پر جب مسلمانوں نے دریائے دجلہ کو عبور کیا تو اہل فارس پکار اٹھے:

هٰٓؤُلَآءِ جِنٌّ وَلَيْسُوْا بِالْاِنْسِ.

یہ جن ہیں، انسان نہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (الزہد میں) اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سلیمان بن مغیرہ سے اور وہ حمید سے روایت کرتے ہیں کہ ابو مسلم خولانی دریائے دجلہ کی طرف آئے تو اس وقت اس کی طغیانی کا یہ

خوشخبری سنائی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اس کا مصداق آپ کے نبی ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے نبی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی کچھ فرمایا ہے۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے؟" حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے دو ارشادات اسے پڑھ کر سنائے:

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ. (آلعمران:59)

بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم علیہ السلام کی مانند ہے۔ اس نے اسے مٹی سے بنایا پھر اسے فرمایا ہو جا تو وہ ہو گیا۔

یٰاَھْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُهٗ اَلْقٰھَا اِلٰی مَرْیَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلاً. (النسآء:171)

اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے متعلق نہ کہو مگر سچی بات۔ بے شک مسیح عیسیٰ پسر مریم تو صرف اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم کی طرف پہنچایا تھا اور ایک روح تھی اس کی طرف سے۔ پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور یہ نہ کہو کہ تین خدا ہیں۔ ایسا کہنے سے باز آجاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ بے شک اللہ تو معبود واحد ہی ہے۔ وہ اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی لڑکا ہو۔ اسی کا ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہے۔

ترجمان نے ان ارشادات الٰہی کا مفہوم رومی زبان میں بتایا تو رومی قاصد کہنے لگا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعینہٖ یہی صفات ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے نبی سچے ہیں اور وہ وہی نبی آخرالزمان ہیں جن کی آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔" اس کے بعد رومی قاصد مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

اسکندریہ کے سردار کا اعتراف

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

کر لو۔ قدرت نے سارے معاملے کا فیصلہ ان کے حق میں کر دیا ہے۔"

شراب کا شہد بن جانا

ابن ابی دنیار حمتہ اللہ علیہ بہ سند صحیح حضرت خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا۔ آپ نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ عَسَلاً.

یا اللہ اسے شہد بنا دے۔

وہ فوراً شہد بن گیا۔

شراب کا سرکہ بن جانا

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرا۔ اس کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ سرکہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

جَعَلَهُ اللّٰهُ خَلاً.

اللہ تعالیٰ اسے سرکہ بنا دے۔

لوگوں نے دیکھا تو وہ سرکہ ہی تھا باوجود یکہ پہلے وہ شراب تھی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت محارب بن دثار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ آپ کے لشکر میں کچھ لوگ شراب پیتے ہیں۔ آپ نے لشکر کا چکر لگایا تو ایک آدمی کے پاس شراب کا مشکیزہ نظر آیا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ سرکہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ خَلاً.

یا اللہ! اسے سرکہ بنا دے۔

اس آدمی نے مشکیزہ کا منہ کھولا تو واقعی وہ سرکہ ہی نکلا۔ وہ پکار اٹھا:

"یہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی تاثیر ہے۔"

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی

بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ بہ سند ضعیف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ

سب لوگ سیراب ہو جاتے تھے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عام الرمادہ میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے بارش کے لئے یوں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَمُّ نَبِيِّكَ نَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِهٖ فَاسْقِنَا.

یا اللہ! یہ تیرے نبی کریم ﷺ کے چچا ہیں۔ ہم تیری بارگاہ میں ان کا وسیلہ لے کر حاضر ہیں۔ ہمیں بارش سے سیراب فرما۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمادی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اے لوگو! رسول اللہ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہی مقام دیتے تھے جو ایک بیٹا اپنے باپ کو دیتا ہے۔ آپ ﷺ ان کا ادب واحترام فرمایا کرتے اور ان کی قسم کو سچ کر دکھاتے تھے۔ پس تم بھی رسول خدا کی اتباع کرتے ہوئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہی مقام دو اور تمہیں جب کوئی تکلیف پہنچے تو انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا کرو۔" (وَاتَّخِذُوْهُ وَسِيْلَةً اِلَى اللّٰهِ فِيْمَا نَزَلَ بِكُمْ.)

ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زمین کا نگران آپ کے پاس آکر کہنے لگا: "آپ کی زمین سخت پیاسی ہے۔" حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سننے کے بعد دو رکعت نماز ادا کی پھر دعا کے لئے ہاتھ بلند کر دیئے۔ فوراً بادل اُمڈ آئے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زمین پر چھا گئے۔ خوب بارش ہوئی یہاں تک کہ ان کا تالاب بھر گیا۔ یہ گرمی کا موسم تھا۔ آپ نے اپنے گھر کے کچھ آدمی بھیجے اور فرمایا: "جا کر دیکھ آؤ کہ بارش کہاں تک پہنچی ہے؟" انہوں نے وہاں جا کر دیکھا تو پتہ چلا کہ صرف ان کی زمین پر بارش برستی رہی۔ آس پاس کہیں بھی نہیں ہوئی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حضرت ثمامہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کیا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "یا ساریة! الجبل" فرمانا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیز حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن

اس نے سوال کیا کہ ان کے بعد کون خلیفہ بنا؟ ہم نے کہا: "عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔" اس نے کہا: "انہیں کہنا۔ اے عمر! حق کی طرف رہنمائی کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔ خدا کا امر قریب آ چکا ہے۔" حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سارا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھ بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواباً لکھا کہ تم سچ کہتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اس پہاڑ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا وصی موجود ہے۔

حدیث مذکور کی کئی سندیں ہیں جنہیں میں نے "النکت علی الموضوعات" میں بیان کر دیا ہے۔

رومی قاصد مسلمان ہو گیا

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حارث بن عبد اللہ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یرموک میں فروکش ہوئے تو رومی لشکر کے سپہ سالار نے ایک عمر رسیدہ شخص آپ کی طرف بھیجا۔ اس قاصد کا نام جرجیر تھا۔ اس نے آپ کے پاس آ کر کہا: "میں ہامان کا قاصد ہوں جو شہنشاہ روم کی طرف سے شام کا گورنر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میری طرف ایک زیرک شخص بھیج دو جس سے ہم آپ کے ارادوں کے متعلق پوچھ سکیں۔" حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: "تم اس کے پاس چلے جاؤ۔" اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "میں صبح اس کے پاس چلا جاؤں گا۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ مسلمان نماز پڑھنے لگے اور رومی قاصد بڑے غور سے دیکھ رہا تھا کہ مسلمان نماز پڑھ رہے ہیں اور دعا مانگ رہے ہیں۔ وہ اپنے سپہ سالار کی طرف واپس نہ گیا۔" حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھنے لگا: "تم اس دین میں کب سے داخل ہوئے ہو اور اس کی دعوت کا کام کب سے شروع کیا ہے" انہوں نے فرمایا: "بیس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔" "ہم میں کچھ ایسے آدمی ہیں جو رسول کریم ﷺ کے فوراً بعد مسلمان ہو گئے تھے اور چند ایک نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ رومی نے کہا: "کیا تمہارے رسول نے یہ بات بتائی ہے کہ ان کے بعد بھی کوئی رسول آئے گا۔" حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ نیز یہ بھی بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی آپ ﷺ کی آمد کی خوشخبری اپنی قوم کو سنائی تھی۔" رومی بولا: "میں بھی اس بات کا گواہ ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ناقہ سوار (نبی) کی

عصا چھین کر اپنے گھٹنے پہ توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے گھٹنے میں آکلہ کا مرض پیدا کر دیا (جو عضو کو کھا جاتا ہے)۔

حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کا اثر

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں امیر لشکر بنایا گیا۔ جب وہ دشمن کے قریب پہنچے تو کہنے لگے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب کسی قوم کے لوگ اجتماعی دعا کریں اور ان میں سے بعض آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو ضرور شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔ بعد ازاں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر یہ دعا فرمائی: "اے اللہ! ہمارے خون محفوظ فرما اور ہمیں شہداء کا اجر و ثواب عطا فرما۔" اسی اثناء میں دشمن کا امیر اُتر آیا اور سیدھا حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمے میں داخل ہو گیا۔

ابن ابی دنیا اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے ایک قلعہ پر چڑھائی کی اور یہ کلمات پڑھے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ باقی مسلمانوں نے بھی یہی کلمات دہرائے تو قلعہ میں شگاف پڑ گیا۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم سات دن تک ترو تازہ رہا

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جنگ پر جا رہے تھے۔ سمندری سفر میں ان کا وصال ہو گیا۔ کہیں جزیرہ نہ ملا کہ انہیں سپرد خاک کیا جائے۔ بالآخر سات دن کے بعد ایک جزیرہ آیا۔ جہاں انہیں دفن کر دیا گیا۔ اتنے دن گزر جانے کے باوجود ان کے جسم میں کوئی تبدیلی نہ آئی بلکہ وہ بالکل ترو تازہ رہے۔

سانپ

ابن ابی دنیا اور بیہقی بہ سند لیث رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابن عجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنو عذرہ کی ایک عورت کے ساتھ شادی کی۔ ایک دن وہ اپنی بیوی کے پاس آئے تو اس کے بستر پر سانپ نظر آیا۔ وہ بولی جب میں اپنے گھر میں تھی تو یہ سانپ اس وقت سے میرا پیچھا کر رہا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سانپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

مسلمانوں کا لشکر روانہ ہوا۔ میں اس کا امیر تھا۔ ہم اسکندریہ کے قریب فروکش ہوگئے۔ اسکندریہ کے سردار نے کہلا بھیجا کہ کوئی آدمی بھیجو جس سے میں بات چیت کروں۔ میں خود اس کے پاس چلا گیا اور کہا "ہم عرب ہیں۔ ہم خدا کے گھر کے نگہبان ہیں۔ ہمارے لئے زمین تنگ ہوگئی تھی۔ ہماری زندگی اجیرن ہو چکی تھی۔ مردار اور خون ہماری خوراک تھی اور ایک دوسرے پر حملے کرتے رہتے تھے۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں ایک شخص پیدا ہوا جو زیادہ مالدار نہیں تھا۔" اس نے کہا: "میں اللہ کا رسول ہوں۔" اس نے ہمیں ایسی چیزوں کا حکم دیا جو پہلے ہم نہیں جانتے تھے نیز ہمیں اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے غلط طریقوں سے منع کیا مگر ہم نے اسے برا بھلا کہا، اس کو جھٹلایا اور اس کی بات کو رد کر دیا۔ ایک دوسری قوم اس کے پاس حاضر ہوئی اور کہا: "ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں، آپ پر ایمان لاتے ہیں، آپ کی اتباع کرتے ہیں اور آپ سے جنگ کرنے والوں کے خلاف جنگ کرتے ہیں۔" وہ نبی اس قوم کے پاس تشریف لے گئے۔ ہم نے ان کا پیچھا کیا اور وہاں پہنچ کر ان سے جنگ کی مگر وہ ہم پر غالب آگئے۔" یہ باتیں سن کر اسکندریہ کے سردار نے کہا: "اللہ کے رسول کی باتیں سچی ہیں۔ ہمارے پاس بھی اللہ تعالیٰ کے رسول اسی طرح کی تعلیمات لے کر آئے تھے۔ ہمارے چند نوجوان اپنے نفسوں کی پیروی میں لگ گئے اور انبیاء کرام کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا۔ اگر تم نے اپنے نبی کے حکم کی تعمیل کی تو جو بھی تم سے جنگ کرے گا، مغلوب ہو جائے گا اور جو بھی تم پر حملہ آور ہوگا، شکست سے دوچار ہوگا لیکن اگر تم بھی پہلے لوگوں کی طرح اپنے نفسوں کی پیروی میں لگ گئے تو یاد رکھو نہ تمہاری عددی قوت ہم سے زیادہ ہے اور نہ دنیاوی اسباب و وسائل زیادہ ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ

امام بخاری اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب خشک سالی ہو جاتی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے یوں دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ الْيَوْمَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا.

یا اللہ! پہلے ہم اپنے نبی کریم ﷺ کا وسیلہ تیری بارگاہ میں پیش کرتے تھے اور تو ہمیں بارش عطا فرماتا تھا۔ آج ہم اپنے نبی کریم ﷺ کے عم محترم کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ ہمیں بارش سے سیراب فرما۔

اللہ تعالیٰ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ کی برکت سے بارش نازل فرما دیتا اور

یہ پڑھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا، ان کے گلے سے ہاتھ نکال لیا اور ان کے گھٹنے پر اس زور سے ہاتھ مارا کہ وہ سیاہ ہو گیا یہاں تک کہ بکری کے سر کی مانند ہو گیا۔

کالا اژدہا

ابن ابی دنیا اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کا وقت قریب آیا تو بہت سے تابعین وہاں جمع تھے مثلاً حضرت عروہ اور حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ۔ اچانک چھت کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کالا اژدہا چھت سے نیچے آ رہا ہے گویا کھجور کا بہت بڑا تنا ہو۔ وہ سیدھا حضرت عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانب چلا آیا۔ معاً ایک سفید کاغذ آ گرا۔ اس میں یہ کلمات لکھے ہوئے تھے:

مِنْ رَبِّ کَعْبٍ اِلٰی کَعْبٍ لَیْسَ لَکَ عَلٰی بَنَاتِ الصَّالِحِیْنَ سَبِیْلٌ.

کعب کے رب کی طرف سے کعب کے نام! نیک آدمیوں کی بیٹیوں پر تجھے کوئی اختیار حاصل نہیں۔

جب اس نے یہ تحریر دیکھی تو بلند ہونے لگا حتیٰ کہ چھت کے اس سوراخ سے باہر نکل گیا جہاں سے اترا تھا۔

سانپ کا طواف

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس موجود تھا۔ وہ چاہ زمزم کے پاس تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک سانپ آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگائے پھر مقام ابراہیم پر آ کر دو رکعت نماز ادا کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مناسک پورے کر دیئے ہیں (اب تم چلے جاؤ) ہمارے کچھ ایسے آدمی ہیں جن سے ہمیں خطرہ ہے کہ تمہیں نقصان پہنچائیں گے۔ چنانچہ وہ لپٹ کر آسمان کی طرف چلا گیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک سفیدی مائل کالا سانپ دکھائی دیا۔ اس نے بیت اللہ شریف کے گرد سات بار طواف کیا پھر مقام ابراہیم پر آیا۔ یوں دکھائی دے رہا تھا گویا وہ نماز پڑھ رہا ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کے پاس آئے اور اس سے فرمایا:

خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:

يَا سَارِيَةُ بْنُ زَنِيمٍ الْجَبَلَ ظَلَمَ مَنِ اسْتَرْعَى الذِّئْبَ الْغَنَمَ.

اے ساریہ بن زنیم! پہاڑ کی پناہ لو۔ وہ شخص ظالم ہے جس نے بھیڑیئے سے بکریاں چروائیں

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو آپ کا مذکورہ بالا ارشاد لوگوں کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ جب حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مدینہ منورہ میں آئے تو انہوں نے کہا: "اے امیر المومنین! ہم نے دشمن کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ہم نشیبی جگہ پر تھے اور دشمن کا قلعہ بلند جگہ پر تھا۔ جمعہ کے دن فلاں وقت میں نے ایک پکار سنی (یہ بعینہ وہی وقت تھا جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوران خطبہ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارا تھا) کوئی کہہ رہا تھا:

"اے ساریہ بن زنیم! پہاڑ کی پناہ لو۔"

میں اپنے ساتھیوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اس کے بعد تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح سے نواز دیا۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ کلام کیسے فرمایا؟ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ارادی طور پر ایسا نہیں کیا۔ بس یونہی میری زبان پہ از خود یہ کلمات جاری ہو گئے۔"

جہجاہ غفاری کا انجام

بارودی اور ابن سکن رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جہجاہ غفاری حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ اس وقت آپ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ اس نے آپ کے ہاتھ سے عصا چھین کر اسے توڑ دیا۔ اس واقعہ کے ایک سال بعد اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں آکلہ (عضو کو کھا جانے والی بیماری) پیدا فرمادی اور اسی تکلیف سے وہ مر گیا۔

ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ فلیج بن سلیم سے، وہ اپنی پھوپھی سے اور وہ اپنے والد اور چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ دونوں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھے۔ جہجاہ غفاری اٹھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے عصا چھین لیا پھر اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا۔ لوگوں نے واویلا کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جہجاہ کے گھٹنے میں ایسی بیماری پیدا کر دی کہ سال بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ وہ مر گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اچانک جہجاہ غفاری اٹھا اور آپ کے ہاتھ سے

خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؒ کا عظیم شاہکار

تفسیر مظہری

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء
الاستاذ مولانا ملک محمد بوستان صاحب، جناب الاستاذ سید محمد اقبال شاہ صاحب،
اور الاستاذ محمد انور مگھالوی صاحب سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

ان شاء اللہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ۔ کراچی ۰ پاکستان

جلد اس علمی کارنامے کو منصہ شہود پر لانے کا شرف حاصل کرے گا۔

''سن! یہ میری بیوی ہے۔ میں نے مال کے بدلے اس سے شادی کی ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے حلال کیا ہے، تیرے لئے حلال نہیں کیا۔ اب چلا جا۔ اگر تو دوبارہ آیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔''

یہ سن کر سانپ کھسکنے لگا اور دروازے سے باہر نکل گیا پھر آج تک واپس نہیں آیا۔

سیاہ فام آدمی

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور وہ اپنی والدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے روایت کرتی ہیں کہ میں لحاف اوڑھے قیلولہ کر رہی تھی۔ ایک کالا شخص آ گیا اور مجھے دبوچنے لگا۔ اچانک آسمان سے زرد رنگ کا کاغذ اس کے سامنے آ گرا۔ اس نے اٹھا کر پڑھنا شروع کر دیا۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ رَبِّ لَكِيْنِ اِلٰى لَكِيْنِ اَمَّا بَعْدُ فَدَعْ اَمَتِيْ بِنْتَ عَبْدِي الصَّالِحِ فَاِنِّيْ لَمْ اَجْعَلْ لَكَ عَلَيْهَا سَبِيْلًا.

اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے...... لکین کے رب کی طرف سے لکین کے نام! تو میری بندی اور میرے نیک بندے کی صاحبزادی کو چھوڑ دے۔ میں نے تجھے اس پر قابو نہیں دیا ہے۔

یہ تحریر پڑھ کر اس نے میری چٹکی لی اور کہا: ''تیرا وقت قریب آ لگا ہے'' اس کی چٹکی کا نشان تادم آخر میرے جسم پر قائم رہا۔

ابن ابی دنیا اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ ایک اور سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی بستر پر لیٹی ہوئی تھیں۔ اچانک کوئی کالا سا شخص ان کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ اس نے اپنا ہاتھ ان کے گلے میں ڈال دیا۔ اچانک زرد رنگ کا کاغذ آسمان سے زمین کی جانب گرتا ہوا نظر آیا۔ یہ کاغذ ان کے سینے پر آ گرا۔ کالے شخص نے اسے اٹھا لیا اور پڑھنے لگا۔ اس میں یہ کلمات لکھے ہوئے تھے:

مِنْ رَبِّ لَكِيْنِ اِلٰى لَكِيْنِ اِجْتَنِبْ اِبْنَةَ الْعَبْدِ الصَّالِحِ فَاِنَّهٗ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا.

لکین کے رب کی طرف سے لکین کے نام! تو میرے نیک بندے کی صاحبزادی سے کنارہ کش ہو جا۔ تجھے اس پر کچھ قدرت نہیں۔''

صاحبانِ ذوق و محبت اور اربابِ فکر و نظر

مژدۂ جانفزا

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے
بہار آفریں قلم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار
درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے معمور تصنیف

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۰ لاہور

"شاید تم نے اپنے مناسک ادا کر لئے ہیں۔ شہر کے نادان آدمیوں سے مجھے خطرہ ہے کہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔"

یہ سنتے ہی وہ لپٹنا شروع ہو گیا پھر آسمان کی طرف چلا گیا۔

ابدی معجزہ

اس باب میں ایسے معجزے کا ذکر ہے جو عہد نبوی سے لے کر آج تک جاری و ساری ہے۔

کنکریوں کا اٹھ جانا

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا قُبِلَ حَجُّ امْرِیٔ اِلَّا رُفِعَ حَصَاہُ۔

جس آدمی کا حج قبول ہو جائے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں۔

ابو نعیم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (اپنی سنن میں) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کنکریوں کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جو کنکریاں بارگاہ الٰہی میں قبول ہو جاتی ہیں، انہیں اوپر اٹھالیا جاتا ہے۔ اگر یوں نہ ہوتا تو تمہیں کنکریوں کے پہاڑ دکھائی دیتے۔"

ابو نعیم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ (اپنی سنن میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے کنکریوں کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: "جو کنکریاں قبول ہو جاتی ہیں، اٹھالی جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کنکریوں کا شبیر (پہاڑ) بن جاتا۔"

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (اپنی سنن میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے۔ جو (کنکریاں) قبول ہو جاتی ہیں، انہیں اٹھالیا جاتا ہے اور جو قبول نہیں ہوتیں، انہیں وہیں چھوڑ دیا جاتا ہے۔"

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ابدی معجزہ ہمارے پیارے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی نبوت کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ میں حج بیت اللہ کو فرض کیا گیا ہے۔

وَآخِرِ دعوانا ان الحمد للّٰہِ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الکریم المبعوث رحمۃ للعالمین وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ واتباعہٖ اِلٰی یوم الدین۔

خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر حافظ عماد الدین ابو الفداء ابن کثیرؒ کا عظیم شاہکار

تفسیر ابن کثیر

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء علامہ محمد اکرم الازہری، علامہ محمد سعید الازہری، علامہ محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

ان شاء اللہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ۔ کراچی ○ پاکستان

جلد اس علمی کارنامے کو منصۂ شہود پر لانے کا شرف حاصل کرے گا۔